TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY


1884

VICTORIA UNIVERSITY
COLLEGE LIBRARY.

تاریخ اودھ

جلد اول

مفصل و مکمل حالات از نواب سعادت خان برہان الملک
بانی سلطنت اودھ تا خاتم السلاطین جان عالم
واجد علیشاہ بتحقیقی و مستند و واقعات من اولہ تا آخرہ

مؤلفہ
جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری
ابن مولوی محمد عبدالغنی خان ابن مولوی عبدالعلیخان ابن مولوی
محمد عبدالرحمن خان ابن حاجی مولوی محمد سعید خان محدث مدرس اعلی
فارسی مہاراجہ ناتھ ہائی اسکول اودیپور
مولف و مصنف کتب متعددہ متعلق تاریخ طب صرف و نحو و دینیات وغیرہ

فروری ۱۹۰۹ء

[illegible] اعظم [illegible] علی [illegible]

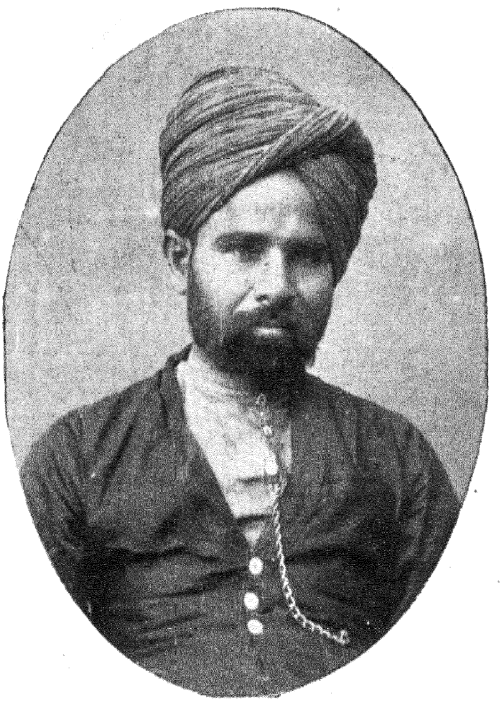
جز ۱ و ۲

تاریخ اودھ

مصنفہ مولوی حکیم نجم الغنی خان صاحب ابن مولوی عبد الغنی خان - ابن مولوی عبد العلی خان ابن مولوی عبد الرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید خان

چونکہ مصنف ہمارے صمیمی دوست ہین اس لئے ہمنے اونکی تصویر کو اس حصے کے ساتھہ شایع کرنا مناسب جانا - مصنف کا نسب نامہ یہی ہے جو ہمنے لکھا تاج التواریخ مین غلطی سے دوسرے طور پر لکھدیا گیا ہے

ایسر ابن علی مالک مطبع



MAULVI MOHMED NAJMULGANI.

THE INDIAN PRESS, ALLAHABAD.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و نعت

چمن مین شجر - شجر مین گل تر - گل تر مین ثمر - ثمر مین شکر - دہن مین زبان - زبان مین بیان - بیان مین حسن - حسن مین ادا - کسنے پیدا کی - ؟ صنعت کردگار نے - قدرت افریدگار نے ؎

ہر آن مین ہر ادا مین تو ہے — ہر آن مین ہر صدا مین تو ہے
بتا ہو کہ پھول ہو کہ بلبل — ہر رنگ مین ہر نوا مین تو ہے

کائنات کا لب لباب کون ہی؟ وہ ذات مقدس جس کو ذات آفریدگار سے یہ نسبت حاصل ہی - جیسا کہ پھول مین بو - اور آفتاب مین ضو - یعنی قریشی ہی فاتح قلوب خیر البشر محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم جن کے غلامون کی قدمبوسی کے فخر حاصل ہونے کی شاہان زمانہ نے آرزو کی ہی - مخالفون کو بھی اس سے چارہ نہین کہ جب وہ دنیا کے بڑے بڑے لوگون کا ذکر کرین تو حضور انور کا ضرور نام لین - اونکی وجہ سے آج دنیا توحید پر قایم ہی - جس دین کی اونہون نے تلقین فرمائی وہ اب بھی اوسیطرح زندہ و تواناہی - وہ شب و روز دنیا کے ہر گوشے مین پکارے جاتے ہین - تمام دنیا کی مخالفت یونانی فلسفہ سوجو وہ سائنس سلطنتونکے اُولٹ پھیر - اونکے قوانین - اور اوس کتاب کو جو اونکی ذریعہ سے دنیا مین آئے ذرا بھی نہ بدل سکے - جو بو وہ اپنی زندگی مین اونہون نے

لگایا تہا اور جس کو اونہون نے اپنے اور اپنے اعزہ و اقارب کے خون سے سینچا تہا وہ پودا اب بہت بڑا درخت ہوگیا ہی - اوسکی جڑین زمین کے انتہای حصے تک پہنچی ہوی ہین - اور اوسکی شاخون نے دنیا کے بڑے بڑے حصے پر سایہ ڈال رکہا ہے - اور خداوند تعالے کی کرورہا مخلوق اس درخت کے سایے مین آرام پا رہی ہی -

مناجات

اے دو جہان کے خالق - اے مخلوق کے حقیقی پرورش کرنے والے ہمین ایمان کی توفیق دے اور ہماری زندگی عزت کی زندگی بنا - اور ہمین برکت عطا فرما تاکہ ہم تیرے دین کے سچے وارث بنین - اور ہماری بددینی اور نارستی - اور بداعمالی کو معاف فرما - تو بڑا مہربان اور کل عالم کا نگہبان ہی - تو ہی سب کو پالتا اور روزی دیتا ہے - تو ہی جلاتا اور مارتا ہی - تو ہی بناتا اور بگاڑتا ہے - تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا - ٭

مقدمہ تاریخ اودھ

عالم اسباب مین ذاتون قدرت نے جو کچھ اصول انسانی مفاد و مضرت کے بارے مین تجویز کیے وہ مختلف الاقسام ہونے کے باسوا زمانے کے تغیرات کا بھی رنگ لئے ہوے ہین - ابتدا سے آفرینش سے وقتی اقتضا اور شخصی ضرورتون نے جو مجبوریان پیش کین اوسکی درستی اور سہولت کے قواعد بہم پہونچانے کا مادہ بھی خدا کی عام بخشش نے بعض دماغون مین پیدا کیا جو ابتدای حالت مین نہایت مختصر حیثیت سی وقتی اور فوری اجراے کام کے واسطے کام مین لائے گئے لیکن زمانہ کے امتداد اور خواہشون کی کثرت نے اون ابتدای قواعد سے نتایج ضروری کا استنباط شروع کیا - جسکا نتیجہ آخری بمقتضاے تمدن قیام سلطنت ہوکر کفیل حل مشکلات عوام ہوا - شاہی احکام نے جس اسلوب اور صولت کے ساتھ مہام امور کے

سر انجام میں مستعدی کا اظہار کیا وہ قابل دید و تحسین ہیں - لیکن یہ دنیا کے پیدائشی اور ظہور لیت کے اطوار و انتظام جس کو قرن گذر گئے کیونکر تم تک پہونچے - یہ پہلو سرور ایک خاص توجہ کے قابل ہے دنیا میں کوئی انسان بلا اعانت غیری اپنی زندگی بسر نہیں کر سکتا کیونکہ ضروریات ذاتی جسپر حیات کا دار و مدار ہے باہمی ارتباط کی مضبوط رسی سے جکڑے ہوئے ہیں جسکا حسن و قبح کچھ وہی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں جن کو قدرتی تغیرات و تبدلات کے خوشنما مناظر کے دیکھنے کی عادت ہے - موالید ثلثہ میں حیوان اور حیوان میں انسان ہی ایک ایسے پیمانے اور طرز و وضع پر مخلوق کیا گیا ہے جو عالم امکان میں خدائی قانون کا زیادہ ذمہ دار ہے - گو انکار اس سے بھی نہیں کہ جمادات و نباتات کے واسطے قدرت نے کوئی قانون و ضابطہ رکھا ہو - الا علم طلاقت لسانی اس کے اظہار کیواسطے سد باب ہے - الغرض قطع نظر مذاہبی اصول کے عقلاً بھی انسان ہی بہت سی ذمہ داریوں کا مرکز قرار پاتا ہے - مگر دنیا میں ایک خاص گروہ انسانی ایسا باعظمت و شان کا طرہ پیچ ذمے لئے ہوئے ہے جسکا نظیر مشکل سے دستیاب ہو سکتا ہے - حضرات یہ گروہ طبقہ مورخین ہے جنھوں نے خاص ہمدردی کے واسطے اپنی پیاری زندگی کے عزیز وقت کو وقف کر دیا ہے مقام غور ہے کہ اگر طبقہ مورخین اس مہتم بالشان کام کو پوری توجہ کے ساتھ تکمیل کو نہ پہنچاتا تو کوئی شخص بھی ایسا ہوتا ؟ جو اپنی پیدائش سے پچاس برس پہلے کے کسی واقعہ کی بابت کچھ واقفیت رکھ سکتا - ہرگز نہیں - چہ جائے کہ ہم آج اسی باہمت گروہ کی بدولت اپنے سے صدیوں پہلے واقعات کو چشم دید واقعات کی طرح بیان کرنے میں پس و پیش نہیں کرتے - گو زمانے کی کم توجہی نے علی العموم ہر علم اور بالخصوص علم تاریخ کے ساتھ بہت ہی کچھ ناروا اور ناگوار برتاؤ کیا - اسکے جگر کاٹے ہوئے اور روشن کیمپ کو پریشانی کی تیر ہوا سے بجھانے کی کوشش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا - لیکن قدرت نے ہمیشہ کی غیر محدود تاریکی سے جس کو فنا کہتے ہیں بچایا اور پابندی قواعد مجربہ عالم **گورنمنٹ انگلشیہ** کو علم تاریخ کا سرپرست قرار دیا جس کے دامن عاطفت نے جراغ علم کو مخالف ہواؤں کے جھونکوں سے محفوظ و مصئون رکھا - ہماری گورنمنٹ کے

جو کچھ شاہانہ الطاف ہمپر روزانہ مبذول ہوتے ہین اوسکی تشریح و توضیح کی چنداں ضرورت نہین کیونکہ ہر اہل علم اوس سے پوری پوری واقفیت رکھتا ہے۔ غرضکہ **علم تاریخ** معلومات احوال ماضیہ کے واسطے پر ضروری ہونے کے علاوہ دانشمندون مین عبرت و آگاہی پیدا کرتا ہے اور حکام کا معاملات ملکی مین معاون و مشیر ہے۔

مسلمان حکمرانان اودھ کی کوئی منقح اور مفصل اور جامع تاریخ اس سے پہلے نہین لکھی گئی انکے جسقدر حالات ہیں وہ مختلف کتابون مین ہین۔ اور اون مین سے بعض کتابین ایسی ہیں کہ اونکے نسخے بہت ہی نادر ہین۔ زبانین اونکی فارسی ہین۔ اور یہ حالات منضبط اور ایک جگہ نہین بلکہ متفرق طور پر پائے جاتے ہیں۔ جنکی تلاش کرنے مین بڑی دردسری ہوتی ہے۔ اس لئے مجھ کو ہیجمیرنے والیان اودھ کی تاریخ نہایت سچائی اور نیک نیتی سے لکھی۔ اس حیثیت پر جیسے کہ ایک مورخ کو بلا تعصب و رعایت لکھنا چاہیے۔ ناظرین آپ دیکھین گے کہ سعادت خان برہان الملک نے نہایت جدوجہد کے ساتھ اودھ کی اطراف مین کس قوت و شدت کی فصل کھینچدی۔ اور اسمین ایک مضبوط حکومت کو قائم کردیا۔ اور وہ حکومت جو ٹکڑے ٹکڑے ہورہی تھی۔ اور ہر ایک بادشاہی افسر مین ملنے اموال و ارواح مین تصرف کرتا تھا اوس کو ایک ریاست واحد کرکے ایک ہی قوم کے لئے دیدیا کسدن اور کس زبان سے اونکی اوس قوت کا ذکر کرون جو اونہون نے اس سرزمین مین حکومت جمانے کے لئے ظاہر کی تھی جس کو اونکے پچھلے جانشینون نے برباد کرکے رکھدیا اور اوس چمکتے آفتاب کو عظمت و اقبال کے آسمان سے نیچے گرادیا اور حکومت کی خودمختاری پر یہانتک غیر قومسے دست درازی کرائی کہ اوسپر اعتراضونکے گولے گولیون کے مینہ کی بوچھار ہونے لگی اور غیر لوگ اوس مین داخل ہوکر نواب گرین گئے جسکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۵۶ء مین ایک غیر قوم کے قبضے کی کارروائی جاری ہوئی۔ اور ایک اولوالعزم فاتح کی اولاد ننگ و عار کی سزا بھگتنے لگی۔ گورنمنٹ انگریزی جس کا دارومدار حکومت انجام و عاقبت بینی پر ہے اوس کی بعض عہود و شرائط و اودھ کے معاملات مین تم کو ایسے نظر آئینگے جو کہین بال سے زیادہ کمزور

اور کمین لوہے سے زیادہ مضبوط ہین - لیکن والیان اودھ کے دور حکومت کے گروپ کو تحقیق کی نظر سے دیکھنے کے بعد وہ طرز مقتضائے وقت ضروری معلوم ہوگی - میرے معاصر مجکو ضرور اس امر پر سرزنش کرینگے کہ مینے مسلمان ہوکر کیون ایک مسلمان حکمران خاندان کا کچا چٹھا لکھا - اور ایسے حالات جو اسوقت تک عام نگاہون سے پوشیدہ اور مشکل الحصول تھے کیون یکجائی جمع کئے لیکن شاہان تیموریہ اور والیان اودھ کے باہمی معاملات پر نظر کرینگے تو پوری طور سے ظاہر ہو جائیگا کہ اس خاندان نے قوی سلطنت کو کیون معرض خطر مین ڈالا - اور وہ کونسی وجہ تھی جسنے تخریب مملکت کے سامان بہم پہنچاکر اہل اسلام کو جو فاتح ہونے کا فخر کہتے تھے مفتوح بناکر آج پستی کی تاریک گہائیون اور تنزل کے انتہائی درجہ کو پہنچایا -

اس انقلاب سلطنت کی اصلیت کے معلوم کرنے کے واسطے ضرورت اس امر کی ہی کہ والیان اودھ کی ہر ایوٹ زندگی اور بیچ کی سالم تصویرین دیکھی جائین - آسایش - غفلت - تعصب عیش - کاہلی - ضعف عقل - پست ہمتی - کم حوصلگی - بزدلی - وعدہ خلافی - داد و دہش مین بے سلیقگی یعنی سخاوت کی جگہ کفایت اور کفایت کی جگہ سخاوت - خود غرضی - لالچ - غیر مستقل مزاجی - ہموقع اولوالعزمی - نفس پرستی - اور دوسری طفلانہ حرکات ریاست و حکومت دولت و عظمت کو کھونے والے ہین -

مینے اس تاریخ مین جسقدر رجانگاہی اور مسلسل کوشش عرقریزی کے ساتھ کی ہی اوس کے واقعی حالات کا اندازہ وہی علم دوست اصحاب کر سکتے ہین جنکو تالیف و تصنیف کی دشوار گزار گھائیون مین سعی مردانہ کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا ہی - اس تالیف سے میرا مقصود والیان اودھ کی عیب جوئی نہین ہی - بلکہ بخیال ہمدردی موجودہ طبقہ رعایا کو عبرت دلانا ہی - تاکہ وہ متنبہ ہوکر اپنے حاکم و محکوم رعایا کی حالت کے ہر طرح پر انصاف کے ساتھ خبرگیران رہکر لطف زندگی و سلطنت اوٹھائین - اور خواص و عوام کو اپنے عدل کا معترف بنائین -

اور اہل ملک جو بحیثیت انسانی بلا خیال مذہب و ملت میرے بھائی ہین - میری اس ناچیز

تحریر کے ذریعے آرام و آسایش پاکر مجھکو میری محنت و جانفشانی کی داد دین اور دنیاے
فانی مین میرے بعد علم دوست اصحاب مین یاد گار کا وسیلہ ہو ؎

غرض نقشے ست کز ما یاد ماند — کہ ہستی را نمے بینم بقاے
مگر صاحب دلے روزے برحمت — کند در حق این مسکین دعاے

جس قوم مین کہ سلسلہ تاریخ نہین ہی وہ ہرچند اپنے مُنہ میان مٹھو بنے لیکن وہ اپنی اسلاف
کا کوئی کارنامہ پبلک کے مواجہ مین پیش نہین کرسکتی جو اوسکی اصلی عزت اور واقعی افتخار
کا ذریعہ ہو فن تاریخ نے انسان کی محدود زندگی کو اس استحکام کے ساتھ غیر محدود وسیع
کردیا ہے جس کا بیان امکان سے باہر ہے - بیشتر قصہ اور کہانیان ہر ملک مین نام بنام
اشخاص مقتدر کی نسبت منسوب ہوکر شہرت پذیر ہین لیکن اونکی سچائی کا معیار بھی تاریخ ہی
اگر تاریخی صفحات مین اونکا پتہ ہے تو واقعی اور اصلی ہین نہین تو بوستان خیال اور طلسم ہوشربا
کے مرتبے سے زیادہ اونکا اعتبار نہین ہی -

میری راست بیانی کا سب سے زیادہ ثبوت اس کتاب کے صفحوں میں ناظرین بعض
شاہان اودھ کی شاعری کی وساطت سے ملیگا جو اپنے عہد حکومت و زندگی مین اونہون نے
خود تصنیف فرماکر واقعات واقعی یا شیخت کا اظہار کیا ہی - ناظرین کتاب کو طبقہ وزرا کی کورنمک
بانمک حلالی کا بھی حیرت بخش مرقع نظر آے گا جنھون نے وہ رویہ اختیار کیا تھا کہ اوس سے
پایا جاتا ہے کہ وہ نہین چاہتے تھے کہ سلطنت اودھ کو قوت حاصل ہو ملک خیر و برکت کا قدم
چومے اور اہل اودھ ترقی و عروج پائین جسکی بنا پر بربادی و تباہی سلطنت کے آثار
پیدا ہوتے - ہم یہ بات یون ہی بے سوچے سمجھے نہین کہتے بلکہ اس پر سیکڑون دلایل موجود
ہین یہ واقعات والیان ملک کی خاص توجہ کے قابل ہین کیونکہ وہ اس کسوٹی پر اپنے
موجودہ ماتحت کارکنون کی عقیدت مندی و خود مطلبی کو کسکر آخر نتیجہ نیک و بد کو بخوبی معلوم
کرسکینگے - ہم سمجھتے ہین کہ اگر یہ خود ہر ایک ایسے لکھنؤ کے اہلکار کی حقارت کرتے تھے

جو اونکی خاطر سے یا اپنے ذاتی اغراض کیوجہ سے سلطنت مین ضعف پیدا ہونے کے سامان مہیا کرتا تھا کیونکہ وہ اگر چہ بیگ پرستے ہین کہ لوگ اونکے لئے اپنے وطنون کی نمک حرامی کرین - مگر وہ نمک حرامون کو پیار نہین کرتے اور گو وہ مقابل او ٹھ کھڑے ہونے والون اور اپنی ملک کی مدافعت کرنے والون کو نفرت سے دیکھتے ہین - مگر اس مین شک نہین کہ وہ جہان وطن کو خواہ وہ کہان ہی کیون ہون تعظیم اور اعزاز کی نگاہ سے دیکھتے ہین - اب مین اس مطلب کو ختم کرکے یہ ہدیہ مختصر یعنی **کتاب تاریخ اودھ** اہل ملک کی نذر کرتا ہون - خدا کرے کہ خلعت قبولیت عام سے ممتاز ہو -

نام اون کتابون کے جن سے اس تاریخ کی تالیف مین مدد لی گئی ہی

عماد السعادت - ذبیر نامہ - خزانۂ عامرہ - منتخب اللباب - مرآت واردات محمد شفیع - ماثر الامرا تنقیح الاخبار فی آثار الادوار - تاریخ احوال سلاطین متاخرین ہند - مرآت جہان نما مولفہ محمد شفیع سیر المتاخرین - تاریخ مالوہ مولفہ سید کرم علی - جہان کشای نادری - درہ نادرہ - عالم[1] شاہی تاریخ مظفری - آئین اکبری - فراست نامہ جلد نمبر سو - جامع التواریخ - جام جہان نما - مولفہ مولوی قدرت اللہ شوق - عزیز القلوب - گیان پرکاش - تاریخ فرخ آباد - مولفہ آرون صاحب - مرآت آفتاب نما - دریاے لطافت - ملخص التواریخ - تکملۂ ذکر ملوک - فرخ بخش تاریخ ہندوستان - مولفہ الفنسٹن صاحب - وقایع راجپوتانہ - روہیلکھنڈ گزیٹر - سفر نامہ ہنگرھ - از انند رام مخلص - چار گلشن محمد شاہی - آثار الصنادید - منتظم التواریخ - مفتاح التواریخ

---

[1] بابر کے عہد سے ۹۵۳ھ ہجری تک کے حالات کہ شاہ عالم ثانی کا عہد تھا جمع کرکے اوسکا نام تاریخ عالم شاہی رکھا ہے - ۱۲

مرآت احمدی - شاہجہان نامہ - گلستان رحمت - گل رحمت - جلد دوم عہد نامجات - تاریخ ہند
مولفہ ذکاء اللہ صاحب جارج نامہ - منتخب العلوم - اخبار حسن - بوستان اودھ - ہملن کی تاریخ - انتخاب
یادگار - تاریخ فرخ آباد مولفہ مولوی سید ولی اللہ - تذکرۂ حکومت المسلمین - انشای فیض بخش
تاریخ اودھ مولفہ گورسہای دلدلالہ بیتی پرشاد ابن دینا ناتھ قانونگوئے شاہ آباد - قنوج جسکو
سنہ ۴۲ ہجری بن غازی الدین حیدر کی جلوس تک لکھا ہے - بشبر دت کی تاریخ محتشم خانی
ہنٹر صاحب کی تاریخ - طلسم ہند - آصف نامہ مثنوی معظم - دُر منظوم - سوانح محمد عباس خان -
آبحیات - ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان - کلیات سودا - کلیات تاسخ - وقایع دلپذیر
جو مناجان کے حالات میں ہی - صبح صادق - تالیفات واجد علیشاہ - تذکرۃ السلاطین جعفائی
حبیب السیر - روضتہ الصفا - انڈین میوزیم کے اندر رکھے ہوئے سکوں کی فہرست -
طبقات الشعرا - حسین شاہی - بل کی تاریخ - تاریخ ہندوستان جیمس گرینڈ - شاہ نوازخانی
شاہ عالم نامہ - مساکن فلسفی - میسر طابی - وقایع عالم شاہی - مرات التاریخ - تاریخ بھوپال

برہان الملک نواب سعادت خان کا نسب نامہ

میر محمد امین - ابن میر محمد نصیر - ابن میر محمد امین - ابن میر محمد جعفر - ابن قاضی میر شمس الدین شہید
ابن سید محمد - ابن سید غیاث الدین محمد - ابن سید علی[۱] - ابن سید سراج الدین علی - ابن سید
اسحاق - ابن سید محمد ابن سید یحیی - ابن سید غیاث الدین - ابن سید محمد[۲] ثانی - ابن سید
موسی - ابن سید قاسم - ابن سید علی ثانی - ابن سید جعفر - ابن سید حسین المقدم[۳] ابن سید
عبدالحی - ابن سید عمر - ابن سید ارقم - ابن سید عبدالقادر - ابن سید تاج الدین - ابن سید[۴] فخر الدین[۵]
ابن سید[۶] زید - ابن موسی کاظم علیہ السلام (۲۷)

---

[۱] یہ نام قیصر التواریخ کی پہلی جلد میں نہیں وزیر نامہ میں ہی ۱۲ [۲] وزیر نامہ میں یہ نام ہی اور قیصر التواریخ میں نہیں ۱۲ [۳] موافق نسخہ وزیر نامہ اور قیصر التواریخ میں لفظ زاہد یا شہید لکھا ہی اور فخر الدین اور زاہد میں
سید علی کا واسطہ ہی ۱۲ [۴] حسین المذکور قیصر التواریخ لکھا ہی - وزیر نامے اور عماد السعادت میں حسین
المقدم ہے ۱۲ [۵] موافق نسخہ وزیر نامہ اور قیصر التواریخ نجم الدین ہی ۱۲

برہان الملک کے خاندان کا حال اور اونکے ہندوستان مین آنے کا بیان

قاضی سید شمس الدین نجف اشرف مین رہتے تھے - صاحب علم تھے شاہ اسماعیل صفوی نے اونھین بلاکر قاضی القضاۃ بنایا - اور نیشاپور مین بہت سی جاگیر عطا کی - سید شمس الدین کے کئی بیٹے تھے - سب سے بڑے بیٹے کا نام سید محمد جعفر تھا محمد جعفر کے دو بیٹے تھے - ایک سید محمد امین دوسرے سید محمد سید محمد امین کے ایک بی بی سے دو بیٹے تھے میر محمد نصیر - اور میر محمد یوسف جیسا کہ عماد السعادت مین مذکور ہی - اور تاریخ اودھ معروف بہ قیصر التواریخ کی پہلی جلد مین میر محمد نصیر اور میر محمد یوسف کو چچازاد بھائی بتایا ہے -

یہ دونون بھائی شاہ عباس ثانی کے عہد مین تھے - بادشاہان ایران کا قاعدہ تھا کہ سفر اور شکار مین کئی شخص بادشاہ کی سواری کے آگے آگے چلتے تھے - اور سارا لشکر پیچھے ہوتا تھا - اتفاقاً ایک دن جنگل مین بادشاہ کی سواری چلی جاتی تھی - ایک شیر نے للکر بادشاہ پر حملہ کیا اور گھوڑے سے گرادیا - میر محمد یوسف گھوڑا دوڑا کے دوڑے اور شیر کو تیغ قبض سے مار ڈالا - بادشاہ چونکہ زرہ پہنے ہوئے تھے اسواسطے کوئی صدمہ نہ پہنچا بادشاہ نے ایسے کارنمایان کے صلے مین چاہا کہ اونھین اپنا وزیر کرین - میر محمد یوسف نے عرض کیا کہ مین سید ہون مجھسے سیاست نہ ہوسکیگی اور بے اسکے انتظام سلطنت غیر ممکن ہی - اس لئے مین اس عہدے سے معافی چاہتا ہون مگر میری یہ آرزو ہی کہ میر محمد نصیر میرا بھائی ابھی تک کنوارا نہین ہوا ہی اوس کا بیاہ رضا قلی بیگ وزیر کی بیٹی سے کرادیا جاے وزیر قوم قزلباش سے تھا - بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ میر محمد نصیر میرا بیٹا ہے اوس کو مینے تیری بیٹی سے کنوارا کیا تاکہ ہمارے اور تیرے درمیان قرابت قایم ہو جاے وزیر نے اس شرط سے اس پیشنہ داری کو قبول کیا کہ اگر اوسکے

بیٹی پیدا ہو تو وہ میری قوم کے آدمی سے منسوب ہو۔ اور یہ رسم ہمیشہ قایم رہی۔ بادشاہ نے قبول کیا۔ اور میر محمد یوسف کو نیشاپور مین بہت سی جاگیر عطا کی۔ میر نصیر سے دو بیٹے اور دو بیٹیان[۱] پیدا ہوئین۔ بڑے بیٹے کا نام میر محمد باقر جھوٹے کا نام میر محمد امین تھا اپنی ایک بہن سے عمر مین بڑے اور ایک بہن سے چھوٹے تھے۔ جب میر محمد نصیر کی اولاد جوان ہوئی اونکی بی بی نے اپنے شوہر سے کہا کہ محمد قلی خان بیگ میری ماں کا بھتیجا نسل بادشاہان ترکمان یعنی مرزا قرا یوسف سے ہے اوسکی بڑی بیٹے جعفر خان بیگ کے ساتھ اپنی بڑی بیٹی کی شادی کردو۔ اور اپنے اوس وعدے کو وفا کرو جو میرے والد سے کیا تھا اونہون نے جواب دیا کہ مین اس شرط سے اپنی بیٹی جعفر خان بیگ خلف محمد قلی خان بیگ کو دے سکتا ہون کہ محمد قلی خان بیگ اپنی بیٹی میرے بڑے بیٹے **میر محمد باقر** سے منسوب کردی محمد قلی خان بیگ نے یہ شرط منظور کرلی اور دونون شادیان ہوگئین۔ جعفر خان بیگ کے بطن سے دو بیٹے اس لڑکی کے پیدا ہوے بڑے بیٹے کا نام مرزا محسن اور چھوٹے کا نام مرزا نعیم تھا۔ میر محمد نصیر نے اپنی چھوٹی بیٹی کو میر محمد شاہ میر پسر میر محمد یوسف کے ساتھ منعقد کیا۔ اس لڑکی کے میر محمد شاہ میر سے دو بیٹیان اور دو بیٹے پیدا ہوے۔ بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد یوسف اور چھوٹے کا نصیر الدین حیدر خان بیگ تھا۔ اور میر نصیر نے اپنے چھوٹے بیٹے **میر محمد امین** کی شادی میر محمد یوسف کی بیٹی کے ساتھ کی میر محمد یوسف کے املاک بہت تھین اسوجہ سے میر محمد امین کو خانہ داماد کیا۔

گورسہائے نے تاریخ اودھ مین لکھا ہے کہ ۱۱۱۸ھ ہجری عہد بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر مین میر محمد نصیر نے ہندوستان کا قصد کیا اونکے بڑے بیٹے میر محمد باقر ہمراہ تھے۔ یہ سفر جہاز کی سواری مین کیا۔ بنگالہ مین جہاز بھیجا۔ میر محمد نصیر نے عظیم آباد مین سکونت اختیار کرلی۔ شجاع الدولہ ناظم بنگالہ انکی خبر اور پرورش رکھنے لگا۔ میر محمد نصیر کے بیٹے محمد باقر کا اس عرصے مین ازدواج ہوا اور اونکی ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جو اپنے چچا نواب برہان الملک کے

[۱] دیکھو عماد السعادت و وزیر نامہ ۱۲

عہد مین **شیر جنگ** کے خطاب سے مشہور ہوا۔ اور محمد شاہ کے عہد مین صفدر جنگ کیطرف سے کشمیر کا صوبہ دار ہوا۔ کچھ دنون کے بعد میر محمد نصیر فوت ہوئے۔ میر محمد امین اونکے بیٹے جو ابھی تک وطن مین تھے اونکو بی بی نے ایک دن کسی بات پر طعنہ دیا۔ صاحب غیرت تھے سنہ ۱۱۲۰ ہجری مین وطن کو چھوڑکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ عظیم آباد پہونچے تو معلوم ہوا کہ اونکے والد مر گئے ہین۔ بعض یہ کہتے ہین کہ میر محمد امین نے نیشاپور مین کچھ ٹھکانہ لیا تھا۔ خسارہ ہوا۔ میرزا یوسف کی ماں نے زیور فروخت کرکے اوس روپیہ کو ادا کردیا۔ میر محمد امین اس خجالت اور غیرت کی وجہ سے ہندوستان مین چلے آئے بہادر شاہ کا عہد تھا[1] بہرصورت میر محمد امین اور میر محمد باقر عظیم آباد سے دہلی چلے گئے۔ بعضے یہ کہتے ہین کہ میر محمد امین کے ہندوستان مین آجانے اور صاحب منصب اور رتبہ ہوجانے کے بعد میر محمد باقر ہندوستان کو آئے اور راہ مین قندہار کے قریب اپنا نکاح کیا اوس زوجہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام نثار محمد رکھا جب ہندوستان مین پہونچے تو فرخ سیر کی ملازمت حاصل کی اور سیادت خان خطاب ملا۔ اور نثار محمد کو محمد شاہ نے خطاب نواب شیر جنگ دیا تھا۔ میر محمد امین المخاطب بہ سعادت خان برہان الملک کے ایک بیٹا اور پانچ بیٹیان ہوئین جنکی تفصیل اونکی سوانح عمری کے آخر مین بیان کیجائیگی۔

میر محمد امین کا دہلی پہنچکر شاہزادونکی جاگیرون کا اجارہ لینا اور معاملہ ایسی خوش وہندی سے رکھنا کہ جسکی وجہ سے رفتہ رفتہ بادشاہی منصب دار ہوجانا اور ہندون بیانہ کی فوجداری پانا۔ اور صوبہ دار اکبرآباد کی بیٹی کے ساتھ عقد نکاح کرنا

[1] دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲

میر محمد امین نے دہلی میں پہنچکر ایک عمدہ حاکم کی رفاقت اختیار کی اور بعض جگہونکی حکومت بھی اوسکی وجہ سے پائی تھوڑے دنونکے بعد نواب سربلند خان صوبہ گجرات سے تعارف ہوگیا اور اوس نے اپنی سرکار مین میر منشی کا عہدہ دیا ایک بار نواب کے خیمے ایک نیچی زمین مین کھڑے ہوگئے تھے شب کو بارش ہوئی نواب کے رہنے کے تمام خیمے مین پانی بھر گیا نواب بہت بیچین رہا اور رتجگہ مین بیٹھا رہا۔ صبح کو میر محمد امین کو اپنے سامنے بلاکر نواب اونپر خفا ہوا اور کہا تمھارے دماغ سے ہوی ہفت ہزاری پائی جاتی ہے اپنے فرض منصبی پر کم اعتنا کرتے ہو۔ میر محمد امین کو یہ لفظ ناگوار گذرے اور اونکی نوکری سے استعفا دیدیا۔

دوسرے دن سربلند خان نے میر محمد امین کو بلاکر معذرت کی۔ مگر اونہون نے نہ مانا۔ اور دلی چلے آئے۔ اور شاہزادونکی جاگیر کا ٹھیکہ لیا۔ جو محاصل اس صیغہ متاجری سے حاصل ہوتا اوس مین سے بھی چہارم بنظر رسوخ شاہزادون کو دیا کرتے تھے۔ جب انکی دیانت اور امانت اور کارگذاری کی شہرت ہوئی تو شاہزادونکے ذریعے سے بادشاہ کی حضوری تک نوبت پہونچی منتخب اللباب اور مآثر الامرا مین ذکر ہے کہ میر محمد امین ابتدا مین منصب ہزاری پر فائز ہوئے اور فرخ سیر کے رفقا مین داخل ہوئے۔ مرآت واردات مین لکھا ہے کہ ایسا منصب والا شاہی کہلاتا ہے جو بادشاہزادگی کے دنون مین زمانہ سلطنت و سریرآرائی سے قبل کسی کو دیا جاے فرخ سیر نے بھی ایسی ہی حالت مین میر محمد امین کو ہزاری منصب دیا تھا جب فرخ سیر تخت نشین ہوا تو محمد جعفر المخاطب بہ تقرب خان خانسامان کو ابتداے جلوس فرخ سیری مین کرورگیری[۵۱] گنج کی خدمت بھی مفوض ہوئی تو اوسکی نیابت مین میر محمد امین مقرر ہوے۔ محمد امین نے راے رتن چند دیوان اعظم قطب الملک عبداللہ خان سے محبت اور دوستی پیدا کرلی۔ اوسنے سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین ہندون بیانہ متعلق صوبہ اکبرآباد کی فوجداری کی سند دلادی

---

[۵۱] کرورگیری محاصلات پر مے۔ سائیوان ۱۲

اس علاقے کی آمدنی اٹھارہ لاکھ روپئے سالانہ تھی محمد امین نے اس علاقے کا بڑی عمدگی سے انتظام کیا۔ سفندوں کو خوب سزا مین دین اور نام پایا اس وجہ سے منصب مین پانصدی کا اضافہ ہوا۔ اور سید حسین علیخان اور عبداللہ خان انکی بہت عزت کرتے اور کارگذار آدمی سمجھنے لگے اونہین دنون نواب محمد تقی خان صوبہ دار اکبر آباد کی بیٹی سے شادی کی۔ لیکن اس شادی سے قبل سید طالب محمد خان آصف جاہی کی بیٹی اونکے نکاح مین تھی بلکہ اس نکاح سے بھی قبل ایک شریف خاندانی آدمی کی بیٹی سے جس خاندان سے اشرف علیخان تھے عقد ہو چکا تھا لیکن بیاہ کے بعد ہی یہ عورت لاولد مر چکی تھی۔ میر محمد امین کی بیٹی جو شجاع الدولہ کی والدہ اور صفدر جنگ کی بی بی ہی بیاہنے مین اپنے والد کے ہمراہ تھی اور اس وقت اوسکی عمر پانچ یا اس سے کچھ زیادہ برسونکی تھی۔

میر محمد امین کا نواب حسین علی خان برادر قطب الملک کے قتل کی سازش مین شریک ہوکر اوسکو مروا ڈالنا

حسین علیخان کا بڑا بھائی عبداللہ خان جو فرخ سیر شہنشاہ ہندوستان کا وزیر اعظم تھا لائق فائق آدمی تھا مگر عیاش اور کاہل بھی تھا اور یہی باعث تھا کہ اوسکی وزارت کا کام اوس کے نائب رتن چند نام ایک ہندو کی سعی و اہتمام پر موقوف تھا جسکی سخت تدبیرون اور خود مختاری کے طورونکی بدولت انتظام اوس کا عام پسند نہ تھا غرضکہ نائب کی بدکرداری اور مہنگی کی غفلت شعاری سے فرخ سیر کو یہ جرات حاصل ہوئی کہ وہ اپنی پوری خود مختاری کی تدبیر سوچنے لگے۔ اور اونکی اس ارادے کی جا بہ جا ہوا بان اور رین کہ وہ اپنے وزیر کو پھانسنا چاہتے ہین عبداللہ خان نے اپنے خلاف سازشون سے خوف کہا کر اپنے بھائی حسین علیخان کو جنسے خم و احتیاط کی ضرورت سے بادشاہی آوردون کو حکومت سے خارج کر کے ساری فوجون کو اپنا جان نثار بنا رکھا تھا خاندیس سے بلایا۔ راجہ جے سنگھ نے بادشاہ کو اسبات پر

بہت سا برانگیختہ کیا کہ اب تھوڑا سا عرصہ باقی رہگیا ہے اگر کوئی معقول تدبیرین بڑے تو جلد عمل مین لامین اور ہرگز کاہلی نہ برتین - مگر وہ بادشاہ ایسے بودے تھے کہ راجہ کی ترغیب وتحریص سے ایسی شجاعت پر بھی آمادہ نہوئے جو بقول شخصے مرتا کیا نہین کرتا مایوسی کے وقت اول کرزور شور اپنا دکھاتی ہے - غرضکہ حسین علیخان دلی مین داخل ہوا اب بادشاہ بڑی ذلت سے اپنے دشمنونکی اطاعت پر مائل ہوئے اگرچہ حسین علیخان شہر کے باہر فوج لیکر پڑا تھا مگر عبداللہ خان کے پہرونکی شہر مین آنے کی اجازت حاصل ہوئی - اور اب یہ نوبت پہونچی کہ بادشاہ کی قسمت کا فیصلہ دونون بھائیون کی صلاح ومرضی پر موقوف رہا - مگر باوصف اسکے بعض بعض امیر بادشاہ کے خیرخواہ اپنے ملازمون اور رفیقون کو ہمراہ اپنے لیکر بادشاہ کی امداد واعانت کی غرض سے آئے مگر حسین علیخان نے شہر مین داخل ہوکر بادشاہ کو زندہ چھوڑنا اپنی سلامتی کے لحاظ سے مناسب نہ سمجھا اور بادشاہ کو جو حقیقت مین بادشاہ کا سایہ تھا محل سرا سے پکڑلائے جہان جان اپنی بچاتے چھپتے تھے اور ماہ فروری ۱۷۱۹ء مطابق ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ہجری مین اونکو خفیہ خفیہ مروا ڈالا جب فرخ سیر سے تخت خالی رہا سیدون نے بادشاہی خاندان کے ایک نوجوان کو رفیع الدرجات کے خطاب سے تخت نشین کیا - مگر یہ بادشاہ سل کی بیماری سے تین مہینے کے بعد مرگیا - اور بعد اوسکے ایک اور جوان کو رفیع الدولہ کے خطاب سے سنہ مذکور مین تخت پر بٹھایا - مگر اوسکی عمر نے بھی وفا نہ کی - چنانچہ وہ بھی تین مہینے سے کم عرصے مین جہان فانی سے گذرا - اگرچہ اوسکے مرنے سے سیدون کو تھوڑا بہت تردد لاحق ہوا - مگر بعد اوسکے ایک نہایت قوی آدمی کو جانشین اوس کا کیا - یہ جوان آدمی روشن اختر تھا جسکا حال اپنی پہلی حالت مین عام لوگون کی حالت سے بہتر نہ تھا یعنی وہ کسی زیور کمال سے آراستہ نہ تھا - ماہ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ ہجری مطابق ماہ ستمبر ۱۷۱۹ء مین یہ شہزادہ محمد شاہ کے خطاب سے تخت پر بیٹھا - محمد شاہ نے اپنی مان کے سکھانے پڑھانے سے سیدون سے علانیہ بگاڑ نہ کیا تھا نہایت حزم اور احتیاط اس معاملے مین برتتے تھے اور بڑی صبر

اور تحمل سے ایسی صورتون کے منتظر تھے جو اونکی استحقاق حکومت کے مدد و معاون اور دعوے سلطنت کے موافق اور مناسب ہوین اور نہایت مخفی طور پر ایسی باتونکو سوچتے تھے جنکے ذریعہ سے اونکو بہت جلد آزادی حاصل ہووے اور اس بڑی خوفناک ارادی مین اصلاح کار اون کا وہ محمد امین خان تھا جسنے فرخ سیر سے جب کنارہ کیا تھا کہ اون کو زبان کا کچا اور خاص اپنے معاملے مین پیٹ کا ہلکا پایا تھا - اگرچہ سیدون کے زور و قوت اور غرور و نخوت سے محمد امین خان کمال متنفر تھا مگر کام ناکام اُسنے زمانہ سازی کی راہ سے موافقت پیدا کی تھی محمد امین خان چین بہادر محمد شاہ سے ترکی زبان مین بات چیت کرتا تھا - اگرچہ سیدونکے رشتہ دار اور آوردے بادشاہ کو گھیرے رہتے تھے - مگر بات چیت اونکی چلی جاتی تھی - اور جبکہ اُسکے آپسمین اشارے کنایے ہونے ہونگے تو اونکی مدد لت خفیہ خط و کتابت کا رستہ کھلا -

اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچی کہ ایک گروہ قایم ہوگیا جسمین میر محمد امین معروف سعادت خان ابن میر محمد نصیر کو دوسرا درجہ حاصل تھا اگرچہ یہ سازش ہزارون پردون مین کی گئی - مگر سیدونکے دلونپر بڑے بڑے خیال گذرنے لگے جبکہ آصف جاہ کی بغاوت فرو کرنے کے لئے دکن کو جانے کا کام سیدون پر آپڑا تو اونہون نے بادشاہ کو قابو مین رکھنے کے لئے یہ بات قرار دی کہ حسین علی خان بادشاہ اور بعض مستبد امیرون سمیت دکن کو روانہ ہو اور عبداللہ خان دلی مین موجود رہے اور بادشاہ کے مصاحبون و منافع کی نگرانی رکھے دونون بھائی بہت سے عزو خوص کے بعد آگرے سے روانہ ہوئے - چنانچہ حسین علیخان نے دکن کو اور عبداللہ خان نے دلی کو باگ اوٹھائی اور سازش کرنے والون نے دونون کی جدائی سے قیاس کیا کہ مراد بوری ہونے کا موقع ہاتھ آیا - چنانچہ حسین علیخان کا قتل تجویز ہوا - تاریخ سلاطین متاخرین ہند اور مآثر الامرا مین لکھا ہے کہ جب نواح اکبرآباد مین محمد شاہ کا لشکر پہنچا تو سعادت خان برہان الملک ہندون بیانی سے بہاری جمعیت کے ساتھ اپنے بعض مطالب کے سرانجام کی غرض سے آکر شامل ہوئے - عماد السعادت مین اونکی فوج کی تعداد چودہ ہزار پیادہ و

سوار تباہ ہی۔ بادشاہ نے سعادت خان کی فتح سپاہ کے ساتھ آنے کو غنیمت جانا۔ اسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہی کہ نواب حیدر قلیخان میر آتش نے بادشاہ سے اونکی بہت تعریف کی بادشاہ تو ایسے جرار شخص کے دلسے خواہان تھے کہ وہ سادات بارہہ کا استیصال کرے نواب حیدر قلیخان نے اپنی فرزندی کے ساتھ میر محمد امین کو عزت بخشی اور بادشاہ نے حیدر قلیخان کی سفارش سے اونکو سعادت خان بہادر کا خطاب[1] اور اونکے بڑے بھائی کو جن کا انتقال ۱۱۳۳ ہجری مین ہوا۔ سیادت خان کا خطاب عطا کیا اور مآثر الامرا مین لکھا ہی کہ مرزا مقیم کے باپ کو سیادت خان کا خطاب دیا تھا جو سعادت خان کے بہنوئی تھے۔ منتخب اللباب مین مذکور ہی کہ سعادت خان نے محمد امین خان اعتماد الدولہ سے بہت دوستی پیدا کرلی یہانتک کہ اوسکے ہمراز اور شریک مہمات ہوگئے۔ سعادت خان کے دلمین ہمیشہ فرخ سیر کے خون ناحق کا بغض جو ان مارا تھا اونہون نے میر حیدر خان کاشغری کو جو اون کا رفیق تھا حسین علیخان کے قتل کے لئے آمادہ کیا اور یہ ہر ازان تینون شخصون نے یہانتک مخفی رکھا کہ بادشاہ اور قمر الدینخان پسر اعتماد الدولہ محمد امین خان تک کو واقف نہونے دیا البتہ دو عورتین آگاہ تھین ایک بادشاہ کی والدہ۔ دوسرے صدر النساجس کو عبد اللہ خان کی وجہ سے عزت و ترقی حاصل ہوئی تھی۔ مگر سیر طالبی سے جس کو عالم شاہی بھی کہتے ہین ثابت ہوتا ہی کہ بادشاہ بھی اس مشورہ مین شریک تھے اور اونہون نے میر حیدر سے کہا تھا کہ اگر تو نے حسین علی خان کو مار ڈالا اور خود زندہ رہا تو صفدر جنگ کی منصب پر پہنچا دیگا۔ اور اگر تو مارا گیا تو تیری اولاد کے ساتھ بڑا سلوک کرونگا۔ چہارشنبہ ۱۷ ذی حجہ ۱۱۳۳ ہجری کو فتحپور سے ۳۵ کوس پر مقام لوڈہ مین بادشاہ کا قیام ہوا۔ امیر الامرا حسین علی خان خیمہ سلطانی سے نکلکر اپنے لشکر کو عازم ہوا۔ اوسوقت

---

[1] تاریخ سلاطین متاخرین ہند اور مآثر الامرا سے ثابت ہے کہ سعادت خان اور بہادر کا خطاب اونہین حسین علیخان کے واقعہ کے بعد ملا تھا ۱۲

میر حیدر نے ایک عرضی محمد امین خان چین بہادر کی شکایت مین لکھی اور امیر الامرا کو دینے کے لئے چلا - امیر الامرا جہا لردار پالکی مین سوار کلال باڑی کے پاس پہنچا تھا کہ میر حیدر خان نے نواب کو عرضی دکھائی وہ پڑھنے لگا - میر حیدر نے دفعتہً اوسکی پیٹ مین چھرا مار کر کام تمام کر دیا نواب کی پھوپی کے بیٹے نور اللہ خان پسر اسد اللہ خان نے قاتل کو بھی مار ڈالا جب امیر الامرا مر گیا تو مغلون نے اوس کا سر کاٹ لیا اور بادشاہ کے پاس لیگئے اس قوی وزیر کے مرنے سے اوسکی فوج مین ہل چل پڑ گئی اور اوسکے رشتہ دارون اور رفیقون اور سازش کرنے والون اور اونکی رفیقون مین جا بجا جھگڑا قایم ہوا - اور غیرت خان امیر الامرا کے بھائی نے دو تین ہزار سوارون کو ساتھ لیکر بادشاہ سے مقابلے کا ارادہ کیا - سعادت خان حیدر قلیخان کے ہمراہ اعتماد الدولہ محمد امین خان چین بہادر کے فرمانے سے بیباکانہ حرم سرائے بادشاہی کے دروازے پر جسمین بادشاہ تشریف رکھتے تھے ایسے وقت مین پہنچ گئے کہ حسین قلیخان کے جان نثار بادشاہ کے قتل پر آمادہ تھے اسوقت بادشاہ کی ماں باہر نکلنے سے بادشاہ کو روک رہی تھی کہ سعادت خان دشمنون کو صاف کر کے امیر الامرا کا سر ہاتھ مین لٹکائے چند تورانی مغلون کو ساتھ لیکر اور رسّال منہ پر ڈالکر زنانے مین گھس گئے اور بڑی منت و خوشامد اور خوشامد کر کے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر لائے اور اونکو اسپر مادہ کیا کہ وہ اپنے خیر خواہونکی سرداری اختیار کر کے سیدون سے علانیہ جنگ کرین - اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو اپنی ہاتھی پر بٹھایا اور خود خواصی مین بیٹھا بادشاہ کے ساتھ اسوقت بہت کم آدمی جمع ہو سکے تاہم حیدر قلی خان نے توپخانے کے سپاہیون کو مستعد کر کے ہراول مین رکھا اور غیرت خان پر گولہ باری شروع کی - قمر الدین خان اور سعادت خان اوسکی مدد کو پہونچے اور یہ بھی لڑنے لگے - اس عرصے مین امیر الامرا کا تمام لشکر لٹ گیا اور غیرت خان بھی مارا گیا - اور سعادت خان غیرت خان کے لشکر کی لوٹ سے سرمایہ دار بن گئے[۵۱] سیدون کا

---

[۵۱] دیکھو تنقیح الاخبار ۱۲

گروہ میدان سے بھاگ نکلا اور بہت سے سیدون نے فوج کے اوس حصے سمیت جو کسی فریق کا ممد و معاون نہوا تھا بادشاہ کی اطاعت اختیار کی۔ سعادت خان نے رفقای حسین علی خان کی شورش کے دفعہ کرنے مین بڑی کوشش سے حملے کئے تھے اور اونکی بیخ کنی کی تھی اس جلد مین اون کا منصب پنجہزاری ذات تک پہنچ گیا۔ اس مین اصلی منصب اور اضافہ دونون شامل تھے۔ اور پانچہزار سوار اور بہادری کا خطاب اور علم اور نقار سے ترقی پائی[1] محمد شاہ نے محمد امین خان چین بہادر کو اپنا وزیر بنایا اور صمصام الدولہ کو میر بخشی کیا اور قمر الدین خان کو بخشی دوم کیا اور حیدر قلی خان کو ہفت ہزاری منصب اور شش ہزار سوار دو اسپہ دیکر دہلی کو کوچ کیا۔ محمد ہادی موسوم بہ کامو خان نے تذکرۃ السلاطین چغتائی مین یون بیان کیا ہے کہ دہلی کے راستے مین جب بادشاہ کا مقام موضع گوپالپور کے قریب ہوا تو اس جگہ ۱۳ ذیحجہ ۱۱۳۲ھ ہجری کو سعادت خان کو شش ہزاری منصب اور پانچہزار سوار اور صوبہ اکبرآباد کی حراست اور خلعت خاصہ اور سپر توفیل اور علم و نقارہ بادشاہ نے عطا کیا تھا۔ اور مرآت جہان نما سے معلوم ہوتا ہے ۱۱۳۳ھ ہجری مین یہ صوبہ اونکی تفویض ہوا تھا۔

میر محمد امین کا چودہ ہزار سپاہ کے ساتھ شریک ہوکر قطب الملک عبداللہ خان سے جنگ کرنا

عبداللہ خان ابتک دلی مین نہ پہنچا تھا کہ بھائی کی سناونی پہنچی اُسنے دلی مین رفیع القدر کے بڑے بیٹے ابراہیم کو جو مقید تھا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم کے لقب سے بادشاہ بنایا۔ اور اوسکے نام کی منادی کرائی۔ اور اوسکی طرف سے لوگون کو مراتب عنایت کئے

[1] دیکھو ماثر الامرا و تاریخ سلاطین متاخرین ہند ۱۲

اور اپنی فوج لیکر آگرے کی جانب روانہ ہوا جاٹون کا سردار جو راہ مین اکر اونسے
ملا اور بہت سے لوٹے پہوٹے سپاہی بھی اوس کے پاس آگئے جو بادشاہ کی اطاعت کے بعد
اونکو جمعدار کر بھاگے تھے اور سعادت خان برہان الملک کو بھی جو ہندون بیانہ کے
فوجدار تھے ایک خط بھیجا کیونکہ اونکی ترقی دولت کا باعث نواب عبداللہ خان کا دیوان رائے
رتنہ چند ہوا تھا۔ لیکن اونھون نے بغور وتامل حقوق سلطانی اور اپنی دنیاوی نیکنامی
کو مقدم سمجھا اور چودہ ہزار سوار پیادہ کی جمعیت کے ساتھ بادشاہ کے شریک ہوے محمد شاہ
کو اون چار ہزار سوارون کے پہنچنے سے تازہ مدد پہونچی جنکو جے سنگھ راجہ نے اون کی
امداد واعانت کے لئے شتابی مین روانہ کیا تھا محمد خان بنگش بھی تین ہزار سپاہ کے ساتھ
اور عزیز خان روہیلہ اور بایزید خان میواتی چار ہزار سپاہ کے ساتھ بادشاہ کی مدد کو
آگئے۔ نوین محرم ۱۱۳۳ھ ہجری کو بادشاہ کی فوج شاہ پور سے گذر کر ٹہیری اور قطب الملک
حسن پور مین بادشاہ کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر آکر ٹہیرا۔ روز پنجشنبہ ۱۳ محرم ۱۱۳۳ھ
ہجری کو عبداللہ خان نے فوج آراستہ کی اور سلطان محمد ابراہیم کے ساتھ غول مین آپ ٹہیرا
اور خواجہ عبدالغنی ولد خواجہ عبدالرحیم کو محمد ابراہیم کی خواصی مین رکھایا۔ اور نجم الدین علیخان
وسیف الدین علیخان وشجاعت اللہ خان وعبدالنبی خان اور بہت سے سادات بارہ اور اپنے
نوکر افغانون کو لشکر کا ہراول کیا اور بخشی الملک سید صلابت خان بہادر وغازی الدین خان
بہادر غالب جنگ وشکر اللہ خان وفتح محمد خان ونعمت اللہ خان وبہرام خان وامیر خان وجان نثار خان
وحمید خان کو ہراول کی مدد کے لئے مقرر کیا اور سہامت خان وفتح محمد خان وکمل خان
وتہور علیخان بارہ وراجہ محکم سنگھ وعبدالقادر خان وحفیظ اللہ خان ومرید خان وخداداد خان
وغیرہ اپنے مددگارون کو بمین ویسار مین کھڑا کیا اور توپخانے کو ہراول کے آگے رکھا۔ بادشاہ
کی طرف بھی مقابلے کی تیاری ہوئی اور جمعرات کو بادشاہ مقابلے کے لئے سوار ہوے
اعتماد الدولہ بہادر ظفر جنگ وزیر اعلے وقمر الدین خان بہادر وسیف اللہ خان بہادر وارثہ

گذرداران وامین الدین خان میر توزک معتمد الملک میر جملہ بہادر و عزیز خان بہادر چغتہ کو بادشاہ نے اپنے پاس قلب مین کھڑا کیا۔ حیدر قلیخان ناصر جنگ افسر توپخانہ ہراول مین متعین ہوا امیر الامرا خان دوران بہادر صمصام الدولہ منصور جنگ کو میسرہ پر کھڑا کیا۔ اور سید نصرت خان وثابت خان عرف جعفر بارہ اور دوسرے امرا اونکی رفاقت کو مقرر ہوئے اور محمد خان بنگش والی فرخ آباد دست راست پر متعین ہوا۔ اور بخشی الملک ظفر خان بہادر رستم جنگ وراجہ راج بہادر راٹھور وراجہ کلیان سنگھ بعد دیگر جنداول یعنی عقب فوج کی حراست کے لیے مقرر ہوئے۔ مرات جہان نما سیر المتاخرین اور منتخب اللباب مین ثابت ہی کہ برہان الملک دست راست پر تھے۔ اور ماثر الامرا مین لکھا ہی کہ وہ اسوقت میسرہ کی جانب تھے ابھی کسقدر رات کا اندھیرا باقی تھا کہ لڑائی شروع ہوئی نجم الدین علی خان برادر عبداللہ خان نے دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ آتش بار کے ساتھ بنجان درختون کے سایے مین جاکر بادشاہی لشکر پر ایسی آگ برسائی کہ طائر خیال کے پر جلنے لگے۔ نامی بہادرون کے چہرو پر ہوائیان اڑنے لگین۔ حیدر قلیخان اور صمصام الدولہ یہ حال دیکھ کر نصرت خان اور ثابت خان وغیرہ کے ہراول پر آئے نجم الدین علیخان کے مورچے جن توپون کی شرافانی سے آگ لگادی وہ مورچہ سیدون کے ہاتھ سے نکل گیا۔ جمعرات کا تمام دن یون ہی لڑائی مین بسر ہوکر جمعہ کی جسوقت تہوڑی رات گذری تو حیدر قلی خان نے توپخانہ بڑہانے کی کوشش کی۔ گولے مارتے ہوئے قدم بڑہایا۔ جہان کھڑا تھا وہانسے آہستہ آہستہ آگے کو بڑہا۔ عبداللہ خان کی فوج پر گولے برستے رہے اکثر ہمراہی مجروح و مقتول ہوئے۔ اور اوس کے اکثر ہاتھی نشینون نے بھاگنا شروع کیا جن کو گنواارون نے لوٹ لیا۔ پچھلی رات کو راجہ محکم سنگھ کی سواری کے ہاتھی کے گولہ لگا۔ محکم سنگھ گھوڑے پر سوار ہوکر رن سے اس طرح باہر نکل گیا کہ دیر تک اوس کے مرنے جینے کی خبر معلوم نہوئی۔ ۱۴ محرم کو جمعہ کے دن عبداللہ خان کے ساتھ ایک لاکھ سوارون مین سے صرف پندرہ سولہ ہزار

سوار باقی رہگئے تھے جب سورج نکلا تو بادشاہ اپنے ہاتھی پر محمد شاہ سوار ہوئے آٹھ پہر شب و روز بادشاہ بنفس نفیس میدان جنگ میں اپنے جان نثاروں کے ساتھ موجود رہے بادشاہ نے یورش کا حکم دیا نجم الدین علیخان اور دوسرے سادات بارہ نے جو نہایت دلیر تھے قدم جرات آگے بڑھایا اور بادشاہی فوج پر ٹوٹ کر قیامت برپا کردی - حیدر قلیخان اور صمصام الدولہ نصرت یار خان نے سیدوں کا مقابلہ کیا - دونوں طرف سے تیر و تفنگ سے آگ برسنے لگی - سپاہیوں کے دل جلنے لگے ایسے وقت میں سعادت خان مدد کے لئے پہونچگئے - طرفین کے بہت سے آدمی کام آئے - نجم الدین علی خان بھی سخت مجروح ہوا عبد اللہ خان اپنے بھائی پر وقت تنگ دیکھ کر بافتہانہ دلاوروں کو ساتھ لیکر نجم الدین علی خان کی مدد کو بڑھا جو رامن[1] جاٹ نے بادشاہی لشکر کے عقب میں پہنچکر

---

[1] سیر المتاخرین میں لکھا ہے جو رامن جاٹ پدر بدن سنگھ جد ہر چند رہنہ سورج مل بھرتپور اور اکبر آباد کا بڑا زمیندار تھا وقایع راجپوتانہ میں جو رامن کی حالت یوں بیان کی ہے موضع تھون پرگنہ نگر میں ہے راجہ رام پسر بھگوت این خان چند جاٹ قابض تھا - یہ شخص علاقہ تہانہ آدمیں غارتگری کیا کرتا تھا اسوجہ سے گرفتار ہوکر مارا گیا - اسکا بیٹا فتح سنگھ تھا مگر اوس میں اپنی قوم کے خوش رکھنے کی لیاقت نتھی موضع سنسنی کے کل آدمیوں نے جہان بدن سنگھ پدر سورج مل جاٹ حکمران تھا جمع ہوکے فتح سنگھ کو خارج کیا اور جو رامن ابن برسنج ولد خان چند جاٹ کو سردار بنایا - رستم جاٹ نے جو رامن جاٹ سے اتفاق کرکے ایسی غارتگری کی کہ دہلی اور اجمیر اور آگرہ اور گوالیار کے راستے بند کردئے - فرخ سیر نے جو رامن کو خطاب راجہ رام اور پانچ پرگنے نگر اور کھوہ اور مد بیئی (رے ای) اور بیلکر اور آو دیکر غارتگری سے منع کیا اور رستم جاٹ اور اوسکی پسر کہیکر کو بجیات خلعت بہادری و دیہات بہرتپور و ملاح ڈاکہ پور و بارہ داکن وغیرہ کے راہزنی سے باز رکھا - مگر یہ تدبیر کچھ کارگر نہوئی ۱۷۵۵ بکرمی میں مٹھا کر جو رامن اجل قضیہ محکم سنگھ پسر خود زہر کھاکر فوت ہوا - محکم سنگھ نے باپ کا قایم مقام ہوکر بدن سنگھ ابن مہاد سنگھ ابن خان چند سے نااتفاقی پیدا کی بدن سنگھ نے مہاراجہ سوای جے سنگھ کی مدد سے محکم سنگھ کو شکست دیکر بھگایا - اب بدن سنگھ تھون پر بھی قابض ہوگیا - بعض مورخ یہ کہتے ہیں کہ یہ لڑائی خود جو رامن سے ہوئی تھی - اور بعد شکست کے جو رامن اور محکم سنگھ دونوں مفرور رہے اور بدن سنگھ نے فتحیاب ہوکر کل قوم جاٹ کی افسری حاصل کی ۱۲

بہیر پر حملہ کیا اور کئی آدمی مار ڈالے ایک ہزار کے قریب بیل اور اونٹ باربرداری کے جو جمنا کے کنارے ریت کے ٹیلے پر جمع تھے پکڑ لیے اور لنگر خانے کا کچھ سامان اور صدارت کا دفتر بھی لوٹ لیا اور اس تاراجی کے بعد عبداللہ خان کی کمک کے لئے جلد بادشاہ نے جو دوسری اوسکی جمعیت کو دیکھا تو اپنے ہاتھ سے چار تیر اوسطرف پھینکے اعتماد الدولہ محمد امین خان اور ہادی خان داروغہ بندوقچیان خاص اوسکے مقابلے کو ادہر سے گئے عبداللہ خان کے پہنچنے سے نجم الدین علیخان کی سپاہ قوی دل ہوکر جمکر لڑنے لگی بادشاہ کیطرف سے صمصام الدولہ بھی نہایت دلیری کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا - اسپر بھی بادشاہی لشکر کے بہت سے آدمی گھبرا گئے - اور صفوں میں پریشانی پیدا ہونے لگی - یہ حال دیکھکر سعادت خان اور محمد خان بنگش انکی تقویت کے لئے متوجہ ہوئے - اور انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ عبداللہ خان کی فوج کی گھرگاہ پر حملہ کیا جائے - عبداللہ خان نے اس ارادے پر مطلع ہوکر اپنا ہاتھی حیدر قلیخان کے مقابل بڑھایا ادہر سے بھی اوس کے حملے کا جواب ملنے لگا - اسموقع پر ابوالحسن خان بخشی سائر کا بھائی سید علیخان بخشی رسالہ زخمی ہوکر گرفتار ہوا - شیخ ہبلا جو سید عبداللہ خان کے توپخانہ کا انتظام کر رہا تھا اوسپر طلایہ یار خان نے حملہ کرکے قتل کر ڈالا - راجپوت جو بادشاہی فوجمیں تھے اوسکی لاش کو گھسیٹ کر بادشاہی لشکر میں لے گئے - حیدر قلی خان اور دوسرے جوانمرد ایسی بھرتی سے عبداللہ خان پر ٹوٹ پڑے کہ اوس کو اظہار بہادری کا موقع ہی نہ ملا اسوقت میں عبداللہ خان کے ہمراہ دو تین ہزار سوار تھے - اور وہ ہاتھی پر سوار تھا - اوس نے یہ خیال کیا کہ اگر میں ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوجاؤنگا تو سواران ہمراہی گھوڑوں سے اوترکر جانفشانی کرینگے - چنانچہ وہ ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوا سرداران ہمراہی نے جو اوس کے ہاتھی کو خالی دیکھا تو یہ سمجھے کہ شاید عبداللہ خان مارا گیا - یا یہ سمجھے کہ آخر کار شکست ہوگی قطب الملک عبداللہ خان کو تنہا چھوڑکر میدان سے

بہاگنے لگے ان بھگوڑون مین سیف الدین علیخان اور شجاعت اللہ خان - اور ذوالفقار علی خان اور عبداللہ خان ترین وغیرہ سردار تھے - اور بخشی فوج نے بھی ان معزورون کا ساتھ دیا بعضے کہتے ہین کہ عبداللہ خان ابھی ہاتھی سے اوترا نہ تہا کہ سیف الدین علی خان نے میدان چھوڑ دیا تہا - راستے مین اس بھاگی ہوئی جماعت کو گنواروں نے بہت دق کیا - اور بہت سے ہاتھی چھین لئے - عبداللہ خان کے ہاتھ پر تلوار کا زخم پہنچا تہا - اور پیشانی پر تیر لگا تہا اسوقت حیدر قلی خان تہوڑے سے ساتھیونکے ساتھ ہاتھون مین ننگی تلوارین لئے ہوئے عبداللہ خان کے سر پر پہنچ گیا - عبداللہ خان نے اپنی سیادت کو شفیع بناکر امان جان چاہی حیدر قلی خان نے اوسکو قتل نہین کیا - اوسی طرح گرفتار کرلیا - نجم الدین علی مجروح بھی گرفتار ہوا اور دوسرے سردار بھی گرفتار ہوکر آئے - حامد خان اور عبدالنبی خان اور دوسرے سردار بادشاہ کی اطاعت کے لئے فوج شاہی مین حاضر ہوگئے - عبداللہ خان کے ہاتھی گہوڑے اور کارخانے اور خزانہ جو کچھ لشکر سے بچا ضبطی مین آیا - سلطان ابراہیم بھی گرفتار ہوا - چونکہ اوس نے عبداللہ خان کی نصرت بمجبوری اختیار کی تھی اسلئے اوسکی جان بخشی ہوئی - فاعتبروا یا اولی الابصار اس واقعہ کی تاریخ ہے -

میر محمد امین نے اس جنگ مین بڑی جوانمردی دکہائی تھی - بادشاہ نے اونکے منصب مین اور اضافہ کیا - اصل اور اضافہ ملاکر ہفت ہزاری منصب ذات پر پہنچا دیا[1] اور سات ہزار سوار اور خطاب برہان الملک بہادر بہادر جنگ عطا کیا[2] - اور ماہی مراتب بھی بخشا[3] - اور خلعت فاخرہ بھی دیا[4]

سعادت خان برہان الملک کو صوبہ اکبرآباد کی حکومت

---

[1] دیکھو مآثر الامرا ۱۲ [2] دیکھو سیر المتاخرین ۲، [3] دیکھو مراۃ جہان نما ۱۲

اور خواص بادشاہی کی داروغگی ملنا

مرات جہان نما مین محمد شفیع کہتا ہے کہ بادشاہ نے ۲۰ ربیع الاول ۱۱۳۳ ہجری مطابق ۲ سنہ جلوس محمد شاہی کو انجمن جلوت مین سعادت خان کو اپنے خواصونکی داروغگی اور خلعت خاصہ بخشا - اور اسی سنہ مین بادشاہ نے اونکو اکبرآباد کا صوبہ دار کیا - اور اونکے بھتیجے نثار محمد خان کو نواب شیر جنگ کا خطاب دیا - سعادت خان بادشاہ سے رخصت ہوکر صوبہ اکبرآباد مین داخل ہوے - سرکشونکی بیخ کنی مین بڑی کوشش کی تین چار قلعے جو متہرا کیطرف اور شاہ جہان آباد کی راہ پر تھے محاصرے اور کشت و خون کے بعد دشمنون سے چھین لئے - ان خبگون مین اونکے ساتھ چار سو کے قریب آدمی مارے گئے اور دشمن بھی بہت سے مقتول اور مجروح ہوے - بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو برہان الملک کے لئے خلعت اور خنجر مرصع اور ایک فرمان اونکی بہادری کی تعریف اور اپنی عنایت کے اظہار مین اونکو بھیجا

مہاراجہ اجیت سنگھہ والی جودھپور کے سپرد صوبہ اجمیر اور احمد آباد بھی تھے ۱۱۳۳ ہجری مین ان صوبون کی بہت سی رعایا نے شاہجہان آباد مین حاضر ہوکر استغاثہ کیا کہ راجہ نے اپنے ماتحت علاقے مین گاوکشی بند کردی ہے - بادشاہ نے دونون صوبے اوس سے نکال لئے - حیدر قلی خان کو صوبہ گجرات دیا اور مظفر علیخان کے سپرد صوبہ اجمیر کیا - اجیت سنگھہ نے بغاوت پر کمر باندھی - بادشاہ نے اوس کو سزا دینا چاہا اور حیدر قلی خان کی تجویز سے سعادت خان برہان الملک اس کام کے لئے اکبرآباد سے بلائے گئے - کیونکہ امرا مے حاضر حضور اس مہم پر جانے سے جی چراتے تھے - سعادت خان حکم کے پہنچتے ہی بطریق ایلغار اکبرآباد سے روانہ ہوے اور آخر ذی قعدہ ۱۱۳۳ ہجری مین داخل شاہجہان آباد ہوے - جب انہون نے

اس مہم کے لئے سامان وغیرہ جاتا تو بعض امرائے بزرگ ساتھ دینے کو تیار نہ ہوتے اور نہ بادشاہ نے اتنا سامان سے اعانت کی جسقدر وہ چاہتے تھے اسلئے اون کا جانا ملتوی رہا[1]

نیلکنٹھ ناگر نائب سعادت خان کا اکبرآباد میں مارا جانا اور صوبہ اکبرآباد راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو ملنا۔ برہان الملک کا صوبہ اودھ کی حکومت پر مقرر ہونا اور توپخانہ بادشاہی کی داروغگی بھی پانا

صوبہ اودھ کی خدمت کروڑ بہا در ناگر کے متعلق تھی۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ اوس کا انتظام خاطرخواہ نہیں ہوسکتا بڑی بے انتظامی ہے تو بادشاہ نے برہان الملک کو یہ خدمت دی ظاہر اصوبہ اودھ علاوہ صوبہ اکبرآباد کے برہان الملک کے سپرد ہوا[2]۔ برہان الملک صوبہ اودھ کے انتظام کے لئے روانہ ہوئے اور اکبرآباد میں اپنے ایک سردار نیلکنٹھ ناگر کو چھوڑا۔ نیلکنٹھ ایک روز فیل پر سوار جلا جاتا تھا۔ کسی بڑے زمیندار کے اشارے سے ایک جاٹ درختوں کے جھاڑے میں مخفی بیٹھا تھا۔ اوس کے برابر سواری پہنچی تو اوس نے نیلکنٹھ پر بندوق سر کی جسکی گولی سینے کے پار نکل گئی۔ برہان الملک کو جب یہ خبر پہونچی تو اونہوں نے اودھ سے اکبرآباد کیطرف عزم کیا تاکہ اپنے نائب کا بدلہ لیں۔ درباریوں صمصام الدولہ نے یہ سازش کی کہ اکبرآباد کی خدمت برہان الملک سے نکلوا کر راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو دلادی اور برہان الملک کے پاس صرف اودھ کی صوبہ داری رہی۔ مگر مآثرالامرا سے معلوم ہوتا ہے کہ چورامن جاٹ جو سادات بارہہ کی متوسلوں میں سے تھا۔ سلطان ابراہیم اور عبداللہ خان کے ہمراہ بادشاہ کے مقابلے میں کام آیا تھا اوسکے بیٹوں نے اپنے قلعوں کو مضبوط کرکے خودسری اختیار کی تو برہان الملک اونکی سزادہی کے لئے مامور ہوئے۔ اور اونکی رعیت کسی بن بہت کچھہ کوشش کی مگر جنگل کے گنجان ہونے کی وجہ سے اون کا قرار واقعی استیصال نہو سکا اسلئے بادشاہ نے صوبہ اکبرآباد کی حکومت سے اونکو بدلدیا۔ اور توپخانہ کی داروغگی اور اودھ کی صوبہ داری عطا کی۔ برہان الملک نے اوس صوبے میں پہنچکر بہت سی فوج جمع کی اور بھاری توپخانہ لیا ملک کا بخوبی انتظام کیا سرکشوں کو سزائیں دیں اور بعض کے ساتھ ملائمت کا برتاؤ کیا اور اسطرح اوقابو میں لائے۔ خزانہ عامرہ میں لکھا ہے کہ صوبہ اودھ کے زمیندار سرکشی میں مشہور زمانہ ہیں شاید ابتدائی ایجاد

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین و منتخب اللباب ۱۲۔ [2] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

عالم سے اونہون نے کسی حاکم کی قرار واقعی اطاعت نہ کی ہوگی - برہان الملک نے سب کو بزور شمشیر مطیع اور خراجگذار بنایا اور اوس صوبہ مین وہ حکومت جمائی کہ کسی عہد مین یہ بات حاصل نہوئی تھی - اور صوبہ الہ آباد کے اکثر عمدہ شہر جیسے جونپور بنارس اور غازیپور اور کڑہ مانکپور اور کوڑہ جہان آباد وغیرہ قبضے مین لے آئے اور بادشاہ کے حضور سے سند حاصل کی - موہن سنگھہ کینوریہ قوم راجپوت تلوی کا زمیندار تھا اوس نے کبھی کسی ناظم اودہ کی اطاعت نہین کی تھی اوس نے سعادت خان کے ساتھہ بھی سرکشی کی برہان الملک نے اول اول اوس کو بخطر ترحم فہمایش کی جب رام نہوا اور پچاس ہزار راجپوت ہمراہ لیکر مقابلے کو آمادہ ہوا تو نواب نے بھی اوس کی گوشمالی مناسب سمجھی - لڑائی ہوئی نواب کے ہمراہ صرف دس ہزار سپاہ تھی راجہ مارا گیا - اور اوس کے بہت سے ساتھی کام آئے - باقیماندہ بہاگ گئے بادشاہ نے جب یہ کارنامے سنے تو نہایت خوش خطاب دیا - لکھنؤ کے شیخ زادون کی سمردی اور نواب سعادت خان کے اون کو قابو مین لانے کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہین سننے کے قابل ہی مشہور ہی کہ یہ شیخ زادے شیخ عبدالرحیم کی نسل سے ہین جو قصبہ بجنور ضلع سہسپکھنڈ کا باشندہ تھا نہایت افلاس اور محتاجی کی حالت مین اپنے گھر سے تلاش معاش نکلا - اور اپنے طالع کی یاوری سے اکبر اعظم شہنشاہ ہندوستان کا ملازم ہوگیا - ایک مدت تک نہایت جانفشانی کرکے ایسی عزت پیدا کی کہ زیر تخت شاہی منصبداروں مین کہڑا ہونے لگا - بادشاہ نے شیخ عبدالرحیم کو کمال مرحمت حسن دانی سے پرگنہ کوچ اور لکھنؤ جاگیر مین دیا شیخ مذکور بڑی دھوم دھام سے داخل لکھنؤ ہوا اور پانچ محل اپنی پانچ بی بیون کے واسطے بنوائے جسے آجکل پنج محلہ کہتے ہین وہ اب داخل حصار قلعہ مچھی بھون ہوگیا ہے - اور قلعہ مچھی بھون اپنے رہنے کو دریاے گومتی کے کنارے بنوایا اوس کا مقولہ طلسم باغ کے قریب ہی جسے مذان محل کہتے ہین - بیان کرتے ہین کہ قلعہ مین ایک مکان کے چھبیس دروازے تھے ہر دروازے پر گج کاروں نے دو پہلیان گج سے بنا دی تھین - اس جہت سے اسے مچھی باون کہتے تھے اب کثرت استعمال سے مچھی بھون ہوگیا - شیخ مذکور کے بعد اوسکی اولاد ترتیب وار وارث جاگیر رہی - نواب سعادت خان جب اودہ پر قبضہ کرنے کے لئے چلے اور اناؤ سے راہ مین فرخ آباد مین آئے تو نواب محمد خان نے بڑی خاطر و مدارات کی اور سعادت خان کو یہ صلاح دی کہ لکھنؤ کے شیخ زادے بڑے سرکش ہین کہین ایسا نہو کہ مثل اور دونکی آپ کا بھی حال ہو - اور آپ کی حکومت نہ جمے مناسب یہ ہے کہ آپ لشکر کو یہان چھوڑ کر یکایک لکھنؤ مین داخل ہوجیے گا - بلکہ اوس کے باہر کے گاؤن مین رہئے گا - بعد تدبیر مناسب از راہ حکمت عملی داخل ہونا بہتر ہوگا - وہ تدبیر یہ ہی کہ شیخ زادون اور قصبات کے رہنے والون مین موافقت نہین بلکہ عداوت ہی - اور کمزور اپنے بالادست کے ہاتھہ سے ہمیشہ تنگ رہتے ہین - غالب ہی کہ وہ لوگ

آپ کی حکومت کو اپنا وسیلۂ نجات و عافیت سمجھ کر طرفدار ہو جائینگے اور شیخ زادون کا زور
اونکی اعانت سے ٹوٹ جائیگا - نواب وہان سے چلکر دریاے گنگا کے کنارے پر پہنچے
برسات کا موسم تہا - دریا خوب چڑہا ہوا تہا مع لشکر پار اوترے شہور ہی کہ جب سواری کی کشتی
بیچ دریا مین پہنچی تہا ایک مچھلی جست کر کے نواب کے دامن مین آپڑی - نواب نے اوسی شگون
نیک جانکر کہہ چھوڑا جنانچہ اوس مچھلی کے استخوان سالہا بہت احتیاط سے سرکار شاہی مین رہی
اور اُسے تبرک سمجھکر خزانہ شاہی مین واجد علیشاہ کے عہد تک رکہا تہا - خلاصہ یہ ہی کہ نواب نے
پہلے مقام نواح قصبہ کاکوری مین کیا بہائے شیوخ لکھنؤ کے شیخزادونکی مخالف تہی - نواب کا
آنا اپنی بہتری کا ذریعہ سمجہی - اور شریک صلاح نیک ہوے - اور سب طرح کے شبہ و فراز سے
آگاہ کر دیا کہ آپ علانیہ فوج کے ساتھ شہر مین داخل نہون وہانکی بستی دلبندی ٹیلون و پہاڑ
سے بہ سلامت گذرنا مشکل پڑے گا - کیونکہ ہر مقام کمین پر سپاہی مسلح بیٹہے رستے مین
خواہ مخواہ برسر فساد ہونگے پہلے اپنے آنے کی اونہین اطلاع دیجئے - اور مقام فرودگاہ لشکر
پوچہئے - موافق دستور قدیم وہ گومتی کے اوس پار کہلا بہیجینگے اوس وقت لشکر کو حکم دیکر مین
اپنا خیمہ کہڑا کرائے گا - اور تہوڑی سی فوج بہی روانہ ہو - تاکہ اونہین داخلہ شہر سے اغفلت
ہو جائے - چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ عبور لشکر کاکا و گہاٹ سے ہوا - نواب رات کو مع سپاہ کے
کئی توپین لیکر بسلامت شیخن دروازہ سے گذرے - نواب ہاتھی پر سوار تہی - اونہون نے
پہلے اوس تلوار کو جو اوس دروازے کی چہت مین نمایش تخوت و غرور و دبدبہ کے واسطے
لٹکا رکہی تہی کہ صوبہ دار اوسکے نیچے سے چلا آئے کاٹ کر زمین پر گرا دیا - بعد اس کے خیمۂ خاص
روبروے پہاٹک بہی یہون جہان واجد علیشاہ کے عہد تک نقارخانہ قایم رہا نصب کیا -
اوسوقت بڑے بڑے شیخزادے دست بستہ حاضر ہوے - اور بہ مجبوری سر جہکایا - سمجہے کہ یہ
کام بگانے کا نہین بلکہ بگانے کا ہے - بعد گفتگوے معاملات و الفصل مقدمات نواب نے
فرمایا کہ ہمارے رہنے کو قلعہ بہی یہون خالی کر دو - اونہون نے مہلت مانگی کہ ہمارے لڑکے
جیجک مین گرفتار ہین - جب تک اونہین عین سے نزاعت ہو تبتک سے معاف رکہا جاے -
نواب نے قبول کیا - بعد ہفتے کے جسقدر مال اسباب تہا لیکر اوہ گئے - نواب داخل قلعہ ہوے
اور جسقدر اسباب وہ نہ لیجا سکے وہ نواب کے آدمیون نے لیلیا - اور اسی لوٹ خسوٹ مین
رہے اور شیخ صدرالدین، محمد خان از مجد الدین احمد خان و شیخ عین بزرگ شیخ معزالدین خان

وغیرہ قریب سات سو آدمیونکے جو سب باہم قریبی رشتہ دار تھے۔ اور دوسرے شہر کے خاص خاص آدمی اور بیرونجات کے بھی شیخ زادے حاضر تھے بعد قیل و قال اہل شہر نے جلکر عرض کیا کہ نواب صاحب اگر ہماری قوم آپکی رہبری نہ کرتے تو آپ کا اسطرح یہانتک آنا مشکل ہوتا نواب نے بھی درستی کے ساتھ جواب دیا۔ اسپر طرفین سے نوبت کشت و خون کی ہوگئی۔ مگر فوج مغلیہ نے اون کو مغلوب کرلیا۔ آخر کار بیچ بچاو ہوگیا۔ بعض ناقل ہیں کہ کشت و خون نہیں ہوا۔ اسوجہ سے نواب نے اس مقام کو بنیاد فتح و فیروزی مقرر فرماکر نقارخانے کا حکم دیا تھا۔ ۷ یا ۸ ہزار روپے اوسکی تعمیر میں صرف ہوئے۔ بہرصورت اوس دن سے قلعہ مچھی بھون دارالامارت مقرر ہوا۔ نواب کا بتدریج تمام صوبے پر تسلط ہوگیا۔ اور پھر کسی نے سر نہ اوٹھایا۔ نواب صفدر جنگ کے وقت میں پانسو روپے باعث کرایہ پنج محلہ شیخ زادوں کو ملتے تھے۔ نواب شجاع الدولہ کے عہد میں فقط دوسو روپے رہگئے تھے اسوجہ سے کہ شیخ معزالدین خاں کو نخوت و غرور بہت ہوگیا تھا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ جب صفدر جنگ کو شکست دینے کے بعد نواب احمد خان والی فرخ آباد کی سپاہ نے لکھنؤ پر قبضہ کرلیا۔ تو اونہوں نے تمام شیخزادوں کو جمع کرکے بہانوں کو وہانسے نکالدیا۔ اور صفدر جنگ کی حکومت قایم کی۔ نواب شجاع الدولہ بھی اونکے اس امر میں احسانمند تھے وہ کبھی نواب کے دربار میں نہ جاتے تھے۔ نواب آصف الدولہ نے بعض محلات شیخون دروازہ وغیرہ جو حسن باغ کے قریب تھے زمین وسیع مفتی غلام حضرت کو اور دو گانون اور کنڈلی اولاد شیخ عبدالرحیم خان کو معاف فرمائی اور کرایہ موقوف کیا اور حکم دیا کہ چوری کا ذمہ کریں۔ کیونکہ زمیندار ہیں جن کی زمینداری لیتے ہیں۔ شیخزادوں نے قبول نہ کیا۔ اوس وقت سے محصول فروخت مکانات داخل سرکار ہونے لگا۔ شیخ زادے برائے نام زمیندار رہے۔ اس صوبے کی آمدنی ستر لاکھ سے زیادہ نہ تھی نواب نے پہلے ہی سال ایک کروڑ سات لاکھ روپئے بہانی جب بادشاہ کو خوش انتظامی کا حال معلوم ہوا۔ تو اور زیادہ خوش ہوئے۔ عماد السعادت کا مولف کہتا ہے کہ اس موقع پر بادشاہ نے برہان الملک کا خطاب عطا کیا۔ صوبہ اودھ میں امرا اور شاہزادوں کی بھی جاگیر تھی۔ اور زمیندارونکی شرارت اور ناظموں کی کمزوری کی وجہ سے اونکو آمدنی وصول نہوتی تھی۔ ان لوگوں نے بھی اپنی جاگیرون کا ٹھیکہ برہان الملک کو دیدیا۔ اور سال تمام صوبہ اودھ کی آمدنی مع آمدنی جاگیر امرا دو کروڑ تک پہنچ گئی۔

متفرق واقعات اور نواب محمد خان بنگش و نواب سعادت خان برہان الملک

کے بعض قابل تذکرہ معاملات

محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلے برس کابی اور اُرئی اور دوسرے مقامات واقع بندیلکھنڈ محمد خان کو تحفہ مین ملے - اسی سال بندیلون نے کابی کو لوٹ لیا - اور معزز مسلمانونکی عورات اور بال بچون کو گرفتار کرلیا - اونکے مکانات اور مساجد اور مقبرے وغیرہ سب مسمار کردئے - نواب برہان الملک نے چاہا کہ مغلون کو حملہ آورونکی مقابلے مین بھیجین - مگر بادشاہ نے محمد خان بنگیش کو اونکی تنبیہ کے لئے کافی سمجھا - محمد خان جیلہ دلیر خان مناسب سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا - اور وہ ۱۷۳۳ھ بحری مطابق ۱۷۲۱ء مین چترسال کے مقابلے مین مارا گیا - اوسکی وفات پر محمد خان صوبہ الہ آباد کا گورنر مقرر ہوا اوس وقت بندیلکھنڈ بھی اوسی سے متعلق تھا ۱۷۳۳ھ کے آخر مین جب محمد خان دربار جاتے ہوے میرٹھ پہونچا تو ایک فرمان سے ایک حکم جہری امیرالامرا خاندوران خان کے وصول ہوا جس مین تحریر تھا کہ چترسال نے بہت سے بادشاہی علاقے پر اپنا قبضہ کرلیا ہے اور برہان الملک اوس کے مقابلے کے واسطے بھیجے گئے ہین تم بھی جلد وہین جاؤ - اس حکم کے موجب محمد خان الہ آباد کو روانہ ہوا - اس سے قبل برہان الملک لوٹ آئے تھے - برہان الملک اور محمد خان کے دلونمین صفائی نہ تھی اس لئے اونہون نے ۱۷۳۴ء مطابق ۱۱۴۷ھ بحری مین محمد خان کے مقابل چترسال کو اکسایا اور اوسکی قاصدونکی خاطر تواضع کی - اسی سنہ مین جب بورعلاقہ بندیلکھنڈ مین مرہٹون نے جنکو چترسال نے اپنی مدد کے لئے بلایا تھا محمد خان کو گھیر لیا تو ایسی مصیبت مین اوسنے اپنے بیٹے قایم خان کو حکم دیا کہ نواب سعادت خان برہان الملک کے پاس جاکر مدد مانگو قایم خان فیض آباد مین آیا مگر سعادت خان نے کچھ فوج قایم خان کو دینا نہ چاہی - بلکہ اُسے بھی شش و پنج مین ڈال رکھا - ایک دن سعادت خان کی فوج کے ایک رسالہ دار نے جو قوم کا آفریدی اور بارہ سو سوارون کا افسر تھا قایم خان سے کہا کہ تمھین نہ بھیجینگے فوج ملے گی نہ تم خود یہان سے جانے پاؤگے اب تم کوئی اور تدبیر کرو - قایم خان کی مان بی بی صاحب نے جب دغابازی کا حال سنا تو نیکنام خان چیلے کو فیض آباد کو روانہ کیا - اس شخص نے وہان پہنچتے ہی اوس رسالہ دار کے پاس جاکر اوس کو سمجھایا نوکے جو مئو فرخ آباد و شاہجہانپور و آونلے کے رہنے والے تھے یقین کامل دلایا کہ محمد خان کو گرفتار کرادینے کی بہ نسبت تمھاری حق مین بہتر ہوگا کہ اوسکی خلاصی کراؤ - نیکنام خان نے اون لوگون سے کہہ رکھا تھا کہ جسوقت کوچ کے

نقارہ میرے لشکر مین بجین اوسیوقت سب لوگ جمع ہوجائین - اور اوسی دن قایم خان و نجکنام خان نواب سعادت خان کی ملاقات کے لئے گئے - اور روانگی کے لئے رخصت چاہی اونہون نے جواب دیا کہ مینے فوج طلب کی ہی وہ چند روز مین پہنچنے والی ہی - اوس کا انتظار مناسب ہی - نجکنام خان نے نواب کی طرف اشارہ کرکے قایم خان سی کہا کہ تم محمد خان کو اسکے ذریعہ سی رہائی نہین دلا سکتے اور یہ کہکر حالت غضب ناکی مین قایم خان کا ہاتھ پکڑکے دیوان عام کے باہر نکال لایا - امرائے مذکور کی ساتھ ساٹھ پٹھان زرہ بکتر پہنے ہوے موجود تھے - جنکو یہ حکم تھا کہ اگر کوئی ہماری طرف آنکھ اٹھوانے کے لئے اونہاتے تو اوس کو مار ڈالو - جب قایم خان و نجکنام خان لشکر مین پہنچ تو کوچ کے نقارے بجے - اونکی آواز سنتے ہی وہ بارہ سو پٹھان جو نواب سعادت خان کے نوکر تھے اونکو چھوڑکر قایم خان کے ساتھ ہوے - یہ خبر سنکر نواب سعادت خان نے ایک سو سوار قایم خان کے لوٹا لانے کے لئے بھیجا - مگر نواب کے اس پیغام پر کچھ لحاظ نہ کرکے قایم خان نے شاہجہانپور کی راہ لی - شرائف عثمانی مین مرقوم ہی کہ جب محمد خان بندیلکھنڈ سے واپسی پر فتوح پہنچا تو روح الامین خان بلگرامی جو قایم خان کی طرف سی بطور ایلچی مقرر کے بھیجی گئی تھا محمد خان کے پاس بلگرام کے ایک قاضی محمد احسان نامی کو لایا جس کی جاگیر برہان الملک نے ضبط کرلی تھی نواب محمد خان نے اوس سی وعدہ کیا کہ مین بادشاہ سی تمھاری سفارش کرونگا - وہ قاضی محمد خان کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوا - مگر محمد خان اور روح الامین خان کے درمیان ایک لاکھ روپیہ بقایا کی بابت جو روح الامین خان سی واجب الادا تھا اور جسی وہ دینے سے انکار کرتا تھا جھگڑا ہوا اور قاضی مذکور کا مددگار چھوٹ گیا - مصنف سیر المتاخرین نے لکھا ہی کہ بندیلکھنڈ مین ناکامیاب رہنے کے باعث صوبہ الہ آباد محمد خان سی لے لیا گیا - مگر تبصرۃ الناظرین سے معلوم ہوتا ہی کہ محمد خان سی صوبہ الہ آباد کی علیحدگی بسبب اوس بخشش کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی سی مالوے مین ہوئی ظہور مین آئی جہان کہ محمد خان اوسوقت موجود تھا - اور یہ صوبہ سربلند خان ممتاز الملک کو عطا ہوا جبکہ ۱۱۴۵ ہجری مطابق ۱۷۳۲ء مین محمد خان مالوے سی موقوف ہوا تو اوس نے صوبہ الہ آباد کے خواستگار تھے باوجودیکہ برہان الملک باعتبار تر فہ اور وقت کے محمد خان سے ترجیح ہوئی تھی اور اونہون نے پندرہ لاکھ روپے بھی پیشکش کئے مگر محمد خان کے استحقاق پر کسیقدر لحاظ ہوا - چنانچہ ۱۱۴۸ ہجری مطابق ۱۷۳۵ء مین صوبہ الہ آباد دوبارہ محمد خان کو عطا ہوا - مگر چند ماہ کے بعد یعنی ۴ محرم ۱۱۴۹ ہجری مطابق ۴ مئی ۱۷۳۶ء کو سربلند خان اس

در حقیقت برہان الملک اور برہان الملک اس صوبہ

صوبے پر بہر بحال ہوگیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعد اوسکی محمد خان سی بہرہ عدی بحالی کے ہوی تھے مگر اوس کے استحقاق پر عمدۃ الملک امیر خان کو ترجیح دیگئی۔ جب محمد خان بنگش کو نواب سعادت خان کے ساتھ عداوت کا اتفاق ہوا تو اوس نے برہان الملک کے جڑانے کے لئے اپنے چینے سعادت خان کو بھی برہان الملک کا خطاب دیدیا۔

بھگونت سنگھ ولد اڑاڑ زمیندار چکلہ کوڑہ کی سرکشی جان باز خان کا مارا جانا برہان الملک کی توجہ سی اس ضلع کا انتظام ہوجانا

جبکہ بھگونت سنگھ زمیندار چکلہ کوڑہ نے سلطنت مین ابتری دیکھہ کر سر اوٹھایا۔ اول اپنے حاکم جان باز خان کو روانہ عدم کیا تو اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ نے اپنے بھائی عظیم اللہ خان کو اوسکی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجا اور زمیندار مذکور اوسکی آمد کا حال سنکر دشوار گذار جنگلون مین چلا گیا عظیم اللہ خان نے اوس کا تعاقب تو نہ کیا چکلہ اٹاوہ مین ٹھیر گیا۔ پھر خاجم بیگ خان تورانی وغیرہ کو اوس چکلہ کی حکومت دیکر دہلی کو لوٹ گیا۔ بھگونت سنگھ کو سزا دینے کے لئے اوس کو حکم دیگیا۔ بھگونت سنگھ عظیم اللہ خان کے واپس ہوتے ہی پھر میدان مین نکل آیا۔ اور خاجم بیگ خان وغیرہ کو مار ڈالا تو اعتماد الدولہ نے اوسکی سرکشی سے مجبور ہوکر برہان الملک سی اس معاملہ کو رجوع کیا اور تاکید کے ساتھ لکھا کہ اسلام اور مغلون کی آبرو کا پاس ضرور ہی۔ برہان الملک نہایت شجاع تھے نشہ مردانگی سے مخمور تھے ۱۱۴۸ھ ہجری مین شاہجہان آباد کو بادشاہ کے مجرے کے لئے روانہ ہوتے تھے اثنای راہ سے ماہ جمادی الاخرے مین بھگونت سنگھ کی سزا دہی کے لئے اوس کے سر پر جا پہنچے اوس نے بہت چاہا کہ فریب کرکے برہان الملک کو اپنا طرفدار کرلے اور موقع پاکر کام تمام کردی۔ مگر یہان فریب نہ چلا۔ مجبور ہوکر برہان الملک سے لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ برہان الملک جسوقت راہ سی چلکر خیمے مین داخل ہوے تو اوس وقت اتفاق سی سبز کپڑے پہنے ہوے تھے۔ مخبرون نے بھگونت سنگھ کو خبر پہونچائی کہ برہان الملک سبز لباس مین خیمے مین داخل ہوے ہین۔ اور اونکی داڑھی سفید اور دراز ہی۔ بھگونت سنگھ کمین گاہ سے نکلکر مع اپنی فوج کے برہان الملک کے لشکر کے قریب جا پہنچا۔ اوسیوقت برہان الملک

لہ مرآت واردات محمد شفیع مین یہ نام اسی طرح لکھا ہے ۱۲

ہاتھی پر سوار ہو فوج کی کمر بندی کا حکم دیا پوری فوج تیار ہوئی تھی صرف بعض ملازمان رکاب تیار ہو کر ہمراہ ہوئے اور اس تھوڑی سی لشکر کے ساتھ برہان الملک بھگونت سنگھ کے مقابلے کے لئے بڑھے اور اس وقت وہ سفید اور موٹا لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور ابو تراب خان تورانی جو برہان الملک کا نامی سردار تھا اتفاق سے اوس وقت سبز لباس میں تھا اور اس شخص کی داڑھی بھی سفید تھی بھگونت سنگھ نے ابو تراب خان کو برہان الملک تصور کر کے اوس کے ہاتھی کی طرف متوجہ ہوا اور قریب آکر گھوڑی کو کودا کر اس سختی سے ابو تراب خان کی چھاتی میں برچھا مارا کہ سنان سینے سے پار نکل گئی۔ برہان الملک کے لشکر بھی اس مردانہ حملے سے بھاگ نکلے برہان الملک تھوڑے سے ہمراہیوں کے ساتھ مقابلے میں جمے رہے اور تیروں کی سن سن میں بھگونت سنگھ کو گھیر لیا۔ ارجن سنگھ جو اوس کا رفیق تھا اور پھر برہان الملک سے موافق ہو گیا تھا۔ اوسنے برہان الملک کو بتلا دیا کہ بھگونت سنگھ وہ ہے اور گھوڑے کو دوڑا کر اوسکی سر پر جا پہنچا ہتیار چلنے لگے۔ آخر بھگونت سنگھ مارا گیا۔ ارجن سنگھ کے ہاتھ سے اور برہان الملک کے تیر سے جہد کرنا ہی عدم ہوا۔ برہان الملک نے اللہ کا شکر کیا اور اوس کا سر کٹوا کر بادشاہ کی نذر کے لئے اور اوس کا پوست کھچوا کر اور گھاس سے بھر کر کے قمر الدین خان وزیر کے لئے بھیجا اور چند روز کی بعد لشکر کی سرداری پر صفدر جنگ کو مقرر کر کے خود دہلی کو روانہ ہو گئے

۷۔ رجب ۱۱۴۳ ہجری روز چہار شنبہ کو بادشاہ کی ملازمت سے شرفیاب ہوئے۔ ابکی بار نو اشرفیاں اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دکھائی۔ بادشاہ نے نو مقال زر اور خلعت مع سرپیچ مرصع و شمشیر و اسپ و فیل عطا کیا۔ ابو المنصور خان صفدر جنگ اور شیخ عبد اللہ وغیرہ سرداران لشکر نے برہان الملک کو لکھا کہ بھگونت سنگھ کا بیٹا مرہٹوں کو اپنی مدد کے لئے ادھر لا رہا ہے۔ آپ چلے آئے اس لئے برہان الملک ۷ شوال ۱۱۴۳ ہجری روز یکشنبہ کو بادشاہ سے رخصت ہو کر دہلی سے روانہ ہوئے۔

برہان الملک کی مرہٹوں سے لڑائی اور اونپر فتحیابی

باجی راؤ پسر بالاجی نے دکن سے ہندوستان کی عزیمت کی تاکہ حاصل ملک بادشاہی کا زر چہارم جسکو چوتھ کہتے ہے دہلی سے وصول کرے اور اپنے نام سند تازہ بادشاہ سے حاصل کرے پس اول اوس نے اس مدعا کو بادشاہ کے حضور میں اپنے وکلا کے ذریعہ سے التماس کرایا۔ چونکہ

امرا کے اختلاف اور نفاق اور خود غرضی کی وجہ سے یہ حالت خراب ہو رہی تھی کوئی جواب نہ گیا تو اوس کو زیادہ جسارت پیدا ہوئی۔ اور ابتدائی ۱۱۷۳ھ ہجری مین دہلی کیطرف بڑہا۔ جو کہ اوسکی فوج نہایت خفاکش اور بہادر تھی جہان حملہ کرتا وہانکی تمام رعایا اور سپاہ شاہی بھاگ جاتی محمد شاہ بادشاہ کی طرف سے اس مہم پر اعتماد الدولہ قمرالدین خان اور امیرالامرا صمصام الدولہ ایک بہاری فوج کے ساتھ مامور ہوئے۔ مگر انہون نے جرات کرکے مرہٹون پر حملہ نکیا۔ اس مہم کو لیت ولعل مین ڈالکر صلح کی تجویزین پیدا کرتے رہے اور آخر کار مرہٹون کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر سمجھکر جنگ و صلح کے باب مین مشورہ کیلئے دہلی کو لوٹ گئے۔ اور مرہٹون کی لڑائی اور اس مقدمہ کے انفصال کو زمانۂ آیندہ پر چھوڑ دیا۔ برہان الملک نے جو صرف صوبہ اودہ کے حاکم اور خواص بادشاہی کے داروغہ تھے اور اعتماد الدولہ قمرالدین خان اور امیرالامرا صمصام الدولہ اور عمدۃ الملک امیر خان کی بہ نسبت چھوٹے رتبے مین تھے۔ مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور اور جوانسے نام تھے جوان امرا کی سستی اور مرہٹونکی چیرہ دستی دیکھی تو اونکو غیرت آئی۔ باوجودیکہ اونکے صوبے کو مرہٹون کے ہاتھ سے کوئی نقصان نہ تھا کیونکہ اونکے صوبے کی سرحد نرمدا کے شمال رویہ تھی۔ اونہون نے ایسی شجاعت سے جو اونکے ہمعصرون مین موجود نہ تھی فوج کو تیار کرکے مع اپنے داماد ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے مرہٹون سے جنگ کے لئے اپنی دارالحکومت سے کوچ کیا قمرالدین خان وزیر کی فوج سے مرہٹے مقابلہ کر رہے تھے۔ اور ہنوز معرکہ عظیم نہ ہوا تھا کہ برہان الملک ساٹھ کوس راہ ایک دن مین طے کرکے آئے۔ باجی راو اس سردار کے آنے کی خبر سنکر ریواڑی اور پاٹودی کو چلا گیا۔ اور ان مقبوضون کو لوٹا اور وہان سے گجرات ہوتا ہوا مالوے مین آیا راجہ بھداور کو مرہٹون نے ایک قلعہ کے اندر محصور کرلیا۔ راجہ برہان الملک سے توسل رکھتا تھا اوس نے برہان الملک کو عریضہ لکھا اور مدد چاہی۔ برہان الملک راجہ کی عرضی پڑھکر تیار ہوئے اور راجہ کو جواب لکھا کہ ہرگز نہ گھبرانا۔ مین آیا۔ جلد آتا ہون۔ مرہٹون کو سزا دیتا ہون۔ بعد لکھنے جواب کے برہان الملک نے فوج کو آراستہ کیا اور سپاہ کا آزوقہ ہمراہ لیا۔ مثل برق و باد روانہ ہوکر نربدا کے پار آئے۔ اور یہ ارادہ کیا کہ چمبل کو بھی عبور کرکے راجہ کی مدد کرکے مرہٹون کو مجبور کرین۔ چونکہ مرہٹون اور زمیندارون نے اتفاق کرکے دریاے چمبل کے گہاٹون کا بڑی احتیاط سے انتظام کرلیا تھا اسلئے برہان الملک کو آسانی کے ساتھ چمبل کا عبور جلد میسر نہوا۔ اور راجہ بھداور کے کمک پہنچنے مین

ہاتھی پر سوار ہو فوج کی کمربندی کا حکم دیا پوری فوج تیار ہوئی تھی صرف بعض ملازمان رکاب تیار ہو کر ہمراہ ہوئے اور اس تھوڑی سی لشکر کے ساتھ برہان الملک بھگوت سنگھ کے مقابلے کے لئے بڑھے اور اس وقت وہ سفید اور موٹا لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور ابو تراب خان تورانی جو برہان الملک کا نامی سردار تھا اتفاق سے اوس وقت سبز لباس میں تھا اور اس شخص کی داڑھی بھی سفید تھی بھگوت سنگھ نے ابو تراب خان کو برہان الملک تصور کر کے اوس کے ہاتھی کی طرف متوجہ ہوا اور قریب آکر گھوڑے کو کدا کر اس سختی سے ابو تراب خان کی چھاتی میں برچھا مارا کہ سنان سینے سے پار نکل گئی۔ برہان الملک کے اکثر ہمراہی اس مردانہ حملے سے بھاگ نکلے برہان الملک تھوڑے سے ہمراہیوں کے ساتھ مقابلے میں جمے رہے اور تیروں کی سن سن میں بھگوت سنگھ کو گھیر لیا۔ ارجن سنگھ جو اوس کا رفیق تھا اور پھر برہان الملک سے موافق ہو گیا تھا۔ اوسنے برہان الملک کو بتلا دیا کہ بھگوت سنگھ وہ ہے اور گھوڑے کو دوڑا کر اوسکی سر پر جا پہنچا ہتیار چلنے لگے۔ آخر بھگوت سنگھ مارا گیا۔ ارجن سنگھ کے ہاتھ سے اور برہان الملک کے تیر سے جہد کرنا ہی عدم ہوا۔ برہان الملک نے اللہ کا شکر کیا اور اوس کا سر کٹوا کر بادشاہ کی نذر کے لئے اور اوس کا پوست کھچوا کر دکھن میں بھیج کر قمرالدین خان وزیر کے لئے بھیجا اور چند روز کے بعد لشکر کی سرداری پر صفدر جنگ کو مقرر کر کے خود دہلی کو روانہ ہو گئے

۷۔ رجب ۱۱۴۸ ہجری روز چہارشنبہ کو بادشاہ کی ملازمت سے شرفیاب ہوئے۔ ابکی بار نو اشرفیاں اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دکھائی۔ بادشاہ نے خلعت فاخرہ عطا کر کے خلعت مع سرپیچ مرصع و شمشیر و اسپ و فیل عطا کیا۔ ابو المنصور خان صفدر جنگ اور شیخ عبداللہ وغیرہ سرداران لشکر نے برہان الملک کو لکھا کہ بھگوت سنگھ کا بیٹا مرہٹوں کو اپنی مدد کے لئے ادھر لا رہا ہے۔ آپ چلے آئے اس لئے برہان الملک ۹ شوال ۱۱۴۸ ہجری روز پنجشنبہ کو بادشاہ سے رخصت ہو کر دہلی سے روانہ ہوئے۔

برہان الملک کی مرہٹوں سے لڑائی اور اونپر فتحیابی

باجی راؤ پسر بالاجی نے دکن سے ہندوستان کی عزیمت کی تاکہ حاصل ملک بادشاہی کا زر چہارم جسکو چوتھ کہتے ہیں دہلی سے وصول کرے اور اپنے نام سند تازہ بادشاہ سے حاصل کرے۔ پس اول اوس نے اس مدعا کو بادشاہ کے حضور میں اپنے وکلا کے ذریعہ سے التماس کرایا۔ چونکہ

امرا کے اختلاف اور نفاق اور خود غرضی کی وجہ سے پہلی حالت خراب ہو رہی تھی کوئی جواب نہ گیا تو تو اوس کو زیادہ جسارت پیدا ہوئی - اور ابتدائی ۱۱۷۵ ہجری مین دہلی کیطرف بڑہا - جو کہ اوسکی فوج نہایت خیاش اور یہا درتہی جہان حملہ کرتا وہانکی تمام رعایا اور سپاہ شاہی بہاگ جاتی محمد شاہ بادشاہ کی طرف سے اس مہم پر اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ ایک بہاری فوج کے ساتھ مامور ہوئے - مگر انہون نے جرات کرکے مرہٹون پر حملہ نکیا - اس مہم کو لیت ولعل مین ڈالکر صلح کی تجویزین پیدا کرتے رہے اور آخر کار مرہٹون کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر سمجھکر جنگ و صلح کے باب مین مشورہ کیا - یہ سنکر دہلی کو لوٹ گئی - اور مرہٹون کی لڑائی اور اس مقدمہ کے انفصال کو زمانۂ آیندہ پر چہوڑ دیا - برہان الملک نے جو صرف صوبہ اودہ کے حاکم اور خواص بادشاہی کے داروغہ تھے اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ اور عمدۃ الملک امیر خان کی نسبت جہوٹے چغے مین تھے - مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور اور جوانی سے نام تھے جو ان امرا کی سستی اور مرہٹونکی چیرہ دستی دیکھی تو اونکو غیرت آئی - باوجودیکہ اونکے صوبے کو مرہٹون کے ہاتھ سے کوئی نقصان نہ تھا کیونکہ اونکے صوبے کی سرحد گنگا کے شمال رویہ تھی - اونہون نے ایسی شجاعت سے جو اونکے ہمعصرون مین موجود نہ تھی فوج کو تیار کرکے مع اپنی داماد ابو المنصور خان صفدر جنگ کے مرہٹون سے جنگ کے لئے اپنی دارالحکومت سے کوچ کیا قمر الدین خان وزیر کی فوج سے مرہٹے مقابلہ کر رہے تھے - اور ہنوز معرکہ عظیم نہ ہوا تہا کہ برہان الملک ساٹھ کوس راہ ایک دن مین طے کرکے آئے - باجی راو اس سردار کے آنے کی خبر سنکر بوندی اور پاٹودی کو چلا گیا - اور ان مقبوضون کو لوٹا اور وہانسے گجرات ہوتا ہوا مالوے مین آیا راجہ بھداور کو مرہٹون نے ایک قلعہ کے اندر محصور کر لیا - راجہ برہان الملک سے توسل رکہتا تہا اوس نے برہان الملک کو عریضہ لکہا اور مدد چاہی - برہان الملک راجہ کی عرضی پڑہکر تیار ہوئے اور راجہ کو جواب لکہا کہ ہرگز نہ گہبرانا - مین آیا - جلد آتا ہون - مرہٹون کو سزا دیتا ہون - بعد لکہنے جواب کے برہان الملک نے فوج کو آراستہ کیا اور سپاہ کا آزوقہ ہمراہ لیا مثل برق و باد روانہ ہوکر گنگا کے پار آئے - اور یہ ارادہ کیا کہ جمنا کو بھی عبور کرکے راجہ کی مدد کرکے مرہٹون کو مجبور کرین - چونکہ مرہٹون اور زمینداروں نے اتفاق کرکے دریاے جمنا کے گہاٹون کا بڑی احتیاط سے انتظام کر لیا تہا اسلئے برہان الملک کو آسانی کے ساتھ جمنا کا عبور جلد میسر نہوا - اور راجہ بھداور کے کمک پہنچنے مین

دیر ہو جانیکی وجہ سے مرہٹونکے ہاتھ سے سخت صدمہ پایا ملہار راو ہلکر باجی راو کا بہادر سردار اللہ
اور بہی سردار مع فوج سوار جمنا کے پار جاکر میان دوآب مین لوٹ مار کرتے تہے ۔جب برہان الملک
کا آنا ان سرداروں نے سُنا سُنا مظفر خان وامیر الامرا کے انھین بہی جانا ارادہ محاصرہ کا کیا
اور اونکی قرب پہرنے لگا اور اُنلوے سے تا موتی بلغ جو آگرے مین ہی سب آبادی کو جلایا ۔
اور قصبہ سعد آباد جلیسر کو لوٹا ۔برہان الملک یہ خبر سنکر طیش مین آئے اور فوج کو آمادہ کارزار
کیا اور دوشنبہ ۲۲ ۔ذیقعدہ ۱۱۴۹ ہجری کو دہاوا کئے ہوے ملہار راو[1] ہلکر کے سر پر مسافت بعید
طے کرکے پہنچے مرہٹون کو فرصت سر کھجانے تک کی نہ دی تلوار سے دو تہائی مرہٹونکے چکنی بہت مرہٹے
مارے گئے باقی بہاگے ۔برہان الملک نے اعتماد پور تک جو میدان جنگ سے چار کوس کے فاصلہ
پر تہا پیچہا کیا تین سردارون اور بہت سے مرہٹون اور اونکی عورتون کو قید کیا ۔ملہار راو بہی
مجروح خفیف ہوکر بہاگا ۔اور ایسی گہبراہٹ مین بہاگا ۔کہ جمنا کے ایسے گہاٹ سے عبور کرنا
چاہا جو باپ اوترنے کے قابل نہ تہا موجون کی زنجیرون نے سیکڑون مرہٹونکے ہاتہ پیر
باندہ باندہ کر دریاے عدم کے کنارے لگا دیا ۔خزانہ عامرہ مین لکہا ہے کہ دُبڑہ ہزار کی ضرب
مرہٹے گرفتار ہوے برہان الملک نے ہر ایک قیدی کو ایک چادر اور دس روپے دیکر رخصت
کردیا ۔ملہار راو کے ہمراہ تہوڑے سے آدمی نیم جان سے رہگئے تہے ۔ملہار راو باجی راو کے
پاس پہنچا جو اون دنون سیدون کے کوٹلہ مین گوالیار کے قریب مقیم تہا ۔ملہار راو بہت سے سامان لے
ہوگیا ۔سب سامان دس کالٹ گیا اس گوانٹ اور مارپیٹ سے جس کو لوگون نے بڑی فتح بیان
کی جگہ جگہ یہ ہوا بیان اوڑین کہ سارے مرہٹے دکن کو بہاگ گئے ۔مگر باجی راو ایسی افواہون
کے اوڑنے سے اس بات پر آمادہ ہوا کہ بدنامی کا دہبہ مٹاے اور بادشاہ کو یہ معلوم ہوے
جیسا کہ اوس نے اپنی زبان سے کہا تہا کہ مین اب بہی خاص ہندوستان مین موجود ہون ۔
برہان الملک ملہار راو کو میان دوآب سے نکالکر جمنا اُترے اور دس دس کوس کی منزلین
کرتے چنبل ندی کے کنارے آئے کہین مرہٹون کا نشان نہ پایا ۔دہولپور باڑی مین
کہ دریاے چنبل کے اس پار ہی مقام کرکے یہ ارادہ کیا کہ جریدہ باجی راو پر دہاوا ہو وہ بہی
یاد کرے ایسی سزا ہو یہ ارادہ اپنے لشکر مین یہ منادی کرادی کہ لشکر کے سوار چار روز کا

---

[1] دیکہو سیر المتاخرین اور خزانہ عامرہ مین بلاجی لکہا ہے ۱۲

کہانا اپنے گھوڑون پر رکھلین - اور مسلح و مکمل ہوکر تیار رہین - اور برہان الملک نے پانی چھاگلون مین بھروایا اور خشکی روٹیون کو باافراط اونٹونپر لدوایا اور توپین سبک شکل جزائل ہاتھیون اور اونٹونپر رکھوائین اسطرح کی تیاریان کین - اور یہ حکم دیا کہ جس کے پاس گھوڑا ہوگا اور وہ ہمراہ نہ چلیگا اور لشکر مین رہیگا اوسکو گھوڑے کی دم کاٹ کر تشہیر کیا جائیگا - برہان الملک نے دلمین یہ ٹھان لیا کہ اگر باجی راو دریاے چنبل کے اوس پار ہوگا تو مین عبور کرکے فوراً اوسپر حملہ کردونگا - اس نیت سے برہان الملک نے لشکا سامان مختصر کے لایق فراہم کرکے روانگی کا ارادہ کیا -

صمصام الدولہ کا برہان الملک کو مرہٹون کے تعاقب سے روکدینا مرہٹون کا پیشدستی کرکے شاہجہان آباد کیطرف پہنچ جانا - اور اوس کو غارت کرنا برہان الملک اور مرہٹونمین دوستی کا معاہدہ ہوجانا

برہان الملک بہمہ وجوہ تیار تہے کہ یکایک صمصام الدولہ کا قاصد سوار آیا اور ایک خط برہان الملک کو دیا مورخون کو مضمون خط مین اختلاف ہی بعض کا یہ قول صاف ہی کہ صمصام الدولہ کے خط مین یہ لکھا تہا مین باجی راو کی تادیب کو مامور ہوا ہون - یہانتک آیا ہون تعجیل نکرو مجہے آجانے دو - عہتین خدا کی قسم جو آگے قدم بڑہاؤ تمھین بادشاہ کا واسطہ جو آگے جاؤ - اور بعض نے یہ لکھا ہے خط مین یہ مضمون تہا کہ خبردار قدم آگے نہ بڑہانا بادشاہ کا حکم مجہے لڑنے کا ہی تم نہ لڑنا آگے جاؤگے بادشاہ کی عدول حکمی ہوگی یہ جو جرات تمنے کی ہی اس کی بازپرس ہوگی - اس کام مین میرا اختیار ہی تمھین کیا سروکار ہی - مرہٹونکی فوج کو ستانا بھڑونکے جیتے مین پتھر مارنا ہی - خودرائی کرنا سلطنت بگاڑنا ہی - بتدبیر مناسب مرہٹون کا تدارک کیا جائے گا تعجیل کروگے تو کام بگڑجائیگا - اور بعض نے یہ لکھا ہے کہ جب امیرالامرا صمصام الدولہ نے برہان الملک کی جرات سے مرہٹون کی مغلوبی سنی اُسے بہت ندامت ہوئی - دفع خجالت کے لئے یہ ارادہ کیا کہ برہان الملک کو ہمراہ لیکر نام پیدا کرے اور بہادری مین قدم رکہے - یا انہین بھی مثل اپنے بدنام کرے - اسلئے برہان الملک کو مرہٹونپر جانے نہ دیا اور تہدید کرکے روکا برہان الملک نے بجاے تحسین نفرین پائی - صمصام الدولہ کی

کم لیا فتنی و نادانی پر ہنسی آئی اور یہ سمجھ لیا کہ اس نادان کم حرات نے سلطنت کا بگاڑا
مناسب یہ ہی کہ باجی راو سے صلح ہو جاہی - میر الملک مرہٹون کی تاخت و تاراج سے بہت گھبرا
باین خیال باجی راو کے سرداروں کو جو قید تھے بلایا اونسے خاطر خواہ قول و قرار کر دایا اور
کاغذ لکھا لیا - بعد اسکے اون سرداروں اور دوسرے قیدیون کو خلعت و خرچ دیکر باجی راو کے
پاس بھجوایا باجی راو نے برہان الملک کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا - اور اپنے معتمدون
کو بھجوا کر یہ اقرار صحبت گذ کیا کہ آپ کے ملک پر مرہٹون کی فوج نہ جائیگی اور تاخت و تاراج نہ کریگی
مرہٹو نسے اور برہان الملک سے یہ قول و قرار ہو گیا - مرہٹون نے اون کا نباہ کیا -
اودہ کے صوبے مین مرہٹون کی فوج کبھی نہین گئی - اور جو تھہ ویس بھی اس صوبے سے
نہین لی - چندوسی کو ایکبار تبہ لوٹا تھا یا مرہوا ہوا تھا[1]

محمد شاہ کو مرہٹون کی چڑہائی کا بہت اندیشہ تھا اسلئے اونہون نے قمر الدین خان وزیر کو بھی مع
اپنی فوج کے شاہجہان آباد سے روانہ کر دیا تھا جو دہلی سے تیس کوس کے فاصلے پر صوبہ
اجمیر کی راہ پر تھے اور نواب محمد خان عظنفر جنگ بنگش بھی مع اپنے لشکر کے مرہٹون کے
مقابلے کے لئے ایکطرف مامور تھا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوتین اور
مہانونکی ضیافتین ہو چکین - اس عرصے مین جبہ سات روز کی مہلت مرہٹون کو مل گئی اور برہان الملک
کے تعاقب سے دلجمعی حاصل ہوئی - اور یہ معلوم ہوا کہ شاہ جہان آباد فوج شاہی سے خالی ہی
تو باجی راو یک لخت جمنا سے الگ ہوا اور اوس بادشاہی فوجکے بازو سے جو قمر الدین خان وزیر کے
تحت حکومت متہرا کے متصل بے حس و حرکت پڑی ہوئی تہی جو دہ میل کے فاصلے پر بیکر گذرا -
اور ۹ ذیحجہ ۱۱۴۹ ہجری روز سہ شنبہ کو باجی راو اپنی لشکر کے ساتھ تعلق آباد مین جا پہنچا شاہجہان
آباد کے ہندو مسلمان کالکا کے میلے کی تقریب سے تماشے کے لئے وہان جمع تہے اون سبکو
لوٹ لیا اور دوسرے روز شاہ جہان آباد کا محاصرہ کر لیا - جبکہ امرائے شاہی کو جو مرہٹونکے
تعاقب اور مقابلے کے لئے مامور تہے یہ معلوم ہوا کہ مرہٹون نے دہلی پر یورش کی ہی اور اپنے
مقابلے مین اونکو نہ پایا تو فوراً دہلی کیطرف بہت عجلت کے ساتھ روانہ ہوئے - اعتماد الدولہ
وزیر جو سب سے دوسرے امرا کے دہلی سے زیادہ قریب تہے جلد جا پہنچے - اور ۹ ذیحجہ روز چہار شنبہ

---

[1] دیکھو تاریخ مالوہ مولفہ سید کریم علی ساکن ساکھہ سرکار کالپی ۱۲

کو سرہندون سے خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے ہٹ کر پیچھے جا پڑے۔ برہان الملک بھی آگرہ سے ۸ دیجہ روز سہ شنبہ کو بطریق یلغار روانہ ہوئے۔ چہار شنبہ کے دن طے مسافت کے بعد قصبہ تلپٹ مین جو دہلی کے متصل ہے برہان الملک جا پہنچے۔ دوسرے روز کہ عید الضحی تھی شاہجہان آباد مین برہان الملک ہو رہے۔ صمصام الدولہ بھی ہمراہ تھا تیسرے روز نواب محمد خان بنگش بھی آکر مل گیا چونکہ برہان الملک کی شہرہ آبدار کا مزہ مرہٹے چکھ چکے تھے اونکے لشکر کے پہنچنے کی خبر سنتے ہی بیتاب ہوکر قصبہ ریواڑی اور پاٹودی کیطرف چلے گئے۔ اوران دونون قصبون کو لوٹ لیا اور دہن سے گجرات اور مالوے کو چلے گئے۔ اگرچہ باجی راؤ دکن کو لوٹ گیا۔ مگر آصف جاہ جو بادشاہ کی اعانت پر تھا۔ اپنے کوچ و رحلت پر برابر قایم رہا اور پورے اختیارات اوس کو اسبات کے لئے عنایت ہوئے کہ جو وسیلے و ذریعے سلطنت کی حفاظت کے ممکن ہون وہ تمام اکٹھے کرے۔ بادشاہ کی قوت ایسی بودی ہوگئی تھی کہ آصف جاہ اوسکے ذریعوں سے اپنی ذاتی فوج کو چونتیس ہزار آدمیون تک بڑھا سکا آصف جاہ کی تدبیر و بیکا کارخانہ نہایت عمدہ تھا اور سعادت خان کے داماد صفدر جنگ کے زیر حکومت فوج اوسکی تائید کے لئے موجود و آمادہ تھی۔ برہان الملک کے سوا شاہجہان آباد مین کسی امیر کو مرہٹون کے مقابلے کی ہوس نہ تھی ہر ایک نے عذر کیا۔ اوراونکی تعاقب مین کوچ نہ کیا۔ بادشاہ اور وزیر اور امرا نے جو عقد دینے پر رضامندی ظاہر فرمائی صلح کرکے آتش فساد بجھائی۔

نادرشاہ کی ہندوستان پر چڑھائی۔ برہان الملک کا محمد شاہ کی مدد مین نادرشاہ سے لڑنے کے لئے شریک ہونا شکست پاکر گرفتار ہوجانا پھر رہائی پانا۔ برہان الملک کا نادرشاہ کو دہلی چلنے اور ہندوستان سے روپیہ وصول کرنیکے لئے اکسانا

نادرشاہ۔ تخت نشین سلطنت ایران ہوکر ایک قزلباش سردار کو برہان الملک کے پاس بھیجا۔ اوراوس کو دو خط دیئے ایک محمد شاہ کے لئے دوسرا برہان الملک کے نام سفیر کو ہندوستان کی حدود مین ڈاکوؤن نے لوٹ لیا۔ مگر اسنے وہ دونون خط بچالئے اور کار سفارت ادا کیا۔ مگر وہ مراجعت

کی قدمت بنائی - جبکہ نادرشاہ قندہار کے محاصرے مین مصروف تہا تو اوس نے دلی کے دربار سے گرفتاری یا اخراج اون چند افغانون کا چاہا تہا جو غزنی کے پاس خروس کے ملکون مین بہاگ کر گئے تہے اور اصل حقیقت یہہ ہی کہ ہندوستان کی سلطنت اس قابل نہ رہا تہی کہ وہ اس درخواست کو قبول کرتی - علاوہ اس کے یہ بھی دریافت ہوتا ہی کہ اس سلطنت نے نادرشاہ کی نادرشاہی کے قبول و تسلیم مین گو نہ تامل کیا تہا - غرضکہ نظر بوجوہ مذکورہ درخواست کے جواب مین بہت عرصہ گذر گیا اور جبکہ جواب اوس کا نہ پہنچا تو نادرشاہ نے تساہل و غفلت کی بڑی شکایت کی اور بہت برا بہلا کہکر کہہ توقف نہ کیا - چنانچہ سیلاب کی مانند آگے کو غزنی و کابل پر بڑہا اور سکی صفر ۱۱۵۱ ہجری مطابق ۱۷۳۸ء مین ایک ایلچی یہان سی دہلی کو روانہ کیا جسکو بہاری بہانون نے بہکانے لگایا یہانتک کہ نادرشاہ نے ہندوستان کی چڑہائی کو ناواجب سمجہا اور اوسکے لئے بہانہ معقول پایا اور ماہ شعبان ۱۱۵۱ ہجری مطابق ماہ اکتوبر ۱۷۳۸ء مین اوسنے مشرقی جانب کوچ و مقام کو جاری کیا - مگر دلی کا دربار اب مرہٹون کے خوف و ہراس اور اپنی خانگی مسادون مین ایسا مبتلا تہا کہ نادرشاہ کے سیل و حرکت پر بہت سی توجہہ نہ کر سکا -

جسقدر دلی کا دربار پہلے نادرشاہ کیطرف سی بے پروا اور غافل تہا ویسے ہی اس وحشت اثر خبر کے سنتے ہی پریشان و ہراسان ہوا کہ نادرشاہ پہاڑون سے آگے کو بڑہا - اور اوس تہوڑی سی ہندوستانی فوج کو جو لاہور کے حاکم کی زیر حکومت اوس کے مقابلے پر آئی تہی شکست فاش دیکر اٹک تک آپہونچا اور وہان کشتو نکا پل بنا کر پنجاب مین داخل ہوا اور آگے کو بلا تحاشا آتا تہا - جہانتک کوئی چہوٹی بڑی روک ٹوک بھی پیش نہ آئی یعنی دلی سے سو میل کے اندر بلا تکلف بڑہا چلا آیا اور کسی نے چون بھی نہ کی - اور جب وہ وہان پہنچا تو ہندوستانی فوج کے قرب و جوار مین اپنے آپ کو پایا - نادرشاہ کی فوج اور سارے ہمراہیون کی جو سب مسلح تہے تعداد بموجب اوس روزنامچہ کے جس کا ترجمہ فیروزشاہ نے لکہا ہی ایک لاکہہ ساٹھہ ہزار آدمی تہے - مگر اوس کی فوج کے ایک اخبار نویس نے جو بمقام پشاور اوس کی فوج مین داخل تہا سارے جو لشکر ہے ہزار سپاہی اور چار ہزار بہیر شکاہ اوسکی بیان کی ہے محمد شاہ نے بڑے جد و جہد اور تہوڑی بہت فوج اکٹہی کی تہی - چنانچہ کرنال کی جانب روانہ ہوئے جہان بڑا لاو لشکر اون کا پڑا تہا اور جبکہ نادرشاہ آپہنچا تو سعادت خان اودہ کے صوبہ پہی اوسی زمانہ کے قریب اپنے بادشاہ کی مدد کے لئے

روانہ ہوئے۔ جب محمد شاہ کو برہان الملک کے قرب آجانے کی خبر معلوم ہوئی تو خاندوران خان کو استقبال کے لئے بھیجا۔ ۱۵۔ ذیقعدہ ۱۱۴۸ھ ہجری روز سہ شنبہ کو خاندوران نے لشکر سے آدھ کوس کے فاصلے پر استقبال کیا۔

جہان کشائے نادری مین لکھا ہی کہ جب نادرشاہ نے یہ خبر سُنی کہ برہان الملک تیس ہزار سپاہ اور توپخانہ کے ساتھ اپنے بادشاہ کے شریک ہونے کو آرہے ہین اور بہت جلد اردوے محمد شاہی مین داخل ہونے والے ہین تو اوطھون نے رات ہی مین اپنی فوج قراولی کو متعارف راستے پر متعین کردیا کہ وہ برہان الملک کو روکے لیکن وہ غیر متعارف راستے سے آدھی رات کے وقت محمد شاہ کے لشکر مین داخل ہوگئے۔ اس فوج قراولی نے اون کا تعاقب کیا اور بہت سے آدمی مارے اور اسیر کئے اور جو اسباب پایا لوٹ لیا جبکہ برہان الملک نے یہ حال سنا کہ ایرانیون نے اونکے عقب لشکر پر حملہ کیا اور اسباب لوٹ لیا تو اونہون نے اس خبر سے برآشفتہ ہوکر امیرالامرا کو پیام بھیجا کہ مین اپنے لشکر کی حمایت اور مدد کے لئے سوار ہوتا ہون اور یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوئے باوجودیکہ اونکی باتون مین زخم تھا جس کو خزانہ عامرہ مین شفا قلوس کا مادہ بتایا ہی اونکی سپاہ ابھی تمام نہ آنے پائی تھی کیونکہ وہ کڑی کڑی منزلین کرکے آئے تھے۔ اکثر سپاہی منزلون مین اونکے ساتھ نہ پہنچ سکے تھے پیچھے رہ گئے تھے اور جسقدر آدمی ساتھ پہنچے تھے وہ طولانی کوچون کی وجہ سے تھکے ہی تھے۔ اور اسوجہ سی کہ آدھی رات کو لشکر مین داخل ہوئے تھے اکثر خواب مین تھی۔ جب برہان الملک بادشاہ کی ملازمت کے لئے گئے ہوئے تھے اور اونکے ہمراہی کہ تازہ آئے تھے وہ لڑائی کی خبر۔ اور قزلباشون کے قرب ہونے کی اطلاع نہین رکھتے تھے نقیب پکارتے تھے کہ تیاری کرو نواب جنگ کے لئے سوار ہوگئی ہین کوئی یقین نہین کرتا تھا۔ بہرصورت برہان الملک چار پانسو سوار اور اسیقدر پیادون کے ساتھ قزلباشون سے لڑنے کے لئے چلے گئے۔ اور لشکرگاہ کے کنارے تک کوئی تین چار ہزار سوار اور پانچہزار پیادے ملگئے۔ صمصام الدولہ نے برہان الملک کا پیام بادشاہ کو اور بادشاہ[1] نے آصف جاہ کو کہلا بھیجا آصف جاہ نے

[1] عالم شاہی مین لکھا ہی کہ برہان الملک محمد شاہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جو اون کو اپنے آدمیون کی درانیون کے ہاتھ سے تباہی کا حال معلوم ہوا اوسوقت غیظ و غضب مین آکر مقابلہ پر کے لئے کھڑے ہوئے۔ بادشاہ نے کہا کہ برہان الملک کا ہم سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔ وہ چونکہ غصے مین بھرے ہوئے تھے بزور حضور سے رخصت ہوئے ۱۲

جواب دیا کہ ایک تہائی دن سے کم باقی رہگیا ہی اور ابھی برہان الملک کا لشکر تھکا ماندہ ہی اونسے آرام نہین پایا ہی اس لئے لڑائی مناسب نہین اونہین حکم بھیجے کہ جلدی نہ کرین صبح کو بہتیت مجموعی دشمن پر جڑہائی ہوگی محمد شاہ نے یہی جواب صمصام الدولہ کو کہلا بھیجا صمصام الدولہ نے آصف جاہ کی سہل انگاری خیال کرکے کہلا بھیجا کہ برہان الملک دور نکل گئے کچھ عجب نہین کہ فوج مخالف سے بھی مقابلہ ہوگیا ہو پس ایسے جان نثار مرد جرار کی مدد نکرنا مصلحت کے خلاف ہی اور کوئی جائے یا بچائے بندہ تو اونکی کمک پر روانہ ہوتا ہے پھکر ہاتھی پر سوار ہوکر موجودہ لشکر اور توپخانے کے ساتھ جو مختصر سا تھا برہان الملک کی کمک کو روانہ ہوا پہر دن باقی رہا تہا کہ برہان الملک اور صمصام الدولہ دونون نادرشاہی لشکر کے متصل پہنچگئے صمصام الدولہ نے اپنی فوج کو برہان الملک کی برابر اوس سے آدھ کوس کی فاصلے پر کھڑا کیا جہان کنارے نادری اور درہ نادرہ کی ابتدا ہوتا ہی کہ محمد شاہ بھی نظام الملک اور قمرالدین وزیر کو ساتھ لیکر انکے پیچھے آدھے فرسنگ کے فاصلے سے اپنی فوج اور توپخانے کے بیڑے جماکر کھڑے ہوئے نادرشاہ نے مقابلے کے لئے اپنی سپاہ کے تین حصے کئے دو حصے برہان الملک اور صمصام الدولہ سے لڑائی کے لئے روانہ کئے اور ایک حصہ اپنے ہمراہ رکہا۔ قزلباش برہان الملک اور امیرالامرا کے لشکرون کے سر پر پہنچ گئے اور دو گہڑی مین یہ تمام مخالف ملکر لڑائی شروع ہوگئی۔ اور امیرالامر صمصام الدولہ نے ہمراہی بہت نامور تھے اونمین سے بہت سے مارے گئے۔ اور

اور صمصام الدولہ خود مجروح ہوکر اس چند رفقاے باقیماندہ کے میدان جنگ سے سرشام لوٹکر اپنے خیمون کی طرف آیا جسے سہ شنبہ ۱۹ ذیقعدہ[1] کو قضا کی اور برہان الملک میدان جنگ مین کھڑے ہوئے تہے۔ اور اونکی ہمراہیون مین سے بعض مارے گئے تھے اور باقیماندہ نہایت پریشانی کی حالت مین ایک جگہ جمع تہے۔ قزلباشون نے اون کو چارون طرف سے گہیر لیا۔ ایک نیشاپوری ترک جو برہان الملک کا ہموطن تھا جراءت کرکے برہان الملک کے ہاتھی کے قریب پہنچ گیا۔ برہان الملک نے اوسکے جو تیر مارا خان مذکور نے آواز دی کہ او محمد امین تم دیوانے ہوئے ہو کس سے لڑتے ہو اور اپنی فوج مین کس پر اعتماد رکہتے ہو۔ یہ کہکر نیزہ مین بن گاڑکر اوس سے گہوڑکو

[1] تاریخ مظفری مین ہی کہ وہ لڑائی ہوئی اور اوسکے دوسرے دن صمصام الدولہ مرگیا۔ ۱۲

باندھ دیا اور ہاتھی کا رسّا پکڑ کر برہان الملک کی عماری مین جا پہنچا برہان الملک ایران کے ضابطہ سے واقف تھے اسلئے اطاعت بجالائے اور اسیر پنجۂ تقدیر ہوکر اوس ترک کے ہمراہ نادرشاہ کے حضور مین گئے نادرشاہ نے تقصیر معاف فرمائی اونکے ہمراہ نثار محمد خان شیر جنگ بھی گرفتار ہوا تھا۔ خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ برہان الملک کی پابداری اور شجاعت کو نادرشاہ نے بہت پسند کیا۔ اور کئی بار کہا کہ اتنی جوانمردی جو برہان الملک سے ظہور مین آئی ہندوستان کے اندر کسی لڑائی مین ہمنے نہین دیکھی۔ اور ہمیشہ برہان الملک کی تعریف کرتا تھا خزانہ عامرہ مین اونکی گرفتاری کا واقعہ اسطرح لکھا ہے کہ شیر جنگ کی سواری کا ہاتھی مست تھا اور عالم شاہی مین لکھا ہے کہ اس کو برہان الملک کی سواری کے ہاتھی سے عناد تھا اوسی پکڑ کر برہان الملک کی سواری کے ہاتھی پر حملہ کیا۔ اور اس کو ریلتا ہوا نادرشاہ کے لشکر تک لیگیا تلوار اور انکس کے بہت اوسپر وار کئے۔ مگر نہ مانا اسطرح برہان الملک دو تین ہلہ ہیون کے ساتھ نادرشاہ کی قبضے مین آگئے۔ برہان الملک نے دو زخم اوسپر سے تھے ایک تیر کا دوسرا نیزے کا نادرشاہ نے اون کو مصطفے خان شاملو کے حوالے کردیا۔ برہان الملک نے صمصام الدولہ کی وفات کی خبر سنی تو منصب امیرالامرائی کے امیدوار ہوئے نادرشاہ سے مصلحت امیز باتین کرکے دو کرور روپے پر اوس سے صلح کرلی۔ اور یہ قرار پایا کہ آصف جاہ یہ دو کرور روپے حاضر ہوکر پیش کریگا بعد اسکی نادرشاہ واپس چلا جائیگا برہان الملک نے اس تمام مضمون کو ایک کاغذ مین تحریر کرکے بادشاہ کے ملاحظہ کے لئے آصف جاہ کے پاس بھیدیا جب یہ رقعہ پہنچا تو آصف جاہ اور محمد شاہ جو نہایت متردد تھے نہایت خوش ہوئے محمد شاہ کے حکم سے آصف جاہ بہت جلد نادرشاہ کی پاس گیا۔ اور ملازمت حاصل کرکے زر موعود ادا کیا۔ اور خوشی خوشی اپنے لشکر مین واپس آیا۔ اور محمد شاہ کے حضور مین پہنچکر اپنی خیرخواہی اور دولت خواہی کا حال عرض کیا چونکہ صلح کا عہد و پیمان کرآیا تھا امیرالامرائی کا خواستگار ہوا بادشاہ نے اوس کے التماس کے موافق صمصام الدولہ کے انتقال کے دن ہی امیرالامرائی کا خلعت آصف جاہ کو عطا کردیا۔ برہان الملک کو جب یہ خبر پہنچی کہ آصف جاہ نے امیرالامرائی کا عہدہ پایا تو بیقرار ہوگئے۔ اور نادرشاہ سے عرض کیا کہ لشکر محمد شاہ مین آصف جاہ کو پورا اقبال حاصل ہے اوسکی سوا کوئی تجھہ نہین کرسکتا اوسکی نزدیک ایک دو کرور روپے

لہ دیکھو سیر المتاخرین - ۱۲

کچھ حقیقت نہیں رکھتی اسقدر روپیہ تو میں بھی اپنے گھر سے دے سکتا ہوں باقی امرا اور خزانہ بادشاہی اور مہاجنوں کا کیا ذکر ہے اگر حضور شاہ جہان آباد کو جو تیس چالیس کوس سے زیادہ دور نہیں تشریف لے چلیں تو حصول مدعا ممکن ہے۔ نادر شاہ اس بات سے خوش ہوا۔ اور محمد شاہ کو بمع حشم و خدم کے اپنے لشکر میں بلا لیا۔ اور برہان الملک پر نادر شاہ روز بروز عنایت زیادہ فرمانے لگا۔ خلعت فاخرہ عطا کیا۔ اور اپنی خاص محفل میں حاضر ہونے کی اجازت دی اور اونکو دولتین کا وکیل مطلق قرار دیا اور صاحب اختیار کل مقرر فرمایا[1]۔ اور طہماسپ خان جلایر کو جو نادر شاہ کی فوج کے ہراول کا افسر تھا۔ برہان الملک کے ساتھ دہلی کو اپنی روانگی سے قبل بھیجا اور بابت نظامت دہلی کے ایک فرمان اپنی طرف سے اپنی مہر لگا کر اور ایک شقہ محمد شاہ سے لکھوا کر شمس الدولہ کے لئے دیا جس کو محمد شاہ دلی میں چھوڑ آئے تھے۔ نادر شاہ کے فرمان کی نقل یہ ہے۔

عالی جاہ لطف اللہ خان صادق بہادر امیدوار مراحم بادشاہانہ بودہ معلوم نمایند کہ آن رفیع الشان منیع المکان را از امرای قدیم دولت تیموریہ و معتمدان جاہ گورکانیہ دانستہ نظامت دارالخلافت شاہ جہان آباد کہ اعظم دیار ممالک ہندست حرم سرای اشرف سلاطین روی زمین است سرفراز فرمودیم و حسن خدمت و جواہر امانت و دیانت بر سکان آن سرگروہ نوئینان عالی مقدار بہ گذارش عقیدت گزین راسخ الاعتقاد والا منزلت عالی مرتبت برہان الملک بہادر جنگ کہ بحضور خاکپای مامنوده بود و مستحسن و معقول افتاد باید کہ آن رفیع القدر سکنہ شہر را دلاسا نمایند امیدوار دولت خداداد ساز و نوعی بر دارند کہ رعایا و برایا آسودگی بسزا یابند و زیردست و زبردست مساوی زیند بشود کہ قادر بر عاجز غلبہ آرد و ضبط کارخانجات و اسباب پادشاہی و حراست سلاطین زمہ خود شناسد خبر ضبط است و کلیہ قلعہ مبارک با جمیع کارخانجات حوالہ طہماسپ خان سردار کہ بہمراہی برہان الملک می رسد نمایند درین مادہ شقہ خاص لعلے حضرت نیز بآن قدیم الخدمت صادر شد و حسب الاقتضا عمل آرد و ما را متوجہ احوال خود شناسد۔ درین باب تاکید داند تحریرا فی التاریخ شہر ذی القعدہ الحرام

نقل شقہ بہ خاص محمد شاہ

قدیم الخدمت من۔ برہان الملک و طہماسپ خان بہادر بمشورت نظامت کہ بنام آن قدیم الخدمت

[1] دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲ [2] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

ازینجانب شہنشاہ صادر شدہ میرسند باید کہ کلید جمیع کارخانجات را حوالہ سردار ساز دورین باب قدغن بلیغ و تاکید شدید دانند۔ برہان الملک نے اپنی روانگی سے قبل شمس الدولہ کو اپنی طرف سے ایک خط لکھکر مع اون دونون فرمانونکے آغا حسن کاشی کی معرفت بھیجا نقل خط برہان الملک۔

نواب صاحب مشفق مہربان سلمہ اللہ تعالے۔ بتاریخ پانزدہم ذیقعدۃ الحرام دولت خانبوس آستانہ شہنشاہ دست داد و منشور نظامت بنام آن مہربان مع شقہ خداوند نعمت حاصل نمودہ شد چنانچہ آغا حسن میرساند و طہماسپ خان بہادر رفیقہ بتاریخ سلخ سنہ داخل شہر مے شوند تا باولی استقبال طہماسپ خان قرین صلاح ست و از قلعہ دار کلید قلعہ پیش خود طلبیدہ با کلیدہاے دیگر کارخانجات در اول ملاقات حوالہ سردار خواہند فرمود زیادہ والسلام۔

یہ تحریر شمس الدولہ کے پاس پہنچنے کے بعد پیچھے سے برہان الملک اور طہماسپ خان بھی دہلی پہنچے۔ شمس الدولہ باولی تک استقبال کو آئے اور ملاقات کے بعد برہان الملک اور طہماسپ خان و شمس الدولہ کامگار خان کے باغمین اوترے۔ تھوڑی دیر یہان بیٹھکر کشمیری دروازے سے شہر مین داخل ہوکر قلعہ کو چلے بارہگ خان نے قلعہ کی کنجیان حوالے کرنے مین تھوڑی دیر توقف کیا۔ جبکہ محمد شاہ کا شقہ دیکھا تو قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ طہماسپ خان کی سواری دیوان خاص کی مسجد برج تک تو نادر شاہ کی حرم سرا کے لئے مکانات مقرر کیئے گئے۔ اور باغ حیات بخش کی شاہ برج تک محمد شاہ کے لئے جگہہ چھوڑدیگئی۔ نادر شاہ بھی محمد شاہ کو ساتھہ لیکر دہلی کو عازم ہوا۔ ۸۔ ذیحجہ سنہ ہجری روز پنجشنبہ کو محمد شاہ اور ۹۔ ذیحجہ روز جمعہ کو نادر شاہ قلعہ شاہجہان آباد مین داخل ہوے۔ نادر شاہ نے تھوڑی سی فوج کو شہر مین تقسیم کرکے یہ حکم صادر فرمایا کہ فوج کے قانون کی سخت پابندی عمل مین آئی اور محمد شاہ کی حفظ و حراست کے لئے پہرے بٹھائے جائین۔ باوصف اس کے کہ نادر شاہ نے یہ دور اندیشان اور ہوشیاریان برتین۔ مگر ہندوستانی اوس سے راضی نہوے اور دوسرے دن یہ افواہ شہر مین ہوگئی کہ نادر شاہ نے وفات پائی۔ اور جون ہی کہ دلی کے گلی کوچون مین یہ خبر پھیلی تو ہندوستانیون کی نفرت ملامت صراحت ظاہر ہوئی۔ اور ایرانیون کا قتل ہونا شروع ہوا اور جسطرح سے کہ ایرانی سپاہی جگہہ جگہہ پھیلے ہوے تھے اوسکی وجہ سے بہت سے لوگ اونکے ہندوستانیونکے غیظ و غضب کی قربانی ہوے۔ ہندوستانی امیرون نے ایرانیونکے بچانے مین کوشش نہ کی۔ بلکہ بعض امیرون نے ایرانیون کو قاتلون کے

حوالے کیا جاوے نکی محلسرایون کی فقط وحراست کے لئے متعین کئے گئے تھے - علی حزین نے بیان کیا ہے جس کو سیر المتاخرین والے نے لفظ بلفظ نقل کیا ہے کہ سات سو ایرانی مارے گئے اور سکاٹ صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۷ ۰ ابن ایکہزار آدمی بیان کئے گئے ہین - نادرشاہ نے پہلی پہل تو فساد کا دبانا چاہا اور اس بات کے دریافت ہونے سے کہ یہ فساد ذات بہر برپا رہا اور تنزل کی جگہ اوس کو ترقی حاصل ہوئی - باوصف اسکے صبح کو گھوڑے پر سوار ہوکر اس نظر سے باہر نکلا کہ اوس کو جیتا جاگتا دیکھکر پھر امن و امان قایم ہوجاتے اور جبکہ وہ باہر نکلا تو اوس نے گلی کوچون مین اپنے ہموطن بھائیون کی لاشون کو پڑا ہوا دیکھا - مگر اسپر بھی جوش اوس کو نہ آیا یہانتک کہ اوپر اوپر سے پتھر پھینکنے لگے - اور چارون طرف سے تیر وہان اوسپر برسنے لگے اور یہ نوبت پہونچی کہ ایک سردار اوس کا جو اوس کے پہلو مین جاتا تھا اوس گولی کا نشانہ ہوا جو خاص اوسپر چھوٹ کر آئی تھی - غرضکہ جب نادرشاہ نے یہ دست درازیان دیکھین تو وہ بہت غصے ہوا - اور قتل عام کا عام حکم سنایا - چنانچہ صبح سے بہت دن چڑھے تک وہ حکم قایم رہا - اور اوسکی بدولت وہ صورتین پیش آئین جو لوٹ مار اور پاوہش و تاراج کی نظر سے پیدا ہوسکتی ہین یعنی شہر کو چند مقامون سے ایسا جلایا پھونکا کہ وہ آتشبازی کا تماشا اور خونریزی و ویرانی کا نمونہ بن گیا - خانزادے کاظم خان شیدا نے اس قتل عام کی تاریخ غم عام[1] سے نکالی ہے - جبکہ نادرشاہ قتل عام سے سیر ہوچکا تو محمد شاہ یا اوس کے وزیر کی شفاعت سے غیظ اوس کا ٹھنڈا ہوا - اور قتل کی ممانعت کا حکم سنایا گیا - اور انتظام اوس کا ایسا معقول تھا کہ جسوقت قتل کی بندش کا حکم صادر ہوا - تو اوسی وقت فوج نے تسلیم کیا اور کسی نے دم نہ مارا - قاتلون کے ہاتھ جہان کے تہان رہگئے - مگر دلی والونکی تکلیفات اسپر موقوف نہوئین اسلئے کہ نادرشاہ کا بڑا مطلب ہندوستان کی چڑہائی سے یہ تھا کہ اوسکو مال و دولت سے اپنے آپ کو مالامال کرے اور جب سے اوس نے فتح پائی تھی تب ہی سے روپیہ کے اخذ و جر کے رنگ ڈھنگ اوس نے ڈھلے تھے سکا وہ خانہان تھا - چنانچہ پہلے شیر اوس کی سعادتمان ہوئے مگر دہلی کے پہونچنے پر بہوڑی مدت گذری تھی کہ سعادت خان مر گئے اور دہلی مین مدفون ہوئے -

برہان الملک کی وفات

مآثر الامرا وغیرہ مین ذکر کیا ہے کہ برہان الملک اس لڑائی کے زخمون سے ۹ - ذیحجہ روز شنبہ

---

[1] دیکھو طبقات الشعرا تالیف مولوی قدرت اللہ شوق ۱۲

کی شب مین مر گئے اور مرآت آفتاب نما مین لکھا ہی کہ جسدن نادرشاہ شاہجہان آباد مین داخل ہوا اوسکی صبح کو برہان الملک نے وفات پائی - اور سیر المتاخرین مین بیان کیا ہی کہ لڑائی سے چند روز کی بعد برہان الملک مرض سرطان کے صدمے سے جو اوسکی پانون مین تھا راہی ملک آخرت ہوے خزانہ عامرہ مین مذکور ہی کہ نویں دسمبر کو برہان الملک نادرشاہ کے حکم کے بموجب دن بھر اپنے گھر پر بادشاہی کام سرانجام دیتے رہے - مگر شفا قلوش کا درد اور بیطاقتی بہت تھی - کبھی غش آجاتا تھا کبھی افاقہ ہوتا تھا - عید قربان کی رات کو صبح سے پہلے اونکی سانس نکل گئی - جسکو انتقال کیا نظام الملک آصف جاہ عبادت کے لئے گئے - اور بیشتر سے ایک آدمی کو بھیجدیا کہ برہان الملک کو منع کردی کہ وہ تعظیم کو نہ اٹھین - اونھون نے نہ مانا - جب آصف جاہ پہنچے خدمتگارون کی اعانت سے تعظیم کو کھڑے ہوئے - علی قلیخان والہ داغستانی نے اونکی مرثیے مین کہتا ہے

رباعی دوراز تو سپہر واژگون می گردید ✤ سنگر کہ زمانہ بے تو چون مے گردید ✤
رفتی زجہان و لیک شمشیر شکست ✤ باقامت حم ہمیشہ خون می گردید ✤

شمشیر جنگ جو کہ قزلباش سوارونکی جمعیت کے ساتھ نادرشاہ کیطرف سے برہان الملک کے پاس مامور تھا تاکہ وہ کروڑ روپے جنکے نذر کرنے کا اونھون نے وعدہ کیا تھا وصول کرے وہ اون سوارون کو لیکر اودھین گیا اور صفدر جنگ سے وہ روپے وصول کرکے نادرشاہ کے پاس لایا - گیان پرکاش کے مولف نے برہان الملک کی وفات کا واقعہ اسطرح ذکر کیا ہی کہ ایک دن نادرشاہ نے سعادت خان برہان الملک اور آصف جاہ کو جمع کیا اور نامناسب الفاظ کہے نظام الملک آصف جاہ ایک عیار آدمی تھا اوس نے سعادت خان سے کہا کہ اب زندگی بے لطف ہی اور ایک شربت کا پیالہ زہر کے بہانے سے پی لیا نواب سعادت خان کہ نہایت غیور تھی اور مردی کا طنطنہ رکھتے تھے واقع مین زہر کھاکر مر گئے - نادرشاہ ابھی شاہجہان آباد مین مقیم تھا - مگر سعادت السعادت کا مولف گیان پرکاش کی روایت کی تردید کرتا ہے - اوس کا بیان یہ ہی کہ ایک دن نادرشاہ نے نظام الملک کو طلب کرکے فرمایا کہ اے بوڑھے تو نے ہمکو قندہار تحریر کیا تھا کہ اگر حضور اشرف ہندوستان تشریف لائین گے تو پچاس کروڑ روپے کا انتظام کردونگا - اور جو کچھ بادشاہ وامرا سے ہاتھ لگیگا وہ علاوہ ہوگا - اب وہ روپے کہان ہین - جا آج اور کل کی مہلت ہی - پرسون تک اگر حاضر نہ کرسکے گا تو تیری کھال نکلوالونگا - آصف جاہ نادرشاہ سے رخصت ہوکر برہان الملک کے پاس آیا - اور نادرشاہ کی ساری تقریر سناکر کہا کہ بھائی آج یہ آفت ہمارے سر پر ہے

کا تمہاری خبر نہیں ہی اب کوئی صورت بچانے کی باقی نہیں ہی۔ مین وہی آصف جاہ ہون کہ کئی بار دکن کو فتح کیا ہی مدت العمر مین ۷۰ لڑائیان سر کی ہین لیکن ایسی زندگی پر کہ بڑھاپے مین ایک گدا ہی قزلباش بیچہ بے نام و نشان آکر میرے ساتھ ایسا سلوک کرے مین تو اب اسبات کو بہتر جانتا ہون کہ مین اپنی جان کو ہلاک کر ڈالون۔ اور زہر کا پیالہ پی لون۔ میرے اور زمانہ کے سوال و جواب قیامت مین ہونگے۔ برہان الملک صاف دل تہی۔ اونہون نے آصف جاہ سے کہا کہ آپ اپنے مکان کو تشریف لے جائیے کہ مین بھی ایسا ہی کرونگا۔ آصف جاہ رخصت ہوکر اپنے مکان کو گئے اور برہان الملک نے ایک شربت کے پیالے مین زہر ملاکر پی لیا اور چادر تان کر سو رہی۔ اور مر گئی۔ مگر نظام الملک نے زہر نہین کہایا آرام سے اپنے دیوانخانے مین سو گیا۔ جب بیدار ہوا اور برہان الملک کی خودکشی کی خبر سنی تو بظاہر تاسف کیا اور باطن مین سرور ہوا۔ اب آگے عماد السعادت کا مولف کہتا ہی کہ یہ حکایت محض بے اصل ہی حقیقت حال یہ ہی کہ برہان الملک کے چند ماہ سی دنبل نکلا تہا اور کرنال کی جنگ مین وہ موجود تہا اوسی صدمے سے وہ مر گئے اونکی اور آصف جاہ کے درمیان ہرگز عداوت نہتی اور دلیل اسپر یہ ہی کہ آصف جاہ کا بیٹا عماد الملک ایک شب اپنی ایک دوست سے بیان کرتا تہا کہ برہان الملک بڑی خوبی کے آدمی تہے۔ ہمارے دادا اونکو قمر الدین خان وزیر سے زیادہ عزیز رکہتے تہے کیونکہ قمر الدین خان تو ہمارے رشتہ دار تہی اور برہان الملک باوجود اجنبیت کے بڑے بڑے سلوک کرتے تہے۔ عماد الملک جب یہ بات کہہ چکا تو اوس کے دوست نے کہا بہلا کوئی سلوک بیان تو کرو اوس نے کہا کہ ایکبار محمد شاہ نے میرے والد کو بعض دشمنون کے اغوا سے مہش خانے کے پیادون کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ تا حکم ثانی انہین قید رکہین۔ والد نے قمر الدین خان کو لکہا کہ آپ اسوقت دستگیری فرمائین۔ کیونکہ والد تو دکن مین ہین۔ اور مخالف لوگ واؤ بمبن لگے ہین اور بادشاہ کو غصے کر دیا ہے۔ آپ باپ کی جگہہ ہین۔ اونہون نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت مختار اور جان و مال کے مالک ہین ہم سب اونکے غلام ہین وہ جو کچہہ کرتے ہین خوب کرتے ہین۔ بندگان اقدس کی مرضی کے خلاف عرض کرنے کی طاقت نہین رکہتا ہون والد نے جب یہ جواب سنا تو زندگی سے قطع امید کی اور اس بات پر آمادہ ہوئے کہ انگوٹھی سے ہیرا نکال کر اور پیس کر کہا لین۔ اس اثنا مین برہان الملک جو دربار مین آئے ہوئے تہے اونہون نے یہی یہ حال سن لیا نہایت غصے ہوئے۔ اور بادشاہ کی باس پہونچے تو خشم آلود اور چین بجبین

کہڑے رہے بادشاہ نے اس حال کا سبب دریافت کیا۔ برہان الملک نے عرض کیا کہ غلام سخت حیران ہی اور نہایت متعجب ہی کہ قلعہ کیون نہین منہدم ہوجاتا کہ آصف جاہ کے رکاب سعادت مین بڑی مستعدی سی خدمات کین اور اوس کا بڑا بیٹا جو حضور کا جان نثار ہی ایک ادنی آدمی کی وجہ سی پیش خانے کے سپاہیون کے ہاتھ سی نظربند ہی۔ جو کچھ اوس کے باپ نے خدمات کین اونکو اسطرح یک لخت بھلا دینے سے ثابت ہوتا ہی کہ اس غلام کی داڑھی بھی عنقریب اپنے خون سی رنگین ہوگی یہ بات کہی۔ اور پیش خانے مین آکر میرے باپ سی کہا کہ تم کیون یہان بیٹھے ہو تمہارا سر نامرد ہے اوس سی کہدو توقع مت رکھو میرے ساتھ چلو دیکھون تو کون ایسی ہمت رکھتا ہی کہ مجھ سے تم کو چھڑائے گا۔ اوس نے بہت کچھ کہا کہ بادشاہ کے بے حکم کہان جا سکتا ہون۔ برہان الملک نے نہ مانا۔ اور اوس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین مضبوط پکڑ کر اپنی پالکی مین بٹھا کر قلعہ سی نکالکر اوسکی حویلی مین پہنچا دیا اور کہا کہ میرا سر آصف جاہ کے فرزندون پر نثار ہی۔ اگر اب کوئی فوج قلعہ سی آئے تو خدا کے لئے یہ نہ کرنا کہ خاموشی کے ساتھ اوسکی ہمراہ چلے جاؤ بلکہ مجھے خبر کر دینا اوسی وقت پہنچکر تمھارے باپ کی اون مہربانیون کا جو میرے اوپر ہین حق ادا کرونگا۔ عماد الملک نے یہ قصہ بیان کر کے کہا کہ واہ صاحب اس حال کو سنکر برہان الملک کے بہت ممنون ہوے۔ جب تھوڑے دنون کے بعد دکن سی دہلی کو آئے اور برہان الملک اُنسے ملنے کو گئے تو اب فرش تک استقبال کیا۔ اور ایک مسند پر بیٹھے۔ اور اُس دن سی دونون مین محبت بڑھ گئی۔

برہان الملک کے طبعی عادات

برہان الملک عجیب سعید اور باوفا آدمی تھا اپنے ماوام الحیات یہ دستور رکھا کہ جب سر راہ نواب سربلند خان کی سواری ملتی تھی تو ہاتھی سے اوتر کر اونکو بڑے ادب سے سلام کرتے تھے جب سربلند خان صوبہ داری گجرات سے معزول ہوا۔ اور اوسکی جگہ ابھی سنگھ بسر حسب سنگھ مقرر ہوا۔ تو سربلند خان دلی کیطرف لوٹا بادشاہ کے حکم سے اکبرآباد مین ٹھہر گیا۔ یہان شاہ نے تنخواہ کے لئے اوسپر ہلوہ کیا۔ سعادت خان نے ضرورت کی وجہ سے تنخواہ کو اپنے ذمے لے لینا چاہا۔ مگر سربلند خان نے نہ مانا۔ اور اسباب فروخت کر کے سپاہ کی تنخواہ ادا کی[1]

[1] دیکھو تنبیہ الاخبار ۱۲

سعادت خان کی پیشانی پر بدنامی کا داغ ضرور رہا کہ اونہون نے نادرشاہ کو ہاتھون دلی کو برباد کرادیا تاریخ مظفری مین ہی روز دیگر فردوس آرامگاہ خلعت بخشی گری نظام الملک فتح جنگ مرحمت فرمودند سعادت خان برہان الملک کہ امیدوار این خدمت بود از حد گذشتہ خاطر گشت و نادرشاہ را برفتن دارالخلافت شاہجہان آباد ترغیب نمودہ و او نمک حرامی ادا کردہ و خزاین و دفاین آنجا گوش زد کرد - مفتاح التواریخ مین بھی اسبات کی تصریح کی ہی - از گفتن او نادرشاہ از میدان قتال کرنال بہانہ ضیافت در قلعہ شاہجہان آباد داخل شد و الا ارادہ نادرشاہ چنین نبود چنانچہ تاریخ وفاتش بزیادت یک عدد چنین یافتہ اند

بے سعادت نمک حرام نمرد ٭ (۱۱۵۲ ہجری) ایک دن برہان الملک افضل عمدۃ الملک محمد شاہ کے حضور مین حاضر تھے - نواب نے امیر خان پر طعن کرکے کہا

پسر نوح با بدان بنشست ٭ خاندان نبوتش گم شد یعنی تو کہ شاہ نعمت اللہ کی اولاد مین سے ہے نامعقول[1] وضع رکھتا ہی - امیر خان نے جواب مین کہا سچ ہے سگ اصحاب کہف روزی چند ٭ بے تیکان گرفت مردم شد یعنی ہم کہ گمنام تھے اس مرتبہ کو پہونچگئے برہان الملک نہایت کاروبار سر تھے جرات کے ساتھ رعیت پروری بھی مزاج مین تھی - نہایت مدبر - شجاع منعم تھے مرتے وقت خزانے مین نقد نو کرور روپے چھوڑے طبیعت موزون تھی - شعر بھی کہتے تھے - امین تخلص کرتے تھے - میر عبدالعلی طالع تخلص ایک غزل کے مقطع مین کہتا ہے طالع این مصرع نواب ز دل از دست مبر ٭ دل غمگین بکسی مفت دہد یا دہم نیست دوسرا مصرع امین کا ہی - ریاض الشعرا امین علی قلی خان واعظ تانی نے اونکے نام سے یہ شعر لکھا ہے زکدام رہ بیایم کہ بچشم تو در آیم ٭ کہ بگرد چشم مستت ہمہ فتنہ سیاہست

نواب سعادت خان برہان الملک کا جانشین

قیصر التواریخ مین لکھا ہے کہ نواب برہان الملک کے مرنے کے بعد اونکے بیٹے کو جو چھوٹا تھا بادشاہ کے پاس سے خلعت عطا ہوا - مقدار اوہ عارضہ چیچک یا کسی اور مرض مین بچپن مین ہی مرگیا

---

[1] امیر خان کے ساتھی زنانہ اطوار تھے کہ وہ آنکھون مین کاجل لگاتے تھے دانتون پر مسی ملتے تھے - ہاتھ پیر مین مہندی لگاتے تھے - انگوٹھی چھلے اور چاندی کے تعویذ اور دونون کانون مین بالے پہنتے تھے اور خود نواب کی بھی یہی وضع تھی

تو مرزا مقیم کو جو نواب برہان الملک کے داماد تھے اصالۃً خلعت مرحمت ہوا جنھوں نے اپنی یاوری اقبال سے صفدر جنگ کا خطاب پایا۔

اولاد نواب سعادت خان

نواب سعادت خان برہان الملک کے ہندوستان میں ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں پیدا ہوئیں بڑی بیٹی صدر جہان بیگم دوسری نور جہان بیگم۔ تیسری ہما بیگم عرف بندی بیگم۔ چوتھی محمدی بیگم پانچویں آمنہ بیگم اور بیٹا برہان الملک کے بعد حالت طفلی میں مر گیا۔ جب برہان الملک کی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کی عمر ۱۲ برس کی ہوئی تو اولیں یہ منشا ہوئی کہ اپنے بھتیجے شاہ محمد خان شیر جنگ سے بیاہ دیں۔ لیکن چونکہ وہ لونڈے بازی میں مصروف رہتے تھے اسلئے اپنی بڑی بہن کے بیٹے مرزا مقیم ابن جعفر خان بیگ کو نیشاپور سے بلاکر صدر جہان کی اُنسے شادی کردی اور جب نواب کی دوسری بیٹی نور جہان بیگم عرف بہنکا بیگم دس برس کی عمر کو پہنچی تو اپنی چھوٹی بہن کو جو میر محمد شاہ میر کی زوجیت میں تھی مع اولاد سکے بیٹے نصیر الدین حیدر خان بیگ کے نیشاپور سے بلوا کر نور جہان بیگم کی شادی اپنے اس بھانجے سے کردی۔ نواب کی تیسری بیٹی ہما بیگم نواب کے بھتیجے سید محمد خان سے منسوب ہوئی تھی جو اپنے باپ سیادت خان کے خطاب کے ساتھ مخاطب تھی۔ چوتھی بیٹی محمدی بیگم کا ازدواج نواب محمد قلیخان ابن مرزا محسن برادر مرزا مقیم کے ساتھ ہوا۔ اور پانچویں بیٹی آمنہ بیگم کا بیاہ سید محمد خان سے ہوا جن سے صدر جہان بیگم زوجہ نواب صفدر جنگ خانم صاحبہ بنتی

منصب کی توضیح

برہان الملک کے بیان میں مذکور ہوا ہے کہ ابکبار اوکو منصب ہزاری دوبارہ منصب ڈیڑھ ہزاری تیسری بار پنج ہزاری چوتھی بار ہفت ہزاری ملا۔ سمجھنے کے لئے ان منصبوں کی تھوڑی سی تفصیل آئین اکبری سے یہاں لکھتا ہوں۔ اس کتاب میں بیان کیا ہے کہ اکبر شہنشاہ ہندوستان نے دو ہزاری تک منصب مقرر کئے تھے پھر اس میں ہر ایک کے باعتبار تنخواہ کے تین تین درجے ہیں۔ ان منصبوں میں سے پنجہزاری تک نوکروں کو ملتا تھا اوس سے آگے بادشاہ کے بیٹوں کے واسطے مخصوص رہتا ہر ایک منصب والے کے لئے گھوڑے ہاتھی۔ باربرداری اور تنخواہ خصوصیت کے ساتھ مقرر تھی۔ مثلاً

نواب محمد قلی خان صفدر جنگ کے بھائی صاحب سے بھی ہیں

منصب ہزاری کے لئے گھوڑے تین عراقی ۱۰ عجبس ۱۰ ترکی ۱۰ یا بو ۱۰ تازی ۱۰ جنگلہ ۱۰ ہاتھیون مین شیر گیر ۷ سادہ ۸ منجھولہ ۶ کرہہ ۷ بہندرکیہ دو باربرداری مین اونٹ ۱۰ خچر ۴ گاڑی اور جھکڑے ۲ تنخواہ ماہانہ درجہ اول ۸۰۰ روپیہ درجہ دوم ۱۰۰ روپیہ درجہ سوم ۸۰۰۰ روپیہ۔

ڈیڑھ ہزاری گھوڑون مین عراقی ۱۲ عجبس ۱۲ ترکی یا بو تازی جنگلہ چوبس چوبس ہاتھیون مین شیر گیر ۸ سادہ ۱۰ منجھولہ ۸ کرہہ ۷ بہندرکیہ دو باربرداری مین شتر ۳۴ - خچر پانچ گاڑی اور جھکڑے ۵۰ تنخواہ ماہانہ درجہ اول دس ہزار روپیہ درجہ دوم نو ہزار آٹھ سو روپیہ درجہ سوم نو ہزار سات سو روپیہ۔

پنجہزاری اسپ عراقی ۴۳ عجبس ۴۳ ترکی ۶۸ یا بو ۶۸ تازی ۶۷ جنگلہ ۶۶ ہاتھی شیر گیر ۲۰ سادہ ۳۰ منجھولہ ۲۰ کرہہ ۲۰ بہندرکیہ ۱۰ اونٹ ۵۰ خچر ۲۰ جھکڑے اور گاڑی ۱۶۰ تنخواہ درجہ اول تیس ہزار روپیہ درجہ دوم انتیس ہزار روپیہ درجہ سوم ۲۸ ہزار روپیہ۔

چھ ہزاری اسپ عراقی ۴۹ عجبس ۴۹ ترکی ۹۸ یا بو ۹۸ تازی ۶۸ جنگلہ ۶۸ فیل ۶ شیر گیر ۳۰ سادہ ۴۰ منجھولہ ۷۲ کرہہ ۲۷ بہندرکیہ ۱۲ - اونٹ ۱۱۰ خچر ۲۷ گاڑی جھکڑے ۲۳۰ ماہانہ ۵۰۰۰ روپیہ۔

مرزا مقیم الملقب بہ نواب ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے حالات

نسب مرزا مقیم

ترکمانون مین دو قومین ہین ایک سفید اور دوسری سیاہ پہلی کو اقا قوینلو اور دوسری کو قرا قوینلو کہتے ہین - قرا قوینلو کی شاخ مین سے قرا یوسف بن قرا محمد ترکمان فرمانروای دیار بکر امیر تیمور کی سپاہ کے حملے سے بھاگ کر بادشاہ مصر کے پاس چلا گیا - جب امیر تیمور کا انتقال ہو گیا تو قرا یوسف کو اپنا ملک واپس لینے کا موقع ہاتھ آیا بادشاہ مصر نے اوسکو سامان شایستہ دیکر رخصت معاودت عطا کی - فی الفور ترکمانون کی جمعیت کثیر اوس کے جھنڈے کے تلے جمع ہو گئی اور دیار بکر مین پہنچ کر اپنے ملک موروثی پر قبضہ کر لیا - ابابکر بن میران شاہ بن امیر تیمور سے متبریز مین لڑائیان ہوئین جن مین سے پہلی لڑائی مین کہ روز جمعرات ۲۴ - ذیقعدہ سنہ ۸۰۹ ہجری

واقع ہوئی تھی میران شاہ مارا گیا اور ابابکر کرمان کیطرف بھاگ گیا - بعد اسکے امیر تیمور کا بیٹا شاہ رخ مرزا ایک زبردست فوج لیکر قرایوسف کے سر پر پہنچگیا - مگر ابھی لڑائی شروع نہونے پائی تھی دونون لشکر مقابل بیٹھے ہوئے تھے کہ شب ہفتم ذیقعدہ ۸۲۳ ہجری کو قرایوسف نے مہیضہ کیا اور مرگیا اوسکی وفات کی تاریخ وزیر نامے مین یون لکھی ہی - ؎ وفات میر یوسف شاہ تبریز بکتابت سند بتاریخ کتابت + شاہ رخ مرزا نے اوسکے بیٹے جہان شاہ کو تبریز مین باپ کا قایم مقام کرکے معاودت کی - جب جہان شاہ مرگیا تو اوسکی جگہہ اوس کا بھتیجا ابداغ شاہ تخت پر بیٹھا اور ابداغ شاہ کے بعد حسین علی مرزا مسند نشین ہوا اوس کے بعد شاہزادہ ناصر مرزا بادشاہ ہوا - اوسکی بعد شاہزادہ منصور مرزا مسند آرا ہوا یہانتک کہ ایران مین شاہ عباس اول نبیرہ شاہ طہماسپ صفوی کا دور دورہ شروع ہوا - اس بادشاہ نے تبریز کی تسخیر کے لئے فوجکشی کی اور اوسے فتح کرکے منصور مرزا کو اپنے ساتھ نیشابور کو لیگیا - اور اوسکی لئے جاگیر مقرر کردی - منصور مرزا کا بیٹا محمد قلی خان بیگ ہوا اوس کا بیٹا جعفر قلی خان بیگ تہا اور اوسکے بیٹا محمد قلی خان ثانی ہوا - محمد قلی خان بیگ کے دو بیٹے تھے (۱) بڑا محمد شفیع خان بیگ (۲) چھوٹا جعفر قلی خان بیگ -

عماد السعادت اور قیصر التواریخ کی جلد اول اور وزیر نامے مین اسی طرح مرقوم ہی اور یہ حالات [illegible] کے مخالف ہین ثبوت ان کا بجز انہین کتابونکے دوسری جگہہ نہین ملتا - غور کرو -

(۱) براق قرایوسف کا پوتا نہین بیٹا تہا - چنانچہ حبیب السیر کی جلد سوم کے جزو سیم [illegible] ہے کہ جب قرایوسف ترکمان مصر مین پناہ گزین تہا تو وہان اوسکے ایک بیٹا پیدا [illegible] م میرداق خان ہی - احمد جلایر بغدادی بہی اون دنون وہین پناہ گزین تہا - جسنے اوس [illegible] کو اپنی فرزندی مین قبول کی (۲) شاہ رخ مرزا نے آذربائجان پر چڑہائی کی [illegible] ف ساز وسامان کے [illegible] ہلہ کرتے ہوئے [illegible] کر اوجان مین آیا اور وہین مرگیا [illegible] تبریز پر قبضہ کرکے شاہ رخ کے نام کا خطبہ پڑہا - شاہ رخ کی چڑہائی کے وقت جہان شاہ [illegible] قرایوسف سلطانیہ مین تہا وہ باپ کی وفات کی خبر سنتے ہی وہانسے بہاگ گیا اسکندر اور اسپند قرایوسف کے دو بیٹے تھے وہ بھی شاہ رخ کی فوج سے شکست پاکر بہاگ گئے جب شاہ رخ تبریز سے فارغ ہوکر واپس ہوا - تو اسکندر نے پھر آذربائجان پر قبضہ کرلیا شاہ رخ نے دوبارہ چڑہائی کی تو اسکندر بہاگ گیا - آخر کار شاہ رخ نے اپنا پیچھا چھڑایا

جہان شاہ کو آذربائجان کی ولایت دیدی (۳) وزیرنامے مین جعفر بیگ خان کو محمد قلی بیگ کا پوتا لکھا ہی - اور دوسری کتب مین بیٹا بتایا ہی (۴) شاہ عباس ماضی نے جب تبریز پر چڑھائی کی تو اوس وقت وہ سلطان ترکی کے قبضے مین تھا نہ منصور مرزا کے چنانچہ جلد ششم روضۃ الصفا مین ذکر فتوح آذربائجان و تبریز مین لکھا ہے کہ آذربائجان اور تبریز پر سلطنت عثمانیہ کا قبضہ تھا - اور روم کیطرف سے علی پاشا جہان حاکم تھا اوس سے اور غازی بیگ کرد سے اس زمانے مین جھگڑا پیدا ہوگیا علی پاشا نے اردبان اور نخجوان اور تبریز کا لشکر جمع کرکے غازی بیگ پر چڑھائی کی اوس نے اپنے بیٹے ابدال کو شاہ عباس ماضی کے پاس استمداد کے لئے بھیجا شاہ عباس نے اس موقع کو نہایت غنیمت جانا کیونکہ اسوقت مین تبریز روسپیہ خالی تھا اور تیاری کرکے ارادہ سفر مازندران کی شہرت دیکر ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۱۲ ہجری کو اصفہان سے کوچ کیا اور حدود قزوین سے چھ دن مین گذر کر تبریز پہنچ گیا - اور گیارہوین دن تبریز سے ۳ فرسنگ کے فاصلے پر مقام کیا رعایا یہان کی تمام شیعہ تھی اسلئے وہ شاہ عباس کے آنے سے بیحد خوش ہوئی - اور سہل طور پر شاہ عباس کو وہان قبضہ میسر ہوگیا تبریز نہایت خراب و ویران ہورہا تھا - اسلئے کہ عرصہ بیس سال تک عثمانیہ فوج کے صدمات اوٹھاتا رہا - علی پاشا غازی بیگ سے صلح کرکے شاہ عباس کے مقابلے کو آیا اور شکست پائی اور تبریز پر شاہ کا قبضہ مستقل ہوگیا -

اب ہم اصل سلسلہ بیان کیطرف پھر رجوع کرتے ہین - اوراوپر مین معمولی تواریخ اودہ کی سند سے لکھتے ہین کہ مرزا **شفیع خان بیگ** پسر محمد قلی خان بیگ کی چار بیٹیان تھین اونمین سے ایک بیٹی **مرزا مسیح** سے بیاہی گئی جن کی سیادت مین کلام ہے - اس لڑکی کے مرزا مسیح سے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام محمد علیخان اور دوسرے کا مرزا رحیم خان تھا محمد علیخان ابن مرزا مسیح کے بیٹے مرزا حسین خان کی شادی نواب سالار جنگ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی اور وہ لاولد فوت ہوا - اور محمد علیخان کی ایک بیٹی بھی تھی جو نواب سالار جنگ کے فرزند سے منعقد ہوئی تھی - اوسکی اولاد عالم طفولیت مین مرگئی - مرزا رحیم خان سے ہندوستان مین ایک بیٹی ایک بیٹا پیدا ہوا - بیٹی مرزا مینڈو بسر نواب شجاع الدولہ سے بیاہی گئی - اور مرزا رحیم خان کے بیٹے کا نام مرزا مسیح تھا جن کی پنشن ریاست لکھنؤ اور سرکار انگریزی سے سو سو روپیہ ماہوار کی مقرر تھی - سرکار انگریزی مین اونہون نے ضلع اکبرآباد مین عملداری

کی خدمات ادا کی تھیں جسکی وجہ سے وہ سرکار انگریزی سے پنشن پاتے تھے اور فساد لکھنؤ سے قبل مر گئے **دوسری بیٹی** کا میر عبداللہ سے بیاہ ہوا تھا جس کے بطن سے میر عبداللہ سے تین بیٹے پیدا ہوئے نصیر الدولہ نواب عبدالمطلب خان اور مرزا حیدر علیخان اور مرزا اکبر علیخان یہ سب بے اولاد مر گئے بجز مرزا عبدالمطلب خان کے جنکے ایک بیٹی تھی جو مرزا مسیح ابن مرزا رحیم خان سے بیاہی گئی۔ میر عبداللہ کا نسب امام حسن علیہ السلام کو پہنچتا ہے۔ اور **تیسری بیٹی** جو اپنی تمام بہنوں سے چھوٹی تھی مرزا یوسف سے منعقد ہوئی۔ اس سے چار بیٹے پیدا ہوئے (۱) سید محمد خان (۲) مرزا شاہ میر خان (۳) میر امین خان (۴) مرزا جعفر جو بخت گڈھ میں جیمے کی چوب کے صدمے سے ہلاک ہوئے **چوتھی بیٹی** مرزا شفیع خان نے اپنے بھتیجے مرزا محسن سے بیاہی جو میر محمد امین سعادت خان برہان الملک کے بھانجے اور مرزا مقیم المخاطب بہ صفدر جنگ کے بڑے بھائی تھے۔

جعفر قلی خان بیگ ابن محمد قلی خان بیگ کی شادی میر محمد امین المخاطب بہ نواب برہان الملک کی حقیقی بہن سے ہوئی تھی جن کے دو بیٹے پیدا ہوئے (۱) بڑے بیٹے کا نام مرزا محسن تھا (۲) اور چھوٹے کا مرزا مقیم تھا۔ مرزا محسن بھی چار برس کے تھے اور مرزا مقیم چھ مہینے کے تھے جو انکی ماں نے انتقال کیا۔ مرزا مقیم کو انکی خالہ نے جو محمد شاہ سریر آرا میر محمد یوسف کے ساتھ منعقد تھیں اپنا دودھ پلا کر پرورش کیا تھا۔ اور یہ دونوں بھائی اپنی خالہ کے گھر میں جوان ہوئے۔ مرزا محسن (جنہوں نے ۲۹۔ ذی الحجہ ۱۱۶۲ ہجری شب چہارشنبہ کو عارضہ مہلکہ میں انتقال کیا تھا) انکی شادی اونکے چچا محمد شفیع خان بیگ کی بیٹی سے ہوئی تھی جس سے اونکے دو بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں بڑے بیٹے کا نام جعفر قلیخان اور عرف مرزا بزرگ تھا۔ اور چھوٹے بیٹے کا نام محمد قلیخان عرف مرزا کوچک تھا۔ اور انمیں آغا بابا بھی کہتے تھے۔ مرزا محسن کی دونوں بیٹیوں میں سے بڑی بیٹی لاولد فوت ہوئی۔ اور چھوٹی بیٹی مرزا ابوتراب خان (۱) (۲) مرزا ابوطالب خان سے منعقد ہوئی جو نواب صفدر جنگ کی پوتی زاد بھائی تھے۔ اور نسبا ان کا ساداتی حسینی تھا اور انکی دادا مرزا فخرالدین محمد خان شہید مقدس تھے حضرت امام رضا کے روضہ کے متولی تھے۔ مرزا ابوتراب خان داماد مرزا محسن کے دو بیٹے پیدا ہوئے بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد ابراہیم خان اور عرف مرزا سید دہتا اور چھوٹے کا

مرزا ابوطالب خان نام تھا ..... ابوطالب خان کا بیاہ نصیر الدولہ ابن نواب سعادت علیخان ابن نواب سکندر جناب شجاع الدولہ خلف نواب صفدر جنگ کی حقیقی بہن فاطمہ بیگم نامی کے ساتھ ہوا۔ اور انکے تین بیٹے پیدا ہوئے جن کے یہ نام ہیں مرزا ابوتراب خان۔ اور مرزا ابوالقاسم اور مرزا ابوالحسن عرف مرزا امین۔ انمیں سے مرزا ابوتراب خان کی شادی غازی الدین حیدر خان ابن نواب سعادت علیخان کی نواسی حاجی بیگم سے ہوئی اور مفخر الدولہ مرزا ابوالقاسم خان حاجی بیگم کی دوسری بہن زہرہ بیگم سے بیاہی گئی یہ دونوں لڑکیاں نواب حسن الدولہ کی حقیقی بہنیں تھیں بلکہ بوبی بیگم بنت غازی الدین حیدر کے بطن سے تھیں۔ مرزا منیر الدولہ ابوالحسن عرف مرزا امین نصیر الدولہ محمد علیشاہ ابن نواب سعادت علیخان کی جھوٹی بیٹی نواب روشن آرا بیگم سے بیاہی گئی مرزا محسن کے بڑے بیٹے جن کا نام جعفر قلی خان اور عرف مرزا بزرگ تھا مرزا شاہ میسر کی جھوٹی بیٹی سے بلا جھوٹی بی بی کے ساتھ مشہور تھیں بیاہی گئی۔ انسے ایک بیٹا مرزا شفیع خان نامی پیدا ہوا تھا۔ جب مرزا شفیع خان نیشاپور سے ہندوستان میں آئے تو نواب شجاع الدولہ نے اونکو اپنی سپاہ میں رسالہ دار کردیا اور آمنہ بیگم کی بیٹی کے ساتھ جو [illegible] الخاطب برہان الملک کی نواسی تھی اونکی نسبت ہوئی لیکن ابھی رخصت عروس نہ ہوئی تھی کہ نواب شجاع الدولہ نے انتقال کیا اور مرزا شفیع خان دہلی کو چلے گئے [illegible] خان ذوالفقار الدولہ کے انتقال کے بعد دلی کے امیر الامرا ہوئے محمد بیگ خان ہمدانی نے دغا سے مار ڈالا۔ مرزا بزرگ کے ایک بیٹا اور بھی تھا جو بی بی کے علاوہ ایک اور عورت سے [illegible] تھا اور [illegible] زین العابدین خان تھا جو مرزا [illegible] سے عمر میں بڑی تھے زین العابدین خان کا ازدواج [illegible] ان کی بیٹی بڈھن [illegible] ساتھ ہوا تھا۔ بڈھن بیگم برہان الملک کی بیٹی محمد [illegible] ایک بیٹا اور [illegible] بیٹی پیدا ہوئے بیٹی بن بیاہی مری بیٹے کو مرزا [illegible] ان کا عقد نکاح نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے ہوا مگر اس بیگم کے جن سے مرزا [illegible] کے کوئی اولاد نہ تھی اور دوسری بی بی سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئے اور [illegible] بیٹے کا نام [illegible] علیخان تھا جو مرزا برہان الدین حیدر عرف مرزا [illegible] کی بڑی [illegible] گئے تھے۔ اور فائم علیخان کی بہن مرزا [illegible] بیٹے نواب [illegible] کے ساتھ منسوب ہوئی تھیں [illegible] بیٹے پیدا ہوئے نواب [illegible] خان عرف مرزا کاکو جنکے ابن مرزا محسن جو اپنے

چچا صفدر جنگ کیطرف سے الہ آباد کے ناظم تھے اور شجاع الدولہ کے ہاتھ سے مارے گئے پہلے محمدی بیگم بنت نواب برہان الملک کے ساتھ بیاہے گئے تھے اُنسے ایک بیٹی بدھن صاحبہ نامی پیدا ہوئی جس کا بیاہ زین العابدین پسر مرزا بزرگ ابن مرزا محسن کے ساتھ ہوا محمدی بیگم کے مرنے کے بعد محمد قلیخان نے میر شاہ میر پسر میر محمد یوسف کی بڑی بیٹی عرف بی بی کلان سے نکاح کیا جس سے نیشاپور مین منسوب ہو چکے تھے اونسے ایک بیٹا مرزا جعفر نامی پیدا ہوا اور محمد قلیخان کا ایک بیٹا اور بی بی سے محمد علیخان نام تھا محمد علیخان مرزا جعفر سے دو برس بڑا تھا محمد علیخان کا بیاہ نہوا۔ مگر بی بیان بہت ہین۔ محمد علیخان کے ۵ یا ۶ بیٹے اور چار بیٹیان تھین۔ بڑا بیٹا مرزا احمد علیخان جنکی شادی منھی بیگم بنت نواب سعادت علیخان سے ہوئی دوسرا مقرب الدولہ مرزا مہدعلیخان بوتی بیگم بنت غازی الدین حیدر سے جو بادشاہ بیگم کے بطن سے تھین منسوب ہوا۔ بوتی بیگم کا انتقال نواب سعادت علیخان کے عہد مین ہو گیا ایک بیٹا محسن الدولہ اور دو بیٹیان حاجی بیگم اور زہرہ بیگم چھوڑین محسن الدولہ کی شادی نصیر الدولہ محمد علیشاہ کی بڑی بیٹی نواب سلطان عالیہ بیگم سے غازی الدین حیدر کے عہد حکومت مین ہوئی تھی۔ محسن الدولہ کے ایک بیٹی مرزا علی قدر کی شادی علی نقی خان وزیر واجد علی شاہ کی بیٹی سے ہوئی اور محسن الدولہ کی دونون بہنون کو بادشاہ بیگم زوجہ غازی الدین حیدر نے پرورش کیا تھا جنکی شادیان مرزا ابو تراب خان و مرزا ابو القاسم خلف مرزا ابو طالب خان کے ساتھ ہوئین۔ محمد علیخان کا تیسرا بیٹا اکبر علیخان ہے جنکی شادی مرزا جعفر کی بیٹی سے جو غازی الدین حیدر کے بڑے مقرب تھے ہوئی مرزا مقیم خلف جعفر خان بیگ کو مع کے مامون برہان الملک نے نیشاپور سے ہندوستان مین بلایا تو وہ حسب الطلب وطن سے روانہ ہند ہوئے سعادت خان برہان الملک نے اپنی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کا عقد اون سے کر دیا اور رہتورے دونون کے بعد اپنے صوبے کی نیابت پر مقرر کر دیا۔ برہان الملک کی سفارش سے محمد شاہ نے اونہین ابو المنصور خان صفدر جنگ خطاب عطا کیا[1]۔ اس خاندان مین نواب صفدر جنگ اپنی بیاہتا بیوی نواب صدر جہان بیگم بنت سعادت خان برہان الملک کے سوا مدت عمر مین کسی عورت سے واقف نہوئے۔ صفدر جنگ کے اکلوتے بیٹے کا نام مرزا جلال الدین حیدر رہا جنکو صفدر جنگ نے بہلی بیل محمد شاہ سے

[1] دیکھو جامع التواریخ ۱۲

توپخانے کی داروغگی دلاکر نائب میرآتش کرادیا تھا۔ یہ شجاع الدولہ کے خطاب کے ساتھہ مشہور و معروف ہین **فائدہ جلیلہ** یہ تمام حالات بیان کرنے کے بعد یہ بات بھی لکھنے سے چارہ نہین کہ فراست نامہ جلد نمبر سوم متعلقہ صفحہ ۱۷ مین لکھا ہے کہ **پدر منصور علیخان کاسہ سازے بود** کئی کتابون مین دیکھا گیا ہے کہ ابو المنصور خان کی جگہ منصور علیخان لکھا ہے اور یہ سہو ہے۔

صفدر جنگ کی مسند نشینی

جب برہان الملک نے انتقال کیا اور وہ دفن ہوچکے تو اونکے بھتیجے شیر جنگ نے طہماسپ خان جلائر کے ذریعہ سے نادرشاہ کے حضور مین ایک عرضی بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ مین سعادتخان کے بڑے بھائی کا بیٹا ہون اور اونکی جانشینی میرا حق ہے۔ اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اونکی بھانجے ہین بھتیجے کے موجود ہوتے بھانجے کو میراث نہین پہنچتی۔ اسلئے امیدوار ہون کہ اپنی بھائی محمد شاہ سے غلام کی سفارش فرماوین تاکہ صوبہ داری اودہ کی سند مجھکو مرحمت ہوجاے اس اثنا مین راجہ لچھمی نراین بسرراے ہرنراین وکیل نواب برہان الملک نے ایک عرضی اس مضمون کی تیار کی کہ نواب برہان الملک کو شیر جنگ کے ساتھہ صفائی دلی حاصل تھی۔ اگر صفائی دل حاصل ہوتی تو وہ اپنی بیٹی صفدر جنگ کو نہ دیتے برہان الملک کے مال و اسباب کے مالک نہ صفدر جنگ ہین نہ شیر جنگ ملازمان بادشاہی مالک ہین جس کو چاہین بخشین صفدر جنگ مرد متین اور حذاقت اور صاحب لیاقت اور وعدے کے پابند ہین اور تمام سپاہ اونسے راضی ہے اور دو کرور روپیہ حضور مین پیش کرنے کو وہ نواب نے بھیا کیا ہے۔ یہ عرضی عبد الباقی خان زمکیہ کے توسط سے نادرشاہ کے حضور مین بھیجوائی نادرشاہ نے دونون عرضیان ملاحظہ فرماکر محمد شاہ سے صفدر جنگ کے واسطے خلعت حاصل کیے اپنے ایک مصاحب کے ہمراہ اودھ کو صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور اپنی بھائی دوسو سوار بھی روانہ کیے تاکہ صفدر جنگ سے وہ زر پیشکش وصول کرلاوین۔ چنانچہ وہ خلعت صفدر جنگ کے پاس پہنچگیا اور دو کرور روپئے داخل خزانہ نادری ہوئے اور صفدر جنگ صوبہ اودھ کی حکومت پر مستقل ہوگئے[۱]۔ مگر جہان کشاے نادری اور درہ نادرہ مین لکھا ہے

---

[۱] دیکھو عماد السعادت ۱۲

کہ برہان الملک کے مرنے کے بعد اونکی خزانۂ اودھ سے ایک کروڑ روپیہ اور قیمتی جواہرات اور دوسرا عمدہ اسباب اور ہاتھی نادرشاہ کی پاس آئے

بن جی زمیندار کے بیٹے اور بہائیون کا بغاوت کرنا اور صفدر جنگ کا اونکی تنبیہ کے لئے عزیمت فرمانا

بن جی نام ایک بہت بڑا زمیندار اودھ کی علاقے مین رہتا اور یہ شخص ساختہ و برداختہ اسی خاندان کے ہاتھ کا رہا جب تک وہ زندہ رہا نہایت مطیع رہا اوسکی بعد اوسکی بیٹے اور بہائیون نے اس نعمت کی قدر نہ جانی اور کفران نعمت پر کمر باندھی - مخالفت کرنے لگے - صفدر جنگ نے اونکی سزادہی کا قصد کیا وہ نہایت مضبوط قلعون مین رہتے تھے اسلئے اطاعت پر مائل نہوے صفدر جنگ نے بارہ شبانہ روز اونسے لڑائی جاری رکھی اور آخرکار اونکی قلعے مفتوح ہوگئے اور اونکی تمام ساتھی منہزم ہوے اور بن جی کا ایک بھائی معرکہ مین کام آیا اور دو سرا گرفتار ہوا - اور تمام ہاتھی گھوڑے اور توپین نواب کے قبضے مین آئین - اسی زمانہ مین مرہٹونکی آمد آمد کی شہرت ہوئی - نواب نے اونکے مقابلے کے لئے انتظام کیا اور نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کو بھی لکھا اوس نے نواب کو جواب دیا کہ اگر وہ ادہر کا قصد کرینگے تو مین ضرور اونسے جنگ کرکے سزا دونگا [۱]

صفدر جنگ کا بادشاہ کے حکم سے بنگالہ کو جانا

عماد السعادت مین لکھا ہے کہ سراج الدولہ کے باپ الہ وردی خان مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ کو مرہٹون کی مہم پیش آئی اور وہ تمام فوج کے ساتھ اونکے مقابلے کے لئے روانہ ہوا - تو نواب امیر خان عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد نے محمد شاہ کو متواتر عرضیان اس مضمون کی بھیجین کہ ان دنون مہابت جنگ دکھنیون کی مہم مین مبتلا ہے بنگالہ

---

[۱] مستفاد از عزیز القلوب جو مجموعہ ہے نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کے خطوط کا جسکو بھگوان داس سیر منشی نواب مذکور سے جمع کیا ہے ۱۲

کی تمام فوج اوسکی ساتھ ہی حضور صفدر جنگ کو حکم دین تو وہ اپنی فوج کے ساتھہ اوس ملک پر قبضہ کرلین اور ایسا ملک وسیع اولیاے دولت کے قبضے مین آجاے - اگر حضور اوس ملک کی نیابت صفدر جنگ سے متعلق فرماوینگے تو صفدر جنگ سال بسال زر خراج بخوبی ادا کرتے رہین گے اور اگر وہ ملک کسی دوسرے امیر شاہی کے سپرد ہو جاے گا تو وہ بھی ایسا ہی کریگا - بادشاہ نے عمدۃ الملک کا معروضہ پسند کیا اور صفدر جنگ کو حکم دیا کہ وہ سنگالہ کو فوج لیکر چلے جاوین مگر جام جہان نما اور مآثر الامرا سے ثابت ہے کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو ۱۱۵۵ ہجری مین مہابت جنگ کی مدد کے لیے بھیجا تہا جس کا قافیہ مرہٹون نے تنگ کر رکہا تہا اور اس مہم کے صلے مین قلعہ رہتاس اور قلعہ چنار گڈھ بادشاہ نے صفدر جنگ کو مرحمت کیا تہا - بہرصورت صفدر جنگ آدہی فوج نوالرائے کی ماتحتی مین کرکے صوبہ اودہ کے انتظام کے لئے جہوکر خود ۱۱۵۵ ہجری مین عظیم آباد کو روانہ ہوے اون دنون اسد الدولہ ہدایت علیخان سہارنپوری مہابت جنگ کی طرف سے عظیم آباد مین نیابت کے طور پر صوبہ کا کام کرتا تہا اوسکی فوج کم تہی وہ صفدر جنگ کی آمد آمد سے گہبرا گیا اور برتاب نرائن معروف بہ برتاب سنگہہ ابن دیوان آتمارام سے خط و کتابت کرکے اوسکی معرفت صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی - نواب نے اوس کے حال پر مہربانی کی یہان روایت کی دو صورتین ہین - بعض کہتے ہین کہ صفدر جنگ کی فوج عظیم آباد مین داخل ہوئی تہی اور بعض کہتے ہین کہ عظیم آباد کے باہر ہی تہی لیکن نزدیک تہا کہ داخل ہو اسلئے کہ کوئی مانع و مزاحم باقی نرہا تہا - مہابت جنگ کو جبکہ وقایع نگار کی تحریر سے یہ حال معلوم ہوا تو مرہٹون سے صلح کرکے عظیم آباد کیطرف لوٹا اور صفدر جنگ کو لکہا کہ مجہکو عرصہ دراز سے آپکے ملنے کا اشتیاق تہا الحمد للہ کہ خود بدولت بہ نفس نفیس تشریف لاے اگر اوسجگہ یاد کرتے تو بندہ خود حاضر ہو جاتا - اب امیدوار ہون کہ میرے پہنچنے تک وہانسے روانہ نہون - نواب صفدر جنگ نے یہ تحریر دیکہہ کر سمجہہ لیا کہ مہابت جنگ دہمکی دیتا ہے - اس لئے راجہ نوالرائے کو ایک شقہ لکہا کہ تم وہان کا انتظام کرکے تمام فوج کے ساتہہ فورا ہماری پاس چلے آؤ کہ مہابت جنگ سے لڑائی درپیش ہے بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اونہون نے صفدر جنگ کو ایک شقہ لکہا جس کا مضمون

سلہ دیکہو جام جہان نما ۴

یہ بہتا کہ مہابت جنگ سے جنگ کرنا ہماری مرضی کے خلاف ہی بہت جلد اپنے صوبے کو لوٹ جاؤ بادشاہ نے ایک شقہ مہابت جنگ کو بھی اس مضمون کا بھیجا۔ چونکہ تم کو مرہٹوں کی مہم درپیش ہی اور تمام سپاہ کے ساتھ اونکے مقابلے کے لئے اپنے مقام سے کوچ کیا ہی کمر لکھنو یہ خبر ملی تھی کہ نگالے مین سوائے فوج پیادہ محافظ شہر عظیم آباد کے اور سپاہ نہین اسلئے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ مبادا مرہٹے وہان پہنچکر غارتگری کرین پس صفدر جنگ کو اوس ملک کی محافظت کے لئے مامور کیا تاکہ مرہٹے اودہر کا رخ نہ کرین اس لئے تم کو اونکا مقابلہ نکرنا چاہیے بلکہ اونسے محبت سے پیش آنا چاہئے۔ صفدر جنگ اس شقہ کے پہنچنے کے بعد وہین مقیم رہی۔ جب دیکھا کہ مہابت جنگ صرسند آباد مین پہنچ گیا۔ اور جس عجلت کے ساتھ اودہر آرہا تھا اب نہین آتا تو وہ کیطرف واپس ہوے اس کے بعد مہابت جنگ عظیم آباد کو آیا۔ اور بادشاہ کا شقہ اپنے حظ کے ساتھ صفدر جنگ کو بھیجدیا مہابت جنگ کے خط کا مضمون یہ تہا کہ آپ کی فوج کے دبدبہ سے مرہٹے بادشاہی ملک مین داخل نہین کرسکے بلکہ خاص آپ کی آمد کیوجہ سے صلح کرکے چلے گئے پھر آپنے اتنی جلدی کیون مراجعت کی اتنا ضرور پھیرنا چاہیے تہا کہ مین وہان پہونچ جاتا مراسم شکرگذاری بجالاتا۔ اب مجھکو نہایت شرمندگی ہی۔ غرضکہ صفدر جنگ نو مہینے کے بعد اپنے صوبے مین داخل ہوگئی۔ سید ہدایت علیخان سہارنپوری ہمراہ تہا۔ مگر سید ہدایت علیخان کے بیٹے نے سیر المتاخرین مین جو کچھ لکھا ہے وہ بیان عماد السعادت کی اس روایت سے بہت کم ملتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب رگھوجی بھوسلہ نے بہار بنڈت کو نگالے پر یورش کرنے کے لئے بھیجا تو مہابت جنگ نے بادشاہ کی خدمت مین لکھا کہ ایسے وقت مین کوئی سردار میری مدد کے لئے تعین فرمایا جاے۔ اگر خدانخواستہ فدوی تباہ ہوا تو سلطنت کی شان و شوکت مین بل آجائیگا۔ محمد شاہ نے اپنے امرا سے مشورہ لیا اور عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکھا سب نے عرض کیا کہ ضرور مدد دینا چاہئے بادشاہ نے نہایت جلد ایک شقہ خاص اپنے قلم سے ابوالمنصور خان صفدر جنگ کو لکھا اور تاکید کی کہ جلد مہابت جنگ کی مدد کے لئے نگالہ کو چلے جاؤ۔ اور عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکھا کہ جسطرح ممکن ہو ابوالمنصور خان کو مہابت جنگ کی مدد پر روانہ کرنے [illegible] بموجب حکم صفدر جنگ نے آٹھ اشوال

یا اول ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ ہجری مین فوج مغل اور ہندوستانی اور کسی قدر بازماندہ مغلیہ فوج نادری کے ساتھ جس مین مغل سات ہزار کے قریب ہونگے - اور ہندوستانی دس بارہ ہزار رہے اور وہ سامان توپخانہ وغیرہ کا ہمراہ لیکر اپنی دارالامارت فیض آباد کی کوچ کرکے عمدۃ الملک کو لکھا کہ مین بادشاہ کے حکم سے مہابت جنگ کی مدد کو جاتا ہون - مگر مرہٹون سے لڑنا آسان نہین ہی میرا صوبہ مفسدا ور بدمعاش زمیندارون کا آرام گاہ ہی - انکی وجہ سی ناموس کے باب مین بڑا اندیشہ ہی نہ تو صوبہ اودہ مین چھوڑ سکتا ہون - کیونکہ کوئی مستحکم جگہ اس صوبے مین نہین ہی اور نہ ہمراہ لے جاسکتا ہون - پس امیدوار ہون کہ قلعہ رہتاس اور چنارگڈھ عنایت ہون تاکہ عیال واطفال کو بطرف سے دیجمعی کرکے مرہٹونکی سزادہی مین مصروف ہوون - عمدۃ الملک نے یہ امر منظور کرکے لکھا کہ بادشاہ سی عرض کرکے اجازت حاصل کرلو اور اس بارے مین بھی بادشاہ کے حضور مین تحریک کرون گا - جب بادشاہ کیخدمت مین عرضی گئی تو انہون نے قلعہ رہتاس اور چنارگڈھ کی قلعہ داری صفدر جنگ کے حوالے کی اور قلعہ دارون کو حکم بھیجا کہ ان قلعون کو صفدر جنگ کے حوالے کردین - صفدر جنگ بنارس تک پہنچکر پل باندھ کر دریاے گنگا سی اوترے اور اپنے عیال واطفال کو لیکر قلعہ چنارگڈھ مین آئے اور اوس کو دیکھکر پسند کیا اور اپنی جانب سی اوس کی محافظت کے لئے آدمی مقرر کرکے آپ بہ کمال شوکت وجاہ عظیم آباد کا قصد کیا اور متعلقین کو عظیم آباد تک ہمراہ لے گئے - اس ارادی سے کہ اگر عظیم آباد کے گرد ونواح مین مرہٹونسے مقابلہ ہوجائے گا - تو بہرصورت متعلقین کو قلعہ مذکور مین پہنچا دیا جاسکیگا - مہابت جنگ نے سید ہدایت علی نایب عظیم آباد کو لکھا کہ صفدر جنگ مدد کو آتے ہین جب قریب پہنچین تو استقبال کرنا چاہئے تاکہ اونکو کسی طرح کا ملال نہو عظیم آباد مین صفدر جنگ کی فوج مغلیہ کی آمد آمد سی عجیب طرح کا زلزلہ اور غلغلہ برپا تھا - گویا ایک قیامت برپا تھی - کیونکہ یہانکے لوگون نے دہلی مین قتل عام نادری کی خبر سن رکھی تھی - سید ہدایت علی کے پاس جسقدر سپاہ اور سامان جنگ تھا صفدر جنگ کے ساز وسامان اور فوج کی آن بان کے روبرو اوسکی کیا حقیقت تھی سید ہدایت علی چونکہ صفدر جنگ سے پہلے سے شناسائی نہین رکھتا تھا حفظ آبرو کے خیال سے مرید خان کو ملاقات کے لئے واسطہ بنایا - یہ مرید خان چونکہ محمد شاہ کے امرا مین سے تھا اسلئے صفدر جنگ سے تعارف رکھتا تھا - مرید خان صفدر جنگ کی ملاقات کو گیا - اور سید ہدایت علی کی ملاقات کے لئے تقریب کی اور صفدر جنگ کیطرف

ایک پروانہ نشستی اور دلاسے کے مضمون لیکر سید ہدایت علی کے پاس بھیجا۔ سید ہدایت علی گہاٹ
میر تک اپنی ضروری سامان کے ساتھ استقبال کو گیا۔ صفدر جنگ نے اوسپر بہت مہربانی
کی بعد اسکے صفدر جنگ عظیم آباد کو آئے اور سید ہدایت علی کے طرز عمل سے بہت خوش رہے
صفدر جنگ نے عظیم آباد پہنچکر حکم دیا کہ قلعہ مہابت جنگ کے اسباب اور مال وغیرہ سے خالی کردینا
چاہیے۔ بلکہ اس حکم سے پیشتر ہی اونکے نوکر قلعہ کے دروازونپر بیٹھ گئے تھے۔ آدمیون کا
نکلنا اور اسباب کا باہر آنا متعذر ہوا۔ سید ہدایت علی نے حکم کی تعمیل کی۔ صفدر جنگ پرے
کر دفر سے شہر عظیم آباد مین داخل ہوئے اور قلعہ کو بنظر اجمالی ملاحظہ فرما کر چند ہمراہیون کو ساتھ لیکر
کیا۔ اور خود اپنی نانا کی قبر پر واسطے فاتحہ کے گئے جو عظیم آباد مین مدفون ہین۔ یہ جگہ سعادتخان
کے باپ کے مقبرے کے نام سے مشہور ہے اور وہانسے باقی یورپین افسرون کا لشکر مقیم تھا
گئے تمام منصب دار اور امرا و زمیندار اونکی سلام کو حاضر ہوئے صفدر جنگ مین غرور
و نخوت بہت تھی اکثر عالیشان آدمیون سے نہایت بے التفاتی سے پیش آئے جس سے وہ لوگ
بیدل اور ناراض ہوئے کچھ عمدہ ہاتھی اور بڑی بڑی توپین مہابت جنگ عظیم آباد مین
اسلیے چھوڑ گیا تھا کہ اگر مرہٹے ادہر کا رخ کرین تو اونکی مقابلے مین کام آوین۔ صفدر جنگ نے
اونکی تعریف سنکر سید ہدایت علی سے فرمایا کہ وہ ہاتھی اور توپین ہمین دیدو اور اونکی قیمت ہمسے لیلو
ہدایت علی نے جواب دیا کہ نہ تو میرا آقا سوداگر ہے اور نہ مین اوس کا گماشتہ ہون وہ بھی امیر ہے
اور حضور بھی امیر ہین اور باہم رابطہ و اتحاد ہے۔ بس اوس کا اور آپ کا مال اسباب جانہین
جو چاہے تصرف مین لائے۔ مگر مین اپنی طرف سے بدون اجازت مالک کے نہین دے سکتا
صفدر جنگ نے اس جواب پر کچھ التفات نہ کیا۔ اور دو تین ہاتھی۔ تین چار توپین اپنی سرکار
مین داخل کرلین۔ اور یہ بات بالکل اونکی شان کے لایق نہ تھی۔ جب یہ خبر مہابت جنگ نے
سنی تو اوسپر بہت شاق گذرا اوس نے خیال کیا کہ صفدر جنگ کی وضع مخالفانہ ہے
اسلیے صفدر جنگ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ آپ مرشد آباد کو نہ آئے اپنے صوبے کو معاودت
فرمائیے۔ اور بادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون کی مدد کی حاجت نہین
باقبال حضور جو کچھ ہوگا اپنی جانفشانی سے تمام کرونگا۔ امیدوار ہون کہ صفدر جنگ کے
نام واپسی کا حکم صادر فرمایا جاوے۔ ورنہ میری اور اونکی صحبت موافق نہ آئے گی۔ بادشاہ نے
بموجب گذارش مہابت جنگ کے صفدر جنگ کے نام شقہ خاص جاری کیا کہ بہت جلد

اپنے صوبے کو لوٹ جاؤں اور اونکی وکلاء کو بھی تاکید سخت ہوئی ابھی صفدر جنگ کے پاس بادشاہ کا شقہ معاودت کے باب میں نہیں پہنچا تھا۔ مگر اونکی وکلائے اونکو پیشتر ہی اس امر کی اطلاع کردی کہ مہابت جنگ کی عرضی موصول ہونے پر بادشاہ نے معاودت کے واسطے آپ کو لکھا ہے اور صفدر جنگ کو اونکی سرکار کے ذریعہ سے یہ بھی خبر پہونچی کہ بادشاہ کے حکم کے موجب بالاجی راؤ مہابت جنگ کی کمک کے لئے بہاسکر کے مقابلے میں اپنی مقر دولت سے روانہ ہوا ہے۔ چونکہ باجی راؤ اور برہان الملک سے ۱۱۴۹ ہجری میں جھگڑا ہوا تھا اور جند مرہٹہ سرداروں کو برہان الملک نے میدان معرکہ میں گرفتار کیا تھا کہ وہ ابتک صفدر جنگ کی قید میں تھے اسلئے صفدر جنگ بالاجی راؤ سے اندیشہ رکھتے تھے اسلئے اونہوں نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا۔ اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کرکے گیا میں پر پل باندھکر اوترگئے اور منیر سے سید ہدایت علی کو رخصت کردیا اور صفدر جنگ نے محمد خان بنگش کو بھی لکھا کہ آپ مرہٹوں کو ادھر آنے سے روکیں۔ اگر اون ممالک میں پہنچ گئے تو اونکے ہاتھ سے بڑا نقصان پہنچے گا جس کا جواب محمد خان نے یہ دیا کہ ہواخواہ کی دلجوئی سے ہر طرح آپ اپنے دل کو مطمئن رکھیں۔ کیونکہ کفار کے ہنگامے میں تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ متفق اللفظ و المعنی ہوں۔ اور چونکہ ہمارے اور آپکے درمیان مراتب ہمسائگی کے علاوہ اتحاد دلی متحقق ہے پھر کسطرح کفار کی شورش کے وقت علحدہ رہ سکتا ہوں اور پھر صفدر جنگ کے دوسرے خط کے جواب میں محمد خان یوں لکھتا ہے کہ مرہٹوں کی تنبیہ اور گوشمالی ساز و سامان سے تعلق رکھتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے آپ ہر طرح کا سامان اور اقتدار رکھتے ہیں اور توپیں اور ہزائل آپکے پاس ایسی ہیں کہ اگر اون گھڑ سواروں کے ایک لاکھ سے زیادہ سوار مقابلے میں آئینگے تو اون کے صدمات سے مثل زاغان کمان دیدہ کے ٹھہر نہیں سکینگے۔ اگرچہ میری خانہ نشینی اور بے سامانی کی کیفیت چھپی ہوئی نہیں ہے۔ لیکن پہلے اس سے بھی مکرر آپ کو لکھا گیا اور اب پھر تحریر کرتا ہوں کہ میں ہر طرح آپکا شریک ہوں اگر فرض کرلیا جائے کہ مرہٹے جمنا کو عبور کرینگے تو اول اون کا مقابلہ میرے ساتھ واقع ہوگا اور خدا کی عنایت سے اونکو سزا یہیں پر ایسی اچھی طرح دیدیجائے گی کہ پھر اونکو گنگا کے عبور کرنے کی مجال نہ رہیگی [1]

---

(1) دیکھو تحفۂ القلوب ۱۲

عمدۃ الملک کی تحریک سے بادشاہ کا صفدر جنگ کو دہلی مین بلانا

عمدۃ الملک امیر خان نے قمر الدین خان وزیر اعظم کی بیش زنی کے خوف سے جسکی وجہ سے اوس کو شاہ جہان آباد چھوڑکر الہ آباد کی صوبہ داری پر جانا پڑا تھا صفدر جنگ سے دوستی پیدا کرلی تھی ۱۱۵۲ھ ہجری مین بادشاہ نے عمدۃ الملک کو دہلی مین طلب کیا تو اوس نے بادشاہ سے عرض کرکے صفدر جنگ کو بھی اودھ سے بلوایا ابتدای رجب ۱۱۵۲ھ ہجری مین بادشاہ کا شقہ صفدر جنگ کی طلب مین پہنچا۔ بعد وصول شقہ بادشاہ صفدر جنگ نے جو کہ سابق سے عمدۃ الملک سے دوستی پیدا کرکے اپنے تئین اوس کا متوسل خیال کرتے تھے اوس سے حاضری کے باری مین رای لی۔ عمدۃ الملک نے ایسے معتمد رکاب اتفاق اپنے ساتھ بادشاہ کے حضور مین ضروری سمجھکر ترغیبات دین۔ صفدر جنگ اوسکی ایما سے روانگی پر آمادہ ہوے راجہ نوراے کو جو سابق مین صفدر جنگ کی سرکار مین ادنے درجے کا ملازم تہا اور بتدریج ترقی کرکے اعلے درجے پر پہنچ گیا تہا اپنی نیابت پر تجویز کیا اور چند روز افسران فوج اور اپنے سرداروں اور معتمدون کے حاضر ہوے اور سامان سفر تیار کرنے کے لئے ٹہیرے رہے اور عمدۃ الملک سے اپنی حاضری کا وعدہ کیا۔ عمدۃ الملک صفدر جنگ کی روانگی سے قبل الہ آباد سے کوچ کرکے رمضان ۱۱۵۲ھ ہجری مین دہلی پہنچ گیا تہا وسط شعبان مین صفدر جنگ تمام سامان تیار کرکے چلنے کو تیار رہتے۔ جب تمام فوج اور سامان روانگی کو تیار ہوا تو ایک گہڑی تک سمیع بیگ خان کے مکان مین ٹہیرے۔ اور عبدالرحیم خان منجم باشی نے آفتاب کو اصطرلاب مین دیکھکر ساعت روانگی کی خبر دی۔ صفدر جنگ سوار ہوکر اپنی پلٹن خاصہ مین داخل ہوے جو تہوڑی مسافت پر استادہ تہا وہان چند روز قیام کرکے اوائل ماہ رمضان مین کوچ کیا اور مع اہل و عیال کے روانہ دہلی ہوتے۔ گیان پرکاش مین لکہا ہے کہ سواری فیض آباد سے سات آٹھ کوس پر نکلی تہی کہ وہان یعنی اثنای راہ دہلی مین شجاع الدولہ ولادت کی خبر سنی تمام رسالہ داروں اور جماعہ داروں اور امیرون نے سہارکہا دکی نذرین دکہائین۔ ایک شخص نے تاریخ نوتد اسطرح نظم کرکے نذر کی ؎ بدولتخانہ نواب منصور ؎ برآمد آفتاب از مطلع نور ؎ نواب نے ناظم کو پانچہزار روپے نقد دیے اور پانچ گانون ہاتہی

؎ یہ بیان عام جہان نما سے لیا گیا ہے ؎ یہ بیان سیر المتاخرین سے ماخوذ ہے ۱۲

مین عطا کی اور جس مقام پر یہ خبر سنی تھی وہان مبارک گنج آباد کیا۔ اس سفر کے دوسرے مصرع سے گیارہ سو چوالیس نکلتے ہین۔ اور یہ سفر گیارہ سو چھین مین واقع ہوا تھا۔ گیان برکاش کے مولف کو سہو واقع ہوا۔ حقیقت مین شجاع الدولہ ۱۱۷۶ھ مین پیدا ہوئے تھے۔ مگر یہ وہ زمانہ تھا کہ صفدر جنگ ابھی مسند نشین نہین ہوئے تھے۔ برہان الملک زندہ تھے۔ صفدر جنگ نے نانامؤ گھاٹ واقع برگنہ بلہور[۱] ضلع کانپور پر پہنچکر چار روز تک مقام کیا اور کشتیون کا پل بندھوا کر گنگا کو عبور کیا۔ شمشیر خان چیلہ نواب محمد خان والی فرخ آباد کی طرف سے برگنات موسی نگر بلہور اکبرپور اور قنوج کا عامل تھا۔ اوس نے کہا کہ جب تک اوس نقصان کی بابت جو فصلون کو پہنچے معاوضہ نہ دیا جائے تب تک میری عملداری کی حدود مین صفدر جنگ کے جیمے کھڑے نہون۔ یہ حکم شمشیر خان کا صفدر جنگ کو ناگوار گذرا اور اونہون نے ایک سانڈنی سوار اس مضمون کا خط لکھہ کر فرخ آباد کو بھیجا نواب نامدار سلامت شمشیر حور را درمیان کن وگرنہ آب نہ خواہد ماند محمد خان نے اپنے دیوان ہتی رام سے کہ جواب ترکی بترکی لکھہ دینے کا حکم دیا منشی نے اوس خط کی پشت پر اسطرح جواب لکھا نواب نامدار سلامت این شمشیر مردان در معرکہ میدان بے خون چشیدہ بیان نمی آید صفدر جنگ نے یہ جواب پاکر چاہا کہ شمشیر خان کے ساتھہ مقابلہ کرے لیکن اونکے مشیرون نے اونکو لڑنے کی راے نہین دی۔ اور یہ کہا کہ بادشاہ کی ناخوشی کا سبب ہوگا اور لوگون نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ لڑے اور فتحیاب ہوتے تو کہا جائے گا کہ جیلے کے ساتھہ لڑے تھے اور اگر خدانخواستہ نوع دیگر معاملہ ہوا تو ہمیشہ کے لیے بدنامی کا ٹیکا آپکے ماتھے رہیگا۔ چنانچہ وہ اوس قرب وجوار ہی فی الفور روانہ ہوکر دہلی چلے گئے۔ شمشیر خان کے اشارے سے اونکی خاص فوج کا اسباب لٹ گیا کہتے ہین کہ اسی نزاع کی وجہ سے لکھنؤ کے حکام اور محمد خان کے خاندان مین باہم ملال پیدا ہوگیا۔ یہ بیان اون صاحب کی تاریخ کے مطابق ہے۔ مگر غیر القلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب محمد خان بنگش اور صفدر جنگ مین اسوقت تک نہایت دوستی اور یگانگت تھا اور نواب محمد خان کی عین خوشی یہ تھی کہ صفدر جنگ اثنائے سفر مین فرخ آباد ہی مین نزول اجلال فرماتے۔ اور صفدر جنگ کا بھی ابتدا مین یہ ارادہ تھا۔ مگر پھر

---

[۱] یہ پرگنہ قنوج کے مشرق مین ہے ۱۲

محمد شاہ بادشاہ کی تاکید کی وجہ سے وہ فرخ آباد نہ جا سکے جسکی معذرت انہوں نے محمد خان
کو لکھی تو اوس نے شمشیر خان اور افضل خان کو مراتب اشتیاق گذاریش کرنے کے لئے صفدر
جنگ کے لشکر میں بھیجا تھا بلکہ جب صفدر جنگ کے دہلی کو روانگی کے ارادے سے گنگا کو عبور کرنیکا
حال اول محمد خان کو معلوم ہوا تو خود اوس کا جی چاہا کہ فرخ آباد سے چلکر صفدر جنگ کے پاس ملتے
لو جائے مگر بوجہ علالت کے خود تو نہ جا سکا اپنی طرف سے عطاء اللہ خان کو صفدر جنگ کی لشکر میں
اونکی خیر و عافیت کے استفسار کے لئے بھیجا چنانچہ محمد خان کے تین خطوں میں اس بات کا ذکر ہے
جنکو عزیز القلوب سے یہاں نقل کیا جاتا ہے **خط اول** انچہ بجہت تشریف بردن بحضور انور مکنون
خاطر بودہ باسند مطلع باید ساخت لیکن یکمرتبہ تشریف بردن بہ پیش گاہ فلک کارگاہ اصلح
و اصوب نیست کہ درین صورت ہم نظام مہام مغلوبی و منکوبی مخالفان و ہم سرمہ گلوسے تحریر
سخن طراز ان خواہد بود بفضل الہی اختلاف قلوب و محبتہا سے روحانی آنقدر استحکام و استلوب
پذیرست کہ خامۂ از ان تقریر و تحریر نمی تواند نمود انچہ بہ بنیان اتحاد و مؤکد باشد اہتمام تمام بر آن
لازم و ضرور و پیش این مراتب بر وقت اصتیاح از جانبین ہر اسم اعانت ہمدگر از قوت بفعل رسد
یعنی عند الحاجت اگر در نواح مفوضہ کار پردازان شریف شورشی بروی کار آید از ین طرف بہ قدر
فوج وغیرہ تشیید مبانی وداد لمعہ ظہور دہند بر نقد بیری کہ درین ضلع غبار آشوبے برخیزد نشانند
آن کار پردازان کہ بسامت و مرافقت بردازند **خط دوم** نواب صاحب مہربان سلامت
درین ہنگام نشاط آغاز بہجت انجام تشریف این روی دریای گنگ بعزیمت حضور
پر نور مسارع افروز گردیدہ دل اتحاد منزل را افادۂ فراوان بہجت و سرور ساخت اگرچہ تمنای
باطن آن بود کہ بہ صدور رسانیدن سبابات تخمیر فور آبا ستان بوس مہمت مانوس بردازد لیکن
یا مبتا بکثرت عارضہ و قلت توانائی نشست و برخاست لا چار چندی از دریافت این دولت عظمی
مقصر و معذور ماند انشاء اللہ المتعال مستعے کہ درین روز ہا طبیعت روبہبودی دارد ہمین کہ از قرار
واقع رفع مرض می شود و ناتوانی بتوانائی ابدال سے پذیرد برخاص استعجال شتافتہ کائنات
درین آرزو کہ احراز سعادت قدمبوس اقدس اعلے عبارت ازان ست می شود و بگرامی دریافت
ذخیرہ اندوز ابتہاج مے گردد بالفعل سیادت و رفعت پناہ سید عطاء اللہ دارد وانہ
ساختہ کہ حالات مجملہ سمات یا بچشم خود بلا واسطہ معائنہ نمودہ بر گارد مترقب کہ تا انقضائے
ایام سعادت مدام بارقام خبر بہا قرین مسرت و شادمانی ہا باید داشت ۔ **خط سوم**

زبانی رستم بیگ انچہ حوالہ شدہ بود با برات نامبردہ دریافت شد اگر تشریف آوری شریف باین راہ اتفاق می شد لوازم ضیافت قسمی کہ دل میخواست بعرصہ ظہور می رسید لیکن چہ توان کرد نہایت تاکید حضور انور عزیمت سامی از ہمان راہ صورت گرفت باین مسافت رسیدن طعام پختہ متعذر بود لہذا رفعت پناہ شمشیر خان و افضل خان را فرستادہ شدہ مراتب اشتیاق سابقہ ازش خواہند آورد امید کہ ناہنگام موہملت مسرت سلامت ہموارہ بہ صحائف نشاط آگین انبساط تزئین خاطر دوستی دوست را مسرور و منبسط باید داشت - اب ہم پھر اصل بیان کیطرف رجوع کرتے ہین کہ نول رای جو صفدر جنگ کے ساتھ تھا اوسکو صفدر جنگ نے گنگا کے گہاٹ سی اودھ کو رخصت کردیا اور سید ہدایت علی کو خیر آباد کی فوجداری دیکر نول رائے کے ہمراہ کیا اور کہا کہ تمنے سفر کا رنج اوٹھایا ہے - چند روز آرام کرو اگر راجہ سی صحبت برآر نہو تو ہماری پاس چلے آنا - مگر سید ہدایت علی نے راجہ کی ماتحتی قبول نہ کی اور صفدر جنگ کے ہمراہ رہے کوہ جالیسر کے نواح مین عبد آئی صفدر جنگ نے وہان مقام کیا مراسم عبدادا ہوے پھر کوچ کرکے دہلی کے نزدیک پہنچے نثار محمد خان بہادر شمشیر جنگ والد سیادت خان برادر سعادت خان برہان الملک جو کہ صفدر جنگ کے ماموں کا بیٹا تہا اور بجاے خود ایک امیر تھا مع راجہ لچھمی نراین وکیل صفدر جنگ کے دو تین منزل پیشتر استقبال کو آیا اور صفدر جنگ دریاے جمنا کے کنارے پہنچے اور یہان مقام کیا اور اپنی فوج مغلیہ اور ہندوستانی کو تیار کرکے جنکے پاس باناتی وردی اور ولایتی گھوڑے نفری ساز سے آراستہ تھے - اور ہاتھیون کو رزمی کی جھولون اور گنگا جمنی جوشون سی سجا کر بڑے تجمل اور شوکت سی اپنے مقام سے سوار ہو کر قلعہ شاہی کیطرف روانہ ہوئی صفدر جنگ کے ہمراہ دس بارہ ہزار آدمیون سی کم نہو نہ تھا صفدر جنگ قلعہ بادشاہی کے مقابل ہو نچکر حسب ضابطہ دیوان خاص کے طلائی برج مسمن کے مقابل جو خورشید کی طرح دمک رہا تھا سواری سی اوترے اور اداے تسلیمات اربعہ بجا لاکر تہوڑی دیر کھڑے رہے اور جھولون کا ہار لیکر جو بادشاہ نے کسی خواجہ سرا کے محل کے ہاتھ بہیجا تہا سوار ہو کر اپنے قیامگاہ کو لوٹ آئی - بادشاہ صفدر جنگ کی طرز سواری سی نہایت محظوظ ہوے جمعرات کے دن ۱۵ شوال سنہ مذکور کو جبکہ ملازمت کا وقت تھا قلعہ بادشاہی کے پاس جمنا کے کنارے بردہ درجہ کے خیمے برپا ہوے اور صفدر جنگ تمام حشم اور فوج و سامان کے ساتھ کشتیون کے پل پر سے عبور کرکے اپنے خیمہ گاہ مین جا اوترے

وزیر اعظم قمرالدین خان صین بہادر نصرت جنگ استقبال کو آئی جمعدار اول ملازمان صفدر جنگ سے بھرا ہوا تھا حکم دیا کہ یہ سب آدمی خیمے سے نکلکر میدان مین زین پوش پر بیٹھہ جاہین اور جیسی کو ہمراہیان وزیر کے گئے خالی کردین وزیر کے ہمراہیون نے اوس خیمے مین بہوچکر ہجوم کیا وزیر صفدر جنگ کے خاص خیمے کے دروازے پہنچکر وہان ذرا ٹہیرے اور چند معاجون اور امرا کو ہمراہ لیکر اندر گئی - صفدر جنگ بھی چند معاجون کے ساتھہ خیمے مین انتظار کرتے تھے جب وزیر کو دیکہا تو مسند سے اٹھے اور وسط صحن تک استقبال کرکے بعد معانقہ ایک مسند پر آبیٹھے گھڑی بھر اختلاط رہا پھر عطر و پان کی مدارات ہوکر جواہرات اور کپڑون کے خوان اور ہاتھی گھوڑے پیشکش مین دے گئے - اسکے بعد وزیر رخصت ہوکر پیشتر چلے اور اونکے پیچھے سے صفدر جنگ بڑے کروفر کے ساتھ سوار ہوکر شام کو بادشاہ کی خدمت مین پہونچے اور استقبال کورنش ہوکر دارا شکوہ کی حویلی مین داخل ہوئے یہ حویلی برہان الملک کے عہد سے بادشاہ کی عنایت سے اونکے قبضے مین چلی آتی تھی - آخر بتدریج تمام لشکر اور فوج شہر مین داخل ہوگئی -

نول رائے کا حال و انتظام

یہ نول رای صفدر جنگ کا دیوان یعنی بخشی تہا اور سکسینہ کا بسہتہ جکوا اور پرانا خاندان سے تہا اور پرگنہ اٹاوہ کا موروثی قانون گو تھا - اپنی خوش لیاقتی سے صفدر جنگ کا دیوان ہوگیا تہا - اول اول رتن چند دیوان اعظم عبداللہ خان و حسین علیخان قاتلان فرخ سیر کی نظر عنایت اسکی حاہب زمانہ سنہ ۱۱۲۷ھ ۱۷ء مین ہوئی تھی - گیان برکاش مین لکہا ہے کہ جب نواب صفدر جنگ محمد شاہ کے پاس چلے گئے تو نول رای نے اودہ مین سیاہ کو ترقی دی عدالت گستری کے ساتھ حکم چلایا مزرج مستقل رکہا جو بات منہ سے نکالتا اوسپر جم جاتا قوم مغل اور ہندوستانی کو ایک نظر سے دیکہتا تمام ملازمین کو ماہ بماہ تنخواہ دست بدست تقسیم کراتا - اوسکی سرکار مین پانچہزار سوار خوش اسپہ وجوان اسپہ ملازم تھے - اور پیادونکی فوج بھی بھاری تھی - اور توپخانہ - اور شتر نال اور زنبورچی اور شیرینچے بہت کثرت سے رکہتا تھا - اور جزائل انداز اور بان انداز اور کمان انداز بھی کثرت سے جمع کئے تھے جب کبھی اوسکو یہ خبر پہنچتی کہ فلان جگہ کے زمیندار نے سرکشی کی ہے تو فوراً دو شتر لیوان کرتا ہوا وہان پہنچتا - اور اوسکو قرار واقعی سزا دیتا نرخ تحصیل مین اوسنے نہایت آسانی کردی تھی - اور تنخواہ سب کو خزانے سے نقد دیتا تھا - اور ماہ اساڑھ

مین ہر ایک پرگنہ اور گانون کی تشخیص کراتا اور تشخیص سے ایک جیتہ زیادہ نہ لیتا رعایا اور آبادی کی ترقی مین رات دن کوشش کرتا مال ملک مین بڑہاتا۔ اوس کے عہد حکومت مین سب خوش تھے اوس کی انصاف کی ایک حکایت یہان بیان کی جاتی ہی کہ ایک بار نول رای کا مقام پرگنہ سانڈی مین قصبہ سی چار کوس کے فاصلہ پر ہوا۔ اوس کی سفر کا یہ قاعدہ تھا کہ بہیر اور سامان اور تمام لشکر کو رات سی روانہ کر دیتا اور خود غسل اور پوجا کر کے اور کہانا کہا کر پہر دن چڑہے سوار ہوتا۔ اوسدن اپنی ضروریات سی فرصت پاکر کمر باندھ کر ہتہیار لگا کر دیر سی نکل کر ہاتھی پر سوار ہونا چاہا کہ اوسی وقت پرگنہ سانڈی کی رعایا سے اہل حرفہ نے آکر دہائی دی اور فریاد کی کہ سلام اللہ جو ہری نے ڈاکہ مارا ہی۔ ہمارا مال لوٹ لیگیا ہی۔ راجہ نے حکم دیا کہ سلام اللہ کو فوراً حاضر کرین غول سی دو شتر سوار نکلے اور اوسکو لانے کے لئے شتر دوڑا کے گئے۔ ابھی راجہ کہڑا تھا کہ فراشون نے مرضی پاکر کرسی اور مونڈہا اور فرش لاکر بچھایا راجہ اور رسالہ دار و جماعہ دار و مصاحب گھوڑون سے اوتر کر بیٹھے اور بادشاہون کا تذکرہ باہم کرنے لگا۔ ایک بہر نہ گذرا تہا کہ سلام اللہ کو شتر سوار لے آئے راجہ نے اوس ہی بلند آواز کی ساتھ کہا کہ یہ آدمی مٹیر فریادی ہین۔ تمنے کیون انکو لوٹا ہے۔ سلام اللہ نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام گناہگار ہی۔ حکم ہوا کہ راضی نامہ لاؤ اوسیوقت سب کے سامنے عاجزی کر کے راضی کیا اور اوسسی راضی نامہ حاصل کر کے نذر کیا نول رای نے رعایا سی دریافت کیا کہ راضی ہوگئی۔ عرض کیا کہ مہاراجہ کی بدولت اپنی داد کو پہنچے اوسوقت راجہ سوار ہوا نقارہ آگے تہا۔ نقارچی نے ڈنکے پر چوٹ ماری۔ غرضکہ راجہ نول رای ایسا دادگستر تہا کہ رعایا اور سپاہ دونون اوس سی راضی تھے۔

صفدر جنگ کو تونخانہ کی افسری اور کشمیر کی صوبہ داری ملنا

عمدۃ الملک کی سفارش سی ۱۱۶۵ھ صفر ۱۱۶۵ھ ہجری روز یکشنبہ کو اول روز مین بادشاہ نے صفدر جنگ کو میر آتشی یعنی توپخانے کی افسری کا خلعت عطا کیا اس موقع پر بادشاہ نے وفاداری اور حقوق نمک خواری کی بقا اور توقعات کے الفاظ اپنی زبان سی ارشاد کئے۔ صفدر جنگ نے اپنا پیش خانہ جو ہمیشہ آگے ضروری ہوتا تہا قلعہ مین آراستہ کر کے اپنی سکونت وہان قرار دی اور سید ہدایت کی بادشاہ سی سفارش کر کے جگلہ سکندرہ کی سند اوسکو دلادی اور بادشاہ کی کورنش سے مشرف کرایا۔ اور حضرت مذکورہ کا خلعت دلوایا۔ ۲۷ شعبان ۱۱۶۵ھ ہجری

کو بادشاہ نے اسد اللہ ولہ اسد یار خان کو صوبہ داری کشمیر سے معزول کر کے یہ خدمت صفدر جنگ کو عطا کر دی جنہون نے اپنے ماموں کے بیٹے شیر جنگ کو مع فوج مغلیہ اور ہندوستانی کے وہانکے بندوبست کو روانہ کیا۔ شیر جنگ نے وہان پہونچکر میر اللہ کو جو بڑا بہادر اور معتمد تھا جھوٹے عہد و پیمان کے ساتھ دلجوئی کر کے اپنے پاس بلا لیا اور قید کر دیا۔ اور تھوڑے دنون وہان رہکر انتظام کر کے صفدر جنگ کے ایک رفیق افراسیاب خان نامی کو صفدر جنگ کے حکم سے اوس صوبے کی نیابت پر چھوڑ کر خود شاہجہان آباد کو لوٹ گیا۔

ملازمان نواب علی محمد خان روہیلہ کے ہاتھ سے داروغہ عمارات صفدر جنگ کو ہزیمت پہنچنا صفدر جنگ کا محمد شاہ کو نواب علیمحمد خان سے ناخوش کر دینا۔ بادشاہ کی نواب علی محمد خان پر چڑھائی طول طویل محاصرے کے بعد نواب علی محمد خان کا بادشاہ کی اطاعت کر لینا بادشاہ کا نواب علی محمد خان کے ہاتھ سے ملک روہیلکھنڈ نکال لینا

سنہ ۱۱۴۶ھ مین داروغہ عمارات نواب صفدر جنگ سال کے لئے کانٹے کے لئے دامن کوہ کمایون مین آیا تہا۔ نواب علی محمد خان روہیلہ کے ملازم تہانے مین متعین تھے اونسے لڑائی ہوگئی اور کئی آدمی دونون طرف سے مارے گئے۔ اور ملازمان صفدر جنگ بہت مغلوب کئے گئے داروغہ کارخانے کو جنگل مین چھوڑ کر دہلی پہنچا۔ اور صفدر جنگ سے کہا کہ اپکی عمارت کا تمام کارخانہ روہیلون نے برباد کر دیا اور نوکرون کو مار ڈالا۔ صفدر جنگ کو بہت غیظ پیدا ہوا کہنے لگے کہ اب ہماری یہ ذلت ہوگئی کہ روہیلون نے ہمارے کارخانہ عمارت کو لوٹ لیا اعتماد الدولہ قمر الدین خان سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہماری رفاقت اس بات مین کرین اور بادشاہ کو علی محمد خان کی سزا دہی پر متوجہ کرین تو بہتر ہے۔ ورنہ مین ضرور بادشاہ سے عرض کرونگا اعتماد الدولہ نے اگرچہ بظاہر آمادے بلے کر دیا لیکن صفدر جنگ سے دلی عناد کی وجہ سے در پردہ نواب علی محمد خان کے طرفدار رہے۔ صفدر جنگ کو جب یہ بخوبی یقین ہوگیا کہ اعتماد الدولہ در پردہ نواب علی محمد خان کی جانب داری کرتے ہین تو عمدۃ الملک امیر خان اور غازی الدین خان

فیروز جنگ اور محمد اسحاق خان اور حیدر قلیخان اور صمصام الدولہ بہرام خان اور کامیاب خان وغیرہ کو موافق کرکے ایک بڑا شکایت آمیز واقعہ بادشاہ کے سامنے پیش کرکے بادشاہ کو روہیلون کے استیصال پر متوجہ کیا۔ چنانچہ محمد شاہ ایک لاکھ جمعیت کے ساتھ بذات خود اس مہم پر آمادہ ہوئے انند رام مخلص نے اس مہم کے سفرنامہ مین لکھا ہے۔ کہ ۲۴ محرم ۱۱۳۱ ہجری کو محمد شاہ دہلی سے سوار ہوکر لوئی باغ مین پہنچے وزیر الممالک اعتماد الدولہ اور عمدۃ الملک امیر خان اور ابو المنصور خان صمصام وغیرہ امرا ہمرکاب تھے۔ ماہ صفر مین بادشاہ نے امرا کو جمع کرکے علی محمد خان کی تنبیہ کے لئے روانگی کی رائے قرار دی۔ لشکر کی سرداری وزیر الممالک کو ملی۔ ۱۲ صفر کو بلہنچ گھڑی دن چڑھے بادشاہ نے تخت روان سکاری پر سوار ہوکر فرحت افزا سے کوچ کرکے دریاے ہنڈن کے پاس جمنون مین مقام کیا۔ ۱۵ کو جشن نوروز کی محفل منعقد ہوئی جسکا رنگ سبز مستقی تھا اور وہ مراسم تحویل آفتاب سے بیت الشرف مین وزیر اور صفدر جنگ اور عمدۃ الملک نے ایک ایک سو ایک ایک اشرفیان نذر و کہا مین۔ اور تہنیت کے اداب بجالائے اور ۱۹ صفر کو بادشاہ نے پرگنہ مواسنہ مین پہنچکر حکم دیا کہ میسرہ دریاے گنگا کے پل کی درستی کو روانہ ہوا اور بادشاہ بام گہاٹ ضلع بدایون کی راہ گنگا کو عبور کرکے پرگنہ گنور مین آپہنچے۔ اسوقت نواب علی محمد خان سے آنولہ کو چھوڑکر بن گڈھ عرف یوسف نگر مین پناہ لی۔ ۹ ربیع الاول سے ۱۶ ربیع الاول تک سنبھاز پور مین بادشاہ کا مقام ہوا ۱۷ کو آگے روانہ ہوے صفدر جنگ کے قزلباش ملازم گاؤن مین جاکر لوٹ مار کرتے تھے اور جانور اور آدمی پکڑ لاتے تھے۔ وزیر الممالک نے بادشاہ سے عرض کرکے کہیتون اور رعایا کی حفاظت کے لئے فوج مقرر کردی اور حکم دیا کہ اب اگر کوئی قزلباش رعایا کو ستاے تو اوسکو سزا دینا چاہیے۔ اور باندھ کر لانا چاہیے۔ ایک دن صفدر جنگ کی سرکار کے جالبس ہاتھی کہیتون کی پیدا سے لدے ہوے تبس قزلباشون کے ساتھ لشکر مین آرہے تھے فوج محافظ اونکو وزیر الممالک کے پاس پکڑ لائے وزیر نے اونکو بادشاہ کے حضور مین پیش کرنا حکم ہوا کہ ہاتھی جسکے ہین اوسکے پاس پہنچا دو مگر آیندہ ایسا ہوگا۔ تو جملہ چیزین سرکار مین ضبط کرلی جائینگی صفدر جنگ نے اون قزلباشون کو اتنا ہٹوایا کہ دو آدمی صدمے سے مرگئے پہلی ربیع الثانی کو سنبھل سے بادشاہی فوج آگے بڑھی ۷ ربیع الثانی کو ایک مقام پر امرا بادشاہ کے پاس حاضر ہوے جو کہ ہوے عرصہ سے بعض وجوہ سے صفدر جنگ اور قایم جنگ مین ملال تھا اسلئے وزیر اعظم نے بادشاہ کے حکم سے دیوان خاص کے خیمے مین بادشاہ کے پس پشت

دونون کے ملاپ کرا کے بغلگیر کرا دیا۔ ۲۲۔ ربیع الثانی کو بادشاہی فوج بن گدھ سے چار پانچ کوس کی فاصلہ پر جا پہونچی سہ پہر کے وقت نواب علی محمد خان کی فوج شاہی فوج پر حملہ کرنے کے لئے قلعہ سے نکلی اور آگے بڑھی۔ عمدۃ الملک امیر خان اور صفدر جنگ حاکم تونچانہ اور نواب وزیر الممالک مقابلے کو روانہ ہوئے اور گولہ اندازی شروع کرائی۔ نواب علی محمد خان کی فوج پسپا ہو کر قلعہ میں گھس گئی ۲۴ ربیع الثانی کو یہ خبر مشتہر ہوئی کہ نول رائے نائب نظامت صوبہ اودھ بادشاہ کے حضور میں آتا تھا کہ اوسکی اور علی محمد خان کی سپاہ سے لڑائی ہوگئی اور پائیندہ خان علی محمد خان کا سردار مارا گیا صفدر جنگ یہ خبر سنکر مدد کو سوار ہوئے۔ نواب وزیر نے اپنے سرکار کے بخشی اول صوفی بیگ خان نامی کو حکم دیا کہ فوج لیکر صفدر جنگ کے ساتھ جائے اور وزیر آپ سوار نہ ہوئے۔ اسلئے کہ سرکار دنکی زبانی معلوم ہوگیا کہ لڑائی ہونے کی خبر غلط ہے۔ اصل اس واقعہ کی اسقدر تھی کہ نول رائے کی آمد آمد کی خبر سنکر صفدر جنگ اس خیال سے سوار ہوئے تھے کہ مبادا نواب علی محمد خان اوس کا راستہ روکیں ان سب باتون کے علاوہ صفدر جنگ کی اصلی غرض یہ تھی کہ وہ بادشاہ سے عرض کر چکے تھے کہ نظامت اودھ کا نائب ایک بھاری جمعیت رکھتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہ تھا تو اوسکے ہمراہ لانے میں اوسکے ہمراہیونکی تعداد کھلے گی نہیں مغلطہ باقی رہیگا۔ اور یہ رائے اونکی بہت صائب تھی۔ غرضکہ صفدر جنگ نولرائے کو ساتھ لیکر سہ پہر کے وقت لشکر شاہی میں داخل ہوئے۔ امرائے بادشاہی نے علی محمد خان کے مغلوب کرنے میں نہایت سستی اور کاہلی کا برتاؤ کیا۔ انند رام اس امر کی نہایت شکایت کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ عمدۃ الملک اور برنزیدہ تا دولت کے کیا مدنظر ہے۔ ۱۱۷۱ھ ہجری میں انکی نہیں بودی تدبیرونکی وجہ سے لشکر نادر شاہی سندوستا نپر مسلط ہوگیا۔ اور اُسے تباہ کر دیا۔ نواب علی محمد خان ایک چھوٹا سا تعلقہ دار ہی بادشاہ نے اوسپر بہ نفس نفیس چڑھائی کی۔ اور اوس کے قیامگاہ سے تین کوس کے فاصلہ پر پہونچگئی۔ مگر وہ ابتک مطیع نہوسکا۔ امرائے شاہی روز حملے کے لئے سوار ہوتے ہیں اور کچھ دور جا کر لوٹ آتے ہیں۔ اور اسی قدر پر ان سرداروں نے کفایت نہیں کی۔ بلکہ ایک یہ قیامت کی بات ہے کہ بادشاہ کو بعض امرائے بے سروپا اور تہور سے خواص امر چند خواجہ سرا کے ساتھ تنہا چھوڑ کر خود آگے بڑھکر ڈیرے کر دئے ہیں۔ میر آتش کا یہ حال ہے کہ وہ توپخانے کے افسر ہیں مگر سب سے زیادہ کاہل مزاج اور بے پروا

ہین - ماثرالامرا مین لکہا ہی کہ وزیر کے مصدنی ہنرسند کو نواب علی محمد خان نے غارت کر دیا تہا
مگر پھر بھی وزیر عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کے برخلاف نواب علی محمد خان کی طرفداری کرتے تہے
سیرالمتاخرین کا مولف بھی کہتا ہی کہ وزیر عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کے ساتھ اتفاق رکہتے تہے
اسلئے نواب علی محمد خان کے درپردہ طرفدار تہے - ان دونون امیرون نے بھی اس روہیلے کی مہم
کو وزیر کی مرضی پر چہوڑکر آپ ڈہیل ڈالی تہی - بنگڈہ کے گرد اسقدر گنجان جنگل ہوتے ہوتے
تہے کہ کسی صورت سے گولہ اونکی پار نہ جا سکتا تہا - ہان بڑے بڑے گولے شاہی توپون کے
بن گڈہ مین پہنچتے تہے اور طول محاصرہ سے گہوڑون وغیرہ کو گہاس جاری کی تکلیف ہونے لگی تہی
آخرالامر روہیلون نے نواب علی محمد خان کو صلاح دی کہ صلح کر لینا چاہیے - کیونکہ جو اپنے سلطان سے
جنگ کرتا ہے اوسپر اوسکی عورت حرام ہو جاتی ہی - یکم جمادی الاولی کو نواب علی محمد خان نے نواب
قایم خان والی فرخ آباد کی معرفت بادشاہ کی خدمت مین اطاعت اور عفو قصور کی درخواست
کی اور بادشاہ کے بعض شرائط کی بجاآوری پر راضی ہوتے اور کہا کہ اپنی مقدرت کے موافق
زرنقد بھی نذر کرونگا - وزیرالممالک نے مورجو سے ایک عرضی اس مضمون کی بادشاہ کے حضور مین
بھیجی - بادشاہ رضامند ہو گئے اور وزیرالممالک کو اختیار دیا کہ جو تمہاری رای ہے اوس کے مطابق
کارروائی کرو - اور دوسرے دن سوال وجواب ہو کر صلح قرار پائی - دونون طرفون سے گولہ باری موقوف
ہوئی - ۲ جمادی الاولی روز جمعہ کو نواب علی محمد خان بنگڈہ سے بادشاہ کی قدمبوسی کے ارادے سے
سوار ہوے - اس عرصے مین آندھی چلنے لگی - پھر کچہہ بوندا باندی ہوئی - اونکی سواری آہستہ
آہستہ چلکر قایم خان کے ڈیرے کے پاس پہنچی - وہان تہوڑی دیر قیام کیا - اور اپنی کرداو
اور بھیگی ہوئی پوشاک بدلی - انندرام مخلص نے بنگڈہ کے سفرنامہ مین اسی طرح لکہا ہے -
یہان ایک بات جان لینے کے قابل ہی کہ تاریخ فرخ آباد مین آرون صاحب نے بیان کیا ہی
کہ نواب علی محمد خان صفدر جنگ کے ذریعہ سے حضور سلطانی مین حاضر ہونا چاہتے تہے -
اور نواب صفدر جنگ کے دیوان نولرای کے توسل سے معاملہ عہد و پیمان شروع ہوا تہا
قایم خان کی فتح صفدر جنگ کے داہنے ہاتھ کی طرف تہی - ایک دن نواب علی محمد خان بارہ ہزار
زرہ پوش بہانونکی سمراہی مین صفدر جنگ کے پاس جاتے تہے - جب اونکی نظر قایم خان کی
فیلے پر پڑی تو پوچہا کہ یہ کس کا ہی - جواب ملا کہ قایم خان کا - تب اونکی خاص خاص سردارون
نے کہا کہ کیا ضرور ہی معاملہ صلح کا اعتبار ایک نمک اور اوسکے دیوان نولرای پر کیا جاے

یہان آپکے ہمقوم نواب قایم خان موجود ہین اونسے سفارش کے واسطے درخواست کیجئے نواب نے اس بات کو قبول کیا - اور قایم خان کے پاس گئے قایم خان اونسے نہایت تپاک سے ملے جب صفدر جنگ نے جو منتظر تھے یہ مضمون سنا تو نہایت برہم ہوئے اور تمام عمر نواب قایم خان سے بغض رکھا - یہ بیان انند رام کے بیان کی سامنے جس سے ہمنے اقتباس کیا ہی صحیح نہین معلوم ہوتا اور نہ یہ قیاس مین آتا ہے کہ نواب علی محمد خان پہلے سے بخبر ہون ہی قایم خان کے ڈیرے چلے جاتے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ نواب علی محمد خان نے اپنی فوج کو نواب قایم خان کے ڈیرے پر چھوڑا اور دو تین سو سوارونکی ساتھ نواب وزیر الممالک کے ڈیرے پر گئے - عمدۃ الملک اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اور قایم خان مورچہ بندی سوار ہوکر بادشاہ کے دربار مین چلے گئے اور سہ پہر کے وقت نواب وزیر نواب علی محمد خان کو اپنے ہمراہ لیکر مورچہ بندی سوار ہوتے وزیر الممالک پہنچے تو بادشاہ محل کے اندر سے نکلے - دیوان خاص مین مسند زرین پر بیٹھے - اول عمدۃ الملک مدار المہام پھر دوسرے امرائے سلطنت باریاب مجرا ہوتے - بعد اسکے بادشاہ نے علی محمد خان کی حاضری کا حکم دیا انتظام الدولہ خلف وزیر اعظم اونکی دونون ہاتھ رومال سے باندھ کر حضور مین لیگئے بادشاہ نے فرمایا کہ اس کو آزاد اور اسکی تقصیرات کو معاف کیا اسکی ہاتھ کھولدینا چاہیے - نواب علی محمد خان آداب بجالائے اور ہزار اشرفیان نذر گذرانین جو منظور ہوئین - نواب علی محمد خان کو رخصت کردیا - اور حکم دیا کہ بالفعل قایم جنگ کے پاس رہین - پانچ جمادی الاولی یکشنبہ کو چھ گھڑی دن چڑھے بادشاہ نے کوچ کردیا - تمام لشکر کے پیچھے عمدۃ الملک تھے - اور نواب علی محمد خان سو سوار اور سو پیادونکی ساتھ عمدۃ الملک کے ساتھ ساتھ تھے - اور اونکی تمام علاقہ پرگنہ دلدیہ نگاہ مین نواب عصمت اللہ خان سابق صوبہ مرادآباد حاکم مقرر کئے گئے - اور بادشاہ نے قایم خان کو قایم الدولہ کا خطاب عطا کیا - واپسی کے وقت گنگا کے پل کی تیاری کا کام محمد علی خان جارچی ملازم صفدر جنگ کے سپرد ہوا تھا - پل کی تیاری مین بڑی دیر اور دقت واقع ہوئی - سلخ جمادی الاولی ۱۱۵۸ ہجری کو بادشاہ شاہجہان آباد مین پہنچ گئے - ابو المنصور خان صفدر جنگ رد ہیلون کی خرابی کے نہایت درپے تھے چاہتے تھے کہ انمین کا ایک متنفس باقی نہ رہے اسلئے بادشاہ سے کئی بار عرض کیا کہ حضور نواب علی محمد خان کو میرے حوالہ کردین - مگر وزیر اعظم اونکے ہمیشہ آڑے آتے رہے اور صفدر جنگ کی کوئی بات نواب علی محمد خان کی برخلاف بادشاہ کی حضور مین چلنے دیتے

ل دیکھو تاریخ عالمشاہی

شجاع الدولہ کی شادی

محمد شاہ بادشاہ نے اس خیال سے کہ صفدر جنگ اور نجم الدولہ میں قرابت پیدا ہو جاوے ایک دن صفدر جنگ سے کہا کہ شجاع الدولہ کا کہاں بیاہ کروگے عرض کیا کہ میرے ماموں سادات خاں کی بیٹی آگے اوس سے نامزد ہوئی تھی مگر اوس لڑکی کی پیٹھ پر ایک خط منحوس ظاہر ہو گیا ہے - اس لئے شجاع الدولہ کی ماں اس نسبت پر راضی نہیں ہے - تمہارے عرصے سے نسبت کا پیغام علی قلیخان داعستانی شش انگشتی کے گھر سے آتا ہے - اگرچہ علی قلیخان سید عباسی ہے اور حسن علیخان کا بھتیجا ہے جو شاہ طہماسپ صفوی ثانی کا وزیر تھا - لیکن چونکہ اوسکی بیٹی گنا بیگم ایک کسبی کے بطن سے ہے اسلئے شجاع الدولہ کی ماں اس قرابت سے بھی راضی نہیں اب دیکھئے کہاں قرار پاتی بادشاہ نے فرمایا کہ نجم الدولہ کے بھی ایک بہن موجود ہے اور اس کا سلسلہ نسب علیہ مرصعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا ہے - ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے کہ شجاع الدولہ کا بیاہ نجم الدولہ کی بہن کے ساتھ ہو جاوے صفدر جنگ نے عرض کی حضور کا حکم غلام کے سر و چشم پر بادشاہ نے فرمایا کہ وہ لڑکی میری لڑکی ہے صفدر جنگ نے آداب تسلیم ادا کیا - چنانچہ ۱۱۵۸ھ ہجری میں شادی قرار پائی بڑی دھوم سے شادی ہوئی ۴۶ لاکھ روپیہ صرف ہوئے[1] صفدر جنگ نے اپنی خوشی اور بادشاہ کی خوشنودی کے لئے بڑا تکلف اور کروفر کیا تھا - یہانتک کہ ساچق کے دن ایکسو بیس سو گھوڑے جاندی کے تیار کرا کے عروس کے گھر بھیجوائے کہ ہر ایک گھوڑا سو روپیہ کا تھا میں تیار ہوا تھا بادشاہ نے عروس کی جانب سے انتظام کے لئے عمدۃ الملک امیر خان کو کھڑا کیا تھا[2] - انجبات میں مولوی محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ معتبر لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ جب گنا بیگم دختر قزلباش خاں امید کے حسن و جمال اور سلیقے اور سگھڑاپے اور حاضر جوابی اور موزونی طبع کی شہرت ہوئی تو نواب شجاع الدولہ نوجوان تھے اوس سے شادی کرنی چاہی - بزرگوں نے سب آمین بادشاہ سے اجازت مانگی - فرمایا کہ اوس کے لئے ہمنے تجویز کی ہوئی ہے - ایک خاندانی سیدزادی لڑکی کو حضور نے بنظر نواب صفدر بیٹی کر کے پالا تھا اوس کے ساتھ شادی کی - اور اس دھوم سے کی کہ شاہ کیسی شاہزادی کی ہوئی ہو - یہی سبب تھا کہ شجاع الدولہ اور تمام خاندان انکی بڑی عظمت کرتے تھے -

---

[1] دیکھو عماد السعادت [2] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

دولہن بیگم صاحبہ اون کا نام تہا - اور آصف الدولہ کی والدہ تھین - اس بیان مین بعض باتین غلط ہین - اور غلطی اونکی ایسی ظاہر ہے کہ تشریح کی احتیاج نہین -

نجم الدولہ اسحاق خان بن مومن الدولہ اسحاق خان کا حال

اسحاق خان مومن الدولہ کا باپ شوستر سے ہندوستان مین آیا اور دلی مین نہیرا محمد شاہ کے عہد مین بادشاہی نوکر ہوا - اور علام علیخان خطاب پایا - کابولی کا تعلقہ اوسکی سپرد ہوا - اسحاق خان ہند مین پیدا ہوا - محمد شاہ نے علام علیخان کو خانسامانی کی خدمت دی مرزا حسن اوسکی باپ کا نام تہا اسحاق خان نے کمالات مین خوب دستگاہ حاصل کی - نظم و نثر عربی و فارسی مین مہارت کامل رکہتا تھا محمد شاہ کی خدمت مین اس کا تقرب بہت بڑہگیا - مومن الدولہ خطاب پایا - دیوانی خالصہ کی خدمت اوسکے سپرد ہوئی اوس کے رسالے مین کئی ہزار سوار بادشاہی نوکر تھے جنکے گہوڑون کا داغ حرف ق مقرر تھا جو اسحاق خان کے نام کا حرف آخر ہے - بادشاہ کو جسقدر اوسپر اعتماد تھا اوتنا کسی دوسرے امیر پر نہ تھا - اوسکی ناک مین چند پھنسیان نکلین ورم آگیا پانچ چہ روز مین آئی ۲ - صفر ۱۱۵۳ ہجری کو دوشنبے کے دن انتقال کیا یہ شعر اوس کا ہے ؎

زلسکہ در دل تنگم خیال آن گل بود ✤ نفیر خواب من امشب صفیر بلبل بود

مومن الدولہ نے تین بیٹے اور ایک بیٹی چہوڑی - ۹ صفر روز جمعہ کو تینون بیٹے بادشاہ کی سلام سے مشرف ہوئے مومن الدولہ کی اس بیٹی کی شادی محمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھ کرائی - بیٹون کے یہ نام ہین (۱) مرزا محمد یہ دونون بہائیون سے بڑا تہا - بادشاہ نے اول اسکو اسحاق خان خطاب دیا جو اوسکے باپ کا خطاب تہا - اور آخر مین نجم الدولہ خطاب پایا بادشاہ اسپر بیحد مہربانی کرتے تھے ایکبار مرزا محمد کو بادشاہ نے بطور سلاطین کے عہد طفلی مین تخت پر اپنے روبرو خلاف ضابطہ بٹہا لیا - کہتے تھے کہ اگر اسحاق خان نے مرزا محمد کو نرکہا ہوتا تو نہین جانتا مین کہ میری زیست کیونکر ہوتی نجم الدولہ بخشی چہارم ہوا محمد شاہ کے انتقال کے بعد احمد شاہ کے عہد مین بھی بخشی گری کی خدمت پر رہا - اور شاہ جہان آباد کی کروڑ گیری کی خدمت بھی اوس سے متعلق رہی صفدر جنگ کے ہمراہ احمد خان بنگش ابن نواب محمد خان بنگش کی لڑائی مین ۲۲ شوال ۱۱۶۱ ہجری کو مارا گیا - اور دہلی مین مدفون ہوا (۲) مرزا علی افتخار الدولہ (۳) مرزا محمد علی سالار جنگ - آخر محرم ۱۱۶۵ ہجری مین یہ دونون بھائی عالمگیر ثانی کے عہد مین اودھ کو

چلے گئے صفدر جنگ کا انتقال ہو چکا تھا۔ شجاع الدولہ حکومت کرتے تھے پھر شاہ عالم نے غلام غنی کو تہور بخش گری کا خلعت دیئے۔ یہ واقعہ ۲۴ رجب ۱۱۵۵ ہجری کا ہے۔ دریای لطافت مین لکھا ہے کہ یہ تینون بھائی نہایت عیاش تھے۔ اصلی لطیفہ گو اور خوش کلام اور بری پکر دہلی کے اونکی صحبت مین رہتے تھے۔

احمد شاہ ابدالی کے مقابلے کے لئے صفدر جنگ کا سرہند کو جانا اور قمر الدین خان وزیر اعظم کی مقتولی کے بعد کارنمایان دکھانا صفدر جنگ کی کوشش سے احمد شاہ کا شکست پانا صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کو مل جانا

ماثر الامرا مین لکھا ہے کہ ۱۱۵۹ ہجری مین بادشاہ نے صوبہ الہ آباد عمدۃ الملک سے نکالکر صفدر جنگ کے سپرد کر دیا۔ اور خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ ۱۱۵۹ ہجری مین عمدۃ الملک اپنے ایک نوکر کے ہاتھ سے مارا گیا تو بادشاہ نے صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کے حوالہ کر دیا۔ ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۱۷۴۸ء مین احمد شاہ درانی نے صوبہ لاہور و ملتان پر چڑھائی کی اور اوس ملک کو دل کھولکر لوٹا جب اوس کو ملک ہند کی بدنظمی اور دربار کی بے خبری کی خبر پہونچی تو دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا اور لاہور سے دہلی کیطرف کوچ جاری کیا۔ محمد شاہ نے احمد شاہ کے مقابلے کے لئے اپنی تمام فوج اور توپخانہ اپنے ولیعہد شاہزادہ احمد کی سپاہ کے اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اور راجہ البسری جنگ ولد راجہ جے سنگھ سوای وغیرہ کو اوسکی ہمراہ کر کے روانگی کا حکم دیا۔ البسری سنگھ نے اسوقت پر بادشاہ سے عرض کرایا تھا کہ قلعہ رنتھنبور مجھے عطا ہو جاے۔ اور اوس قلعہ کے ملنے تک جانے مین دہیل کرتا تھا۔ بہت سے امرا کی مرضی ہوئی کہ قلعہ راجہ کو دیدیا جاے۔ مگر قمر الدین خان وزیر اور صفدر جنگ نے کہا کہ ایسا قلعہ نہ دینا چاہیے۔ اگر کبھی مخالفت ہو گئی تو راجپوتونکے ہاتھ سے اوس کا نکلنا مشکل ہوگا۔ ۱۸۔ محرم ۱۱۶۱ ہجری کو بادشاہ نے صفدر جنگ اور ذوالفقار جنگ اور معین الملک وغیرہ کو بہروان چڑھنے فتح پہنچ عنایت کر کے رخصت فرمایا۔ اور نوگھڑی دن چڑھے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے وزیر اعظم کے سر پر سرپیچ باندھا اور بادلہ کا طرہ اپنی دستار سے نکالکر

اونکی دستگیری کا دیا اور ابدالی سے جنگ کرنے کے لئے رخصت فرمایا۔ تاریخ احوال سلاطین متاخرین ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شجاع الدولہ صفدر جنگ کے ہمراہ نہیں گئے تھے بادشاہ کے حضور میں رہے تھے۔ شاہزادہ احمد تمام لشکر اور امرا کے ساتھ سرہند سے گذر کر دریائے ستلج کے کنارے ماچھی واڑی میں پہنچا اور احمد شاہ ابدالی لودہیانہ کی راہ بالا بالا داخل سرہند ہوا۔ اور ۱۳۔ ربیع الاول کو اس مقام کو لوٹ لیا۔ شاہزادہ یہ خبر سنکر ابدالی کے تدارک کے لئے اوسطرف کو روانہ ہوا۔ اور اپنی فوج کا پڑاؤ ڈالکر ابدالی کے لشکر کے خوف سے اپنی سپاہ کے گرد خندق کھدوائی۔ ۱۵۔ ربیع الاول سے ۱۸ تک لڑائی جاری رہی۔ کسیقدر رسد کی گاڑیاں اور بانونکے چھکڑے اور توپوں کی گاڑیاں شاہزادے کے لشکر سے پیچھے رہگئی تھیں اون پر ابدالی کے لشکریوں نے قبضہ کرلیا۔ ہندوستانی فوج اور بھیر بہت تھی۔ مگر افغانی فوج کے خوف سے خندق کے اندر محصور تھی۔ ۲۰۔ ربیع الاول کو اعتماد الدولہ قمرالدین خان اپنے خیمے میں چاشت کی نماز ادا کر رہے تھے کہ ابدالی کے لشکر میں سے ایک گولہ آکر اونکی لگا اور وہیں رہگئی ملک بقا ہوئی۔ راجہ البسری سنگھ وغیرہ راجپوت سردار جنکے ساتھ بیس بیس ہزار آدمی تھے وزیر کی مقتول ہوتے ہی بھاگ نکلے۔ صفدر جنگ اور معین الدین خان عرف میر منو ابن قمرالدین خان نے بیچ شاہزادے کے بانداری کی۔ ۲۸۔ ربیع الاول کو احمد شاہ ابدالی نے فوج ہند کے مورچے برہم کیا۔ معین الملک نے بڑی جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کرکے مخالف کے اکثر آدمیوں کو ملک عدم کو پہنچایا۔ مگر ہندوستانی بہت کثرت سے کام آئے۔ چونکہ افغانی فوج قریب آگئی تھی اسلئے قریب تھا کہ ہندوستانیونکو شکست عظیم ہو۔ صفدر جنگ نے یہ حال دیکھکر تھوڑی فوج شاہزادے کی کمک کے لئے روانہ کی۔ اور خود پیادہ پا ہوکر اپنی فوج کے رسالے اور بان اور جزائل اپنے سامنے کرکے معین الملک اور ابدالی کے درمیان میں حائل ہوگئے۔ اور بڑی دلاوری کے ساتھ لڑائی کی۔ اودھر تو ابدالی کی فوج معین الملک کی جنگ کا صدمہ اوٹھا چکی تھی کہ یکایک صفدر جنگ بہت سی فوج اور توپخانہ آتشبار کے ساتھ آگئے۔ اور اس گرما گرمی میں ہندوستانی توپخانہ کا ایک گولہ احمد شاہ ابدالی کے توپخانے میں جاکر گرا جس سے توپوں کی گاڑیوں میں آگ لگ گئی ہزاروں بان جلنے لگے۔ ابدالی کے بہت سے آدمی خاک برلوٹ گئے۔ اور اوسکی فوج کی ساری جوانمردی ختم ہوگئی۔ یہانتک کہ میدان جنگ سے قدم اوٹھ گئے۔ رات کو احمد شاہ نے کچھ پیام صفدر جنگ کے پاس بھیجے۔ اور صبح کو

میدان جنگ سے کوچ کر کیا محمد شاہ فتح و فیروزی اور وزیر کی جان نثاری اور صفدر جنگ کی جوانمردی اور کوشش کی خبر سنکر بہت مسرور ہوئے چونکہ بادشاہ کی طبیعت ان دنون علیل تھی اسلئے شاہزادی اور صفدر جنگ کو عجلت کے ساتھ اپنی پاس طلب کیا میان جنگ کے شاہزادہ مع صفدر جنگ کے روانہ ہوا محمد شاہ کا مرض دمبدم زیادہ ہوتا تھا اسلئے شاہزادے اور صفدر جنگ کی طلب مین متواتر رقعے صادر ہونے لگے۔ اور یہ لوگ جلدی روانہ ہونے ابھی پانی پت کے متصل پہنچے تھے کہ ۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۵ اپریل سنہ ۱۷۴۸ کو محمد شاہ نے انتقال کیا ۲۰ جمادی الاولی سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو صفدر جنگ نے مقام پانی پت مین چتر شاہی اور لوازم جلوس آراستہ کرکے بادشاہ کی نذر سے گذرانا۔ اور سلطنت شہنشاہ سلطان کی مبارکباد دی۔ اور آداب بجالائے۔ بادشاہ نے کہا کہ وزارت تمکو مبارک ہو[1]

صفدر جنگ کو دہلی کی وزارت ملنا

احمد شاہ اپنے باپ محمد شاہ کے جانشین ہوتے وہ احمد شاہ درانی کی قوت کی دہوم دہام ہونے سے ترسان اور لرزان رہتے تھے اور اونہون نے فیروز مندونکی لوٹ مار سے سلطنت کو حفظ و حراست مین رکھنے کیغرض سے وزارت کا عہدہ آصف جاہ کے سپرد کرنا چاہا۔ مگر جبکہ آصف جاہ نے انکار کردیا[2] اور صفدر جنگ کو لکھا کہ جو بہتر سمجھو کرو۔ جسکے بعد ہی اوسنے وفات پائی تو بادشاہ نے ناصر خنگ آصف جاہ کے جانشین کو اپنی امداد و اعانت کے واسطے اوس فوج سمیت بلایا جو اوسکی سعی و ہمت سے فراہم ہوسکتی تھی۔ مگر تھوڑے عرصے مین یہ بات دریافت ہوئی کہ احمد شاہ درانی اپنی قلمرو کے مغربی حصے مین مصروف و مشغول ہے۔ چنانچہ اس خبر کو سنکر احمد شاہ ہندوستانی کے اوسان درست ہوئے اور انتظام اپنی قلمرو کا اپنی مرضی کے موافق پورا کرنا چاہا۔ اور اب اوسکی مدد کی کچھہ ضرورت نرہی اسوقت جدید وزارت قایم کرنے کی تجویز درپیش ہوئی۔ صفدر جنگ کو خلعت وزارت کی بڑی خواہش تھی۔ اور طرح طرح کی کوششین اس کامیابی کے واسطے کر رہے تھے۔ نواب علی محمد خان روہیلے کو جو ابدالی کے حملے کے موقع پر دوبارہ روہیلکھنڈ کی حکومت پر قایم ہوگئے تھے ایک خط اونہون نے

---

[1] دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ [2] دیکھو فنسش صاحب کی تاریخ ۱۲

اس مضمون کا لکھا کہ احمد شاہ محمد شاہ کی جگہ تخت نشین ہوئے مگر اتنک عہدۂ وزارت کسی میر بادشاہی کے نام قرار نہیں پایا ہی بظاہر مدنظر بادشاہ کی میری طرف ہی - مگر امراے تورانی چاہتے ہین کہ خلعت وزارت انتظام الدولہ ابن اعتماد الدولہ قمرالدین خان کو مرحمت ہوا - اگر آپ بھی تشریف لاکر ہمارے شریک ہون تو ہم آپکی اعانت قمرالدین سے زیادہ کرینگے نواب علی محمد خان ان دنون محمد شاہ کے مرنے اور نئے بادشاہ کے مسند نشین ہونے کی وجہ سے جو چاہتے تھے کہ اپنی طرف سے کوئی آدمی دہلی کو بھیج کر کسی رکن سلطنت کی معرفت اپنے معاملے کی بخیگی بادشاہ کے حضور سے کرالین صفدر جنگ کی تحریر کو غنیمت سمجھکر اونکو اپنا طرفدار بنانا مناسب جانا مگر اس وقت نواب علی محمد خان کی یہ حالت تھی کہ مرض استسقا مین مبتلا تھے - وقت ساعت مین بھی بڑا خلل آگیا تھا دوسرے قوی بھی بیکار تھے اسلئے آپ تو جا نہ سکے حافظ رحمت خان کو ہزار سوار دیکر دہلی کو روانہ کیا حافظ صاحب دہلی کے قریب پہونچے تو صفدر جنگ نے جن کو بڑا انتظار تھا حافظ صاحب کے ورود کی خبر سنکر اپنے بیٹے شجاع الدولہ کو اسحاق خان کے ساتھ استقبال کو بھیجا یہ دونون سردار حافظ صاحب کو اپنے ہمراہ دہلی مین لے گئے اور اونکی دیرے شیر جنگ کے باغین نصب کرائی صفدر جنگ نے تمام لشکر کے لئے ضیافت بھیجی - دوسرے دن صبحکو صفدر جنگ نے حافظ صاحب کو اپنی ملاقات کے لئے بلایا اور بہت تعظیم و تکریم کی گلے سے لگایا اور تخلیہ کرکے تورانیون کی مخالفت اور ایرانیونکی موافقت کی ساری داستان بیان کی - حافظ صاحب نے صفدر جنگ سے کہا کہ مین آپکی مرضی کا تابع ہون آپ جو حکم دینگے اوسکی تعمیل کرونگا - اور اپنی قیامگاہ کو لوٹ آئے اور روزانہ حافظ صاحب صفدر جنگ کی ملاقات کو جانے لگے - کئی دن کے بعد صفدر جنگ نے حافظ صاحب کو طلب کرکے کہا کہ کل مین خلعت حاصل کرنے کے لئے قلعہ کو جاؤنگا - پانچ ہزار تورانی انتظام الدولہ کے ہمراہ میرے روکنے کی کوشش کے لئے قلعہ کے دروازے پر کھڑے ہونگے - اور یہ چاہینگے کہ مجھپر سبقت کرکے انتظام الدولہ کو خلعت دلوادین اسلئے کل صبح آپ اپنے سوارون کو ساتھ لیکر میرے پاس آجائین - چنانچہ دوسرے دن صبح کو کہ رجب کی چوتھی تاریخ اور دوشنبہ کا دن تھا حافظ صاحب تیاری کرکے صفدر جنگ کے دروازے پر پہنچے صفدر جنگ قبل سے اپنی فوج کو تیار کرکے حافظ صاحب کے منتظر تھے اونکے پہنچتے ہی نہایت تزک و شان کے ساتھ قلعہ کو روانہ ہوئے - تورانی قبل سے پانچ چھ ہزار کے قریب جمع ہوکر چاہتے تھے کہ قلعہ مین گھس جائین - مگر جاوید خان قلعہ دار نے جو صفدر جنگ کا طرفدار تھا

اونکو قلعہ کی اندر داخل نہین ہونے دیا کہ اتنی مین صفدر جنگ کی سواری جا پہنچی .....
..... تورانی صفدر جنگ کی جمعیت دیکھکر دم بخود ہوگئے اور کچھ نہ بولے صفدر جنگ قلعہ
کے دروازہ پر پہنچے اور ہم باقی المخاطب بہ قدسیہ بیگم والدہ بادشاہ کے حکم سے جاوید خان قلعہ
کا دروازہ کھولدیا اور صفدر جنگ کو تھوڑے سے خدمتگارون کے ساتھ قلعہ مین لے لیا حافظ
رحمت دروازہ پر تورانیون کے مقابلہ کے لئے کھڑے رہے - بادشاہ نے صفدر جنگ کو خلعت
سہت پارچہ مع چارقب وزارت اور قلمدان مرصع اور دوسرے جواہر کے دیا اور حمایۃ الملک[1]
مدار المہام وزیر الممالک برہان الملک ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ سپہ سالار خطاب عطا
کیا اور منصب ہشت ہزاری ذات اور ہشت ہزار سوار کا دیا تھوڑی دیر کے بعد صفدر جنگ خلعت
وزارت ہندوستان پہن کر قلعہ سے نکلے - اور اوس جمعیت کے ساتھ اپنی حویلی کو چلے آئے تیسرے
روز صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان کو احمد شاہ کے دربار مین پیش کرکے خلعت اور نوبت
اور خطاب حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ دلایا پھر باہم دوستی کا عہد و پیمان کرکے
اپنی طرف سے خلعت گھوڑا ہاتھی حافظ صاحب کو دیکر رخصت کیا اور نواب علی محمد خان کے
لئے تمام روہیلکھنڈ کی حکومت کی منظوری کا حکم بھی سلطنت کی طرف سے جاری کرا دیا -
میر آتشی کا خلعت صفدر جنگ پر بحال رہا - اور تھوڑے دنون کے بعد اونکی استدعا کے
موجب میر آتشی کی نیابت کا خلعت اونکے بیٹے شجاع الدولہ کو بادشاہ نے دیا

صفدر جنگ کی ہلاکت کے لئے سازش ہونا اور اون کا اس حادثہ سے صحیح و سالم رہنا صفدر جنگ کا بادشاہ سے روٹھ جانا بادشاہ کا اون کے منانے کے لئے اونکی حویلی پر جانا - اکبر آباد و ملتان اور اجمیر و الہ آباد کی حکومت کا انتظام

سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین ایک عجب سانحہ واقع ہوا - وہ یہ کہ نواب صفدر جنگ عید اضحی کے دن عیدگاہ سے لوٹکر گھر کی طرف آرہے تھے کہ پاس جمعیت

[1] دیکھو سیر المتاخرین بالفعل تواریخ اور تاریخ مظفری مین جملۃ الملک کی جگہ بغلط عمدۃ الملک ہے [2] مرات آفتاب نما مین لکھا ہے
در جہتہ کہ تلمو مشہور ست عرض راہ یکسر بقید چہر باے دست راست آمش گرفتہ بان و گولہ و نمچہ و تفنگ ابی آخرہ
اور اخوال سلاطین متاخرین ہند مین یون لکھا ہے - درانناے راہ جہتہ تلمو یکبارگی آواز بان و طپانچہ و تبدوق بیاد و گی بہا
افتاد ند آتش رخت اور تاریخ مظفری مین ہے - در کلبہ ساباط تلمو قرب قلعہ بادشاہی از زمین بر بلندی عماری فیل چون
است صفدر جنگ محاذی کلبہ مذکور آمد آتش دادند - ساباط سین مہملہ مفتوح الف ساکن اور باے موحدہ مفتوح اور

مین جونکھو کی نام سے مشہور ہی جسقدر سررا ہ مکانات پر تھے اونکو آگ لگ گئی اور اوس آگ مین بان اور گولے چلنے لگے صفدر جنگ کی سواری کا گھوڑا اور دو تین خدمتگار اونکی صدمے سے مرگئے اور صفدر جنگ گھوڑے سے گر پڑے۔ مگر کوئی صدمہ نہ پہونچا۔ بعد اس کے صفدر جنگ بڑی احتیاط کے ساتھ سوار ہوتے۔ بہت سی تحقیقات کی اس سانحہ کے متعلق کوئی راز نہ کھلا۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ اس واردات کا گمان انتظام الدولہ خلف کلان قمر الدین خان کی طرف پیدا ہوا اور وہ بھی چند روز کے بعد اس مظنہ کے رفع کرنے کے لئے وزیر کے گھر پر معذرت کو آیا گو ظاہر مین صفائی ہوگئی۔ مگر طرفین کے دل صاف نہوے۔ اور مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہی کہ صفدر جنگ کے دل مین بادشاہ کیطرف سے کدورت پیدا ہوگئی۔ اور تین مہینے تک بادشاہ کے مجرے کو نہ گئے۔ بادشاہ نے مصلحت اسی مین سمجھی کہ صفدر جنگ کے مکان کو خود تشریف لیگئے۔ اور ہر طرح سے مطمئن کر دیا۔ مگر چونکہ جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ کے مزاجمین بہت دخل حاصل ہوگیا تھا۔ بادشاہ نے اوس نواب بہادر خطاب دیا تھا۔ بادشاہ کے تمام احکام اوسکی مرضی کے موافق صادر ہوتے تھے۔ اسلئے صفدر جنگ کے دل مین کدورت جگہ کئے رہی۔ تاریخ مظفری مین بیان کیا ہی کہ صفدر جنگ کے مخلع ہونے کے چند روز بعد پنجشنبہ ۱۴۔ رجب ۱۱۶۱ ہجری کو اکبر آباد اور الہ کی صوبہ داری کا خلعت سمیت صلابت خان بہادر ذوالفقار جنگ خلف سادات فرخ سیری کو مرحمت ہوا۔ اور روز چہارشنبہ ۲۰۔ رجب کو صوبہ داری اجمیر کا خلعت اور اودہ کی صوبہ داری کی مستقل کا فرمان اور عنایت نامہ اور تشبیح خانے کی داروغگی علاوہ پہلی عطیات کے صفدر جنگ کو بادشاہ نے عطا کی۔ مگر پھر یہ تجویز قرار پائی کہ صوبہ اجمیر جو صفدر جنگ کو مرحمت ہوا تھا۔ صوبہ الہ آباد سے جو ذوالفقار جنگ سے متعلق تھا تبدیل ہوا۔ کیونکہ الہ آباد کو اودہ سے قرب تھا۔ پس اودہ اور الہ آباد صفدر جنگ کے پاس رہی۔ اور اجمیر اور اکبر آباد امیر الامرا ذوالفقار جنگ کو مل گئے[1] تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہے کہ بادشاہ نے اپنے جلوس سے دوسرے سال صفدر جنگ کے مشورے سے شاہ نواز خان پسر دوم عزالدولہ ذکریا خان کو صوبہ داری ملتان کا خلعت دیا۔ کیونکہ معین الملک سے صفدر جنگ کو ملال تھا۔ شاہنواز خان

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

پندرہ سولہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے لاہور کیطرف گیا۔ ملتان کے متصل معین الملک کے نائب کوڑا مل کے ہاتھ سے شکست پائی اور مارا گیا۔

صفدر جنگ کا نواب قایم خان بنگش والی فرخ آباد کو روہیلون سے لڑا دینا قایم خان کا مارا جانا صفدر جنگ کا ریاست فرخ آباد کو ضبط کر لینا۔ اور خاندان بنگش کی بربادی و ہزیمت مین فریب اور حیلے کام مین لانا

صفدر جنگ خاندان بنگش کے دشمن جانی تھے اونہون نے ایک فرمان قایم خان کی طلبی مین جاری کروایا قایم خان نے بادشاہ کو جواب بھیجا کہ فدوی خاکسار صفدر جنگ پر اعتماد نہین رکھتا ہے وہ اسکی خاندان کے دشمن ہین۔ اس جواب سے بادشاہ اور وزیر دونون سخت ناراض ہوے۔ وزیر نے جاوید خان سے صلاح پوچھی کہ اب اس کا انتقام کیونکر لینا چاہیے اوس وقت صفدر جنگ کو یہ سوجھا کہ قایم خانکو روہیلون سے لڑا دو وہ نوتین سے جس کو شکست ہوگی اوسمین اپنا مطلب نکلتا رہیگا کیونکہ نواب صفدر جنگ روہیلون سے بھی دلی عداوت رکھتے تھے اور اپنے ملک کے قریب اون کا جما ہونا اون کو پسند نہ تھا۔ قمرالدین خان وزیر اعظم اور نواب علی محمد خان جب تک رہے صفدر جنگ اپنی دل کا بخار روہیلون سے نہ نکال سکے جبکہ ۳ شوال سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق ۴ ستمبر سنہ ۱۷۴۹ء کو نواب علی محمد خان کا آنولے مین مرض استسقا سے نہ مرض سرطان سے جیسا کہ سیر المتاخرین مین ہے انتقال ہوگیا تو صفدر جنگ کی رای سے روہیلکھنڈ کی گورنری کا فرمان قایم خان کے نام اس مضمون کا لیا ہوا کہ ایک بڑا کام تمھارے ذمہ کیا گیا ہے یعنی بہت سے محال بریلی و مراد آباد کے جو محمد شاہ کے زمانے مین تمھاری مدد سے حاصل ہوے تھے اونہیں دوبارہ سعد اللہ خان ولد علی محمد خان روہیلہ نے قبضہ کرلیا ہے لہذا یہ ملک تمھارے حوالے کیا جاتا ہے۔ اور حکم دیا جاتا ہے کہ جاکر اوسپر قبضہ کرلو۔ یہ فرمان شیر جنگ ولد سیادت خان برادر کلان برہان الملک سعادت کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔ شیر جنگ فرخ آباد کی

---

۱۲ تکملہ ذکر ملوک مؤلفہ حاجی محمد رفیع الدین خان مرادآبادی

قریب پہنچا اور دو کوس کے فاصلے پر بھیرا قایم خان نے بڑے تزک و احتشام سے استقبال کیا فرمان
اوسکو پڑھکر سنایا گیا۔ قایم خان اداب بجا لایا اور خلعت سرفرازی کو زیب تن کیا بعد ازان قلعہ
کو واپس آیا یہان شرفا اور عہدہ دارون نے آکر نذرین گذرانین اور مبارکبادی قایم خان کا
ملک روہیلکھنڈ سے بالکل ملا ہوا تھا اسواسطے اوسکے اور روہیلون کے درمیان بہت موافقت
تھی۔ روہیلے نواب قایم خانکی طرف سے جملے کی بصورت دیکھکر خوفزدہ ہوئے۔ اور اس بلا کے
ٹالنے کے لئے اونہون نے ایک عرضداشت نواب علی محمد خان کی بیوہ کیجانب سے نواب قایم خان
کی خدمت مین بھیجی اور عرض کرایا کہ ہم ایک رقم معقول نذر کرینگے اور جتنے پرگنے دریاے گنگا کے
کناری پر واقع ہین چھوڑ دینگے اور ارواح حضرت رسول مقبول و حضرت عترت اعظم کو شفیع بنایا
مگر نواب نے بخشی محمود خان کے بہکانے سے صلح نامنظور کی اور روہیلون کی سفارت ناکامی کے
ساتھ آنولے کو واپس آئی روہیلے فوراً اپنی فوج جمع کرکے جسمین پچیس ہزار آدمی سے کم اور چالیس
ہزار آدمی سے زیادہ نہین بتاتے ہین ڈوری رسولپور کے باغات مین جو بدایون سے چار میل جنوب
و شرق مین ہے خیمہ زن ہوئے نواب قایم خان پچاس ساٹھ ہزار سپاہ اور بڑے توپخانے کے
ساتھ فرخ آباد سے آگے بڑھا اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا دریاے گنگا کے کناری قادرگنج مین
پہونچا اور یہان کشتیونکے پل کے ذریعے سے گنگا کو عبور کرکے ضلع بدایون مین داخل ہوا۔ روہیلون نے
راہ فرار مسدود دیکھکر اپنی خیمون کے گرد خندق کھودنی شروع کی۔ نواب قایم خان نے ۱۵ ماہ
ذی الحجہ ۱۱۷۶ ہجری کو علی الصباح حکم جنگ کا دیا اور خود لباس رزم پہن کر مع اپنی سپاہیون
اور خاص سردارون اور رشتہ دارون اور اون راجپوتون کے جو کمک کو آئے تھے ہاتھی پر سوار ہوا۔
روہیلون کیطرف سے بھی فوج مقابلے کو تیار ہوئی۔ اور بہت بڑے کشت و خون کے بعد قریب ڈیڑھ پہر
دن چڑھے قایم خان مارا گیا۔ اور اوسکی باقی ماندہ سردار کچھ زخمی اور خستہ و خراب و پاپیادے بھاگے
اور روہیلون نے قایم خان کے کیمپ پر قبضہ کرلیا اور قایم خانکی لاش کو تلاش کرکے پالکی مین
رکھوا کر چند معتمدون کے ساتھ فرخ آباد کو میدان جنگ سے روانہ کیا لڑائی سے تیسرے
روز وہ لاش فرخ آباد پہنچی۔ اور اوسکی باپ محمد خان کے پہلو مین دفن ہوئی قایم خان کی تجہیز
و تکفین کے بعد مالیہ بیگم عرف بی بی صاحبہ والدہ قایم خان نے نواب محمد خان کے گیارہ برس
بیٹے امام خان کو قایم خان کی جانشینی کے لئے نامزد کیا جب قایم خانکی شکست و موت
کی خبر دہلی مین پہنچی اکثرون کو سخت صدمہ ہوا۔ سوای ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے کہ

وہ اس خبر سے نہایت شاد ہوئی اور خوب ہنسی اور کلمات ہزل آمیز زبان پر لائی۔ کیونکہ صفدر جنگ قایم خان سے ابتدا سے عداوت رکھتے تھے۔ اور وجہ عداوت کی یہ تھی کہ جب قایم خان محمد شاہ کی ملازمت کو جاتا تو دیوان عام میں گھوڑے پر سوار ہو کر آتا تھا۔ حالانکہ ہندوستان کا قاعدہ تھا کہ وزیر اور بخشی اور تمام امرا القدمخانے کے دروازے سے پیادہ پا دیوان عام میں داخل ہوا کرتے تھے محمد شاہ نے قایم خان کو یہ خاص اعزاز عطا کیا تھا جبکہ صفدر جنگ ابھی بڑے مطلب یعنی روہیلوں کی شکست سے مایوس ہوئے تو اونہوں نے اپنی بدبختی کے نقصان کو یوں پورا کیا کہ قایم خان مقتول کے ملک پر قبض و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور بادشاہ کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود بدولت بنفس نفیس فرخ آباد کیطرف نہضت فرمائیں تاکہ بقیہ سرداران بنگش کو کوئی عذر باقی نہ رہے اور سب مطیع ہو جائیں۔ اور اگر کوئی بندگی سے انحراف یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اوسکا بھی انجام موجو قایم خان کا ہوا وہ سب بہکا دئے جائینگے اور اونکی بنیاد ملک سے مستاصل کر دیجائیگی بادشاہ چونکہ وزیر کا بندہ ہو رہا تھا جو تدابیر وزیر نے پیش کیں سب پر بے تامل راضی ہو گئے اور سلخ ذی الحجہ ۱۱۶۳ھ ہجری مطابق نومبر ۱۷۵۰ء پنجشنبہ کو احمد شاہ دہلی سے روانہ ہو کر کوئل پہنچے اور صفدر جنگ نے بادشاہ کو اس مقام پر جہوڑا جو ہالسی دہلی کہلاتا ہے اور خود تہانہ دریا گنج کیطرف بڑھے۔ یہ تہانہ برگنہ اعظم نگر ضلع الہ آباد میں فرخ آباد سے ۵۳ میل کے فاصلے پر گوشہ شمال و مغرب میں واقع ہے وزیر کے ہمراہ چالیس ہزار ابرانی سپاہ تھے۔ اور یہ سب اونکی قرابت دار ون مرزا نصیر الدین حیدر و نواب شیر جنگ و نواب اسحاق خان وغیرہ کے زیر حکم تھے۔ باوجود اسکے وزیر نے راجہ نول رای کو یہ حکم بہیجا کہ تم فی الفور آکے میرے شریک ہو نولرای نے صوبہ اودھ کو چہوڑ کر فرخ آباد کی طرف کوچ کیا۔ ۱۶ محرم ۱۱۶۳ھ ہجری مطابق ۱۵ دسمبر ۱۷۴۹ء کو مع رام لہران کے جو دس ہزار جوانون کے ساتھ اوس سے آن ملا تھا دریا گنگا کو عبور کیا اور دوسرے روز کالی ندی کے کنارے کیطرف جو اوس مقام سے چار پانچ کوس کے فاصلے پر واقع ہے روانہ ہوا۔ اسکے دوسرے دن نولرای اور تہانہ اللہ ایک گہاٹ سے ندی کے پار ہو کر پیادہ کہڑے ہوئے۔ اور اپنے سپاہیونکو ہمت دلانے لگے کہ خوب قدم جما کر لڑنا اور بڑی بہادری سے مقابلہ کرنا۔ ندی اوسوقت بڑے جوش و خروش سے جا رہی تہی۔ پانی بہ شدت بہتا تہا

---

۱۲ دیکھو فرح بخش ۱۲ دیکھو تاریخ ہندوستان مولفہ الفنسٹن صاحب

اور ہوائے شمال خوب سردی پڑنا شروع ہی تھی - اور رسد کی نہایت قلت تھی - غلہ زعفران کے بہاؤ تھا ایک من کبڑون اور اسباب کے خشک کرنے مین گندا - بعد اس کے فوجنے خدا گنج کی طرف تین کوس کا کوچ کیا - یہان افغان مع فوج لشکر اوی ۲۹ ہزار و توپخانہ کے مقیم تھے نولرای کی فوج نے ڈیڑھ کوس کا اور کوچ کیا - اور فی الفور جنگ کی تیاری ہونے لگی - میر محمد صدیق اور راجہ برہتی پت پیش لشکر پر متعین تھے - قلب لشکر خود نولرای کے زیر حکم تھا - میر نظام الدین خان کے تحت مین اور ہمینہ رام نواب کے حکم مین تھا - کل لشکر مین پچیس ہزار سوار تھی اور ایک سو ہاتھی اور متعلقین لشکر کا کچھ شمار ہی نہ تھا - خیمے پانچ چھ کوس کے میدان مین استادہ تھی - بلکہ جہانتک نظر جاتی تھی خیمے ہی دکھلائی دیتے تھے - شرایط عہد و پیمان باہم شروع ہوتے اور پٹھان فرخ آباد کو واپس گئی ۲۲ - محرم ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۲ - دسمبر ۱۷۴۹ء کو نول رای خدا گنج کو پہونچا - یہ وقت یہ مشہور ہوا کہ نواب وزیر کانپور لین پہونچ گئے ہین - اور فرخ آباد کا محاصرہ کرنے کی تفتگو ہو رہی ہے اب یہان فرخ آباد کے حالات مذکور ہوتے ہین اگرچہ قایم خان کے چھوٹے بھائی - اور بہت سے کارآزمودہ چیلے زندہ موجود تھے - مگر ابتدا مین کوئی تیاری نہ کی گئی - مگر آخر مہابت جنگ شیر خان کی کوشش سے کچھ آدمی فراہم ہوتے اور کالی ندی کے کنارے متصل خدا گنج شہر سے ۱۷ میل کے فاصلے پر سمت جنوب و مشرق متعین کئے گئے تاکہ نولرای کو بڑھنے سے باز رکھین بقیم خان نام چیلہ شمس آباد کا عامل مقرر ہو کر دوسری سمت بھیجا گیا - داود خان سعادت اللہ خان اسلام خان اور دوسرے چیلے سب روز شہر کے گرد گشت کرتے تھے - اور بی بی صاحبہ اور امام خان درگاہ باریتعالے مین دست بدعا رہتے تھے کہ بارخدایا ایسا ہو کہ بادشاہ بد اندیش وزیر کی صلاح پر عمل کرکے ہمارا مقصد کرے - اور محمد خان بنگش عضنفر جنگ کا ملک ہماری خاندان سے ہمیشہ ہوے ازراہ پیش بینی بطور تقدم بالحفظ ایک تحریر دوستانہ اس مضمون کی ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے نام نہایت عجز و انکسار کے ساتھ روانہ کی کہ زمانہ سابق مین یہ قاعدہ تھا کہ اگر کوئی امیر میدان جنگ مین مارا جاتا تھا تو اوس کے خزاین ضبط ہو جایا کرتے تھے - مگر اوس کے مراتب بدستور اوسکی اولاد پر برقرار رکھی جاتے تھے - لہذا مراحم خسروانہ سے امید کیجاتی ہے کہ عرض زن بیوہ کی درجۂ اجابت کو پہونچے اور ایک فرمان مشعر بعفو جرایم سابقہ و عطاے ریاست امام خان مرحمت ہو - وزیر نے اپنے لشکرگاہ مقام دریاگنج سے یہ جواب بھیجا کہ مین قبل ازین ایک عرضداشت بھیجکر گذارش خدمت سلطانی مین پیش کر چکا ہون - اور جہان پناہ

نے بفضل نامتناہی ایک فرمان بھی بسبب عطاے ریاست بنام امام خان مرزبان بدستخط خاص
عنایت فرمایا ہی وہ مین اپنے ساتھ لایا ہون اوس زمانے مین یہ دستور معین تہا کہ جس کسی کو ایسی
غرض پیش آتی وزیر کے قیامگاہ مین بذات خود حاضر ہوتا اور ایک رقم کثیر نذرانہ کی پیش کرتا۔
وزیر کو کل اختیار حاصل ہی تھا فوراً فرمان شاہی اوس کے ذریعہ سے حاصل ہو جاتا بلکہ خلعت سرفرازی
بھی ملتے تھے اور مراتب نوابی بحال ہو جاتے تھے صرف اوسوقت حسب مذکورہ بالا اپنی تعین
مطیع سرکار ظاہر کرنے کی شرط تہی۔ خیر یہ اوسوقت کا قاعدہ تھا جو مذکور ہوا۔ وزیر کے حق مین
اور بھی کمزور خوشامد کے الفاظ تھے یعنی اونہون نے تحریر کیا کہ قایم خان کی وفات سے مجھکو کمال
صدمہ ہوا۔ مین اوس کو اپنا برادر حقیقی سمجھتا تھا۔ اب گویا میرا دہنا بازو لوٹ گیا۔ لیکن اگر
فضل الہی شامل حال ہی تو مین روہیلون کا نام و نشان ملک ہندوستان مین باقی نرکہونگا
بی بی صاحبہ نے اونکی تحریر کو راست تصور کرکے اوراون کے مواعید قریبی پر بھروسہ کرکے اونکی
لشکرگاہ مین جانے کی تیاری شروع کی اور ایک شتر سوار شیر خان و جعفر خان کو حذا گنج سے
واپس لانے کے واسطے دوڑایا یہان یہ دونون نوازاے کو روکے ہوے تھے۔ ان دونون کو یہ
بھی حکم بھیجا کہ نول راے سے بھی حتی المقدور اس باب مین کچھ قول و قرار ضرور کرنا چاہیے
کیونکہ یہ شخص وزیر کے مزاج مین بہت دخیل ہے۔ یہان نوازاے نے دیکھا کہ بے جنگ و جدل
راستہ پانا بہت مشکل ہی فوراً اوس نے ایک تحریر اس مضمون کی شمشیر خان اور جعفر خان
کے پاس بھیجی کہ مین غضنفر جنگ کے خاندان کا ہوا خواہ ہون۔ اور حسبوقت مین وزیر کے پاس
پہنچونگا تا مقدور تمہاری بہت کچھ سفارش کرونگا۔ اور تمہاری منشاے دلی کے حصول مین
کوئی دقت واقع نہوگی۔ اون چیلون نے اپنی صداقت شعاری کے سبب سے اوسکی سخنان فریب
آمیز کو بھی سچ جانا۔ اور چونکہ اوس وقت اونکو یہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکرگاہ
مین جانے کا مقدور رکہتی ہین۔ لہذا اور بھی اوس کے اقرار و پر بھروسہ کیا۔ اور فی الفور حذا گنج سے
کوچ کرکے فرخ آباد کو واپس گئے۔ اونکے پہنچتے ہی بی بی صاحبہ نے مع اپنے چیلون کے
وزیر کے لشکرگاہ کیطرف کوچ کیا۔ حسبوقت موضع مین پہنچین سب پچھان خدمت مین حاضر ہوے
اور حسبوقت وہانسے روانہ ہوئین سب برسبیل جلو مین اونکے ساتھ ہوے۔ جب وزیر کے لشکرگاہ
کے قریب پہونچین سب پچھان سرداروں نے وہان مقام کیا۔ وزیر نے حسبدم بی بی صاحبہ
کے آنے کی خبر سنی شیر جنگ کو استقبال کے واسطے بھیجا۔ حسبوقت شیر جنگ

قریب پہنچا اپنے ہاتھی سے اوترکر باادب کھڑا ہوا اور آنکھون مین آنسو بھرلایا اور قایم خان کے قتل پر بڑا افسوس ظاہر کیا وہ خوب دیا اسوجہ سی کہ وہ دونون ایک طور سی بھائی ہوتے تھے - کیونکہ اونھون نے باہم بکری بدی تھی - بی بی صاحبہ نے کہا کہ مین تم کو بجاے قایم خان کے سمجھتی ہون اس مصیبت کے وقت میرے کام آؤ - اوس نے جواب دیا مین بسر وچشم حاضر ہون - جان تک دریغ نہ کرون گا - بعد اس گفتگو کے بی بی صاحبہ وزیر کے قریب اپنی فرودگاہ کی طرف گیین اب متوسط شیر خنگ شرائط عہد و پیمان شروع ہوے - تہوڑی دیر بعد نول راے وہان پہنچا - جب وہ وزیر کے روبرو حاضر ہوا اوسنے اون قول و قرار پر بہان بالکل عمل نہ کیا جو اوس نے خدانگنج مین کیے تھے بلکہ جو کچھہ وہان وعدہ کرآیا تھا بہان بالکل اوسکے خلاف گفتگو کی - اور بجز برائی کے ایک بات بھی خاندان نظام شاہ کے حق مین بھلائی کی مُنہ سے نہ نکالی - چونکہ اسکو بمقابلے اور نوکرون کے وزیر کے مزاج مین زیادہ رسوخ تھا - پس جو کچھہ برائی اوس نے بیان کی وزیر نے تسلیم کرلی اوسوقت شیر خنگ سے کچھہ کام نرہا اور معاملہ نولراے کے توسط سی شروع ہوا - اوسنی شیر خان اور جعفر خان اور اور لوگون کو بلایا اور اونسی کہا کہ ملک و معافی کی گفتگو شروع ہونے سے قبل ایک کرور روپیہ داخل خزانہ شاہی ہونا چاہیے - بعد تہوڑی بحث کے شیر خان و جعفر خان نے علحدہ جاکر باہم کچھہ مشورہ کیا - اور آکر نول راے سی کہا کہ ہم تیس لاکھہ روپیہ دینے کا اقرار کرتے ہین - اس مین سے نولاکھہ نقد اور کچھہ اسباب کی قسم سے حاضر کرتے ہین - اور باقی اکیس لاکھہ تین سال کی مدت مین ادا کرینگی مگر شرط یہ ہی کہ فرمان شاہی بعطاے حقوق نواب سابق و خلعت سرفرازی حاصل ہونا چاہیے - راے مذکور وہان سی یہ کہتا ہوا اوٹھا کہ جو کچھہ تم کہتے ہو ویسا ہی ہو - مین وزیر کو اطلاع کیے دیتا ہون اور جو کچھہ حکم ہوگا آج شام کو اوس سی مین مطلع کرونگا - یہ کہکر وزیر کے پاس گیا - اوکل ماجرا بیان کیا اونھون نے باہم صلاح و مشورہ کرکے ناظر یعقوب خان کو بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا - جسوقت بی بی صاحبہ کی نظر یعقوب خان پر پڑی اونکو اپنا چیلہ یعقوب خان و خان بہادر یاد آیا - اور اوس کو یاد کرکے خوب روین - ناظر نے یعقوب خان و خان بہادر مرحوم کی یاد پر بی بی صاحبہ کو بہت تسلی دی - بعدازان جس پیغام کے واسطے آیا تہا اوس کا مذکور شروع کیا - کہا وزیر نے فرمایا ہی کہ مین آپ کو اپنی ماں کی برابر چاہتا ہون غضنفر خنگ اور قایم خان بڑے رتبے کے امیر تھے - اور ضرور ہی کہ اونکی جانشینونکو بھی وہی مرتبہ حاصل رہی - بالفعل خزانہ شاہی مین ایک کرور روپیہ داخل کرنا چاہیے -

بی بی حجیان نے بے سمجھے بوجھے اور بغیر بی بی صاحبہ سے مشورہ کئے کہدیا کہ بی بی صاحبہ اس عالم مجبوری مین کیا کرین نصف کرور یعنی پچاس لاکھ روپیہ دینگی - ناظر نے تب ایک سادہ کاغذ مسجل بہ مہر بی بی صاحبہ سے طلب کیا - اور بی بی صاحبہ نے اس امر کی اطلاع بہی شمشیر خان اور جعفر خان کو نہ کی - اور کاغذ مہر کرکے ناظر کے حوالہ کردیا - ناظر کاغذ وزیر کے پاس لے گیا - اور وزیر نے ساٹھ لاکھ روپیہ کا اقرار نامہ لکھدیا - اور بی بی صاحبہ سے کہا کہ فرخ آباد جاؤ اور ناظر یعقوب خان و جگل کشور کو روپیہ لانے کے لئے ساتھ کردیا - نوال رای نے شمشیر خان و جعفر خان کو طلب کیا اور اُنسے کہا کہ بی بی صاحبہ نے خود اپنی زبان سے ساٹھ لاکھ روپیہ دینے کا اقرار کیا ہے - چنانچہ یہ رقم خزانہ شاہی مین داخل کرینگی - تم جواب دہو - اس کے عوض نقب اور معافی محصول کا وعدہ کیا گیا ہے - شمشیر خان اور جعفر خان بی بی صاحبہ کے پاس گئے اور شکایت کی کہ ہمنے نو تیس لاکھ روپیہ پر تصفیہ کرلیا تہا - آپنے ساٹھ لاکھ کا اقرار کیون لکھدیا - بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ اس مین اصلاح امر مقصود نہین ہی - جو کچھ کہا بی بی حجیان نے کیا - خود کردہ علاج نیست - ناچار بی بی صاحبہ بہراہی ناظر یعقوب خان و جوگل کشور فرخ آباد کی طرف روانہ ہوئین - وہان پہنچکر جو کچھ از قسم نقد و جواہر - ہاتھی گھوڑے اسباب خانہ داری - باورچی خانہ کے برتن وغیرہ ہاتھ لگا سب وزیر کے مختار و منجی حوالے کیا - وہان خواجہ سراؤن نے ہر چیز کو جانچا - اور ہر شے کی نصف قیمت لگائی اور جو قیمت اس طور سے مشخص ہوئی اوس مین سے پچاس ہزار منہا کرلیا - یہ سب اسباب ۔۔۔ لاکھ کا ٹھیرا - تب مختارن نے باقی ۔۔۔ لاکھ کا شمشیر خان و جعفر خان سے مطالبہ کیا - مگر اونہون نے یہی جواب دیا کہ تین سال مین ادا کرینگے - ناظر نے کہا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکر گاہ کو چلین جو کچھ سفارش وغیرہ ہونا ہوگی وہین ہو جائیگی - دوسرے روز بی بی صاحبہ مع بیٹون اور چیلون کے وزیر کے لشکر گاہ کیطرف روانہ ہوئین - جب منزلون بہوچتین پٹھان استقبال کو آئے اور وہان سے انکی جلو مین ہمراہ ہوئے - جب وزیر کے لشکر کا قریب پہنچین وہان اپنا پڑاؤ قایم کیا - دوسرے روز نوال رائے نے شمشیر خان - اور دوسرے چیلون کو بلا بھیجا - اور باقی رقم کا مطالبہ کیا - اور تمام دن جنگی چہڑی باتون مین گذرا - اور شام تک وہ اس امید مین بیٹھے رہے کہ تصفیہ سب دلخواہ ہوجائیگا - اب نوال رای بذریعہ ہرکارے کے اول اطلاع بہیجکر وزیر کے پاس گیا - اور کل حال بیان کیا - وہ

دس بارہ ہزار سوارونکے ساتھ رہتے تھے - یہ جاسوسی یا قاصدی کے کام پر متعین تھے
چیلونکے مذکورمین وزیر سے نولرای نے یہ بھی ظاہر کردیا کہ بی بی صاحب کے ساتھ ایک
انبوہ پٹھانون کا آیا ہے - اوسوقت چیلون سے کہلا بھیجا کہ آج رات تم یہین رہو تمہارا معاملہ کل پر
ملتوی کیا گیا ہے - اور نول رای نے اس احتمال سے بنظر احتیاط کہ شاید پٹھانون بمقابلہ مین آوین
بی بی صاحبہ کے خیمے کے روبرو چند توپین زنبورون سے جکڑی ہوئین تمام رات قایم رکھین رات کی
تاریکی بیان سے باہر ہے - اب بی بی صاحبہ سے یہ دریافت کرو بھیجا کہ آپ بغرض تصفیہ مقدمہ آئی
آئی ہین یا بقصد جنگ اگر بہ ارادہ صلح آئی ہین تو ان مسلح افغانون کو جو آپکے ہمراہ آئی ہین اپنے
مکانون کو واپس بھیجدیجئے - بی بی صاحبہ نے ہر ایک بتن کے سردار کو بلاکر حکم دیا کہ سب تم لوگ واپس
جاؤ - پٹھانون نے عرض کیا کہ ہم ملازم مورونی ہین ہمسے نہین ہوسکتا کہ آپکو اسصورت سے دشمن کے
قابو مین چھوڑجائین کیونکہ تنہا چھوڑنے مین ہمین خوف ہے کہ کہین اسسبب آپکو نہ پہونچے بی بی صاحبہ
نے جواب دیا کہ کوئی عاقل رقم کثیر دینے پر رضامند ہونے کے بعد پھر الجھاؤ مین پڑنا پسند نکریگا
تب پٹھانون نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کے عزم مین ہماری عرض کارگر نہوگی لاچار تو کو واپس گئے
اور باغات مین بغرض حفظ اپنی جائداد و خاندان کے قیام کیا اور یہان شب و روز مسلح کھڑے
رہتے تھے - شمشیر خان اور دوسرے چار چیلون کو زیر حراست رکھنے کا حکم دیکر وزیر نے مشرق
کی جانب کوچ کیا - جب یہ خبر فرخ آباد کے پٹھانون کو پہونچی کہ پانچ چیلے گرفتار ہوگئے ہین اور
وزیر مشرق کیطرف بڑھتے آتے ہین سب شہر کو چھوڑکر مع متعلقین تو کو اوٹھہ گئے - اور
ایک متنفس بھی شہر مین باقی نرہا جب وزیر مع لشکر تو کے قریب پہونچے تو نول رای نے اجازت چاہی
کہ حکم ہو تو مین تو کو جلاکر خاک سیاہ کردون کہ نام و نشان اس قوم پٹھان کا باقی نرہے - ہرچند کہ
وزیر کی ارزودلی بھی یہی تھی - مگر ازراہ دوراندیشی یہ جواب دیا کہ ہنوز پٹھانون مین بہت زور
باقی ہے - اور بہت کثرت سے ہین - شاید اونکو غلبہ حاصل ہوجاے اسلئے ابھی حملہ کرنا خوب نہین
اس ارادے کو کسی موقع مناسب پر موقوف رکھنا چاہیے - یہ بڑے لشکر کا مقام ہے کہ قایم خانکی
مان اور اوس عورت کے بیٹے اور چیلے ہمارے ہاتھ آگئے ہین - جب وزیر تو کے قریب پہونچے
توجہ اندیشہ کہ اونہون نے اپنے دل مین تصور کیا تھا اوس کو بالکل صحیح پایا تمام افغان کا پیدل
کل سوار سب تیر بتیر - یا ان بندوق سے مسلح یا پیادہ صفین باندھے کھڑے تھے - وزیر اونسے
جنگ کی کوشش نہ کرکے مشرق کیطرف دریاے گنگا کے کنارے بڑھتے چلے گئے -

بہانتک کہ یا قوتگنج مین داخل ہوئی یہ مقام فرخ آباد سی چھ میل کے فاصلے پر جنوب و مشرق کی طرف واقع ہی۔ یہان وزیر نے بڑا ڈیرا ڈالدیا نول رای شمس آباد سی گذر کر فرخ آباد پہنچا اور قلعہ مین داخل ہوا اور دہان بوجہ چند مقام کیا۔ جب اوسنے قلعہ اور مکانات کو دیکھا کہا کہ اوسنے مکانات کے بہروسے پر باون ہزاری بنے تھے قلعہ تو ہوئے سے زمیندار کی گڑھی کی برابر بھی نہین ہی اور اسی طرحکے الفاظ تہتکے میر زمانہ سر لایا۔ دوسرے روز کوچ کرکے یاقوتگنج مین وزیر سے جا ملا جیسی کہ چڑیمار چڑیونکو دام مین لانیکی غرض سے دانہ ڈالتا ہی اوسی طرح وزیر بی صاحبہ اور چیلون کو طرحطرح نعمتین کہلاتے تھے اور رسد وغیرہ بافراط مہیا کردی تھی اور تصفیہ معاملہ مین آج کل کرتے تھے اور بی بی صاحبہ وغیرہ کا ہر روز اس امید بن گذرتا تھا کہ آج ہم بعطاے خلعت و عطاب رخصت کیے جائینگے ان بیچارونکے کتنے روز اس امید موہوم مین کٹے ایک رات وزیر نے نولاے سے صلاح پوچھی کہ اب کیا کرنا چاہیے اوسنے رای دی کہ چیلون کو باہر بھیجکر کے اپنی ساتھ لیکر آپ دہلی کیطرف روانہ ہون۔ اور بعد آپکی روانگی کے مین بی بی صاحبہ اور اونکی پانچون بیٹونکو گرفتار کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بھیجدونگا وزیر نے اس عرض کو منظور کیا۔ اور دوسرے روز پانچون چیلون یعنی شمشیر خان و جعفر خان و مقیم خان و اسلام خان و سردار خان کو گرفتار کرکے ہاتھی پر سوار کیا اور فوج منزل بمنزل محمد آباد و سرائے اگہت کی راہ سی دہلی کیطرف روانہ ہوئی وزیر کی روانگی کی بعد نول رای نے قایم خان کے پانچون بہائیون حسین خان اور اسمٰعیل خان اور امام خان اور فخر الدین خان اور کریم داد خان کو طلب کیا اور اونکو روبرو دازراہ مکر اونکی خاندان کی سخاوت و شجاعت و صولت و دبدبہ کی بڑی تعریف کی۔ اور بعد اسکے خود کسی حیلہ سی اوٹھا اور ایک معتمد سی یہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادونکی واسطے خلعت لاتا ہون یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور فی الفور میر محمد صالح چند مسلح جوان اور ایک لوہار لیکر مع زنجیرونکی آموجود ہوا۔ نواب حسین خان کہ وہ بھی امامیہ مذہب تھا میر محمد صالح سے کہنے لگا میر صاحب کیا اور کوئی موجود نہ تھا کہ اس کام فرنے یہ کام آپکے سپرد کیا جاے تعجب ہی کہ آپ سید ہوکر ایسے نالائق کام کو اختیار کرین کاش ہمارے سلاح ہمارے پاس اسوقت موجود ہوتے تو تلوار کا لطف دکہاتے۔ یہ کہکر پانون بڑہادیا۔ ہر ایک بہائی نے بوجہ باہمی محبت کے کہا کہ پہلے میرے پانون مین ڈالو۔ بعد ازان انکو زیر حراست کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بھیجدیا جب انکی گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو افغانونکو بڑا انتشار پیدا ہوا۔

وزیر کا نول رائے کو قایم خان بنگش کے ملک پر اپنی طرف سے حاکم کرنا۔ نول رائے کا پٹھانوں کو بڑی ذلت پہونچانا

بی بی صاحب کی رہائی

نواب وزیر کے حکم سے نولرای نے قنوج مین قیام اختیار کیا۔ یہ شہر فرخ آباد سے بسمت جنوب و مشرق چالیس میل کے فاصلے پر دریاے گنگا اور کالی ندی کے اتصال پر واقع ہے یہ شہر اسوجہ سے پسند کیا گیا کہ صوبہ اودہ الہ آباد و ریاست فرخ آباد کے وسط مین واقع ہی نول رائے نے موتی محل مین سکونت اختیار کی اس عمارت کو میران کی سرائے کے بانی نے تعمیر کروایا تہا اس مکان کو نول رائے نے رنگ محل کے نام سے موسوم کیا تہا۔ خاص نول رائے کے حکم مین چالیس ہزار سوار تھے۔ اسکے سوا بہت سی فوج نثار اللہ خان و امیر خان و عطاء اللہ خان حاکم سابق عظیم آباد و مرزا علی قلی خان و مرزا محمد علی خان کو جک و مرزا سخی بیگ و مرزا مہدی و آغا محمد باقر و میر اقدرت علی خان وای بوری و میر محمد صالح میران بوری کے زیر حکم تھی وزیر نے تمام ریاست فرخ آباد کو خاص کر لیا مگر شہر فرخ آباد مع بارہ موضع کے جو عہد فرخ سیر سے افاغنہ کے آل نمقاطعے قایم خان کی والدہ کے نام بحال رکہے گئے تھے۔ قنوج سے عامل و سزاول روانہ کیے گئے کہ وہ کوچہ بکوچہ ہر ایک گانو مین افغانو کی شکست و مذلت کی منادی کرین۔ ان ملازمین نے اس حکم پر اور بھی حاشیہ چڑہایا کہ شہر شمس آباد و عطائی پور و قایم گنج کے علاقہ مین جو بستیان مین وہانسے جرمانہ بھی وصول کیا۔ فقط تواس ظلم سے مصئون تھا۔ اور یہ بھی صرف اس باعث سے حفاظت مین تھا کہ یہان بیشمار پٹھان بنگش خاندان کے از اقوام آفریدی و طوبہ و خٹک و غلزی و ورکزئی دگوجر و خلیل و مہمند بستے تھے۔ یہ سب شب و روز مقابلے کے واسطے آمادہ رہتے تھے مگر اس خوف سے اپنی جانب سے جنگ کی ابتدا نہین کرتے تہے کہ مبادا دشمن بی بی صاحبہ کو ضرر پہونچائین جو نول رائے کے اختیار مین تھین۔ گیان پرکاش کا مولف اس مقام پر نول رائے کے دبدبہ اور سیاست کے متعلق ایک بات بیان کرتا ہی کہ راجہ اکبر یار خان کو

---

۱۲ دیکھو سیر المتاخرین

فرخ آباد چھوڑکر فتوح کو گیا۔ معلوم ہوا کہ چوروں اور ڈاکوں کے خوف سے شہر کے دروازے شام سے بند ہو جاتے ہیں راجہ نے منادی کرادی کہ جو کوئی دروازہ بند کرے گا وہ مجرم متصور ہوگا۔ اور کوتوال کو یہ حکم دیا کہ اگر اب شہر میں چوری ہوئی تو سخت سزا دوں گا جب تک راجہ کا عمل دخل رہا کسی شخص کا ایک باقی کا نقصان نہوا اب پٹھانوں نے بی بی صاحبہ کی رہائی کے لئے یہ تجویز کی کہ منشی صاحب رائے قدیم ملازم بیگن کو جو نول رائے سے شناسائی بھی رکھتا تھا۔ نول رائے کے پاس روانہ کیا۔ چونکہ نول رائے اور صاحب رائے دونوں ایک قوم کے تھے اور صاحب رائے نے نول رائے سے دہلی میں شناسائی بھی حاصل کرلی تھی۔ اوس نے نول رائے کے پاس پہونچکر تھوڑے روز میں اسقدر یارانہ بہم پہونچایا کہ صحبت مے نوشی میں بھی آنے جانے لگا۔ اور یہ صحبت ہر شب کو بعد انصرام امور منصبی کے رنگ محل میں ہوا کرتی تھی۔ ایک دن صاحب رائے نے رخصت کے بارے میں عرضی لکھکر ایک ذرا سی جگہہ خالی چھوڑکر اپنے ہاتھ میں لیکر رات کو صحبت مے نوشی میں راجہ کو پیش کی اور عرض کیا کہ شادی در پیش ہے داروغہ کے نام رخصت کی اجازت چاہتا ہوں۔ اوس نے حکم دیا کہ رخصت کردیں۔ اسطرح حکم لکھاکر رخصت ہوکر اپنے ڈیرے پر آیا۔ اور عرضی میں جو جگہہ ذرا سی سفید چھوڑی تھی وہاں بی بی صاحبہ والدہ قاسم خان کا نام لکھکر داروغہ کے پاس جاکر دو ہزار روپئے بی بی صاحبہ کیطرف سے بطور انعام کے دیئے اور پھر رات باقی رہے رتھ پر سوار کرا کے روانہ ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ اپنی جان سے ہاتھ دھوکر یہ کام کیا ہے۔ جب صبح کو راجہ نول رائے دربار میں بیٹھا داروغہ نے مجرا عرض کرکے وہ عرضی دکھائی راجہ حکم اور دستخط دیکھکر دریائے حیرت میں ڈوب گیا۔ اور سوچنے لگا کہ اگر یہ کہتا ہوں کہ مغالطہ دیکر دستخط کرالئے ہیں تو بدنامی ہے۔ اور جس شخص نے یہ کام کیا ہے۔ اوس نے اپنی جان سے ہاتھ دھوکر اپنے آقا کے ساتھ نمک حلالی کی ہے۔ راجہ نے صاحب رائے کو بلاکر کہا کہ تیری نمک حلالی پر آفرین ہے کہ جان کا خوف نہ کیا ایسے آدمی جہان میں کم ہوتے ہیں[۵۱]۔ مگر آرون صاحب نے تاریخ فرخ آباد میں اس حکایت کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے۔ اوس نے لکھا ہے کہ یکایک نول رائے بدست ہوا۔ اور گو کہ دہرم شاستر کا اوس کو ذرا بھی علم نہ تھا۔ مگر اوسوقت حالت نشہ میں کچھہ مذکور دہرم کا اور کچھہ بڑائی اپنی بہادری کی کرنا شروع کی صاحبرائے بھی

---

[۵۱] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

اوسوقت ستوالا بنا اور اسیطرح گفتگو کرنے لگا۔ کہ یہ سب صحیح ہی۔ لیکن جب تک قول و فعل یکسان نہون تو سب دھرم بیکار ہے۔ کیونکہ مین دیکھتا ہون تمھارے سب کام شاستر کے خلاف ہین نول راجہ نے جواب دیا کہ بنیے آجتک کوئی کام ایسا نہین کیا جو شاستر کے خلاف ہو صاحبراے نے کہا کہ اچھا بتلاؤ کہ شاستر مین کہان لکھا ہی اور کس منی یا رشی کا قول ہی کہ بے گناہ بیوہ عورت پر ظلم روا ہے۔ اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہی تو سناؤ۔ نول راے نے جواب دیا کہ مینے کسی عورت پر ظلم روا ہے۔ اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہی تو سناؤ۔ نول راجہ نے جواب دیا کہ مینے کسی عورت کو ایذا نہین دی ہی۔ صاحبراے نے مسکرا کر کہا کہ بنیے ایک بیہانی کو قید مین رکھا ہی اور لوگ کہتے ہین کہ اوس کا کچھ بھی قصور نہین ہی۔ پھر یہ ظلم نہین تو کیا ہے۔ اب تم دھرم کی باتین کرتے ہو سب فضول ہین۔ اور فرض کیا جاے کہ اوس نے قصور بھی کیا ہی۔ لیکن اب تو تمام ملک تمھارے قبضے مین ہی۔ اور تم نے امن بھی قایم کر دیا ہے۔ پھر ایک بیگناہ بیوہ عورت کو قید مین رکھنا کیا ضرور ہی۔ صاحبراے کی یہ تقریر نول راے کو معقول معلوم ہوئی اوسوقت آدھی رات تھی اوسنے صاحبراے سے کہا اچھا تم جاکر اوس کو چھوڑ دو صاحبراے نے کہا بغیر تمھاری تحریری حکم کے سپاہی ہرگز نہ چھوڑینگے فوراً نول راے نے مدہوشی مین ایک تحریری حکم رہائی پر اپنی مہر ثبت کر کے صاحبراے کے حوالے کیا صاحبراے فی الفور بھاٹک پر پہونچا۔ سپاہیون کو حکم دکھلایا اور اونکو کچھ انعام بھی دیا اور بی بی صاحبہ کو پالنے مین نکالکر تاکید کی کہ فوراً اپنے رتھ پر سوار ہوکر جلدی بہانسے روانہ ہو اونہون نے اسقدر جلدی کی کہ اکسٹھ میل کا فاصلہ نو گھنٹون مین طے کیا۔ اور تو پہونچکر ایک پل گر کر مر گیا۔ جب قنوج مین صبح ہوئی تو صاحبراے نے سب لوگون کو خاموش رہنے کی غرض سے خود نولراے سے پیشتر سے پوچھا کہ تمنے کل رات کوئی حکم بی بی صاحبہ کی رہائی کا دیا ہے۔ جب نولراے نے انکار کیا تو اوس نے حکم تحریری نکالکر دکھلایا۔ اوسوقت نولراے نے صاحبراے کو بہت ملامت کی کہ تمنے اپنے دوست قلم کو فریب دیا اوس نے جواب دیا کہ حق نمک حق دوستی سے بڑھکر ہے تب نولراے نے خفا ہوکر کہا کہ ہماری سامنے سے چلے جاؤ یہ کہکر اوس نے حکم کیا کہ بالنسو سوار بیہانی کو گرفتار کرلانے کے لئے فوراً روانہ ہون یہ سوار بھی گنج دکالی ندی تک گئے۔ مگر اوس کو کہین نہ پایا۔ اب نولراے نے کل ملجاوزیر کو لکھ بھیجا مگر اسطرح سے بناکر لکھا کہ سیطرح سے اپنے اوپر حرف نہ آئے۔

نول راے کی حکومت کی سختی سے پٹھانون مین بغاوت کے

غریبون کے پاس روپیہ تھا رستم خان نے اس اقرار پر چند ہزار روپیہ دیا کہ جسقدر ریاست واپس ملے اوس مین سے نصف حصہ مجھے ملے یہ روپیہ بحسب ضرورت اوسکے بھائیون اور تمندارون مین تقسیم ہوا اوس ہزار روپیہ احمد خان کو بھیجا گیا کہ اپنی اشد ضرورت مین صرف کرے بعوض اسکے احمد خان نے رستم خان کو بخشی یعنی سپہ سالار مقرر کیا - اور خلعت ہفت پارچہ مرحمت کیا - موضع قایم گنج کے متصل موضع چلولی کے ایک دولتمند گہسا نامی کوری نے کئی ہزار روپیہ اس اقرار پر پیشگی دیا کہ بعد فتح موضع مذکور کی معافی اوسے دیجائیگی - اور ایسا بھی کہتے ہین کہ کچھ روپیہ لوٹ سے بھی حاصل ہوا یعنی ایک مہاجن کا مکان جو متو سے سو لہاس پر تہا لوٹ لائی یہان ستر توڑے روپیونکی اور ایک توڑہ اشرفیون کا ملا - جب اس صورت سے کچھ روپیہ فراہم ہوگیا تو احمد خان نے چلولی کے پاس موضع ناعنن جہنڈا گاڑا قریب چہ ہزار کی فوج مجمع ہوگئی اور افواہ یہ مشہور ہوئی کہ پچاس ہزار فوج جمع ہوتی ہے - بی بی صاحبہ نے احمد خان کو خلعت بہ تقرر نواب غنایت کیا اور پٹھانون نے نذرین گذرانین - گہسا کو رمی شمس آباد کے تہانے پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا گیا - شمس آباد متو سے پانچ چہ میل سمت مشرق واقع ہے - اوس روز لوگون نے جو خاص سواسطے مقرر ہوتے تہے نول راے کے سب تہانہ پر حملہ کرکے اوسکے ملازمون کو بھگا دیا آمادگی سے نو روز کے بعد احمد خان نے اپنا روپیہ خیمہ مین لاکر رکھا اور منادی کرادی کہ جس کسیکو نہایت احتیاج ہو تیسرے خانے اس مین سے پانچ پیسہ فی پیادہ اور تین آنہ فی سوار لے اس سے زیادہ کوئی نہ لے اور جس کے پاس کچھ موجود ہو وہ کچھ نہ لے اب قریب بارہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادون کے مجمع ہوگئے - جب یہ خبر اکبر یار خان کو پہنچی جو برگنہ کورا ولی ضلع مین پوری مین کالی ندی کے اوسطرف مقیم تہا اور صفدر جنگ اوس نوابی کی نیابت مین بیس ہزار سوارونکے ساتھ مقرر کرگئے تہے - تو اوس نے وہانسے کوچ کرکے علی گنج مین جو متو سے چہ سات کوس کے فاصلہ پر ہے پڑاؤ ڈالا - ایک انگریز سردار فتح مامور خان نامی صفدر جنگ کی سرکار مین چار سو سوارونکی افسری پر مقرر تھا - اور اکبر یار خان کے ساتھ معین تہا رستم خان نے ان دونون مین فساد اور بدظنی پیدا کرنے کے لئے ایک خط اس مضمون کا فتح مامور خان کے نام لکہا کہ آپکے اس ارشاد کے بموجب کہ "تم ہوجاؤ مین خانصاحب اکبر یار خان کو عبور دریا کراکے لاتا ہون اس طرف سے مین اور اودہر سے تم اونکو گہیر کر پکڑ لو" سب انتظام درست کرلیا ہے - جسوقت آپ لکہین - سوار لیکر پہنچون - اور اکبر یار خان کو گہیر لون

رستم خان نے یہ خط اپنے ہرکارے کو دیا اور اوسکو ہدایت کردی کہ اکبر یار خان کے کمپ مین پہنچکر اوسکی ڈیوڑھی پر فتح مامور خان کا ڈیرہ دریافت کرنا۔ چنانچہ ہرکارہ وہ خط لیکر وہان پہنچا اور اکبر یار خانکی ڈیوڑھی پر فتح مامور خان کا ڈیرہ دریافت کیا۔ اکبر یار خان کے ہرکارون نے خط اوس سے لیکر اکبر یار خان کو دکھا دیا اوس نے دلمین سمجھا کہ بیشک ایسا ہی ہوگا اور اوسی وقت چوکی کے فیل پر سوار ہوکر کورا ولی کیطرف چلا گیا۔ فتح مامور خان نے اس بات سے تعجب کیا اور آدمی بھیجکر اوسنسے دریافت کیا کہ اسطرح یکایک کہان جاتے ہو اور اپنی روانگی کے ارادے سے مجھکو اطلاع بھی نہ کی۔ اکبر یار خان نے جواب دیا کہ تم بھی سوار ہوکر میرے پاس جلد چلے آؤ سب حال روبرو کہونگا۔ آدمی جب یہ جواب لایا تو فتح مامور خان نے روانہ ہوکر اوس سے ملاقات کی اوس نے خط دکھایا اور کہا کہ پڑھو فتح مامور خان نے پڑھکر ہاتھ پر ہاتھ مارکر کہا کہ زرگری ہی مین نمک حرام نہین ہون آپ بغیر میرے مشورے کے کیون روانہ ہوئے اب آپ لوٹ چلئے مین ہراول ہوتا ہون آپ مجھسے چار کوس پیچھے رہئے۔ اکبر یار خان کے دل مین ایسا خوف جم گیا تھا کہ نہین لوٹا۔ اور اوسی طرح کورا ولی کو چلا گیا۔ جب رستم خان نے یہ خبر سنی تو دو ہزار سوار و پیادون کی فوج کے ساتھ کہاس کوری پر دھاوا کرکے تمام بازار لشکر کو جو بیخبری کی حالت مین تھا لوٹ لیا اور وہانسے شمس آباد کو آیا۔ نواب احمد خان نے موتی باغ سے کوچ کیا۔ پانچ روز مین پٹھان فرخ آباد پہنچے یہان دون کا مہینہ تھا بارش بہ شدت ہو رہی تھی۔ یہان یہ صلاح ہونے لگی کہ اول رشید پور کے بم ٹیلہ پر جسنے کسی قلعہ پر قبضہ کرلیا تھا حملہ کرنا چاہیے مگر احمد خان نے اس تجویز کو نامنظور کیا۔ اور کہا کہ ابھی اس الجھاؤ مین نہ پڑو جب تک نوراے کو فتح کرلو پھر کوچ کرکے دوسرا مقام امان آباد برگنہ بہوجپور تین کیا جو فرخ آباد سے چھ میل کے فاصلہ پر جنوب کی طرف کانپور کی سڑک پر واقع ہی۔

جنگ خدا گنج و قتل نول راے

پٹھانون کے سراوہانے سے تھوڑے ہی دنون بعد نول راے کو خبر پہونچی کہ موکے افغان جنگ پر آمادہ ہوئے ہین اور تمہارے سب تھانے لوٹ لئے ہین نولراے نے کالیان دینا شروع کین۔ اور کہنے لگا کہ ان نان پزون اور کوجڑون کو مع اونکی عورتون کے برہنہ کرکے سبکو ہاتھی کے پانون تلے روندوا ڈالون تو سہی یہ کہکر مع اپنے توپخانے و لشکر کے فتح سی مغرب کیجانب کو کوچ کیا۔ اسکے ساتھ بیشمار فوج اور چھوٹی بڑی سب ایکہزار توپین تھین

اوسنے حتی المقدور بہ تعجیل تمام کالی ندی کیطرف کوچ کیا - اور اس ندی کو اوتر کر اوس کے
بائین کنارے پر خدا گنج مین پڑاؤ ڈالا جو فرخ آباد سے جنوب مشرق کیطرف بفاصلہ ۷ میل اور قنوج
سے شمال مغرب کیطرف بیس میل کے فاصلے پر ہی نول رائے نے نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ
کو تمام حال لکھا تھا تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نواب وزیر کے پاس سے راجہ کو یہ حکم پہونچا کہ مین خود آتا ہون
جب تک مین پہنچ نہ جاون جنگ ملتوی رکھنا وزیر نے اپنے خط مین یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اگر ان جانورون
یعنی افغانون سے ابھی جنگ زندہ بچ رہینگے تو سب کے سب گردن مین پتھر باندھ کر ندی مین ڈبا
دے جائینگے یہانتک کہ اون کا تخم سرزمین ہند مین باقی نرہی نواب نے بتعمیل حکم اپنے بڑاؤ کے
گرد خندق کھدوائی اور خندق پر توپین لگا دین - اور سب کو زمینداون سے باہم جکڑ دیا اور نقیبون کو
حکم دیا کہ خیمہ وزیر کے حکم کی منادی کردین اور کہدین کہ اگر کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کریگا
تو وزیر و راجہ کے عتاب مین پڑیگا - اس عرصے مین احمد خان نے حسب تجویز رستم خان کی مشرق
کی سمت کوچ کا حکم دیا اوسکی ذاتی فوج اوسکے بیٹے محمد خان کے زیر حکم تھی جسکی عمر اوسوقت
صرف پندرہ سال کی تھی اور باقی سپاہ ذوالفقار خان و خانسامان خان و جمال خان و
بہادر خان و محمد ماہ خان و باز خان دائی پوری و روشن خان و کہن و عبدالرحیم خان و ابراہیم خان
کشمیری و مرزا اورنگ بیگ کے تحت مین تھی اور محمد خان غضنفر جنگ کے چیلے مندرجہ ذیل بھی
شامل جنگ تھے - یعنی حاجی سرفراز خان و رستم خان و رستم خان و نامدار خان کلان
و نامدار خان خرد و شیر دل خان و ناہر دل خان و جواہر خان و حافظ اللہ خان و صلاب خان
و باز خان و بہائی خان پانچ بیٹے شمشیر خان کے دو بیٹے مقیم خان کے اور عثمان خان ولد
اسلام خان و مہتاب خان و دلاور خان جنوبی افغانون نے نول رائے کی فوج سے دو میل کے
فاصلے پر پڑاؤ ڈالا یہ پڑاؤ راجے پور کی بختہ سڑک پر خدا گنج سے بفاصلہ تین میل شمال مغرب مین
واقع ہے - نول رائے کی کمک کے واسطے وزیر نے ۲۷ و ۲۸ شعبان ۱۱۶۳ ہجری مطابق
۲۱ و ۲۲ جولائی ۱۷۵۰ء کو فوج تعدادی تیس ہزار باختی نصیر الدین حیدر وزیر کا ہمراہ تھا
و اسماعیل بیگ کابلی جو وزیر کی فوج کا سپہ سالار الاامرا کا چیلہ مشہور تھا - اور راجہ
دیبی دت فوجدار کوئل اور محمد علی خان ولد پائندہ خان اکنزئی کے روانہ کی جو کہ اسماعیل بیگ
کو راجہ سے دلی بغض تھا اسلئے اوس نے پہنچنے مین تساہل کیا جب جسونت راجہ مین پوری نے
سنا کہ یہ فوج سکیٹ بھیجی تو اوسنے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ یہ فوج عنقریب مین پوری

پہنچے گی اگر اسکے پہنچنے سے قبل تمنے نول رای کو سمجھ لیا تو بہتر ورنہ دو طرف سی تم پر حملہ ہوگا۔ صاحبرای نول رای کے کیمپ مین موجود تھا۔ احمد خان کے ہرکارے خفیہ اسکی پاس آتے جاتے رہتے تھے اوسنے بھی ایک برجہ پر شعر لکھکر احمد خان کو بھیجدیا ؎

اے سہ خورشید لقا زود بیا زود بیا ✤ دیر مکن بہر خدا زود بیا زود بیا ✤

یہ خبر سنتے ہی نواب احمد خان نے رستم خان و سردار خان کو طلب کیا۔ اور اونسے کہا کہ یہ ماجرا ہے اور اب تمھاری صلاح کیا ہے۔ اونہون نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہین۔ نواب نے کہا کہ کل تا بہ الٰہی پر بھروسہ کرکے حملہ کرینگے کہ جو کچھ ہونا ہو سو ہو جاے۔ گل میان کہ بڑا عاقل جاسوس تہا نصیری بہیس کرکے دشمن کا بھید لینے کے واسطے روانہ ہوا۔ یہان اسنے دیکھا کہ سب طرف توپین چڑھی ہوئی ہین۔ اور کوئی جانب غیر محفوظ نہین ہے کہ جسطرف حملہ کیا جاے۔ صرف ایک طرف خندق پر بانکی سید متعین کیے گئے تہے۔ اسجانب خندق توپین نہ تہین یہ بڑا دکی پشت تھی اور اسی طرف کالی ندی کا کنارہ تہا گل میان نے واپس آکر نواب کو اطلاع دی کہ یہی ایک جانب ہے کہ جہان صرف پانسو بندوقچی متعین ہین۔ اور یہان پہنچنے مین تین کوس کا چکر پڑیگا۔ لیکن مین اقرار کرتا ہون کہ مین وہانتک آپکو ضرور پہنچادونگا۔ ۹۔ رمضان ۱۱۶۳ ہجری مطابق یکم اگست ۱۷۵۰ء شب جمعہ کو نواب احمد خان بسم اللہ کرکے غروب آفتاب سے تین گھنٹہ بعد اپنی پالکی مین سوار ہوا اور پھر اسی بارہ ہزار پیدل اور بارہ سو سوار دشمن کیطرف روانہ ہوا۔ رستم خان اوسکی بائین جانب تھا۔ مینہ بشدت برس رہا تھا۔ گل میان فوج کے آگے ہولیا۔ اور نہایت ہوشیاری سی غنیم کی فوجسے تین کوس الگ بچلا تاکہ گہوڑونکی ہنہناہٹ کی آواز دشمن کے کان تک نہ پہنچے جس صورت سی نول رای کی فوج کے سامنے کا رخ چھوڑکر ٹیک اوس کے عقب مین کالی ندی کے کنارے جہان پانسو بندوقچی متعین تھے جا پہنچے۔ قصبہ مدانگنج سے ایک میل مغرب کی سمت درمیان حدود دو موضعون کہتیا و گنگنی کے یہ بڑا دو واقع تہا طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل گل میان نے نواب سی کہا دیکھو تو یہان سید ہین۔ اور سیدون نے آواز سنکر آپس مین کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پٹھان تنے کے ارادے سے آئے ہین۔ یہ کہکر خوب ہوشیار ہوگئے۔ اب افغانون نے حملہ کیا۔ اور دونون جانب سے بندوقین چلنے لگین۔ اور تلوارین بھی نکلین۔ کیمپ مین منادی ہوگئی کہ افغان ایک جانب سے لشکر مین گھس آئے ہین اسقدر شدت سے برس رہا تہا کہ کسی کی آواز سمجھ مین نہ آتی تھی۔ اور تاریکی اسقدر تھی

کہ دوست اور دشمن مین فرق نہ معلوم ہوتا تھا تو مین فوراً دھنے لگین مگر بالکل بادہوائی یعنی جس سمت کو لگی ہوئی تھین اوسطرف سر کردی گئین - سیدون نے اول حملہ مین پٹھانون کو ہٹا دیا - پٹھان کچھہ دور بھاگ گئے - تب احمد خان نے اونکو لعنت ملامت کرنا شروع کی کہ تم مجکو اسواسطے لائے ہو کہ مین تمکو نامردونکی طرح بھاگتے دیکھون کل تمھاری عورتین بے آبرو کیجائینگی اور تم برسنہ کیے جاؤگے یہ کہکر اوسنے اپنا چھرا نکالا اور چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے کیونکہ وہ اوس مقام سے واپس جانا پسند نکرتا تھا - مگر رستم خان وغیرہ مانع ہوے تب اوس نے کہا کہ تم جان دیدو اور لڑنے کیلئے فرض سے آئے ہو تو اپنے گھوڑے پر سے اوتر پڑو اور پیدل آگے بڑھو تاکہ مین جانون کہ تم قتل کرنا یا قتل ہونا چاہتے ہو رستم خان راضی ہوا اور سب اپنے گھوڑے پر سے اوتر پڑے ظاہر ہے کہ جب سوار میدان جنگ مین گھوڑے سے اوترتا ہے تو گویا جان دینے پر آمادہ ہوتا ہے - کیونکہ اوسوقت بھاگنے کے ارادے بالکل منقطع کرکے سر بکف ہوکر لڑتا ہے پٹھانون نے اپنے جامے کے دامن کمر سے باندھے اور ڈھال تلوار لیکر گھس پڑے کچھہ سید تو مارے گئے - باقی فرار ہوے اور راستہ کھل گیا - تب سب افغان اندر گھس گئے اور نول رائے کے سراچے کے پاس جا پہونچے - یہان فوج بھی کم تھی - کیونکہ اصل فوج حفاظت کے واسطے حاجی مقسم تھی قاصد نے نول رائے کو خبر کی کہ پٹھان سیدون کو مار کر اور بھگا کر اندر گھس آتے ہین اور آپکے سراچے کے قریب ہتھیار چل رہے ہین چونکہ نول رائے بغیر ہو جا کئے کبھی نہ نکلتا تھا یہ خبر سنکر وہ ہو جا کے واسطے بیٹھا اور کہنے لگا کہ کچھہ مضائقہ نہین مین اون کو نجڑون کو اپنی کمان کے گوشے سے باندھ کر لاؤنگا - دوسری مرتبہ قاصد نے بے ادبی سے آکر کہا ای بیوقوف تو یہان بیٹھا ہے اور پٹھان تیرے دروازے تک آپہونچے ہین - یہ سنکر نول رائے مسلح ہوا اور اون دونون ہاتھیون مین سے جو اوس کے دروازے پر بندہے رہتے تھے ایک ہاتھی منگوایا - اون ہاتھیو نپر شب و روز نقارہ نوبتی حوضہ کسا جاتا تھا - اور حوضے مین دو کمانین اور ترکش تیرون سے بھرے ہوے لگے رہتے تھے نول رائے نے دو تیر ایک ساتھ چلے مین رکھکر اور بڑی فصاحت سے یہ الفاظ زبان مبارک پر لاکر مارے موے سارے کو نجڑون کو جلاتے ہے - رمضان کو بروز جمعہ علی الصباح لڑائی خوب ہورہی تھی نواب احمد خان اپنی پالکی مین سوار تھا - اور اوسکی حفاظت کو پٹھان ڈھال تلوار سے کھڑے تھے - تاکہ کوئی تیر یا گولی اوس کے نہ لگے - پچاس ساٹھ کہار پالکی کے ساتھ تھے اون مین سے ایک زخمی بھی ہوا - رستم خان اور محمد خان آفریدی مع ایک ہزار سوار اور چار ہزار

بدل کے اوسجگہ آپہونچے جہان نولرائے بہراہی مین چارسو جوانون وچہہ سات ہاتھیون کے ہاتھی پرسوار کھڑا تہا اس تہوڑی جمعیت کا کچہہ خیال نہ کرکے نولرای کی تلاش مین بڑہے وہ چندہی قدم گئے ہونگے کہ نولرائے کے ہمراہی کے ایک پٹھان نے الغوزی کزاند مشتو زبان مین کہا ای کافرو کہان چلے آتے ہو خبردار یہان کوئی نہ آنے پائے یہان سردار ان فوج کہڑی ہین الغوزہ سنجے کی آواز توسب نے سنی مگر اوس کا کہنا کوئی نہ سمجہا۔ محمد خان کے بہائی نے جو ان مین افغانستان سے آیا تہا نولرائے کے افغان کے اوس جملہ کا ترجمہ کرکے اپنے ساتہیونکو سنایا محمد خان نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ تم اس جماعت کیطرف بڑہو۔ اور بہ بلند کہا کہ بارہ مار دشمن کے بہت سے آدمی بیکار ہوگئے۔ مگر باقی آگے بڑہے۔ جب نولرائے کے فیلبان نے دیکہا کہ لڑائی سخت ہی تو راجہ سے کہا کہ یہ ہاتھی چالیس فرسنگ چلنے کا دم رکہتا ہی۔ اگر حکم ہو تو ہاتھی نکال لے چلون۔ نولرائے نے اوسکی کمبرلات ماری۔ اور کہا کہ ہاتھی بڑہا جبکو لڑائی سخت ہے ہو ہاتھی بان نے ہاتھی بڑہایا۔ اوسوقت نولرائے نے گالی دیکر کہا ای کوبجرو مین تجکو قرار واقعی سزا دونگا کہ رفتہ رفتہ اس ملک مین تم مین سے ایک بہی باقی نرہیگا۔ یہ کہکر اوس نے ایک تیر مارا جو محمد خان کے سینے مین لگا۔ محمد خان نے تیر کو ہاتھ مین کہا ای تیر تو کس نامرد کے ہاتھ سے آیا ہے کہ تجہ مین کچہہ بہی زور نہ تہا نولرائے نے یہ سنکر دوسرا تیر مارا مگر خوبی تقدیر سے پہر محمد خان کے نہ لگا۔ ایک سوار کی گردن مین لگا جو گہوڑے سے گر گیا اوسوقت باری کے ایک سید محمد صالح نام نے نولرائے سے کہا مین نہ کہتا تہا کہ پٹھان دشمنے اینہ زار حکم نکرنا چاہیے اب جہانتک ممکن ہو اونہین جلد درست کیا جاے۔ وہ اس لفظ تک پہنچا تہا کہ محمد خان کے والد کے ایک غلام نے اوسپر بندوق چلائی۔ گولی پیشانی پر لگی اور وہ موقعے مین سرد ہوگیا۔ اوسوقت ایک پٹھان آفریدی نے نولرائے کے گولی لگائی کہ وہ بہی مرگیا پہر پٹھانون نے دشمن کو تلوار پر رکہہ لیا۔ اور ہزارون کو خاک و خون مین ملا دیا۔ نولرای کے فیلبان نے جب اپنے راجہ کو مردہ پایا اوس نے ہاتھی کو ہانکا۔ اور کالی ندی پر لگیا۔ اور فتوح جا پہنچا۔ جب راجہ کی فوج نے نولرائے کے ہاتھی کو نہ دیکہا اونکے دلمین خیال گذرا کہ یہ اوجہ سے خالی نہین ہے! سردار یا تو زخمی ہوا۔ یا مارا گیا۔ پس فوراً کل فوجنے پیٹھ پھیری۔ ہزارون سوار و پیادون نے بہاگنا شروع کیا۔ جو شناوری مین مشاق تہے یا جو گہوڑے پر اچہا بیٹہ سکتے تہے وہ تو ندی پر نکلے اور جو شناوری سے ناآشنا تہے یا اچہے سوار نہ تہے وہ دریا مین ڈوبے۔ بیشمار فتح

افغانونکی نول راے کی فوج پر گویا نصرت غیر مترقبہ تھی طبل فتح بجنے کے قبل مگر دشمن کی خبر سنتے
کے ۔ محمد خان اتفاق سے صراف کے ڈیرون کیطرف جا نکلا ایک چھوٹے سے خیمے مین چند
ہوے موتے بنیے جوہر کھیل رہے تھے اونہون نے اوسکو نول راے کے ملازمین سے
تصور کیا اور پوچھنے لگے بتا تو سہی ہمارا ان بھاگے یا ابھی موجود ہین ۔ ان بیچارون کو فتح و
شکست کی کیا خبر تھی انکو تو خواب مین بھی ایسا خیال نہ گذرا تھا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہوگی ۔ اوسنے
جواب دیا کہ نول راے مارا گیا اور دو تک ۔ نواب احمد خان کی عملداری ہوگئی ۔ اور تم ابھی تک اسی
خواب و خیال مین غرق ہو اونہون نے یہ خبر متوحش سنی سب کا چہرہ زرد ہوگیا ۔ اتنے مین چالیس
پچاس افغان اور آپہنچے اور چاہا کہ اونکو قتل کر ڈالین ۔ یہ گڑگڑانے لگے کہ ہمارے باپ دادون
اشرفیون کے صندوق ہمین سپرد کئے دیتے ہین ۔ ہم کو کیون مارتے ہو ۔ نواب صفدر جنگ
کی رعایا تھی اب نواب احمد خان کی رعایا ہین بھائون نے یہ ارادہ کیا کہ پہلے روپیہ لے لین پھر انکو
قتل کر ڈالین ۔ مگر محمد خان نے اونکو اس ارادے سے باز رکھا جب محمد خان نے دیکھا کہ لوٹنے
والے سب طرف سے جمع ہوتے جاتے ہین تب اوس نے اوس غلام کو جسنے محمد صالح کو مارا تھا
اور چند آفریدیون کو کل نقد کی حفاظت کے واسطے متعین کیا اور بقیون کو لشکر مین لے گیا یہان
آکر اوس نے رستم خان کو اطلاع دی ۔ چنانچہ رستم خان نے تین سو جوان اوس روپیے کے لانے
کے واسطے بھیجدیے ۔ ان صندوقون مین افغانون کا رقم کثیر ہاتھ آئی ۔ اس عرصے مین نول راے
کا ایک ہاتھی جسپر طمع کا حوصلہ اور زرلعنت کی جھول تھی نظر آیا افغانون نے چاہا کہ فیلبان کو
قتل کرین ۔ مگر اوسنے جلد ہاتھی کو نواب احمد خان کی پالکی کے قریب بھاکر فتح کی مبارکباد دی ۔ اور کہا
کہ آپ اس ہاتھی پر سوار ہوجاین ۔ بھائون نے اسات کو بہت پسند کیا ۔ اور فیلبان کو لاٹھیونکے
ہوے سے گرا دیا ۔ اس صورت سے اوسکی جان بچی ۔ رمضانی جھوکرا جو نواب احمد خان کے ایک
بڈھے خدمتگار کا بیٹا تھا اوسوقت نواب کی پالکی پکڑے ہوے ساتھ موجود تھا نواب نے
اوسکو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہوے ۔ گو وہ کبھی سوار نہ ہوا تھا ۔ مگر اوسوقت سوار ہوکر بخوبی
ہانک لے گیا ۔ اب لوٹ شروع ہوئی ۔ نواب نے حکم دیا کہ سواے ہاتھیون اور توپون اور جنسون
اور مال جنگی کے جو شے جس کے ہاتھ آئے وہ اوس کا مالک ہے ۔ مال غنیمت اسقدر رہا نہایت
کہ بعض بعض کو ایک ایک لاکھ کا مال ملا ۔ اس لڑائی مین علاوہ نولراے اور محمد صالح کے
اور بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار مثل عطا محمد خان وغیرہ کے مارے گئے مصنف

تبصرۃ الناظرین نے فقط بلگرام کے سید و شیخ کے ۳۷- اعلے عہدہ داروں کے نام بیان کئے ہیں
جو جنگ میں کام آئے نواب بقا اللہ خان جو نہایت عجلت میں طلب ہوا تھا ۹- رمضان ۱۱۶۳ھ
کو کمن پور روانہ ہوا کمن پور قنوج سے چودہ میل جنوب کیطرف واقع ہے اس رات وہ قنوج رہا اور
دوسرے روز علی الصباح وہ سب روانہ ہوئے - جب نول رائے کا لشکر چار کوس رہگیا ہوگا
کہ یک بیک مفروروں انبوہ انبوہ پہنچنا شروع ہوے رای برتاب سنگھ جو زخمی ہوکر بھاگا تھا اول اوسنے
کیفیت مشرح اس مصیبت کی بیان کی بقا اللہ خان نے دو تین گھنٹہ مقام کیا مگر یہ خیال کرکے کہ یہاں
فوج نہایت قلیل ہے قنوج کیطرف واپس چلا تاکہ راجہ کی مستورات و بچوں کو کہین لیجائے - اس سب
کو مجتمع کرکے مع راجہ کی لاش کے اور جسقدر ہاتھی گھوڑے و اسباب وغیرہ مل سکا اونکو ساتھ
لیکر وہ واپس روانہ ہوا مفروروں بھی اوسکے ساتھ ہوئے ان میں برتاب سنگھ و حسن علیخان بھی تھے
جو دونوں زخمی تھے راستے میں جو ممکن تھا بہیر سے ہمراہ لیا - روز شنبہ تاریخ ۱۱- رمضان ۱۱۶۳ ہجری
مطابق ۳- اگست ۱۷۵۰ء کو وہ محسن پور پہونچے یہ مقام کانپور سے بسمت مغرب پانچ میل کے فاصلے پر
واقع ہے دوسرے روز جاجمو میں پہنچے یہ مقام کانپور سے بسمت مشرق چھ یا سات میل گنگا کے کنارے
پر واقع ہے نول رای کی لاش کو صندل کی لکڑیوں میں گنگا کے کنارے پر جلادیا نول رای کے مارے
جانے کی تاریخ ایک شخص نے اسے نول سرخ رو سے نکالی ہے ؎

روان کرد خون یلان جو بہ جو ✤ ادا کرد حق نمک مو بہ مو ؛
زیزدان رسید ند حور و ملک ✤ بیا رو برو - ای نول سرخ رو

۱۴- رمضان مطابق ۶- اگست کو کانپور پہنچے - یہ کوچ سے پانچ کوس ہے یہاں سے
راجہ متوفی کے گھرانے کو لکھنو کو بھیجدیا - اور بقا اللہ خان نے کوچ میں قیام کیا فتح کے
دوسرے روز احمد خان کے پاس ساٹھ ہزار فوج مجتمع ہوگئی - اس میں صاحبزادی اور جیلے
اور بنگش کے خاندان کے بہت سے لوگ اور بیشمار تاجر اور گانون والے ہر قوم کے لوگ شریک تھے
جب بیلون نے اس فتح کی خبر سنی خوف زدہ ہوکر فرخ آباد کا قلعہ چھوڑکر اپنے اپنے گانون کو بھاگ گئے
جنگ کے بعد احمد خان نے بہوری خان نام اپنے باپ کے ایک معتبر جیلے کو پانسو بندوقچیون
کے ساتھ قنوج پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ کیا - اور اوسکو حکم دیا کہ نول رائے کے رنگ محل
پر جاکر قبضہ کرلے اور وہانکی ہر چیز کی حفاظت کرے - اس حکم کی تعمیل حرف بہ حرف کی گئی -
یہان لاکھون روپیہ تو نقد تھے اور غلہ بافراط تھا رحم دلان جیلہ اکثر کہا کرتا تھا کہ فتح سے

چند روز بعد میر اباب دلاور خان قنوج کو گیا اور حسب الطلب وہانکے حاکم کے رنگ محل مین بھیجی گیا اسوقت یہ مکان بالکل خالی پڑا تھا۔ مگر روپئے اور اشرفیون کے توڑے جا بجا پھیلے ہوے تھے یہان زر لفت طلائی کے بڑے بڑے تھے دروازون اور چوکھٹ پر سونے چاندی کے پتر چڑھے ہوے تھے ایک پلنگ بڑا بچھا ہوا تھا اوسپر مخمل کے تکیے دھرے ہوے تھے طباق اور سرپوش سونے چاندی کے بعض بعض جڑاو بھی رکھے ہوے تھے جو مالیت کہ دلاور خان حسب اجازت قلعہ دار کے دہانسے لے آیا تھا اوس سے تمام عمر بعیش گذر گئی اور ایک مکان عالیشان اور کچھ اشرفیان ایک برتن مین بھری ہوئی چھوڑ مرا۔ نواب احمد خان بڑی شان وشوکت سے فرخ آباد مین داخل ہوا۔ بی بی صاحبہ اپنی سوتیلی مان کو مئو سے بلوا بھیجا اور نذر گزرانی اور ۳۰ محال کے تھانو نیز اپنے آدمی معتین کئے۔ اور جو کچھ ضبط کیا تھا سب قنوج سے منگوا بھیجا۔ عطائی پرگنہ قایم گنج کے ایک بہاٹ مسمی بہبوتی نے اس موقع پر ایک گیت تصنیف کر کے سنایا جسپر نواب احمد خان نے خوش ہوکر ایک موضع بطور انعام دیا۔ وہ گیت مندرجہ ذیل ہی ؎

عجب وہ صاحب قدرت ہی جسنے جگ سنوارا ہی ٭ خدا ہے پاک مولا ہے وہی پروردگارا ہے
کیڑا باندہا کر کسکر غنیم اوپر لئے لشکر ٭ لگے اوس کے عجب جگر غزوی کا خمارا ہی
نول سے مرد غازی کو نہ پوچھے بات پاجی کو ٭ نول سے مرد غازی کو پہنچ گولی سے مارا ہی
نول ہو دی ہی کھ موڑا۔ کہین ہاتھی کہین گھوڑا ٭ قبایل بھی کہین چھوڑا نہ سر چیرا سنبھارا ہی
چلین توپین دھڑا دھڑ سے رسکلے بھی پڑا پڑ سے ٭ بشتر نالین پڑا پڑ سے تھور کا پہاڑا ہے
چلین تیرین شناشن سی چلین گولی سنا سن سے ٭ کئین مکتبر جہنا جہن سے پڑی تلوار دھارا ہے
بہبوتی نام ہے میرا عطائی پورمین ڈیرا ٭ یہی ہی مئو کا کھیرا تلے گنگا کنارا ہے

صفدر جنگ کی احمد خان پر چڑھائی

افغانونکی آمدگی جنگ کی خبر تھوڑے ہی عرصہ مین دہلی پہونچی۔ صفدر جنگ نے بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ احمد خان برادر قایم خان بنگش ملک و پرگنات کی آبادی مین خلل انداز ہوتا ہی۔ اگر چند روز اسی طرح رہیگا تو اوس کا مقابلہ مشکل ہوجائے گا۔ بادشاہ نے عرض سنکر وزیر کو باغیونکی سرکوبی کی اجازت دی۔ وزیر نے دس ہزار پیادہ بارہ ہزار سوار و توپخانہ و خزانہ اور دوسرا سامان جنگ لیکر ۱۲ شعبان ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۰ جولائی

سنہ ۱۷۵۸ء کو دہلی سے کوچ کیا اور دریاے جمنا سے اوتر کر اپنی تیاری مین مصروف ہوے ۲۷ و ۲۸ شعبان کو اونہون نے کچھہ فوج نصیر الدین حیدر اور اسماعیل بیگ خان جیلے کے زیر حکم نول رای کی کمک کو روانہ کی سلخ ماہ رمضان بروز پنجشنبہ سنہ ۱۱۷۲ ہجری مطابق ۲۳ جولائی سنہ ۱۷۵۹ء کو وزیر نے دہلی مین واپس آکر مارو بگیر بادشاہ سے حضرت حاصل کی اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان بہادر اور میر نظامی اور میر بقا پسران اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور نواب ناصر خان صوبہ دار کابل وغیرہ امرا اور دوسری فوج بادشاہی اونکی مدد پر مقرر ہوئی اور بروقت رخصت وزیر کو سرا و شمشیر اور پھولکٹارہ مرحمت ہوا۔ اور نجم الدولہ کو فتح پیچ مع شمشیر اور میر بقا کو فتح پیچ عطا ہوا۔ اور وزیر نے بڑے لشکر کے ساتھہ کوچ کیا اور مارو گھاٹ پٹرہ کو بجیت دو ہزار سوار اونکی اپنی شامل کیا اور کنور سورج مل ابن مہاراج بدن سنگھہ والی دھہ پور کو بذریعہ خط مدد کے واسطے طلب کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ میری اس تحریر کو حاکمانہ تصور نکرین بلکہ دوستانہ خیال کرین کنور سورج مل بمقام سہارنپور اونہون نے مہاراج بدن سنگھہ سے اجازت چاہی۔ مہاراجہ نے جواب لکھا کہ حسب الطلب نواب جانے کا مضایقہ نہین مگر منظور اندیشی ہمیشہ رہنا چاہیے اور مسلمانونکے قول پر اعتماد نکرنا چاہیے سورج مل پندرہ ہزار سوارونکی جمعیت سے مدد کے لیے روانہ ہوا وزیر کی فوج پر سرداران مفصلہ ذیل حکمران تھے۔ نجم الدولہ محمد اسحاق خان داروغہ نزول و شیر فگن و مرزا محمد علیخان کوچک و عیسیٰ بیگ خان جیلہ و آغا محمد باقر بریہی و مرزا مہدی بیگ و نعیم خان۔ دہلی سے چلکر تین چار روز مین دو منزل آئے تھے کہ اونہون نے نولراے کی شکست کی خبر سنی وزیر کو سنتے ہی کمال غم و غصہ آیا اور کہنے لگے۔ افسوس اس خود بین و ایام الحمر نے کمک کا انتظار نکیا۔ اگر تھوڑا بھی توقف کرتا تو ان کسانون کو فتح نصیب نہوتی یہ کہکر کثرت الم سے پلنگ پر ہاتھہ ماری اور تکیہ پر سر رکھہ کر بیہوش ہوگئے۔ جب وزیر نے تکیے سے سر اوٹھایا اور اون کو غش سے افاقہ ہوا تو ایک منشی کو بلایا اور حکم کیا کہ ایک پروانہ الہ آباد کے قلعہ دار کے نام اس مضمون کا روانہ کرو کہ بغور صدور حکم نہا محمد خان غضنفر جنگ کے پانچون بیٹون کو جو وہان مقید ہین بڑی عقوبت سے قتل کرے اور دوسرا حکم وزیر نے اپنے بیٹے جلال الدین حیدر کے نام جو بعد ازان شجاع الدولہ کے نام سے مشہور ہوا دہلی مین بھیجا کہ پانچون جیلون کو قتل کرکے سر اونکے میرے پاس بھیجدے۔ بموجب حکم وزیر کے قلعدار الہ آباد مع چند جوانونکے قیدیون کے پاس بارادہ معلوم گیا جسوقت ان مصیبت زدون نے جلادون کو دیکھا تو امام خان نے قلعہ دار سے مخاطب

ہوکر کہا کہ بعد وفات قایم خان کے میں منتخب ہوکر جانشین کیا گیا جو کچھ سزاوار ہون تو مین ہون ان بیچارون کا کیا مقصود ہی - لہذا وزیر کو اس امر کی اطلاع دو اور تا صدور حکم ثانی انکا قتل ملتوی رکھو - علاوہ اسکے ایک نہ سنی آخر جلاد اونکی طرف بڑہا ہر ایک اپنی قتل مین بمقابلہ اپنی دوسرے بھائیون کی ہیں دستی جانتا تہا - غرض سب کی سب قتل ہوکر قلعہ مین مدفون ہوئے بعد وقت وزیر کا حکم جلال الدین حیدر کو پہنچا تاریخ ۲۰ - رمضان ۱۰۶۳ ہجری مطابق ۱۲ - اگست سنہ ۱۶۵۳ء کو اوسنے زین العابدین خان داروغہ مجلس سے کہا کہ پانچون چیلون کو باہر لاؤ زین العابدین خان پالکی لیکر محبس مین گیا - اور کہا شمشیر خان وزیر کی پاس سے تمہاری تبدیل جاے کا حکم آیا ہے - لہذا مین پالکی لیکر آیا ہون شمشیر خان نے جواب دیا مین خوب جانتا ہون جہان ہمین پہنچانے کا حکم ہے خیر جاؤ تم بجاؤ اور مجہے اتنی مہلت دو کہ مین غسل کرکے کپڑے بدل لون اور اپنی جنازے کی نماز پڑہ لون زین العابدین شمشیر خان کو بہت عزیز رکہتا تہا مگر وزیر کے حکم سے مجبور رہتا - شمشیر خان کو چہوڑکر باقی چاروں کو پالکی مین بٹہا کر لے گیا - جب یہ مقتل مین پہونچے جلاد نے بڑہکر چاروں کے سر تن سے جدا کردیے اس عرصے مین شمشیر خان نے نہا دہوکر نئی پوشاک پہن کر خوشبو لگائی - اور اپنی جنازے کی نماز پڑہکر تلاوت قرآن مین مشغول ہوا زین العابدین خان پالکی لیکر وہان پہنچا اور کہا پالکی پر سوار ہوکر تشریف لے چلئے تب اوس نے قرآن مجید کو جزدان مین رکہکر زین العابدین خان کے حوالہ کیا اور بیچ اس شرفیان دین کہ کسی سید کے ذریعہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فاتحہ کرا دینا اور جو نہ اپنی پانون سے نکالکر دیا کہ یہ کسی غریب برہنہ پا کو دیدینا اور اپنی مہر کی انگشتری اوتار کر اپنے نوکر کے حوالے کی کہ یہ میرے بیٹے حسن علی کو دیدینا اور اپنی تسبیح مع قرآن دی اور کہا کہ اگر شیر علی کے کوئی اولاد ہو تو اوس کے گلے مین ڈالدینا - یہ سب وصیتین کرکے برہنہ پا مقتل کیطرف روانہ ہوا زین العابدین نے ہرچند کہا کہ پالکی پر سوار ہوجاؤ مگر اوس نے منظور نہ کیا اور کہا کہ بہتیرے میرے غلام پالکی نشین کیا فیل نشین بھی ہوئے ہین مگر میرے کل منصوبے حوصلے اب ختم ہوئے - جب مقتل مین پہونچا اور چاروں لاشون کو دیکہا کہنے لگا بہا تو انا الی اللہ راجعون جلال الدین نے اوس کو دیکہہ کر کہا شمشیر خان تمہاری شمشیر سوقت کہان ہی - جواب مین اوسنے یہ اشعار پڑہے

ہمان شمشیر و شمشیرزن منم + ہمہ سازم کہ قبضہ نہ دہد دستم
اگر نہ تیر خان و مانم جریدہ + بگردم تہ خاک کردم عدم

یہ سنکر جلال الدین نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اس کا سر تن سے اوڑادے جلاد نے تلوار کا ہاتھ لگایا مگر خطا کی - دوسرا ہاتھ لگایا پھر بھی خطا کی - تب جلال الدین نے ایک مغل سے کہا کہ کھڑا رہا

کہا تو اسے قتل کر پہلے تو مغل متامل ہوا لیکن اوسکے اصرار سے تلوار ہاتھ مین لی اور ایک ہی ضرب مین سر تن سے جدا کر دیا - لاش کلمہ پڑہتی ہوئی کعبہ کیطرف دس قدم چلکر کھڑی ہوگئی - اوسکیان دونون ہاتھ کی انگلیان بسبیح برجنبش کرتی تہین یہ حالت دیکہکر مغل اوسکی طرف متعجبانہ بڑہا اور بیٹھ پر ہاتھ رکہکر کہا کہ خانصاحب تم بیشک شہید ہوئے - جونہی یہ الفاظ اوس نے زبان سی نکالے لاش اوسکی طرف پھری اور رکوع مین آئی مغل یہ حالت دیکہکر زار زار رونے لگا - اور جلال الدین سی مخاطب ہوکر کہا ای ملعون تو نے کس شخص کو میرے ہاتھ سی قتل کروایا - پھر اپنی تلوار پتھر پر توڑکر اور کپڑے پھاڑکر جنگل کو بھاگ گیا

شمشیر خان کے ماری جانے کی تاریخ یہ ہی ہے

خجر دست عدو گوہر جانش مے سفت — حور از گیسوے خود خاک رہش رامے رفت
سال تاریخ وفاتش زخرد بر جستم — ہا تقے صاحب شمشیر بہادر مے گفت

۱۱ ۶۳

جلال الدین نے پانچون لاشون کو کنوین مین ڈلواکر کنوان پتھر و لسے پٹوا دیا - وزیر نے مقام مارہرہ کے باغات مین ٹہاؤ کیا کر دوسری فوج کی حاضری کا حکم دیا - نصیر الدین حیدر اور اسماعیل بیگ خان جو راجہ نول رائے کی کمک کے واسطے بہیجے گئے تھے جب بن بوری کے قریب پہنچے تو جاسوسون کی زبانی نولرائے کی شکست و موت کی خبر معلوم ہوئی فوراً واپس ہوکر وزیر کے لشکر سے آن ملے جو اوسوقت مارہرے کے قریب مقیم تہا وزیر کی پاس ستر ہزار سوار سی زیادہ جمع ہوگئی - اور گیان پرکاش کے بوقت نے وزیر کی ہمراہ سپاہ کی تعداد ایک لاکہ سوار اور چالیس ہزار پیادہ بتائی ہے - اور اس ضمن مین ایک عجیب سانحہ ہوا

وزیر کی فوج کے ہاتھ سی قصبہ مارہرہ کا غارت ہونا اور بیخبت شریف کا بلا مین مبتلا ہونا

لہ مفتاح التواریخ مین یہ تاریخ راجہ پرتھی پت کے واقعہ کی لکہی ہے اور کہا ہے کہ وہ صفدر جنگ کے ایما سے ۱۱۶۳ ہجری مین مارا گیا تہا - مگر ہمنے اس تاریخ کو شمشیر خان کے واسطے بہتر جانا کیونکہ اسی وجہ سی ایک تو یہ کہ شمشیر کا لفظ اسکے نام مین آیا ہے - اور وہ شمشیر خان کے لئے مناسب ہے - اور پرتھی پت کی اس مین کوئی بھی رعایت نہین - دوسرے ۱۱۶۳ ہجری مین دوبارہ صفدر جنگ نے پٹھانون پر سر ہونکی امداد سی حملہ کیا تہا تو اس یورش کے درمیان مین راجہ مارا گیا تہا - اور راجہ جمادی الاولے ۱۱۶۳ھ مطابق اپریل ۱۷۵۰ء تک تو احمد خان کے ساتھ رہا البتہ شمشیر خان ۱۱۶۳ ہجری مین شہید ہوا تہا - ۱۲ منہ لہ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

۱۸۔ رمضان ۱۱۶۳ ہجری کو کسی مغل کے ساربان نے عنایت خان کے دروازے کا درخت کاٹا یہ شخص وزیر کا نوکر اور اسی قصبے کا رہنے والا تھا۔ عنایت خان نے وزیر کی ملازمت کے بھروسہ پر ساربان کو سزا دی تمام ساربان جمع ہوکر اپنے آقا کے پاس فریاد لیکر گئے۔ چونکہ وہ شخص جماعہ دار مغلیہ تھا اوس نے حکم دیا کہ عنایت خان کو پکڑ لاؤ اوسکی سوار و پیادی عنایت خان کے گھر پر دوڑ پڑے۔ یہ حال جبکہ وزیر کے دوسرے سپاہیوں نے دیکھا تو وہ یہ سمجھے کہ شاید قصبہ مارہرہ کے لوٹنے کا حکم ہوا ہے تمام فوج مغلیہ تیار ہوکر عصر کے وقت قصبے پر جا پڑی) اور طرفۃ العین میں اوسکو برباد کر دیا۔ اور عنایت خان کو مع اوس کے نوجوان اکیس سالہ لڑکے کے قتل کر ڈالا۔ وزیر نے یہ خبر پاتے ہی نصیر الدین حیدر کو روانہ کیا کہ مارہرہ میں پہنچکر سیاہ کو وہاں سے اٹھا لے اور اپنے چوبداروں اور ہرکاروں کو دوڑایا کہ جاکر لوٹنے والوں کو منع کریں جب تک یہ لوگ پہنچیں وہاں کا کام تمام ہوچکا تھا۔ اکثر سیدوں اور شیخوں اور کنبوہوں کی عورتیں قید ہوئیں مغلوں کے ہاتھ سے ستر آدمی مارہرے کے ناحق مارے گئے۔ نصیر الدین حیدر نے تمام شب ان عورتوں کو پکڑنے والوں کے پاس سے لیکر علیحدہ خیمے میں جمع کیا۔ اس سانحہ سے صفدر جنگ تمام شب ملول رہے اور زار زار روئے اور کہا نانہ کہایا۔ صبح ہوتے ہی تمام عورتوں کو اونکے گھر پہنچا دیا۔ مغلوں سے لڑکوں وغیرہ کو گھروں میں چھپا دیا تھا اونکو تلاش کرکے اونکے والدین کے سپرد کیا اوسروز قصبہ مارہرہ میں قیامت برپا رہی۔ اور سب کہتے تھے کہ وزیر کو فتح نصیب نہوگی۔ وزیر نے کہہ بھیجا بھی مارہرہ کے مظلوموں کو بھیجا اور بعد اطمینان کلی مارہرہ میں ایک مہینہ مقام کرکے مشرق کی طرف بڑھے۔

شکست وزیر

وقائع راجپوتانہ میں لکھا ہے کہ کنور سورج مل بنی جمعیت کے ساتھ مقام کول میں وزیر سے آکر ملا نواب وزیر نے اسماعیل بیگ کو استقبال کے لئے بھیجا جب نواب وزیر سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے عند الملاقات کہا کہ آپکے چچا روپ سنگھ اور ہمارے والد سعادت خان کے درمیان قدیم سے محبت تھی اب وہ زیادہ مستحکم ہوئی دوسرے روز نواب سے ملاقات بازدید کی۔ اسکے بعد کوچ کرکے نولکھا باغ میں ڈیرہ کیا اور فوج کو سنبھالا تو کل فوج لاکھ سے زیادہ تھی۔ کالی ندی کو عبور کرکے[۱] رام جھونی مقام میں قیام پذیر ہوئے اور گرد لشکر کے خندق کھدوائی رام جھونی سہاور سے[۲] ۳ میل مشرق میں اور

[۱] رہتے کلامہ ۲۔ [۲] اب سہاور کرسانہ کی نام سے مشہور ضلع ایٹہ میں ہے۔ اور پٹیالی بھی ضلع ایٹہ میں واقع ہے ۱۲

بٹیالی سے پانچ میل مغرب میں واقع ہی سورج مل اپنی فوج سمیت وزیر کی داہنے بازو پر پیش لشکر کے قریب تھا اور اسماعیل بیگ خان سورج مل کے بائیں جانب تھا۔ اور سمت مگھر راو بھدادر بھی وزیر کے ہمراہ تھا۔ احمد خان نے سورج مل کے پاس وکیل بھیجکر کہلایا کہ بھائی فایم خان نے رہیلون کی جنگ میں وفات پائی۔ اس موقع کو غنیمت سمجھہ کر صفدر جنگ نے بادشاہ سے اس ملک کی ضبطی کی اجازت لی تھی۔ اسلئے کو سنکر والدہ صاحبہ اور میرے بھائی وزیر کے پاس گئے۔ اور کل مال و اسباب نذر کیا اور بادشاہ کی خدمت میں معاملہ پیش کیا وزیر نے ظاہر داری کی خاطر دلاسا کرکے مستعد کیا مگر دلسے کینہ رفع نہ کیا اور مطلق رحم نکرکے ہمسے لڑائی شروع کی ہی۔ آپ ایسے بے ایمانکی مدد کرتے ہین یہ نازیبا ہے۔ مناسب یہ ہی کہ ایسے معاملے سے آپ علحدہ ہو جائین۔ سورج مل نے جواب دیا کہ آپ برسر مقابلہ آگئے صلح کی گنجایش نہین ہی اگر پیشتر سے کہتے تو ایسا کیا جاتا۔ احمد خان نے شاہجہانپور و ملہر بریلی و آنولہ و جونپور کے پٹھانونسے امداد کی درخواست کی جونپور مین احمد خان کے چند احباب آکر آباد ہوئے تھے۔ گل رحمت مین لکھا ہی کہ احمد خان نے بی بی صاحبہ والدہ قایم خانکی طرف سے ایک ایلچی روہیلونکے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ بھی مدد کرین۔ حافظ صاحب نے پٹھانونکی تباہی پر خیال کرکے برمول خان اور دوندخان اور دوسرے جماعہ داروں کو چیدہ سپاہ کے ساتھہ احمد خان کی کمک کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ کوچ کوچ کرکے جلد احمد خان سے جا ملین اور آپ بھی روانگی کے ارادے سے شہر بریلی سے چھ میل باہر نکلوا کر ٹھہرے گئے۔ مگر اس بات کی تحقیق کے لئے کہ وزیر فرخ آباد کی قریب پہنچے یا نہین توقف کیا اور سپاہ کی فراہمی مین مشغول ہوئے۔ احمد خان اوسوقت مع رستم خانکے مغرب کی سمت روانہ ہوا جبکہ دونون لشکر مقابل ہوئے تو نواب احمد خان نے رستم خان سے کہا کہ چونکہ نواب وزیر اور سورج مل دونون ایک ساتھہ ہمپر چڑھائی کے لئے آتے ہین لہذا مناسب یہ ہی کہ فوج علحدہ علحدہ کرکے اپنا اپنا حریف پسند کرلین۔ رستم خان نے جواب دیا ہان خوب نواب نواب سے لڑے اور سپاہی سپاہی سے لہذا مین سورج مل کا مخالف ہونگا تاریخ ۲۲ شوال ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۳ ستمبر ۱۷۵۰ء کی شب کو وزیر نے سید ہدایت علی ہی جو کہ نجم الدولہ محمد اسحاق خانکی فوج کے ہراول مین تھا اور برپلی مین رہکر پٹھانونکی لڑائیان اور انکی دانون گھات دیکھہ چکا تھا مشورہ لیا اوسنے کہا کہ یہ لوگ اکثر کمین گاہ تیار کرکے دشمن پر حملہ کرتے ہین۔ اگر اوسوقت طرفانی یا تداری کرے تو خود مغلوب ہو جاتے ہین اسلئے تین چار ہزار سپاہ اپنی سواری کے ہاتھی کے سامنے سندوق و جزائل کے رکھنا چاہیے کہ اونکی شورش کے وقت آپکے سامنے جمکر قاعدہ کے حملے کا تدارک کرین

اسماعیل بیگ خان نے غرور مین آکر کہا کہ کل دیکھو کیا ہوتا ہی - احمد خان کیونکر گرفتار ہوتا ہی - سید ہدایت علی خانہ ساماں صبح ہوتے ہی بعد خاردیر نے لڑائی کا حکم دیا اور توپخانہ اپنے روبرو رکھا اور سورجمل جاٹ و اسماعیل بیگ خان مع پچاس ہزار جوانونکے رستم خان کی جانب بڑھے اور حملہ شروع ہوا اوسکی باین جانب ایک ویران گانون کی بلندی تھی اسماعیل خان اور سورج مل اس بلندی کے دامن مین مقیم ہوئے اور چوٹی پر جنہون نے توپین قایم کین جہان سے رستم خان کا لشکر ٹھیک روبرو تھا رستم خان نواب احمد خان کے پاس گیا - اور حملے کی اجازت چاہی - نواب کا منشا یہ تھا کہ جنگ مین تہوڑا سا توقف ہونا چاہیے لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ التوا غیر ممکن ہی کیونکہ دشمن قوی ہی اس لئے اوس سے لڑائی شروع کر دینا قرین مصلحت ہی وہ اپنی پالکی پر سوار ہو کر واپس آیا اور اپنے آدمیون کو جنگ کے واسطے آمادہ کیا جونہی بڑھنے کا حکم ہوا جہان نورا شمشیر بدست حملہ کرتے ہوئے بلندی پر جا پہونچے - اور توپون پر قبضہ کر لیا - رستم خان نے تہوڑے فاصلے پر بہت فوج دیکھی کہ صف باندہے کھڑی ہی اوسنے حکم دیا کہ حملہ موقوف رہو - یہ سورج مل کی فوج خاص اوسی کے زیر حکم تھی - سورج مل نے اپنے سپاہیون سے کہا کہ تم پٹھانون سے دست بدست مت لڑو کیونکہ اونکو شمشیر زنی مین مہارت کامل حاصل ہی بلکہ تیر و بندوق سے جنگ کرو اور اسمعیل خان نے بہت سنگہ بھدوریہ جو عقب مین بطور کمک کے مقیم تھے مقرر کرنے لگا - اونکی یہی صلاح ہوئی کہ پٹھان قریب نہ آنے پائین بلکہ ہم اونکو داہنے و باین طرف سے گھیر لین اسلئے یہ اپنی فوج کو بصورت ہلال قایم کرکے پٹھانون کیطرف بڑھے - اونہون نے توپ اور بندوق اور جہنسے افغانون پر آگ برسانا شروع کی - رستم خان اسم باسمے تھا تیر و کمان لیکر پالکی سے اوتر پڑا اور تلوار لیکر مع اپنی فوج کے جو گھوڑون سے اوتر پڑی تھی آگے بڑھا اور بہت سے دشمنون کو قتل کیا اور بہتیرون کو ہلاک کیا - افغانون نے اس فتح مین بھی کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا مگر چونکہ غنیم کی تعداد زیادہ تھی رستم خان مع چھ سات ہزار جوانونکے اس معرکہ مین قتل ہوا - سورج مل اور اوسکے رفیقون نے باقی لوگون کا علی گنج کیطرف بہت دور تک تعاقب کیا - یہ مقام میدان جنگ سے جو بیس میل جنوب و مشرق مین واقع ہی اس لڑائی مین سورج مل کے ہمراہ بلوسنگہ جودہری لب گڈھ کے مین سنگہ وصاحب رام وسنگہ رام و کہوہ برہمن دہری سنگہ وصورت رام و تلوک چند تھے کہان مین سے بلوسنگہ وصاحب رام و کہوہ و تلوک چند دہری سنگہ مارے گئے -

اوسی وقت رستم خان کے داہنی جانب چند کوس کے فاصلے پر نواب احمد خان وزیر سے لڑ رہا تھا ایک قاصد نے آکر اوسکے کان مین کہا کہ رستم خان نے شکست پائی اور قتل ہوا اوس نے آثار خوف

بارخ کے چہرے پر نمایان نہوئے دئے اور عالم سکوت مین اپنے سردارونکی طرف پھر کر اونسے
بہ آواز بلند کہا کہ ستم خان نے فتح حاصل کی اور سورج مل و اسمٰعیل خان و ہمت سنگھ تینون کو گرفتار
کر لیا جلو ہم بھی کوشش کرین نہین تو وہ بہادری مین ہم سے سبقت لیگا ہم وزیر سے جنگ کرتے ہین
اگر ہم اوس پر غالب آئے تو ہمارا بڑا نام ہوگا اور اگر ہارے تو ہم مین سے کوئی غیر کو منہ دکھلانے کے قابل نرہیگا
سرداروں نے جواب دیا اگر فضل الہی شامل حال ہے اور نواب کا اقبال یاور ہے تو ابھی جو کچھ ہوتا ہے
ہم نہ کہلائے دیتے ہین جب کل فوجنے یہی بات کہی تو نواب نے کہا کہ خدا سے دعا کرو سب نے ہاتھ اوٹھا کر
خدا سے دعا مانگی اور اپنی جان کو اوسکی حفظ و امان مین سپرد کر کے دشمن پر حملہ آور ہوئے جب دونون
فوجین مقابل ہوئین نصیر الدین حیدر نے جسکی فوج آگے تھی توپین چھوڑنے کا حکم دیا مگر بیٹھانون نے
ایسی عجلت کی کہ اون کا کچھ بھی نقصان نہوا۔ جب وہ قریب پہونچے تو مصطفے خان نے جو جنگ تہائی مین
مشہور تہا اپنا مرد مقابل طلب کیا۔ نصیر الدین حیدر اوس کا مقابل ہوا۔ اور دونون مر کر گہوڑون سے گر گئے
جب نصیر الدین حیدر کی فوجنے اپنے سردار کو مردہ پایا تو اوس کے پاؤن اوکھڑ گئے اور سب نے راہ فرار کی۔
اوسوقت احمد خان اور مقام پر آپہونچا جہان مصطفے خان اور نصیر الدین حیدر کی لاشین پڑی تہین
وزیر کو یہ شکست بالخصوص کا سگار خان بلوچ فوجدار شہر دہلی کی بغاوت سے ہوئی اوس نے احمد خان کا مقابلہ
نکیا بلکہ پھر کر بھاگا جبکہ وزیر نے دیکہا کہ اوس کے آدمیون نے منہ پھیر لیا ہے تو اوسنے بعجلت تمام محمد علی خان
رسالہ دار و نور الحسن خان حاجہ دار بلگرامی وغیرہ و عبد النبی خان جملہ محمد علی خان کو یہ حکم دیا کہ جلد پہونچ کر
پیش لشکر کو کمک پہنچائین۔ چونکہ مغلہ مین ہر طرف پریشانی پہیل گئی تہی لہذا اس تازہ وارد فوج کی
کوششین محض بیکار ہوئین محمد علی خان بائین بازو پر گیا۔ یہان تین ہزار فوج پیدل صف باندہے کہڑی تہی
کہ اونکے پیچہے کچھ سوار بھی تھے۔ جب یہان قریب آپہونچے تب نور الحسن خان اور اوسکے سپاہیون نے
کمان اوٹہائی اور عبد النبی خان کے بندوقچیون نے بندوقین سر کین اس سے بہت سے پٹھان مارے گئے
اور منتشر بھی ہو گئے مگر پھر فی الفور مجتمع ہو گئے اور برابر بڑہتے چلے آتے تھے۔ محمد علی خان کے داہنے
ہاتھ مین گولی لگی اور نور الحسن خان کے ہاتھی کے پانچ زخم تلوار کے لگے۔ اس مقابلے مین میر غلام نبی
و میر عظیم الدین سید بلگرامی مارے گئے۔ اور ناصر خان بھی کام آیا۔ جسوقت نواب احمد خان میدان مین
پہونچا مغلون نے چہوٹی بڑی سب توپین یکبارگی سر کین اونمین گولے اور لوہے کے ٹکڑے بہرے تہے
اونکی آواز سے زمین تو لرزا وٹھی۔ مگر افغانون کو کچھ بھی نقصان نہ پہونچا۔ فقط بزول خان کی ایک
انگلی کی کہال اتر گئی مگر زمین و آسمان دہوان دہار ہو گیا بالکل تاریکی چہا گئی۔ احمد خان نے تہوڑی دیر

توقف کیا۔ جب وہان کم ہوا تو ڈاک کے درختون کی آڑ مین بڑہنا شروع کیا سوارون نے گہوڑے کسی اور تلوار ہاتھ مین لے لی اور آگے ہوے۔ نواب احمد خان کہارون سے یہ آواز کہتا جاتا تھا کہ میری پالکی جلد بڑہاے۔۔۔ چلو اور دشمن کی فوجین پہنچا دو اور کمان سے بھی اشارہ کرتا تھا۔ جب پٹھان لوگون کے قریب پہنچے بندوقون سے گولندازون کو ہٹا دیا۔ زنجیرین لشکر گاہ کی تلوارون سے کاٹ دین اور وہان جا پہنچے۔ جہان وزیر کہڑے تھے۔ اور تیر و گولی برسانا شروع کی نواب احمد خان بھی ایک کمکی فوج لیکر عقب سے آملا نواب وزیر کیطرف تاک کر تیر لگاتا تھا پٹھانون نے تلوارین ہاتھ مین لیکر، اور کشتون کے پشتے لگا دیے لاش پر لاش گرتی جاتی تھی اوسوقت تلہر کا ایک رسالہ پٹھان وزیر کے عقب مین آپہنچا اور لڑائی ہوتی دیکھ کر اوسنے ایک شتر سوار خبر لانے کے واسطے روانہ کیا اوس کو حکم ہوا کہ تم اس جانب سے جہان کروسیطرف چترِ دار حوضے کا ہاتھی کہڑا ہے اس مین وزیر سوار ہے اوسطرف آدمی بھی کم ہین ان سے امید کیجاتی ہے کہ کوئی تمہارا روک بھی نہ کر سکے گا۔ تلہر کا افغان تین سو جوانون کے ساتھ اسطرف گیا جہان وزیر کہڑا تھا اوسکے بندوقچیون نے بندوقین مارنا شروع کین۔ وزیر کا فیلبان مارا گیا اور ہاتھی کے بیٹھنے کا ارادہ کیا اوسوقت نواب احمد خان کا بھانجا سید شجاع الدولہ کا اور شاہ مرزا علی نقی بھی جو وزیر کے خواصی مین بیٹھا تھا زخمی ہوا اور وزیر کے بھی خفیف زخم لگا گہوڑے جوڑے وگردن کو جہلتی ہوئی داہنے جبڑے کے نیچے سے نکل گئی اور وہ خشمگین کہا کر حوضے مین گر پڑے اوسکا حوضہ نہایت مضبوط آہنی پتروں کا بنا ہوا تھا اور اسقدر بلند تھا کہ فقط سر اوپر نظر آتا تھا اس سبب سے وہ اور زخمون سے محفوظ رہے۔ پٹھانون نے حوضہ خالی اور ہاتھی کو بے مالک دیکھکر اوسکا کچھ خیال نہ کیا۔ اور بخلون کے لوٹنے مین بڑہتے چلے گئے۔ فقط نوازش خان و محمد علی خان اپنے حال مین رہے یہ دونون سردار وزیر کے پاس آئے۔ اور پوچھا کہ اب کیا حکم ہے وزیر نے کہا کہ طبل فیروزی بجوا دو۔ مگر باوجود اس طبل کے بجنے کے سوا دو سو جوانون کے ایک شخص بھی وزیر کے پاس نہ آیا۔ اب رات ہونے لگی۔ تب بھی نواب جنگت نواز کا بھائی بجاے شہادت مقتول کے وزیر کے ہاتھی پر سوار ہوا تو وزیر کا ارادہ ویسی کا تھا۔ مگر یہ مجبوری میدان جنگ سے بارہ کوس کی طرف واپس چلے کہتے ہین کہ جب وزیر کو ہوش آیا تھا تو داڑھی کے بال کہسوٹے اور دانتون سے ہونٹ کاٹے اور دونون ہاتھ ملے۔ وزیر کے بہاگنے سے تہوڑی دیر بعد سید جلال جانشین اسماعیل و راجہ ہمت سنگہ۔ رستم خان آفریدی کی فوج کو شکست کامل دیتے ہوے اور اونکو خشمگین کئے ہوے خوشی خوشی وزیر سے ملنے کو آتے تھے۔ نواب احمد خان مع چند جوانون کے اسوقت وزیر کے لشکر گاہ پر قبضہ کئے ہوے تھا جب اوسکی نظر لشکر عظیم پر پڑی نہایت پریشان ہوا اور درگاہ جناب

باری کیطرف رجوع کرکے ہاتھہ آسمان کی طرف اوٹھاکر دعا کی کہ بارالہا اس بندہ عاصی کی عزت و آبرو تیرے ہاتھہ ہے تیرے سوا اوس کو آفت سے بچانے والا کون ہی - دو ایک لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبر ان تینون سردارون کو پہنچی اونکو حواس جاتے رہے اونکی خوشی مبدل بہ رنج ہوئی اور مارے خوف کے ہانپتے کانپتے دہلی کیطرف راہی ہوئے احمد خان شکر خدا بجا لایا اتنے مین جو لوگ وزیر کے تعاقب سے لوٹے ہوئے آتے تھے اونسے اور نواب اسحاق سے مقابلہ ہوگیا اوس نے بہادری سے کہا کہ مین وزیر ابو المنصور خان ہون یہ سنکر افغانون نے اوسے گھیر لیا اور ہاتھی پر سے اوسکو پکڑ کر اوس کا سر کاٹ لیا اور لاکر نواب احمد خان کے قدمون پر ڈالدیا اور کہنے لگا یہ وزیر کا سر ہے جب نواب نے اوسپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہ اسحاق خان کا سر ہے نہ وزیر کا -

سید ہدایت علی نے کل لشکر کے بھاگ جانے کے بعد وزیر کے تو بچا لینے کی تو مین حسقدر رسائی چل سکین ہمراہ لیکر اور متفرق آدمیون کو جمع کرکے ساتھہ لیا شام کے وقت وزیر نے قصبہ مارہرہ مین پہونچکر جو میدان جنگ سے اکیس میل کے فاصلے پر سمت مغرب واقع ہی سید نور الحسن کو حکم دیا کہ تکمید زخم کی فکر کرے خان مذکور نے سینکنا شروع کیا اکثر مغلون ہی نے وزیر کے لشکر کے آدمیون کو لوٹا اور جو بچے اور گانون والونکے ہاتھ لگے تو انہون نے اونکو لوٹ لیا - ہان مارہرے سے دلجمعی کی صورت ہوئی یہان وزیر نے ایک سب مقام کیا - اور یہان سے دہلی کو روانہ ہوئے - مگر وہ ابھی دہلی نہ پہنچے تھے کہ اونکی شکست و مذلت کی خبر جا پہنچی امراے منافق اور بادشاہ اور اونکی مان اور سید بائی اور جاوید خان وزیر کے مال و اسباب کی ضبطی کی فکر کرنے لگے - مگر کچھہ دہشت کہا کر انتظار تحقیق کر رہے تھے - جب سنا کہ وزیر زندہ نزدیک آ پہونچے تو اونکی پہنچنے کے منتظر ہوئے - وزیر کی بی بی نے وزیر کے پہنچنے سے قبل بنے بیٹے اور ماموں کو حکم دیدیا تھا کہ حسقدر آدمی موجود ہین اونکو ہر وقت لڑنے مرنے کے لئے تیار رکھین - ۲۹ شوال سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ء کو وزیر دریاے جمنا کے کنارے شاہجہان آباد کے مقابل پہنچے اور بادشاہ سے سوال و جواب شروع ہوئے حکم نہ تھا کہ شہر مین داخل ہون - قاضی نے فتوے دیدیا تھا کہ اگر وزیر ہند شکست پاکر لوٹے تو ہاتھی اسے باندھکر شہر کے شار کرنا چاہیے [۲] سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ وزیر شہر مین داخل ہوئے - اور جب

---

[۱] دیکھو گلزار پریشان ص ۱۲ [۲] دیکھو سیر المتاخرین اور آرمان کی تاریخ مین ۱۹ ص ۱۲

امرائے منافق کی حرکات سے اور دیکھی نواب بہادر جاوید خان اور والدہ بادشاہ کو (جنکی سازش سے یہ تجویز ہوئی تھی کہ صفدر جنگ کی جائداد ضبط ہو جاوے اور بجائے اونکے وزیر سابق کے قمرالدین خان اعتمادالدولہ کا بیٹا انتظام الدولہ خان خانان مقرر ہو) پیام دیا کہ ہنوز میرا مردہ زندہ بادگران ہے۔ اور مجھہ سے کج بازی دور ہے اونہون نے وزیر سے معذرت کی۔ فرخ بخش نے لکھا ہے کہ محمد اسحاق خان کی لاش اوسیطرح میدان جنگ مین پڑی رہی تھی۔ محمد علیخان خویش و تبعہ خلف اکبر نواب علی محمد خان روہیلہ کے ایک سردار کا بیٹا ہے۔ اور دہلی مین سالار جنگ اور مرزا علی خانکی رفاقت مین رہتا تھا اسحاق خان کی شہادت کا حال سنکر اور معلوم کرکے کہ اوسکی لاش اوسی طرح میدان جنگ مین پڑی ہوئی ہے دہلی سے معرکہ مین آیا اور سنکر کے لاش کو اٹھا لیگیا اور سالار جنگ کے پاس بھیجا دی اور تجہیز و تکفین کی۔ وزیر کی شکست کے بعد بادشاہ نے غازی الدین خان فیروز جنگ ولد نظام الملک سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دہلی پر چڑھہ آئے تو کیا کرنا چاہیے اوسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کچھہ التماس کرون بادشاہ نے اوسکو اجازت دی تب فیروز جنگ نے کل کیفیت مشرح بیان کی اور بنگش خاندان کی خدمات شایستہ معرض بیان مین لایا اور کہا کہ یہ سب وزیر کی شرارت کا باعث تھا جس سے وہ آمادہ بجنگ ہوا۔ ورنہ وہ مطیع سرکار رہتا بعد گفتگوئے بسیار اوسنے کہا اب آپ ہی انصاف کیجئے اس مین کس کا قصور ہے بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچھہ تمنے عرض کیا سب صحیح ہے۔ محمد خان غضنفر جنگ اور اوسکے خاندان سے کوئی گستاخی سرکار سے نہین ہی یہ سب شرارت صفدر جنگ کی ہے لیکن تمھاری کیا رائے ہے اگر نواب احمد خان قابو پاکر صفدر جنگ کا تعاقب کرتا ہوا دہلی کا عزم کرے اوسوقت کیا کیا جائیگا۔ فیروز جنگ نے التماس کیا کہ صلاح دولت یہی ہے کہ نواب احمد خان کو ایک فرمان شاہی مع خلعت و فیل و اسپ و شمشیر بھیجا جاوے اور اوس کو لکھا جائے کہ اب تک جو کچھہ ہوا اوسکا کچھہ علم بادشاہ سلامت کو نتھا سب وزیر کی شرارت سے ہوا۔ وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچا اب اگر تم مطیع سرکار رہو تو قصد دہلی کا ترک کرکے فرخ آباد کو واپس جاؤ یہ صلاح بادشاہ کو نہایت پسند آئی فرمان شاہی مع خلعت احمد خان کو بھیجا گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس چلا گیا۔ حافظ رحمت خان کے افسرون نے بھی اس جنگ مین بڑی دلاوری دکھائی تھی۔ نواب احمد خان نے صفدر جنگ پر فتحیابی کے بعد حافظ الملک کے جماعہ داروں کو خلعت اور ہاتھی گھوڑے اور نقد و جنس دیکر رخصت کیا اور حافظ صاحب کو شکر گزاری کا خط لکھا۔ اوسمین یہ بھی تحریر کیا کہ اودھ کے فتح کرنے کا

ارادہ ہی اگر آپ اپنی سپاہ فیروز آباد تک جو آپکے ملک کی سرحد پہ ہے بڑہائین تو بہتر ہو حافظ صاحب شیخ کبیر اور پرمول خان کو سپاہ دیکر سرحد ملک اودہ کی طرف پورشین کرنے کے لئے بہیجا جنہون نے حدود فتی خیر آباد تک فتح کرلیا اودہ احمد خان نے اپنے بڑے بیٹے محمود خان و جہان خان چیلے کو مع دس ہزار سوار و بیشمار پیادونکے لکھنؤ صوبہ اودہ پر قبضہ لینے کے لئے بہیجا اور سادی خان اور کالے خان و لدہ شیر خان کو کوڑے کی طرف بڑہنے کا حکم دیا محمد امیر خان کو غازی پور پر روانہ کیا - تولرائے کی شکست و موت سے الہ آباد کے بڑے حصے میں بد انتظامی واقع ہوگئی تہی - روپ سنگھ کھنچر جو برگنہ کروالی پر قابض تہا جو زمانہ حال میں ضلع الہ آباد میں واقع ہی و سمیر سنگھ ولد بہدو سنگھ چندیلہ و گنیشار سنگھ رکہبنی جو سابق میں پٹھانونکے دوست تہے اب ان سب سے مرہٹون نے سازش کی اور مثل سالگذشتہ اب بھی مرہٹون کو ندی کے اس پار بولانے کا ارادہ کیا ماہ ذیقعدہ ۱۱۷۳ھ ہجری میں پٹھانون نے ملیح آباد میں تھانہ قایم کیا جو لکھنؤ سے مغرب سمت ۱۵ کوس کے فاصلے پر واقع ہے سانڈی کو جو اب ضلع ہردوئی میں ہی گرفتار کردیا اور امیٹہی کو جو اب ضلع سلطان پور میں واقع ہی لوٹ لیا اور بڑی فوج سے دال مئو اور رای بریلی پر قبضہ کرنے کا سامان کیا -

[illegible] پر یورش

محمود خان اپنے باپ نواب احمد خان کے حکم سے اودہ کو چلا - ۱۰ جمادی الاولی ۱۱۷۴ھ ہجری کو بلگرام کی غربی طرف فروکش ہوا اوسکی فوج کے پٹھانون نے لوٹ کہسوٹ شروع کی اور چند لوگون کو زخمی کیا وہان کی رعایا شریف اور سپاہی پیشہ تھی اونکو بھی تاب نہ آئی چند پٹھانون کو زخمی کیا - اور محمود خان کے لشکر کی دو سو راس ماریکر واپس لیگئے - محمود خان نے دو فوج سے مع جملہ فوج تیار ہوکر شہر کا محاصرہ کیا اور اوسکے لوٹنے کا ارادہ کیا وہانکے لوگ محلہ بمحلہ کے چند لوگوں سے مقابلہ ہوئے - مگر بلگرام کے سن رسیدہ لوگ جو احمد خان سے ربط و ضبط رکہتے تھے وہ محمود خان کے پاس گئے اور اصلاح کرکے اس فتنہ و فساد کو خاموش کیا - محمود خان نے بلگرام کی طرف آکر اپنے کسی بہی اعزام کو مع بیس ہزار سوار و پیادہ کے لکھنؤ پر روانہ کردیا

---

۱۰ گنگا کے کنارے واقع ہی ۱۲

حکم دیا اور اوسنے پانچہزار فوج کو کسی سردار کو دیکر لکھنؤ روانہ کیا سردار مذکور نے شہر کے باہر پڑاؤ کیا الکر ایک کو توال اپنی طرف سے مقرر کرکے شہر مین بہیجا۔ شہر اسوقت صفدر جنگ کے عملے سے خالی تہا کیونکہ منوسلان صفدر جنگ خبر شکست وزیر شکر نقار اللہ خان کے ہمراہ قلعہ الہ آباد مین تھے اکثر مغل اپنا اسباب شیخ معزالدین کے گہر امانت رکہہ گئے تہے۔ اوسکو اوسکی دوستون نے منع کیا تہا کہ ان لوگون کا مال گہر مین نرکہنا چاہیے۔ کیونکہ افغانون کو دعوے پیدا ہوگا۔ مگر شیخ مذکور نے اپنی شجاعت کے گہمنڈ مین آکر نہ مانا معزالدین خان بمقتضاے وقت سردار افاغنہ کی ملاقات کو بیرون شہر گیا۔ اوسنے بڑی عزت کے ساتھہ ملاقات کی۔ کوتوال نے شہر مین بیجا حرکات اور سختیان شروع کین۔ شیخ نے اوس کو سمجہایا اسی ضمن مین کسی مفتری نے سردار افغانان سے ظاہر کیا کہ شہر والون نے آپکے کوتوال کو بحرمت کیا ہے۔ معزالدین اوسوقت سردار کی پاس بیٹہا ہوا تہا اوسنے کہا کہ کیا مجال کوئی ایسا کرسکے مین جاتا ہون اور مفسدون کو سزا دیتا ہون اور فوراً رخصت ہوکر شہر مین آیا۔ شیخ نے یہ خیال کیا کہ اس فرقہ افاغنہ کی امان کا اعتبار نہین۔ پس شہر کے شرفا کو طلب کرکے کہا کہ یہ فرقہ وعدہ کا پابند نہین ہے انکی اطاعت سے بجز ندامت کچہہ حاصل نہوگا اسلئے بہتر ہے کہ سب ملکر انکو یہانسے نکالدین بعض تو خوف کہاکر جان بچا گئے۔ بعض رفاقت کو آمادہ ہوئے۔ معزالدین نے زیور فروخت کرکے روپیہ بہیجا کیا۔ اور شیخ زادہاے شہر کو جمع کرکے اونکو کہا کہ کوتوال کو نکالدین۔ شیخ زادون نے ایسا ہی کیا معزالدین نے کسی مغل کو مغلئی لباس پہنا کر اپنے مکان مین بٹہا دیا۔ اور صفدر جنگ کی منادی کرادی۔ اور اعلان کیا کہ یہ مغل صفدر جنگ کا بہیجا ہوا کوتوال ہے۔ اور ایک سبز جہنڈا علی کے نام کا استادہ کیا۔ جو اوس جہنڈے کے نیچے آتا اوس سے رفاقت کی امید ہوئی۔ سردار نے یہ خبر سنی تو شہر پر حملہ کیا۔ وہ سو شیخ زادون نے مقابلہ کیا دریاے گومتی کیطرف سخت لڑائی ہوئی پٹھان بہاگ نکلے وہ سردار بھی جسکے ہمراہ ہندہ ہزار سپاہ تھی بہاگ گیا تمام توپخانہ اور اسباب شیخ زادون کے ہاتھہ لگا۔ محمود خان نے جو بہائو کے گہاٹ پر مقیم تہا یہ خبر سنکر لکھنؤ کیطرف کوچ کا ارادہ کیا معزالدین نے اوسکو پیام دیا کہ آپ لوگ اپنی حماقت سے اس درجہ کو پہنچے اب بندہ خود ہی آپکی پاس پہنچتا ہے۔ جندے توقف کیجئے ابھی محمود خان وہین مقیم تہا کہ یہ مغرور افغان جا پہونچے اور شیخ زادون کی بہادری کا حال بیان کیا محمود خان خوف زدہ ہوکر اپنے ملک کیطرف واپس ہوا۔ شیخ زادون نے تمام پٹھانون کو اودہ کی عملداری سے نکالدیا۔ یہ بیان سیر المتاخرین کے مولف کا ہے جسنے ان پٹھانون کی ترقی کو نہایت

بغض و تعصب کی نظر سے دیکھا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ جو وقت لکھنؤ کے شہزادوں نے سر اوٹھایا تو اس وقت میں وزیر نے مرہٹوں کی امداد و اعانت کے ساتھ فرخ آباد پر دوبارہ چڑھائی کی تھی اسوجہ سے انتقام ممکن نہ تھا یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کی طرف لوٹ آیا تھا[1] شان کاش کا مؤلف کہتا ہے کہ محمود خان نے لکھنؤ میں بہت ظلم کیا ایک مقدس آدمی مذکور محل واقع لکھنؤ میں رہتا تھا اوس کا نام شاہ سبحان تھا اور بہت پاک باطن تھا محمود خان اوس کے پاس کبھی کبھی جایا کرتا تھا ایک روز اوسنے بڑی جوش و خروش سے کہا کہ تم ہمیشہ قدی کہنے سے باز نہیں آتے کل کو شعلۂ آتش اُٹھے گا جو صدہا آدمیوں کو ہلاک کریگا۔ اور اب تمہاری حکومت یہاں سے اُٹھ گئی ہے جلدی یہاں سے چلے جاؤ چنانچہ دوسرے دن پہانوں کے بارود خانے میں آگ لگ گئی۔ ایکبارگی بڑا آواز ہوا۔ صدہا آدمی اور گئے۔ تین تین چار چار کوس پر جا کر گرے۔ علی الصباح محمود خان نے لکھنؤ سے کوچ کر دیا۔

محاصرہ قلعہ الہ آباد

بعد انتظام مہام احمد خان بذات خود قنوج کو گیا اوسکی آمد سنکر نواب بقاء اللہ خان ولد رحمت خان جو عمدۃ الملک امیر خان کا متبنّی تھا اور اپنے چچا کے عہد سے کورہ کا فوجدار تھا اور پرتاب نراین اور خان عالم و امیر خان سرداران وزیر جو ڈیڑھ ہزار سپاہ کی ساتھ وزیر سے ملنے آتے تھے لکھنؤ کی راہ تھی جھوسی بھاگ گئے۔ تب علی قلی خان داغستانی[2] صوبہ الہ آباد کا نائب اُنسے لڑنے کو آیا اوس وقت اونہوں نے معلوم کیا کہ سادی خان بیس ہزار سپاہ کے ساتھ آیا ہے۔ علی قلیخان اپنی فوج اور کچھ راے پرتاب نراین کی فوج لیکر سادی خان کے مقابلے کو بڑھا دونوں فوجوں کا کورہ جہان آباد میں مقابلہ ہوا۔ اور جنگ شروع ہوئی۔ سادی خان شکست کھا کر لوٹا جب ..... اس شکست کی خبر نواب احمد خان کو پہنچی تو اوسنے ارادہ کیا کہ بہت سی کمک بھیجے۔ مگر صلاح کاروں نے کہا کہ آپ خود وہاں چلئے کیونکہ آپکی آمد سنکر دشمن فی الفور الہ آباد کا قلعہ خالی کر دینگے۔ بقاء اللہ خان و علی قلی خان نواب احمد خان کی آمد سنکر بعجلت تمام

---

[1] دیکھو آرون صاحب کی تاریخ ۲۔

[2] یہ علی قلی خان داغستانی وہ ہیں جسکا تخلص حالہ ہے ۱۲ خزانہ عامرہ۔

وہانسے بہرے اور الہ آباد کی قلعہ مین پناہ گزین ہوئے انکے ساتھ راجہ مدھوسنگھ اور پسران راجہ نولرائے بھی تھے احمد خان نے کورہ جہان آباد مین پہنچکر چند روز قیام کیا اور یہ عزم کیا کہ خود وہانسے گہر کو واپس آئے اصفجنگ ان تین سرداروں یعنی منصور علی خان درستم خان بنگش وسعادت خان آفریدی کے ہاتھ مین چھوڑے ان تینون سردارون کی پاس بہت سی سپاہ نوکر تھی لیکن مشرقی صوبجات کے حاکمون یعنی پرتھی پت ولد جیسنگھ وولد بجے سنگھ سوم بنسی حاکم پرتاب گڑھ اور راجہ بلونت سنگھ حاکم بنارس کے وکیل جو اوسکی پاس پہنچے تو اوس کو آگے بڑھنے کی ترغیب ہوئی ۔ مضمون نامجات کا یہ تھا کہ اگر آپ الہ آباد کی طرف بڑہین گے تو ہم لوگ کوشش کرکے بہت جلد قلعہ خالی کرینگے ۔ پس تمام مشرقی حصہ ملک کا آپکے قبضے مین آجاے گا ان نامونکی پہنچنے سے نواب احمد خان الہ آباد کی طرف بڑہا راجہ پرتھی پت پرتاب گڑھ سے اپنی فوج لاکر گنگا کے کنارے خیمہ زن ہوا ۔ نواب نے اوس کو خلعت عطا کیا ۔ اور خود اوسکی درخواست پر اوس کو پیش دستی مین قایم کیا الہ آباد پہنچکر نواب احمد خان نے دریاے گنگا کو عبور کرکے جھوسی کو پہنچا ۔ اور یہان اپنی توپین ایک بلندی پر نصب کین اس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہرو بنگ تھا تمام الہ آباد کو خلد آباد سے لیکر قلعہ تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتون اور بچون کو قید کرلیا کوئی جگہ بجز شیخ محمد فضل الہ آباد کی مسکن دوریا باد کی لوٹ سے باقی نرہی ان دونون جگہون پر پٹھان قابض تھے ۔ بقاء اللہ خان وعلی قلی خان وزیر کی جانب سے قلعہ کی حفاظت کرتے تھے اور یہ دونون نوابان بنگش کی اطاعت کو عار رکھتے تھے ۔ چونکہ جنگ میدان کی تاب نہ تھی اسلئے قلعہ الہ آباد مین پناہ گزین ہوئے اتفاقاً اندر گرمیناسی کہ مہادیو پرست شامع پانچہزار برہنہ جنگ جوفقیرون کے وہان تیرتھ کو آیا اور پرانے شہر اور قلعہ کے درمیان مین ٹہیرا یہ فقیر وزیر کے لوگونکی جانب شریک ہوئے ۔ وزیر کے آدمیون نے اندر گرکو بہتیرا کہا کہ قلعہ کے اندر رہنا چاہیے ۔ اوس نے منظور نہ کیا باہر ہی رہا ۔ بقاء اللہ خان جنگ آزمودہ آدمی تھا اور جنگ مین مہارت کامل رکھتا تھا ۔ اوسنے دریا پر ایک پل اوس مقام پر باندہا جو درمیان تو بیچ جو قلعہ کا پہاٹک ہے اور قصبہ ارائل کے واقع ہے ۔ یہ قصبہ گنگا کے داہنے کنارے پر گنگا و جمنا کے سنگم کے نیچے ہے اوسنے اپنا لشکرگاہ قلعہ اوس قصبے مین چھوڑا ۔ اور خود مع فوج صبح وشام قلعہ کو آجا جاتا رہا ۔ اسوقت فصیل سے برابر توپین نواب احمد خان پر چھوٹتی رہین اوسکی جانب سے راجہ پرتھی پت اور اوسکے قلعہ داروں نے قلعہ کے لینے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے

راجہ بلونت سنگھہ جسی بذات خود آنے کا حکم ہوا تھا اوسوقت جھوسی کو پہنچا اور نواب احمد خان کے بیٹے محمود خان کے توسط سے نواب کے حضور مین حاضر ہوا۔ محمود خان حال مین لکھنؤ سے آیا تہا راجہ بلونت سنگھہ نے ایک لاکھہ روپیہ نذر گذرانا اوس کو خلعت مرحمت ہوا۔ اور نصف اوسکی ریاست اوسکے نام کردی۔ باقی نصف ملک پر صاحب زمان خان دلاک نئی جو نپوری نواب کی کسی بیگم کا رشتہ دار مقرر ہوا نواب نے راجہ بلونت سنگھہ کو حکم کیا کہ تم محمود خان کو ساتھ ساتھ لیکر الہ آباد کو جاؤ۔ اور دشمن کو وہانسے ہٹاکر اپنی فوج کا بڑاؤ وہان ڈالو تاکہ قلعہ آمدورفت رکھے اور باب رسد مسدود ہو راجہ نے منظور کیا اور اپنی لشکرگاہ مقام جھوسی کو آکر نا دین مہیا کرنے کا حکم دیا۔ جب نواب بقاراللہ خان کے جاسوسون نے اس ارادی کی خبر اوسکو پہونچائی تب اوس نے فکر کرنا شروع کی۔ اور باہم اپنے لوگونسے مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر ہونا چاہیئے جس سے وہ جانب سے ہمیں حملہ نہونے پائے۔ آخر سب رایون کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز مقابل کی فوج سے جنگ کرین۔ بقاراللہ خان بڑی فوج لیکر پل سے پار ہوا۔ اور فوج قلعہ سے باہر آکر اوس سے متفق ہوئی۔ اندر گرسنیاسی بہی حکم پاکر شریک ہونے کے واسطے قلعہ کی آڑ مین آگے بڑہا۔ اور گنگا کے کنارے پرانے شہر سے قلعہ تک صف باندہکر بعزم جنگ لہڑا ہوا۔ جسوقت نواب احمد خان نے یہ خبر سنی خود سوار ہوکر اپنی لشکرگاہ کے کنارے آیا اور وہانسے اوسنے نواب منصور علی خان و نواب سادی خان کو سپاہ پر حکومت کرنے کو بہیجا بموجب حکم کے وہ آگے بڑہے۔ علاوہ ازین اونکے ساتھ اپنی سپاہ کے دو ہزار جوان زیر حکم رستم خان بنگش اور چار ہزار سعادت خان آفریدی کی ماتحتی مین اور دو ہزار مگل خان کے حکم مین اور تین ہزار یکہ جوان محمد خان آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبدالرشید خان چیلہ کے حکم مین تہے اسکے سوا اور بہی سردار ساتھ تھے یعنی نامدار خان برادر غیرت خان لودی خان و لد خلیل خان۔ متنیا نامدار خان برادر رحمت خان متنیا و عبداللہ خان ورکزئی نواب احمد خان نے ان سب کو حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ بڑہکر دشمن کو بہگا دین راجہ برہمی پت سے نواب احمد خان نے کہا کہ تمہارا مقام پیش لشکر ہے وہان جا و راجہ حملہ مین آگے ہوا۔ اور جنگ شروع ہوئی۔ تین گہنٹہ توپ و بندوق وہان کا ہنگامہ گرم رہا۔ آخر کار راجہ برہمی پت جو آگے تہا قابو پاکر دشمن کی سپاہ مین در آیا۔ یہ دیکہکر منصور علیخان اور دوسرے سردار اوسکی مدد کو بڑہے راجہ ہاتھی سے اوترکر گہوڑے پر سوار ہوا۔ تب اوسکی ہمراہی اپنے گہوڑے دیکر اوترکر ثمشیر بدست

دشمن پر جھپٹے اس مقام پر پہنچکر منصور علی خان بھی اپنی ہاتھی سے اوترکر راجہ کے آگے پہنچا بقاء اللہ خان کے چیدہ چیدہ آدمی کام آئے یا زخمی ہوئے۔ اور جب بقاء اللہ خان نے دیکھا کہ فتح کی رسید نہیں ہے اپنی سپاہ کے ساتھ پل کے پار گیا۔ اور گولنداز توپیں قلعہ میں چھوڑکر پل کے پار بھاگ آئے اور بھاگتے وقت اپنی کنارے کیطرف پل توڑدیا۔ نواب احمد خان کی فوج کو اس صورت سے یہ فتح بھی بغیب ہوئی اور میدان پر قابض ہوئے۔ اور جگہ بہ لوگ مقیم ہوئے وہاں سے پل تمام وکمال نظر آتا تھا۔ جسوقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان منصور علیخان کی فوج سے آگے اپنی فوج کو دشمن پر بڑھا لیگیا۔ جب منصور علیخان کے لوگوں نے یہ حال دیکھا ازراہ رشک جلدی بڑھکر اون لوگوں سے آگے ہوئے ان کا یہ قصد ہوا کہ پل کے سرے پر جائیں۔ راجہ ہمت بہادر کی بھی رائے ہوئی لیکن جسوقت نواب احمد خان نے خبر فتح کی سنی فوراً ایک شتر سوار نواب منصور علی خان کو واپس بلانے کے واسطے دوڑایا اور کہلا بھیجا کہ آگے جانا گویا پتھر پر سر دے مارنے کی برابر ہی حکم پاتے ہی منصور علی خان نے قصد لوٹنے کا کیا۔ مگر ہمت بہادر نے کہا کہ توپ سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ قلعہ خالی ہوگیا ہی۔ پس اس میں کیا قباحت ہی۔ اگر ہم پل کے سرے تک جاوینگے اگر قلعہ میں کوئی منفس باقی ہوگا تو بیشک ہمکو آتے دیکھکر گولی چلائیگا۔ پس اگر ہمپر گولی نہ چلائی جائیگی تو تصور کرینگے کہ قلعہ خالی ہی۔ اور اوسپر متصفہ کرلینگے منصور علیخان نے جواب دیا کہ میں خلاف حکم ایسا قصد نہیں کرسکتا ہوں۔ یہ کہکر شادیانے فتح کے بجوائے۔ اور نواب کی خدمت میں واپس آکر مع دوسرے سرداروں کے نذر گزرانی نواب احمد خان ابھی قلعہ الہ آباد کا محاصرہ کئے پڑا تھا کہ تھوڑے عرصے بعد یہ خبر سنکر کہ صفدر جنگ اور مرہٹے فرخ آباد کیطرف بڑھگئے ہیں اوس طرف روانگی کو تیار ہوا احمد خان نے یہ خیال کیا کہ اگر یکایک یہانسے کوچ کیا تو قلعہ کی فوج تعاقب کرے گی اسلئے بادشاہ کا فرمان پہنچنے کی خبر اڑادی اور فرمان ہاڑی سات آٹھ کوس کے فاصلے پر کہڑی کراکر سب کو رسالہ داروں جماعہ داروں اور سپاہیوں سے بلند آواز سے فرمایا کہ فرمان ہاڑی دور ہی۔ رات سے سوار ہونگا۔ تمام سامان روانگی کا تیار کرلو اس تدبیر سے وہانسے کوچ کیا جب وزیر کی چڑھائی کی خبر مشہور ہوئی۔ راجہ پرتاب گڈھ بھی لوٹ گیا۔

نواب احمد خانکے افسر سے بلونت سنگھ راجہ بنارس کی مخالفت

جبکہ نواب احمد خان الہ آباد کے محاصرے میں مصروف تھا تو اوسنے یہاں سے صاحب زمان خان

دلا زاک جونپوری کو مقامات جونپور۔ اعظم گڈھ اکبرپور و دیگر مقامات مین اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ بلونت سنگھ نے تصفیہ ریاست کے دینے سے انکار کیا اور صاحب زماں خان کو حکم پہنچا کہ اوس کو ملک سے بھگا دو۔ اوس کو کمک پہنچی گئی۔ اور اکبر شاہ راجہ اعظم گڈھ اور سمشاد جہان زمیندار ماول اوس کے آکر شریک ہوے ماول اعظم گڈھ سے بیس میل کے فاصلے پر واقع ہی۔ فوج اکبرپور مین جمع ہوئی اور ایک چھوٹا سا قلعہ سرمان پور کا پندرہ روز کی محاصرہ کے بعد مفتوح ہوا زمان مبید جونپور کی طرف بڑھے اور چھ گھنٹہ سخت لڑائی کے بعد حملہ آور ہو کر گھس آئے۔ اور اوس مقام پر قابض ہو گئے صاحبزمان خان نے آپ ہی پڑھنے مین تاخیر کی اور نظام آباد کی طرف کوچ کیا۔ یہ مقام جونپور سے تیس ۳۰ میل شمال مشرق مین ہی بلونت سنگھ سے عہد و پیمان ہونے کے بعد جس کا ذکر پیشتر ہو چکا ہی صاحب زماں خان مع مہاجی سرفراز خان کے اوس حصہ ملک پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا جو دریاے گنگا کے شمال کی طرف واقع ہی۔ بلونت سنگھ گنگا پوسی جو بنارس سے تھوڑی فاصلہ پر مغرب مین واقع ہی روانہ ہو کر مرہا ہوس پہنچا۔ یہ مقام جونپور سے بارہ میل جنوب مین ہی۔ اور صاحب زمان خان سے اپنے ملک کی واپسی کا مطالبہ کیا ہر دو متخاصمین کا تصفیہ جنگ پر منحصر ہوا۔ بلونت سنگھ کے افغان سرداروں نے اپنے ہموم افغان یعنی صاحبزمان خان سے جنگ کرنے سے انکار کیا۔ لاچار ہو کر بلونت سنگھ نے معاملہ صلح کرنا مناسب جانا۔ صاحبزمان خان نے چاندی پورمین پڑاؤ ڈالا۔ دوسرے روز اوس کی فوج مین بابت تقاضاے تنخواہ کے بلوہ ہو گیا اور وہ تنہا اعظم گڈھ کی طرف روانہ ہوا۔ بلونت سنگھ نے تب اوس کا گھر لوٹ لیا۔ صاحبزمان خان نے اعظم گڈھ مین اپنے آپ کو محفوظ نہ جانکر ملک بتیا کو گیا اور وہان کے راجہ نے اوس کو پناہ دی تھوڑے عرصے بعد وہ جونپور کو واپس آیا لیکن بلونت سنگھ نے پھر اُسے مقرر کر دیا۔ نقل ہے کہ جب بنارس کی مہاجنون نے پٹھانون کی آمد سنی وہ بھولپور پر جو بنارس سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہی گئی اور کہا کہ ہم دو کروڑ روپیہ بطور محصول داخل کرتے ہین اس شرط پر کہ پٹھان ہمارے شہر مین نہ آئین ان کا یہ حال تھا کہ کہتے تھے اگر ہم پٹھان کو خواب مین بھی دیکھتے ہین تو کانپنے لگتے ہین۔ غرضکہ دو کروڑ روپیہ دیا گیا اور پٹھان واپس گئی۔

وزیر کا بادشاہ سے عفو قصور کرانا اور اون سے احمد خان پر چڑھائی کی اجازت لینا۔ مرہٹون اور بھرتپور کے جاٹونکو اپنی مدد کے لیے بلانا

وزیر رام چنوتی مین شکست کہاکر ۲۹ شوال ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۲ ستمبر ۱۷۴۸ء کو دہلی واپس آئی
اور یہان پہونچکر اونہون نے دیکہا کہ بادشاہ مجہہ سے سخت ناراض ہین تو سخت غمگین ہوے۔ ایک
عرصے تک وہ گہر سے نکلے ہر وقت سر پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے تھے۔ آخر الامر اونکی بیگم نے اون کو
دلاسا دی۔ اور اقرار کیا کہ جتنا روپیہ میرے پاس ہی سب تم کو دیتی ہون۔ یہ سنکر اونکو ہمت ہوئی۔ اور
اونہون نے راجہ ناگرمل اور لچھمی نراین اور اسماعیل بیگ خان کو طلب کیا۔ اور سید عبد العلی کو بھی جو آگرہ مین
دنون اجمیر سے پہنچا تہا شریک مشورہ کیا اسماعیل بیگ خان نے صلاح دی کہ افغانستان سی فوج
منگانا چاہیے۔ ناگرمل کی راے ہوئی کہ روہیلون کو بلانا چاہیے۔ اور کہا کہ قایم خان کے حملے کے
سبب سی روہیلے قریب آباد کے پٹھانون سے عداوت رکہتے ہین۔ وزیر نے اس تجویز کو ناپسند کیا۔ اور
کہا کہ اگرچہ افغان باہم لڑتے ہین۔ لیکن اگر کوئی اور غنیم اون سی لڑنے جائے گا تو سب متفق ہو جائینگے
تب وزیر نے سید عبد العلی سے صلاح پوچہی اوس نے کہا کہ آپکی ساتھ فوج سابق مین بھی کم تہی
اور اب بھی جسقدر درکار ہو مہیا ہو سکتی ہی۔ مگر سرداران خنگ دیدہ و آزمودہ کو رفیق کرنا چاہیے۔ وزیر نے
کہا بتلائیے کون ایسے لوگ ہین۔ جواب دیا کہ بخت سنگہہ اور سرداران مرہٹہ اس کام کی لیاقت رکہتے ہین
اور راجہ لچھمی نراین نے بھی مرہٹون کی فوج کثیر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ آپا سندھیا اور ملہار کے پاس ستر
اسی ہزار فوج اس وقت کوٹہ کے قرب و جوار مین ہی۔ ایک ہزار مرہٹے دسہزار افغانون کے واسطے بس ہین
اور پٹھان مرہٹونکے نام سے جونک پڑتے ہین اب وزیر نے مرہٹون سی مدد مانگنے کا ارادہ کیا۔ وزیر کو
دوسرا کام اہم یہ باقی تہا کہ بادشاہ کو کسی صورت سی رضامند کرنا چاہیے۔ اس غرض سی وزیر نے راجہ
جوگل کشور وکیل مہابت جنگ کو نواب ناظر جاوید خان کے پاس بہیجا اور اوس سے اعانت چاہی
اس جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ نہایت عزیز رکہتا تہا وزیر کا حال بالتصریح سننے کے بعد جاوید خان
نے کہا کہ ایسے معاملے کی بحث بالمواجہ ہونی چاہیے۔ روز بہار شنبہ مین بوعدہ ناحیہ خوانی حضرت
سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کی درگاہ مین جانون گا۔ یوقت واپسی وزیر کے مکان پر آؤن گا
اوسوقت جن جن پیچیدگیون کو وہ سلجہانا چاہین مجہسی بیان کرین۔ جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے
اوس کا پیام بیان کیا۔ چہار شنبہ کو جاوید خان حضرت نظام الدین اولیا کے مزار کی زیارت کے
بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا۔ ادہر ادہر کی باتون کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ بادشاہ سلامت
کا مزاج تمہاری طرف سی بالکل پہر گیا ہی کسی کو جرات نہین کہ کوئی بات بہتری کی تمہارے حق مین
حضور مین عرض کرے۔ اور نواب فیروز جنگ نور احمد خان کے واسطے سی کرنے پر اسقدر

مستعد ہی کہ کسی کی مجال نہین ہی کہ اوسکی خلاف ایک بات بھی مُنہ سے نکال سکے وزیر نے
بعض الفاظ قریب الفہم جاوید خان سے اور کہا کہ اگر آپ اس معاملے مین دست اندازی کرین اور
بعنوان شایستہ بادشاہ سلامت سے عرض معروض کرین تو خوب ہو - اور تاریخ مظفری سے
معلوم ہوتا ہی کہ وزیر نے [illegible] اوس کو سمرلا کہہ دیئے بطور رشوت کے دینے پر راضی
کرلیا - نواب ناظر نے اپنی بات پر بہروسہ کرکے اقرار کیا کہ جب موقع مناسب ہوگا تمہاری حق مین
سفارش کرونگا - اور انشاء اللہ بادشاہ سلامت کے مزاج کو تمہاری طرف رجوع کردونگا - بعد اس
گفتگو کے وہ سوار ہوکر اپنے گھر کو روانہ ہوا تین روز کے بعد ایک اخبار نویس کے پاس سے جو احمد خان کے
لشکر گاہ مین متعین تہا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ صوبجات مشرقی کے زمیندار راجہ پرتھی پت
وراجہ بلونت سنگہہ اور دوسرے زمیندار مع زر کثیر نواب کی خدمت مین حاضر ہوے اور اپنی تئین
نواب کا مطیع قرار دیا یہ بھی الہ آباد کے محاصرے کے واسطے نواب کے شریک ہوے ہین - بڑی فوج
جمع ہوگئی ہی اور روز بروز جمع ہوتی جاتی ہے ایک لاکہہ سوار اور بیشمار پیدل زیر لواے نواب
احمد خان مجتمع ہوگئے ہین - دیکہا چاہیے بعد فتح قلعہ الہ آباد کے پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی
نواب ناظر نے موقع پاکر جسطرح وزیر سے اقرار کرایا تہا کہنا شروع کیا - اور جو جو باتین ازراہ
دوراندیشی اوس کو سکہلائی تہین اوس نے بادشاہ سے بیان کین - ناظر ایسے الفاظ سے کہ جن سے
دلپر برا اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ جب ملکی معاملات کیطرف خیال کرتا ہون تو مجہے سخت تردد ہوتا ہی میری
نیند جاتی رہتی ہی - صفدر جنگ کے شکست کہاکر واپس آنے کے بعد فیروز جنگ نے ایک
فرمان گویا بصورت تہنیت نامے کے احمد خان کے نام باستقرار ریاست بوروتی بہجوایا تہا
اوسپر قناعت نہ کرکے اوس نے ریاستہاے خالصہ پر بھی قبضہ کرلیا ہی - اور اپنے بیٹے کو بغرض
تسخیر ملک اودہ کے روانہ کیا ہی - اور جو الہ آباد کو محاصرہ کئے ہوے ہے اسکے بعد بنگال کا عزم
کریگا - اور اخبار نویسون نے حضور عالی کو بخوبی اطلاع دی ہی کہ اوس نے لشکر عظیم اکٹہا کیا ہی
علما یہ کہتے ہین کہ کتاب دخون درویزہ مصنفہ مرشد دولی افغانان مین یہ لکہا ہی کہ کوئی افغان
واسطے جمعیت زائد از دوازدہ ہزار مرتبہ شاہی کو بہیجے گا - پس اس صورتمین احمد خان جسکے پاس ایک
لاکہہ سے زاید فوج ہی اور سات صوبے قبضے مین ہین اپنے تئین بادشاہ [illegible] سے کیونکر بچا
رسکتا ہے جب جاوید خان نے اس مقالت کے ساتھہ یہ فریب آمیز گفتگو کی تو بادشاہ سخت
متردد ہوکر بولہنے لگے کہ اب اس مشکل سے نکلنے کی کونسی صورت ہی - یہ سنتے ہی جاوید خان نے

عرض کیا کہ صفدر جنگ کا قصور معاف ہو اور احمد خان کو مطیع کرنے کا کام اوس کو تفویض کیا جاے
بادشاہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ صفدر جنگ سے کچھہ بھی امید نہیں ہی کیونکہ وہ فوج کثیر بندوق و توپ
یہ سب کچھہ لیکر گیا تھا مگر احمد خان نے تھوڑی سی فوج سے اوس کو شکست فاش دی - اور اب جبکہ احمد خان
کی طاقت بہت بڑھگئی ہے تو صفدر جنگ اوس دل ہاری فوج سے اب کیا کر سکتا ہی اور نہ وہ را
یا یدز دشمن مشہور ہی بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ میری راے میں تمہاری تجویز بالکل خیال خام ہے
میں اسے ہرگز منظور نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ ابھی تجربہ میں کبھی ایسی سخت نہوگی - جاوید خان نے
جواب دیا کہ کمترین کی اس تجویز کے متعلق اور بھی تدابیر ہیں آپا سند ہیا اور ملہار راؤ جو اس وقت
راجپوتانے میں ہیں وہ اگر طلب کئے جائیں تو حضور عالی کی نوکری کر لینگے - اور اپنے انتفاع کی امید
سے جو حکم اونکو دیا جائے گا اوسکی تعمیل وفاداری کے ساتھ عمل میں لائینگے سورج مل جاٹ
کی فوج بھی اگرچہ صفدر جنگ کے ساتھ گئی تھی مگر اوس نے شکست نہ پائی نہ منتشر ہوئی سو اسکے
حافظ رحمت خان روہیلوں کا سردار صفدر جنگ کا دوست ہی آخر الامر بادشاہ جاوید خان
کی باتوں میں آگئے - اور حکم کیا کہ صفدر جنگ سے کہو کہ اس کا قصور معاف کیا ہی - اور کل دربار میں
حاضر ہو - جاوید خان خوشی خوشی اپنے گھر کو گیا اور رات کو وزیر کے مکان پر پہنچا پہلے دونوں
باہم بغلگیر ہوے - بعد ازاں جو گفتگو بادشاہ سے ہوئی تھی سب وزیر سے دوہرائی اب جاوید خان
جوگل کشور کو ساتھ لیکر اپنے مکان کو گیا اور اوس سے کہا کہ وزیر سے کہدینا کہ کل دربار میں حاضر ہوں
اور فی الفور ایک فرد نذرانے کی تیار کریں - بعد نذرانے کی رقم لاکھہ روپیہ سے کم نہو
جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے کہا کہ رقم لاکھہ نذر مقرر ہوئی ہی کہ جاوید خان سے ملاقات کے
وقت دینا چاہئے[1] - دوسرے روز علی الصباح بادشاہ نے محل سے برآمد ہو کر دیوان عام میں
سنگ مرمر کے تخت پر جلوس فرمایا امراء ارکین سلطنت میسر نزدیک حاضر ہوے اور آداب بجالاکر اپنے
اپنے پایے پر کھڑے ہوے اوس وقت ناظر جاوید خان کو حکم ہوا کہ وزیر صفدر جنگ کو بارگاہ
سلطانی میں حاضر کرے - جسوقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہنچا تیس خوان جواہر بیش قیمتی
کے اوس کے روبرو پیش کئے گئے - بعد معمولی انکار کے اوس نے اونکو قبول کیا - بعد ازاں وہ
حضور میں حاضر ہوے - وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدموں پر رکھدیا بادشاہ نے سر اوٹھا کر
چھاتی سے لگایا - وزیر نے عرض کیا کہ غلام نے بڑا گناہ کیا - مگر ملتجی عفو ہے - بقول سعدی

---

[1] دیکھو تاریخ آردن ۱۲

علیہ الرحمۃ

منہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش — عذر بدرگاہ خدا آوردہ
ور نہ سزاوار خداوندیش — کس نتواند کہ بجا آوردہ

بادشاہ نے فرمایا کہ میں نے بعد غور تمہارا قصور معاف کیا۔ اور عذر پذیرا کیا۔ خلعت دہ پارچہ مع میل واسپ و شمشیر وزیر کو مرحمت ہوا وزیر نے اپنی فرو مذدانہ معاودہ سے لاکھہ پیش کی اور رخصت ہوکر پچاس ہزار روپیہ خیرات کرتے ہوئے گھر کو روانہ ہوئے حسب استدعائے جاوید خان ملہار راو اور آپا سندیا کے نام ایک فرمان شاہی جاری ہوا اور ایک خط وزیر نے بھی دیا اور مرہٹوں کے پاس یہ تحریر لیکر راجہ مہاجی[۱] جو وزیر کی سرکار کا مدار علیہ تھا اور شرسکدار[۲] اور جوگل کشور[۳] روانہ ہوئے اور بابو رای وکیل مرہٹوں کا بھی انکے ساتھہ گیا۔ ان تاصدوں کو کوٹہ سے دو پڑاو اسطرف اور دہلی سے دوسو کوس جنوب میں مرہٹے ملے اونہوں نے وزیر کی خط کا مضمون معلوم کرکے آپا سے دو کروڑ روپے طلب کئے۔ رام نرائن سے کہا کہ تمہاری نظر میں پچاس لاکھہ روپے زیادہ ہیں۔ ہم تو ایک معاملے میں اتنے لیتے ہیں ہماری نظر میں اسقدر روپیہ ہیچ ہے۔ ہم کو کیا ضرور ہے کہ پچاس لاکھہ روپیہ کے لئے دو بار لاکھہ بھائیوں سے لڑائی کریں۔ جنگ دوسرا دروازہ ہے کیونکہ یقین ہے کہ ہم ضرور اوپر فتحیاب ہونگے ممکن ہے کہ ہمکو ہی شکست ہو جاوے آخر ملہار راو ایک کروڑ پر راضی ہوگیا کیونکہ وہ صفدر جنگ کو حاتم سے کم نہ جانتا تھا اور آپا کو بھی راضی کرلیا اور اپنے حقیقی بھتیجے تکوجی کو بھی جو جسونت راو کا بھائی ہے ساتھہ لیا[۴]۔ اور سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ ظاہرا پندرہ ہزار روپیہ یومیہ سورج مل کا اور ۲۵ یا ۳۰ ہزار یومیہ تازمان جنگ مرہٹوں کا قرار پایا۔ اور گیان پرکاش میں بیان کیا ہے کہ مرہٹوں کے لاکھہ سواروں کو جو بہ ماگھی آپا ملہار راو نے لاکھہ روپیہ کوچ اور پچاس ہزار مقام دینے کا اقرار ہوا۔ اور سورج مل خود اول سے شریک تھا ازمہ نو جملہ سامان جنگ مثل توپ وبان وجزائل وگولہ بارود وغیرہ مہیا ہوا فی الحقیقت دوسرے کی مجال

---

[۱] دیکھو گیان پرکاش اور عماد السعادت اور آروں نے رام نرائن کہا ہے۔ اور سیر المتاخرین میں لچھمی نرائن ۱۲۔ [۲] دیکھو گیان پرکاش ۱۲
[۳] دیکھو سیر المتاخرین [۴] دیکھو عماد السعادت ۱۲

مجال نہ تھی کہ اُن سر و سامان عظیم کر لیتا اور دشمن پر چڑھتا مرہٹے جیپور دہلی کے قریب پہنچے تو ملہار راؤ ہولکر وزیر کے وکیلوں کو رخصت دیکر صفدر جنگ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ ہمارا دار الحکومت مین آنا کیا ضرور ہی - ہم بالا بالا فوج لیکر جاتے ہین اور یہ بھی چاہتے ہین کہ آپ کی فوج لڑائی مین ہماری شریک نرہی - بلکہ کوئی اس معاملہ مین دخل نہ دی - رام نرائن وغیرہ مرہٹون سی رخصت ہوکر وزیر کے پاس آئے اور وہ بھی روانگی کو آمادہ ہوئی - لیکن تمام خزانہ اون کا ایک کرور روپیہ ہی کم تہا اور سوای مصارف فوج معلی و ہندوستانی کے اونکی ذات خاص کے مصارف بھی زیادہ تھی ایک کرور روپیہ مرہٹون کو دینا ٹھیرے تھے اس لئے اون کے دل کو فکر تھی لہذا ہی نرائن سے اس معاملے مین مشورہ کیا - اوس نے عرض کیا کہ مرہٹون ہی تو اس شرط پر رخصت جنگ ہیں ہی کہ وہ بالکل بھانون کا ملک فتح کرا دین تو اوسوقت یہ رقم دیجاے گی جب آپ کا قبضہ اس ملک پر ہو جائے گا - تو کرور روپے کیا چیز ہین - بالفعل جو کچھ روپیہ آپکے پاس موجود ہی اوس مین سی تھوڑا سا فوج کو دیکر باقی اپنے صرف مین لائے - نواب وزیر اس بات سی مطمئن ہوکر دہلی سے روانہ ہوئے[1] - اور بعض کہتے ہین کہ مرہٹے دہلی مین آئے تھے اور جب وہ اوس کے قریب آپہونچے تو ایک عہدہ دار اونکی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا دوسرے روز ملہار راؤ اور آپا بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوئے - اور خلعت مرحمت ہوا - وزیر نے سورجمل جاٹ کو بھی بلوایا اور اوس کو بھی خلعت ملا -

وزیر کی دوبارہ فرخ آباد پر چڑھائی - اور فتحگڑھ کا محاصرہ

وزیر نے اجازت کوچ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح و عنایت کرکے رخصت کیا اور حکم کیا کہ اپنی فوج لیکر احمد خان پر چڑھائی کرو - اوائل جمادی الاولی ۱۱۶۴ ہجری مین صفدر جنگ اپنی اور مددگار دکی فوج لیکر دار الخلافہ سے برآمد ہوئی - عماد السعادت مین لکھا ہی کہ اسوقت صفدر جنگ کے ہمراہ دو لاکھ سپاہ اور ہزار کے قریب چھوٹی بڑی توپین اور ہندوستان کے آزمودہ بڑے بڑے سردار تھے -

صفدر جنگ نے دریای جمنا کو عبور کرکے پہلا یہ حکم مرہٹونکو

---

[1] دیکھو عماد السعادت ۱۲

دیا کہ شادل خان فرخ آباد کے عامل کو قتل کے نواح سے بھگا دینا چاہیے۔ اور جب وہ فرخ آباد کی طرف بھاگے اوس کا تعاقب کرتے ہوئے فرخ آباد کیطرف بڑھنا چاہیے ملہار راؤ اور آپا صاحب پنڈاروں کو حکم دیا کہ احمد خان کے ملک کو آگ لگاتے اور ویران کرتے چلے جاؤ بجرد حکم کے لوٹنا شروع کیا اور چوبیس ہزار سواروں نے شادل خان حاکم کول و جالیسر کو جا گھیرا تہوڑے عرصہ میں ملہار راؤ اور آپا صاحب بھی خود وہاں پہونچے اور حملہ شروع ہوا۔ اگرچہ شادل خان کے پاس مقابلہ غنیم کے فوج نہایت قلیل تھی۔ مگر تاہم تہوڑے عرصے تک قدم جمائے رہا۔ اور جہانتک ممکن تھا دشمن کا مقابلہ کیا۔ ایک روز اپنی فوج کی خوب حفاظت کرکے اور دشمن کے بہت سے آدمی مار کر آخر کار گنگا پار ہوکر قادرچوک پہونچا۔ یہ موضع پرگنہ اوجہانی ضلع بدایوں میں واقع ہے۔ وہانسے اوس نے کل حال احمد خان کو مقام الہ آباد لکھ بھیجا اور مشرق کی سمت گنگا کے کنارے کنارے فرخ آباد کیطرف روانہ ہوا۔ احمد خان نے وزیر کی شکست سے چھ ماہ کے بعد شادل خان کا سپاہ و نامرسوں کے مقابلے سے سنا نواب نے راجہ پرتھی پت کو طلب کیا اور کہا کہ وزیر کو زک دینے کے واسطے مجھے گھر کی طرف جانا ضرور ہے۔ انشاء اللہ تعالے اوسکو بار دگر شکست دیکر واپس آتا ہوں اوس وقت اصلاع مشرق پر قبضہ کرونگا۔ راجہ پرتھی پت نے کہا کہ ایک صلاح ہے کہ بالفعل فرخ آباد کی طرف جانا بالکل نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وزیر فرخ آباد کے قریب پہنچ ہی چکے ہیں اب عین وقت پر پہنچے بھی تاہم فوج چونکہ منتشر ہو جائے گی اوسکو مجتمع کرنے کی دقت ہوگی۔ لہذا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ گنگا پار ہوکر صوبہ اودھ کو چلیں اور وہاں سے جانب مغرب روانہ ہوں۔ اس میں چند فوائد ہیں ایک تو شتاب زدگی کرنا نہ پڑے گی فوج بھی منتشر نہ ہوگی۔ اور زمیندار لوگ اودھ کے جو اپنے اپنے گھروں سے بعہد لوٹ بد عمل بھاگ گئے ہیں وہ بے مانگے مدد روپئے اور سپاہ سے دیں گے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بہت سی رزم آشنا فوج بیمی کرایہ کی فوج جو آپکے حکم میں جمع ہوئی ہے جب آپ فرخ آباد کو عجلت روانہ ہونگے یہ سب ساتھ چھوڑ دینگے نواب نے کہا میں اپنے سرداروں سے مشورہ کروں دیکھوں اونکی کیا رائے ہے۔ راجہ رخصت ہوا نواب نے رستم خان بنگش و مگل خان غلزئی و محمد خان آفریدی و مستجاب خان ورکزئی و حاجی سردار خان و دیگر سرداروں کو طلب کیا حسبوقت اونہوں نے راجہ کی صلاح سنی کہا علیحدہ باہم مشورہ کرکے جواب دینگے۔ زائد لوگوں کی رائے تو یہ ہوئی کہ گنگا کو نہ اوترنا چاہیے۔ فقط حاجی سردار خان کی رائے

اسکی خلاف تھی سب افغان سردار نواب کے پاس حاضر ہوے اور عرض کیا کہ اگر گنگا پار جائینگے تو دشمن بالیقین یہ تصور کرینگے کہ ہم خوف سے بھاگ گئے - ہم کو خوف نکرنا چاہیے یہ وہی وزیر ہے جسے ہم ایکبار زک دے چکے ہین اور اللہ کی مدد سے اپنی تلوار کے زور سے اس مرتبہ دشمن کو زندہ نہ جانے دینگے - اور ہماری نزدیک اوسکی فوج کی یہ وقعت ہی جیسا کہ مثل مشہور ہی کہ مرے کو مارنا کیا مشکل ہی - نواب نے نماجی سردار خان کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا تم کیون خاموش ہو اوس نے جواب دیا کہ یہ لوگ میری بات سے خوش ہونگے میری راے راجہ پرھی پت کی راے سے موافق ہے - اور مین سمجھتا ہون کہ اوس کی راے بہت مناسب ہی - حسب صلاح سردارون کے فرخ آباد کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا - اور جو کچھہ مشورہ قرار پایا تھا اوس سے اوس کو اطلاع دی راجہ نے پوچھا مجھہ کیا حکم ہوتا ہے نواب نے کہا کہ مین تمکو بالفعل اس ملک مین بطور اپنے نائب کے چھوڑے جاتا ہون اسلیے تم اپنی زمینداری کو واپس جاؤ اور اودہ کی زمیندارون سے کہو کہ اپنے اپنے گھر و کمین جا بسو راجہ کو اوسوقت خلعت مرحمت ہوا وہ رخصت ہوکر دریاے گنگا کو عبور کرکے اپنے ملک کو روانہ ہوا - نواب کا بیٹا جو اودھ کے فتح کرنے مین مصروف تھا اور اوس کا ارادہ لکھنؤ اور کاکوری کے شیخ زادون کو سزا دینے کا تھا - جنہون نے سراوٹھا کر پٹھانون کو نکالدیا تھا چونکہ اوسوقت مین انتقام ممکن نتھا اسلیے یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کیطرف لوٹا اور سانڈی پالی سے گذر کر دریاے گنگا کے کنارے اوس مقام پر پہنچا جسکی دوسری جانب مقام نگلڈھ اوسکے باپ کا لشکر گاہ تھا نواب احمد خان الہ آباد سے روانہ ہوکر چھ روز کی عرصے مین اپنی دارالریاست کو پہنچا - مگر اوسکے ساتھی جو محض زر آشنا تھے راستے سے اوس کا ساتھ چھوڑ کر جلے عاقبت مین پناہ گزین ہوے صرف وہ لوگ جنکو نام و مرتبہ کا خیال تھا ساتھ رہگئے پہلے اوس نے بی بی صاحبہ اور اپنی دو مری رشتہ دار مستورات کو کسی موقع پناہ مین پہنچا دینے کی فکر کی یہ سب بہ مشکل تمام دہلی کے آوارہ و شاہجہان پور کو روانہ ہوئین - شہر کے بہت سے باشندون نے جب بی بی صاحبہ کو وہان سے جاتے دیکھا اپنا اپنا گھر چھوڑ دیا - نواب نے ہر سردار کو نام بنام طلب کیا - اور اونسے صلاح پوچھی کہ دشمن سے کسطرح مقابلہ کرنا چاہیے - تمام رئیس و فوج کے سردار و تاجر و مہاجن اور بازار کے بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ جو لائق و عاقل مشہور تھے نواب کے روبرو حاضر ہوے - انہون نے عرض کیا کہ دشمن کے ساتھ فوج بیشمار ہے - اور نواب کی فوج بمقابلہ اوسکے گویا دال مین نمک کی برابر ہے - سچ ہے کہ نواب کے آدمی تھوڑے تو ہین

مگر بہادر ہین - لیکن بزرگون کا قول ہی ایک شخص مقابل حریف سے جنگ کرسکتا ہے -
اور نہ ایک ہزار سے اس مین شک نہین کہ نواب بادشاہان فرنگ سے مقابلہ کرنے کی طاقت
رکھتا ہے مگر وزیر اس وقت سابق کی بدنامی اور شکست کے داغ کو مٹانے کے واسطے
ہندوستان کی تمام فوج ہمراہ لیکر آیا ہے جاٹ ڈھمبے مورو لخ کیطرح ایک انبوہ کثیر کے
ساتھ آئے ہین لہذا مصلحت وقت یہی ہی کہ یہان سے حسین پور گھاٹ پر جو شہر سے تین میل
مشرق کیطرف واقع ہی - گنگا کے کنارے اوسپر چلنا چاہیے وہان ایک چھوٹا سا قلعہ ہی جہان سے
تھوڑی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کرسکتی ہے - اس قلعہ کے گرد بڑا وسیع میدان ایک میل
کا ہے اور اس وسیع میدان کے کنارے پر بڑے غار اور خندقین ہین لہذا اس مقام پر
پڑاو ڈالنا خوب ہوگا - اس کا مذکور نہین ہی کہ شہر کا قلعہ کیون چھوڑا شہر اسی وجہ سے
کہ دشمن اطراف کی آمد و رفت روکدین اور رسد کی آمد بند کردین - فتحگڈھ کے نیچے دریا ہی
ہے جس مین کشتیان بہ آسانی مہیا ہوسکتی ہین - مگر تا وقتیکہ دشمن پار ہوکر دوسرے کنارے پر
قابض نہو یہ خوف نہین ہوسکتا ہی - نواب نے سرداروں اور رشتہ داروں اور مشیر کارون
کی یہ صلاح سنکر اسی مشورے پر اتفاق رائے کیا اور فی الفور گھوڑے پر سوار ہوکر مع لشکر
دریاے گنگا کے کنارے مقام معینہ پر جا پہنچا اور وہان لشکرگاہ قرار دیا دوسرے روز توپخانہ
پہنچا اور توپین لشکر مین داخل ہوئین - نواب خود خندقون و غارون کیطرف جن کا مذکور ہوچکا ہی
گیا اور وہان توپین زنجیرون سے باہم کسکر نصب کین - توپون پر اپنے بہائیون اور رسالہ داروں
کو متعین کرکے خود لشکرگاہ کو آیا - اور نادون کا ایک پل تیار کرایا - جس روز پل تیار ہوا نواب کا
بیٹا محمود خان گنگا کی دوسری جانب یعنی باہین کنارے پر پہنچا - اور شادل خان غلزئی بھی
قادرچوک سے آیا - اپنے پہونچنے سے دوسرے روز دونون نے نواب کی ملازمت حاصل کی
اب ہم وزیر کیطرف مخاطب ہوتے ہین کہ وہان کیا گذری - جب وزیر کو خبر پہونچی کہ نواب احمد خان
الہ آباد سے واپس آیا ہے - اور شہر کی حفاظت کی تیاری کررہا ہے تو اونہون نے ملہارراو
اور آپا کو طلب کیا اور پوچھا تمہاری کیا راے ہے - اونہون نے جواب دیا کہ ہم تمہارے مطیع
حکم ہین وزیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی معتبر سردار کو ایک قوی فوج کے ساتھ احمد خان کے محاصرہ
کے واسطے بھیجدو کہ جاکر چارون طرف رستہ بند کردے - اور کہین سے کھانا پانی یا چارہ
نواب کو نہ پہنچنے پاے - بموجب حکم کے اونہون نے تانتیا کو بجمعیت دس ہزار سوار فرخ آباد

کی طرف روانہ کیا جب سوار شہر کے قریب پہنچے اونہون نے دیکہا کہ سردار چہوڑکر چلے گئے ہین
اونہون نے بہت سے گانون اور مقبرون کو آگ لگا دی جب مرہٹون کے سوار شہر مین پہنچے
اور شہر کو مفلسی و پریشانی و بہوک پیاس مین مبتلا پایا تب لوٹ و غارت کی جو امیدون کے دلمین
تہی وہ سب جاتی رہی اب وہ اوس مقام کیطرف روانہ ہوے جہان نواب احمد خان آمادہ جنگ
مقیم تہا۔ جب اونکی نظر فوج پر پڑی اونہون نے باہم کہا کہ ملہار راؤ اور سندیہا نے ہمکو اس
فوج سے ایسی بہادری کہ اوس نے تہوڑی فوج سے وزیر کی بیشمار فوج کو توڑ دی ایسے لوگون کی ساتھ
بڑی حزم و احتیاط سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ یہ سنکر کہ توپین یا توپ گنج مین رہگئی ہین جو شہر سے پانچ میل
اور فتحگڈھ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے تانتیا نے بہی چند سوار اوسطرف روانہ کیے۔
اونہون نے چند گنوار اونکو جمع کیا اور توپین اپنے لشکر کی طرف کہینچ لے چلے جب قاسم باغ کے
قریب پہنچے جو قلعہ فتحگڈھ اور حسین پور سے نصف میل جنوب مغرب مین ہے نہان پٹہان گڑہے کے اندر
کمین گاہ مین تھے۔ فوراً مرہٹے پر آپڑی اور گولیان اوپر اور ہر چہوڑ شروع کی بندوقون کی
آواز سنکر نواب احمد خان سوار ہوکر اپنے توپخانے کے پاس آکہڑا ہوا۔ اوسنے اپنے رسالہ داروں
کو حکم دیا کہ جن پٹہانون پر گولیان چل رہی ہین اونکی جا کر مدد کرو۔ شاہل خان غلزئی و سعادت خان
آفریدی و محمد علیخان آفریدی و سیان خان خٹک و عمر خان گولیاری و نامدار خان سرا و نواب
عزت خان تور خان ولد خلیل خان یوسفزئی خان تلہروالا اور دوسرے افغان سردار مورچے کو چہوڑکر
پٹہانون کی مدد کو پہنچے۔ تانتیا بہی اونپر بڑا کہ اونکو لڑکر بہگا دیوے۔ جب دونون فوجین قریب
ہوئین بندوقین موقوف ہوئین اور تلوار چلنے لگی۔ پٹہانون سے یہانتک سختی سے حملہ کیا کہ گردن پکڑ پکڑکر
تلوارین چہین لین آخر کار مرہٹے حملے کی تاب نہ لاکر بہاگے۔ جب اس فتح کی خبر احمد خان کو پہنچی
اوسنے شتر سوار کو بہیجا اور حکم دیا کہ آگے نہ بڑہین جہین سے واپس آئین۔ سردارون نے یہ
حکم سنکر توپین جو واپس لی تہین آگے روانہ کین اور خود طبل فتحمندی کے ساتھ اونکے پیچھے ہولیے
نواب احمد خان نے ہر سپاہی کی بڑی تعریف کی اور سردارونکو خلعت عنایت کیا اور اپنے خیمے کو واپس
گیا تانتیا کی شکست کی خبر سنکر وزیر سنگ جاٹ و مرہٹون و باقی فوج کے کوچ کرکے نواب کی خندق
کے قریب آپہنچے۔ ملہار راؤ آپا سندیہا و تانتیا کو قاسم باغ مین چہوڑکر خود آگے بڑہے اور سنگی
رامپور مین پہنچے۔ یہ ایک گہاٹ دریاے گنگا کا دریاے مذکور کے داہنے کنارے پر قریب بارہ میل
فتحگڈھ سے بڑہکر پرکنہ بہوجپور مین ہے۔ یہان اونہون نے اپنا لشکر گاہ قایم کیا۔ اور

نورالحسن خان ملکرامی حکم دیا کہ کشتیون کا پل تیار کرے - اور جب نواب احمد خان نے یہ خبر سنی اوسنے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم بھیجا کہ دو تین ہزار سپاہی متعین کردے تاکہ وزیر پل بنوالے یا تین - اس نوجوان نواب نے شیام سنگھہ برادر شمشیر بہادر جلیلہ کو اوسطرف بھیجا یہ سردار مع فوج کے اوس مقام پر گیا دیکھا تو آدہا پل تیار ہو گیا تھا - اوس نے بانسے گوہلے اور بان اور نیر چھوڑنا شروع کیے کہ دشمن پل چھوڑکر بھاگ گئے - اسمرتبہ تو انکو اس کوشش مین ناکامیابی ہوئی مگر دوسری بار پھر کام شروع کیا - اور زیادہ کامیابی حاصل ہوئی - ہر روز ملہار راو اور آبا سنید بہاکے لشکر سے نواب احمد خان کے لشکر پر طلوع آفتاب سے تا غروب برابر توپین چلا کرتی تھین - اور ہر شام افغان اپنے خندقون سے نکلکر توپخانے پر حملہ کرتے تھے - اور جو لوگ توپونکی نگرانی پر ہوتے تھے اونکو بھگا کر دو ایک توپین اپنے لشکر مین کھینچ لاتے تھے - تھوڑی دیر قبل از غروب جو لوگ خندقون مین پوشیدہ ہوتے تھے نکلکر اپنے کھانے پکانے یا کسی کام مین مشغول ہوتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو جاتے تھے ایک روز وہ سب نواب کے خیمے کے قریب بیٹھے تھے - دشمن نے سب کو ایک جا دیکھکر اپنی بڑی توپ کا اونکی طرف رخ کرکے سر کی - اتفاقاً گولہ کاظم علی خان ولد شمشیر خان کے پہلو مین لگا یہ اوسوقت عصر کی نماز پڑھ رہا تھا - علاوہ ازین نواب شادی خان نواب محمد کے سولہوین بیٹے کا بازو اوس سے اوڑ گیا - اور دو ایک کو زخمی کیا - یہ سب مر گئے - جب یہ خبر نواب احمد خان کو پہنچی وہ پالکی پر سوار ہوکر وہان آیا اور اونکے کفن دفن کا حکم دیا - اور کہا مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ اونکے انتقام مین دشمن کے چند لوگون کو ضرور ہلاک کرونگا - لاشون کو دفن کرنے کے بعد پٹھانونکا دستہ میدان جنگ مین سے نکلا - اور مرہٹونکے لشکر پر ٹوٹ پڑا - تمام رات ایسی بہادری سے لڑے کہ مرہٹون کے قدم اکھاڑ دئے - جب صبح ہوئی پل بچا تے ہوئے اور تلوارین کھینچے ہوئے اور بہت سے مرہٹون کے سر نیزون پر لئے ہوئے اپنے لشکر مین واپس آئے جب شبانہ حملون کی خبر وزیر کو پہنچی اوس نے تمام سردارون اور قریب لشکر کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ احمد خان باوجودیکہ محصور بھی ہے تاہم اسکی فوج مین سے ہر شب کو کچھ سپاہی نکلکر مرہٹونپر حملہ کرتے ہین اور اونکے سر نیزونپر لیجاتے ہین - آخر اس غفلت کا سبب کیا ہے - مجھے بتلاؤ نہین تو مین تمھاری داڑھی پر تھوک دونگا - آج تم اوس خوف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو - اور ان دونون باتونمین سے کوئی ضرور ہو یا تو دشمن کو شکست دیکر اور اونکا سر لاکر میرے قدمونپر ڈالو یا اپنی جان دو یہ سنکر سب آکر مرہٹون مین شریک ہوئے - اور تھوڑی دیر کے آرام کے بعد قاسم باغ

کیطرف اوس جانب بڑہے جہان توپخانہ زیر حکم منصور علی خان شیر ہوین ہیگے نواب محمد خان
کے قایم تہا باغ اور توپخانہ کے درمیان ہین کوئی پناہ نہ تہی فقط ناہموار زمین تہی۔ شیر بچے
باغ سے نکلے اور ایک نیچی زمین مین پناہ لیکر پہری ہندوقین چلانے لگے۔ اور اسیطرح
دوسرا دہاوا کرکے توپخانے کے قریب پہنچ گئے۔ جب قزلباش سوارون نے دیکہا کہ شیر
بچے توپخانے کے قریب پہونچے وہ اپنے گہوڑے سے اوتر پڑے اور اونکی مدد کو پہونچے
اون سب نے متفق ہوکر حملہ کیا۔ پٹہان جو دشمن کے منتظر تہے۔ اونہون نے پہلے ایکبارگی
تو یونکی سر کی اور بان چلائے بعد ازان تلوارین کہینچکر اونپر جہپٹے۔ اور بہت سے
حملہ آورون کو تہ تیغ کیا جو باقی بچے اونہون نے بہاگ کر قاسم باغ مین پناہ لی پٹہانون نے
اونکا تعاقب کیا اور باغ سے اون کو بہگا کر خود قابض ہوگئے داہنی طرف باغ کے مشرق مین
کچہہ کشادہ سطح زمین نشیب مین تہی یہان مرہٹون کی بڑی فوج کمین گاہ مین تہی۔ جب مرہٹون نے
دیکہا کہ وزیر کی فوج بہاگی اور پٹہان اپنا مورچہ چہوڑکر اون کے تعاقب باغ تک بڑہ آئے ہین
بہت سے مرہٹون کے سوار درمیان افغانان حملہ کناں اور اونکی توپخانے کے درآنے
پر ممانعت زیر حکم تانتیا کے تہا۔ جب شجاعان قوم افغان نے دیکہا کہ دشمن نے ہماری واپسی کا
راستہ روکدیا ہی باہم یہ کہا کہ یارو پہلے پیر دشمن کے گہوڑونکے پیرونپر چلاؤ اور تلوارین بہی
پہلے گہوڑون ہی کے پیرونپر لگاؤ۔ جب دشمن گرجاوین پہر اونکو قتل کرلینا۔ باہم یہ تجویز ٹہہراکر
اسی طورسے مرہٹون پر حملہ کیا۔ اور بہتون کو مارلیا۔ آخر مرہٹے اوتر پڑے۔ اور جنگ شروع
ہوئی منصور علی خان مہاجزادہ یہ جنگ اپنے مورچے سے دیکہہ رہا تہا یہ دیکہکر اوس نے
اپنی تلوار لی۔ اور پیادہ پا دشمن کیطرف چلا اوس کے ہمراہی بہی فقط تلوار لیکر اوسکے آگے
ہمرے منصور علی خان نے اپنے ساتہیون اور اون لوگون کو جو اتفاقاً شریک ہوگئے تہے
جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب اکہہزار آدمیون کے تہے یہ سب مل کر افغانون اور مرہٹون
کے بیچ مین گہس پڑے اونہون نے دوسری جانب حملہ کیا۔ اور اس موقع پر بائین یعنی مشرقی
سمت سے دوسرے مورچے کے لوگ اونکی کمک کو آپہونچے۔ عبداللہ خان درکزئی
رضا بخش خان خٹک و انور خان گوجر اور دوسرے افغانون نے ایسی شمشیر زنی کی کہ
مرہٹون کے قدم اوکہڑ گئے۔ جب تانتیا نے دیکہا کہ میرے لوگ بہاگنے پر آمادہ ہین۔
ایک تو وہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصہ ہورہا تہا۔ اور سوءت وہی آثار نمود

وہ گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور چلایا کہ پیچھے ہٹنے سے جان دینا بہتر جانتا ہون لیکن اوسکے نوکر اوسکو سوار کرکے بزور لشکر کو واپس لائے۔ جب مرہٹون نے شکست کہا کر بھاگنا شروع کیا۔ تب منصور علیخان اور وہ سرے سرداروں نے اپنے اپنے گھوڑے منگوائے اور سوار ہوکر اونکی تعاقب مین باغ کے مشرقی گوشے تک گئے یہان سے اونہون نے دیکھا کہ مرہٹے نہایت پریشانی سے اپنے لشکر مین پہنچے منصور علی خان اور سب سردار باغ کے مشرقی کنارے کو داہنے ہاتھ پر چھوڑکر گھوم کر باغ کے باین گوشے کیطرف آئے اور یہان مقیم ہوئے۔ نواب احمد خان اوسوقت اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر توپخانے کے قریب آیا اور تمندارون سے کہا کہ مورچہ چھوڑکر مت جایا کرو اور خندق سے آگے اپنی فوج کو مت بڑھایا کرو آیندہ مرہٹے تم کو زیادہ تکلیف نہ دینگے۔ منصور علیخان اپنے موقع قدیم پر آیا احمد خان نے اوسکی بہت تعریف کی سب سردارون کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے مورچہ پر ہوشیار ہو اسکے بعد احمد خان اپنی مقام گاہ کو واپس آیا۔

نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلے کا نواب احمد خان کی مدد کے لئے فرخ آباد کو جانا اور مرہٹونکے ہاتھ سے شکست اُٹھاکر آنولہ کو واپس آنا۔ اپنے ہمراہیونکی بیدلی کیوجہ سے

نواب احمد خان کا بھی اپنے حصار کو چھوڑ دینا

آرزو صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہی کہ جب اول اول نذیر کے واپس آنے کی خبر مشہور ہوئی تو احمد خان نے ہر جانب مدد کے لئے لکھا۔ علاوہ دوسرون کے اوسنے حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلہ کو بھی بطلب امداد تحریر کیا۔ اور یہ لکھا کہ ہمارے اور تمھارے درمیان مین منافشہ ہی لیکن باہم جھگڑے طے ہوتے رہینگے۔ لیکن یہ ضرور نہین کہ غیر کے ہاتھ سے ضرور روا رکھا جاے امید ہی کہ آپ فوج مدد کے واسطے روانہ کرینگے تاکہ ہم اوس لشکر پر جو ہم دونون کا دشمن ہی حملہ کرین۔ حافظ رحمت خان نے عذر کیا کہ ابھی تمکو قایم خان کے خون کا دعوے باقی ہے تاوقتیکہ اوس کا تصفیہ نہو جاے

ہمکو اپنے آدمی تمہارے قبضے مین کرنے سے خوف آتا ہی۔ اس بیان کو دیکھکر ہمکو وہ بات
مناسب مین دکھائی ہی کہ جو کل رحمت مین لکھا ہی کہ حافظ صاحب نے اس سے قبل نواب مول خان
اور دوندے خان کی ماتحتی مین ایک فوج نواب احمد خان کی مدد کو روانہ کی تھی جو رام چوٹنی کے
مقام پر اوسکے شریک ہوکر دربرہے لڑی۔ اس واقعہ کو فرح بخش مین یون بیان کیا ہے کہ
جب احمد خان کو معلوم ہوا کہ سرداران روہیلہ میرے ساتھ شریک نہین ہوتے تو قایم جنگ کے
خون کی معافی کا ایک محضر تیار کراکے بی بی صاحبہ والدہ قایم خان کے ہاتھ آنولہ کو بھیجا
محضر کا مضمون یہ تھا کہ ہمنے قایم خان کا خون معاف کیا آج سے تا قیامت اوس کا دعوے
ہم نکرینگے بی بی صاحبہ حافظ رحمت خان دوندے خان بخشی سردار خان فتح خان خانسامان
وغیرہ لکشر امراکے روبرو پیش گیئن اور سب سے بڑی منت وزاری کے ساتھ کہا کہ بسبب سخت وقت
مین احمد خان کی مدد کرنا چاہیے۔ سرداران مذکور چونکہ جہاندیدہ و جنگ آزمودہ تھے رفاقت و
اعانت سے صاف پہلوتہی کی۔ اور کہدیا کہ قایم خان نے ہماری ساتھ کیا سلوک کیا تھا کہ
اوس کے خرگ وناموس کے اب ہم شریک ہون بی بی صاحبہ سب کی طرف سے مایوس ہوکر
نواب سعد اللہ خان کے محل مین گیئن۔ اور بیگمات کو اغوا کرکے نواب سعد اللہ خان کو آمادہ
اعانت کیا۔ پٹھانونکی بہادری کی داستان اور ننگ و رفاقت کے قصے ایسے طرز سے بیان کئے
کہ نواب سعد اللہ خان مدد کو آمادہ ہوگئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان۔
دوندے خان ملا سردار خان بہادر خان جیلہ نواب علی محمد خان۔ اور فتح خان خانسامان کو
طلب کیا۔ حافظ رحمت خان اس وجہ سے کہ وزیر سے اور اون سے اتحاد تھا خاموش بیٹھے رہے
اور دوسرے سردار بھی اونکی خاموشی کی وجہ سے کچھ نہ بولے نواب سعد اللہ خان نے حافظ
رحمت خان سے پوچھا کہ تم بولتے نہین تب حافظ رحمت خان نے کہا کہ آخر آپ کا ارادہ کیا ہی
اونہون نے جواب دیا کہ جو سب سردار وینکی راے ہوگی وہی میری راے ہے حافظ
رحمت خان نے جواب دیا کہ اس لڑائی مین کسی حالت شریک نہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر
فتح حاصل ہوئی تو اس مین سراسر نفع احمد خان بنگش کا ہے۔ اور خدانخواستہ اگر شکست
حاصل ہوئی تو اس مین سراسر نفع احمد خان بنگش کا ہے۔ اور خدانخواستہ اگر شکست

ف۱ منتخب اللباب مین بھی بیگم کے آنے کا ذکر ہے اور روہیلکھنڈ کے مصنف مین غلطی سے لکھا ہی کہ احمد خان
روہیلون کی مدد حاصل کرنے کے لئے آنولہ کو خود آیا تھا ۱۲

ہوئی تو تمام آفت اور بلا ہمیر نازل ہو جائیگی۔ بہادر خان چونکہ شجاعت کے باعث سے سب روہیلہ سرداروں میں ممتاز رکھتا تھا بول اوٹھا بھرے سردار دستار کے عوض زنانہ برقع کیوں نہیں اوڑھ لیتے ایسے نامردی کے الفاظ کسی پٹھان کے منہ سے نہ نکلے ہونگے۔ اور نواب سعد اللہ خان کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر کوچ کا حکم ہوگا تو کل میں اپنا رسالہ لیکر بغیر حکم روانہ ہو جاؤنگا۔ اور جس پٹھان کو اپنی نام اور آبرو کا خیال ہوگا اوسکو ساتھ ہونے کا اختیار ہے یہ کہکر وہانسے رخصت ہوا اور تیاری میں مصروف ہوا۔ نواب سعد اللہ خان محل میں گئے۔ اور جو محبت حافظ رحمت خان اور بہادر خان میں ہوئی تھی لفظ بہ لفظ اپنی ماں سے بیان کی اور پوچھا کہ میں حافظ رحمت خان کی بات سنوں یا بہادر خان کا شریک ہوون ماں نے کہا کہ ایسے امورات میں ہم مستورات سے مشورہ لینا کیا مناسب ہے جو تمہارا دل قبول کرے سو کرو میری رائے میں یہ آتا ہے کہ حافظ رحمت خان وزیر کی حاضر داری کی وجہ سے شتاب کرتے ہیں۔ اور بہادر خان اپنی عزت و ناموس کے واسطے یہ عزم کر رہا ہے یہ گفتگو اپنی ماں سے سنکر نواب سعد اللہ خان باہر آئے اور اپنے خاص خاص سرداروں کو طلب کیا اور کہا کہ احمد خان کی درخواست مدد کو نامنظور کرنا بڑی نامردی کی بات ہے جو ہو سو ہو کل میں روانہ ہونگا جس کا دل چاہے میرے ساتھ چلے اور دوسروں کو اختیار ہے تب انہوں نے بہادر خان کو بلا کر یہ حکم دیا کہ میری فوجمیں حکم سنا دو کہ جو اپنی تئیں میری ملازم جانتے ہیں تیاری روانگی کی کریں نہیں تو میں سب کو برطرف کر دونگا۔ بہادر خان نے یہ حکم سنا دیا سوای حافظ رحمت خان۔ دوندے خان اور بخشی سردار خان کی فوج کے باقی سب روانگی پر آمادہ ہوئے اور فتح خان خانسامان بھی ہمراہ ہوئے اور دوسرے دن کوچ ہوا۔ جب فتحگڈھ کے محاصرے کو ایک مہینے سے زائد عرصہ گذرگیا۔ تب یہ خبر مشہور ہوئی کہ نواب سعد اللہ خان قریب آپہونچے۔ اس خبر سے وزیر اور ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو نہایت تردد پیدا ہوا۔ ابو المنصور خان صفدر جنگ وزیر نے نواب سعد اللہ خان کو لکھا کہ میرا دعوی احمد خان سے تھا تم اوسکی مدد کو کیوں آئے تم اپنے ملک کو لوٹ جاؤ۔ اور اطمینان کے ساتھ رہو تمسے مجھے کوئی تعرض نہیں۔ حافظ رحمت خان نے وزیر کو تحریر کیا کہ گو میں سعد اللہ خان کو بہت روکا۔ مگر اونہوں نے نہ مانا۔ اور احمد خان کی مدد کو روانہ ہوئے ہیں۔ اسلئے میری صلاح یہ ہے کہ جس خوبی سے ممکن ہو احمد خان سے صلح کر لو۔ کیونکہ صلح ہر حال میں عاقبت ہے بہتر ہے دوسرے روز وزیر ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کے لشکر میں گئے۔ اور نواب سعد اللہ خان کے

کوچ کا حال بیان کرکے کہا کہ تمہاری صلاح کیا ہی ملہار راؤ اور آپا سیند ہیا نے اپنے خاص خاص سرداروں کو بلایا اور اون سے کل حال بیان کرکے مشورہ پوچھا جملہ سرداروں نے باستثنائے آپا سیند ہیا کے جو درپردہ احمد خان کا دوست تہا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر ہین۔ تم سے پوچھنے کی کوئی حاجت نہین ہی ہمین جو حکم ہوگا اوس کے بجالانے پر مستعد ہین تب وزیر نے آپا سیند ہیا کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ تمہاری خاموشی کا کیا باعث ہی۔ اوس نے جواب دیا کہ عیان را چہ بیان جو کچھہ ماجرا تا بحال گذرا ہے اوس سے سب واقف ہین۔ یہ لوگ جنگ کرنے سے کچھہ عاجز نہین ہین راؤ تانتیا تو بالکل عداوت پر آمادہ تہا۔ مگر اوس کو کامیابی نصیب نہین ہوئی وزیر کے لشکر مین گو کہ چند فوج ہی۔ مگر اوسکی جو کچھہ حالت ہی اوس سے وزیر خود واقف ہین۔ احمد خان دونون کی فوج پر غالب رہا ہی۔ اور جب سعد اللہ خان اوس سے متفق ہوجائینگے تو افواج متفقہ کو شکست دینا مشکل ہوگا۔ وزیر نے سرداران مرہٹہ سے یہ بھی بیان کیا کہ حافظ رحمت خان لکھتے ہین کہ سعد اللہ خان بہادر خان کے اغوا سے احمد خان کی مدد پر آمادہ ہوئے ہین۔ بعد اس مذکور کی حافظ مسطور صلاح دیتے ہین کہ قبل اس کے کہ سعد اللہ خان ہمپیل احمد خان سے صلح کرلیا چاہیے۔ اب تمہاری صلاح کیا ہے۔ اونہون نے جواب دیا ازین چہ بہتر است۔ اس سے دونون جانب کی جانین بچینگی۔ وزیر نے کہا کہ اب یہ پوچھنا ہی کہ اس عہد و پیمان کی ابتدا کیونکر ہونا چاہیے۔ اگر ہماری جانب سے کوئی تحریک ہوگی تو اوس سے ہماری کسر شان ہوگی۔ آپا سیند ہیا نے کہا کہ میری راے مین نواب عزت خان اور ہمت خان کے بلانے سے کہ یہ بھی پٹھان ہین یہ حجت رفع ہوسکتی ہے۔ ملہار راؤ اور آپا سیند ہیا مع دیگر سرداران وہان سے اٹھے۔ اور دوسری جگہہ جاکر مجتمع ہوئے۔ اور نواب عزت خان اور ہمت خان کو بلوا بھیجا مرہٹون نے اونسے یہ کہا کہ ہم یہ نہین چاہتے ہین کہ احمد خان بالکل مٹ جائے یا وہ اپنی ملک سے بہگا دیا جائے یا میدان مین اپنی جان دیوے۔ چونکہ ہمارا منشا ہی کہ وزیر اور احمد خان مین صلح ہوجائے۔ اسلئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہین کہ آپ شرائط تجویز کرین۔ تب اون دونون پٹھانون نے جو ظلم وزیر کے ہاتھ سے احمد خان کے خاندان پر پہنچے تہے بیان کئے۔ اور مرہٹون کو بھی ملامت کی کہ تم مین اور غضنفر جنگ کے خاندان مین جو اتحاد تہا وہ تم بہول گئے۔ مرہٹون نے تسلیم کیا کہ بیشک ہمسے سابق مین دوستی تہی۔ مگر ہم مجبور ہین کہ شاہ ہند کا فرمان ہمارے نام اس مضمون کا جاری ہوا ہے کہ وزیر کے ماتحت ہون۔ اور اتبک ہمنے بالکل بے پروائی سے

جان پوجھکر جنگ کی ہی۔ تب عزت خان اور ہمت خان نے کہا کہ بادشاہ نے سخت برا کیا۔ جو ایسا سلوک غضنفر جنگ کے خاندان سی کیا اور بہت سی اعتراض کی بعد اس قیل و قال کے پوچھا کہ اب کیا تجویز کیا ہے۔ مہارراؤ نے کہا کہ اس وقت آپ تشریف لیجاہیں۔ ہم باہم سرداروں سے مشورہ کرتے ہیں جو کچھ طے پائے گا اوس سی آپکو اطلاع دیجائیگی دونوں پٹھان رخصت ہوکر اپنی جمعیتوں کو آئے اور مرہٹے مشورہ کرنے لگے آخر الامر یہ طے پایا کہ وزیر دس لاکھ روپیہ بطور خونبہا غضنفر جنگ کے بیٹوں کے اداکریں۔ اور علاوہ ملک سورتی کے وزیر اپنی دوہتی ساندنی و بالی احمد خان کے حوالے کردیں جب اونہوں نے ان شرائط کی اطلاع وزیر کو کی اونہوں نے منظور کرلیا تب سرداران مرہٹہ نواب عزت خان و ہمت خان کے جمعیتوں کو گئے اونسے شرائط مجوزہ بیان کی اونہوں نے اون شرائط کو بحق نواب احمد خان بہت مناسب تصور کیا تب اونہوں نے کہا کہ کوئی معتبر شخص واسطے طے کرنے اس معاملے کے نواب احمد خان کے پاس بھیجنا چاہیے۔ نواب عزت خان نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کے واسطے منتخب کیا۔ الف خان نے نواب احمد خان کی خدمت میں جاکر عرض کیا کہ دس لاکھ روپیہ اور ساندنی بالی آپکو دینا تجویز ہوا ہی۔ جوں ہی یہ بات احمد خان نے سنی اوسنے کہا کہ وزیر دس کروڑ روپیہ میرے چچا مہنکے خونبہا میں دین میں قبول نکرونگا۔ اور اگر وزیر کے بیس بیٹے قتل ہوں تب بھی راضی نہونگا۔ اوسنی صلح کو نامنظور کیا اور کہا کہ اب یہ معاملہ تلوار پر طے ہوگا اور یہ مصرع پڑہا

ع ہرگہ بشمشیر زند سکہ خاماش خواند ✦ دشمنوں کو یہ نہ تصور کرنا چاہیے کہ میں مجبور ہوں کیونکہ میں ہر وقت اونسی میدان میں لڑنے پر مستعد ہوں۔ وزیر کو جو میں زک دی ہی وہ ایک مثل ہوگئی ہے۔ سورمل بھی وہی ہی جو تاب مقاومت نہ لاکر وزیر کے ساتھ بھاگ گیا۔ انشاء اللہ تعالے بعد فتح اونکو معلوم ہوگا کہ ذی عزت اور نامور لوگ کسطرح عمل کرتے ہیں۔ جبکہ تقدیر آزمائی لڑائی بری تو صلح کیا ہوگی۔ اگر فتح حاصل ہوئی میری خواہش پوری ہوگی۔ اگر میں بدقسمت نکلا تو واحد مطلق کی مرضی تسلیم ہے۔ مگر خون غضنفر جنگ کے بیٹوں کا بعوض زر کے فروخت کرونگا یہ کہکر الف خان کو خلعت و شمشیر و اسپ دیکر رخصت کیا الف خان کے جانے کے بعد قاصد نے آکر خبر دی کہ کل نواب سعد اللہ خان دریاے گنگا کے کنارے مقام کرینگے حکم ہوا کہ محمود خان اور سنور خان اونکی پیشوائی کو جاویں۔ طلوع آفتاب سی ایک گھنٹہ قبل دونوں سردار نواب سعد اللہ خان کے استقبال کو گئے دوسرے روز

نواب سعد اللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی ۔ اور تلوارین کھینچی ہوئی احمد خان کی سپاہ کو نظر آئی ۔ نواب سعد اللہ خان کے ساتھ بارہ ہزار جوان تھے ۔ احمد خان کے ہمراہی اس کمک کو آتے دیکھ کر فرط خوشی سے تہین دینے لگی سید اسد علی شاہ بہت سے آدمیوں کے ساتھ دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے ۔ سعد اللہ خان کی فوج کو آتے دیکھ رہے تھے جب شاہ ممدوح کی نظر اس فوج پر پڑی ایک کیفیت اونپر طاری ہوئی ۔ اور اوس حالت میں فرمایا کہ مقتول ہوئے اور مغلوب ہوئے ۔ جب وہ کیفیت زائل ہوگئی کہنے لگے کہ انکی خوشی و خوبی خدا کو خوش نہ آئی وہ دیکھینگے کہ کل کیا پیش آتا ہے ۔ ۳ ۔ جمادی الاخری ۱۱۶۴ ہجری کو نواب سعد اللہ خان نے اپنے جمعے دریائے گنگا کے بائین کنارے استادہ کراتے ۔ اور احمد خان نے اون کے واسطے ہرقسم کا کھانا مستجاب خان درکزئی کے ہاتھ بھیجا اور نواب احمد خان نے نواب سعد اللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کل دریا اوترآؤ کیونکہ فوجون کا متفق ہونا بہت ضروری ہے یہ پیغام نواب سعد اللہ خان کو پہنچا ۔ لیکن اونہون نے کہا کہ مین اپنی خاص خاص سردارونسے مشورہ کرکے جواب دونگا ۔ تب اونہون نے بہادر خان اور فتح خان کو طلب کرکے اون سے احمد خان کا پیغام کہا ۔ بہادر خان نے جواب دیا کہ قوم افغانان کے سردار کے سامنے ایسی سوغات جانا مناسب نہین ہے ۔ احمد خان کو جواب بھیجنا چاہیے کہ انشاء اللہ کل آپکے ہوا خواہ آپکے دشمنون یعنی وزیر اور سرداران جاٹ اور مرہٹہ کے سر بطور تحفہ پیش کرینگے سعد اللہ خان چونکہ نوعمر اور ناتجربہ کار تھے اونہون نے وہی پیغام بھیجدیا ۔ احمد خان نے جواب دیا خیر جیسا تم خیال کرتے ہو ویسا ہی کیجیو ۔ مگر ایک بات کا ضرور دھیان رہے کہ کسی حال مین دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا ۔ اور اگر مرہٹے منہ موڑین تو اون کا تعاقب نہ کیجیو ۔ اور اپنے سپاہیون کو اونکے تعاقب سے باز رکھیو ۔ کیونکہ یہ اس قوم کی عادت ہے کہ اس قاعدے سے اپنے دشمن کو اوسکی جگہہ سے دور کردیتے ہین تاکہ مدد اوسکو نہ پہونچ سکے ۔ دوسرے روز سعد اللہ خان اور منور خان ۔ اور محمود خان آمادۂ جنگ ہوئے ۔ اور اپنی فوجون کی صف باندھکر دشمن کیطرف بڑھے ۔ وزیر سعد اللہ خان کے آنے سے نہایت خوف زدہ ہوئے تھے ۔ اونہون نے ملہار راؤ اور آپاسیندھیا اور سورج مل جاٹ کو بغرض مشورے کے طلب کیا یہ تجویز ہوئی کہ فوج دریا پار سعد اللہ خان سے لڑنے کے واسطے بھیجدیجائے اس سے قبل کہ سعد اللہ خان اور احمد خان متفق ہونے پائین ۔ سنگی رامپور کا پل جو خراب ہورہا تھا ۔

جمادی الاخری کو اوسکی مرمت کرائی گئی - پٹھانون نے بہت مزاحمت کی مگر گولنکی بوچھار سے
پل کے قریب نہ آسکے پھر کہانڈے راو اور تانتیا کنکا دھرجیت پچاس ہزار سپاہ کے دریا پار ہوے
جواہر سنگھہ ولد سورج مل جاٹ اور رانا بھیم سنگھہ زمیندار گوالیار سے چالیس ہزار سوار و پیادہ کے
اونکی کمک کو پہونچے - اور دہلو پر حملہ شروع ہوا پہلے بہادر خان کے سپاہیون نے باغون
کا مینہ برسانا شروع کیا - بعد اسکے بندوقچی سرکین رفتہ رفتہ اونہون نے بندوقین سرکین
رفتہ رفتہ اونہون نے بندوقین بندکین - اور تلوارین کھینچ کھینچکر بندوقین حملہ آور ہوئی - اور
اونہون نے فی الفور شست دی بہادر خان نے احمد خان کی نصیحت فراموش کرکے دریا کا کنارا
چھوڑا اور دشمن کے معاقب بڑہا - بہادر خان کے ساتھہ فقط دو یا تین ہزار آدمی تہے - یہانتک
پہنچا کرتے ہوے گئے کہ قلب لشکر کے مقابل جا پہنچے - دشمن نے دیکہا کہ فقط ایک ہاتھی ہی
اور تھوڑے سے جوان ہین - اور اونکے پیچھے کچھہ کمک بہی نہین مڑکر چارون طرف سے بہادر خان
کو گہیر لیا - بہادر خان ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوا - اور اوسکی جوان بہی تلوار کھینچکر
اوسکی ہمراہ ہوے اور دشمن کو پسپا کرنے کی کوشش کی - لیکن ہندون نے اسطرح گہیر لیا تہا
جیسے شکار کو گہیر لیتے ہین - اور تیر اور گولیان اوپر برسانا شروع کیین - اونہون نے بہی
تلوارون اور برچہون اور نیزون سے بعض کو زخمی و قتل کیا - جب تک بہادر خان کے
جسم مین جان رہی تلوار ہاتھہ سے نہ چہوڑی اور اپنے نام کے موافق کام کیا - کوئی اوسکی
مدد کو نہ آیا آخر گہوڑے سے گر کر جان بحق تسلیم ہوا - دشمنون نے اوس کا سر کاٹ لیا - اور
جو کچہہ سپاہی باقی رہگئے اونہون نے بہاگ کر جان بچائی - جب نواب سعد اللہ خان نے سنا کہ
بہادر خان قتل ہوا - اونہون نے فتح خان خانسامان سے پوچہا کہ اب کیا صلاح ہے - بہادر خان
سے سب سردار عداوت رکہتے تہے آنولے سے چلتے وقت حافظ رحمت خان نے مخفی
فتح خان سے کہدیا تہا کہ بہادر خان ضرور جنگ مین آگے ہوگا - ایسی تدبیر کرنا کہ کوئی شخص اوسکو
مدد نہ دینے پاے - اور وہ مغلوب ہوکر مارا جاے - اور اس صورت سے اس خار کو دور کرنا
کیونکہ یہی نواب سعد اللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوا ہی - اگر کہین احمد خان و زبردست غالب آیا
تو بیشک سخت کا دعوی کرے گا کیونکہ پہر کوئی اوسکی مقابلے کو باقی نہ رہے گا - اور اوسوقت قابو خان
کے انتقام مین تمام روہیلون کو ملک سے نکالدیگا - جب نواب سعد اللہ خان نے فتح خان سے
صلاح پوچہی تو اونہون نے موقع پاکر کہا کہ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ آنولہ کو واپس چلو -

نواب سعد اللہ خان نے جواب دیا کہ جو امر دہی بالغ ہے کہ نواب احمد خان کو دشمن کے منہ میں جھوڑ دیں
فتح خان نے جواب دیا کہ احمد خان کی کامیابی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ وہ بھی تھوڑی غرضی میں
آنولہ کو آئے گا وہاں جو کچھ صلاح ٹھہرے اوسپر عمل کرنا۔ سعد اللہ خان رفیع خان کی باتوں میں
آگئے اور آنولہ کی طرف پھر گئے۔ نواب معز خان و محمود خان نے جب سعد اللہ خان کو پھرتے دیکھا
تو احمد خان کے پاس واپس آئے۔ رانا بھیم سنگھ و جواہر سنگھ ولد سورج مل جاٹ جو اوسوقت دریا کے
کنارے فوج پر حکومت کرتے تھے ایسے موقع پر رہتے کہ صاحبزادہ کو روک سکیں۔ جواہر سنگھ نے
چاہا کہ سد راہ ہو لیکن رانا نے منع کیا کیونکہ رانا عضنفر جنگ کے خاندان کا خیر خواہ تھا دلیر خان
جو نواب عضنفر جنگ کا مشہور جملہ تھا اوس کا چچا تھا رانا نے جب اسطرح جواہر سنگھ کو سد راہ ہونے
سے ممانعت کی تو صاحبزادی بخیریت قریب غروب آفتاب نواب کے پاس حاضر ہوئے۔ جب یہ خبر
مشہور ہوئی کہ بہادر خان مارا گیا۔ اور سعد اللہ خان آنولے کو واپس گئے تو سب لوگ لشکر میں مثل
بید کے لرزنے لگے۔ نواب احمد خان اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر تو بچانے کے قریب آیا۔ اور ہر ایک آدمی
سے کہا کہ ہماری لڑائی کچھ سعد اللہ خان کی کمک پر منحصر نہ تھی۔ اگر خدا نے چاہا تو کل توپخانہ
بڑھا کر سنگی رام پور کو جا کر وزیر سے مقابلہ کرونگا۔ اور بعد ازاں ہر سردار کو بلا شبہ بلا کر کہا خوب
ہوشیار رہنا میں پھرات رہے دشمن پر شب خون مارونگا اس قسم کی دلاوری کی باتیں کر کے
وہ اپنے خیمے کو واپس آیا اوس نے پل کو توڑنے کا حکم دیا۔ اب محاصرہ کو ایک مہینہ اور گیارہ روز
ہو چکے تھے۔ پھرات کو مرہٹوں اور جاٹوں نے سعد اللہ خان کے خیموں میں آگ لگا دی اور
شعلہ اسقدر بلند ہوا کہ احمد خان کے لشکر گاہ میں مثل روز روشن کے روشنی ہو گئی۔ فوج کے
جن آدمیوں نے تمام عمر کبھی ایسا غوغا یا آتش زدگی نہ دیکھی تھی خوف زدہ ہو کر بھاگے۔
سردار اور نامور لوگ تو آہستہ اپنی اپنی جگہوں میں قایم رہے۔ ان سرداروں نے فوج کا خوف
دیکھ کر نواب کے پاس جا کر سب حال کہا۔ نواب نے پوچھا کیا صلاح ہے۔ اونہوں نے جواب
دیا کہ دریا پار ہو کر بھاگ نکلنا چاہیے۔ پہلے تو اوسنے انکار کیا۔ مگر بالآخر دیکھا کہ کوئی دوسری
صورت نہیں ہے۔ وہ گریز پر راضی ہوا۔ اور اپنی بھائیوں مرتضی خانی خدا یار خان و اعظم
خان و سوز خان و صلابت خان و شائستہ خان اور سرداروں میں سے خاص خاص کو مثل
رستم خان نیگش و عنایت علیخان و عتاب خان و شادل خان و مشکل خان و سعادت خان
و مستجاب خان کو ساتھ لیکر قلعہ سے نکلا۔ اور شب کی تاریکی میں جانب پچھم در کے کنارے

کنارہ سی چلا مرہٹے بہاگتے ہوئے بھاؤن کے عقب لشکر پر بمقام شکارپور آپہنچے یہ مقام فتحگڈھ سے پانچ میل ہے۔ نواب کمرالدین گہاٹ تک برابر پیچھا کیا جو اس مقام سے ۱۵ یا ۱۶ میل اوپر واقع ہے۔ اور یہان اوس کا ہاتھی کالا پہاڑ ناھی دریا پر نکلا۔ رمضانی اوسکو ہاتھا بہت سے جوان نواب کے پیچھے گھوڑے پر لئے جانے کی کوشش مین ضایع ہوئے۔ نواب امرت پور کی راہ سی شاہجہانپور پہنچا۔ اور وہان سی آنولے مین داخل ہوا۔ جب نواب احمد خان کے فرار ہونے کی خبر پہلی اوسکے سپاہیون اور افسرون کے دلون پر جو تا بحد دور دراز کے مورچہ پر تھے خوف طاری ہوا۔ اور ہر شخص اپنی اپنی جان بچانے لگا۔ بعض تو جھاؤ مین دریا کے کنارے چھپ رہے۔ اور بعض نے گھوڑے دریا مین ڈالدئے اس امید سی کہ پار نکلینگے مگر وہ سب ڈوب گئے۔

جنگ روہیلکھنڈ

احمد خان جبکہ آنولے مین داخل ہوا تو یہان روہیلہ سردار اوسکی ملاقات کو آئے۔ روہیلکھنڈ گزیٹر مین لکھا ہی کہ وزیر نے روہیلکھنڈ مین بڑھنے کے اثنا مین اسد یار سی روہیلون کے حاکم کے نام ایک تحریر اس مضمون کی بھیجی تھی کہ پچھلے تین سال کا خراج جو تمہارے ذمے واجب الادا ہی وہ شاہی خزانے مین داخل کرو اس تحریر کے پہنچنے پر تو روہیلون نے کوئی جواب بھیجا نہ کچھ سامان جنگ تیار کیا۔ بڑی بے پروائی کے ساتھ اوس کا کچھ خیال نکیا۔ نہ یہ بات ذہن مین آئی کہ اس جھگڑے مین نواب سعد اللہ خان کے شریک ہونے سے ہماری تمام جماعت اس فوجکشی کی مخالف مانی جائیگی۔ لیکن اس تحریر کے دیکھنے کے بعد یہ اثر ضرور ہوا کہ اپنی تھوڑی سی جماعت لیکر نواب سعد اللہ خان کی خبر گیری کے خیال سی اونکی طرف روانہ ہوئے انکے پہنچنے سے پہلے صفدر جنگ نے اسلام نگر پر کہ بدایون کے قریب احمد خان بنگش اور اوسکی ہمراہیون پر اچانک حملہ کرکے ایسی شکست فاش دی کہ کسی کے پانون میدان مین نہ تھے۔ روہیلون اور بنگشون کی تعداد ملکر قریب بارہ ہزار آدمیونکے تھی اور آخر مین کچھ اور زیادہ ہوگئی تھی۔ مگر عماد السعادت مین بیان کیا ہی کہ ساٹھ ہزار سپاہ احمد خان کی تھی اور نوے ہزار سپاہ روہیلونکی تھی۔ نواب وزیر افواج مرہٹہ و جاٹ کو بھاؤن کے تعاقب پر مقرر کرکے خود صوبہ اودہ کو چلے گئے۔ اور وہان سی الہ آباد پہونچے اور وہان ہوکر اودھ کو لوٹے۔ اور گومتی کے کنارے مقام کیا۔ راجہ پرتھی پت کو پرتاب گڈھ سے بلایا۔ اگرچہ راجہ کو وزیر سے بیحد خوف تھا۔ مگر مجبوراً وزیر کی خدمت مین حاضر ہونا پڑا۔ علاوہ

اسکے بیس ہزار سوار و پیادے اوسکے ساتھ تھے طنطنہ بھی کسی قدر رکھتا تھا برتاب گڈھ سے کوچ کرکے وزیر کے لشکر مین پہنچا - جب وزیر کے دیرے مین داخل ہوا تو وزیر اوسکی مزاج پرسی کرکے اوٹھ گئی - اوسوقت علی بیگ خان جارجی نے بھنجکر راجہ کو پکڑلیا - وہ علی بیگ خان کو چیٹ گیا اوسکے پاس ہتھیار نہ تھی - اسلئے علی بیگ خان نے رخسارون کا گوشت دانتون سے کاٹ کر تھوکدیا کہ تمام عمر اوسجگہ گڑھا رہا آخرکار راجہ مارا گیا اوس کا سر کاٹکر سرا پردے کے باہر پھینکدیا اوسکی فوج جابجا بھاگ گئی نواب صفدر جنگ بھی فوجکے آدمیون سے مزاحم نہوئے - بعد اسکے نواب وزیر فیض آباد کو گئی - ادھر بھاؤ لون مین نواب احمد خان اور روہیلہ سردارون کے مشورے سے یہ بات قرار پائی تھی کہ بالفعل کوہ کمایون کے دامن مین پناہ گزین ہونا چاہیے - چنانچہ دوسرے روز نواب احمد خان - نواب سعد اللہ خان حافظ رحمت خان بخشی سردار خان - فتح خان خانسامان دوندے خان وغیرہ روہیلہ سردار مع اپنی فوجون کے پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر مراد آباد پہنچے ایسا اتفاق ہوا کہ یہان چند روز مقام کرنا پڑا جبکہ ان سردارون کو یہ خبر ملی کہ وزیر سنگی رام پور مین مرہٹون کو تہور کرا اپنے صوبون کو گئے ہین تو روہیلہ سردارون نے احمد خان سے کہا کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنولے کو واپس چلین - چونکہ بارش قریب ہی - ہم بے کھٹکے آرام کرینگے اور اپنے ہمقومون کو ہر طرف سے ملائینگے اور مرہٹون سے جنگ کرینگے - یہ صلاح سب نے پسند کی وہ آنولے کو واپس آئے روہیلے اپنے مکان کو چلے گئے - اور احمد خان شہر کے باہر خیمہ زن ہوا - جب ۱۷۵۱ء کا موسم برسات ختم ہوا تو جنگ کی تیاری شروع ہوئی بھاؤ لون کی طرف کشتیان جمع کی گئین اور رام گنگا پر پل بنایا گیا - یہ ندی رہیلکھنڈ مین بہتی ہوئی قنوج کے قریب فرخ آباد سے چالیس میل نیچے آبا مین جا سے گنگا مین داخل ہوئی ہے - جب مرہٹون کو معلوم ہوا کہ دشمن روہیلون اور دوسرے افغانون کو ساتھ لیکے حملہ کرنے کو بڑھتا ہی - اونہون نے کہانڈے راو ولد ملہار راو کو بیشمار فوج کے ساتھ اوس سے جنگ کرنے اور بھگا دینے کے لئے گنگا پار بھیجا تب احمد خان - اور روہیلہ سردار اپنی پل پر سے رام گنگا کو پار ہوئے اور اپنی سپاہیون کو سخت تاکید کی کہ دریا سے دور مت جانا - اوسی کے کنارے کنارے چلنا ایک مقام پر دریا بصورت ہلال کے بہا ہے یہان مرہٹون نے احمد خان کو روکنے کے ارادے سے مقام کیا تھا - دوندے خان جو پیش لشکر مین تھے - اونہون نے دشمن کے مقام کو دیکھا اور خیال کیا کہ اب مین دریا کے کنارے کنارے نہین بڑھ سکتا ہون - لہذا اونہون نے کوچ موقوف کرکے دریا کے گہاؤ کے دونون گوشون یعنی مشرق و مغرب پر اپنا مورچہ قائم کیا

اس تدبیر سے اونہون نے دشمن کے پہنچنے کی راہ مسدود کردی جب کہ مذبے راو نے راہ ہر طرف سے مسدود پائی پیغام صلح کا بھیجا قاصد نے آکر نواب احمد خان سے یون بیان کیا کہ ہم حسب الحکم سلطان الہند کے اس جنگ مین شریک ہوئے ہین - مگر ہم دلسے وزیر کیطرف سے نہین لڑتے ہین - محض وقت کا نباہ کرتے ہین - اتمام وقت جو کچھ ہمارے اور تمہارے درمیان باہم مخفی طور پر طے پاجائے گا - ہم قسم کہا کر اقرار کرتے ہین جبکہ جنگ کمایون شروع ہوگی ہم تم کو بذریعہ تحریر اطلاع دینگے جب یہ پیام احمد خان نے سنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور اونسے مرہٹون کی درخواست ظاہر کی - اور یہ بھی کہا کہ میرے باپ محمد خان اور مرہٹون مین سابق مین اتحاد بھی تھا - بعد اس کے اون نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ دوندی خان کو حکم بھیجو کہ مرہٹونکی راہ جو اونہون نے بند کردی ہے کھولدین - حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ لڑائی کے وقت دوندے خان کسی کا حکم نہین سنینگے - ہان اگر آپ خود وہان تک چلنے کی تکلیف کرین تو شاید وہ مانین اور مین آپکے ساتھ چلتا ہون - افغانون کی فوج کی ترتیب تھی دوندے خان کے عقب مین کمک کے واسطے بہادر خان اور ملا سہ دار خان تھے اونکے پیچھے فتح خان خانسامان تھے - اور اونکے بعد نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان یہ دونون ہاتھی پر سوار تھے - یہ سب نواب احمد خان کا ہراول تھا - نواب احمد خان اور حافظ رحمت خان بڑھکر دوندے خان کے پاس گئے - اور مرہٹونکی درخواست سے اون کو مطلع کیا - اور کہا کہ اونہون نے اپنے اقرار پر قسم کہائی ہے - دوندے خان نے جواب دیا کہ اسوقت تو مرہٹے خواہ مخواہ مصالحت کی درخواست کرینگے - کیونکہ اونکی حالت نہایت نازک ہورہی ہے - تین طرف تو اونکی ندی حائل ہے اور جو بھی جانب مینے راہ بند کردی ہے - اب اون کا ایسا حال ہے کہ بلا تصدیع و بے تقنع اوقات اونکو ہم بہ آسانی شکست فاش دے سکتے ہین ایسے موقع کی قسم محض لغو ہے - نواب احمد خان نے جواب دیا جو کچھ تم کہتے ہو سب صحیح ہے مگر مذہب اسلام مین امان مانگنے والے کو امان مدینا جائز نہین بلکہ سخت برا ہے - اگر وہ جھوٹی قسم کہائینگے خدا اونکو سزا دے گا - دوندے خان نے مجبور ہوکر منظور کیا - اور اپنی فوج کو حکم بھیجا کہ راستہ کھولدی سپاہی وہانسے ہٹ گئے - اور دشمن کے واسطے راستہ کھولدیا - نواب احمد خان اور نواب سعد اللہ خان نے اس مقام پر اپنے خیمے نصب کروائے - دوسرے روز افغان نادون کے پل پر پہنچے جو وزیر نے سنگی راہ پر بندھوایا تھا - مسلمانون کے پہنچنے سے قبل مرہٹون نے پل کو توڑ ڈالا تھا - جب نواب احمد خان اور روہیلے وہان پہونچے تو اونہون نے دیکھا کہ ہمارے

اور دشمن کے درمیان دریا حائل ہی دونون جانب سے توپین چلنے لگین پر جن
مرہٹون کا نازک حالت مین راستہ کھول دیا گیا تھا وہ بچاؤن کے لشکر کے گرد جمع ہوئی مگر قریب
نہ آسکے قریب ایک ہفتہ تک یہی حال رہا مگر دریا کو عبور کرنیکی صورت نہ نکلی - اس اثنا مین راک جو سپاہی
اپنے ساتھ لائے تھے وہ بھی ختم کو پہونچی روہیلہ سردارون نے نواب احمد خان سے صورت حال
بیان کی - اور کہا کہ اس وقت ہی مناسب نظر آتا ہی کہ آگے چلکر سورج پور مین مقام کرنا چاہیے
سورج پور پرگنہ کمپل مین ایک گھاٹ ہی - اور فرخ آباد سے بیس میل اور گنگا سے پچیس میل کے
فاصلے پر واقع ہے - اونہون نے خیال کیا کہ ہم کو ناؤن بھی مل سکینگی - اور ہم دریا سے بہ آسانی
اوتر کر برسم ملہار راؤ کی طرف بڑہین گے - کیونکہ سوائے ملہار راؤ کے پاس تھوڑی سی
فوج تھی اس لئے پل کی مرمت مین تضیع اوقات کرنا خوب نہین - اور کوچ کے وقت یہ مشہور
کرینگے کہ ہم اپنے رام گنگا کے پل کیطرف غلہ کا ذخیرہ اکٹھا کرنے کے واسطے واپس جاتے ہین
اور تازہ رسد بہم پہنچا کر پھر اپنے قدیم موقع پر آکر جنگ شروع کرینگے - نواب احمد خان نے
اس تجویز کو پسند کیا - اور افغانون نے کوچ کیا جب وہ چلے مرہٹے پیچھے سے توپین داغتے رہے
لیکن تعاقب نہ کیا جب وزیر نے افغانون کی کوشش کا مذکور سنا تو اپنے بھتیجے محمد قلی خان
کو اپنی طرف سے نائب اپنے صوبون کا کرکے اور بقاء اللہ خان کو اوسکے ساتھ مقرر کرکے حملہ
کوچ کیا اور گنگا کو مہدی گہاٹ سے اوتر کر ۹ محرم ۱۱۷۱ ہجری مطابق ۱۷ ستمبر ۱۷۵۷ء کو
ملہار راؤ کے مقام سی رامپور جا ملے مہدی گہاٹ پرگنہ قنوج مین فرخ آباد کے نیچے چالیس
میل کے فاصلے پر واقع ہی جب وزیر وہان داخل ہوے - کل توپین سلامی مین سر ہوئین اونکی
آواز سے بھاؤن کے لشکر مین بڑا انتشار پیدا ہوا جب افغان سردارون نے وزیر کی آمد سنی
سب نے مجتمع ہوکر صلاح کے آخر یہ بات قرار پائی کہ سیدہی قلعہ بنگرمؤ عرف یوسف نگر کیطرف
کوچ کرچلین - یہ مقام پرگنہ بدایون مین آنولہ اور بدایون کے درمیان مین ہی - بازید خان حاکم
توپخانہ طلب ہوا - کہ اپنی سب توپین بطور حیلہ سرکرکے روانہ ہوجاے - بہ تعمیل اس حکم کے توپخانہ
روانہ ہوا - اس نئی تجویز کی اطلاع سپاہ کو نہین دیگئی - جب توپخانہ روانہ ہوگیا - کل فوج مین
پریشانی پھیل گئی ایک سپاہی کے بھی حواس بجا نہ رہے فقط عہدہ دار اور خاص خاص لوگ تو البتہ
اس خوف سے محفوظ تھے - جب عہدہ دارون نے سپاہ کا یہ حال دیکھا تو متردد ہوکر کہنے لگے
کہ ہم کو بے جنگ شکست ہوگئی - نواب احمد خان مع فوج کے روہیلون کی فوج سے نصف

کوس پر تہا اوسکو اصلا خبر نہ تھی کہ روہیلون کا کیا حال ہے - آفتاب طلوع ہونے پایا تہا
کہ روہیلہ سردار نواب احمد خان کے پاس پہنچے اور سارا حال اوس سے کہا احمد خان نے اپنے
سرداروں کو طلب کیا - اور شادل خان اور سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہوجاؤ اور
پل توڑ ڈالو اور نادن سورج پور گھاٹ لیجاؤ وہان پل تیار کرو میں آج اوس مقام سے دریا کو
عبور کرونگا اور دوسرے سرداروں کو حکم دیا کہ تم مسلح ہوکر تیار رہو - جب وہ خود روہیلون کیطرف
چلا اور اونکو ساتھ لیکر ایک کھلے وسیع میدان میں مقام کیا سرداران روہیلہ نے نواب سے
ملاقات کرکے اپنی فوج کا حال کہا کہ توپخانے کے روانہ ہوجانے سے اونکے دلون میں
ہراس پیدا ہوگیا ہے - اور سب کے سب بھاگنا چاہتے ہیں - اور جب یہ حال ہے تو ہم میدان میں
کیسے جنگ کرسکتے ہیں احمد خان نے کہا اونکے ارادے سے مجھے پیشتر ہی اطلاع کردینی
ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کیجاتی بے جنگ کئے ہوئے ہٹنا بڑی خراب بات ہے - دنیا بھر
میں کوئی اسکو پسند نہ کریگا - روہیلون نے سر نیچا کرلیا اور کچھ نہ بولے - بعد ایک لمحہ کے
کہنے لگے جو کچھ ہوا سو ہوا بہت سی گفتگو اور سوال وجواب کے بعد روہیلون نے کہا کہ ہماری
فوج دل ہار گئی ہے - اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ آنولے کو واپس جاوین اور وہان اپنے خاندان کے
لوگون کو مجمع کرکے پہاڑ کو چلین - اور آپ کو بھی یہی صلاح دیتے ہیں - نواب احمد خان نے
اس بات کو قبول کیا ایک گھنٹہ قبل از غروب سب کے سب آنولے میں پہنچے - نواب احمد خان
نے شہر کے باہر ایک باغ میں قیام کیا - اور یہان ۹ گھنٹہ مقام بھی کیا - جب صبح ہونے لگی
نواب سعد اللہ خان کو بلا بھیجا - اور پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے - دوسرے لوگ تمام رات گھر کے
کام میں نقد روپیہ جمع کرنے میں اور مذخون کرنے میں اور بان اور توپخانہ کے کام میں مشغول ہے
پھر گھر دنکو چھوڑکر اپنے عیال ساتھ لیکر روانہ ہوئے - اور گھرو میں آگ لگادی پہر رات گئے رامپور
پہنچکر اپنے خیمے استادہ کئے دوسرے روز پھر روانہ ہوکر مرادآباد میں پہونچے - اور یہان چھ گھنٹہ
ٹھیرکر کاشی پور کیطرف چلے جو مرادآباد سے بیس میل شمال میں ہے - اوسوقت ایک جاسوس آیا
سید بہا کے پاس سے احمد خان کے نام خط لیکر آیا - اوس میں لکھا تہا کہ جب وزیر نے سنا کہ افغان
پہاڑ کی طرف سے جاتے ہیں اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ فوراً ندی پار ہوکر تیز کوچ کرتے ہوئے
دشمن کے تعاقب جاوین - اور کہیں مقام نکریں - گنگا دھرتا تہا جمعیت بیس ہزار
سوار و مغل قزلباش اس تعاقب کے واسطے معین ہوئے - وہ پیچھا ہی چاہتے ہیں

اسلئے تمکو لازم ہی بہت جلد بہار کی طرف روانہ ہو کر جاسے امن تلاش کرو احمد خان نے اس خط کو پڑھکر روہیلہ سرداروں کو بلاکر مضمون بیان کیا اور سب حال کہا اور قاصد کو سات اشرفیان دیکر رخصت کیا۔ افغان فی الفور جانب کوہ روانہ ہوئی اور دوسرے روز جنگل مین پہنچ گئے۔ فرح بخش مین یون لکھا ہی کہ ملہار راؤ وغیرہ نے افغانون کے ساتھ اس قسم سلوک کیا کہ دو تین دن کا توقف اپنے کوچ مین کیا کہ افاغنہ خیریت سے جنگل مین پہونچ جائے اگر ہمارے تعاقب کئے ہوئے چلے آتے تو افاغنہ مین سے کوئی بھی صحیح وسالم وہان تک نہ پہونچ سکتا۔ اور منتخب العلوم مین کہا ہی کہ ملہار راؤ نے دوندے خان کو کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو یہان سے چلے جاؤ ورنہ یہان تباہ ہو جاؤ گے۔ تمہارے تمام خاندان خراب ہو جائین گے اونہون نے جواب دیا کہ اگر ہمتے یہان سے کوچ کیا تو تم ہمارا تعاقب کروگے۔ اس لئے ہم کو یہان ہی شہید ہو جانا بہتر ہے۔ ملہار راو نے کہلا بھیجا کہ جب تک تم جنگل مین نہ پہنچ جاؤ گے ہم تعاقب نہین کرینگے۔ تمام افغان چلکیا ہو پہنچگئے۔ یہ مرہٹون کا احسان سمجھنا چاہیے جیسا کہ یہان کے مورخون کا بیان ہے۔ اور انگلستانی مورخون کا قول ہی کہ روہیلہ تعاقب کا بلی اور رسائل سے اسوجہ سے کیا گیا کہ مرہٹون کی فوج بیشتر لوٹ مار کی فکر مین ادہر ادہر پھیلتی پھرتی رہی۔

افغانون کا دامن کوہ کماون مین پناہ لینا

پٹھانون کے پناہ لینے کے مقام مین اختلاف ہے۔ ہملٹن کے بیان کے موافق اون لوگون کا مقام گرہوال کی پہاڑی پر مقام لال ڈانگ مین تہا اور منتخاب خان مولف گلستان رحمت اور خلیفہ غیاث الدین مولف منتخب العلوم کی تحریر سے پایا جاتا ہی کہ پٹھان آنولے سے نکلکر مقام چلکیا مین پناہ گزین ہوئے تھے اور مولوی قدرت اللہ شوق نے طبقات الشعرا مین غازی کاظم خان شیدا کے حالات مین لکھا ہی کہ جب ابو المنصور خان صفدر جنگ سے پٹھانون نے منہزم ہوکر جنگل چلکیا دامن کوہ کماون مین پناہ لی تہی تو شیدا نے اس واقعہ کی تاریخ فساد عظیم سے نکالی تھی اور مآثر الامرا و سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ مین ذکر کیا ہی کہ کوہ مداریہ مین جو کوہ کماون کی ایک شاخ ہے افاغنہ نے پناہ لی تھی اور عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ کنور کے ٹیلے پر پناہ لی تہی۔ اس جنگل مین تین طرف سے دشوار گذار خارستان تہا۔

اور ایک طرف جدہر سے راہ تھی افغانون نے عمیق خندق کھودی اور برج بنائے اب یہ مقام بہت مستحکم اور بے گذر ہوگیا کہ روہیلون پر یکایک حملہ کرنا سخت دشوار اور خطرناک تھا یہ پٹھانون نے اس جنگل کے وسط مین اپنا لشکر گاہ قایم کیا اور توپین قرینے سے نصب کرکے رنجیرون سے کس دین - مدت تک یہ مقام سنکر کے نام سے مشہور رہا - باوجود ان سب کے وہ نہایت مضطر تھے کہ کہین سے سامان رسد کا نہ تھا - اور کہانا اونکے پاس بالکل نہ تھا - تہورمے عرضی لکھ اونہون نے منشکر بریلی کی - اور ہین سے کوئی سامان پہنچا نہ ہوا - نواب احمد خان نے حافظ رحمت خان کو طلب کرکے کہا کہ قادر مطلق نے ہم کو جاہ و امن تو ایسی عطا کی ہے کہ جہان سے ہم شاہ ہفت اقلیم سے بھی جنگ کر سکتے ہین - مگر غذا ہم پہنچانا نہایت ضرور ہے - انہون نے جواب دیا کہ المورے کا راجہ اپنے دامن کوہ کی ریاست کے ناظم سید احمد کو نہایت عزیز رکھتا ہے - اور سید موصوف ہماری قوم کا بھی ہے خواہ ہم اگر آپ سید کو کچھ تحفے تحائف دیکر راجہ کے پاس بھیجین اور اوس سے درخواست غلے کی بہم رسانی کی کرین تو بہت مناسب ہوگا - نواب احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا حافظ رحمت خان احمد خان سے رخصت ہوکر سیدھے سید کے پاس گئے - سید مذکور نجیب خان کے قریب توپخانے مین تھا اور جو تجویز کیا تھا اوس سے بیان کیا - سید کو نواب احمد خان کے پاس بلا لائے نواب نے اوسکو خط و تحائف دیکر المورے کیطرف رخصت کیا - سید کے پہنچنے سے قبل وزیر کا وکیل مہدی جنگل کی راہ سے راجہ المورہ کے پاس آیا وزیر کا پیغام یہ تھا کہ ہمارے دشمنون نے دامن کوہ مین پناہ لی ہے - ہم تمھاری دوستی سے امید کھتے ہین کہ اونکو رسد نہ پہنچنے پائے - بعوض اسکے روہیلون کا تمام ملک تمھاری ریاست مین شامل کر دیا جائے گا - جب سید مع تحائف وہان پہنچا اور نواب احمد خان کا خط دیا - المورہ کے راجہ کے وزیر نے صفدر جنگ کے وکیل کو رخصت کیا - اور کہا کہ یہ انسانیت سے بعید ہے کہ جو ہمارے یہان آکر پناہ لے ہم اوس پر کہانا بند کرین اوس نے فوراً اپنے کارندون کو حکم دیا کہ جو گاڑیون والے پٹھانونکے لشکر سے قریب ہین اونسے کہو جلد غلہ لادکر اونکے لشکر مین پہنچا ہین - اور سید کو جواب دیکر رخصت کیا - سید یہان پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ ہزارون بہاڑی غلہ سر و پر لئے ہوئے نمودار ہوئے - اور بیچنا شروع کیا - پٹھانون نے اس غلے کو نعمت عظمی تصور کیا - بیچارے بھوکون مر رہے تھے - اوسکو بہت غنیمت جانا - جتنا جس کو درکار تھا جسکو درکار تھا خرید کیا - اور شکر خدا بجالائے - اور کہانے پکانے مین مصروف ہوئے -

جب وزیر گنگا پار ہوئی تو اونہون نے ملہار راو کو سخت تاکید کی کہ اپنا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب کرے۔ لیکن مرہٹہ سردارون نے بہ ایفاے اپنے قول کے توقف اور عذر کیا کہ تا منتبا گنگا اور مثل افغانون کے تعاقب مین گئے ہین۔ لہذا مناسب ہی کہ انتظار کیا جاے کہ دشمن کسطرف کا ارادہ رکھتے ہین۔ جب معتبر خبر ملجاے گی تو اوسوقت کوچ بیغار کرنا مناسب ہوگا۔ تہوڑے عرصے مین خبر ہوئی کہ پٹھان دامن کوہ کیطرف گئے مرہٹون نے بہ تعجیل تمام کوچ کیا عماد السعادت مین لکھا ہی کہ صفدر جنگ آنولے مین پہنچے تو وہان سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کو اونہون نے قتل کروایا اور دو روز تک آنولے مین وزیر کی فوج رہی تیسرے روز روہیلون کے تعاقب مین کوچ کیا۔ مگر قتل نواب سعد اللہ خانکی حکایت محض غلط ہے اونکا انتقال تو ۱۱۷۱ھ سنہ ہجری کو سل کی بیماری سی ہوا تھا جیسا کہ فرح بخش مین مفصل مذکور ہی۔ بہرصورت مرہٹونکی فوجین تعاقب کرتی ہوئین پٹھانون کے قیام گاہ کے تین کوس قریب جا پہنچین یہان اونہون نے مقام کیا اور وزیر نے اپنا لشکر موضع چلکیا مین ڈالا۔ اور پٹھانون کے اسطرف کے تمام راستے بند کردیے گئے تاکہ بھوک پیاس کی شدت سے مجبور ہوکر قبضے مین آجائین۔ مگر پٹھانونکی پس پشت پہاڑ کی جانب سے اونکو رسد پہنچنے کا عمدہ ذریعہ میسر تھا۔ عماد السعادت مین لکھا ہی کہ پٹھانون کے پاس پہاڑ سی جو رسد آتی تھی۔ وہ اونکی جماعت کثیر کو کافی نہ تھی۔ اسلئے گوشت کہا کر بسر کرتے تھے۔ وزیر کے لشکر کے غریب آدمی یہان سی گوشت لیجاتے۔ اور سیر بھر گوشت ایک اشرفی کو فروخت کرتے اور فروخت کرنے کی یہ ترکیب تھی کہ دو سی پٹھانون کو گاے کا گوشت دکہایا جاتا وہ قیمت اوپر سے ڈالدیتے بیچنے والا قیمت لیکر ہٹ جاتا۔ خریدار پہنچکر گوشت اوٹہا لیتا۔ اور پٹھانون کے لشکر مین رسد کی اتنی کمی تھی کہ رفتہ رفتہ ایک گاے اور بہینس ایک ایک سی کو وزیر کے لشکریون کے ہاتھ فروخت کرنے لگے۔ یہ بیان غلط ہونے مین اتنا واضح ہی کہ اس کی تردید کی بھی ضرورت نہین جنگل بہت گہنا تھا۔ اور راستہ نہایت ناہموار تھا اس وجہ سی وزیر کا بڑا توپخانہ بہت دیر مین پہنچا۔ ہر روز وزیر خود توپچی رہتے اور مرہٹون کو لڑنے کے واسطے آگے کرتے تھے اور شام کو واپس آتے تھے۔ وزیر کا توپخانہ تہوڑی دیر بعد آتا تھا۔ ہر روز اسی طرح جنگ ہوتی تھی۔ ایک روز وزیر دن نکلے ہاتھی پر سوار ہوکر اپنا توپخانہ نواب احمد خان کے توپخانہ کے مقابل لائے۔ وزیر کے توپخانہ کا لاگو اتنا بلند جاتا تھا کہ احمد خانکے توپخانے کے اوپر سی گذکر پیچھے میدان مین

جاکر گرتا تہا۔ اس کوس بھر کے میدان مین اولے کیطرح گولے برستے تھے۔ صبح سے شام تک توپین چلا کرتی تھی۔ اور رات ہونے نہین پاتی تھی کہ وزیر اپنی توپین بنظر احتیاط اپنی لشکر کے قریب کھنچوا لیجاتے تھے۔ دو مہینے یہی حال رہا مگر افغانون کو اس سے کچھ بھی ضرر نہوا۔ پہاڑ سے ایک نالہ جاری تہا۔ اور بھی وزیر کی تدبیر مین تاراج تہا۔ روہیلے اس نالے سے نہر کاٹ لائے تھے اور اس کا پانی اپنے لشکر کے گرد پہنچایا تہا۔ ملہار راو اور سورج مل جاٹ نے بہت کوشش راستہ معلوم کرنے کی کی مگر بے سود ہوئی۔ ادسوقت وزیر کے پاس ایک خط اونکے کارندے کے پاس سے جو دربار شاہی مین متعین تہا اس مضمون کا آیا کہ جاسوسون نے بادشاہ سلامت کو خبر دی ہے کہ احمد شاہ درانی اپنی ہموم افغانون کی مدد کو آتا ہے۔ اور درانی مذکور نے افغانان کوہستانی کو اطلاع دی ہے کہ مین آتا ہون۔ سب کی سب دریاے سندھ کی کناری مجمع ہوکر میرے منتظر رہین۔ خط مین یہ بھی لکھا تہا کہ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو نہایت متردد ہوکر فیروز جنگ سے کہا کہ صفدر جنگ میری تمام فوج اور ہر مقام سے زمینداروں لیکر سیدھا جنگ کرنے اداب بجالاکر التماس کیا کہ جو کچھ غلام سمجھتا تہا وہی پیش آیا کمترین نے حضور عالی کو پیشتر سے آگاہ کردیا تہا۔ چونکہ حضور نے اس امر مین جاوید خان سے صلاح لی ہے۔ لہذا اب اوس سے پوچھنا چاہیے کہ کیا کرنا چاہیے۔ بادشاہ سلامت نے فرمایا یہ تو سچ ہے۔ مگر خطا انسان سے ہو ہی جاتی ہے۔ تمکو یہ لازم نہین ہے کہ مشورہ دینے سے انکار کرو۔ تب فیروز جنگ نے کہا کہ صفدر جنگ کے نام ایک شقہ روانہ ہونا چاہیے کہ احمد شاہ درانی اس طرف آتا ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ احمد خان سے صلح کرلو اور یہ صلاح دی کہ علی قلی خان جھنگا اس قاعدی پر بھیجا جائے۔

راجہ اندر گر گوشائین کے اتیتون کا نواب احمد خان پر حملہ اندر گر کا شکست پانا وزیر کا اندر گر کی شکست سے نہایت شکستہ خاطر ہوکر میدان جنگ سے کاشی پور کیطرف بھاگ جانا۔ مرہٹون کا اون کا تعاقب کرکے روک لینا

وزیر نے اس خبر کو اپنی معتمدون سے بھی مخفی رکھا۔ دوسرے بعضاہ نہون نے ملہار راو اور آپا

Digitized by Google

سینہ ہیا اور گنگا دھر تانتیا اور سورج مل جاٹ کو طلب کیا۔ اور کہا دو مہینے تو گذر گئے۔ مگر ہنوز روز اول ہے۔ تم ذرا بھی آگے نہ بڑھے اور نہ کچھ مدد دی۔ آپا سیندھیا نے سب سے پہلے جواب دیا کہ ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہیں نہ خارستان اور قلعہ خندق کی راجہ اندر گر گوشائین نے کہا کہ تمہارا دشمن میدان میں ہے۔ نہ وہ قلعہ میں ہے نہ خندق میں فقط پانی سد راہ ہے۔ دو گوشوں میں مشرق و مغرب کی طرف پانی نہیں ہے مشرق کی طرف نجیب خان اور سید احمد کا توپخانہ ہے اور مغرب کی سمت نواب احمد خان ہے۔ اگر کوئی شخص ہوڑی بھی تکلیف کرے تو اوپر فتح حاصل کر سکتا ہے آپا سیندھیا نے کہا کہ تم بھی تو نواب وزیر کے نوکر ہو تمہیں اتنی تکلیف کیوں نہیں کرتے ہو۔ اندر گر نے کہا کہ کل میں نواب احمد خان کے مورچے پر حملہ کرونگا۔ اور بے مدد اسپر قبضہ کر لونگا۔ وزیر کے اقبال سے احمد خان کو زندہ گرفتار کر لاؤنگا۔ سرداران مرہٹہ نے جواب دیا اس سے بہتر اور کیا ہے۔ سب سردار رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام کو گئے۔ آپا سیندھیا نے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ کل راجہ اندر گر تم پر حملہ کرے گا۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ تمہارا تو ملیا میٹ کر دے گا یا شکست کھائے گا۔ جب رات ختم ہوئی۔ اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوا راجہ اندر گر پندرہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے کہ سب اتیت اور ناگے تھے بان اور بندوق سے مسلح ہو کر وزیر کے روبرو گیا اور حملہ کرنے کا حکم پایا۔ قبل حملہ کرنے کے راجہ اندر گر نے وزیر سے درخواست کی کہ مغل اور شیر بچہ کو حکم ہو کہ اول وہ داؤں کا حملہ نجیب خان اور سید احمد کے مورچے پر کریں۔ تاکہ کل پٹھان اوسطرف متوجہ ہوں اور نجیب خان کی مدد کو جائیں۔ احمد خان کی جانب خالی ہو جائے۔ اور کوئی پٹھان اوس کا معاون نہ ہو۔ اوسوقت میں اوسپر حملہ کرونگا وزیر نے اوسکی حسب خواہ حکم دیا راجہ اندر گر نے بڑھکر نشیب میں مقام کیا۔ اور منتظر موقع کا ہوا اور مغلوں نے نجیب خان کے مورچے پر حملہ کیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ مغلوں نے حتی المقدور بڑی جوانمردی کی۔ مگر نجیب خان نے بڑی دلجمعی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور اپنے دوستوں سے کہا کہ ابھی گولہ باری موقوف کرو۔ جب دشمن قریب آئے تو تلوار سے مقابلہ کرنا۔ نجیب خان بخشی نے راجہ اور دوندی خان سے کہلا بھیجا کہ اپنی اپنی جگہیں چھوڑ کر آئیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے خاص حملہ میری طرف کیا گیا ہے۔ حافظ رحمت خان یہ دیکھ کر کہ نجیب خان پر حملہ ہوا ہے۔ سوار ہو کر نواب احمد خان کے پاس پہنچے۔ مگر قبل اونکے پہنچنے کے نواب احمد خان ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے مورچے کو جا چکا تھا۔ حافظ رحمت خان نے نواب سے کہ کہا آج خاص حملہ نجیب خان کے

تو بخانے کیطرف ہے۔ نواب نے جواب دیا کہ تجیب خان پر فقط دھوکے کا حملہ ہے اصل حملہ مجھپر قوم اتیت کے ہاتھ سے ہوگا۔ اسلیئے تم اپنے مورچے کو جاؤ۔ اور اپنی سرداروں کو حکم دیا کہ سب ہوشیار رہیں۔ ڈیڑھ گھنٹہ دن رہے اتیتوں کی فوج میدان میں آئی۔ پٹھان تمندارون نے اپنی سپاہ کی صف بندی کی اجازت چاہی۔ نواب احمد خان نے اونسے کہا کہ فاتحہ خیر پڑھکر جنگ کا ارادہ کرو۔ افغانون نے دونون ہاتھ آسمان کیطرف اوٹھائے۔ اور فاتحہ خیر پڑھکر دشمن کی طرف چلے۔ دونون جانب سے بیشمار بان و بندوق سر ہوئے اور ایک گھنٹہ تک اس صورت سے لڑائی ہوتی رہی۔ آخرالامر پٹھان بڑھکر دشمن پر جا پہونچے اور تلوار چلنے لگی۔ افغانون نے اس سختی سے حملہ کیا کہ اتیتون نے تاب لاکر ہٹنا شروع کیا اسوقت اندرگر کا حیلہ اتیتو نے حکمران تھا۔ جب اونے دیکھا کہ ناگون اور اتیتون نے منہ پھیر لیا تو وہ گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور اونکو مجتمع کرنا چاہا۔ اور اپنے خاص خاص ہمراہیون سے کہا کہ تلوار لیکر حملہ کرو اونہون نے اوسکی حکم کی تعمیل کی۔ اور خوب جان بازی سے لڑے۔ اون مین سے بہت سے مارے گئے۔ اور باقی منتشر ہوگئے۔ تب خود اتیتون کا سردار شمشیر بدست سامنے آیا۔ اور ایک پٹھان فقط تلوار لیکر اوسکے مقابل ہوا۔ تھوڑی دیر لڑکر پٹھان نے اوسکو مارلیا اور اوس کا سر تن سے جدا کرلیا۔ جب اتیتون نے دیکھا کہ اون کا سردار قتل ہوا بھاگ کھڑے ہوئے۔ راجہ اندرگر یہ برگشتگی طالع دیکھکر میدان جنگ سے بھاگا۔ پٹھانون نے وزیر کی لشکر تک اوس کا تعاقب کیا۔ اور غروب آفتاب کے وقت وہان پہونچے۔ بعد غروب اسقدر تاریکی ہوئی کہ ایک دوسرے کو شناخت نکرسکتا تھا۔ نواب احمد خان نے فوراً قاصد روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ سب تعاقب سے واپس آجائیں پٹھانون نے وزیر کی توپون کی گاڑیون آگ لگادی۔ اور کچھ مال غنیمت اپنی لشکر مین واپس آئے۔ جب وزیر نے اندرگر کی شکست کی خبر سنی نہایت اوسکو خاطر ہوئی۔ اور اپنی جمعہ سے نکل کر ہاتھی پر سوار ہوئی۔ اور کاشی پور کیطرف بھاگے جب بھاؤ سنگھ اور آپا سندھیا کو وزیر کی گریز کی خبر ملی بہت سا فوج لیکر اونکا تعاقب کیا۔ اور کاشی پور پہنچکر اونکی مدد کو ہوئے۔ اور وزیر کی پاس پہنچکر بولے کہ شکست تو اندرگر کو ہوئی آپکی اس بزدلی کا کیا باعث ہے اوس نے اپنے غرور کی واقعی سزا پائی غرض سمجھا رہا اور آپا سندھیا نے وزیر کو اس حرکت بزدلی سے جو بالکل منافی اونکے مرتبے کے تھی باز رکھا۔ اور وزیر واپس آکر پھر اپنی سابق تمکنت پر قیام پذیر ہوئے۔ روزمرہ کی حملے تو بونکے

ختم ہوگئے۔ کیونکہ اونکی گاڑیان اور مصالحہ بھاٹون نے جلا دیا تھا۔ ان جوانمردون کے باعث بھاٹون کا گیا ہوا رعب لوگون کے دلونمین بیٹھا جاتا تھا۔ مرہٹون کے دل ایسی محاصرے سے اوٹھ گئی کہ اونکو لڑائی تو زیادہ کرنی پڑتی تھی۔ اور غنیمت کچھہ ہاتھہ نہ آتی تھی۔ اسکی علاوہ موسم کی تبدیلی اور آب وہوا کی خرابی نے دونون فریقونکی صحت مین نقصان پیدا کرنا شروع کردیا۔

ابو المنصور خان صفدر جنگ اور بھاٹونمین علی قلی خان کے توسط سے عہد وپیمان کی تجویز اور اوس مین ناکامیابی

وزیر کو اس مہم مشکلات سے دمبدمات درپیش تھا۔ اسوقت علی قلی خان عباسی جو شاہان ایران کی اولاد سے تھا وزیر کے لشکر مین بادشاہ دہلی کا سفیر بلیکر داخل ہوا۔ یہ سفیر خاص بادشاہ کا دستخطی تھا۔ جس مین یہ تحریر تھا کہ احمد خان سے فوراً صلح کرلینا چاہیے۔ یہ سفیر وزیر کے حوالے کرکے علی قلی خان نے بادشاہ کا زبانی پیام یعنی احمد شاہ درانی کی آمد کی خبر بیان کی۔ وزیر نے کہا کہ اگر صلح کی درخواست میری طرف سے ہوگی تو اوس مین تمام عمر کے واسطے میری توہین ہوگی۔ پس کس صورت سے صلح کرنا چاہیے۔ علی قلی خان نے جواب دیا کہ مجھہ مین اور احمد خان غالب جنگ مین قدیم سے رابطہ واتحاد ہے۔ اگر تمھاری مرضی ہو تو مین احمد خان سے ملاقات کرکے اوسکو صلح کیطرف مائل کرون وزیر اس تدبیر سے نہایت محظوظ ہوے۔ علی قلی خان نے احمد خان کو ایک شوخیہ خط اس مضمون کا بھیجا کہ مجھے تمھاری ملاقات کی کمال آرزو ہے۔ بوصول اس خط کے نواب احمد خان نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ کو طلب کیا۔ اور خط کا مضمون کہا۔ سب نے یہی صلاح دی کہ چونکہ علی قلی خان آپ کا دوست ہے۔ لہذا ملاقات مناسب ہے۔ نواب احمد خان نے جواب لکھا کہ آپکے استفسار کی کیا ضرورت تھی آپ کا گھر ہے۔ جب یہ جواب باصواب پہنچا علی قلی خان نے وزیر سے کہا وزیر نے قرآن سے قسم لی کہ ہرگز اشارہ صلح کا میری جانب سے نہ متصور ہو۔ علی قلیخان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کیونکہ مین سمجھتا ہون کہ تمہاری توہین مین بادشاہ کی اہانت ہے۔ جب علی قلی خان نواب کے تو پخانے کے قریب پہنچا تو احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کو آیا۔ جب محمود خان وہان پہنچا۔ دونون باہم بغلگیر ہوے۔ اور ایک ہاتھی پر سوار ہوکر احمد خان کے لشکر کیطرف روانہ ہوے۔ نواب اوٹھکر قریب فرش تک استقبال کو آیا۔ اور اوس سے بغلگیر ہوا

ہاتھ مین ہاتھ دئے ہوئے مسند تک گئے۔ بہت دیر تک باہم دوستانہ گفتگو ہوتی رہی بعد ازان علی قلی خان کو ایک خیمے مین پہنچایا جو خاص اوسی کے آرام کے واسطے استادہ تہا اور کہانا ہر قسم کا تیار کرا کے بہیجا گیا۔ شام کو احمد خان علی قلی خان کے خیمے کو گیا دوستانہ گفتگو کے بعد معاملات کا مذکور درمیان آیا علی قلی خان نے بادشاہ کا خطی شقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تہا نکالا احمد خان نے اس شقے کو سر پر رکہا تعظیم کی خاطر اپنی جگہ سے اوٹھ کر کہڑا ہوا اور دہلی کی طرف مُنہ کر کے آداب بجا لایا بعد ازان شقہ کہولکر پڑہا اوس کا مضمون بجز خاص خاص سرداروں کے اور کسی سے ظاہر نہ کیا۔ شرایط صلح شروع ہونے سے تہوڑے ہی دن بعد معلوم ہو گیا۔ کہ بادشاہ نے صلح کر لینے کا حکم دیا ہی۔ احمد خان نے شقہ شاہی کو پڑہکر پوچہا آخر اس سے بادشاہ کا منشا کیا ہی۔ علی قلی خان نے کہا کہ تم اپنے بیٹے محمود خان اور حافظ رحمت خان کو میرے ہمراہ بہیجدو تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ گو وزیر نے حکم شاہی کی بجا آوری مین کوتاہی کی۔ مگر احمد خان نے خود فرمان شاہی الامر فوق الادب سمجہہ کر اطاعت کی اور اپنے بیٹے محمود خان اور نواب اللہ خان کے خاص سردار کو وزیر کے لشکر مین بغرض صلح بہیجدیا۔ امین و دیر کی بھی آمد و رفت رہے گی۔ اور مراتب شاہی بھی ملحوظ رہین گے احمد خان نے جواب دیا کہ اس امر مین بغیر مشورہ اپنے سرداروں کے مین کچہہ نہین کہہ سکتا ہون۔ احمد خان فی الفور سوار ہو کر نواب سعد اللہ خان کی مزدگاہ مین آیا۔ اور حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداروں طلب کر کے امر مذکور مین صلاح پوچہی ملا سردار خان جو ان سب مین عمر مین زیادہ تہا بولا کہ علی قلی خان کی کیا بساط ہے نواب احمد خان نے پوچہا تمہاری اس سے کیا غرض ہی۔ ملا سردار خان نے جواب دیا کہ معاملہ صلح ایسے شخص کے توسط سے ہونا چاہیے کہ جو خود کچہہ قوت اور اختیار رکہتا ہو۔ اگر ضرورت نہری تو تعمیل شرایط مین مجبور کرے اور درصورت نسخ معاہدہ بمقابلہ پیش آسکے۔ اس کا مطلب تہا کہ صلح نامہ طیار ہو اور اپنا سفیر بہیجکے توسط سے ہونا چاہیے۔ مگر کسی حال مین مجہے یہ منظور نہین ہی کہ محمود خان دشمن کے لشکر گاہ مین جاے۔ حافظ رحمت خان کو اختیار ہی کہ چاہے جائین یا نہ جائین۔ کیونکہ اون مین اور وزیر مین مخفی اتحاد ہی۔ احمد خان نے سردار خان کو جواب دیا کہ مین تمہاری صلاح کو بدل پسند کرتا ہون اور اوسپر عمل کرونگا۔ بعد ازان نواب احمد خان اپنے لشکر گاہ مین واپس آیا۔ اور دوسرے روز علی قلی خان نے کہلا بہیجا کہ خود بغیر اعتماد کامل ہی مگر وہ پہلے سرداروں سے مشورت کی و سلامت کے بغیر میرے بیٹے کے نہ بہیجے مین راضی نہین تہا

یہ سنکر علی قلی خان نے جواب دیا کہ والدہ روہیلہ سردار نہایت ذی ہوش اور دور اندیش ہین
یہی میری خواہش تھی جو اونہون نے اصلاح دی میری مراد صلح سے تھی وہ حاصل ہے
کیونکہ میری غرض صرف تم کو صلح کیطرف راغب کرنیکی تھی - نواب احمد خان نے جواب دیا
تمہاری دوستی میرے دل پر گویا نقش کالحجر ہے بعد اس ملاقات کے علی قلی خان رخصت ہوکر
اپنے لشکر مین آیا اور وزیر سے ملاقات کی کل ماجرا مفصل بیان کیا - اور کہا کہ احمد خان کو صلح
پر تو راضی کر لیا ہے مگر شرط یہ ہے کہ صلحنامہ بتوسط ملہار راو اور آپا سیندھیا کے ہونا چاہیے -
لہذا کہا نڈے راو محمود خان و حافظ رحمت خان کو لانے کے واسطے بھیجا جاے - وزیر نے
ملہار راو آپا سیندھیا کو طلب کرکے کہا کہ نواب احمد خان کے بیٹے کے یہان لانے کی تدبیر
کرو جب وہ یہان آمینگے صبح کو تصفیہ کرینگے ان دونون سردارون نے منظور کیا مگر یہ کہا
کہ ایسی کوئی بات نہونے پاے کہ پھر ہمکو وزیر سے مخاصمت پیدا کرنا پڑے - وزیر نے باوجود
اپنے مرتبے کے مجبور ہوکر قسم کھائی کہ اس سے میرا ارادہ دغا کا نہین ہے - تب ملہار راو نے اپنے
بیٹے کہانڈے راو کو نواب کے بیٹے کو وزیر کے لشکر مین لانے کے واسطے بھیجا آپا سیندھیا نے
احمد خان سے کہلا بھیجا تھا کہ اپنے بیٹے کو بھیجنے مین کوئی عذر نہ کرنا - اب کہانڈے راو مع ہمراہیون کے
نواب احمد خان کے مورچے کے قریب پہنچا - اس کے آنے کی خبر نواب احمد خان کو بھیجی اوس نے
اوسوقت محمود خان کو طلب کیا - اور کچھہ اوس کے کان مین کہا اور دو سو سوارون کو اوسکی ساتھہ کیا
اور نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان کو بھیجا - جب کہانڈے راو نے انکو آتے
دیکھا اپنے ہاتھی سے اوتر پڑا - اور پیادہ ہوا - بعد ازان جب پھر سوار ہوگیا کہانڈے راو نے
اپنا ہاتھی محمود خان کے ہاتھی کے پیچھے رکھا - اور اسطرح سے مرہٹون کے لشکر گاہ مین پہنچے
ملہار راو اور آپا سیندھیا اوترا نتیا تنکا دھرا اور دوسرے معزز مرہٹے کوآئے - جب وہ
سامنے پہنچے اوتر پڑے - اور محمود خان اور حافظ رحمت خان سے بغلگیر ہوے بعد ازان
ملہار راو نے انکو خیمے مین لیجا کر ایک مسند پر بٹھایا اور مرہٹہ سردار گرد بیٹھے جب کن کے
تحائف پیش کیگئے سیندھیا شنبا تو محمود خان نے قبول کیے باقی گھوڑا وغیرہ اوس نے
واپس کردیے بعد ازان سرداران مرہٹہ وزیر کے لشکر مین گئے - اور کہا کہ سردار ذی مرتبہ
صاحب اقبال کو لانے کے واسطے روانہ کرو نواب سالار جنگ اور علی قلی خان کو جانے
کا حکم ہوا - سرداران مرہٹہ اونکی ہمراہ واپس آئے - جب مناسب فاصلے پر پہنچے

صف باندھ کر کھڑے ہوے اونکی آنے کی خبر سنکر محمود خان اور حافظ رحمت خان لشکر سے نکلے ۔ اونکو آتے دیکھکر نواب سالار جنگ آگے بڑھا اور جب قریب پہونچا اپنی ہاتھی سے اوتر پڑا اور اونسے بغلگیر ہوا ۔ تب یہ سب باہم وزیر کے لشکر مین پہونچے ۔ جب تھوڑا فاصلہ باقی رہا محمود خان اور حافظ رحمت خان ٹھیر گئے ۔ ملہار راؤ اور آپاسید صیانے سبب پوچھا ۔ تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جاکر وزیر سے اجازت لیجئے کہ مین یہ چاہتا ہون کہ میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہون ۔ وہ گئے اجازت مطلوبہ لائے اور اسماعیل خان کو حکم ہوا کہ دروازے پر جاکر کھڑا ہو تاکہ نواب کے آدمیون کو روک نہو ۔ مرہٹے محمود خان و حافظ رحمت خان کو وزیر کے خیمے مین لے گئے ۔ یہان وہ منتظر ملاقات کے بیٹھے تھے ۔ اس سراپے مین تین صحن تھے ۔ محمود خان اول صحن سے گذر کر اپنے ہاتھی سے اوتر کر پالکی مین سوار ہوا ۔ دوسرے سردار پہلے ہی دروازے سے ہاتھی سے اوتر کر پالکی مین سوار ہوتے تیسرے دروازے پر محمود خان نے توقف کیا اور اپنی ہمراہیون کو اندر جانے کا حکم کیا جب سب اندر پہنچ گئے اوسکے بعد وہ اندر جاکر ٹھہرا تب ملہار راؤ اور آپا سید صیا نے آگے بڑھکر اوسکو پالکی سے اوتارا اور اوسکے ساتھ چلے محمود خان لب فرش پہنچکر آداب بجالایا وزیر نے کہا مرحبا اور دونون ہاتھ پھیلا کر گلے ملنے لگا یا اور پیشانی کو بوسہ دیا یہ رسم مغلون کی تھی کہ بوقت ملاقات وہ جسکو زیادہ عزیز رکھتے اوسکی پیشانی کو بوسہ دیتے وزیر نے آگے بڑھکر اپنی داہنی جانب کی مسند پر محمود خان کو بیٹھنے کو کہا محمود خان نے اوسوقت چند اشرفیان ہاتھ مین لیکر نذر گزرانین وزیر نے نہایت لطف و مہربانی سے نذر واپس کی ۔ مگر محمود خان نے اصرار کیا تب اونھون نے تبسم کرکے نذر قبول کی ۔ اس کے بعد محمود خان بھانجا وزیر نے اوس کا ہاتھ لیکر اپنے سینے سے لگایا اور نہایت شفقت سے بات چیت کرنے لگے اوہر اودہر کی باتونکے بعد وزیر نے کہا بھانجا بھاگا نہین کرتے ہین تمھارا باپ کیون اتنی دور بھاگ گیا ہے ۔ محمود خان نے جواب دیا اسکی وجہ یہ ہے کہ میرا باپ دہ غلہ ہے ۔ وزیر نے پوچھا اس کے کیا معنی محمود خان نے کہا کہ میرے والد کی مان قوم مغل سے تھی اور باپ جھان نہا چنانچہ جب وہ اصل پدری کی طرف جاتا ہے بہادری سے میدان مین آتا ہے ۔ اور جب نسل مادری کی طرف رخ کرتا ہے بھاگ کھڑا ہوتا ہے ۔ اس جواب سے وزیر خاموش ہوگئے کیونکہ وہ خود قوم مغل سے تھے ۔ اسکے بعد

وزیر نے ملہار راو اور آپاسیندیا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تمنے ابھی کچھ کھایا نہین ہے
آپ براہ عنایت بابا محمود خان ہی رخصت ہوجی یہ سنکر دونون سردار اپنے لشکر کو روانہ ہوے
وزیر نے محمود خان و حافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص خیمے مین گئی۔ اور خاصہ طلب کیا
بقاء اللہ خان نے مہمانون کے واسطے کھانا بھیجا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئی وزیر نے
اسماعیل خان کو حکم دیا کہ تمہارے سراچے کے داہنی جانب انکے واسطے خیمے استادہ کرو جب
خیمے کھڑے ہوچکے محمود خان و حافظ رحمت خان وزیر ہی رخصت ہوئی۔ جب ایک گھنٹہ رات
گئی وزیر کے حکم سے ایک ہزار مغلون نے ان دونون شخصون کے خیمون کو گھیرلیا۔ جب
محمود خان اور حافظ رحمت خان کے نوکرون نے یہ حال دیکھا ہر ایک نے فرداً فرداً جاکر اپنے
مالکون ہی اطلاع کی مرہٹون کے جاسوسون نے معلوم کیا کہ کچھ دغا کا ارادہ ہوا ہی
لہذا نہایت سرد ہوکر اپنے سردارون کو خبر دی کہانڈے راو یہ خبر سنتے ہی ملہار اطلاع ایسے
والہ کے وزیر کے لشکر کو گیا وہان اونے دیکھا کہ ایکہزار مغل سپاہی مہمانون کے خیمے کے
گرد ہین فوراً اونے اپنی فوجکو حکم دیا کہ ان نالائقون پر حملہ کرکے اونکو منتشر کردو یہ حکم سنکر
مغل بھاگ کھڑے ہوے۔ سراچے مین ہونیکر کہانڈے راو نے دیکھا کہ محمود خان
و حافظ رحمت خان مسلح بہ ارادہ مقابلہ کھڑے ہین۔ کہانڈے راو کو دیکھکر محمود خان نے
مسکراکر کہا کہ مین خدا سے دعا مانگتا تھا کہ مجھے کسی صورت سے وزیر تک پہونچ جاون خدا نے
میری دعا قبول کی اب تم اپنے بہادر سپاہی میرے تابع کردو تاکہ وزیر کو اون کے فریب کا مزہ
چکھادون کہانڈے راو نے جواب دیا کہ جب وزیر فقط اپنی ہی بھروسے پر رہا جینگے تو وہ آپ
اپنے کیے کی سزا پائینگے۔ اب تم کو لازم ہی کہ فوراً یہان سی نکل چلو وہ سب سوار ہوکر چلے اور مرہٹے
کے لشکر کو بائین جانب چھوڑکر دامن کوہ کی طرف روانہ ہوے جب وہ بھالون کے کمپ کے
قریب پہنچ گئے کہانڈے راو نے آکر اپنے باپ سے مفصل حال کہا کہانڈے راو کے
واپس آنے کے بعد ملہار راو اور آپاسیندیا وزیر کے پاس گئے اور کہا جب تمکو دغا منظور ہی
تو ہم کو درمیان مین ڈالنے کی کیا ضرورت تھی اور کسی قدر سخت کلامی سی گفتگو کی وزیر نے
نرمی سے جواب دیا کہ تمہارا کیا خیال ہی کہ بغیر دریافت حال اسقدر سختی سے بات چیت
کرتے ہو۔ جو اصل حال ہی وہ علی قلی خان سے جو نواب احمد خان کا بڑا دوست ہی دریافت
کرنے سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے۔ جب علی قلی خان وہان آیا وزیر نے اوس سی کہا کہ

اسکی کیفیت مفصل بیان کرو اوسنے کہا کہ اس خیال سے کہ وزیر کے سپاہیون کو افغانونسے عداوت قلبی ہے مبادا وہ اونکو کچھہ ضرر پہنچاوین اسلئے مینے وزیر سے مشورہ لیکر ایک ہزار مسلح سوارون کا پہرہ مہمانون کے خیمون کے گرد کردیا تہا۔

وزیر کے حکم سے افغانون کے لشکر مین محبوب عالم کی سازش اور اوسکا کھل جانا

جب صلحنامے کی اول کوشش مین ناکامیابی ہوئی۔ تب دوسری تدبیر کی گئی ایک شخص شمس آباد کا رہنے والا محبوب عالم نام بڑا ذیعلم اور عقیل تہا بہ میر قدرت علی کی سفارش سے وزیر کے یہان نوکر ہوگیا تہا اوسکی ذہانت کی وجہ سے وزیر اوسکی صلاح کی بڑی قدر کرتے تہے۔ ایک روز وزیر نے اوس سے کہا کہ مینے افغانون کے زیر کرنے کی بہت کوشش کی مگر کلام مجید کا مضمون اس موقع پر راست آتا ہے کہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ تم عقیل آدمی ہو بتلاؤ کیا تدبیر ہے جس سے مین اپنے دشمن پر فائز ہوسکون سید نے جواب دیا کہ اس کج اندیش کے ذہن مین ایک تدبیر ہے مگر چونکہ کمترین ملازمان قدیم مین سے نہین ہے و نیز اس خیال سے کہ شاید غلامان حضور کے پسند خاطر نہ آئے معرض عرض مین نہ لایا۔ وزیر نے جواب دیا کہ ملازمان قدیم سے زیادہ مجہکو تمپر اعتبار ہے۔ جو کچھہ خیال تمہارے دلمین ہو بلا تکلف بے خطر بیان کرو تب سید مذکور نے دریافت کیا کہ آیا حضور کا منشا فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کا ہے۔ یا کل قوم افغانان کا قلع و قمع ملحوظ خاطر ہے۔ وزیر نے کہا کہ دشمن میرا احمد خان ہے۔ مگر چونکہ دوسرے بھی اوسکے شریک ہین اسلئے مجھے تمام قوم افغانان کا استیصال کرنا پڑا تب اوسنے کہا اگر دوسرے پٹھان احمد خان کو جہوڑکر حضور کے روبرو حاضر ہون تو اونکے واسطے کیا تجویز ہوگا۔ اونہون نے کہا اونکی مرتبہ و عزت کے مطابق اونکے ساتھہ سلوک کیا جائیگا جو ذی رتبہ ہین اون کو رتبہ و جاگیر ہوگی اور باقی داخل لشکر کئے جائینگے تب سید نے عرض کیا کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین کی گذارش یہ ہے کہ ہر ایک شخص کے نام ایک ایک پروانہ بہ سجل و مہر خاص لکھوا دیجئے۔ اور یہ پروانے مجھے عنایت ہون اور ساتھہ اسکے ایک حکم بھی جیسا مناسب رائے عالی ہو مجھے ملے وزیر نے سید

منور کو حکم دیا کہ ہمارے منشی کے پاس ہمارا حکم لیجاؤ کہ حسب تجویز سید محبوب عالم بروانے تیار کرکے اور جب سب تیار ہوچکیں سید موصوف کے حوالے کرے میر قدرت علی و سید محبوب عالم بحضرت ہوکر منشی کے پاس آئے جب یہ بروانے تیار ہوچکے وزیر کی خدمت میں بغرض منظوری پیش ہوئے۔ اور بعد ازاں میر قدرت علی کے خیمے میں محبوب عالم کے حوالے کئے گئے۔

ایک شخص حسام الدین نامی گوالیار کا رہنے والا احمد خان کی رفاقت میں تھا۔ اس کا مکان شہر گوالیار کے باہر غوث پور میں تھا۔ اس کے دادا مخدوم ابوالحسن زنی حضرت محمد غوث گوالیاری کے ہمشیرہ زادے اور داماد تھے۔ اس حسام الدین کے ایک چچا کا بیٹا میر میر معز الدین نامی ولد شاہ خطیر الدین گوالیاری بادشاہ کا نوکر اور اسوقت وزیر کے لشکر میں حاضر تھا۔ میر قدرت علی اوسے بہت اعتماد رکھتا تھا۔ اور اوسکی بڑی عزت کرتا تھا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ میر قدرت علی سید حسن دانشمند داسی پوری کی اولاد سے تھا اور یہ سید حسن دانشمند میر حمید الدین کا خلیفہ تھا جو محمد غوث گوالیاری کے نام سے مشہور تھے۔ اتفاقاً میر معز الدین قدرت علی کے خیمے میں آیا اور میر محبوب عالم اور معز الدین سے میر قدرت علی کے توسط سے دوستی پیدا ہوگئی۔ عین گفتگو میں محبوب عالم کو یہ معلوم ہوا کہ معز الدین حسام الدین کا حجازاد بھائی ہے۔ اور نہایت دوست بھی ہے۔ محبوب عالم نے معز الدین سے کہا کہ تم حسام الدین کو لکھ بھیجو کہ تم نے احمد خان کی نوکری میں اختیار کی ہے۔ وہ تھوڑے ہی عرصے میں یا تو قتل ہو جائے گا یا گرفتار ہوگا۔ لہذا مصلحت یہی ہے کہ فوراً وہاں سے یہاں چلے آؤ۔ اور کل اسباب اپنا وہیں چھوڑ دو یہاں مہیا ہو رہیگا۔ جسوقت تم یہاں پہنچو گے اوس وقت وزیر سے ملاقات ہو جائے گی۔ اور تم کو جاگیر و منصب حاصل ہوگا۔ میر معز الدین نے اس مضمون کا خط لکھکر محبوب عالم کے حوالے کیا۔ اور محبوب عالم نے بھی جتنے اوسکے دوست و آشنا تھے سمرقند آباد کے تھے اون سب کے نام جہاں لکھے اونکا مضمون یہ تھا کہ میں وزیر سے تمہاری سفارش کی ہے اور وزیر نے فرمایا ہے کہ سب کو موافق مرتبے کے نوکری و منصب عطا ہوگا اور میں منصبوں کے واسطے شفہ وزیر کا مہری لکھوا لیا ہے۔ لہذا تم کو لازم ہے کہ فوراً وہاں سے چلے آؤ۔ سب بروانے اور اپنے خطوط اکٹھا رکھکر ہرکارے کے ایک قاصد کے ہاتھ اپنے خاص نوکر بہائی خان کے ساتھ احمد خان کے لشکر کو روانہ کئے۔ صاحبداد خان خنک و محبوب عالم دونوں شمشیر خان چیلے کے پاس نوکر تھے۔ اور یکجائی کے سبب دونوں میں بڑی دوستی ہوگئی تھی۔ گویا

ایک جان دو قالب تھے اور اس بھروسے پر محبوب عالم نے اسقدر حسارت کی تھی بھائی خان خدمتگار صاحبداد خان کے جتھے پر پہونچا۔ اور کل خطوط و پروانجات اوس کے حوالے کئے۔ اور وہان سے حسام الدین کے جتھے کیطرف چلا اور پہنچکر معزالدین کا خط حسام الدین کو دیا اور جواب مانگا۔ حسام الدین نے کہہ کر اوس خط کو پڑہا۔ اور حسب ذیل جواب دیا۔ آپ یہ خیال فرماتے ہین کہ مین نواب احمد خان کی ملازمت مین ہونے سے خوف مین ہون یہ قصور آپ اپنے دلسے دور کردیجئے۔ نواب احمد خان کے پاس کم و بیش ایک لاکھ جوان ہین۔ اور یہ سب کے سب بڑے بہادر کفن بدوش لڑنے اور جان دینے پر تیار ہین۔ بلکہ جان سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہین۔ اور اسپر کمربستہ ہین کہ یا تو فتح حاصل کرین۔ یا میدان مین مرین آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو شخص مرنے پر آمادہ ہو اوسکا مارنا آسان نہین ہے ؎

ہر کہ دست خویشتن ازجان بشست ۔ خود بماند و دشمن خود را بکشت

جنرہ می یابد نجات از دست تو ۔ زندہ ماند اور انماید حملہ پشت

و یا بالفرض یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ وزیر ہتھوڑے عرصے مین احمد خان پر غالب آکر اوسکو اسیر یا قتل کرینگے۔ تو مین آپسے پوچھتا ہون کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتھون سے خوف مین ہوتے اور مین تم کو لکھتا کہ تم وزیر کو چھوڑکر ہماری طرف آکر اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی حمیت اس بات کو قبول کرتی کہ باوجود سردار و سید ہونے کے جان بچاکر آبرو خاک مین ملا دیتے۔ مین سمجھتا ہون کہ آپ وزیر کا ساتھ چھوڑنا پسند نہ کرتے ہر جہ بر خود نمی پسندی بر دیگر مپسند ۔ مجھے آپ معاف رکھیئے کہ ایسی نادانی کی تحریر مین منظور نہین کرسکتا ہون یہ جواب بہائی خان کے حوالے ہوا۔ اور وہ لیکر صاحبداد خان کے جتھے مین آیا اور اوس نے بھی جواب خط کا دیا۔ اور تحریر کیا کہ جینے تمھارے پروانے اور خطوط تقسیم کردیئے۔ جو کچھ اوس کا نتیجہ ہوگا اوس سے بعد ازان اطلاع دیجائے گی مین قاصد کو نہین روکہہ سکتا ہون کہ اس مین خود آفت مین پڑجاونگا۔ لہذا قاصد کو واپس بھیجتا ہون قاصد یہ دونون خطوط لیکر اپنے لشکر کی طرف واپس روانہ ہوا۔ روہیلہ چور اور لوٹیرے جو نواب سعداللہ خان اور نواب احمد خان کے لشکر کو دق کیا کرتے تھے۔ دزدی و رہزنی مین طاق تھے۔ اب اونہون نے یہ اختیار کیا تھا کہ تو بچانے کی داہنی و جانب پوشیدہ رہتے تھے۔ جب رات ہوتی وزیر کے لشکر مین جاتے۔ اور گھوڑا اور اونٹ اور سامان جو کچھ ملتا لوٹ لاتے۔ اور اوس کو

پھکر پھر اپنے مقام معہود مین مخفی جا بیٹھتے تھے ۔ اتفاقاً یہ قاصد اونکی قریب سے ہوکر گذرا اور اونہونے اوسکو گرفتار کرلیا ۔ اور نواب احمد خان کے روبرو لائے ۔ نواب نے قاصد کو سامنے بولاکر پوچھا تم کسکی طرف سے لشکر مین آئے تھے اوس نے جان کے خوف سے کل حال بیان کردیا اور دونون خط جو اوسکے پاس تھے حوالے کئے جب نواب احمد خان نے اون خطونکو دیکھا اوس نے حسام الدین کو طلب کیا حسام الدین کو خبر پہونچ چکی تھی کہ قاصد کو افغانون نے گرفتار کیا ہے ۔ اور نواب کے روبرو لائے ہین جب حسام الدین روبرو نواب کے آیا نواب نے اوس سے مخاطب ہوکر پوچھا یہ معزالدین کون شخص ہے جس سے تم خط کتابت رکھتے ہو ۔ اوس نے جواب دیا حضور میرا بھائی ہے تب نواب نے پوچھا کہ اوس نے کیا لکھا تھا ۔ حسام الدین نے جواب دیا جو کچھ تحریر کیا تھا حضور کے روبرو ہے ۔ اوسکے اعادے کی ضرورت نہین ہے ۔ رستم خان بنگش و حاجی سرفراز خان و مستجاب خان اوسوقت حاضر تھے ۔ اونکی طرف متوجہ ہوکر احمد خان نے کہا کہ یہ حسام الدین بڑا حرامی نسب ہے ۔ اسنے حق نمک خوب ادا کیا دیکھو اسنے کیا جواب اپنے بھائی کو لکھا ہے پھر احمد خان نے وہ خط بہ آواز بلند پڑھکر سنایا ۔ اونہون نے سنکر حسام الدین کی بڑی تحسین و آفرین کی ۔ نواب احمد خان نے حسام الدین کی طرف پھرکر کہا کہ جو کچھ تمنے مجھے امید تھی وہی تمنے کیا انشاءاللہ بہت جلد وہ وقت آئے گا کہ مین تمہین اس خدمت سرکاری کا عوض دونگا بعد ازان حافظ رحمت خان و ملا سردار خان و دوندی خان و فتح خان و سید احمد کو بلاکر نواب نے تمام حال کہا سید احمد نے عرض کیا کہ میرے ماتحت کے لوگ امن کوہ سے لیکر پیلی بہت تک مستعین ہین مین اونکو حکم بھیجدونگا کہ اگر کوئی پٹھان یہ ارادہ کرکے لشکر سے نکلے اوس کو فوراً قتل کردو اور اوس کا اسباب ضبط کرلو ۔ اب یہ تمام روہیلہ سردار رخصت ہوئے اور احمد خان نے حاجی سرفراز خان کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکالدو فوراً اس حکم کی تعمیل ہوئی ۔

تجدید شرایط عہدنامہ و تکمیل صلح

فرح بخش مین لکھا ہے کہ وزیر کے لشکر سے محصورین کو کوئی نقصان نہ پہونچ سکتا تھا ۔ بلکہ محاصرین دقت مین آگئے تھے ۔ کیونکہ نہ اونکو چارہ مل سکتا تھا ۔ اور نہ غلہ آسانی سے میسر آتا تھا ۔ نمک تمام کو ۔ اور چراغ کا تیل کمیاب احمد کے حکم مین تھا ۔ روہیلے کہاڑی آدمی تھے ۔ اور پیادہ چلنے کے عادی تھے پہاڑ و بنر جانے غلہ لاتے اور آرام سے کھاتے

ملکہ تجارت بھی کرتے اور کبھی جنگل کے درختوں کی آڑ بکڑ کر مخالف پر یا بڑھ بھی مار جاتے تھے
صفدر جنگ نے سپہ داروں اور بلداروں کو حکم دیا کہ جنگل کے درخت کاٹ کر گرا دیئے
تو اور راستہ بند ہونے لگا۔ اور پہلے سے زیادہ روہیلوں کو آڑ ہو گئی اور اونکے لئے بے قدتی
مورچہ تیار ہونے لگا۔ محاصرے کی مدت کو تین ماہ کا طول ہو گیا۔ صفدر جنگ بھی طول
محاصرہ اور مرہٹوں کی دھاندلی سے ملول ہو گئی۔ اور اسی زمانے میں کہ ۱۱۶۵ھ ہجری تھے
احمد شاہ درانی نے دوبارہ ہندوستان پر چڑھائی کی اور پنجاب پر پوری قابض ہو گئی۔ مغرب کے
بعض راجاؤں نے ملہار راؤ اور آپا سندھیا کو لکھا کہ احمد شاہ درانی قوم افاغنہ کی مدد کو آتے ہیں
اونہوں نے دریائے سندھ کو عبور کیا ہے۔ اور برسات میں پھر پھیلے آتے ہیں۔ اس خبر نے مرہٹوں
کو بڑے تردد میں ڈالا اور وہ سب مشورت کے واسطے جمع ہوئے اور متفق الرائے ہو کر وزیر کے پاس گئے
اور اونکو ملامت کر کے کہا کہ تمنے احمد شاہ درانی کی آمد ہم سے نوکر ہونے کی اور اس خبر کو ہم سے مخفی
رکھا اور اونہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ تو بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ ہماری اور تمہاری سپاہ نے مہم
کی صعوبت دیکھ کر دل ہار دیا ہے اور عاجز ہو گئی ہیں۔ سوا سکے برسات کے پانی نے اور تمہیں
ایسا اضطراب پیدا کر دیا ہے کہ وہ اکثر مرگ مفاجات سے ہلاک ہوتے ہیں۔ چونکہ جان ہر شخص کو عزیز ہے
اس سبب سے اون میں بڑا خوف پھیل رہا ہے۔ اب جو وہ احمد شاہ درانی کی آمد سنیں گے اور بھی
پریشان ہو جائیں گے۔ اور بھاگنا شروع کر دینگے۔ اب وزیر کا کام ہے کہ دل اونکا انصاف کریں۔ ہمارا کام
فقط ان لینا ہے وزیر دریائے حیرت میں ڈوب گئے۔ کیونکہ وہ اسی خطرناک موقع پر حیلہ کرنے سے معذور
تھے۔ اسواسطے صلح کی طرف مائل ہوئے۔ اور بعد تامل کے بعد اونہوں نے کہا کہ بیٹے
اس کا تصفیہ تمہاری رضا سے ہو جو تمہاری رائے میں آئے سو کرو۔ مرہٹوں نے کہا کہ اب
تمو اونہیں کرنا چاہیے اور علی قلی خان کو افاغنہ کے لشکر میں بھیجنا چاہیے کہ وہ جا کر کہے
کہ وزیر بغیر حکم بادشاہ جنگ سے دست بردار ہوئے ہیں تمکو بھی لازم ہے کہ صلح کر لو احمد خان
کو کل ملک سورونی اوس کا دیا جاتا ہے اس شرط سے کہ اس کی عوض وہ تیس لاکھ روپے
بطور نذرانے کے داخل کرے۔ اور جب تک یہ روپیہ ادا نہو نصف ملک مکفول رہے یہ شرائط
وزیر نے منظور کیں۔ اور مرہٹوں سے کہا کہ کوئی معتمد آدمی علی قلی خان کے ساتھ ہو ملہار راؤ اور
آپا سندھیا نے اپنے دیوان تانتیا کنگا دھر کو منتخب کیا۔ اور دونوں ایلچی روانہ ہوئے
وزیر سے پوشیدہ ملہار راؤ اور آپا سندھیا نے تانتیا سے یہ کہدیا کہ تم احمد شاہ سے

موقع مناسب پر ہماری طرف سے کہدینا کہ جو جو شرایط علی قلی خان پیش کرے تم طاہر و کد منظور کرلینا کیونکہ اس وقت یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور ہم تمھاری بہر حال ہوا خواہ ہیں اور اپنی بیٹے کو ہماری ذمہ داری پر وزیر کے لشکر میں بھیجدو یہ دونوں بھائیوں کے لشکر میں پہونچے علی قلی خان نے کہا کہ ہم دونوں ایک ساتھ ملاقات کریں۔ مگر گنگا دھر نے کہا کہ تم آج ملاقات کرلو میں کل جاؤنگا۔ علی قلی خان احمد خان کے پاس گیا ادھر ادھر کی باتوں کے بعد معاملے کی گفتگو شروع ہوئی۔ علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اور کہا کہ مرہٹوں کا وکیل گنگا دھر کل حاضر ہوگا تانتیا دوسرے روز نواب احمد خان کے پاس گیا اور دہلیہ سردار طلب ہوئے ملا مدار خان کی یہ رائے ہوئی کہ معاملہ ملھار راؤ اور آپا سیندھیا کی رائے پر چھوڑنا چاہیے اسپر احمد خان راضی ہوا اور علی قلی خان اور تانتیا کو بلا بھیجا اور ان سے کہا کہ ہم ملھار راؤ اور آپا سیندھیا کو رضامند رکھنے کے واسطے اپنا نصف ملک تا ادائے نذرانہ شاہی مکفول کرتے ہیں۔ اور شرائط مجوزہ سرداران مرہٹہ کی قبولیت کا خط تحریر کردیا یہ خط تانتیا کے حوالہ کیا ایک نقل یہ ہے کہ شرائط تانبیے کے دو تہ پر کندہ کی گئی تھیں۔ گنگو احمد خان اور مرہٹوں نے باہم تبدیل کیا۔ معافی نواب احمد خان کے بیٹے محمود خان کے نام سے تھی اور اقرار یہ تھا کہ جب تک خاندان تنگش کا ایک غلام تک بھی باقی رہیگا ان سب حال میں مرہٹوں کی جانب سے کسی نوع کی دست اندازی نہوگی اور محمود خان اور حافظ رحمت خان مرہٹوں کے لشکر کو روانہ ہوئے اور جب انکے لشکر کے قریب پہنچے ملھار راؤ اور آپا سیندھیا سوار ہوکر تھوڑی دور گئے اور محمود خان اور حافظ رحمت خان کی وزیر سے ملاقات کرائی اور شرائط صلح کی تکمیل ہوگئی۔ یہ بیان آزاد صاحب کی تاریخ کے مطابق ہے۔ پس عالم شاہی کے مولف کا یہ کہنا کہ مرہٹے معاملے کا یکسو ہونا نہیں چاہتے تھے۔ تاکہ ان ملکوں میں لوٹ مار کرنے اور مداخلت حاصل ہونے کا ذریعہ باقی رہے درست نہیں معلوم ہوتا۔ اور فرخ بخش میں لکھا ہے کہ جب صفدر جنگ سے صلح کے لئے افغانوں کے پاس وکیل بھیجے تو حافظ رحمت خان سید احمد عرف شاہ جی میاں والد سید معصوم کو جو بڑے نیک خصلت اور عقل و دانش میں ارسطوے زمانہ اور رستم دوراں میں بیگانہ اور فاغتہ کے پہر زادے تھے اور حضرت سید علی جاباکی اولاد میں تھے جو سادات عزیز میں سے ہیں۔ اور بریلی کے نو محلے والے سیدان کے مورث اعلے ہیں صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور اسبات پر صلح ہوگئی۔ کہ احمد خان پچاس لاکھ روپے بابت خرچہ جنگ دے۔ چنانچہ احمد خان نے اوسکی ادای کے واسطے ایک

لمشک لکھدیا صفدر جنگ نے وہ مشک عوض اوس روپئے کے مرہٹونکے حوالہ کردیا جو اونکو
اس نوکشی اور امداد کے عوض مین دینا ٹہیرا تہا اور عماد السعادت مین بیان کیا ہی کہ ملہار راؤ
خود نواب احمد خان کے پاس گیا تہا اوسنے احمد خان سے کہا کہ مین تمھارے خیمے مین بیٹہا جاتا
ہون تم بے اندیشہ وزیر کے پاس چلے جاؤ - احمد خان نے کہا کہ یہ صلاح و مشورہ طفلانہ ہی
مجھے پسند نہین - کیونکہ ہندوستان مین وزیر کے قوی دشمن ہین ایک پٹہان دوسرے
مرہٹے جب کہ مین روانہ جاؤنگا اور وزیر نے مجھکو مروا ڈالا تو تم کہانڈے راؤ سے دست بردار
ہو جاتا انتہا یہ ہی کہ میرے تمھارے دو قطرہ منی ضایع ہو جائینگے مین اور تم دونون تو زندہ رہینگے
ملہار راؤ نے یہ صلاح پسند کی اور اپنے بیٹے کہانڈے راؤ کو احمد خان کے خیمے مین بٹہا کر محمود خان
کو وزیر کی پاس پہنچا دیا میرے نزدیک اس واقعہ کے متعلق آرون صاحب کا بیان زیادہ قابل
لحاظ ہے اسلیے کہ اونہون نے حسام الدین کی تاریخ سے لیا ہے اور وہ محاصرۂ الہ آباد و جنگ
روہیلکہنڈ و محاصرۂ کمایون کے موقعون پر احمد خان کے ساتھ موجود تہا اور اوس نے حالات بہت
مفصل اور مدلل اور چشم دید لکھے ہین - سیر المتاخرین مین ذکر کیا ہی کہ نواب علی محمد خان روہیلہ
کے حالات بطور مالگذاری کے اونکی اولاد کو دیے گئے - اور روہیلکہنڈ گزیٹیر مین بیان کیا ہی
کہ اس عہدنامے پر صلح کی گئی کہ روہیلون کی جانب سے پچاس لاکہہ روپئے ہرجہ جنگ کے
ادا کیے جائین - اور پانچ لاکہہ روپیہ سالانہ خراج کے بے فیل و قال داخل کرتے رہین - اس عہدنامے
پر حافظ رحمت خان شجاع دوسرے رئیسون کے دستخط کیے اور عہدنامہ مکمل ہو کر مرہٹون کے
سپرد کیا گیا کیونکہ صفدر جنگ نے ہنگام نوکشی اتنے روپیون کے دینے کا اوسنے وعدہ کیا تہا
مرہٹون کو یہ سند دیکر اقرار لیا گیا کہ ہنگام ضرورت پھر مدد دینا پڑے گی - مگر وہ اس بار
ایسے کندرائے ہوئے معلوم ہوتے تھے کہ شاید دوبارہ روہیلکہنڈ کی جانب منہ نہ کرین عہدنامہ
چلکا کے مرتب ہو جانے کے بعد صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان سے ایک اقرارنامہ اس
مضمون کا لکھوایا کہ حافظ رحمت خان اور اونکی جانشین کبھی کسی وقت مین پرگنہ پورنپور اور سنبہا
پر قبضہ نہ کرنے پائین اس عہدنامے پر دستخط ہو لینے کے بعد حافظ رحمت خان اور
محمود خان پٹھانونکے مورچونکو واپس آئے اور صفدر جنگ کا سہری عہدنامہ لوگون کو دکہایا -
دوسرے روز حافظ صاحب صفدر جنگ کے پاس گئے - اور اوسنے کہا کہ اب یہان سے

لوٹ آیا تو کہانڈے راؤ تمہاری پاس پہونچ جائیگا اور اگر وزیر نے محمود خان کو قید کردیا یا مار ڈالا

کوچ کرنا چاہیے اونہون نے جواب دیا کہ ہم کل صبح کو یہان سے روانہ ہونگے اور تم کو اپنے ساتھہ شاہجہانپور تک لیجائینگے اور کہا کہ احمد خان اور روہیلون سے کہدو کہ وہ ہمارے لشکر کے کوچ سے دو دن بعد اپنے وطن کو روانہ ہون حافظ صاحب روہیلون کو مطمئن کر کے دوسرے دن صبح کو چار سو جوانونکے ساتھہ صفدر جنگ کے لشکر مین آگئے - اوسی دن صفدر جنگ کا کوچ شروع ہوا اور چند روز کے وہ دریاے گنگا کے کنارے پر پہونچے اور یہان اونہون نے ملہار راؤ اور آپا سندیہا کو قنوج جانے کا حکم دیا - خود محمود خان اور حافظ رحمت خان کو لئے ہوے لکھنؤ کی طرف روانہ ہوے اسسے صفدر جنگ نے کہا کہ جب معاملے کی تکمیل ہوجاے گی مین تمکو رخصت کرونگا بموجب حکم کے مرہٹے دریاے گنگا کو عبور کر کے قنوج مین مقیم ہوے - لیکن گنگا دہرپ دہزار سوار کی محمود خان کے ساتھہ رہا - وزیر کی روانگی کے دو روز بعد نواب احمد خان اور نواب سعد اللہ خان دامن کوہ سے نکل کر اوس مقام پر خیمہ زن ہوے جہان وزیر کی فوج قایم تہی اور منزل بمنزل کوچ کر کے آنولے مین پہنچے - احمد خان چند روز یہان مقام کر کے فرخ آباد کو چلا گیا - صفدر جنگ نے راہ مین حافظ صاحب کی بہت خاطر کی دونون وقت انکو دعوت بہیجتے اور اکثر اپنے دسترخوان پر بھی شریک طعام کرتے اور کہتے تہے کہ مین نے افغانستان مین ایسا لائق آدمی کبھی نہین دیکہا - جب شاہجہانپور پہونچے تو صفدر جنگ سے حافظ صاحب نے رخصت چاہی کہا ابھی ٹہیرو - اور شاہجہانپور سے آگے کو روانہ ہوے - اور اونپر صفدر جنگ زیادہ مہربانی کرنے لگے اور راستے مین اونکو برادر کہ لفظ کے ساتھہ مخاطب کرتے - اور بعد اس کے جب کبھی حافظ صاحب کو خط لکھتے اوس مین یہی لفظ لکھتے - شاہجہانپور مین پہونچکر وزیر نے حافظ صاحب اور محمود خان کو رخصت کیا محمود خان کو خلعت ہفت پارچہ عنایت کیا بعد ازان اوس کے والد کا ملک بحال کردیا - اور اوس کو قایم جنگ کا خطاب بھی دیا اور حافظ رحمت خان کو بھی خلعت دیا جس کے ساتھہ مین مالای مروارید اور جیغہ اور سرپیچ مرصع اور شمشیر اور سپر اور گھوڑا زیور نقرئی کے ساتھہ اور فیل سامان نقرئی اور زرلعابت کی جھول کے ساتھہ تھے محمود خان اور حافظ رحمت خان کو خلعت دینے کے بعد وزیر نے تانتیا کو سند اس بات کی دی کہ تا ادای نذرانہ شاہی نواب احمد خان کے نصف ملک پر قبضہ کرے - کیونکہ صفدر جنگ پر شوال کے تیس لاکھہ روپئے کے مقروض تھے - اور بعض کہتے ہین کہ اسی لاکھہ روپئے کے اور یہ قرضہ باپت اوس لاکہی کے تہا جو اونہون نے اس زمانے مین کی تھی جب اس قرضہ کا احمد خان کے دوش پر

پر ڈالا گیا اور اوسکی ادا کی ضمانت کے واسطے بخانہ ۲۳ محال کے ملک فرخ آباد کے سارے سے سولہا محال مرہٹون کے قبضے مین کردی گئی صفدر جنگ کو بجز اس خوشی کے کہ اپنی دشمن کو تباہ کیا ہی اور کچھ حاصل نہوا۔ محمود خان دانا نتبا رخصت ہوکر جانب فرخ آباد روانہ ہوئے۔ اور حافظ رحمت خان آنولے کو چلے گئے عماد السعادت مین لکھا ہی کہ پٹھانونکے ممالک کی لوٹ سی مرہٹونکے ہاتھہ دو کرور روپئے لگے تھے اور کرور روپئے وزیر سی بابت مدد ہی جو طیر سے تھے وہ ملے اور پچاس لاکھہ روپئے وزیر نے انعام کے دئے اور پچاس لاکھہ روپئے پٹھانونسے لیتھے۔

صفدر جنگ کا جاوید خان خواجہ سرا کے ساتھہ دغا کر کے قتل کر ڈالنا

سیر المتاخرین اور خزانۂ عامرہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ احمد شاہ بادشاہ دہلی کو شاہ درانی کے حملے نے ہلا دیا امرائے حضور نے صفدر جنگ کو کہ اپنی صوبہ اودھ مین تھے۔ نہایت الحاح سی متواتر تحریر کیا کہ ملہار راو ہلکر اور سندھیا کی فوج کو ساتھہ لیکر بہت جلد شاہ جہان آباد مین آجاوین اور دشمن کی مدافعت مین کوشش کرین۔ وزیر لکھنوسی فوج آئے اور روہیلی مرہٹون کو بہت سے روپئے کے وعدے پر ہمراہ لیکر براہ اٹاوہ دہلی کیطرف روانہ ہوے۔ مگر وہ ابھی دہلی نہ پہنچے تھے کہ احمد شاہ درانی پنجاب پر پورے قابض ہوگئی۔ اور اونہون نے ایک ایلچی اس غرض سی روانہ کیا کہ شاہ ہندوستان سی اس صوبے کو حسب ضابطہ حاصل کرین احمد شاہ درانی کی درخواست اوس نقصان کے خوف سے فی الفور منظور ہوگئی جس کو نادر شاہ کے ہاتھون سی اوٹھایا تھا اور ابتک اوسکی یاد باقی تھی اور جبکہ صفدر جنگ مرہٹون کو لیکر ماہ رجب سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین دلی پہنچے تو اونہون نے اس انتظام یعنی پنجاب کی تفویض کو کال پایا اونہون نے پنجاب کی تفویض کو اپنی سکایت کا بہانہ ٹہیرایا جسکو بادشاہ کی بڑی بے عزتی کا باعث بتایا تھا۔ اور حقیقت مین ناراضی کے اسباب اور اور وجوہ تھے چنانچہ اونمین سی بڑی وجہ یہ تھی کہ جب وہ روہیلکھنڈ مین گئی تھے تو اون کا رعب و داب عین دربار مین جاوید خان نامی خواجہ سرا مخاطب بہ نواب بہادر کو حاصل ہوا تھا جسپر احمد شاہ اور اونکی ماں دونون نہایت مہربان تھے۔ صفدر جنگ سے آزردہ ہوکر کہلا بہیجا کہ سم بلکر کو بموجب مخالفت کے

لکھے کے بہت سی روپیونکی وعدے برہمراہ لائے ہین اب اوس کا تقاضا ہے یہ کہکر
کثرت بید ماغی سے شہر مین بھی نہ گھسے شہر کے باہر بنا کے کناری قیام کرتے ہوے ۔
۱۱۶۴ھ امیرالامرا نواب غازی الدین خان فیروز جنگ خلف کلان نظام الملک آصف جاہ ۷ محرم
ہجری کو ناصر جنگ کے مارے جانے کی وجہ سی صوبہ دکن کی خدمت و سند کا مستدعی ہوا
اور امرا سے حضور بدون پیش کش کے منظور نہ کرتے تھے ۔ اب اس وقت مین اوس نے موقع
پاکر بادشاہ و امرا سے عرض کیا کہ اگر بلا پیش کش دکن کی صوبہ داری مجھ کو عنایت ہو ۔
جسطرح سے ہو سکیگا ہلکر کو راضی کرلونگا بادشاہ و امرا نے بڑی خوشی سے قبول کیا ۔ اور صوبہ داری
دکن کی سند لکھدی ۔ فیروز جنگ اپنے بیٹے شہاب الدین خان کو جو عماد الملک کے نام سے
مشہور ہوا اور اس وقت اوسکی عمر سولہا سال کی تھی لیکر ہ غدر جنگ کے پاس آیا اور اونکی
سپرد کرکے ماہ شعبان ۱۱۶۵ ہجری مین خود دکن کو چلا گیا ہلکر کو ساتھ لیگیا بعد جانے
فیروز اور ہلکر کے وزیر الممالک غرہ رمضان سنہ مذکور کو داخل شہر ہوے ۔
صفدر جنگ نواب بہادر جاوید خان کے اقتدار سی نہایت آزردہ تھے خاصکر اپنی آزردگی کا
یہ بہانہ قایم کیا تھا کہ اس شخص نے بدالی سی صلح کرلی اور بادشاہ سی لاہور و ملتان اونکو دلادیا
اور منجملہ وجوہ کینہ کے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بادشاہ نے نواب بہادر اور اپنی والدہ کی
ترغیب سے اپنی ماموں خان خان دوراں کو شش ہزاری منصب اور معتقد الدولہ بہادر خطاب
عطا کیا اور اسباب امارت عمدۃ الملک کی حویلی سے مرحمت کیا اوسنے اس عروج کو ہضم نکر
امرا کی ہمسری شروع کی وزیر الممالک اس بات سی نہایت دلتنگ ہوے ۔ اور نواب بہادر
کی طرف سے دل مین بہت بغض رکھنے لگے گو ظاہر مین اوسکی خاطر کرتے تھے ۔ نواب بہادر
امورات سلطنت پر بالکل مسلط تھا بادشاہ کے زبانی احکام وہی جاری کرتا تھا ۔ انہین
دنون عبدالمجید خان معتمد الدولہ دیوان خالصہ مرگیا ۔ نواب بہادر نے چاہا کہ اوس کا مال
و اسباب ضبط سرکار ہو جاے وزیر کی مرضی تھی کہ اس بارے مین معافی کا حکم جاری ہو اس
معاملے مین گفتگو نے بہت طول پکڑا اور اوس کا گھر ضبط ہو گیا ۔ اور نفاق و غبار دونون
کے دلونمین اب بہت بڑھگیا ۔ صفدر جنگ نے جبکہ یہ سوچا کہ میری موجودگی پر بھی میری
بات نہ سنبھلی تو انہون نے وہ بری طرز اختیار کی جو دلی سے گلی کوچون مین عشت ازدام

عہ امرات آفتاب نما ۱۲

ہوگئی یعنی اونہون نے نواب بہادر کو قتل کر لینے کی ٹھان لی ۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہی کہ صفدر جنگ نے اپنے اس ارادے کی تکمیل کے لئے اول سورج مل جاٹ کو بہادری فوج کے ساتھ ممالک محروسہ کا بندوبست کرنے کے حیلے سے اپنے پاس بلایا اس غرض سے کہ اگر کوئی بادشاہی ملازم یا نواب بہادر کا رفیق شورش کرے تو راجہ اوس کا تدارک کرے بعد اسکے نواب بہادر کو پیام دغا آزردگی کا دیکر اوس کے دل کو فی الجملہ اپنی طرف سے مطمئن کر لیا جب اوس کو اسطرح غفلت مین ڈال دیا تو بتقریب تصفیہ دعوت کے لئے اوسکو اپنے گھر بلایا اور یہ دعوت ۲۷ شوال یوم جمعرات سنہ ۱۱۶۷ ہجری کو دارا شکوہ کی حویلی مین جسمین بہون نامی مکان مین ترتیب دی وزیر نے اپنے معتمدون کو اس حویلی مین احتیاطاً جا بجا متعین کر دیا اور اندر اور باہر اپنے آدمیون کو شمال بند ھوا کر کھڑا کر دیا ۔ اور بڑی تیاری کی ۔ نواب بہادر نے اس تیاری کو اپنی نہایت خاطر داری پر حمل کیا اور وقت پر جانے کو تیار ہوا بعض دوستون نے منع کیا ۔ اوس نے کسی کا کہا نہ مانا ۔ اور بے تامل سوار ہو کر وزیر کے گھر پہنچا وزیر نے چند قدم پیشوائی کر کے کمال گرمجوشی ظاہر کی اور تکلف کہانا کھلایا بعد فراغت طعام کے وزیر اوس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر امور ملکی مین مشورے کے بہانے سے خلوت مین گئے بعض نے یہان تہ خانہ لکھا ہی جون ہی کہ پردہ اوٹھایا اور اندر قدم رکھا وزیر اول دو تین حرف کنائے کے زبان پر لائے ۔ اور پھر نواب بہادر کو بادشاہی معاملات مین دخل دینے پر چند باتین سختی سے کہہ کر ابھی نپہنچے بھی نہ تھے کہ اپنے زنانہ مین رفع حاجت کے بہانے سے چلے گئے اوسوقت علی بیگ خان اور دوسرے مغل اندر آئے اور نواب بہادر کو علی بیگ خان بنگشی نے جس کا خطاب شہباز جنگ ہی چھری سے ہلاک کیا ۔ اور سر کاٹ کر دروازے کے باہر ڈالدیا ۔ اوسکی سواری کی جلو کے سوار دوڑے یہ حال دیکھکر بھاگ گئے ۔ اور دو تین دن کے بعد اوسکی لاش وزیر کے حکم سے متصل روضۂ مقدس حضرت شاہ مردان جہان اونکی پنجہ شریف کا نقش تھا دفن کر دی گئی ۔ اور فرح بخش مین لکھا ہی کہ نواب بہادر کا سر کاٹ کر دریا سے جمنا مین پھینکدیا جو جھلی کے تلے بہتا ہے ۔ مرآت آفتاب نما مین اس واقعہ کا مادہ تاریخ فساد عظیم لکھا ہی اور ہم سابق اس کو بیان کر چکے ہین کہ طبقات الشعرا مین یہ مادہ افاغنہ کی کوہ کماؤن مین پناہ لینے کی تاریخ بتایا ہے ۔ بہرصورت دونون ایک ہی سال کے حادثے ہین اس لئے

۱؎ دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ ۲؎ دیکھو فرح بخش ۱۲ ۳؎ دیکھو تاریخ مظفری ۱۲ ۴؎ مرآۃ آفتاب نما

فساد عظیم دونون کی تاریخ ہو سکتا ہی۔ صفدر جنگ کے اس فعل سی بادشاہ دل مین بہت برہم ہوے
گر بظاہر کوئی خفگی ظاہر نہ کی بلکہ زیادہ عزت کرنے لگے اور موقع کے منتظر تھے لیکن جبکہ نواب
قدسیہ بیگم والدہ بادشاہ نے نواب بہادر کے قتل پر ناخوشی ظاہر کی تو صفدر جنگ نے کہلا بھیجا
کہ اس معاملہ مین میرا کوئی قصور نہین حکیم عبدالشافی خان نے بادشاہ کا یہ پیام مجھی دیا تہا کہ جاوید
خان کا دفع اور قتل کرنا بہتر ہے۔ اونہون نے حکیم عبدالشافی کو علیحدہ کر دیا اور حکیم اکمل خان
کو معالج قرار دیا۔

فیروز جنگ کی وفات کے بعد نواب صفدر جنگ کا اوسکے بیٹے کو امیر الامرائی کا منصب دلانا اور ضبطی سی اوسکے گھر بار کو بچانا

فیروز جنگ آخر ذی القعدہ ۱۱۶۵ھ ہجری مین اورنگ آباد پہنچگیا اور ۲۔ ذی الحجہ سنہ مذکور کو
دکن ہی مین مرگ مفاجات سی مر گیا اوسکی تابوت کو اوسکے رفقا نے دہلی مین پہونچایا اور اوس کا متروکہ
نقد و جنس جو کروڑ روپیے سے زیادہ کا سمجھا گیا تھا اوس کے بیٹے شہاب الدین خان کے حوالے
کر دیا۔ شہاب الدین خان کا باپ جب سی سا ہی دکن ہوا تھا وہ صفدر جنگ کے حضور مین حاضر
ہوا کرتا تہا۔ اور اپنی حقیقی ماموں انتظام الدولہ خان خانان سے زیادہ تعلق نہین رکہتا تہا
اس لیے سی صفدر جنگ کے دل مین شہاب الدین خان کیطرف سی بہت گنجایش ہو گئی تھی۔
اور اوس پر نہایت مہربانی کرتے تھے۔ فیروز جنگ کے واقعہ وفات کے بعد انتظام الدولہ
نے بادشاہ سی عرض کیا کہ شہاب الدین کو قید کر کے اوس کا گھر ضبط کر لین بادشاہ بھی
اس صلاح پر آمادہ ہو گئے۔ عاقبت محمود خان کشمیری شہاب الدین خان کا اتابک جلدی سی
راجہ لچھمی نرائن کے پاس آیا اور بادشاہ کی ارادہ سی باغواے انتظام الدولہ واقف کیا اوسنے
صلاح دی کہ شہاب الدین کے لیے یہی بہتر ہے کہ وزیر الممالک صفدر جنگ کی خدمت مین
پہنچکر تمام حال اونسی عرض کرے یقین کلی ہی کہ وہ بخوبی تدارک کرینگے مین یہان سی دربار کو جاتا
ہون۔ تم اوده هر اوسے لیکر آؤ۔ عاقبت محمود خان شہاب الدین کو ساتھ لیکر صفدر جنگ کے
دربار مین گیا۔ اور لچھمی نرائن بھی وہان پہونچگیا جب شہاب یہان آیا تو صفدر جنگ نے اپنی
عدم حاضری کی معذرت کے لیے عذر بیان کرنا شروع کیا۔ شہاب الدین نے کہا کہ مین خود آپکے

پاس تعزیت کے لئے حاضر ہوا ہون - کیونکہ آپکے بھائی نے قضا کی سوا اس کے کہ میرا غم مر گیا مجھے کوئی اور غم نہین - آپ کو خدا سلامت رکھے آپ میرے مربی اور وجود ہین - نواب کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور شہاب الدین کو گلے سے لگا کر تسلی کی اور فرمایا تم اطمینان سے اپنی حویلی مین بیٹھے رہو مین تم کو شجاع الدولہ سے زیادہ سمجھونگا ایک آنکھ میری تم ہو اور دوسری شجاع الدولہ ہے - یہ بات کہکر شہاب الدین کو رخصت کر دیا اور خود سوار ہو کر بادشاہ کی خدمت مین پہنچے اور عرض کیا کہ آصف جاہ نے محمد شاہ کے عہد مین خدمات نمایان کی ہین اور فیروز جنگ بھی ہمیشہ مراسم غلامی بجا لاتا تھا - اب شہاب الدین اوس کا بیٹا بھی اس بات کا امیدوار ہے کہ اپنے باپ دادا کی طرح حضور کے سایہ مرحمت مین پرورش پاکر خدمات انجام دے - پس حضور کی شان کے شایان یہ امر ہے کہ اوس کو خلعت میر بخشی گری اور خطاب امیر الامرائی مرحمت کیا جاے - بادشاہ غضبناک ہو کر کہنے لگے کہ تمکو یہ نہین معلوم کہ یہ لوگ سلطنت کے مخرب ہین اونہون نے سلطنت کے پرزے ڈھیلے کر ڈالے ہین - ہماری خواہش ہے کہ شجاع الدولہ کو خلعت میر بخشی گری دیا جائے تم ہمارے خیر خواہ ہو تمنے ہماری رضا کے خلاف یہ بات کیون عرض کی صفدر جنگ نے کہا میری کیا مجال تھی کہ حضور کی مرضی کے خلاف کوئی بات عرض کرتا لیکن کیا کرون کہ میر شہاب الدین کا باپ دکن کی روانگی کے وقت اوس کا تعلق مجھ سے دیکر روانہ ہوا تھا - اور فدوی نے اوسکو اپنا فرزند قرار دیا ہے مجھے یقین ہے کہ تمام تفضلات شجاع الدولہ حال بر میری خاطر سے ہین اسلئے امیدوار ہون کہ میر مذکور کو بھی غلام کا فرزند تصور کر کے خلعت میر بخشی گری عطا ہو جائے بادشاہ نے صفدر جنگ کی خاطر سے خلعت امیر الامرائی اوسکو مرحمت کیا - اور تواریخ مین یہانتک مذکور ہے کہ نواب شجاع الدولہ کی مان شہاب الدین کو گھر مین طلب کر کے اوس سے پردہ نہین کرتی تھی -

صفدر جنگ کا انتظام الدولہ کو فریب سے قتل کرنے کی کوشش مین کامیاب نہونا بادشاہ کا صفدر جنگ سے توپخانے کو تحت مت نکال لینا - بادشاہ اور صفدر جنگ مین علانیہ مخالفت ہونا

صفدر جنگ جاوید خان کے مارڈالنے اور فیروز جنگ کے دکن کو جانے اور وہان مسند

حال کر لینے کی وجہ سے دل مین بہت دغدغہ رکھتے تھے - مگر جبکہ فیروز جنگ کا انتقال ہو گیا تو وزیر کو کچھ اطمینان حاصل ہوا - مگر انتظام الدولہ خانخانان خلف قمرالدین خان وزیر محمد شاہ کو جو اقتدار دربار شاہی مین حاصل تھا وہ بھی اونکی نظر و مین کھٹکتا تھا اب صفدر جنگ اس فکر مین پڑے کہ انتظام الدولہ کو بھی بیچ مین سے اوٹھا دینا چاہیے اور یہ کام اونہون نے انتظام الدولہ کو غفلت مین ڈالکر انجام دینا چاہا - اور اوسکی رضا جوئی کر کے یہ پیام دیا کہ مجھ سے تنہا سلطنت کا بار عظیم نہین اوٹھ سکیگا جب تک کوئی لائق فائق تمھاری طرح آدمی مدد نہ کرتا رہے - تم میرے گھر کو اپنا گھر تصور کر کے بے تکلف یہان آؤ اور ہمارے شریک ہو کر سلطنت کے کامون کا بوجھ اوٹھاؤ انتظام الدولہ نے بھی جواب باصواب مناسب حال کہلا بھیجا اور اس بات کی تحریک کی بنیاد اصل مین یہ تھی کہ نواب بہادر کے مارے جانے کے بعد بادشاہ دہلی کے اسی دل متنفر ہو گئے تھے اور اونکی توجہ انتظام الدولہ کیطرف تھی - اور یہ چاہتے تھے کہ صفدر جنگ سے کام لیکر اوسکی سپردگی مین حالانکہ اس وقت مین انتظام الدولہ نے چوچیتی پینے کا بہانہ لیکر دربار کی آمد و رفت کم کر دی تھی اس خیال سے کہ تمام قلعہ مین وزیر کا انتظام تھا - بادشاہ ایک دن اپنی جلسے مین یہ کہہ بیٹھے کہ عسنتی نے اور دیوان خانے کی خدمت دوسرے خانہ زادون کا حق ہے وزیر الممالک کے لیئے دیوانی کل اور منصب وزارت کم نہین یہ جزوی کام وزارت کے علاوہ اونکی پاس رہنا مناسب نہین بادشاہ کی یہ تقریر وزیر تک پہنچگئی اور اوس دن سے اون کے مزاج مین بڑا خلل پیدا ہو گیا آخرکار بادشاہ نے اپنی والدہ اور انتظام الدولہ اور شہاب الدین خان کے مشورے سے صفدر جنگ کو پیام دیا کہ تو بخانہ اور غسل خانہ ہمارے اختیار پر چھوڑ دے کار وزارت اپنے متعلق رکھو - صفدر جنگ نے بادشاہ کے تیور بدلے ہوئے دیکھکر دربار کی آمد و رفت موقوف کر دی احمد شاہ نے تالیف قلب کے لئے دلجوئی کی اور اکبر بیٹہ اونکی حویلی پر جا کر عذر خواہ ہوئے - مگر کچھ مفید نہوا - وزیر نے اپنے کام کی سرسبزی کی تجویز ان دو باتون مین سوچی کہ یا تو انتظام الدولہ کو عدم آباد بھیج دیا جائے یا اوسکو اپنے ساتھ موافق کر لیا جائے اکدن انتظام الدولہ صفدر جنگ کے گھر پر جانے کو تیار ہوا مگر یعقوب خان کا انتظار تھا یعقوب خان اوس حیدر بیگ خان کا بیٹا تھا جسنے امیر الامرا حسین علی خان کو سعادت خان برہان الملک کے ایما سے قتل کیا تھا یعقوب خان آیا اور تھوڑی سی دیر بیٹھکر فوراً اوٹھ کھڑا ہوا اور اپنی

گھر جانے کے لئے اجازت مانگی انتظام الدولہ اس بات سے متعجب ہوا اور کہا کہ آج ہم وزیر کے
ہان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تم کسوجہ سے جلدی رخصت چاہتے ہو اوسنے
جواب دیا کہ وہان کئی ہزار تیغ و خنجر کے انتظار میں ہیں جون ہی آپ وہان گئے وہ معاملہ آپ کے
ساتھ بھی ہوگا جو نواب بہادر کے ساتھ ظہور میں آیا - جب تک کہ آپ کا بندوبست نہو جاے
وہان جانا ہرگز مناسب نہیں اس بات سے انتظام الدولہ کے دل میں بہت تاثیر کی اور وزیر کے
گھر جانے کا ارادہ فسخ کیا اور وزیر کی خدمت میں عذر کہلا بھیجا وزیر کو اسوجہ سے اصرار پیدا ہو گیا
اور اونہوں نے کہکر پیام دیا کہ آپ ضرور آئیے اور ایسی پیام و سلام کی کئی دن تک
گرما گرمی رہی آخر وزیر نے علی قلی خان بھتیجا کو کہ مرد دانا اور شیرین تقریر تھا اس بات پر
مقرر کیا کہ جیسے اپنے انتظام الدولہ کو بہلا کر اون کے یہان لاوے - جبکہ اوسکی فہمایش نے
بھی کام نہ دیا اور انتظام الدولہ وزیر کے ہان جانے پر آمادہ نہوا - تو عماد الملک میر بخشی
کو جو انتظام الدولہ کا بھانجا تھا وزیر نے انتظام الدولہ کے پاس بھیجا کہ تم اپنے ماموں کا اطمینان
کر کے یہان لاؤ مغرب کا وقت تھا کہ عماد الملک انتظام الدولہ کے گھر پر پہنچا دونوں ماموں
بھانجوں میں مشورہ ہو کر ایک معذرت نامہ انتظام الدولہ نے وزیر کو لطائف الحیل کے ساتھ لکھکر
بھجوا دیا - اب انتظام الدولہ نے وزیر کے شر سے بچنے کے لئے یہ تدبیر سوچی کہ اپنے ایک
خواجہ سرا کو جو دو ہزار پیادہ سوار کا افسر تھا ایک عرضی بادشاہ کی لئے دی جس کا مضمون یہ تھا
کہ آج شب کو حضور کی خدمت مبارک میں کچھ گذارش کرنا ہے امیدوار ہوں کہ تسبیح خانے
میں حاضر ہو جانے کی اجازت ہو جاے قدیم سے یہ دستور تھا کہ جب مجرای رخصت
ہو جاتے پھر اگر کسی کو ضرورت قلعہ میں حاضری کی پیش آتی تو قلعہ دار سے کہتا - اور وہ
اول عرضی اوس شخص کے اندر آنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بادشاہ کو پیش
کرتا اگر اجازت ہو جاتی تو ایک یا دو آدمیوں کے ساتھ اوسکو قلعہ کی اندر بلا لیا جاتا
اسوقت میں موسی خان چار سو آدمیوں کے ساتھ وزیر کی جانب سے قلعہ میں نائب تھا - اور وہ
اس قاعدہ سے واقف تھا اوس نے بغیر عرض کرنے اور اجازت لینے کے خواجہ سرا کے لئے
قلعہ کا دروازہ کھول دیا - اور وہ تمام ہمراہیوں کے ساتھ قلعہ کے اندر گھس گیا - دربار میں جسقدر خواجہ سرا
اور خدمتگار اور ناظر حاضر تھے اونہوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آجتک ایسی
گستاخی کبھی نہیں ہوئی - کہ کوئی بغیر اجازت اقدس کے قلعہ میں قدم رکھ سکے

اس وجہ سے بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ انتظام الدولہ کے خواجہ سرا اور وزیر
نات کو یہاں سے مار کر نکالدو اور کوئی عذر مت سنو بادشاہی نوکر قلعہ والکی مداخلت سے
بجد تنگ تھے اونہون نے اس حکم کو بہت غنیمت جانا اور صفدر جنگ کے نوکرون کو
مع قلعہ دار کے قلعہ سے نکالدیا اون کا کوئی آدمی قلعہ مین باقی نرہا جبکہ یہ سانحہ شہر مین مشہور ہوا
تو ہر ایک منصبدار اور بادشاہی امیر تیار ہوکر قلعہ مین آگیا یہانتک کہ ایک بہاری جمعیت
اوسی رات قلعہ مین فراہم ہوگئی اور قلعہ کے دروازون کا انتظام کرلیا صفدر جنگ کو اس سوجہ سے
بہت ملال ہوا۔ دو تین دن تک یہ خبر شہر مین اوڑتی رہی کہ صفدر جنگ انتظام الدولہ کی
حویلی پر حملہ کرینگے اور اونکے دروازہ پر صبح سے شام تک سپاہ ہنگامہ آرائی کے لئے جمع رہتی تھی
اس عرصے مین انتظام الدولہ کی حویلی پر بہت سی ہوا خواہ جمع ہوگئی اور منصب دارون کی
ایک بہاری جماعت قلعہ شاہی کی حفاظت کے لئے بہی تیار ہوگئی اس لئے اب حملہ کرنا صفدر
جنگ کے قابو مین نرہا۔ یہ بیان تاریخ مظفری کے موافق ہی۔ اور عالم شاہی مین یون
لکھا ہے کہ ایک دن آدھی رات کے وقت صفدر جنگ نے نکلین خواجہ سرا کو مسلح جماعت کی
ساتھ قلعہ مین بھیجا اوس نے نواب ناظر روزافزون خانسے کہا کہ اس وقت ایک ضروری بات
بامشافہ عرض کرنا ہی نواب ناظر نے فراست سے اوسکی ارادہ فاسد کو تاڑلیا۔ اور جواب دیا کہ ہم
علاجون کو ایسے بے وقت بادشاہ کو تکلیف دینے کی مجال نہین دونون مین سخت کلامی اور حجت ہوئی
نواب ناظر نے اپنے سپاہیون کو حکم دیا جنہون نے نکلین کو مع اوسکی جمعیت کے دیوان خانے سے
نکالدیا صبح کو یہ بات تمام مین پہیل گئی۔ بادشاہ نے دیوان عام مین آکر دربار کیا۔ اور حکم دیا کہ
صفدر جنگ کے آدمیون کو یہان سے نکالدو۔ چنانچہ تعمیل ہوئی۔ مآثرالامرا مین لکھا ہی کہ وزیر
خود دوسرے دن بادشاہ کی خدمت مین بحالی سپہ آشتی کی خدمت کے لئے گئے۔ اور
بہت اصرار کیا۔ مگر بادشاہ نے نہ مانا اور فرمایا کہ دوسرا تعلقہ چاہو اور وہ کام خاندان کے
بیٹے کے سپرد کردیا۔ اور سپہ المتاخرین وغیرہ مین صفدر جنگ کے آدمیون کے قلعہ مین سے
نکالنے کو دوسرے طور پر بیان کیا ہی جسکا حال آگے چلکر معلوم ہوگا۔ اس مین شک نہین کہ بادشاہ
اور صفدر جنگ مین کئی مہینے تک سوال وجواب ہوتے رہے۔ ماہ جمادی الاخری ۱۱۶۶ھ
ہجری سے کدورت ظاہر ہونے لگی جب جہہ مہینے اس سال کے گذرے تو طرح طرح کے حادثے
ظہور پکڑنے لگے صفدر جنگ اس منصوبے مین تھے کہ کوئی چال مہیج۔ کیونکہ بادشاہ سے

مقابل ہونا مناسب جانتے تھے اور اپنی زندگی بھی دشمنون مین مشکل خیال کرتے تھے ۔
عماد الملک بھی اس وقت مین انتظام الدولہ کے بھیجون مین گھس گیا ۔ وزیر سے آنکھ چرالی ۔
حقیقت یہ ہی کہ وزیر موصوف جرات و عقل نہین رکھتے تھے اور نہ اونکی بات جیسے صلاح کا رہتی
ورنہ عماد الملک اور انتظام الدولہ کو بگڑلانا کچھ دشوار نہ تھا لیکن تقدیر نے تو آنکھیں بند ہی
کردی تھین اس سے پیشتر تم پڑھ چکے ہو کہ جب عماد الملک کا باپ دکن مین مرگیا تو صفدر
جنگ نے اوسکی مدد کرکے بادشاہ سے اوسکو موروثی امیر الامرای دلادی اور اوسنے اس وقت
مین صفدر جنگ سے دغا کی ابو المنصور خان نے اس موقع پر بہت افسوس کی ساتھ یہ مصرع پڑھا
طفل دامنگیر ما آخر گریبان گیر شد ۔ وزیر کی مخالفون نے بادشاہ کی یہ بات ذہن نشین کردی
کہ صفدر جنگ کا ارادہ ہی کہ سلطان بلند اختر برادر کوچک محمد شاہ کو کہ اون کا ہم مذہب ہی تخت پر
بٹھاین اسلئے بادشاہ نے چاہا کہ میر آتشی کی خدمت اوسی نکال لین یہ بات صفدر جنگ کو
پسند نہ آئی اور انہون نے تعمیل نہ کی بادشاہ نے ایک رات خواجہ سرایون اور انتظام الدولہ
و عماد الملک کے مشورے سے ایک شقہ خاص وزیر کی نام لکھا ۔ نائب توپخانہ کو جو وزیر کی طرف
مقرر تھا طلب کرکے دیا اور فرمایا کہ وزیر کو یہ شقہ پہنچا دو اور زبانی بھی یہ باتین اونسے کہو
اوس نے جانے سے عذر کیا ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ضروری امر ہے وہ بے عقل شقہ
لیکر قلعہ سے نکلا ۔ اوسیوقت بادشاہ نے اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے
بند کردین اور وزیر کے آدمیون کو یہانسے نکالدین حسب الحکم عمل ہوئی صبح کو قلعہ کے برجون
توپین چڑھادین اور داراشکوہ کی حویلی کی طرف نشانہ باندھکر آتشباری پر آمادہ ہوے
وزیر لاچار ہوکر بعد سوال وجواب کے اوس حویلی سے نکلکر اپنی حویلی مین جو قلعہ سے دور تھی
چلے گئے اور چند روز متامل رہے جب اونہون نے دیکھا کہ معاملہ قابو کا نہین رہا ۔ اور
بادشاہ کے ساتھ جنگ کرنے مین بدنامی و نمک حرامی کا شہرہ ہوگا ۔ اسلئے اپنے
صوبجات کو رخصت چاہی ۔ احمد شاہ نے منظور نہ کیا ۔ آخر صفدر جنگ نے دہلی سے نکلکر شہر سے
دو کوس پر قیام کیا ۔ اس ارادے سے کہ بے جنگ و پیکار اپنے صوبون کو چلے جاین ۔ واقعی یہ
اونکی بہت عمدہ تھی مگر اونکی امر آئندہ جو خیالات فاسد اونکی ذہن نشین کرکے آمادۂ جنگ کردیا ۔ لیکن فرخ سیر

لہ بہ قول ہولکت سیر المتاخرین کا ۱۲ سہ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

مین لکھا ہے کہ بادشاہ نے عزالدین صفدر جنگ کو اونکی صوبون کو چلے جانے کا حکم دیا اونکی
منشی یہ تھی کہ دہلی مین رہکر مہمات صرانجام دین اسلئے بار برداری ہونے کا عذر کیا بادشاہ نے
اپنے خان سی دیا اور جیکے لئے بھی دلوا دیے - نواب صفدر جنگ مع عیال و اطفال اور سامان
وغیرہ کے دہلی سے نکلکر جھجھر کے کنارے جہان سی جمنا ہوتا ہوا آگرے بادشاہ نے خفگی کی وجہ سی
مجرا بھی معاف فرمایا - اور اپنے پاس نہین بلایا - اسوجہ سی صفدر جنگ کی بہت تحقیر ہوئی اور
جمعہ کے کو تسلیمات کرکے حضرآباد مین پڑاؤ ڈالا - چارگلشن محمد شاہی سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو حکم دیا تھا کہ اپنی طرف سی کسی پر نیابت وزارت مقرر کرکے اودہ
کو چلے جاؤ صفدر جنگ نے حکم کی تعمیل کی اور شہر کے باہر جیمے کھڑے کرا کر اون مین
چلے گئے بادشاہ کے خان سی اونکو تاکید پر تاکید کی گئی - کہ بلدی روانہ ہون - اور اونکی باہر
کی سزاول مقرر کی گئی کہ ایک دو منزل آگے کوچ کرا دین - اور تاریخ مظفری مین یون
لکھا ہے کہ جبکہ صفدر جنگ نے بادشاہ کو عرضی لکھکر اجازت چاہی کہ مجکو میرے صوبون کو جانیکی رخصت
عطا ہوجائے تو بادشاہ نے یہ حکم لکھا کہ وزیر الممالک بہادر عنبار ملال خاطر کے رفع کرنے کے لئے
کچھ دنون کے واسطے چلے جائین - بعد درست ہونے مزاج کے جلدی حضور مین حاضر ہون -
صفدر جنگ کو صاف جواب ہوجانے کی توقع نہ تھی - اس حکم کو پڑھکر دوسرے روز تیاری
کرکے جومل سے سوار ہوئے - اور دریا کے کنارے کی طرف چلے جبکہ قلعہ شاہی کے مقابل
پہنچے سواری سی اوترکر اداب بجا لائے - اوسوقت تھوڑا سا ترشح ہو رہا تھا - صفدر جنگ کی
آنکھون سی آنسو نکل پڑے اور آگے کو روانہ ہوئے اوسدن اکثر منجم کہتے تھے کہ صفدر جنگ
جو جانے مین پھر نہین لوٹینگے - اور بادشاہ کے حق مین اون کا جانا بہتر نہوگا - بے شک
یہ بھی اونکا بہت درست نکلا جس کا پھل آخر کار بادشاہ نے پایا - صفدر جنگ شہر سے
نکلکر دو تین دن اس انتظار مین رہے کہ بادشاہ پھر بلا لین شہر کے آس پاس رہے - کبھی سیدھی
طرف سے اولٹی طرف جاتے کبھی اولٹی طرف سے سیدھی طرف چلے آتے انتظام الدولہ
خانخانان اور شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان نے برجون اور شہر پناہ کو
خوب مضبوط کرلیا - اور جنگی تیاری اسقدر کو پہنچا دی - جبکہ صفدر جنگ کو یہ خوب
یقین ہوگیا کہ یہ دونون گھبرو میرے کام کے خراب کرنے کے درپے ہین اور اپنی بساط کے
موافق جھگڑا بڑھانے مین مصور نکرین گے - تو وہ بھی لڑائی کے لئے آمادہ ہوگئے -

مرات آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ جبکہ بادشاہ نے صفدر جنگ سے خدمت میر آتشی کا لیکا لنا چاہا تو اونہون نے اس امر کو ناپسند کرکے رخصت کی درخواست کی کہ مین صوبہ اودھ کو جانا چاہتا ہون وہان کا بندوبست کرونگا۔ خود بادشاہ اور صفدر جنگ کے دشمنون نے یہ بات مغتنمات اور فتوحات غیبی سے تصور کی اور چلد خلعت رخصت اونکی حویلی پر بھیجدیا۔ اونہون نے باہر جانا مناسب نہ تصور کیا اور شہر مین ٹہیرے رہے۔ بادشاہ نے تقاضا شروع کیا کہ اپنے صوبجات کو جاوین۔ جبکہ طرفین کی کدورت بڑہ گئی۔ وزیر نے اس خوف سے کہ مبادا امرا تورانی بادشاہ کے اتفاق سے اور عوام شہر مخلوط ملین اپنا اسباب اور سامان لیکر اسماعیل خان کے باغ مین نال کٹورہ اور مقام حضرآباد تک مقام کیا اور یہ توقف اسواسطے تہا کہ سورج مل جاٹ آجاے۔ وقایع راجپوتانہ مین مذکور ہے کہ صفدر جنگ نے لڑائی کے ارادے سے شہر قنوج فوج طلب کی اور کنور سورج مل کو بلایا اوس نے مع لالہ جواہر سنگھ کے بجمعیت پندرہ ہزار سوار گنگا سے کوچ کرکے فرید آباد مین دیرہ کیا۔ مرات آفتاب نما مین لکہا ہے کہ جب سورج مل آگیا تو صفدر جنگ نے بادشاہ سے عرض کرایا کہ شہاب الدین اور انتظام الدولہ کو حضور میرے حوالے فرماوین اور نواب قدسیہ کو کہدین کہ وہ قلعہ سے نکلکر حیدر خان کی حویلی مین سکونت اختیار کرین اسلیئے کہ صفدر جنگ کو یقین کلی تہا کہ انتظام الدولہ نے ۱۱۶۱ ہجری مین عید الضحی کے دن مقام نکمود کے پاس گوبیان لگوائی تہین۔ اور قدسیہ بیگم جاوید خان کے مارے جانے سے میری دشمن جان ہین۔ اور شہاب الدین خان میر بخشی سے اسلیئے رنج تہا کہ جب اوس کا باپ غازی الدین خان مرا تو وزیر نے بادشاہ سے مکابرہ اور معارضہ کرکے اوسکی حویلی اور جاگیر کو ضبطی سے بچایا۔ اور باوجود صفدر جنگ کے خدمت میر بخشی گری کی دلوائی۔ اور علاوہ اسکے بیٹا باپا تمام معاملات مین اوسکی حامی رہے۔ اب وہ وزیر کی طرفداری نہین کرتا تہا۔ بادشاہ کا شریک تہا۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ ہمانی صوبہ کو جانے کی رخصت لیکر گئے تہے۔ اوراب جاٹ کی شدت گرمی سے اس قسم کی باتین کرتے ہو۔

صفدر جنگ اور بادشاہ مین جنگ

فرح بخش مین ہے کہ نواب سادات خان ذوالفقار جنگ جو ایک عرصے سے جاوید خان کی وجہ سے بادشاہ کے حضور سے معاتب تہا اور اوسکی جاگیر ضبط ہوگئی تہی۔ منصب نہین لیا

گیا تہا - اور بادشاہ نے اوسکو سلام و مجرے سے محروم کردیا تہا - اب بادشاہ نے اپنی والدہ ملکہ زمانی اور صاحبہ محل کو سادات خان کے پاس جو موری دروازے کی حویلی مین مقیم تہا بہیجکر اگلی گذری ہوئی باتون سے معذرت چاہی اور کہلایا کہ سابق کی بے توجہی خاوند خان کے کہنے سے تہی اب اپنے پاس بلایا جب وہ بادشاہ کے پاس گیا تو تخت سے اوترکر گلے سے لگایا اور بدستور سابق منصب و جاگیر بحال کی اور حکم دیا کہ سپاہ جمع کرو تاکہ صفدر جنگ کو نکالا جاوے ملک و دولت تمہارا ہے جسطرح مناسب سمجہو بندوبست کرو سادات خان نے فوج کی بہرتی شروع کی صفدر جنگ کی سپاہ بے طلب آنے اور نوکر ہونے لگی - اور صفدر جنگ کی جمعیت کم ہونے لگی - عنقریب تہا کہ صفدر جنگ کا کام بگڑ جاتے صفدر جنگ کو سادات خان پر بادشاہ کی مہربانی سے بحد رشک پیدا ہوا اسماعیل خان ملازم صفدر جنگ کو سادات خان کے فرزندون بہت رسائی تہی صفدر جنگ نے اوس کو سادات خان کے پاس بہیجکر ربط و اتحاد بڑہانے کا سلسلہ ڈالا اور ایک رات بازاری ڈولی مین سوار ہوکر جریدہ نواب سادات خان کے پاس خود چلے گئے اور اوس سے عہد و پیمان کرکے بادشاہ کی خیرخواہی سے منحرف کردیا صفدر جنگ نے اوس سے کہا کہ بادشاہ لونڈا ہے اوس کو علحدہ کردین - وزیر ہم رہین - اور میر بخشی گری کا عہدہ تم لو - اگر ہم کو سنسن مین ناکامیاب رہنے تو صوبہ اودہ میرا ہے اور الہ آباد تم کو دیدونگا اس قول کو قرار پر عہد و پیمان کرکے اور خدا و رسول کی قسمین کہا کر قرآن شریف اور پنجتن پاک کو ضامن کردیا - یہ راز سربستہ سوائے اسماعیل خان کے کہ بانی مبانی اس فساد کا تہا کسیکو معلوم نہتا - سادات خان ذوالفقار جنگ کو بہی یہ یقین تہا کہ صفدر جنگ ضرور غالب آوینگے اس لئے اوسکے پاس چلے جانے کا ارادہ کیا - اور جس رات کو صفدر جنگ سے عہد و پیمان ہوا اوسکی صبح کو بادشاہ سے عرض کیا کہ اس غلام نے حضرت شاہ مردان[1] کی جناب مین منت و نیاز

---

[1] سیر المتاخرین مین ہے کہ ملکہ زمانی فرخ سیر کی بہتیجی تہی اور محمد شاہ کی عقد نکاح مین تہی اور صاحبہ محل محمد شاہ کی دوسری زوجہ تہی اور یہ دونون خالہ زاد بہنین تہین محمد شاہ کی یہ دونون بیویان عالمگیر ثانی کے عہد مین احمد شاہ درانی کے ساتھ افغانستان کو چلی گئی تہین اور حدیقۃ آفتاب نما مین لکہا ہے کہ احمد شاہ بن محمد شاہ کی حقیقی ماں کا نام اودہم بائی تہا - احمد شاہ نے اپنی تخت نشینی کے بعد اوسکو نواب بائی خطاب دیا پہر تہوڑے دنون کے بعد نواب قدسیہ صاحبہ زمانی خطاب پایا

[2] آثار الصنادید مین لکہا ہے کہ دہلی مین شاہ مردان ایک مکان ہے ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے مقبرے کے پاس اور اوس جگہ پر پتھر پر قدم کا نشان بنا ہوا ہے اور اوس نشان کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے قدم کا نشان بیان کرتے ہین اور اسوجہ سے اوس مکان کو شاہ مردان کہتے ہین ۲

مانی تھی کہ جب بادشاہ کی مجھپر مہربانی ہو تو مع عیال و اطفال کے زیارت کرونگا اور اپنے بادشاہ کے حق مین دعا کرونگا اب اوسکے ایفا کا وقت ہی امیدوار ہون کہ رخصت ہوتا کہ اس بار کو سر سے اوتار دون بادشاہ نے اجازت دی اور اجازتی عرضی پر حکم لکھدیا نواب سادات خان کہ بوجہ پیرانہ سالی کے عقل مین فتور تہا حویلی صدی دروازہ سی مع متعلقین کے سوار ہو کر حضرت شاہ مردان کی درگاہ مین پہنچا اور اپنے ڈیرے سے صفدر جنگ موافق عہد و پیمان کے سوار ہوکر سادات خان کے پاس گئی۔ اور اوسنے ملے اور اپنے لشکر مین لیجا کر بڑی خاطر داری کے ساتھ ٹہہرایا اور ہر روز گرم جوشی کرنے لگے۔ بادشاہ نے سادات خان کی بدنیتی اور صفدر جنگ کے پاس چلے جانے پر مطلع ہوکر شہاب الدین المخاطب بہ عماد الملک غازی الدین خان کو صفدر جنگ کے مقابلے کے لئے ان کا سردار بنایا اور اوسکو سپاہ جمع کرنیکا حکم دیا اور انتظام الدولہ خلف قمر الدین خانکو خلعت و وزارت بخشا۔ اور میر آتشی کی خدمت صمصام الدولہ کو عطا کی۔ صفدر جنگ نے یہ خبر سنکر ایک خواجہ سرا کو جو کم عمر خوبصورت و جہہ تیرہ برس کا تہا اور شجاع الدولہ نے تازہ خرید کیا تہا[1] اکبر شاہ نام رکھہ کر تخت نشین کیا اور خود وزیر ہوئے۔ اور ذوالفقار جنگ کو میر بخشی بنایا اور دوسرے امرا بھی مقرر کئے۔ لیکن وقایع رہتاس مین لکھا ہی کہ صفدر جنگ کا ارادہ تہا کہ یکبارگی حملہ کرکے معمورہ دہلی کو خراب کرے۔ اور تورانیون کو سزا دے۔ کنور سورج مل نے صلاح دی کہ اول خاندان شاہی مین سے کسی کو اپنی طرف کرکے اوسکے نام سے حملہ کرنا مناسب ہی۔ چنانچہ اس صلاح کے بموجب نواب وزیر نے بیدار بخت بن عالمگیر کو بلا کر تخت شاہی پر بٹھایا اور اوس کا نام عادل شاہ رکھہ کر اوسکی طرف سی لڑائی شروع کی۔ ۶ رجب ۱۱۶۶ ہجری سی لڑائی شروع ہوگئی۔ صفدر جنگ کے ساتھہ پچاس ہزار سپاہ تھی اور بادشاہ کی سپاہ کم تھی اور وہ بھی پریشان حال صفدر جنگ نے ساکنان شاہجہان آباد پر کچھہ تو رحم کے خیال سی اور کچھہ اس نظر سے کہ بادشاہ کی طرف سپاہ کم ہے خزانہ خالی ہی خود بخود مجھہ سی التماس کرکے اطاعت کرلینگے۔ اول ان صرف دمکانا اور ڈرانا شروع کیا۔ اور شاہجہان آباد پر دھاوا کرنا مناسب جانا وہ تو ابھی اسی طرح مصروف تھے کہ عاقبت محمود خان کشمیری نے جو عماد الملک کی حویلی مین صاحب اختیار کامل تہا۔ اور

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین و مرات آفتاب نما ۱۲

حافظ رحمت خان اور نواب قدسیہ والدہ بادشاہ کے اقربا سے بہت سی سپاہ نوکر رکھی۔ اور باہر سے فوجیں طلب کیں اور ہر صفدر جنگ نے بھی اپنے دوستونکو بلایا سورج مل جہرت پور سے پندرہ ہزار سوار لیکر پہونچ گیا تھا۔ اور فیروز آباد میں مقیم تھا۔ صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان روہیلہ کو بھی لکھا کہ آپ ہماری اعانت کریں۔ چونکہ حافظ جلیکا کے وقت یہ عہد و پیمان دونوں میں مستحکم ہو چکا تھا کہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی کمک کیا کرے اسلئے حافظ صاحب چالیس ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ صفدر جنگ کی مدد کو بریلی سے روانہ ہوئے۔ جب مغلم ہاپور میں پہنچے تو میر مناقب۔ اور راجہ دیبی دت اور بسنت خان خواجہ سرا بادشاہ کا فرمان حافظ صاحب کے پاس لیکر آئے جسکا مضمون یہ تھا کہ صفدر جنگ ہمسے نافرمان ہو گیا ہے گستاخی کرتا ہے۔ تمکو چاہیے کہ ہماری پاس فوج لیکر آجاؤ۔ اس حسن خدمات کے صلے میں تمہیر حضور کی عنایات مبذول ہوگی۔ جب یہ حکم دیکھا تو حافظ صاحب یہیں ٹھہر گئے۔ اور ایلچی سفیر وغیرہ کہا کہ مجھ میں اور صفدر جنگ میں عہد و پیمان ہو چکا ہے۔ نقض عہد مجھ سے نہیں ہو سکتا اور اسی مضمون کی عرضی لکھکر بادشاہ کی خدمت میں روانہ کی۔ اور جواب کے انتظار میں یہیں ٹھیرے رہے تھوڑے دنوں کے بعد بادشاہ کا دوسرا فرمان اس مضمون کا پہنچا کہ اگر ہمارے پاس حاضر ہونے میں نقض عہد جانتے ہو تو اپنے ملک کو لوٹ جاؤ کیونکہ بغاوت میں شریک ہونا دین اسلام میں مذموم ہے۔ جب بادشاہ کا یہ فرمان پہنچا تو اسکے دیکھتے ہی اپنے ملک کی طرف لوٹنا پڑا۔ اور بادشاہ کے مقابلے میں جانا مناسب نظر نہ آیا۔ اور صفدر جنگ کو اس بات کا عذر لکھا بھیجا گل رحمت میں لکھا ہے کہ میر مناقب وغیرہ جو فرمان شاہی لائے تھے درپے اسکے ہوئے کہ بہ جمعیت یہاں سے صفدر جنگ کے مقابلے کے لئے شاہ جہان آباد کو لیجاویں جب یہ دیکھا کہ حافظ رحمت خان اپنے ملک کو لوٹے جاتے ہیں تو اونکے رسالہ داروں و جماعہ داروں اور سپاہیوں کو مخفی ملانا شروع کیا اور روپیہ کا بہت سا لالچ دیا تاکہ حافظ صاحب کے لشکر میں سے ایک بڑی جماعت اونکے ساتھ ہو جائے نجیب خان ولد صابت خان ولد غایت خان ولد صید خان ولد جہان خان ولد نصیر خان جنکی اولاد نصر خیل کہلاتی ہے ولد اسماعیل خان ولد عمر خان خیلی نسل کو عمر خیل[1]

[1] انہیں کی وجہ سے نجیب الدولہ عمر خیل کہلاتے ہیں اور نواب کمپ علیخان والی رامپور نے اونکو اپنی ایک کتاب میں یوسف زئی لکھا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ احمد شاہ کے ایک فرمان میں یوسف زئی اونکے نام کے ساتھ مندرج تھا۔ اسی کو دیکھ کر نواب نے بھی یوسف زئی لکھدیا ہے ۱۲

کہتے ہیں - وہ مدی خان کے داماد تھے اور انتظام علاقجات نگینہ و شیر کوٹ دھانہ پور وہیالو بجنور
واقع این روہ دریاے گنگ اوسی متعلق تھا انہون نے جانے کا قرار کرلیا اور بہت سا روپیہ
سفیرون سے لیکر مفلس و طماع سپاہیون کو دیکر متفق کرلیا چنانچہ تین ہزار پیادہ و سوار حافظ
صاحب کے بغیر حکم دہلی کو روانہ ہوگیا - تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ جس وقت نجیب خان نے
گھوڑے پر سوار ہوکر اور اپنی جماعت سے نکلکر یہ آواز دی کہ جس کسی کو مذہب سنت و جماعت کا پاس
اور خلیفہ وقت کی رعایت و رفاقت منظور ہو وہ میرے ہمراہ چلے جسکو یہ بات منظور نہو وہ جانے
اس اعلان سے روہیلے جو صفدر جنگ سے دلی بغض رکھتے تھے نجیب خان کے ساتھ ہوگئے
اور جو روہیلے صفدر جنگ کو مدد دینے کا خیال رکھتے تھے وہ بھی خلاف مذہب ہونے کی وجہ سے
اپنے مقام کو لوٹ گئے - علاوہ ان روہیلون کے بادشاہی کمک کے لیے اور بھی لوگ آپہونچے
تھے جنمین جمال الدین خان اوکن سے اور سادات بارہ اور بہادر خان وغیرہ بلوچ اور جٹا
گوجر اور سیواتی اور سردار زادہاے قدیم مانند محمد صادق خان ولد یوسف اللہ خان صوبہ دار ٹھٹھہ
حضور معلی مین آپہنچے - آشوب قیامت دہلی کے نواح مین برپا تھا - بادشاہی افسرون نے تو مین لگکر
مخالفین کو شہر مین گھسنے سے روکا تو شہر کے رہنے والے جو وزیر کے لشکر مین تھے اپنی جان و مال کی
حفاظت کے غرض سے اور سیاہ نورانی پاس مذہب اور ہمقومی کی وجہ سے لشکر وزیر سے بہاگ آکر
بادشاہی لشکر مین شریک ہوگئے - اور عماد الملک نے سب کو انعام و اکرام سے مالامال کیا سعادت خان
برہان الملک نے ایک رسالہ بھرتی کیا تھا - اور اوس کا نام داغ حسین تھا - کیونکہ یہ حرف سعادت خان
کے نام کے شروع مین ہے - صفدر جنگ نے بھی یہ رسالہ اوسی نام سے تیمناً بحال رکھا تھا
غازی الدین خان نے منادی کردی کہ جو سوار صفدر جنگ کا ملازم جس کا گھوڑا داغ حسین رکھتا ہوگا
ہمارے پاس نوکری کو آئے گا - تو سو روپیہ مدد خرچ کے اور ساٹھ ماہوار تنخواہ پائے گا - سیر
المتاخرین مین اسی طرح لکھا ہے - اور مرآت آفتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ غازی الدین خان نے فی سوار
اٹھنا کی اشرفی مقرر کی تھی اور رسالہ حسین داغ اوس کا نام رکھا تھا - اور اس رسالے کو عافیت
محمد دخان کشمیری کے سپرد کردیا - یہ اعلان ہوتے ہی اکثر نورانی لشکر وزیر سے نکلکر عماد الملک
سے جا ملے اور رسالہ حسین داغ مین ہزارون آدمی جا کر نوکر شاہی ہوے - اور ایک دوسری
صورت کشمیری اور پنجابیون کے بلوے کی یہ ہوئی کہ محمدی جھنڈا کھڑا کرکے کہا کہ صفدر جنگ
رافضی ہے - خلیفہ زمانہ پر لشکر کش ہوا ہے - اوس سے مقابلہ کرنا بمنزلہ جہاد کے ہے -

اس صدا سے ہزارون سنی جمع ہوگئے جسکو ایرانی یا صفدر خنگ کا ملازم پاتے بے عزت کرتے بلکہ مار ڈالتے ۔ فریقین کے مقتضیے اختلاف مذہب کے غیظ و غضب سے چوکنے ہوگئے ۔ چنانچہ سنی شیعون کے لڑنے والون کا لقب اور مابہ الامتیاز اونکی ایک آواز تھی یعنی سنی دم چار یار اور شیعہ دم پنجتن کہتے تھے ۔ صفدر خنگ کے بہت سے نمک خوار اختلاف مذہب کی وجہ سے اونکی کمک سے دست کش ہوگئے ۔ اور باوجود اسکے سوال و جواب صلح کے بھی جاری تھے ۔ ایک دن بان قلعہ مین پہنچا لوگون نے اور یا کہ محمد اسحاق خان کی حویلی سے آیا ہے ۔ اس وجہ سے اوسکی حویلی الوادی ۔ مرزا محمد علی سالار خنگ ۔ اور مرزا علی افتخار الدولہ کو پیادہ پا کشان کشان لاکر قلعہ کے اندر کچہری خانسامانی مین قید کردیا ۔ اور اسماعیل خان وغیرہ سرداران صفدر خنگ کے مکانات بھی غارت کردیے جسکے عوض مین سورج مل جاٹ نے شہر کہنہ کو یعنی دلی کو جسکی آبادی شاہ جہان آباد سے کسیقدر زیادہ تھی لوٹ لیا ۔ اور رعایا کی جان و مال اور ناموس کو برباد کیا تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ صفدر خنگ کی جانب سے توپ کے گولے اور بندوق کی گولیان اسطرح برستی تہین کہ مکھی اور مچھر کا میدان معرکہ مین اوڑنا مشکل تہا ۔ مگر بادشاہی سپاہی بڑی مستعدی سے مردانہ حملے کرتے تھے ۔ صفدر خنگ نے شہرت دی کہ ہمنے کشمیری دروازے کیطرف مامن مقرر کیا ہے اسلئے ساکنان اطراف دیگر کشمیری دروازے کی طرف جمع ہونے لگے عجیب ہنگامہ تہا کہ شہر پناہ کے باہر جاٹ اور قزلباش لوٹتے تھے ۔ اور اندر بادشاہ نے حکم دیا کہ سہراہیان وزیر کا گھر لوٹ لو اسوجہ سے مفسدون نے بڑا تہلکہ ڈالدیا ۔ محمد اسحاق خان کا گھر جسمین لشکر تہا تو اوس کے ساتھ ایک عالم پایمال ہوگیا تہا اس لئے کہ لوگ یہ جانتے تھے کہ سالار خنگ اور افتخار الدولہ شجاع الدولہ کبیر وزیر کے سالے ہین جو بادشاہ کے پاس حاضر ہین اسلئے اپنے عیال و اطفال کو وہان محفوظ کیا تھا اسطرح خواجہ باسط ولد شاہ محمد جعفر کے گھر مین جو وزیر کے پیر و مرشد تھے ایسا حادثہ واقع ہوا ان کا گھر شہر پناہ کے باہر تھا ۔ وزیر نے پیام دیا کہ حضرت خاطر جمع رکہین بس وہ اپنے گھر سے نہین نکلے تھے اور بہت سے آدمی یہان جمع ہوگئے تھے جاٹون نے جنکو رام دل کہتے تہے یہان بھی دست درازی کی وہان جسقدر مال لٹ گیا اس قضیے سے خلائق کو کمال پریشانی پیدا ہوئی کشمیری دروازے کی طرف جس کو دارالامان جانتے تھے جاکر جمع ہوئے لوگ نہایت مضطرب تھے ۔ اور اونکی کہین پناہ سوا خدا کے نہ تھی ۔ نجیب خان روہیلہ بھی اپنے پیادہ و سوار کے ساتھ بادشاہی لشکر مین آیا اور غرہ شعبان ۱۱۶۶ ہجری کو داخل جنگاہ ہوا ۔ صفدر خنگ کے بھی اکثر رفیق جو پاے نام و ننگ

اسماعیل خان کابلی بچہ نے جو وزیر کا سپہ سالار تہا اور صلابت خان کی حویلی مین اوسکا مورچہ تہا برج شہر پناہ مین کہ عمرالدین خان کی حویلی کے متصل تہا اور اوس مین سپاہ بادشاہ کا مورچہ تہا نقب لگا دیا اور ۳۰ شعبان کو اوس مین آگ دیدی باوجودیکہ تمام عمارت منہدم ہوئی مگر بہت سی آدمی ہلاک ہوئے عماد الملک کے نوکر اور سنگ تراش جو نقب کو باطل کر رہے تھے فنا ہوئے۔ اور جیسے برج کی بیچ بھی اوس برج کی طرف سے جس مین آگ لگائی تھی بہت ٹوٹ گئی جس سے بہت سی مخلوق ہلاک اور زخمی ہوئی اور اس کے بعد وزیر کی فوجنے حملہ کیا قریب تہا کہ اوس کو غلبہ حاصل ہو عماد الملک میر بخشی اور حافظ بخیا و رخان اور نجیب خان وغیرہ نے پائداری کی اور خوب مقابلہ کیا طرفین سے بہت سے آدمی قتل و زخمی ہوئے نجیب خان کے گولی کا زخم آیا۔ مگر وہ قایم رہے رات کے وقت اسماعیل خان اپنے مورچون کو خالی کر کے صفدر جنگ کے لشکر کو لوٹ گیا۔ اس وجہ سے اہل شہر کو قدرے رفاہ ملی کیونکہ معرکہ قریب ہونے سے گولی اور بان ہر وقت بلاے ناگہانی کی مثل برستے تھے اور اسماعیل خان کے پسپا ہونے کے بعد میر بخشی اور بخیا و رخان وغیرہ نے اپنے مورچے آگے بڑہاے اور کوٹلہ فیروز شاہ اور قلعہ کہنہ پر قبضہ کر لیا[1] (قلیچ راجپوتانہ مین لکہا ہے کہ غازی الدین خان نے مع شادل خان و نجیب خان روہیلون کے دریاے جمنا کے قریب ریگ مین مورچہ ہندی کی نواب صفدر جنگ کی طرف سے راجہ اندر گوشائین اور اسماعیل خان نے کچہہ فاصلہ پر مقابل مین اپنا توپخانہ لگایا۔ اور خود نواب اور کنور سورجمل شاہزادہ عادل شاہ کو لیکر پورانی دلی سے لڑائی پر چڑہے۔ سورجمل کی فوج کو حکم ہوا کہ شہر کو لوٹے فوجنے شہر مین داخل ہوکر ہزارہا آدمیون کو قتل کیا۔ مکانات مین آگ لگائی۔ اور لال دروازے تک پہنچکر لاکہون روپے کا مال و اسباب لوٹا۔ جب دیکھا کہ فوج شہر کی بربادی مین مصروف ہے اور دشمن حملہ آور ہوتا ہے تب شہر کی تخریب سے ہاز رکہہ کر فوج کو لڑائی پر آمادہ کیا سورجمل مع اپنی کل فوج کے شادل خان سے مقابل ہوا۔ جنگ عظیم واقع ہوئی صدہا آدمی طرفین سے مارے گئے۔ چار گھڑی دن باقی رہے لڑائی ختم ہوئی۔ مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ صفدر جنگ نے تہوڑے دنون کے بعد جنگ دریا کی جانب جدہر بادشاہی مورچے مضبوط تھے مصلحت نہ دیکہی۔ اور تال کٹورہ کی طرف چلے گئے۔ اور بازار ملک الموت کو تازہ

---

[1] دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲

روشن بخشی میر بخشی وغیرہ بھی اودھر مورچے درست کرکے مقابلہ کرنے لگے، اس لڑائی میں راجہ اندر گر گوشامل تھے جنہوں نے قلعہ الہ آباد میں احمد خان کے مقابلے میں بقاء اللہ خان اور علی علی خان کی موافقت کی تھی بڑی جرات دکھائی یہ شخص بادشاہی توپخانہ میں کودپڑا تھا اور اکثروں کو ہلاک کرتا یہانتک کہ لوگوں کو سحر و جادو کا گمان ہوا کہ اس وجہ سے اوسپر توپ و تفنگ اثر نہیں کرتی آخر کار نجیب خان کے ہاتھ سے گولی کھا کر مارا گیا تو تمام کا منطفہ جادو جاتا رہا۔ اور سب کو یقین ہوا کہ یہ اوسکی صرف بہادری تھی اسی طرح بخشی گوکل رام کمال دلاوری سے قتل ہوا۔ اور لڑائی بلا فیصلہ موقوف ہوئی نواب وزیر نے امراوگر گوشامیں حیلہ اندگر کو اوسکی جگہ مقرر کیا۔ اور جبکہ اس طرف سے بھی صفدر جنگ کی فوج مستعد ہوکر نہ داخل ہوسکی تو تبدیل مقام کرکے موضع ٹیکمہ میں جو دہلی اور حضرآباد اور دڑک افشانی شروع کردی اور شاہی فوجنے اوسکے مقابلے میں جو آلی گڑھی میں مقابلہ کیا لڑائی ہوئی نمازی الدین خان دکھنی اور بدخشانی فوج لیکر مقابلے کے واسطے آپہنچے طرفین کے بہادروں نے بخوبی داد شجاعت دی۔ سورجمل نے دشمنوں سمیت قلعہ قنوج آباد میں پناہ لی فوج شاہی مظفر رہی سارے دوں گوسائیں اور گھمنڈی بیروہت نے دہلی دروازہ تک اوس کا تعاقب کیا جبکہ بہت سی لڑائی کے بعد بھی صفدر جنگ کامیاب نہوئے تو اونہوں نے سمجھ لیا کہ بادشاہی سپاہ شہر کی وجہ سے آرام میں ہے۔ شہر پناہ کی آڑ سے اسنے یہ مناسب سمجھا کہ اپنی فوج کو پیچھے ہٹا کر غنیم کو میدان میں لاویں یہانتک کہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ گئی اور جسقدر وہ پیچھے ہٹتے اُتنے ہی عماد الملک کے مورچے آگے بڑھے۔ اور اوس کے حکم سے شادل خان و نجیب خان نے مع بیس ہزار سوار و توپخانہ کے جوراکی گڑھی سے کوچ کرکے میدان بدرپور میں کہ دہلی سے آٹھ کوس ہے مقام کیا صفدر جنگ کی اور بات کی نہ چیت وہاں جاکر مقابلہ کیا اور صفدر جنگ کو یہ بات نصیب ہوئی کہ پیچھے سے گھوم کر عماد الملک کے مورچوں کو گھیر لے۔ کیونکہ اونہوں نے شہر کو بالکل خالی نہیں کیا تھا اس عرصے میں سید جمیل الدین پانچہزار سوار کے ساتھ معین الدین عرف میر منو کی طرف سے جو صوبہ دار پنجاب کا اور عماد الملک حقیقی ماموں اوسنے تھا کمک کو آگیا جس سے بادشاہی سپاہ کو اور تقویت ہوئی پھر فوج شاہی نے مزید آباد میں دیرہ کیا۔ وہاں بھی دونوں نے حملہ کرکے بہت کچھ

---

[1] مرآت آفتاب نما میں لکھا ہے کہ میر منو عماد الملک کا حقیقی خالو تھا اور یہ غلطی نہو اسلئے کہ میر منو قمر الدین خان کا بیٹا ہے اور عماد الملک نواسا ہے ۱۲

لڑائی کی بھی ایک لڑائی مقام بلب گڑھ واقع ہوئی اس مین بھی بہت کشت وخون ہوا۔ مگر فیصلہ نہوا۔

بادشاہ اور صفدر جنگ مین مصالحت ہونا۔ صفدر جنگ کا اپنی صوبون کو چلا جانا

ان لڑائیون مین چھ مہینے کال گذر گئے۔ غازی الدین خان نے باجراے نقشہ بادشاہ مادھو سنگھ بن بے سنگھ سوائی والی جیپور راو سنبھا رراو ہلکر کو طلب کیا۔ چنانچہ اول مادھو سنگھ و سنبھا راو ہلکی جمعیت کے ساتھ دہلی مین داخل ہوا۔ اور اس نے طرفین کے امیرون کو صلح پر آمادہ کیا جبکہ صفدر جنگ نے آخر کار اپنے آپ کو کمزور پایا اور مرہٹون کو بزیر حکم ہلکر کے قریب پہنچا دیکھا جبکہ غازی الدین خان نے اپنی مدد کے لئے بلایا تھا تو پریشان ہوے اور اسطرح صلح کرنے پر مجبور ہوے کہ اودھ اور الہ آباد انکے قبضے مین رہین۔ چنانچہ مادھو سنگھ اور انتظام الدولہ کی ثالثی سے صلح ہوگئی اور صفدر جنگ محرم ۱۱۶۷ھ ہجری کو اپنے صوبون کو چلے گئے۔ اور قبل پہونچنے مرہٹون کے صلح ہوگئی بساتھ تنگ متخلص بہ بیدار نے تاریخ صلح یون موزون کی ہے ؎

شکر للہ کہ جات و صفدر جنگ ۔ صلح کردند با وزیر و شاہ
ہاتف غیب سال تاریخش ۔ گفت الصلح خیر قال اللہ

صفدر جنگ اودھ مین پہنچکر گومتی ندی کے کنارے مہدی گھاٹ پر مقیم ہوے اور ایک خاص مکان اپنی آسایش کے لئے آراستہ کرکے سپاہ کی آراستگی اور دوسرے سامان کی درستی مین مصروف ہوے۔

سادات خان اور صفدر جنگ مین ناموافقت

نواب سادات خان ذوالاقتدار جنگ صفدر جنگ کے ہمراہ اودھ کو گیا اور وہان ٹھیرا۔ آخر صفدر جنگ سے نباہ نہوسکا اور تمام عہد و پیمان باطل ہوگئے اور کوئی ثمرہ اونکا ظاہر نہوا ایکدن

لہ دیکھو سیر المتاخرین اور تاریخ مظفری مین ناہر گھاٹ ہے ۱۲

صفدر جنگ نے ذوالفقار خنگ کے مصارف کے واسطے فرد خیر آباد کی لکھوا کر مہر و صاد سے درست کر کے بھیجی ذوالفقار خنگ اوس کے ملاحظہ سے سخت برہم ہوا المعدا اوس فرد کو چاک کر ڈالا اور وہان سے کوچ کر کے اکبر آباد کو چلا گیا۔ سورج مل نے وہان خاطر داری کی تہوڑے دنون کے بعد مر گیا۔ اوس کا تابوت دہلی کو لے گئے۔ سادات خان کلان کے مقبرے مین دفن ہوا[1]

صفدر جنگ کی وفات اور اونکی طبعی عادات

جبکہ عماد الملک کے ہاتھ سے احمد شاہ تنگ ہوئے تو صفدر خنگ کو لکھا کہ تم یہان آجاؤ اور کئی شقے عنایتی مضامین کے اونکو بھیجے اور عماد الملک کی شکایات لکھین نواب صفدر خنگ اوس وقت بیمار تھے پشت پا مین دانہ بڑے زور سے نکلا تھا۔ آہستہ آہستہ بڑہنے لگا یہانتک کہ بنڈلی تک پہنچ گیا آخر مادۂ سرطانی ہوگیا جس کو تاریخ مظفری والے نے شقاقلوس کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ اور فرح بخش مین طاعون بتایا ہے اطبا نے علاج کیا کچھ نفع نہوا ارادہ کیا کہ جب صحت ہو دہلی کو روانہ ہون اور اون لوگون کے ہاتھ سے بادشاہ کو نجات دین کہ دامنے کے صدمے سے ۱۷۔ ذی الحجہ ۱۱۶۷ ہجری کو مقام پالم[2] بڑگھاٹ مین قریب سلطان پور کے کہ تین منزل لکھنؤ سے ہے انتقال کیا۔ اول گلاب باڑی فیض آباد مین مدفون ہوئے بعد اسکی استخوان مرزا بھجو کربلا کو لے گئے اور طاق پشت روضۂ مقدس مین مدفون ہوئے۔

جیسا کہ قیصر التواریخ مین ہے۔ اور تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ صفدر جنگ کی نعش کو تہوڑے دنون کے بعد دہلی لے گئے۔ اور متصل روضۂ مقدس حضرت شاہ مردان دفن کیا اور اوسپر بڑا مقبرہ بنایا۔ اس مقبرے کا حال سید احمد خان صاحب نے آثار الصنادید مین بیان کیا ہے وہ کہتے ہین کہ اس عمارت کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے یہ مقبرہ سر سے پاؤن تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے۔ اور جا بجا سنگ مرمر کی دھارین اور جوکے لگے ہوئے ہین برج اس کا تمام سنگ مرمر کا ہے اور اندر اجارے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور قبر کا تعویذ نرا سنگ مرمر کا ہے اور اوس مین ایک تہ خانہ ہے جس مین اصل قبر بنی ہوئی ہے۔ اس عمارت کے گرد چار دیواری کھچی ہوئی ہے۔ اور

اور جن مین صفدر جنگ کی قبر ہے

---

[1] دیکھو فرح بخش ۱۲ [2] مفتاح التواریخ مین یون بھی ہے مگر تاریخ مظفری مین جو اون کا ناہر گھاٹ بندر مقیر ہونا لکھا ہے اوسی کی تصحیف ہوگی ۱۲

آراستہ ہی اور چارون طرف اس مقبرے کی چار نہرین بہت پاکیزہ بنائی ہین - باغ کے تین طرف مکانات دلکشا بنے ہوے ہین یہ مقبرہ سیدی بلال محمد خان کے اہتمام مین تین لاکھ روپیہ خرچ ہوکر تیار ہوا ہی اور مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ کہتے ہین کہ بتیس لاکھ روپیہ اسکی تعمیر مین صرف ہوا ہی مقبرے کے اندر یہ تاریخ کندہ ہی -

ع

چو آن صفدر عرصہ مردمی ✤ زدار فنا گشت رحلت گزین

چنین سال تاریخ او شد رقم ✤ کہ باد امقیم بہشت برین

حاجم جہان نما مین بیان کیا ہی کہ کہتے ہین کہ صفدر جنگ نے مرتے وقت میان مدن شاہ سے کہا میان صاحب ہم جاتے ہین - دیکھیے اب سلطنت ہندوستان کی کون کریگا - یہ کلمات کہکر دونون آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے - تاریخ عالم شاہی مین بیان کیا ہی کہ عماد الملک نے جب نظام الدولہ کو وزارت سے خارج کرکے خود یہ منصب لیا اور صمصام الدولہ کو امیر الامرا بنایا اور احمد شاہ کو نابینا کرکے مع اوسکی والدہ کے قید کردیا تو صفدر جنگ نے عماد الملک کو لکھا دستنبو کہ من در پیرانہ سالی سیاہ کردہ بودم رہا بروے مانرسیدہ بود آن قدح آن فرزند بروے خود کشید ند - صفدر جنگ بہت اولوالعزم عالی حوصلہ صاحب عزت اور اہل فطرت مجمع سخاوت و کرم تھی - سیر المتاخرین کا مولف باوجودیکہ صفدر جنگ کے خلاف نہین ہی - مگر ایک موقع پر وہ لکھتا ہی کہ وہ پوری پوری جرات و عقل نہین رکھتے تھے - اور آرزو صاحب نے اپنی تاریخ مین اونکو بزدل کہا ہی اور تاریخ ہندوستان مین الفنسٹن صاحب کی تحریر سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکی دوستی قابل اعتماد نہ تھی اور وقت پر وہ دوست کو نقصان پہنچانے مین کوتاہی نہین کرتے تھے - اور تواریخ کی اکثر کتابین اس بات کی شاہد ہین کہ وہ خدا و رسول اور قرآن و بیعت کو درمیان مین واسطہ کرکے عہد و پیمان باندھتے اور پھر بے سبب وعدہ خلافی کر جاتے اور جہانتک دھوکے اور دغا سے کام نکلتا تہا جرات و دلاوری سے کام نہین لیتے تھے - اور دوسرونکی مدد پر زیادہ بھروسہ کرتے تھے - اور عماد السعادت مین مذکور ہی کہتے ہین کہ صفدر جنگ جس کسی غریب آدمی سے کلام کرتے تھے تو بات تمام کرنے کے بعد اوسے پچاس اشرفیان عطا کرتے - اور یہی دستور اون کا ہمیشہ رہا - اور جس کسی پیادہ و سوار کی طرف نظر عنایت سے دیکھتے تو اوسکی تنخواہ مین دس روپیہ اضافہ کردیتے - اونکے عہد مین پیادہ و سوار تمام مرفہ الحال اور مسلحہ جنگ سے درست تھی - انکی سرکار مین سوار دان مغلیہ بیس ہزار تھے - لیکن اکثر ہندوستانی بھی صفدر جنگ کا ادہر میلان پاکر اونکا سا لباس پہن کر ایرانی زبان مین بات چیت کرتے تھے اور

تنخواہ پاتے تھے اونکی سپاہ مین شرح دو قسم تھی۔ سوار ہندوستانی ۳۵ روپیہ سے کم مشاہرہ نرکھتا تھا اور متعلق پچاس سے کم نہ پاتا تھا۔ اور اونکی سوارون کے گھوڑونکی پیشانی پر داغ حرف سین کا تھا کہ نواب سعادت خان نے اپنے نام کے حرف اول کو لیکر جاری کیا تھا وہ تورانیون کے ساتھ بھی فیاضی سے پیش آتے تھے۔ اونہون نے ایکبار چاہا کہ محمد خان وغیرہ سرداران تورانی کو اپنا رفیق بنا مین اون لوگون نے کہا کہ ۵۰ ہزار روپیہ مہاجن کا ہمپر قرض ہی اگر نواب یہ قرض ادا کردین تو ہم نواب کے شریک ہین جبکہ اسماعیل خان کابلی نے یہ بات عرض کی فوراً ۷ لاکھ روپیہ بھیجدیا کہ یہ سوائے تنخواہ کے ہے۔ اونہون نے اپنے نام سے منصوری پیسہ جاری کیا تھا۔ تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہی کہ صفدر جنگ سیر چشمی اور دوسرے مراتب امارت مین اپنے زمانے مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے آٹھ ہزار پیادہ و سوار ہمیشہ اونکی رکاب مین حاضر رہتے تھے۔ اونکا دستر خوان نہایت پر تکلف کہانون سے ایسا وسیع بچھا جاتا تھا کہ اوسوقت مین کسی بادشاہی امیر کے یہان یہ بات نہ تھی۔ اونہون نے اپنے بیٹے کی شادی ایسی دھوم دھام سے کی کہ یادگار زمانہ ہوگئی۔ انصاف یہ ہی کہ اگر احمد شاہ کے عہد مین اونکے مرتبے کو صدمہ نہ پہنچتا تو سلطنت کا انتظام ایسی خوبی سے کرتے جیسا کہ اگلے امرا نے کیا تھا نقل ہے کہ ایک دن صفدر جنگ اپنی وزارت کے زمانے مین چہتے[1] مین جو نکھو دیکھنے تھا اور ساہر کا پانی اوس چھتے کے اوپر سے گذر کر قلعہ مین جاتا تھا پہنچے تو وہان کسی خاص وجہ سے گھوڑا روکدیا مرزا عظیما صفہانی اکسیر تخلص اونکے ساتھ تھا اوس نے فرمایا کہ اپنا کوئی شعر پڑہو وہ نواب کی نیت کو تاڑ گیا حسب الحال فی البدیہہ یہ شعر پڑہا ؎

قد خمیدہ سدرہ گریہ ام شد ۔ این آب رفتہ رفتہ زبالا پل گذشت

صفدر جنگ بہت خوش ہوئے پانچہزار روپے اور ایک ترکی گھوڑا ساز مکلف کے ساتھ عطا کیا۔

صفدر جنگ کے طفیل سے مسلمانون کا بیحد مصیبت مین مبتلا ہوجانا

[1] تاریخ مظفری مین ہی اتفاقاً گذارہ ابو المنصور خان صفدر جنگ در ساباط جونکھو کہ آب ساہر از بالا ے ساباط مرقوم اندرون قلعہ میرود گردید ساباط سے مراد چہتہ ہی۔ مرآت آفتاب نما مین لکہا ہے کہ شاہ جہان آباد مین ایک چہتہ تہا جونکھو کے نام سے مشہور تھا اور چھتہ ایسی راستی کو کہتے ہین جو ڈہکا ہوا ہو۔ ۱۲

مرہٹون کا جو قدم ملک مابین دوآبہ گنگا و جمنا مین آیا یہ صفدر جنگ کی فیاضی کا طفیل ہے چنانچہ عالم شاہی مین اوس موقع پر لکھا ہے جہان صفدر جنگ اور بچاؤن مین صلح ہو جانے کا بیان ہے ازان وقت رسم آمد مرہٹہ درین ملک جاری شد و عالمی ازشومی قدم او بباد رفت صفدر جنگ نے احمد خان بنگش کے مقابلے مین ۱۱۶۴ ہجری مین مدد دینے کے جلد وہین مرہٹون کو سرحد کول و جالیسر و مئو و فرخ آباد و قنوج سے کوڑہ جہان آباد تک ملک حوالے کر دیا تھا مرہٹون نے رفتہ رفتہ نواح الہ آباد تک جو انتر بید کا منتہے ہے اپنا ہاتھ پہنچایا اور دس برس تک ایسی سخت گیری و جبر رسی کے ساتھ حکومت کی جس سے مسلمانون پر بیحد مصائب گذرین - اگر گنگا و جمنا کا پانی روشنائی بن جاے تو بھی اون مصائب کا ایک نمونہ تحریر نہو سکے گا لوگون اور ملکین جو سادات اور مشایخ اور علما کو سلاطین اسلام سے وقتاً فوقتاً دی تھین اور اونکی معاش اوسھین مین منحصر تھی یک لخت ضبط کرلین اون لوگون کی نوبت بھیک تک پہنچ گئی - اور برہمن فقرا اسلام کو اوس کا دینا بھی پاپ سمجھتے تھے - اگر کوئی بیٹے پالنے کے لئے اونکی سرکارون مین نوکری تلاش کرتا - تو وہ بھی متعذر تھی کیونکہ یہ لوگ سوا اپنے ہم جنسون کے دوسرون کو جگہ کم دیتے تھے - خاصکر مسلمانون کو تو نوکری ہی نہین رکھتے نہے - اور اگر رکھتے بھی تھے تو سپاہیون کے زمرے مین اقتدار رکھنے کا نہین دیتے تھے[1]

عبارت خاتمہ

حمد خالق کردگار و نعت سید الابرار و منقبت آل اطہار و اصحاب اخیار کے بعد ناظرین باتمکین پر مخفی نہ رہے کہ ان دنون کتاب تاریخ اودہ کا پہلا حصہ جیکر تمام ہوگیا - ارباب تحقیق کو اس کتاب کے ملاحظہ کے بعد واضح ہو جائیگا کہ ہندوستان مین آجتک اس جامعیت اور تحقیق کے ساتھ اودہ کی کوئی تاریخ نہین لکھی گئی - اور جن جن کتب تواریخ کا اس مین اقتباس ہے اون مین سے اکثر نظرون سے کم گذری ہونگی - اس کتاب کے مصنف ہماری کرمفرما اور مخدوم مولوی حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب ساکن رامپور ملک روہیلکھنڈ ابن مولوی محمد عبدالغنی خان ابن مولوی محمد عبدالرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید صاحب مورث شاگرد حضرت

---

[1] دیکھو خزانہ عامرہ مؤلفہ سید مولوی غلام علی آزاد ۲

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ہین - مولوی صاحب موصوف ان دنون مہاراناکی اسکول اودیپور ملک میواڑ کے ہیڈ مولوی ہین - اونکی مفصل حالات ہم اس کتاب کے آخر مین درج کرینگے اس کتاب کی توثیق کے لئے اسقدر کہدینا کافی ہی کہ مولوی صاحب علوم مختلفہ مین ۱۷-۱۸ کتابونکے مصنف ہین - اور بعض کتابین مولوی صاحب نے زبان اردو مین ایسی لکھی ہین کہ جو ابتک اس زبان مین تصنیف نہین ہوئی تہین - مثلاً اصول فقہ مین ایک نہایت مبسوط اور جامع کتاب لکھی ہے جو چھپکر جلد شایع ہونیوالی ہی - ضخامت اسکی چالیس جزو کے قریب ہے - خاتمہ مین اس کتاب کے علم فقہ کے تمام مصطلحات کو بطور فرہنگ کے لگا دیا ہی - جس سے فقہا کو نہایت سہولت ہوجائیگی - کئی سال کا عرصہ ہوا جب اول اول مولوی صاحب نے اپنا یہ خیال مولوی عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی پر ظاہر کیا کہ علم اصول فقہ مین ابتک اردو مین کوئی کتاب نہین لکھی گئی مین اس فن مین ایک کتاب لکھنے والا ہون تو انہون نے فوراً اوس سال کی فہرست مین اصول شاشی کے ترجمہ اردو کا اشتہار دیدیا حالانکہ کئی سال سے وہ ترجمہ شایع نہ کرسکے اور مولوی صاحب زبان اردو مین فقہ اکبر کی شرح اس زمانے مین ختم کرچکے ہین جو ہماری مطبع مین تاریخ اوہ کے بعد چھپکر شایع ہوگی -

علمی دولت

دفتر نزاعظم بک ایجنسی اورنگ آباد طلب کیجئے محصول علیحدہ

گنج شایگان معروف بہ مثال قدیم شاہان ایران سے لیکر آجتک کی دنیا بھر کی بادشاہتون ریاستون وغیرہ کے سونے چاندی تانبے کے سکون کی دونون رخونکی اصلی تصویر۔ حال۔ وزن۔ ماہیت اور ایک مبسوط فہرست سلاطین ہندوستان و جلال الدین اکبر کے سکونکی دیگئی ہے ۸ر

مخزن الفوائد۔ دنیا بھر کے اوزان۔ ناپ تول شروع زمانہ سے اسوقت تک کی عجیب و غریب مفید باتین حقیقت مین دریا کوزہ مین بند ہے۔ حصہ دوم مین صد ہا مشقی نسخے اور بیحد مفید و کارآمد سینہ در سینہ کی تراکیب ہین فی حصہ (۸ر)

تاج ونشان المعروف بہ تاج الملوک دو جلد کامل دنیا بھر کی سلطنتون اور ریاستون وغیرہ کے تاج و نشان قومی معرکے۔ پھریرے۔ مانوگرام وغیرہ کی اصلی تصویر و ہیئت معہ اونکی رنگتون کے دکھائی ہے ۸ر

دستار و کلاہ تمام دنیا کی مختلف قسم کی پگڑی۔ ٹوپی کنٹوپ۔ خود۔ عمامہ۔ دکنی پگڑیان۔ پارسیونکی متفرق ٹوپیان۔ انگریزی مردون۔ لڑکون لڑکیون۔ اور لیڈیونکی مختلف اوقات کی ٹوپیان۔ تماشہ والونکی ٹوپیان ان سب کے حالات و تصویرین۔ ۸ر

عدد التاریخ معروف بہ زنبیل تاریخی عدد سے دو ہزار بیس تک کے تاریخی الفاظ۔ فقرات۔ محاورات ضرب الامثال۔ آیات۔ حدیث۔ نام وغیرہ کئی لاکھ

موزون ہر قسم کے تاریخی مادے درج ہین ۸ر

کنز الطغرا معروف بہ نقش حیرت۔ قدیم و جدید ہر قسم کے تین سو نایاب طغرے ایک ایک صفحہ پر بقطع کلان ۱۲ر

تذکرۃ السلوک فلسفہ و حکمت کو لیکر ہوے کی تک مصطلحات صوفیہ کی تشریح کی گئی ہے ۸ر

احسن الاذکار فی مناقب غوث الابرار حضرت غوث پاک کی مفصل سوانحعمری۔ کرامات اور حالات حسب و نسب۔ مناقب صحیحہ۔ خوارق عادت وغیرہ ۱۲ر

شرح چہل کاف عمل چہل کاف کی مفصل اردو شرح ۲ر

ذکر رحمانی حضرت مولانا فضل الرحمن شاہ صاحب گنجمرادآبادی قدس سرہ کی سوانحعمری۔ حالات و کرامات و اوراد وغیرہ ۴ر

افسون مہذب پارسی کا ناول وفاداری عفت کا سبق آموز۔ بی بی اور بچونکے پڑھنے کے قابل کا ایک سچا افسانہ ہے

جاک گریبان رینلڈ کی بہترین تصانیف دنیا بھر کے ناولون کی جان۔ ولایت کی سینما والی مزدوری پیشہ فرقہ کی داستان حسن و عشق کا بیان ہے

ملن بائی محمود اور ایک پارسی مس کے عشق کا سچا افسانہ دلکش عبارت قابل دید ۸ر

خزانہ گلزار معروف بہ سلیمان و فرزانہ ۸ر

علمی ثمرہ - عورتونکی جہالت کی بولتی ہوئی تصویر ۴

شکیل لزلی کی حسین بی بی ترجمہ انگریزی ۴

سوانحعمری مہاراجہ نرندر پرشاد سابق مہتمم ریاست و دولت آصفیہ و مہاراجہ مدارالمہام حال کے خاندان کے تفصیلی حالات و سلطنت دکن کے نامورونکی سوانحات کے

تاریخ بوہران بوہرہ قوم کی محققانہ تاریخ انکی ابتدا اور آئمہ و سلاطین کا مفصل حال انہین کی مستند و معتبر تاریخون سے جو آجتک مستور رہی ہین۔ ۴

دکھی کی پکار اردو بھاکا مناجات مصنفہ مضطر ۱

اللہ بس باقی ہوس مصنفہ مضطر خیرآبادی ۲

دارالسلام رباعیات و سلام مجالس عشرہ مین پڑہنے کے قابل مصنفہ ذکا مرحوم ۳

نیازنامہ حضرت عباسؑ ۱

عجائبات عالم موسوم بہ یادگار علوی - واقفیت اور تجربہ سکھانے والے دلچسپ مضامین منہ نظم ۸

تائیدالاسلام ۳ نمبر رونچر مین ۶

فیصلہ وقف بغیہ منفصلہ عدالت ۲

نگارخانہ منصور منصور علاج کی مفصل سوانح ۳

جانستان گورنمنٹ اسکول مراد آباد کے دو طالبعلمونکا سچا قصہ مع تصاویر و اصلی خطوط ۲

قدرالاقتباس مختلف نامی شعرای سلف و حال کے کلام کا دلچسپ انتخاب۔

لیکچر سوشیل لائف پر - جو منشی لیس ابن علی نے دیوبند میں دیا۔ ۱

اسلامی تحفہ اہل دل حضرات کے دیکھنے کے قابل ۱

حرمت عراب الدیار - فتوا کو احرام ۲

قاطع الشبہات فی امور الاموات مع نکات الخفیات ۴

استفتا مع جواب و جواز مولود شریف ۲

بزرگان دین کا فوٹو جسمین ۱۸ تصویرین ہین اور ہر ایک کے نیچے نام لکھا ہوا ہے قابل دید ۱۵

اخبار نیر اعظم مراد آباد

۳۴ سال سے ہفتہ وار شایع ہوتا ہے۔ روہیلکھنڈ مین سب سے پرانا اخبار ہے۔ ہر معاملہ پر آزادی سے بحث کرتا ہے۔ آزاد خیال پولیٹکل جماعت اور بنک والونکی ضروریات کو پورا کرنے والا گورنمنٹ کا خیرخواہ رعایا کا سچا ہمدرد۔ جھوٹی خوشامد بیجا حمایت سے پاک۔ قیمت ارزان نمونہ درخواست کرنے پر مفت

المشتہر
منیجر نیر اعظم مراد آباد

اطلاع

چونکہ اس کتاب و نیز بقیہ تین جلد و نکا حق تالیف و تصنیف مولف نے مطبع مطلع العلوم مراد آباد کو دیدیا ہے۔ اسواسطے تمام حقوق اسکے محفوظ ہین۔ لہذا کوئی صاحب بغیر اجازت راقم مقتطع نفرماوین ورنہ بابت نقع نقصان ذمہ ہوگا۔

لیس ابن علی مالک مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مراد آباد

OSMANIA UNIVERSITY
COLLEGE LIBRARY.

تاریخ اودھ

جلد دویم

مفصل و مکمل حالات از نواب سعادت خان برہان الملک بانی
سلطنت اودھ تا خاتم السلاطین جان عالم واجد علیہ

تحقیق و مستند واقعات من اولہ تا آخرہ

مرتبہ

جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری

ابن مولوی محمد عبدالغنی خان ابن مولوی عبدالعلیخان ابن مولوی
محمد عبدالرحمن خان ابن حاجی مولوی محمد سعیداللہ خان محمد مدرس اعلے
فارسی مہلانا ہائی اسکول اودے پور

مولف و مصنف کتب متعددہ متعلق تاریخ طب صرف و نحو و دیباچہ غیرہ

ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء

ہاشمی مطبع مطلع العلوم مرادآباد میں انیس ابن علی پریس برائے چھاپا
اور شائع کیا

طبع اول ۵۰۰ ۱۶۱ نمبر از سنہ ۹۶ء قیمت مجلد عہ

مرادآباد کے ظروف

جو اپنی عمدگی نقش و نگار اور دیرپا قلعی اور مضبوطی کے باعث مشہور ہیں ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کے مثل سیاہ قلم رنگین قلم۔ سیاہ قلم سفید قلم و سادہ موجود رہتے ہیں اور خاص فرمایش کی بھی تعمیل ہوتی ہے۔ بلحاظ قیمت ہمارا مال نہایت ہی اچھا ہوتا ہے ایکمرتبہ خرید کر کے دیکھئے آپ ہمیشہ منگوائینگے۔

حاجی شیخ سرور احمد و نصیر احمد چوک مرادآباد

ہمارے ذریعہ سے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کو نہایت آسانی سے بلا کسی صرف کے روپیہ بھیجا جاسکتا ہے

اخبار نیر اعظم مرادآباد

۴۰ سال سے کامیابی کے ساتھ ہفتہ وار شایع ہوتا ہے۔ روہیلکھنڈ میں سب سے پرانا۔ آزاد۔ اور مہذب پرچہ ہے۔ ہر معاملہ پر آزادی سے بحث کرتا ہے۔ ہر مذاق کی موافق ہے ملک اور ملک والوں کی ضروریات کو پورا کرنیوالا۔ گورنمنٹ کا خیرخواہ۔ رعایا کا سچا ہمدرد۔ بیجا حمایت۔ جھوٹی خوشامد سے پاک۔ مقابلۃً بہتر۔ ۱۶ برنے صفحہ پر شایع ہوتا ہے۔ قیمت ارزاں۔ نمونہ مرکانٹ آنے پر مفت ✦ المشتہر بیخبر اخبار نیر اعظم مرادآباد

غلطنامہ تاریخ اودھ حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۶۸	مناسب سمجھ کر	مناسب نہ سمجھکر
۹	۱۰	اپنا جہرہ	اپنا چہرہ
۹	۱۱	اور حسن نلی خاص	اور حسن کی خاص
۹	۱۲	ف بڑہے	طرف بڑہے
۱۰	۱۱	بدای نہین ہو	بھائی نہین ہے
۱۲	۸	مقدرمین	مقدرمین ہوتا
۱۲	۱۱	اور خیال پر	اور اس خیال پر
۱۴	۱۳	بڑی منزلین	بڑی بڑی منزلین
۱۵	۱۳	شجاع الدولہ نے	شجاع الدولہ ۷ جمادی الاولی ۱۱۷۷ھ
۱۶	۱۵	خارج تہے اور اونکے	خارج تہے وہ اونکے
۱۷	۱۶	ایک بار اتاردی	ایک بار اتار دی
۱۸	۱۲	نا اتفانی کرکے	نا اتفاقی کرکے
۱۸	۱۳	مقرر فرمایا کہ مشہور	مقرر فرمایا مگر مشہور
۱۸	۱۵	مضافات مالوہ	مضافات ملانوہ
۱۸	۱۶	شاہ نے ہین	شاہ نے تہین
۲۰	۸	خام طبع	خام طمع
۲۲	۱۷	احمد شاہ ایرانی	احمد شاہ ابدالی
۲۴	۹	جنوہ شوار کیواسطے	جمع دشوار یونکو بھاد
۲۵	۱۱	۱۱۷۹ھ	۱۱۷۸ھ
۲۶	۱	لاتے تہے اور	لاتے تہے ملے اور
۲۷	۱۳	لڑائی ہوتی تھی	لڑائی ہورہی تہی
۲۸	۷	حکم پر دلی مین	حکم پہ دلی مین
۳۳	۲۲	لیے ہوے کا پی گئے	لیے ہوے کا پی گئے
۳۴	۱۲	لال نے جو شجاع	لال نے جو ہمت بہادر کے
۳۵	۱	جانب شمال ہو	جانب شمال ہو پہنچکر
۳۵	۳	راجہ ہندو بت	راجہ ہندو بت
۳۵	۱۸	اور اتک حال	اور سب حال
۳۶	۶	سانتہ شکست پائی	ہاتہ سے شکست پائی تہی
۳۶	۱۷	لکنو کے بہاگا	لکنو سے لے بہاگا
۳۷	۲۴	فرخ آباد تک	فرخ آباد تک
۳۸	۱۱	نواب احمد خان نے	نواب احمد خان نے
			فخر الدولہ کو اونکی پاس بہیجا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
			اور افغانون کو میزبانی سے بچانے
			کے واسطے مدد مانگی ۔ حافظ
			رحمت خان اس خوف سے کہ
۴۰	۹	اوسکے درین	اوسکے دزیہ سے
۴۰	۲۱	دو تین ون	دو تین ورق
۴۲	۱۲	ان لوگون اوس	ان لوگونکی اوس
۴۲	۱۸	بلا حصول حضت	بلا حصول حضت و نان
		دہان پہنچکر	جلے آنا مہتاب خان دنان پہنچکر
۴۷	۷	استقبال کو لگے	استقبال کو گئے ۔
۴۷	۲۱	بگالے ہو جائینگے	بگالے پر ہو جائینگے ۔
۴۹	۵	فوج کے انکو نکو	فوج کے بیٹا لونکو
۴۹	۵	وقت پہنا لون	وقت بیٹا لونگا ایک گانون
۵۱	۱۶	ملکہ سہرام پہنچکر	ملکہ سہرام پہنچکر
۵۲	۱۸	ہزارون	ہزارون موریہ کی
۵۳	۱۶	اور یہ جیفر کو	اور میر جعفر کو
۵۳	۱۹	دریاے کوہن	سونیاے سوہن
۵۳	۲۰	بھلوڑی	بجلوازی
۵۶	۱۰	مطابق شہر مدجون	مطابق شہر اور مورچون
۵۷	۱۳	اول سے بہت ہی	اوس سے بہت ہی
۵۹	۱۶	مرزا بہلول	مرزا بہلو
۵۹	۲۰	سر برسر بیچ دیکہا	سر برسر بیچ دیکہا
۶۸	۲۳	دنا گوارا نہوا	دنا گوارا نہوا
۷۰	۱۸	لڑائی ہی	یہ لڑائی ہی
۷۳	۸	اس نا لگذاری زمینداری	نا لگذاری سوائے نا لگذاری زمینداری
۷۳	۲۰	مصیبت مشرقیون کا	مصیبت زدہ شرقیون کا
۷۴	۱	کپتان سٹیلیس	کپتان سٹیلیس
۷۴	۵	کہ تین چار آدمی	کہ تین چار آدمی
۷۹	۱۴	پاکر کہ وزیر کی	پاکر کہ وزیر کو ڈہ
۷۹	۱۶	مئی ۱۷۶۵ء	مئی ۱۷۶۵ء
۷۹	۱۵	معلوم ہوتا ہے کہ وہ	معلوم ہوتا ہے کہ حافظ
۸۷	۸	اور طمع کی ہوئی	اور طمع کی ہوئی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۱۵	اوسنا دیکھو	اذرا اوسکو پوچھے دار بندوقوں کی جگہ
۸۷	۱۷	توپخانہ واسباب بندوق متعلقات	توپخانہ واسباب بندوق متعلقات کے مقرر کین اوسکے
۸۷	۱۸	اور ۲۲ ہزار	اور ۲۲ ہزار بندوقچیان
۸۸	۱۹	برق انداز جو	برق انداز جو خوب بلیغان
۸۸	۱	چار ہزار	بارہ ہزار
۸۸	۲۵	سوار کے مقتدر	سوار کے سوا جسقدر
۸۹	۶	حسام اللہ خان	حسام الدین خان
۹۰	۲۵	شام عالم بنی گنج	شاہ عالم بنی گنج
۹۵	۱۱	پچاس لاکھہ	پچاس لاکھہ روپے
۹۷	۲۳	سفر رام	سفر رام گھاٹ
۹۹	۲۴	سفر دیکر جو	سفر دیکر رخصت کر دیا جو
۱۰۰	۱۰	کچھہ کھالا	کچھہ کھانے کو منگاوے
۱۰۰	۱۱	انھا سراحت	دہین استراحت
۱۰۶	۶	اوجے پور سے	اوجے پور مین
۱۰۹	۳	واگر یا ستنبر دھنگ	واگر یا ستنبر دھنگ
۱۰۹	۱۳	اوسکو کچھہ نہین ہوتا	اور کچھہ نہین معلوم ہوتا
۱۱۳	۳	اور زیادہ	اور زیادہ آمادہ
۱۱۳	۲۲	جو کہتے تھے	جو وہ کہتے تھے سو کرتی تھی
۱۱۴	۲۲	اونہون نے کہ	اونہون نے سمجھا کہ
۱۱۶	۱۴	اور دو بے	اور دو آبے
۱۲۴	۱۱	عذر پیش کر کے	عذر پیش کیا حافظ صاحب نے بندرہ ہزار روپیہ اوسکی پاس بھیجدیا جسنے شکر سنی کا بندوبست
۱۲۸	۱۳	توپخانہ انگریزی	توپخانہ یکرا انگریزی
۱۳۲	۱	جب یہ شناخت	جب یہ شناخت ہوا
۱۳۲	۸	روپئے دئے	روپئے دئے گئے
۱۳۲	۱۱	اور شاہ بھی	اور شاہ مدن بھی
۱۳۳	۷	اوسکے لئے	اوسکے بیٹے کے لئے
۱۳۳	۸	اوس نے آمد آمد	اوس نے خوف آمد آمد
۱۳۸	۱۳	بسنت کو کمپو	بسنت کومع کمپو
۱۳۸	۹	اوسکو لیا تہا	اوسکو روک لیا تہا
۱۴۰	۱۱	مرزا صفائی	مرزا رمضانی
۱۴۲	۲۰	پیلی بہیت	پیلی بھیت
۱۴۵	۲	اس باب مین میرا تہا	اس باب مین نہیرا تہا
۱۴۶	۲۰	وصول ہوا	وصول نہ ہوا تو
۱۴۷	۱۵	علانیہ پیلی بہیت مین	علانیہ اوس مین
۱۴۸	۱۱	اور نواب مستقیم خان	اور نواب نے مستقیم خان
۱۵۰	۱۵	تمام ضلع	تمام حکام ضلع
۱۵۲	۸	رخصت کر کے دیرے	رخصت کر کے آپ بھی کرنیکے
۱۵۳	۱	او جاون اور کل شہر	اوجاون اور کابر
″	۲	بلاسپور اور بہر	بلاسپور اور رہتر
۱۵۴	۱۸	جیسا کہ حاکم سے	جیسا کہ ہمیشہ حاکم کے تبدیل ہونے سے
۱۵۸	۵	بہیجدیا کرتا تہا	بہیجا کرتا تہا
۱۶۲	۷	وصلوۃ تہے	وصلوۃ سنتے تہے
۱۶۴	۱۵	گیارہ سو سینتہر مین	گیارہ سو سینتہر مین
۱۶۵	۴	مسینی بیگم	مستی بیگم
۱۶۹	۳	مرزا ہزرگ	مرزا بزرگ
۱۶۹	۷	مصطفوی ہین	مصطفوی خان ہین
۱۶۹	۹	بہادر شاہ اورنگ	بہادر شاہ بن اورنگ
۱۷۰	۷	بہو بیگم	بہو بیگم والدہ
۱۷۱	۱	نافرمانی	نافرمانی ہین
۱۷۳	۸	عہد مین بہدہ	عہد مین عہدہ
۱۷۳	۱	کرتا ہے اور مختار الدولہ	کرتا ہی اور مختار الدولہ
۱۷۴	۱۸	نواب فیض اللہ خان	نواب سعد اللہ خان
۱۷۶	۲	جیسواڑہ کی عطا	جیسواڑہ کی حکومت عطا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۷	۱۷	عبور کیا اور فرح	عبور کیا فرح
۱۷۷	۱۶	سنی مذکور سے	جسنی مذکور نے
۱۷۷	۱۷	بعد آخر دم	ہو کر آخر دم
۱۷۷	۳۵	مقابلہ کیا	مقام کیا
۱۷۹	۲۴	اور اوسی تمام ساختہ	اور اوس کا تمام ساختہ
۱۸۰	۱۴	یہ لوگ گوڑ ماکھو	یہ لوگ گڈھ مانکپور
۱۸۱	۱۴	لیشبرج	لیشبرج
۱۸۱	۳۵	پتہ سروج	پتہ سرونج
۱۸۳	۱۹	اوسی دن سے	اوسی دن سے وہان سے
۱۸۳	۲۳	تنخواہ دینے کا	تنخواہ نہ دینے کا
۱۸۳	۱۰	ساتھ چھ طبیعتین	ساتھ چھ طبیعتین
۱۸۴	۴۳	تنخواہ بھی ملک	تنخواہ بھی ملک مین
۱۸۴	۲۴	عمل کیا	عمل نکیا
۱۸۵	۳	متوسط عنایت	متوسط کو عنایت
۱۸۵	۹	پھر ایک مختار الدولہ	پھر ایک خط مختار الدولہ
۱۸۸	۴	جاگیر اور گنجایت	جاگیر اور گنجایت
۱۸۹	۷	ہاتھ سے ملا تھا	ہان سے نہ ملا تھا
۱۸۹	۱۳	اور سر پیچ جواہر	اور سرپیچ جواہر
۱۹۴	۱۴	اکبر آباد کو چلا گیا بہنڈ سے انتظام کا بہانہ کر کے آصف الدولہ سے رخصت حاصل کر کے چلا گیا اور بہنڈ کو	اکبر آباد کو چلا گیا اور بہنڈ کو
۱۹۷	۲۵	اوسوقت علی خان	اوس وقت سعادت علیخان
۲۰۳	۱۳	کو جو نکہ	کو جلا گیا جو نکہ
۲۰۳	۱۷	اور نول کی راہ	اور نوٹنکی راہ
۲۰۳	۱۸	انہیں سے یہ	انکار محض کیا کہ مینے یہ
۲۰۵	۹	اوباشی اور نوشی	اوباشی اور خرابی نوشی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۵	۱۹	بہرے پر	بہرے صرہ
۲۱۰	۹	اور حسن خان	اور حسن رضا خان
۲۱۰	۱۰	بہت نیک	بہت نیک طینت
۲۱۰	۱۷	کلکتہ کے اکر	کلکتہ سے آکر
۲۱۰	۸	دلا کر سندیا	دلا کر سندین
۲۱۲	۳	او رخان دلہ	اور احمد خان دلہ
۲۱۲	۲۴	اور سنہ ہجری	اور سنہ ۱۲۱۳ ہجری
۲۱۳	۱۵	سنہ ۱۸۶۶ ہجری	سنہ ۱۸۶۶ عیسوی
۲۱۷	۴	ساتھ ہزار	ساٹھ ہزار
۲۱۷	۱۰	متوطن شہر غازیپور	متوطن بنارس مغربی غازیپور
۲۱۹	۶	ہوئی اور آگے	نہ ہوئی اور آگے
۲۱۹	۲۱	ملی ہے ان	ملی ہے ان
۲۳۱	۱۲	دو لاکھ ہزار روپیہ	دو لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ
۲۳۳	۳	اور ایک تحریر ہوئی	اور ایک حد مقرر ہو
۲۳۳	۹	ایک دفعہ ۲۶۰ لاکھ روپیہ	ایک دفعہ وہ ۲۶ لاکھ روپیہ تو مجھ سے اس بہانے سے لے چکا ہے کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہے اب دوبارہ تیس لاکھ روپیہ کو عرض
۲۳۵	۱۴	ہاتھون ہاتھ سکلیا	ہاتھون ہاتھ مکھونیا
۲۳۸	۴	کو کلکتے	کو لیکر کلکتے
۲۳۸	۵	اور نہوں نے اپنا لیا	اور نہوں نے اترا لیا
۲۳۹	۴	چالیس لاکھ	چالیس لاکھ
۲۳۱	۲۳	فیض اللہ خان اس	فیض اللہ خان نے ریاست ضبط کر لیں اور نواب فیض اللہ خان اس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۰	۱۸	جس راستی سے لوٹے	جس راستی سے گئے تھے
			اوسی راستے سے لوٹے
۲۴۴	۴	معاطہ درست	معاملہ درست کیا
۲۴۴	۱۳	اکبر علی خان	اکبر علیخان و حسین علیخان
۲۴۶	۱۲	جب فقیر لے	جب فقیر بیگ نے
۲۴۸	۱۹	ازین عقد فرخ دلم شاد شد	ازین عقد فرخ دلم شاد شد
		کہ این خانہ دولت آباد شد	
۲۴۹	۵	آمدنی سے ہے	آمدنی ایسی ہے
۲۵۱	۷	گورنر کی	گورنوکی
۲۵۱	۱۱	رام کی جانب	رامپور کی جانب
״	۱۵	الماس خان	الماس علی خان
۲۵۱	۱۹	اور مرزا دارو غہ	اور بیگ مرزا داروغہ
۲۵۲	۲۰	انگریزون خفیہ	انگریزون سے خفیہ
۲۵۲	۲۲	ایک اور شخص کو	ایک شخص کو
۲۵۳		کی خوشی	جسکی خوشی
۲۵۴	۱۰	بائی جماعت	پائی ہوئی جماعت
۲۵۵	۴	فائر و ریگر	فائر و دیگر
۲۵۶	۸	بھاگے ہوئی اور سوار	بھاگے ہوئی سپاہی اور سردار
۲۵۶	۲۰	گرفتند آن دہ	گرفتند آن دہ
״	۲۲	نام خفیا چور	نام خفیا چور
۲۵۸	۱۲	جبکہ متفقہ	جبکہ متفقہ
۲۵۹	۱۲	لشکر کے خیمے	لشکر کے خیمے
۲۶۰	۳	صید خان	صید خان کو
״	۹	اسکاٹ صاحب	اسکاٹ صاحب کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۱	۸	قسم کی نہین	قسم کی تکلیف نہین
۲۶۴	۷	پہنچ گئی تھی	اسکے اوپر یہ حاشیہ ہے دیکھو جگناتہ معظم
۲۶۴	۱۴	دیوان فیض اللہ خان	نواب فیض اللہ خان
۲۷۰	۳	سبب تاکید	سبب یا تکدر
۲۷۷	۱۵	پچاس سال بھی	پچاس سال سے
۲۸۴	۲۴	مزے اوڑاتے تھے	مزے نہ اوڑاتے تھے
۲۸۶	۲۰	اونکو بتایا کرتی تھی	اونکو بتایا کرتے تھے
۲۸۷	۱۱	ستقیم کردیا	ستقیم پر کردیا
۲۸۷	۱۸	آپکو حاصل	آپکو حاصل رہے گا
״	۲۲	گورنر جنرل و زیر علی	گورنر جنرل نے وزیر علی
۲۹۱	۵	اور تمام جلوس بجا آر	اور تمام جلوس امارت سو پچاس
۲۹۱	۱۴	اطراف کی اطراف	اطراف
۲۹۴	۱۹	کہ جو شخص	یہ دہرم ہے کہ جو شخص

تاریخ اودھ حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجاع الدولہ کی مسند نشینی

جبکہ ۱۱۶۷ھ ہجری مطابق ۱۷۵۳ء مین صفدر جنگ مر گئے اور شجاع الدولہ جانشین ہوئے تو اسمٰعیل خان کابلی اونکا مدار المہام[۹۱] ہوا۔ اوسنے چاہا کہ نواب کو صاحبزادونکی طرح رکھے۔ اور خود حکومت کرے اسلئے سرداران مغلیہ کو متعلق کرکے شجاع الدولہ سے منحرف کر دیا۔ پس اونمین سے کوئی شجاع الدولہ کی خاطر خواہ اطاعت نہین کرتا تہا۔ بلکہ ہر ایک اپنے آپ کو شجاع الدولہ کا چچا سمجھتا تہا۔ اور ہمیشہ محمد قلی خان کے جو الہ آباد کا حاکم تہا دولت خواہ تہے۔ اور یہ چاہتے تہے کہ اوسی کو مسند نشین کرکے شجاع الدولہ کے لئے کوئی جاگیر مقرر کردین۔ اور اسیطرح انکی راے تھی کہ دوسرے عزیزان صفدر جنگ کے لئے بھی جاگیرین مقرر کردیجائین۔ چونکہ نواب کا بخت قوی تہا کسی کی کوشش کارگر نہوتی تھی اور اسلئے کہ مغلیہ اون سے بالکل انحراف رکھتے تھے۔ اور شجاع الدولہ

[۹۱] دیکھو گیان بہکاش ۱۲

عیاش بھی تھے۔ امراؤ گیرا ور بہت بہادر سے زیادہ مانوس تھے۔ یہی دونون نواب کی صحبت مین رہتے تھے۔ اگرچہ امراؤ گھر مین بڑا تھا۔ شجاع الدولہ سنہ گیارہ سو چوالیس ہجری مین پیدا ہوئے تھے۔ اونکی ولادت کی تاریخ اس شعر کے دوسرے مصرع سے نکلتی ہے ؎

بدولت خانۂ نواب منصور ✤ برآمد آفتاب از مطلع نور

چونکہ اس شعر مین بظاہر کوئی ایسی بات نہین ہی جو اسکے تاریخ ہونے پر دلالت کرتی ہو اسلئے مفتاح التواریخ کے مولف نے دوسرا مصرع اوسپر اپنی طرف سے لگا کر یون تاریخ تمام کی ہے ؎

جو آن فرخندہ اختر شد نمایان ✤ بدولت خانۂ نواب منصور
فلک برگفت تا تاریخ تولد ✤ برآمد آفتاب از مطلع نور

اس حساب سے شجاع الدولہ کی عمر مسند نشینی کے وقت ۲۳ - ۲۴ سال کی تھی

شجاع الدولہ کا سرراہ ایک کھتری کی نوجوان لڑکی کو دیکھکر فریفتہ ہوجانا اور نانکون کو شب کے وقت اوس کے مکان پر بھیجکر اوس کا پلنگ اٹھوا منگوانا اس فعل کے سرزد ہونے سے مغلون کا اونکی معزولی پر آمادہ ہونا۔ اونکی والدہ کی کوشش سے اونکے سر سے اس بلا کا ٹل جانا

ایک دن نواب شجاع الدولہ ہاتھی پر سوار ہوکر شہر مین ایک رستے سے نکلے۔ ایک محلے مین ایک کوٹھے پر ۱۲ برس کی ایک لڑکی کھڑی تھی اوسپر نظر جا پڑی۔ اوسکی دلفریب صورت دیکھکر فریفتہ ہوگئے۔ بعد اسکے مخبرون سے کہا کہ اس مکان کے مالک کا پتا لگا بین۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ گھر ایک کھتری کا ہی۔ نواب وہانسے اپنے مکان مین پہنچے۔ مگر عشق کی وجہ سے پلنگ پر بیچین رہے۔ اور رات بھر کچھ نہ کہا یا سنا۔ دوسرے روز راجہ ہت بہادر نے ہندو مذہب کی دو کشنیان نواب سے ملا بین نواب نے اونکو انعام وعنایات کا امیدوار کرکے اوس عورت کا پتا دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ اونہون نے سب حال معلوم کرکے نواب کی خدمت مین عرض کرایا اور یہ بھی

روز کے بعد راجہ نے اپنے ہمراہی چند ننگے آدمی رات کے وقت اوس کنہری کے مکان پر بطور چوروں کے بھیجے - اوس عورت کے گھر کے آدمی خوف سے سہم گئے - یہ لوگ اوس کا پلنگ اوٹھا کر نواب کے پاس لے آئے - نواب کی عمر اوسوقت ۲۳ یا ۲۴ سال کی تھی - اوس سے صحبت کرکے رخصت کر دیا - وہ گرتی پڑتی اپنے گھر گئی - وارثون نے دریافت کیا کہ شب کہان رہی اور کیا ماجرا پیش آئی - اوس نے تمام حال بیان کیا - گھر والون نے قرینے سے دریافت کر لیا کہ وہ آدمی نواب شجاع الدولہ کے ایما سے آئے تھے - کوئی اونمین سے چور نہ تھا بلکہ ننگے تھے جنکو سمت بہادر نے بھیجا ہوگا - پس چند آدمیون نے متفق ہو کر راجہ رام نرائن دیوان - کے پاس جاکر زمین پر بیگریان ڈالکر کہا کہ رعیت پروری اسی کا نام ہے - ہم یہان سے جلا وطن کرین گے ہماری سکونت یہان ممکن نہین - راجہ رام نرائن اور راجہ ٹکیت نرائن اوس کا چچا دس ہزار کھڑکیون کا جمع لیکر ننگے سر اور ننگے پانون اسماعیل خان کابلی کے پاس گیا اور عرض کی کہ والی ملک نے رعیت کے آزار پر کمر باندھی ہے - ہم آپکو صفدر جنگ کی جگہ جانتے ہین - اب ہم کو آپ اجازت دین کہ یہان سے نکلکر اور کسی ملک مین چلے جاہین - یا ہماری فریاد رسی کرنا چاہیے - اسماعیل خان نہایت ناراض ہوا - اور کئی معتمد سردارونکو بلاکر یہ سارا ماجرا اون سے بیان کیا اور کہا کہ اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بھائی کو نواب سے لیکر سزا دینا چاہیے - اگر نواب اونکے سپرد کرنے پر راضی ہوئے تو بہتر ہے نہین تو محمد قلی خان کو الہ آباد سے بلاکر مسند نشین کر دینا چاہیے - اور نواب کے لئے جاگیر مقرر کر دیجاے - پھر اسماعیل خان کی رائے سے اتفاق کر کے نواب کو پیام دیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بھائی کو ہمارے حوالے کر دینا چاہیے - نواب نے کہا کہ ہمت بہادر میرا محکوم ہے - اوس نے جو کچھ کیا میرے حکم سے کیا ہے تمکو مجھہ سے بازپرس کرنا چاہیے نہ ہمت بہادر سے - اور یہ بات بخوبی یقین کر لو کہ جب تک مین زندہ ہون کسی کی یہ مجال نہین کہ ہمت بہادر کو ایذا پہونچا سکے مین ایسی ریاست کا خواہان نہین - ایسی مسند سے فقیر کا بوریا ہزار درجہ بہتر ہے - تمکو اپنی جمعیت پر ناز ہے - مین اس تھوڑی سی جماعت سے مقابلے کو حاضر ہون - جب ارادہ کروگے ادہر سے کمی نہ پاؤگے مغلیہ سرداروں نے محمد قلی خان کو لکھہ کر الہ آباد سے طلب کیا اور دربار مین اپنی آمد درفت موقوف کر دی - شجاع الدولہ کی والدہ نے رام نرائن کو اپنی ڈیوڑھی پر بلاکر پردے کی آڑ مین اوس سے کہا کہ اپنے آقا زادے کے ساتھ یہی سلوک کرنا چاہیے تھا - لاکھون روپے جسکے باپ کے یہان سے پائے - کیا تم کو صفدر جنگ نے اس لئے پرورش کیا تھا - ایک نے

ہندو کے واسطے اتنی ہنگامہ آرائی مناسب نہ تھی ۔ ماما کہ محمد قلی خان صفدر جنگ کا بھتیجا ہے لیکن شخص کا نام لینے سے باقی رہتا ہی نہ بھتیجے سے ۔ رام نرائن نے کہا کہ اگر صاحبزادی میری جان چاہیں تو حاضر ہے ۔ مگر جو رویہ اونہون نے اختیار کیا ہی اوس سے ملک ویران ہو جائے ہیں دوست دشمن بنجاتے ہیں ۔ یہ جو کچھ شورش تھی صرف اس سے یہ مقصود تھا کہ آیندہ کبھی ایسی حرکت نکرین جس سے بدنامی ہندوستان مین ہوگی ۔ جبکہ بیگم صاحبہ نے رام نرائن کو اپنے شوہر کے احسانات جتا کر قائل و معقول کیا تو اوس نے کہا مین تابعدار ہون اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ اس معاملہ کو اتنا طول ہوگا تو کبھی کو پہلے ہی راضی کر لیتا ۔ اب آپ اسماعیل بیگ اور دوسرے سرداران مغلیہ کو بلا کر اسی طرح تالیف کرین تو امید اصلاح کی ہی ۔ چنانچہ اونہون نے سب کو بلا کر اسیطرح کے کلمات کہے کہ سب محجوب ہوئے اور معزولی کے ارادے سے باز آئے[1] ۔ گلبان برکاش و سیر المتاخرین و محض التواریخ مین لکھا ہی کہ شجاع الدولہ کی مسند نشینی سے آٹھ مہینے کے بعد اسماعیل خان چلہ مر گیا تو کمین خان خواجہ سرا نائب ہوا اور رام نرائن و مہانرائن کا رنیابت کے سوال و جواب مین رہتے لگے ۔ شجاع الدولہ گو جوان لاابالی تھے مگر بسبب شجاعت کے صوبہ اودہ کے سرکشونکی تادیب اور انتظام خوب کیا ۔ اودھیا مغی مین بجز نتارپوستی کے سمنہاک تھے ۔ اکثر عورتونکی مباشرت مین راغب ۔ اور ہمونکے بعد مین مصروف رہتے تھے ۔ لیکن مزاجمین حیا و شرم اور عفو و اغماض اور ترحم تھا[2]

نواب شجاع الدولہ کا نواب سعد اللہ خان روہیلے سے ستانا بدلنا

شجاع الدولہ کو عماد الملک غازی الدین خان کی طرف سے ہمیشہ کھٹکا رہتا تھا کہ بادشاہ کے مزاج کو اونکی طرف سے بگاڑ کرے ۔ اسلئے علامہ بدول عرف میر بھلے پسر غلام احمد خلف حاجی بہادر کو کہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کو نواب سعد اللہ خان کے پاس بھیجکر دوستی اور تبدیل وستار کی خواہش ظاہر کی ۔ نواب سعد اللہ خان نے اونکو جواب مین خط لکھا جس مین نہایت تپاک ظاہر کیا اور وہ خط بمرمذکور کے حوالے کیا میر بھلے وہ خط نواب شجاع الدولہ کے پاس لیگیا اور جسقدر دوستی و محبت کا استیاق نواب سعد اللہ خان کی زبان سے سنا تھا وہ بھی بیان کیا ۔ نواب شجاع الدولہ نے اپنی دستار سر بستہ نواب سعد اللہ خان کو میر بھلے کے ہاتھ بھجوائی ۔ اور انکی دستار سر بستہ آپ

---

[1] دیکھو عماد السعادت [2] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

لڑائی اور تمام ہندوستان مین یہ بات مشہور ہوگئی کہ یہ دونون رئیس دستار بدل بھائی ہین اور ہر ایک دوسرے کا ہر حال مین شریک ہی۔ فرح بخش مین یہ واقعہ اسی طرح آیا ہے۔ اور حافظ رحمت خان کی اولاد نے تبدیل دستار کے متعلق ایک اور طرح حکایت بیان کی ہی۔ جسکو ہم آگے چلکر ذکر کرینگے۔

غازی الدین خان عماد الملک کی شجاع الدولہ پر چڑھائی۔ نواب سعد اللہ خان کا شجاع الدولہ کی مدد کرنا اور اونکی مداخلت سے باہم تصفیہ ہوجانا

سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر بڑے زور و شور سے حملہ کیا اور دہلی مین پہنچکر تمام شہر کو لوٹ لیا دس ماہ تک شہر مین رہی۔ جب احمد شاہ نے غازی الدین خان سے روپیہ بطور پیشکش کے طلب کیا تو اسنے احمد شاہ سے عرض کیا کہ کسی تیموری شاہزادہی کو میرے ساتھ کردیجیو تو ملک انتہید (ملک مین دوآبہ گنگا و جمنا) مین جاکر زر بطریق نذرانہ وصول کرکے لاؤن۔ مگر اس کی اصل منشا یہ تہا کہ شجاع الدولہ والی اودھ سے جبراً روپیہ وصول کرے۔ احمد شاہ کے حکم سے ہدایت بخش ولد عالمگیر ثانی اور مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی کو مع افواج درانی زیر حکم جان باز خان ساتھ لیکر غازی الدین خان فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ گل رحمت مین لکہا ہے کہ احمد شاہ نے حافظ رحمت خان کو بھی تحریر کیا تہا کہ عماد الملک شاہی فوج کے ساتھ صوبہ اودہ کی طرف روانہ ہوا ہی تاکہ شجاع الدولہ سے تمہارے لئے پیشکش وصول کرے۔ اگر شجاع الدولہ دینے مین عذر کری تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ چنانچہ حافظ رحمت خان فوج جمع کرنے اور عماد الملک کا انتظار کرنے لگے۔ نواب احمد خان بنگش نے بہت سے گہوڑے ہاتھی اور اسباب دیا اور تہوڑے سے پٹہان بھی مدد کے لئے ساتھ کردیے عماد الملک نے گنگا کو عبور کرکے شجاع الدولہ پر چڑہائی کی۔ اور کوہ و پرگنہ مہر آباد کے میدان مین ڈیرے کردیے اور شجاع الدولہ کو پیام بھیجا کہ ملک بادشاہی فوراً خالی کرنا چاہیے۔ اور صفدر جنگ کا تمام مال بھیجنا چاہیے۔ اور شاہزادون کے لئے پیشکش حاضر کرنا چاہیے۔ اس پیام سے شجاع الدولہ بہت خائف ہوئے۔ اور وہ بھی لکہنؤ سے روانہ ہوکر حملہ آورون کے روکنے کے ارادے سے سانڈی و پالی تک آئے۔ یہ مقام لکہنؤ سے ۸۰ میل ہے۔

فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے میر منجہلے کو نواب سعد اللہ خان کی خدمت مین بھیجکر التماس کیا کہ ایسے وقت مین اس دوستدار کی مدد کرنا چاہیے۔ میر منجہلے نے تمام حال نواب سعد اللہ خان سے بیان کیا کہ عماد الملک شاہزادون کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ

کی بربادی کے درپے ہے۔ اور صفدر جنگ کے تمام خزانوں اور مال کی ضبطی کے لئے بڑی بھاری فوج سے چڑھائی کی ہے۔ ایسے وقت میں آپ مدد کریں۔ نواب سعد اللہ خان نے تیاری کر کے اپنے بھائیوں کو ہمراہ لیکر اور حافظ رحمت خان دوندی خان بخشی سردار خان فتح خان خانسامان عبدالستار خان شیخ محمد کبیر ملا محسن۔ اور سید معصوم وغیرہ کی سپاہ کے ساتھ آنولے سے کوچ کیا۔ اور مہر غلام رسول کو پیشتر سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا۔ اور ایک خط اس مضمون کا اوسکے ساتھ کیا کہ جان و مال اور ننگ و ناموس بموجب اوس عہد و پیمان کے ہمارا آپ کا ایک ہے آپ کسی قسم کا ترددنکریں۔ ہم بہت جلد پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ پہنچتے ہیں۔ نواب سعد اللہ خان میر فتحیلے کی روانگی کے بعد کڑے کڑے کوچ کر کے کوڈپور میں پہنچ گئے۔ اور دونوں لشکروں کے درمیان میں قیام کیا۔ اور اپنے دربار میں زور سے برملا کہا کہ جو کوئی نواب شجاع الدولہ کا مخالف و معاند ہے وہ ہمارا دشمن ہے۔ اوس کو چاہئے کہ وہ اول میرا سر کاٹے پھر نواب شجاع الدولہ کے سر کے کاٹنے کا ارادہ کرے۔ اس عرصے میں عالمگیر ثانی کے متواتر فرمان نواب سعد اللہ خان کو پہونچتے رہے کہ شاہزادوں کی خدمت گذاری اور اطاعت اچھی طرح انجام دیں۔ اور شجاع الدولہ کو نکالکر صفدر جنگ کا مال ضبط کرلیں۔ اس خدمت کے صلے میں عنایت بادشاہی کے مورد ہونگے مگر نواب سعد اللہ خان نے بادشاہ کے احکام کی تعمیل نہ کی بلکہ برخلاف اون احکام کے نواب عماد الملک کو صاف کہلا بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ سے نہ لڑنا چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ شاہجہانآباد کو لوٹ جائیں۔ گل رحمت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد شاہ درانی کے احکام کی پابندی کی وجہ سے بظاہر عماد الملک کے جنبہ دار تھے۔ شجاع الدولہ نے سانڈنی پالی سے حافظ رحمت خان کو خط لکھا کہ عماد الملک میری خانہ ویرانی کے درپے ہے کسی صورت سے صلح پر راضی نہوگا۔ آپ میرے چچا کی جگہ میں ایسی تدبیر کریں کہ صلح ہوجائے۔ اور میری طرف سے احمد شاہ کا مزاج بھی ناخوش نہو۔ حافظ رحمت خان نے صفدر جنگ کی دوستی کی وجہ سے شجاع الدولہ کو تسلی آمیز خط لکھے۔ اور صلح کی کوشش میں مصروف ہوئے۔ اس عرصے میں شجاع الدولہ نے عماد الملک کے پاس سفیر بھیجکر صلح کی استدعا کی۔ چونکہ عماد الملک کو شجاع الدولہ کی خانہ ویرانی منظور تھی اس لئے اتنا روپیہ مانگا جو شجاع الدولہ ادا نہ کرسکتے تھے اور اس عرصے میں طرفین کے قراولوں میں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بھی شروع ہوگئیں۔ حافظ

رحمت خان عماد الملک کے مافی الضمیر پر مطلع ہوکر صلح کی فکر میں ہوئے اور نواب سعد اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تم شجاع الدولہ کے ڈیرے پر جاکر صلح کی تدبیر کرو۔ چنانچہ نواب موصوف نے شجاع الدولہ کے پاس پہنچکر تبدیل دستار کرکے اخوت پیدا کرلی۔ اور اپنے ڈیرے کو لوٹ آئے حافظ صاحب نے بیان کیا ہے کہ نواب سعد اللہ خان کے اس کام سے ناخوشی ظاہر کی۔ مگر اس تقریب سے صلح کی گفتگو پاکر عماد الملک کو کہلا بھیجا کہ سعد اللہ خان۔ تے بخردی سے جو خرد سالی کا مقتضے ہے شجاع الدولہ سے صلح کرلی ہے جسکا حال آپنے سنا ہی ہوگا۔ شجاع الدولہ بھی اپنی مقدرت کے موافق روپیہ دینے کو حاضر ہیں۔ اور محکو احمد شاہ درانی کا یہی حکم ہے کہ اگر شجاع الدولہ پیشکش ادا کرنے میں حیلہ و حجت کریں اور لڑائی پر نوبت پہونچے تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ اگر سری صلاح ہو تو صلح کرلو ورنہ میں اپنے ملک کو لوٹ جاونگا۔ اور شاہ کو سارا حال لکھ بھیجونگا۔ عماد الملک نے مجبور ہوکر پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ شاہزادوں کو پیش کرنے پر صلح کرلی۔

فرخ بخش میں ذکر کیا ہے کہ نواب سعد اللہ خان نے ان پانچ لاکھ روپیوں کے ہنڈوا دار کرنے کا ذمہ لے لیا۔ اور ضمانت نامہ لکھ کر عماد الملک کے پاس بھیجدیا۔ پھر شجاع الدولہ نے یہ روپیے نواب سعد اللہ خان کے پاس بھیجا دیئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے اپنے خزانے سے یہ روپے بادشاہ کے حضور میں بھجوا دیئے۔ شجاع الدولہ نواب سعد اللہ خان کے بہت ممنون و مشکور ہوئے اور صلح کے انعقاد کے بعد ۹ شوال سنہ ۱۱۷۱ ہجری کو شجاع الدولہ نے سانڈی سے کوچ کیا۔ اور چار دن میں لکھنؤ پہونچگئے۔ اور نواب سعد اللہ خان آنولے کو لوٹ گئے۔ سیر المتاخرین اور مآثر الامرا میں بیان کیا ہے کہ یہ لڑائی نواب سعد اللہ خان کی وجہ سے شجاع الدولہ کے سر سے ٹل گئی۔

شجاع الدولہ کا گنا بیگم دختر علی قلی خان والدہ اعتمانی کے ساتھ مناکحت کرنا

تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ علی قلی خان والہ تخلص نے سنہ ۱۱۷۱ ہجری میں انتقال کیا۔ تاریخ وفات اس مصرع سے ظاہر ہے ؎ خرد گفت بیوستہ والہ برحمت ؛ اوسکی بیٹی گنا بیگم نہایت حسن و جمال رکھتی تھی شجاع الدولہ اوسکی بوصلت کے خواستگار ہوئے۔ اور شیر انداز خان کو اوس لڑکی کی ماں کے پاس نکاح کا پیام لیکر بھیجا۔ وہ عورت رضامند ہوگئی۔ اور اپنی بیٹی کو لیکر دہلی سے

لکھنؤ کو روانہ ہوئی جب اکبر آباد مین پہونچی تو جواہر سنگھ پسر سورج مل جاٹ والی بھرت پور اوس کے حسن وجمال کا شہرہ سنکر مفتون ہوگیا۔ اور آدمی بھیجے کہ اوس لڑکی کو چھین لین۔ کنور وزیر خان مین شیر انداز خان۔ کے آدمیون سے اور جواہر سنگھ کے آدمیون سے لڑائی ہوئی۔ لڑکی کی مان نے یہ خبر سنکر چالبازی کی۔ اور تھوڑے دنون لطائف الحیل مین بسر کرکے ایک دن موقع پاکر لڑکی کو لیکر فرخ آباد مین نواب احمد خان بنگش کے پاس چلی گئی۔ یہان غازی الدین خان عماد الملک احمد شاہ ابدالی کے خوف سے موجود تھا۔ اور اونکے انجام کار کا منتظر تھا۔ اوسنے گنا بیگم کے حسن وجمال کا حال سنکر چاہا کہ اوس کو اپنے عقد مین لائے۔ اور نواب احمد خان برا بنا مانی اضمیر ظاہر کیا۔ مگر نواب نے شجاع الدولہ کا پاس خاطر کیا۔ اور گنا بیگم کو اونکے پاس بھیجا دیا۔ جنہون نے اوس سے نکاح کرلیا۔ آزون صاحب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی قلی خان والدہ اعتشامی کی ایک بیٹی بنو بیگم نام عماد الملک کے عقد مین تھی جس سے اوسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ نام پیدا ہوا۔ بہرصورت گنا بیگم علی قلی خان واعتشامی کی بیٹی ہے نہ قزلباش خان امید کی جیسا کہ محمد حسین آزاد نے آب حیات مین غلطی سے لکھا ہے۔

شاہزادہ عالی گہر کا عماد الملک کے خوف سے دہلی سے نکل جانا۔ اور اودھ کے ملک مین وارد ہونا۔ شجاع الدولہ کا اپنے چچازاد بھائی محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد کو دغا وفریب کے ساتھ گرفتار کرکے تباہ وبرباد کردینا

شاہزادہ عالی گہر جو بادشاہ ہوکر شاہ عالم ثانی کہلائے۔ غازی الدین خان کے فساد کی وجہ سے دہلی مین ٹہیرنا مناسب سمجھکر ملک بنگالے کے قصد سے دہلی سے نکلے۔ اور کھنپورے کے راستے سے ہوتے ہوے سہارنپور مین نجیب الدولہ کے پاس آئے اونہون نے آٹھ مہینہ تک شاہزادے کو اپنا مہمان رکھا۔ بہر شاہزادے بنگالے کی تسخیر کے ارادے سے اودھ کو روانہ ہوے۔ اور مراد آباد۔ رامپور۔ آنولہ۔ بریلی ہوتے ہوے پورب کیطرف بڑھے۔ اور ۱۹۔ ربیع الثانی ۱۱۷۳ ہجری کو بنگرام مین پہنچ گئے۔ اونکے ساتھ ان منشا زلمین عماد الدولہ ونوب خان وبہادر علیخان وصمصام خان

ریواڑی والہ بھی رہتے۔ شاہزادے بلگرام سے کوچ کرکے ملانوہ مین داخل ہوے اور وہان سے روانہ ہوکر تین دن مین قصبہ عین من کہ موہان کے متصل لکھنو سے سات کوس ہے ٹھیرے۔ جبکہ صوبہ اودہ کی حد مین قدم رکھا تھا تو شجاع الدولہ نے اصالت خان اور محلدار خان کی معرفت پچاس ہزار روپیہ نقد اور خیمے و ہاتھی و گھوڑے اور تحایف وغیرہ شاہزادے کے حضور مین بھیجے تھے اور آپ بھی ۹۔ جمادی الاولے کو منزل متصل موہان من حاضر ہوے اور حیلون و مکر سے ہمراہی کا ارادہ ظاہر کرکے اور یہہ بہانہ کرکے رخصت کیا[۵۲] خزانہ عامرہ عالم شاہی مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے ایک سو ایک اشرفی نذر گذرانی تھی اور مدد خرچ کے لئے ایک لاکھ روپیہ نقد اور دو ہاتھی سمہ عماری سائبان دار اور نالکی مرصع اور سات گھوڑے اور ایک خوان پر از جواہر اور بہت شالہاے سینہ اور خیمے اور برتن اور دس جھکڑے پیشکش کئے۔ شاہزادے نے چار گھڑی تک شجاع الدولہ سے خلوت کی اور خاص اپنا چہرہ مع سرپیچ کے اوڑھنی کی خاص بالکی مرحمت فرماکر رخصت کیا اور خود شاہزادے الہ آباد کی طرف بڑھے۔ محمد قلی خان شجاع الدولہ کا چچا زاد بھائی الہ آباد کا صوبہ دار تھا وہ شاہزادے کے پاس حاضر ہوا۔ شاہزادے نے اپنی سرکار کی تمام مہمات کا مختار بنایا۔ اور حکم دیا کہ فوج بہرائچ کرے شاہزادے نے الہ آباد کی سیر کے بعد عظیم آباد کا ارادہ کیا۔ اثناے راہ مین راجہ مہدو سنگھ بر اور پرتھی سنگھ حاضر ہوا۔ اور غرہ جمادی الاخرے کو موضع جھوسی مین بیرم خان نے ملازمت حاصل کی ۸۔ ماہ مذکور کو محمد قلی خان نے اپنے قیام گاہ پر شاہزادے کی دعوت کی اس موقع پر شاہزادے نے مرزا نجف خان کو ذوالفقار الدولہ کا خطاب دیا۔ ۷۔ رجب کو دریاے کرمناسہ کو عبور کیا ۱۲۔ کو مخلص خان وغیرہ نے عرضداشت رام نرائن صوبہ دار عظیم آباد کی پیش کی۔ پھر صوبہ دار مذکور خود تحائف وغیرہ بطور نذر کے لیکر محمد قلی خان کی وساطت سے حاضر حضور ہوا۔ شاہزادے نے اوسکو خلعت دیا اور محمد قلی خان سے ارشاد کیا کہ تم کو وزارت مبارک ہو۔ اوس نے عرض کیا کہ یہ حق شجاع الدولہ کا ہے اسلئے اوسکی عرض کے موافق وزارت شجاع الدولہ کے لئے تجویز ہوئی اور بخشی گری محمد قلی خان پر قرار پائی[۵۳]۔ اس محمد قلی خان کو شجاع الدولہ ہی نے شہزادے کے ساتھ رہکر سنگالے کے تسخیر کرنیکی ترغیب دی تھی کیونکہ وہ مدت سے یہ چاہتے تھے کہ کسی طور سے محمد قلی خان کو الہ آباد سے علحدہ کرین[۵۴]۔

سیر المتاخرین مین محمد قلی خان کے ساتھ شجاع الدولہ کی چال کرنیکے قصے کو اسطرح بیان کیا ہے کہ شجاع الدولہ

---

[۵۲] تاریخ سلاطین متاخرین ہند مین بخاہ ہزار کی جگہ اوسکو پچہتر ہزار لکھا ہے ۱۲ [۵۳] دیکھو سیر المتاخرین وغیرہ ۱۲ [۵۴] دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

کو چونکہ محمد قلی خان سے دغا منظور تھی اسلئے محمد قلی خان سے آکر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور کسی طرح متردد نہو متعاقب مین آؤنگا - مگر مین اپنے اہل و عیال کیطرف سے متفکر ہون کہ اون کو کسجگہ رکھوا - چاہتا ہون کہ کسی محفوظ مقام مین اون کو چھوڑکر اپنے دشمنون یعنی عماد الملک اور احمد خان بنگش وغیرہ سے اطمینان خاطر حاصل کرلون - اور تجمعی کرکے بنگالے کی تسخیر کا ارادہ کرون مگر مجھکو ایسی کوئی جگہہ دکھلائی نہین دیتی اور جنار گڑھ مین قلعہ تو ہے مگر وہان کوئی عمارت لایق بود و باش بیگمات کے نہین اور اوسکی آب و ہوا بھی بہادر کی وجہہ سے چندان سازگار نہین اگر مرزا نجف خان کو ایک حکم لکھدو تو مین قلعہ الہ آباد مین کہ عمدہ اور پرامن اور مضبوط جگہہ ہے اپنے اہل و عیال کو تمھارے اہل و عیال کے ساتھہ ایک آبرو سمجھہ کر ایک جگہہ رکھکر اعانت کرونگا محمد قلی خان اپنی ناسمجھی سے شجاع الدولہ کے مضمون مکر و فریب کو نہ سمجھا - رقعہ مہری اور دستخطی اپنا مرزا نجف خان قلعہ دار الہ آباد کے نام لکھہ کر شجاع الدولہ کے حوالے کردیا اور روبرو بھی مرزا نجف خان کو مزید تاکید سے پروانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح جدائی نہین ہے چچازاد بھائی ہین حاضر و غایب ہمارے ورثے کے مالک ہین - وہ جو کچھہ کہین اُنکے حکم کی تعمیل کیجو بہرحال شجاع الدولہ نے رقعہ خاطرخواہ لکھا کر معاودت کی جبکہ رام نرائن صوبہ دار عظیم آباد شاہزادے کی عنایت سے ممتاز ہوگیا تو بعض کوتہ اندیشون نے اوس سے محاسبہ چاہا جو کہ اس کا ادا کرنا اوسکی قدرت سے باہر تھا اسلئے باغی ہوگیا - اور عظیم آباد کے قلعہ مین متحصن ہوگیا - شاہزادے کی فوجنے محاصرہ کیا - گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ محمد قلی خان نے قلعہ کے فتح کرنے کے لئے بڑی کوشش کی اور مورچے قلعہ کے تلے پہنچا دئے اور برج شمالی مین نقب لگا کر بارود پہنچا دی - صرف یہ کام باقی تھا کہ آگ دیجاے - اللہ کی مرضی نہ تھی کہ قلعہ فتح ہو - پردۂ غیب سے ایک دوسری صورت پیدا ہوگئی وہ یہ کہ نواب سالار جنگ اور راجہ بینی بہادر نے متفق ہوکر نواب شجاع الدولہ سے کہا کہ اگر محمد قلی خان کے تردد سے قلعہ عظیم آباد فتح ہوگیا تو آپ کی وزارت مین رخنہ پڑجائیگا شجاع الدولہ نے اس بات پر یقین کرکے الہ آباد کی طرف کوچ بطریق یلغار کیا اور قلعہ کے حوالے کرنے کی نجف خان سے درخواست کی اوس نے جواب دیا کہ محمد قلی خان کے حکم کے بغیر نہین دے سکتا - اسوجہ سے وزیر کے دلمین زیادہ کدورت آئی - شجاع الدولہ نے سوچا کہ کہ اگر محمد قلی خان کے عیال و اطفال کو گرفتار کرلیا جاوے تو وہ ضرور اپنی کوششون کو ناتمام چھوڑکر عظیم آباد سے لوٹ آئیگا - سیر المتاخرین اور مرات آفتاب نما کے مولف لکھتے ہین کہ

اسی نیت سے شجاع الدولہ نے اون کو گرفتار کرنا چاہا اسخف خان نے جو مزاحمت کی تو بلطائف الحیل اونکو قلعہ سے نکالکر نظربند کرلیا - جبکہ محمد قلی خان کو یہ خبر پہنچی کہ شجاع الدولہ نے غاکر کے اوس کے قلعہ دار سے قلعہ الہ آباد چھین لیا ہے اور خود قابض اور متصرف ہوگئے ہین - اور اوسکے اہل و عیال کو نظربند کرلیا ہے نہایت مضطرب ہوا - اور اسی اثنا مین اوس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ قلعہ عظیم آباد کے محصورین کی مدد کے لئے بنگالے سے لشکر عظیم آرہا ہے تو اوسکی ہمت پست ہوگئی اور بیقرار ہوکر شجاع الدولہ کی طرف مراجعت کی - گیان پرکاش کے مولف نے لکھا ہے کہ خود شجاع الدولہ نے لکھکر محمد قلی خان کو عظیم آباد سے واپس بلایا - اونکی تحریر پہنچتے ہی وہ راسخ الاعتقادی کی وجہ سے وہان سے روانہ ہوا - مگر شجاع الدولہ کا لکھکر بلانا کسی دوسری کتاب سے ثابت نہین ہوتا -

بہرصورت جب محمد قلی خان عظیم آباد سے واپس ہونے لگا تو بہلوان سنگھہ وغیرہ رفقائے اوسکو سمجھایا کہ اب شجاع الدولہ سے نرمی کی امید نامعقول ہے اسی جگہ لڑنا چاہیے مگر اوس نے نہ مانا صبح ہوتے ہی کوچ کا ڈنکا بجوا کر اپنے ملک کی راہ لی شاہزادے نے بھی مجبور ہوکر وہان سے کوچ کردیا - جب شجاع الدولہ نے یہ خبر سنی کہ شاہزادہ - اور محمد قلی خان بے فتح کئے لوٹ رہے ہین تو کمال نامردی سے مروت و ایمان چھوڑ کر اپنے نائب راجہ بینی بہادر اور بلونت سنگھہ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق ہوکر محمد قلی خان کے روبرو جاؤ اور سختی سے بندوبست کرو کہ وہ الہ آباد مین نہ گھس سکے اور جسطرح ممکن ہو اوسے گرفتار کرلو راجہاے مذکور حسب الحکم متفق ہوکر مقابل بنارس دیا سے گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پشتر مقیم ہوئے رام نگر بلونت سنگھہ کا آباد کیا ہوا اور اوس کا وطن اصلی تہا ان دونون نے توپین محمد قلی خان کے لشکر کے مقابل لگاکر مستعد مزاحمت ہوئے - شاہزادے اور موشیر لاک فرانسیس کو کہلا بہیجا کہ تمہین آپ سے کچھہ کام نہین جدہر عزم ہو چلے جائیے مگر محمد قلی خان کو مجال حرکت نہ دینگے تاکہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑہائے - شاہزادے نے اپنا نکلنا ایسی بلاے ناگہانی اور مصیبت آسمانی سے غنیمت سمجھا موشیر لاک کو اپنا رفیق بناکر چپکے سے

سلہ یہ الفاظ سیر المتاخرین مین لکھے ہین ۱۲

مین قیام کرنے کی غرض سے مرزاپور ہوتے ہوئے ملک بوندیلکھنڈ کی راہ لی اور محمد قلی خان سید راجی کی سرائے سے کسی قدر فاصلہ پر خیمہ زن تھا - جو کوئی اوس کے لشکر مین سے بلکہ عظیم آباد کی طرف سے آگے کو قدم بڑہاتا - زمینداران اطراف بلونت سنگہ کا شکار ہو جاتا - محمد قلی خان مع لشکر کے اسیر دام تحیر ہوا - چاپلوسی کے سوال و جواب مین بسر کرتا تھا اور وقع الوقتی سے اپنا کام نکالتا تھا - اور امیدوار تھا کہ شاید پھر دوبارہ عذاو ندکریم سے تائید نمودار ہو جائے - اکثر ہمراہیون نے جو صاحب جرات تھے صلاح دی کہ بینی بہادر اور بلونت سنگھ سے جنگ کرو - اور فی الواقع یہی بہتر تھا کیونکہ جو کچھ مقدر ہین عزت و ناموس سے ہوتا مگر بد حواسی نے اس حواس باختہ کو جرات نہ دلائی - چند روز کے بعد محمد قلی خان نے درخواست کی کہ ہتھوڑے سے ہمراہیون کے ساتھہ مجکو شجاع الدولہ کے پاس چلا جانے دیجئے مزاحمون نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت دی - اور اس شخص نے صلہ رحمی کی امید پر اور خیال پر کہ شجاع الدولہ میرے چچازاد بہائی ہین - بارہ سوار اور چند خدمتگار ساتھہ لیکر گنگا کو عبور کیا - اور شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا - اور یہ سمجھا کہ بروقت مقابلہ یہ سب رنجیدگی خاطر اور کبیدگی دل برطرف ہو جائینگی یہ تمام فتور دشمنون نے ڈالدیا ہے - وہ منافقین بالکل جانتا رہے گا - اور شجاع الدولہ کے بالسنے حکم ہو چکا تھا کہ جب محمد قلی خان روانہ ہو اوس کی روانگی کے چند روز بعد اوسکے لشکرگاہ کو لوٹ کر تمام و اسباب ضبط کرلین حکم جدید کے منتظر نرہین - اس حکم قطعی سمجھین - جب محمد قلی خان کی روانگی کو دو تین روز کا عرصہ گذرا راجہ بلونت سنگھہ اور بینی بہادر نے اوسکے لشکر کو لوٹنے کے ارادے سے چڑہائی کی - ان کی دست درازی اور تعدی سے لشکر مین جمع و نفع اور محشر کے آثار نمودار ہوئے - ایک خلق کثیر بلاے بیدرمان مین مبتلا ہوئی - اکثر لشکری بے آبرو ہوئے اور مال و اسباب غارت ہوا - چند بے نام و نشان آدمی ان دونون راجونکی قرابت داری کی وجہ سے اوس لشکر مین چھپ کر محفوظ رہے اور بہت سے آدمیونکو بارے کے ایک سید نے جو بینی بہادر کے لشکر مین جما عدار تھا بچایا[1] الغرض محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچا اونھون نے بغلگیر کیا اور خیر و عافیت پوچھہ کر اوسکو پہلے کہڑی ہونی حاضرین نے اوسکو تنبیہ کردیا[2] خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے محمد قلی خان کو قید کر کے لکھنؤ مین رکھا اور آخر کار قتل کر دیا

[1] دیکھو سیر المتاخرین - [2] دیکھو گیان بر کاش ۲

نواب شجاع الدولہ کا نجیب الدولہ کی مدد کے لئے مرہٹونکے مقابلے کے واسطے نجیب آباد کو جانا

جنہکو اوراوس کا چچا دتا سیندہیا محرم ۱۷۷۱ھ ہجری مین دکن سے ہند مین آئے اوران دونون نے اتفاق کرکے روہیلون کے ملک کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور بعد اسکے صوبہ اودہ مین مداخلت کا قصد تہا[۱]۔ وزیر اعظم غازی الدین خان نے بھی اونکو یہی صلاح دی ۱۷۷۲ھ ہجری مین انہون نے حمبا کو عبور کرکے نجیب الدولہ پر چڑہائی کی نجیب الدولہ نے گنگا کے کنارے مظفر نگر کے پاس سکرتال مین جو میرٹھ سے شرقی وشمالی جانب ۱۴ کوس کے فاصلے پر ہے پناہ لی اس واقعہ کی تاریخ اس مصرعہ سے نکالی ہے ؎ ببرے را شکار آمد کرد ؛ (سکرتال لفظ ہندی ہے سین مہملہ مضموم اور کاف تازی مشدد اور راے مہملہ ساکن اور تاے قرشت اور الف والام سے) اور وہان سے نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلکہنڈ سے امداد کے واسطے درخواست کی یہان سے موسم برسات کے ختم ہونے تک مدد پہونچنے مین دیر ہوئی اور جب تک نجیب الدولہ نے اون مٹی کی دیوارونکی آڈ مین بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی سرداران روہیلہ عین موسم برسات مین کوچ کرکے لمبی لمبی منزلین کرتے ہوئے امروہے پہنچکر ٹہہر گئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے میر غلام رسول کو شجاع الدولہ کے پاس بہیجا کہ وہ بھی مدد کرین۔ حسین شاہی مین امام الدین حسینی نے بیان کیا ہے کہ غازی الدین خان نے نواب شجاع الدولہ کو لکہا تہا کہ آپ بھی اگر ہمارے شریک ہوجاے تو ہم اور آپ متفق ہوکر اس ہندو سنی نجیب الدولہ کو یہان سے دور کردین اور اس سلطنت کا انتظام اپنی مرضی سے کرین شجاع الدولہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے علی بیگ خان جارچی کو جو نہایت ظریف اور دانا تہا عماد الملک کے پاس بہیجکر لطائف الحیل مین رکہا تاکہ مخالفت پر آمادہ نہو۔ اسی ایام مین نجیب الدولہ نے بھی نواب شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ بیٹے احمد شاہ درانی کو بلایا ہی مناسب یہی کہ اسوقت تین آپ ہماری مدد کرین کہ یہ بات ہماری اور آپکے حق مین بہت مفید ہو اگر مرہٹون نے ہمارے ملک پر قبضہ پالیا تو آپکے ملک کا بھی

[۱] دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲

طمع کرینگے - شجاع الدولہ جانتے تھے کہ غازی الدین خان بدطینت اور مفسد ہی کیونکہ ۱۱۷۳ھ ہجری مین شاہزادہ ہدایت بخش اور مرزا بابر کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ کی بربادی کے لیے فرخ آباد کے راستے سے اودھ پر چڑھائی کی تھی - اور شجاع الدولہ نے دانائی کرکے نواب سعد اللہ خان سے بگڑی مل کے اور روہیلون کو متفق کرکے اوس کے شر سے نجات پائی تھی اس سبب سے شجاع الدولہ نے اوس کے قول پر اعتماد نہ کیا اور نجیب الدولہ کی رفاقت کو بہتر سمجھا کیونکہ اس مین اونکو اپنے ملک کی بھلائی بھی نظر آتی تھی چنانچہ شجاع الدولہ فوراً تیاری کرکے ۱۰ شوال ۱۱۷۳ ہجری مین لکھنؤ سے برآمد ہوے اور شاہ آباد ضلع ہردوئی مین پہنچکر چند مہینے یہان قیام کیا - کیونکہ گنگا کی طغیانی لشکر تال پہنچنے مین مانع تھی - دتا سیندھیا کو اتفاق مذکور کا پرچہ لگا اور گنگا کی طغیانی مین کمی ہوئی تو اوسنے گوبند رائے بندیلے کو اپنے لشکر سے مع بیس ہزار پیادہ وسوار کے الگ کرکے روانہ کیا - اوس نے ٹھاکر دوارے کے پاس گنگا کو پایاب عبور کرکے چاندپور نگینہ وغیرہ اوس طرف کے پرگنات کو لوٹنا شروع کیا - شجاع الدولہ اوائل ربیع الاول ۱۱۷۳ ہجری مین بیس ہزار سوار کے ساتھ شاہ آباد سے روانہ ہوے اور بڑی منزلین کرکے نواب سعد اللہ خان کے شریک ہوگئے - سیندھیا کے حکم کی تعمیل معقول طور پر کی گئی اور ایک مہینہ سے کچھ زیادہ عرصے مین مرہٹون نے قریب تیرہ سو کانون اطراف امروہہ کے تباہ کر ڈالے - تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ مرہٹون نے قصبہ امروہہ کو لوٹ کر وہانکے اکثر سیدون اور شرفون کو قید کرلیا - ذوالفقار الدولہ نے اون غریبون پر رحم کرکے مرہٹون کو اونکی رہائی کے عوض اپنے پاس سے روپیے دینے کا وعدہ کرکے اونکو رہا کرادیا آخرکار روہیلے اور نواب شجاع الدولہ چاندپور پہنچ گئے - اونہون نے جسدن چاندپور سے کوچ کیا مرہٹونکی فوج راہ مین کم کم نظر آئی پانچ کوس چلکر بلہدوہ[1] پرگنہ چاندپور مین پہنچے تو خبر آئی کہ مرہٹون نے اکثر مقامات پر زور باندھ رکھا ہے - شجاع الدولہ نے اپنی فوج مین سے نواب کرم شاہین اور امرادگر گوشاہین کو مرہٹونکی سرکوبی کے لیے ایک طرف بھیجا اور اپنے خالہ زاد بھائی میر نجف علی خانکو پانچہزار سوارونکے ساتھ اور میر باقر میمونی کو چار ہزار سوارونکے ساتھ مرہٹون کے پڑاو کی طرف روانہ کیا ان سرداروں نے مرہٹونکی خوب گوشمالی کی خاصکر نواب کرم نے ایک سو مرہٹے زندہ گرفتار کیے اور دو سو مارے گئے اور بہت سا اونکا مال واسباب اور بیشمار گھوڑے جنمین سے مرہٹہ گوبند پنڈت کی ہاتھی مین ہاتھ گرتے پڑتے گنگا کو عبور کرگئے - اس عبور مین اونکے بہت سے آدمی ڈوب گئے اور جو گنگا مین گھس سکے وہ

[1] بلہدوہ بفتح با وسکون لام وضم دال مہملہ وفتح واو وہاے ساکن ۱۲ خزانہ عامرہ ۵۳ دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲

مارے گئے یہ واقعہ ماہ نومبر ۱۷۵۹ء مطابق جمادی الاولی ۱۱۷۳ھ ہجری کا ہی۔ صبح کو بلہ وہ سے کوچ ہوگیا اور نجیب الدولہ کے پاس پہنچگئے۔ مگر مرہٹے گنگا پار کا علاقہ تباہ کرتے رہے اور جب افواج اسلام کے سامنے پڑتے پوری سزا اوٹھاتے سیندھیا کی فوج اوس ٹکڑے کے لوٹنے سے جو روہیلکھنڈ کو بھجوا گیا تھا ایسی کمزور ہوگئی کہ وہ صلح کا خواہاں ہوا۔ مگر اس وجہ سے زیادہ قوی وجہ یہ تھی کہ نجیب الدولہ اور تمام پٹھانون اور ہندوستان کے راجون نے مرہٹون اور غازی الدین خان وزیر کے فساد سے تنگ ہوکر احمد شاہ ابدالی کی خدمت مین عرضیان بھیجی تھین اور استدعا کی تھی کہ آپ ہندوستان تشریف لائے۔ چنانچہ احمد شاہ قندہار سے ہندوستان کی طرف کوچ کرکے بہت قریب آپہونچے تھے۔ غرضکہ مرہٹون نے شجاع الدولہ اور روہیلون سے آشتی کی شرطین پیش کین اور اون شرطون کے موافق صلح باہم ہوئی اور مرہٹے احمد شاہ کے خوف سے صلح کا نام کرکے ۱۷۵۹ء مین بالکل روہیلون کے ملک سے چلے گئے۔ روہیلون نے شجاع الدولہ کے سامنے کشتیان کپڑون اور جواہر کی اور ہاتھی گھوڑے اور زر نقد پیش کیا۔ اور ان سردارون نے شاہ کی آمد آمد کی خبر سنکر جلدی سے شجاع الدولہ کو رخصت کردیا اس خیال سے کہ احمد شاہ آجائینگے تو شجاع الدولہ کو رخصت حاصل نہوسکیگی۔ شجاع الدولہ نے جمادی الاول ۱۱۷۳ھ ہجری کو وارد بلگرام ہوے اور نوین کو لکھنو مین داخل ہوگئے۔ اور ان سردارون نے عرضیان اس مضمون کی احمد شاہ کو لکھین کہ نواب شجاع الدولہ کسی قدر علیل ہوگئے تھے اور اونکے ملک مین فساد پیدا ہوگیا تھا اسلئے اودہ کو رخصت کردئے گئے۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ مین سے تین ہزار سوار علی بیگ خانکی ماتحتی مین احمد شاہ کے شریک ہونے کے لئے نجیب الدولہ کے پاس بھیجدئے تھے[1]

جنگ پانی پت مین شجاع الدولہ کی کارروائی

دتا سیندھیا نجیب الدولہ سے صلح کا نام کرکے احمد شاہ درانی کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ مرہٹونکے رفیق جاٹون نے اس زمانے مین اونکی مدد نہ کی تھی۔ مگر باوصف اس کے اسّی ہزار سوار جرار اونکے لڑائی کے میدان مین موجود تھے پیوار ایسی دو گروہون مین منقسم تھے کہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے کسی قدر فاصلہ تھا انمین سے ایک گروہ دتا سیندھیا کی ماتحتی مین

---

[1] دیکھو جلد سوم مرآت احمدی ۱۲

تہا اور دوسرا لکہ اٹھا بدراو ہلکر کے تخت مین تہا۔ احمد شاہ یہ خبر سنکر کہ مرہٹے روہیلونکو ایذا دے رہے ہین اونکی مدد کے لئے ممالک مغربی شمالی کیطرف روانہ ہوے اور شمالی پہاڑونکے قریب قریب منزلین کرتے ہوے سہارنپور کی برابر جمنا سے پار اوتر گیے۔ سردارانِ روہیلہ شاہ کی آمد کا حال سنکر سکرتال سے کوچ کرکے احمد شاہ کے لشکر مین پہنچ گئے۔ چونکہ ملکی لوگ مرہٹونکی دست اندازیون سے سخت ناراض تہے اسلئے احمد شاہ کے کوچ و مقام سے اونکو واقف نہ کیا یہانتک کہ احمد شاہ نے میدان باولی مین کہ دہلی کے قریب ہے دتا سندیہا کو گہیر لیا اور جمادی الاخری ۱۱۶۳ ہجری مین خود دتا اور اوسکی فوج کے دو تہائی حصے عین میدان مین مارے گئے۔ ملہار راو ہلکر سکندرہ مین پڑا ہوا تہا وہ چمبل کی جانب جنوبی ملک مین بہاگنے لگا۔ یہ ٹکڑا اسلئے سیدہی راہ سے منحرف ہوا تہا کہ مسلمانون کی رسدون کو لوٹے کہسوٹے۔ مگر مراد اوسکی پوری نہوئی کہ بندرہ ہزار درانیون نے اوس کا تعاقب کرکے اوسکو جا دبایا اور قریب تباہی کے پہنچا دیا۔ جب دتا سندیہا اور ہلکر کی درانیون کے ہاتھ سے کامل شکستونکی دربار دکن مین خبر پہونچی تو بالاجی پیشوا کا چچیرا بہائی سداشیو راو جو بہاؤ کے لقب سے چار دانگ ہندوستان مین مشہور ہے مرہٹون کے دربار سے مامور ہوا۔ اس زمانے مین مرہٹونکی قوت غایت عروج پر تہی۔ اور اونکی قلمرو کی وسعت یہانتک پہنچی تہی کہ شمال مین سرحد اوسکی کوہ ہمالیہ اور دریاے اٹک اور جنوب مین جزیرہ نماے دکن کے عین سرے تک یعنی سمندر تک پہیلی تہی اور حدود مذکورہ مین جو ملک اونکی حکومت سے خارج تہے اور اونکو باجگذار تہے یا اونکے ہاتھ سے پامال تہے۔ اور یہ ساری قوت بالاجی کے قبض و قدرت مین تہی مرہٹونکی قوم کو جاہ و حشمت کی حیثیت اور شان و شوکت کی رو سے جو بات حاصل تہی بہاؤ کی قدر و وقار بڑہانے کی غرض سے خاص اس موقع پر صرف کیگئی۔ سندیہا اور ہلکر تباہی سنکر آمادگی پر آمادگی زیادہ ہوئی اونکا پورا ارادہ یہ تہا کہ بڑی جد و جہد اور سعی و ہمت سے ہندوستان خاص کی فتح و کشایش مین پہلی چوٹ ایسی لگاؤ کہ قصہ ہی پاک ہو جاے۔ بالاجی کا جون بیٹا اور علانیہ وارث اوس کا بسواس راے اور بڑے بڑے برہمن اور چنے چنے مرہٹے سرداراوس کے ساتھ ہوے۔ اور بہت سے راجپوتون کے گروہ اوسکی امداد و اعانت کی غرض سے راہ مین اوس سے ملتے گئے۔ بہرت پور کا راجہ سورج مل بھی ہلکر اور جمنکو کے ذریعہ سے بہاؤ سے ملا۔ بہاؤ نے ایک کوس سے استقبال کیا۔ سورج مل سیں ہزار جانونکے ساتھ اوس کی مدد کے لئے ہمراہ ہوا۔ سورج مل نے جو ایک

دراز عرصہ سے مرہٹوں کی رفاقت میں لڑنے مرنے کا عادی ہو گیا تھا۔ بہاؤ کو اس موقع پر یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے
بیادوں اور ہماری بھاری اسبابوں کو ہماری ملک میں چھوڑ دیں کہ وہ مضبوط قلعوں میں محفوظ و مامون رہیں گے اور
سوار فوج ہمراہ لیکر آگے کو بڑھیں۔ اور مرہٹوں کے طریقے کے موافق اپنے دشمنوں کو تنگ کریں اور لڑائی کو
یہانتک طول دیں کہ درانی لوگ جو کئی مہینے سے ہندوستان میں آئے ہوئے ہیں آب و ہوا کی ناموافقت سے مجبور
ہو کر اپنے پہاڑوں کو لوٹکر چلے جائیں اگرچہ اور مرہٹوں نے تائید اس معقول مشورہ کی کی مگر بہاؤ نے بلکہ خود سکو روکیا۔
اسلئے کہ وہ اپنی فتح کو جو اسکے حیلے سے حاصل ہو اپنی بڑے پائے کے سابوں کمتر سمجھتا تھا بلکہ بہاؤ نے سورجمل کے جواب میں
یہ کہا کہ تو ایک جھوٹا سازیندار ہے۔ بڑے بڑے ملکوں کی تدبیر اور انتظام کی قابلیت نہیں رکھتا۔ عماد الملک بھی سورجمل
کی وساطت سے مہرا کے پاس بھاؤ سے ملا حاصل یہ کہ وہ بڑی دھام سے دلی کی جانب بڑھا جبکہ تھوڑے سے
درانی اور شریک اونکی قابض و متصرف تھے۔ محیط شہر پناہ کے بڑے حصوں طویل ہونے سے توپ کے کسی
برج کی حفظ و حراست سے غفلت برتی گئی تھی کہ مرہٹوں کا ایک گروہ اوپر چڑھ گیا۔ اگرچہ محصورون نے تھوڑی
دیر تک قلعہ کو بچائے رکھا مگر توپوں کی مار سے اطاعت کو قبول کیا۔ مزار اقدام نبوی کے طرف طلائی و نقرئی۔
اور مقبرہ شاہ نظام الدین اولیا اور محمد شاہ کی قبر کے عود سوز اور شمعدان اور قندیلوں کو اور محل کی آرایش
کے سامانوں کو اوٹھوا لیا۔ دیوان خاص کی مینا کاری نقرئی چھت کو بھی اوکھڑوا کر کمسال میں ڈھلوا لیا۔ اور تخت
شاہی پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور بادشاہی زیوروں کو بھی دبا لیا۔ بلکہ اوس نے یہ تجویز کی تھی کہ بسواس رائے
کو ہندوستان کا بادشاہ بنائے۔ اور اوسکی بادشاہی کا اعلان کرائے مگر لوگوں کے سمجھانے سے
اوسکو جب تک کے لئے ملتوی رکھا کہ درانیوں کو ایک بار اوتار دے۔ بہاؤ نے محی السنہ کو تخت سے
اتار کر مرزا جوان بخت پسر شاہ عالم کو تخت پر بٹھایا۔ اور غائبانہ عہدہ وزارت شجاع الدولہ کے
نام مقرر کیا۔ اس میں یہ تدبیر تھی کہ اخبار شاہ ابدالی سماعت کرینگے صفدر شجاع الدولہ سے
بدگمان ہوں گے۔ مسلمانوں کی جمعیت میں تفرقہ پڑ جائے گا۔ مطلب ان کا ہو جائے گا۔ لیکن
ان کا مطلب پورا نہوا۔ مسلمانوں میں کسی طرح تفرقہ نہوا۔ ان تمام نامناسب حرکتوں کے دیکھنے
سے سورجمل متنفر ہو کر سخت گھبرایا۔ چنانچہ اوس نے خفیہ شجاع الدولہ سے
صلاح کی۔ اور علانیہ بہاؤ سے بھی رفاقت نہ توڑی۔ اوس سے کہا کہ بہتر یہ ہے
کہ میں اپنے وطن کو چلا جاؤں۔ تاکہ وہاں سے آپ کے لشکر میں رسد
بھیجوا تا رہوں۔ بہاؤ نے سورجمل کو رخصت کر دیا۔ اور وہ اپنے ملک کو چلا گیا
مراۃ احمدی میں لکھا ہے کہ جب سورجمل شجاع الدولہ کی صلاح سے بلب گڑھ کو چلا گیا تو شجاع الدولہ

اوسکے لئے احمد شاہ کے یہان سے خلعت اور فرمان بھجوایا۔ بہاؤ کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے اپنے یہان سے خلعت اور فیل سورجمل کے واسطے بھیجکر کہلایا کہ ہم سے تا انصافی کرکے بادشاہ سے اتفاق کرنا جو ہم دونون کا مذہب مین مخالف ہے مناسب نہین اب تم یہ کرو کہ راستوکی ایسی نگرانی رکھو کہ شاہ کے لشکر مین رسد کسی طرف سے نہ پہنچ سکے۔ سورجمل شجاع الدولہ کے اشارے سے بلب گڑھ سے اودھر کو اپنے مسکن کو چلا گیا۔ اور کسی طرف مدد نہ کی۔ احمد شاہ درانی برسات کے بورے ہونے تک اونب شہر مین پڑے رہے جو اودہ کی سرحد پر واقع تھا اور ایک بڑے عہد و پیمان کے بڑے معاملے کی صورت سے خاص اودہ مین گئے تھے اسلئے کہ اونکو یقین کامل تھا کہ سارے روہیلے اونکی شریک ہونگے۔ مگر شجاع الدولہ کی طرف سے متردد تھے۔ شجاع الدولہ نے اپنی مطالب و اغراض کی ضرورت سے دونون فریق سے الگ تھلگ رہنا مناسب تصور کیا اور احمد شاہ کی شرکت سے وہ موروثی عداوت بھی مانع تھی جو اونکے باپ صفدر جنگ اور احمد شاہ بین مقام سرہند ۱۱۶۵ھ ہجری مین علانیہ واقع ہوئی تھی۔ اور احمد شاہ اسفر ض سے اونب شہر تک بڑھ گئے تھے کہ شجاع الدولہ کو اپنے رعب و داب سے دبا لین اور نواب احمد خان بنگش اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا کہ مشہور روایت[1] یہ ہے کہ نجیب الدولہ کو بصیغہ رسالت بھیجا کہ شجاع الدولہ کو واسطے شرکت کے اودہ سے ہمارے پاس لائین نجیب الدولہ براہ اٹاوہ قنوج آئے۔ اور شجاع الدولہ اونکی ملاقات کو مہدی پور بصافات باوہ مین پہنچے۔ دونون نے ملاقات کے بعد اسکی گفتگو ہوئی نجیب الدولہ نے کہا کہ احمد شاہ نے ہمین بلایا ہے تمہارے منتظر رہتے ہین۔ شجاع الدولہ نے جواب دیا مین کیون جاؤن کیا میرا سر پھرا ہے۔ میرے باپ نے سرہند کے مقام پر شاہ کو شکست دی تھی کدورت اوسکی شاہ کے دلمین ضرور ہوگی سوا اس کے ہم خادم بادشاہ دہلی کے ہین دوسرونکے روبرو سر کب جھکاتے ہین۔ مذہب مین بھی شاہ سے اور ہم سے مخالفت ہے تو کہنی عداوت ہے علاوہ اسکے سرہندونکے وکیل آئے ہین۔ برہان الملک کے ساتھ جو عہد ہوا تھا اوس کے نباہ کو کہتے ہین۔ اور اقرار جدید بھی ہوتا ہے۔ ہمارے ملک سے کبھی مزاحم ہونیکا عہد کیا جاتا ہے فرماتے مجھے دوسرے سے کیا فائدہ دوسرونکے معاملے سے کیا علاقہ۔ اگر احمد شاہ بادشاہ ہند ہوئے تمھین بتاؤ ہمین تمہارے حال پر چھوڑینگے۔ نجیب الدولہ نے کہا کہ یہ اتفاق کب ہوتا ہے جو اسوقت ہوگیا ہے

---

[1] دیکھو تاریخ فرخ آباد مولفہ آزاد صاحب ۱۲ [2] دیکھو تاریخ باوہ و عماد السعادت و سیر المتاخرین ۱۲

تمھین سو جو مرہٹون نے بہت سزا دیا ہے - اگر اب بھی اونکی سزا نہوگی فرمائیے کوئی ریاست بچے گی - تم وزیر کس کے ہوگے - جب سلطنت نرہیگی تو کیونکی اطاعت کروگے - یہ غیرت تمہاری تقاضا کرتی ہی - ہان اس کا تمین ذمے دار ہون - احمد شاہ تم سے کاوش نکرینگے - اگر بالفرض کچھہ کاوش کرین بندہ تمہا را شریک ہوگا - شاہ کو تمہاری طرف آنکھہ اوٹھا کے نہ دیکھنے دونگا - شجاع الدولہ نے کہا اگر ہم جاوینگے مرہٹے ہمسے مہمان جائینگے اُنسے عداوت ہوگی - اور جب شاہ سے بھی نہ بنی تو اُنسے بھی لڑائی ہوگی ہم تم شاہ سے لڑین گے - دونون کٹ کٹ مرینگے - مرہٹے بلاد دوسرا ملک لینگے اس کا نتیجہ کیا نکلیگا - ہندمین کہین ٹھکانا نرہیگا - الغرض نجیب الدولہ کیطرف سے چلنے مین اصرار تھا اور شجاع الدولہ کی جانب سے انکار تھا - نجیب الدولہ لاچار ہوے تو شجاع الدولہ کے روبرو تلوار کو میان سے نکال کے رکھا اور سر کو جھکایا - اور یہ کہا ضرور آپ تشریف لے چلین ورنہ تلوار حاضر ہے مجھے قتل کرین - شجاع الدولہ لاچار ہوے چلنے کو تیار ہوے مرزا الہی اپنے بیٹے کو جو گیارہ برس کا تھا نائب صوبہ مقرر کرکے اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام بنا کے آخر ذی قعدہ ۱۱۷۱ھ ہجری مین دس ہزار[۱] فوج لیکر نجیب الدولہ کے ساتھ احمد شاہ کے لشکر روانہ ہوے اور ۲۰ ذیحجہ کو اشرف الوزرا شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی نے استقبال کیا اور باہم ملکر احمد شاہ کے حضور مین پہنچے احمد شاہ نے مہربانی کرکے اپنے بیٹے تیمور شاہ کا شجاع الدولہ سے معانقہ کرایا - شجاع الدولہ نے اپنی نوبت بجانے کی لشکر شاہی مین استدعا کی - اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہے - شجاع الدولہ نے کہا کہ میری نوبت شاہ ہند کی بخشی ہوئی ہے نہ حضور کی اور بندہ شاہ ہند کا نوکر ہے نہ آپکا آخرکار احمد شاہ نے اجازت دی اور نوبت شاہی کے تمام ہونے کے بعد شجاع الدولہ کی نوبت بجتی تھی - گمان پر کاش مین لکھا ہے کہ احمد شاہ نے شجاع الدولہ کے دیرے اپنے دست راست کہرے کرائے باوصف اسکے کہ احمد شاہ سے موافقت ہوگئی - مگر شجاع الدولہ نے اغرض سے حضور کتابت کا سلسلہ مرہٹون سے قایم رکھا کہ مصلحت کا مقتضی ہوگا تو صلح کیجائے گی - اور علاوہ اسکے یہ بات اونکی وہ مفید ذریعہ بھی تھا کہ مرہٹون اور احمد شاہ کے درمیان صلح کے پیک پیام آتے جاتے تھے - مولانا غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ایک برہمن میرا شاگرد تھا جو بہاؤ کا مصاحب اور مدار علیہ تھا اوس نے مجھکو ایک خط مین لکھا کہ من بہاؤ کے حکم سے سفارت کے لئے جمنا کے اوس پار شجاع الدولہ

---

[۱] دیکھو سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ ۱۲

قریب قریب تھین جو مختلف المقدار گولیون سے بھری جاتی تھین - جن مین سے اکثر ہندوستانی رفیقون کی تھین - علاوہ انکے چند توپین مفصیل شکن بھی تھین - اور اس لئے کہ احمد شاہ کی فوج تعداد و کثرت مین قلیل تھی دشمن کی فوج پر حملہ نہ کر سکتی تھی - چنانچہ اونہون نے بڑا و ڈالا اور فوج کے چارون طرف خندق کھدوائے - اور جبکہ عام لڑائی کا واقع ہونا اسطرح ملتوی رہا تو بھاؤ کی امید نکی صورت معقول طرح سے نہ بندھی - چنانچہ اوس نے گوبند راے بندیلے کو یہ حکم دیا کہ جمنا کے نیچے کی دوآب پر جو فوج اوس سے فراہم ہو سکے فراہم کرے - غرضکہ وہ سردار دس بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر درانیون کے پیچھے سے پہونچا - مگر احمد شاہ کی فوج سے دور دور سلسلہ رہا کہ آفتون سے محفوظ اور مامون رہے اور مرہٹون کی مانند ایسی طرح ملک مین پھیلا کہ تمام رسدون کو روکنا شروع کیا - اور گمان غالب ہے کہ بھاؤ نے اور بھی گروہ اپنے سوار ونکے بھیجکر مسلمانون کیطرف رسد روکنے کا انتظام کیا ہوگا اسلئے کہ بہت عرصہ گذرنے نہ پایا تھا کہ مسلمانون کا لشکر رسدونکی کمی و کوتاہی سے نہایت تکلیفین اوٹھانے لگا - اگرچہ درانی ایسی لوٹ مار کی لڑائی کے عادی تھے جیسی مرہٹون دو دو مہینے سے پیش ہوتی تھی - مگر اونہون نے اس نقصان کو اپنی فوج کے ٹکڑون کے کوچ مقام سے پورا کیا - خزانہ عامرہ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۱۷۵ ہجری کو احمد شاہ نے مرہٹونکے توپخانہ پر حملہ کیا جہان خان اور شاہ پسند خان اور نجیب الدولہ کو ہراول لشکر مین مقرر کیا - اور انکے پیچھے شجاع الدولہ اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان - اور نواب فیض اللہ خان کو مقرر کیا - اور انکے عقب مین احمد شاہ ایرانی حوض وزیر کے رہے مرہٹے مقابلے کو نکلے اور ایک بان کی زد کے فاصلے سے کھڑے ہوتے - اور لڑائی ہونے لگی - ظہر کے وقت سے لڑائی شروع ہوئی - تھوڑا دن باقی رہے - نجیب الدولہ کے ہمراہی مندوقین مارتے ہوئے مرہٹون کے مورچون مین گھس گئے - ملہار راؤ بھاؤ کا سالا مارا گیا - آج ہی لڑائی کا فیصلہ ہو جاتا مگر رات ہو جانے کی وجہ سے لڑائی ختم ہو گئی - اور روہیلے جیرہ دستی کر کے مرہٹونکے لشکر مین سے نکلکر اپنے لشکر مین داخل ہوئے - نواب شجاع الدولہ کا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے سے قریب تھا - احمد شاہ نے جہان خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ مرہٹونکی رسدون کو گرفتار کرے - اور شاہ پسند خان کو چھ ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ مرہٹون کے گرد و پیش کے گانوں کو سیدھ رو بیس کوس تک برباد کر دے - تاکہ مرہٹون کے لشکر مین سے وہان سے

نہ پہنچ سکے اور بہادر خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ وہ مرہٹون کی نگرانی کرے کہ خندق سے باہر نہ نکل سکین ان سواروں سے اور ان مرہٹوں سے جو رسد لانے کے لئے نکلتے تھے کئی بار مقابلہ ہوا اور مرہٹے زخمی اور خستہ ہوکر خندق کے اندر بھاگ گئے اور آخر کار انکا خندق سے نکلنا بہت کم ہوگیا۔ تاریخ فرخ آباد میں آزاد صاحب نے لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حکم دیا تھا کہ جو کوئی ایک مرہٹے کا سر کاٹ لائے گا اوسکو ایک روپیہ انعام ملیگا۔ ہر روز درمنیون کو مرہٹون کے جو آدمی ملتے اونکو پکڑ کر اونکے سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ فی سر انعام لیتے۔ جب یہ خبر نواب احمد خان بنگش کو معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے عرضبگی شرف خان کو حکم دیا کہ جو کوئی ایک مرہٹے کو زندہ پکڑ لائے گا تو میں دو روپیہ فی قیدی دونگا تب درانی زندہ قیدی لانے لگے اور دو روپیہ لینے لگے۔ احمد خان آدھی رات کو اون کو چھوڑ دیا کرتا تھا۔ جب یہ لوگ بھاؤ کے لشکر میں پہنچتے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے اس بات کی خبر احمد شاہ کو سنائی اور اوس روز سے شاہ نواب سے ناخوش ہوگئے۔ ناراضی بڑہانے کی غرض سے شجاع الدولہ نے شاہ سے یہ بھی کہا کہ احمد خان باوجود امیر الامرا و شاہی بخشی ہونے کے نہایت مختصر فوج لیکر آیا ہے۔ بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر شاہ ولی خان وزیر نے کہ خود خاندان بنگش سے تھا نواب احمد خان کو بلوا بھیجا۔ جب وہ آیا وزیر اوسکی پیشوائی کو اٹھا۔ اور اوس کو اپنے پاس بٹھایا اور پھر اوسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا۔ اے غالب خیگ تم ہندوستان کے بڑے امیرون میں سے ہو۔ مگر تھوڑی فوج لائے ہو۔ اس کا باعث کیا ہے۔ احمد خان بنگش نے جنگبازخان بنگش کی زبانی سب برائیان سنین تھین جو اوس کے دشمنون نے کہی تھین۔ شاہ ولی خان وزیر کو جواب دیا کہ میں بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرخ آباد میں گھر کی حفاظت کے واسطے چھوڑ آیا ہون۔ کہونکہ گوسندرا سے پنڈت فوج لیکر چمبنا اوتر کر دریا کے کنارے خیمہ زن ہوا ہے۔ اگر میں فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دارالریاسۃ اور میرا مکان وہان لوٹ لیا جاتا۔ سوا اسکے میں نے اس مختصر فوج سے ایکمرتبہ صفدر جنگ کو مع سورجمل دمہت سنگھہ و دیگر راجاؤن کے شکست دی ہے۔ اگر میں چاہتا تو دہلی پر چڑھ جاتا مگر صرف بادشاہ کی عزت کا پاس کرکے اس مقصد سے باز رہا۔ شاہ ولی خان نے جواب دیا کہ جو کچھہ تمنے اسوقت بیان کیا مینے اسکی خبر کامل سنی تھی۔ آخر نواب یہ کہکر خاموش ہوا کہ

میری مختصر فوج کا حال ہر روز جنگ معلوم ہوگا۔ یہان سے ثابت ہوا کہ گیان پرکاش مین جو لکھا ہی کہ شجاع الدولہ نے احمد شاہ سی اجازت حاصل کرکے یہ کیا کہ تمام اسیر مرہٹون کو دس دس روپئے دیکر رخصت کردیا احمد شاہ اونکی سخاوت سے بیحد راضی ہوئے۔ اور فرزند علی خان بہادر کا خطاب دیا۔ یہ بیان صحت سے عاری ہے۔ جبکہ احمد شاہ کو یہ خبر ملی کہ گوبند پنڈت دس بارہ ہزار سوارونکی ساتھ بہت سا خزانہ اور رسد اور غلہ ہمراہ لیئے ہوئے جمنا کے اوس پار شاہ دری مین محاذی شاہجہان آباد کے پہنچا ہی اور اوس کا ارادہ ہی کہ کنج پورہ کے مقام پر عبور کرکے بہاؤ کے لشکر مین داخل ہوجائے احمد شاہ نے پانچہزار سوار اپنے لشکر کے اور پانسو سوار رسالہ عنایت خان خلف حافظ رحمت خان کی رہبری کے لئے اونکی ساتھ مقرر کرکے اپنے وزیر اعظم کے بھتیجے عطائی خان کے زیر حکومت گوبند پنڈت کی تباہی کے لئے روانہ کئے جو شاہ کے لشکر سے ڈیڑھ پہرون رہے روانہ ہوئے۔ اور راتون رات چالیس کوس چلکر سورج کے نکلنے پر گوبند رائے کی فوج کو یکایک جا دبایا اور اوس کو تہ تیغ کرڈالا یہانتک کہ خود گوبند رائے مارا گیا۔ دوسرے دن پہرون رہے واپس آگئے اور جبکہ رانیون کو لیکے میدان پر قبضہ حاصل ہوا تو بہاؤ اپنی دشواری و پریشانی کو بہت جلد معلوم کرنے لگا۔ مرہٹونکے لشکر مین رسد پہنچنے کے سارے ذریعے مسدود ہوگئے۔ اور جبکہ اونہون نے پانی پت کو کہابکر صاف کیا جو اونکے لشکر مین واقع ہوا تہا تو غلے کے نہونے سے بڑے بڑے صدمے اوٹہانے جبکہ حال ایسی نوبت کو پہنچا تو مجملہ دونون فریق کے کوئی فریق اوس نازک وقت کے ظہور و وقوع مین سعی و کوشش کرنے سے قاصر نہتا جس مین یہ راضیفیصلہ ہوجائے۔ چنانچہ دونون فوجونکی کچہہ کچہہ چہیڑ چہاڑ آپسمین جاری تھی۔ مرہٹون نے درانیون پر نہین بہاری دہاوے کئے جن دشوارئیون بہاؤ اوٹہانے جاتا تہا اونکی وسعت اور ترقی روزافزون کا حال اوس کے دشمنون پر مخفی و مستور نہتا۔ کہائی کے سامنے ایک لال ڈیرہ احمد شاہ نے قایم کیا تہا جس مین سورج کے نکلنے پر اشراق کی نماز پڑہتے تھے۔ اور شام کو کہانا کہاتے تھے۔ اور دن بھر گہوڑے پر سوار ہوکر فوج کے ہر حصہ کو مختلف مقامونپر دیکھتے بھالتے۔ اور دشمن کو جہڑکے چہیڑتے رہتے تھے۔ اس زمانے مین حسد ابالی و پریشانی کے ہجوم کثرت سے بہاؤ کا اسقدر تنگ ہوگیا تہا کہ اوس نے چند بار کاشی راج کی معرفت شجاع الدولہ سے یہ چاہا کہ اوسکی

درانیون سے صلح کرادے اور جبکہ درخواست اوسکی احمد شاہ کو سنائی گئی تو اونہون نے یہ جواب دیا کہ
مین صرف محمد دعاون راے دینا نہیں کام نہین - ہان لڑائی پر قایو رکھتا ہون - اوس مین
دوسرے کو دخل نہین - ہندوستانی سرداروں کو اختیار حاصل ہی کہ وہ جسکو چاہے اپنی مرضی کے موافق
خط و کتابت جاری کرین چنانچہ بہت سے ہندوستانی سردار صلح پر مائل ہوے - اور شجاع الدولہ نے
بھی صلح ہی کو نہایت پسند کیا - مگر نجیب الدولہ نے ہرگز نہ مانا اور صلح کی درخواستون کا ہمیشہ مقابلہ کیا گیا
اور اوس بربادی کو باقی لوگونکے دلونپر جمانے مین کامیاب ہوے جو احمد شاہ کی ایسی صورت مین
چلے جانے پر پیش آنے والی تھی کہ مرہٹونکی قوت کمال کو پہونچگئی تھی - اب سوچنا دشوار ہے
کہ مرہٹونکے بڑے بہاری گروہ کی اوسوقت مین کیا حالت ہوگی جبکہ وہ محاصرہ کی سخت عفونت
مین مرغیون کی مانند ایک کھانچے مین محصور تھے اور مرے ہوے اور مرنیوالے جانورون کے
بیاسے بیگناہ بہیر مین پڑے تھے - اوراون خرابیونکی تکمیل کے خوف سے وہ مرنا چاہتے تھے
جسکو وہ ابھی دو ہفتہ ہوے تھے - ۷ - جمادی الاخری ۱۱۷۴ ہجری چار شنبہ کی شب کو سردار اور سپاہی
جمع ہوے - اور بھاؤ کے ڈیرے کے گرد کہڑے ہوکر کہا کہ اب کھانے پینے کو باقی نہین رہا جو کچھ
گودام تھا وہ سب صرف ہوگیا - بھوکون مرنے سے لڑائی کی جوکھون اوٹھانی آسان ہی - بھاؤ نے
اتفاق کیا اور سب نے ہان کہا کہ مرنے تک لڑنے کی قسم کھائی - بعد اسکے ساری فوج کو حکم
سنایا گیا کہ کل سورج کے نکاس سے پہلے پہلے دھاوا ہوگا - بھاؤ نے عین وقت پر شجاع الدولہ
کے کارندے کاشی راے کو خاص اپنے ہاتھ سے لکھہ بھیجا کہ اب کناروں تک پیالہ لبریز ہوگیا - اور
ایک بوند کی گنجایش باقی نہین ہی - اگر کچھہ بن پڑے تو اب کرنا مناسب ہے ورنہ صاف جواب دینا پھر
بعد اسکے لکھنے پڑھنے کا وقت ہوچکا کاشی راے اس نامہ کے مضمون کو پہلی رات مین اپنے آقا
شجاع الدولہ کو سنا رہا تھا کہ کاشی راے کے جاسوس نے خبر لاے کہ مرہٹے مسلح ہورہے ہین شجاع الدولہ
فی الفور احمد شاہ کے ڈیرے پر گئے - اور جو کی پہرے والون نے کہا کہ بادشاہ کو جگانا چاہتے - احمد شاہ
اندر سے ہتیار لگاے باہر نکلے جو پہلے ہی سے تیار بیٹھے تھے - چنانچہ اوس گھوڑے پر سوار ہوکر جو ہمیشہ
اوسکے دروازہ پر تیار کہڑا رہتا تھا فوج مخالف کی جانب کو چلے اور اپنی فوجکو آگے بڑہنے کا حکم
سنایا جو بات پہلی پہل اونہونے کی وہ یہ تھی کہ کاشی راے کو اونہون نے بلایا - اور اس
خبر کے مخبر کی نسبت سوال جواب کرلیے لگے - اور یہ تفتیش اونہون نے اوسوقت تک کی کہ آگے
بڑہے جاتے تھے - یہانتک کہ لشکر سے ایک میل کے قریب اون سے کئی درانی کے

جو غنیمت لاوے لاتے تھے اور اونہون نے یہ عرض کیا کہ بادشاہ کے اقبال سے سب بھاگ گئے احمد شاہ نے یہ خبر سنکر کانی راے سے خطاب کیا کہ اب جواب اس کا کیا ہی۔ مگر گفتگو کے درمیان ہی مین مرہٹون نے توپون کی مار مار سے اپنے آنے کی خبر احمد شاہ کے کان مین بھونچائی احمد شاہ اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہوے مقدمہ بیتے تھے کہ توپون کی آواز سے چوکنا ہو کر حقہ دور کر دیا۔ اور بڑے اطمینان اور متانت سے شجاع الدولہ سے یہ فرمایا کہ تمھارے ملازم کی خبر کو سچا پاتا ہون۔ بعد اس کے فوجکو جلد آگے بڑہنے کا حکم سنایا۔ اور صبح صبح کھلنے لگی۔ اور کچھ کچھ چیزین نظر آنے لگین تو مرہٹون کی فوجون کو ہر ہر رکھتے ہوے آہستہ آہستہ حسب قاعدہ ایسے بڑہتے دیکھا کہ تو بچانہ آگے آگے چلا آتا ہے احمد شاہ نے اونکے مقابلہ مین فوجکو آراستہ کیا اور آپ لال پردے مین جا بیٹھے جواب فوجکے پیچھے رہگیا۔ مسلمانون نے توپون سے بہت کچھ کام نہ لیا۔ اور جبکہ مرہٹونکی توپین بہت قریب آگئین تو اونکے گولے مسلمانون پر گذرنے لگے۔ ابراہیم خان گاردی نے لڑائی کو شروع کیا جسنے بہاؤ کے پاس آکر یہ عرض کیا تہا کہ آپ اکثر اس بات پر ناراض ہوتی تھی کہ مین اپنے سپاہیونکی برابر تنخواہ دلانے مین ہمیشہ جھگڑتا تھا اب آپکے ملاحظہ فرماوین کہ وہ تنخواہ آپ سے بیفائدہ نہین لی گئی۔ یہ سنکے اونسے ایک نشان سنبھالا اور اپنے سپاہیونکو گولیان مارنے سے روکا۔ اور سنگینون سے لڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ روہیلون پر حملہ آور ہوے جسکے قاعدہ دلان ہونے سے اونکی دلیری و دلاوری نے خود اونہین کو حیران کیا یہانتک کہ قتل عظیم کے بعد اونکی صف ٹوٹ گئی۔ ان روہیلون کے پیچھے احمد خان بنگش تہا بہاگتے ہوے روہیلے اوسکی طرف پہنچے کہ احمد خان نے لعن وطعن کر کے اونکو روک لیا اور نواب نے داروغہ مشرف خان کو احمد شاہ کے پاس تعاقب مدد بہیجا۔ جب قاصد پہونچا تو شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے کہا کہ احمد خان کے مقابل مجمع دشمن کی فوج زیادہ نہین ہی بلکہ عنایت خان ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن کی بہت فوج ہے۔ اسلیے احمد خان کو کوئی ضرورت کمک کی نہین البتہ عنایت خان کو زیادہ حاجت کمک کی ہے۔ روہیلونکے شکست کہانے سے وزیر کا دانہا بازو نکل گیا تہا جو درانی فوج کے قلب پر حکمرانی کرتا تہا۔ اور بہاؤ و بسواس راے نے اوسپر تازہ فوج سے حملہ کیا تہا۔ اس حملے مین وزیر کا برادر زادہ عطائی خان اوسکی برابر مارا گیا۔ اور درانیون کے بانون اکھڑ گئے اور اپنے گھوڑے سے اوترا اور جید سپاہی درانیون سمیت اپنی جگہ پر قایم رہا اور مرنیکا ارادہ کیا وزیر کے پیچھے شجاع الدولہ کھڑے تھے مگر ہوا کے اور دھوئیں سے کچھ معلوم نہین ہوتا تہا

کہ کیا معاملہ واقع ہو رہا ہے۔ اور جبکہ اونہون نے وزیر اعظم کے آدمیونکی بولی اور لوگونکی گھوڑونکے ہنہنانے کو یکایک کم ہوتے پایا تو کاشی راے کو تفتیش و تفحص کے لئے آگے کو بھیجا۔ چنانچہ کاشی راے نے وزیر اعظم کو زرہ بکتر پہنے پاپیادہ اور نہایت غضب ناک پایا کہ وہ اپنے لوگونکو اونکے بھاگ جانے پر بڑا بھلا کہہ رہا ہے۔ اور اون کو صفون برلانے مین مصروف ہے۔ جبکہ اوسکی نظر کاشی راے پر پڑی تو اوس نے یہ بات کہی کہ تم شجاع الدولہ کی خدمت مین پہنچکر بہت جلد یہ بات کہو کہ اگر شجاع الدولہ ہماری مدد اسوقت نکرینگے تو مین جان سے مارا جاونگا۔ مگر شجاع الدولہ لڑائی مین شریک اوس کے نہوے[1]۔ یہ معاملہ احمد شاہ پر مخفی نتھا چنانچہ وہ الوقوع جو اونہون نے منگائی تھی وزیر اعظم کی بربادی و تباہی کی روک تھام کے لئے عین وقت پر پہونچی اور اب لڑائی جمکر ہونے لگی۔ مگر باوصف اس کے اب بھی مرہٹون کا پلہ بھاری تھا یہانتک کہ احمد نے اپنے بھگوڑون کو گھیر کر جمع کیا۔ اور اون مین سے جنہون نے لڑنے سے انکار کیا اونکے قتل کا حکم سنایا۔ بعد اس کے خاص اپنی صف کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور جبھی یہ ہدایت کی کہ ہماری فوج کا ایک ٹکڑا ہمارے بائین بازو والا گھوم کر نکلے اور دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یہ تدبیر انکی بہت راس آئی اسلئے کہ اگرچہ عین قلب لشکر مین بڑے زور و شور سے لڑائی ہو رہی تھی جہان بھاؤ و بوسا راے گھوڑ سوار کھڑے تھے۔ اور فریقین کے سپاہی نیزون اور تلوارون بلکہ بڑے بڑے کہانڈون سے لڑنے بھڑنے۔ اور مارتے مرتے تھے۔ مگر یک لخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا کسی سحر و طلسم کے زور سے سارے مرہٹے قریب دو بجے دن کے بھاگ نکلے۔ اور لڑائی کے کہیت کو شتونکی پشتو سی سمو چھوڑ گئے۔ فیروز مندون نے بڑے جوش و خروش سے بھگوڑون کا پیچھا کیا۔ اور سی کو تباہ بربادی اسی باعث ایسی بھاری قتل ہوا کہ صدقیاس سے باہر ہے۔ چنانچہ ہر جانب کو پندرہ بیس بیس میل تک تعاقب کیا گیا۔ جدہر نظر کرتے تھے تو مرہٹونکی لاشین ہی لاشین نظر آتی تھین اور جو مرہٹے فاقہ کا مارے بچے رہے وہ کاتیونکے ہاتھ سے مارے گئے اور جو درانیون اور روہیلون کے پاس پہنچے [illegible] نہایت بیرحمی سے قتل ہوے۔ بلکہ نجیب الدولہ کی ترغیب سے جنکو سندھیا

---

[1] دیکھو [illegible] صاحب۔ مگر مرات احمدی مین لکھا ہے کہ درانیون کو عنقریب شکست ہوتی [illegible] تھی نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ نے مرہٹونکی لکر پر حملہ کیا۔ اکثر سردار مرہٹہ ہلاک ہوے ۱۲

کی بڑی دُھوندھ بھال کرائی جسکو ایک دُرّانی سردار نے چھپا رکھا تھا اور گرفتاری کے اندیشہ سے اوس کو بھگا دیا تھا - ابراہیم خان گاردی شجاع الدولہ کی دارو گیر مین مقید تھا جس کے حوالے کرنے پر اوسکو نجیب الدولہ نے مجبور کیا اور بعد ملامت کے لئے اپنے سامنے بلایا - بعد اس کے وزیر اعظم کی سپردگی مین رکھا گیا - جہان زخمون کی تکلیف سے ایک ہفتہ کے اندر اندر مرگیا لیکن اس کی لاش پائی گئی اور ایک بے سر کے دھڑ پر بھاو کی لاش کا یقین کیا گیا - مقتولون کی کل تعداد دو لاکھ کے قریب بیان کی گئی ہے - بڑے بڑے مرہٹہ سردارون کے سوا کام آئے یا زخمی ہوئے جو تھوڑی سی فوج کی حکومت سپردگی مین چھوڑ گئی تھی - مہاجی سندھیا بعد اس کے ایک بڑی ریاست کا بانی ہوا - عمر بھر کے لئے لنگڑا ہوگیا - اور اس کے لنگڑے ہونے کا قصہ سننے کے قابل ہے - تاریخ بھوپال مین لکھا ہے کہ مہاجی میدان جنگ سے گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا اور ایک درانی سوار نے اوس کا پیچھا کیا - ساٹھ کوس پر جاکر گھوڑی کہڑی ہوگئی - درانی نے برابر پہنچکر ایک تیر مہاجی کے گھٹنے مین مارا کہ اوس کا گھٹنہ ٹوٹ گیا اور تمام سامان اسپ و ہتھیار و لباس وغیرہ چھین کر پھر ساٹھ کوس پھر گیا - اور نانا پھڑنویس جسنے پیشوا کی حکومت کو ایک مدت تک پائے سے گرنے نہ دیا ہزار دشواری سے جان بچائے گیا - اور ملہار راو ہلکر جسکا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے کے مقابل تھا نجیب الدولہ کے اغماض کی وجہ سے تھلکر کرنال کیطرف چلا گیا - کیونکہ اوس سے اور نجیب الدولہ سے یہ عہد و پیمان ہوچکا تھا کہ اگر فتح مرہٹونکو حاصل ہوگی تو نجیب الدولہ کے حال سے تعرض نہ کیا جائیگا اور اگر مسلمانونکو فتح نصیب ہوگی تو ملہار راو سے تعرض نہوگا - جیسا کہ فرخ بخش وغیرہ مین لکھا ہے - اور بعض نے یہ کہا ہے کہ شجاع الدولہ نے بسبب موافقت قدیم ملہار راو ہلکر سے کہا کہ اس معرکہ مین ہم اور تم دو تن موجود ہین - لیکن مخالف فریقون مین ہین - مین اقرار کرتا ہون کہ اگر شاہ ابدالی فتح پائے گا تمھین کوئی نہ ستانے پائیگا - تم بھی اقرار بھیجدو اگر فتح بھاو کی ہو تمھیں سے کوئی مزاحم نہو - ملہار راو نے خوشی سے یہ منظور کیا کسی نے یہ لکھا ہے کہ جب ملہار راو ہلکر نے بھاو کو یہ مشورہ دیا کہ سنکر کہدو اکر اوس مین قید ہو جانا اور مسلمانونسے صف جنگ کرنا عقل سے دور ہے اسمین نقصان جان و مال ضرور ہے - مناسب یہ ہے کہ تم مقابلہ شاہ کا بطرز قزاقی کرو زد سے علیحدہ رہکر گھیرو مجھے اور سندھیا اور سردارون کو حکم دو کہ شجاع الدولہ اور پٹھانون کے ملک مین جاہین اور احمد شاہ کے لشکر مین رسد نہ آنے دین - ہر طرح تنگ کرین - اے مسلمان اپنے ملک اور ناموس کی حفاظت کے لئے

چلے جائینگے۔ شاہ کو تنہا چھوڑ جائینگے۔ آپ کے ہمراہ بڑا لشکر ہی چاروں طرف سے شاہ کو گھیر لوگے ہر طرف سے تنگ کروگے۔ جب شاہ عاجز ہوگا اپنے ملک کو چلا جائیگا۔ سنکر مین رہا اپنے آپ کو ضایع کرنا ہے۔ اس مین تو مجبور ہوکر مرنا ہے۔ بہاؤ نے جواب دیا تو گدڑیہ ہے تجھے کمین دخل کیا۔ بہاؤ راؤ نے بہاؤ پر نفرین کی اور شجاع الدولہ سے قول قرار کیا۔ اور مرہٹون سے جدا ہوگیا۔ مگر فرخ جنش کا بیان اس بارہ مین نہایت صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اوس کا مصنف شیوپرشاد اس جنگ مین نواب فیض اللہ خان روہیلہ کے ساتھ موجود تھا۔ یہ جنگ عظیم ۷۔ جنوری ۱۷۶۱ء مطابق ۵۔ جمادی الاخری ۱۱۷۴ھ ہجری بکو بدھ کے دن واقع ہوئی تھی۔ مرہٹون کو ایسی بھاری شکست کبھی واقع نہین ہوئی تھی جس سے بڑی افسردگی و پژمردگی اونمین پھیلی۔ اور سارے مرہٹون پر مایوسی اور غمگینی چھاگئی۔ بائیس ہزار مرہٹے عورتا مرد باندی غلام بنائے گئے۔ پچاس ہزار گھوڑے۔ روپیہ بیس ہزار اونٹ اور پانسو ہاتھی علاوہ توپخانہ اور نقد و جنس کے مسلمانون کے ہاتھ لگے۔ مرات احمدی مین لکھا ہے کہ قریب سات سو کے ہاتھی۔ اور پچیس ہزار گھوڑے۔ اور اسی طرح بہت سے اونٹ اور دوسرا سامان و اسباب شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی سرکار مین داخل ہوا جو کئی کروڑ روپیہ کا مال تھا بیس ہزار مرہٹے جاٹون اور راجپوتون کے ملک مین تتر بتر ہوکر بھیک مانگتے پھرے۔ آخرکار سورجمل جاٹ نے ہر ایک کو ایک کمبل اور دو روپئے دیکر دکن کو روانہ کردیا۔ اور دوسرے راجپوت سردارون نے بھی یہی سلوک کیا۔ مرآت احمدی مین بیان کیا ہے کہ ہزارون گرفتار شدہ مرہٹے قتل کرائے گئے۔ پھر شجاع الدولہ کی سفارش سے بادشاہ نے اونکی جان بخشی کی۔ آرون صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے کہ دایم خان جو بلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ کے احمد خان نیلش خلعت کے واسطے طلب ہوا مین خیمے کے دروازے پر بیٹھا تھا۔ شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار کو لیکر میان سے کھینچا تو بالکل بارہ اوس مین نہ تھی۔ کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ اوس کو چلاتا تھا۔ شجاع الدولہ مسخرگی راہ سے کہنے لگے کہ باون ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہین احمد خان نے جواب دیا کہ اس کے کاٹ سے تمھارے والد خوب واقف تھے۔ یعنی اوسی صفدر جنگ کی شکست اور گریز کا اشارہ کیا تب نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے دوست نے تلوار مانگی۔ اور بطور ہجو ملیح کے اوسکی خوب تعریف کی۔ اور کہا کہ یہ تو مجھے عنایت کیجئے احمد خان نے کہا کہ آپ ہی لے لیجئے۔ نجیب الدولہ نے کہا کہ لوہا سفت نہین لیتے ہین۔ اس لئے

اونہون نے ایک پیسہ منگوایا اور مسخرے پن سے بڑے ادب کے ساتھ اوس کو دونون ہاتھون پر رکھکر احمد خان کے روبرو پیش کیا نواب نے اس پیسے کو اوٹھا لیا اور کہا عتبارا نذر دینا بجا ہے اور بہت مناسب ہے - کیونکہ تم سابق مین میرے باپ کے نوکر تھے - مرات احمدی مین لکھا ہے کہ بعد اس فتح کے احمد شاہ دلی کو گئے - کچھ دنون یہان رہے - اور سور جمل جاٹ سے پیشکش وصول کرنے کے لئے شاہ ولی خان اور شجاع الدولہ کو آگرے کی طرف جانے کا حکم دیا - جب یہ دونون روانہ ہونے لگے تو شاہ کے ساتھ کی فوجنے عرض کیا کہ حضور کا ارادہ ابھی یہان رہنے کا معلوم ہوتا ہے ہمکو یا تو لوٹنے کی اجازت ہو جاے یا تنخواہ مرحمت ہو - نہین تو ہم اپنے وطن کو لوٹے جاتے ہین آخر صلاح یہ قرار پائی کہ بادشاہ بھی عازم ہون - اس عرصے مین غازی الدین خان وزیر کا ہیشکار دلیر سنگھہ مہاراجہ ناگرمل کے ساتھ آیا - اور اوسنے شاہ ولی خان وزیر کے ذریعہ سے احمد شاہ سے عرض کرایا کہ وزارت ہندوستان غازی الدین خان کو مرحمت ہو - وہ سترہ لاکھہ روپیہ کا جواہر اور نقد نذر کریگا - شاہ نے منظور فرمالیا - اور ۱۳ شعبان کو دوپہر کے وقت شجاع الدولہ سے رخصت ہوکر روانہ ہوے - اور بانع شالامار مین دو مقام کئے - پانی پت کی راہ مین مرزا جوان بخت ولیعہد شاہ عالم مبارکباد کے لئے آئے - شاہ نے اونکو پانچ ہاتھی اور پانچ گھوڑے اور دو لاکھہ روپیہ کا غلہ جو قلعہ دہلی مین جمع تھا دیا اور خلعت اور سندان اور عقدان وزارت غازی الدین خان عماد الملک کے لئے نیقوب علیخان کے حوالے کرکے حکم دیا کہ اوس سے پیشکش مقررہ وصول کرلاے اور اوسکو شاہزادے کے ہمراہ کرکے خود آگے کو کوچ کیا - دلیر سنگھہ بھی یعقوب علیخان کے ساتھ گیا یعقوب علیخان جب دہلی پہونچا تو بادشاہ کی مان زینت محل نے کہا کہ غازی الدین خان سے کئی نمک حرامیان وقوعین آئی ہین - ہم کو اوس کی وزارت منظور نہین - اگر بادشاہ کو زر مطلوب ہے تو ہم پیشکش پہونچا ہین گے - مگر جبکہ شاہ ولی خان کی تحریر پہونچی کہ یعقوب علیخان کو غازی الدین خان کے پاس رخصت کردینا چاہئے تو مجبور ہوکر اوس کا روکنا مناسب نہ سمجھا اور ۲۷ شعبان کو وہانسے روانہ ہوا - اور نیاے وزارت غازی الدین خان کے پاس پہنچا ہین اب غازی الدین خان نے شاہ عالم کی دشمنی کے خوف سے اوس مجہول شخص کو جسکو صفدر جنگ نے اوسوقت بادشاہ بنایا تھا جبکہ اونہون نے احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت اختیار کی تھی اپنے ہمراہ لیکر دین پرور نبیرہ کام بخش بن عالمگیر مشہور کیا - مگر مرزا جوان بخت ولیعہد اور بادشاہ کی مان زینت محل اور نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ اور تمام ارکان سلطنت نے

غازی الدین خان کی وزارت کو تسلیم نہیں کیا اسلئے وہ اس منصب کو نہ لے سکا - مگر تاریخ مظفری اور سیر المتاخرین - اور مآثر الامرا وغیرہ میں اسطرح لکھا ہے کہ احمد شاہ نے سلطنت ہند شاہ عالم کے لئے مقرر کی جو بنگالے میں اپنا قدم جمانا چاہتے تھے اور شجاع الدولہ کو وزیر بنایا اور نجیب الدولہ کے لئے امیر الامرائی مقرر کی - اور دونوں سے سفارش کی کہ آپس میں صلح اور موافقت رکھیں اور نجیب الدولہ کو حکم دیا کہ دہلی میں رہیں - اور جب تک شاہ عالم بنگالے سے واپس نہ آویں مرزا جوان بخت کو ان کا نائب سمجھیں اور شجاع الدولہ کو خلعت فاخرہ مع اسپ یراق خاصہ دیکر صوبہ اودھ کو رخصت فرمایا - اور آپ اپنی فتح سے فائدہ اوٹھاتے ہوئے اپنی قلمرو کو چلے گئے - شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے رخصت ہوکر جاجمئو میں آکر مقام کیا - اور شنبہ کے دن ماہ رمضان ۱۱۶۷ ہجری میں اپنے صوبہ اودھ میں داخل ہوئے - گیان پرکاش میں ہے کہ اس وقت بن نیابت راجہ بینی بہادر کی چمک گئی اس کے حسن انتظام سے سپاہ کو ماہ بماہ تنخواہ ملنے لگی - بینی بہادر ملک کی خبر گیری خوب کرتا تھا رعایا شاد تھی - اور مال دولت سال بسال بڑھنے لگا - خیرات بہت کرتا تھا - برہمنوں کی بہت خاطر کرتا تھا - اوس کے اجلاس میں عرضی عبارت فارسی میں ناگری حروف میں لکھکر پیش ہوتی تھی - اور وہ اوسے ناگری حروف کے ساتھ عبارت فارسی میں حکم لکھتا - ناگری کا دفتر اپنے سمجھنے کے لئے علیحدہ مقرر کیا تھا - مقدمہ یونکی روزی خوب کھل گئی تھی - اور ہر ایک خوش حال تھا -

شاہ عالم کی رکاب میں شجاع الدولہ کی خدمات

شجاع الدولہ نے شاہ عالم کا خطبہ و سکا اپنے ملک میں جاری کیا - اور کسی قدر روپئے و اشرفیاں اس بنگالے کی بادشاہ کی خدمت میں بھیجیں - اور بادشاہ کے لئے تخت اور چتر - اور دوسرے لوازم بادشاہی تیار کرکے اس مضمون کی عرایض لکھے کہ حضور بنگالے سے یہاں تشریف لے آویں اور شاہ بھی اس ملک میں رہنے سے بیزار تھے اونہوں نے شجاع الدولہ کی تحریرات کو غنیمت تصور کیا - اب انگریزوں اور میر قاسم نے بھی شاہ عالم کی اطاعت کرکے زر اور اسباب نذر کیا تو بادشاہ بنگالے سے معاودت ہوئے - شاید آخر شوال یا اول ذیقعدہ ۱۱۷۴ ہجری میں کڑہ یا اندھو کیطرف کوچ کیا اور کنہپور علاقہ ریوان سلطنت بگھیلکھنڈ میں قیام کیا - یہاں چھ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور ایک بیٹا پیدا ہوا اسکا نام اکبر تجویز کیا[۵] - راجہ جیت سنگھ بگھیلہ والی ریوان خدمت فدویانہ

[۵] دیکھو تاریخ بندیلکھنڈ ۱۲

بجالایا اور اپنے دو بھائیون کو پانچہزار سوار دیکر اونکے ساتھ رخصت کیا اور حکم دیا کہ بادشاہ کو دہلی لیجا کر تخت پر بٹھا ئین۔ اور بادشاہ سے اجازت لیکر واپس ہون اور آپ بھی چند منزل مسافت کی اور الہ آباد کے متصل گنگا کو عبور کرایا اور آپ رخصت ہوکر اپنے مکان کو لوٹے[۱] بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو اپنے پاس بلا لیا[۲]۔ وہ پانی پت کی لڑائی سے واپسی کے بعد اپنی ملک مین توقف کرنے بھی نہ پائے تھے کہ بہت سی فوج لیکر ماہ رمضان ۱۱۷۳ھ[۳] ہجری مین شاہ عالم کو لانے کے لئے روانہ ہوئے۔ مقام روانگی مین اختلاف ہی۔ گیان پرکاش سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ فیض آباد مین تھے وہان سے روانہ ہوئے۔ سید غلام علی آزاد نے خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ لکھنؤ سے روانہ ہوئے تھے۔ اور بیس دن کے عرصے بنارس کے متصل سید پور مین پہونچے اور یہان سے دریاے کرم ناسہ تک کہ سرحد ملک بنگالہ پر واقع ہی کوچ کرکے پیشوائی کی۔ تاریخ ۱۶۔ ذیقعدہ ۱۱۷۳ھ[۴] ہجری کو ایک پہرا ور چار گھڑی دن چڑھے سرلے سید راجی اور آب کرم ناسہ کے درمیان مین کہ دونون مین باہم دس کوس کا فاصلہ ہی شجاع الدولہ بادشاہ کے سلام سے مشرف ہوئے۔ اونکے ساتھ سالار جنگ اور مرزا علی خان بھی تھے شجاع الدولہ نے دولت آستان بوسی کے بعد تحفہ اور دوسرے لوازم پیش کئے اور خود مہمات وزارت کے سرانجام مین مصروف ہوے اور ایسی خدمتگذاری و اطاعت شعاری کی کہ بادشاہ کو دہلی جانے سے روک لیا۔ عرض کیا کہ بعد برسات فدوی ساتھ چلے گا۔ اور بادشاہت کا بندوبست خاطرخواہ کرے گا۔ چنانچہ بادشاہ نے اونکی عرض کے موافق چہاونی کی۔ شجاع الدولہ نے سرداران بگھیلہ کو اس خوشخوئی سے بادشاہ کی رفاقت سے دل برداشتہ کردیا کہ اون کا قاعدہ تھا کہ بادشاہ کے دربار کے وقت مین ہمیشہ تیار کھڑے ہوتے تھے۔ وزیر نے اون سے اختلاط کرکے دوستی پیدا کرلی۔ اور بگڑی جا بی۔ بعد اسکے بادشاہ کی خیانت کی اور اپنے ڈیرے پر لے گئے۔ بادشاہ جب وزیر کے خیمے مین داخل ہوئے تو وہ لوگ سرداران بگھیلہ بدستور کھڑے ہوئے بہانڈ تماشا کر رہے تھے۔ وزیر نے

---

[۱] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

[۲] دیکھو مرات آفتاب نما ۱۳ [۳] دیکھو خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین ج ۱ [۴] دیکھو خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین کو۔ اور مرات آفتاب نما مین شجاع الدولہ اور بادشاہ کے ملنے کی تاریخ ۱۷۔ ذیقعد لکھی ہے ۱۲

اون سے اشارہ کیا کہ ایسی نقل کرو جس سے یہ دونون راجپوت خفیف ہوجائین - جب ایسی نقل ہوئی تو وہ دونون خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ جب ایسے ہی خداوند ہون تو معلوم ہوا کہ بادشاہت کر چکے غصے ہوکر اوسی طرح ڈیرے سے نکلے اور اوسی سوار پیر اپنے ملک کو لوٹ گئے - بادشاہ نے بہت معذرت کی مگر قبول نہ کی[۵] خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ بادشاہ کے ہمرکاب اپنے صوبے کو روانہ ہوئے اور نہایت عقیدت سے بادشاہ کی تزک سواری کے اہتمام کے لئے پیادہ پا حلو مین چلتے تھے - اگرچہ بادشاہ فرماتے کہ سوار ہوجاؤ مگر وہ ادب کی وجہ سے سوار نہ ہوتے - جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو گھوڑے کی زین پر بیٹھے اور وہان سے سبقت کرکے بادشاہ کے خیمے کو کھڑا کرانے کے لئے آگے پہنچے اور اوسکے اہتمام مین تین پہر کھڑے رہے - اور ایک عالیشان خیمہ برسم پیشکش برپا کیا اور ایک تخت مرصع اور ۸۰ اشرفیان اس عنایت کے شکریہ مین کہ سوار ہونے کے لئے حکم صادر ہوا نذر کین - جب حدود بنارس مین پہونچے تو یہان آصف الدولہ نے حاضر ہوکر نذر پیش کی بادشاہ نے آصف الدولہ کو خلعت دیا - اور میر آتشی کی خدمت عطا کی اور فقرہ ی رنجک دان نخشا - مرآت آفتاب نما مین اسی طرح لکھا ہے - ماثر الامرا و سیر المتاخرین مین بیان کیا ہے کہ گنگا پول تبہ ہوا کر بادشاہ اور شجاع الدولہ - ذیحجہ کو عبور کرکے الہ آباد مین پہنچے - اس سے معلوم ہوا کہ مرآت آفتاب نما مین جو لکھا ہے کہ بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو بلایا تھا یہ صحیح نہین بلکہ شجاع الدولہ الہ آباد سے آگے سے بادشاہ کے ساتھ تھے اور وہ بادشاہ کو لانے کے لئے سرحد تک پہنچے تھے - بہرصورت ۲۰ ذیحجہ کو جاجمو مین داخل ہوکر مقام کیا - چونکہ ملک کوڑے سے زبدا تک مرہٹون کی شکست کی وجہ سے خراب ہورہا تھا اوس پر قبض و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور جاجمو مین چھاؤنی کرکے اوس طرف سے مرہٹون کے تمام افسرون اور حاکمون کو نکالدیا - اونکی جگہ بادشاہی عمال مقرر ہوئے - موسم برسات ختم ہونے کے بعد ۹ ربیع الاول ۱۱۷۵ ہجری کو بادشاہ کالپی کی طرف روانہ ہوئے - شجاع الدولہ اپنے صوبے مین راجہ بینی بہادر کو نیابت پر چھوڑکر شاہ عالم کو ہمراہ لے ہوئے - اونکے سردار و سوار راؤ وغیرہ نے ملازمت حاصل کی یہان بھی بادشاہی افسر مقرر ہوئے - یہان سے جہانسی کے فتح کرنے کے لئے کوچ کیا شیدی البیر نے اس کے مسخر کرنے [illegible] اور عنان کو تابش معطوف ہوئے اور یہ پنجوین رجب ۱۱۷۵ ہجری کو

---

[۵] دیکھو [illegible]

قلعہ مفتوح ہوا۔ شیدی یہان کا قلعہ دار مقرر ہوا ابہی تک شجاع الدولہ نے خلعت وزارت نہین پایا تہا ۱۲۔ رجب کو خلعت مع[1] پارچہ ہیع چار قب و مالاے مروارید اور قلمدان مرحمت عنایت ہوا اور ۲۰ ماہ مذکور کو غسل[2] خانے کی داروغگی پر سرفراز کیا اور عصمت اللہ خان ادنکی نیابت پر مقرر ہوئے۔ مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہی کہ ۱۱۷۲ ہجری مین بادشاہ کی طرف سے شجاع الدولہ ملک دوآبہ سے سرہنون کو نکالنے اور اون محالات کی مختاری پر مامور ہوئے راجہ ہمت بہادر وہان کی نیابت پر مقرر ہوا اور وہ اُن اضلاع پر قبضہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا اور وہان پہونچکر سرہنون کو بادشاہ کی اطاعت کا فرمان سنایا اونہون نے اطاعت نہکی اور آخر کار لڑائی پر نوبت پہنچی بادشاہ کی طرف سے بیس ہزار سپاہ نے مقابلہ کیا جسکے ہراول پر علام شاہ تہا۔ وہ مارا گیا اور ہمت بہادر بہاگ نکلا اور اوس ضلع کا انتظام بگڑ گیا اور تمام زمیندار سرکش ہوگئے بلکہ آپس مین اختلاف و اختلاف کرنے لگے۔ احمد خان بنگش شجاع الدولہ سے کینہ رکہتا تہا اور بظاہر زمانہ سازی کرتا تہا وہ اونکو بہکاتا تہا۔ مرات التاریخ معروف بہ تاریخ بوندیلکہنڈ مین منشی شام لال نے جو شجاع الدولہ کے حکم سے تسخیر ملک کے لئے جانے اور اوس مین ناکامیابی اور بہاگنا حال لکہا ہے یہی واقعہ ہوگا جو مرآت آفتاب نما مین مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تاریخ مذکور مین مسطور ہے کہ جب نواب شجاع الدولہ نے بغرض تسخیر ملک بوندیلکہنڈ ایک فوج بہ سرداری کرامت خان و ہمت بہادر مامور فرمائی ان دونون سردارون نے جمعیت عبور کرکے بمقام تندواری جو بانڈا سے بفاصلہ سات کوس

صہ ۱۱ ماہ کی خلعت مکمل الدولہ کو

---

[1] دیکھو جام جہان نما ۱۲

[2] دیکھو مرات آفتاب نما اور سیر المتاخرین۔ جام جہان نما مین غسلخانہ کی جگہ دیوان خاص لکہا ہے۔ اس لفظ کی شرح یہ ہے کہ عبد الحمید لاہوری نے شاہجہان نامے مین بیان کیا ہے کہ اکبر کے زمانے مین دیوانخانے اور زنانے مکانات کے درمیان ایک مقام تہا جس مین اکبر غسل کیا کرتا تہا۔ بادشاہ کے خاص خاص بڑے بڑے سردار اور دیوان اور بخشی اس موقع پر باریاب ہوتے تہے۔ اور ضروری باتین بادشاہ کے گوش گذار کرتے تہے کچہہ دن گذرنے کے بعد اس خلوت خانے کا نام غسل خانہ ہوگیا اسی وجہ سے کہ اوس مقام سے لگا ہوا خاص بادشاہی حمام تہا۔ شاہ جہان نے اپنے دور حکومت مین اس نام کو بدلکر دولت خانہ خاص نام رکہا۔ ۱۲

جانب شمال پہونچکر مقام کیا راجہ گمان سنگھ باندا والے نے اپنے آپکو مقابلہ فوج نواب وزیر کمزور سمجھکر راجہ ہندوبت والی بنا و دیگر سرداران بوندیلکھنڈ سے اعانت چاہی - چنانچہ بہت سے رئیسوں نے بالاتفاق مقابلہ کیا اور ایسے ٹوٹ کر پڑے کہ فوج مخالف بسیار مغلوب ہوگئی دور تک تعاقب کرکے بہت آدمی قتل کئے - اس لڑائی مین نواب کی فوج کے چار ہزار کے قریب آدمی مقتول و مجروح ہوئے اور دونون سردار گھوڑون سمیت جمنا مین کود کر اپنی جان گرداب بلا سے کنارعافیت پر بسلامت لے گئے -

نواب شجاع الدولہ اور شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوجکشی کی کوشش نجیب الدولہ کا نواب شجاع الدولہ کی طرفداری کرنا - اور سرداران روہیلکھنڈ کا نواب احمد خان والی فرخ آباد کی مدد کو آمادہ ہونا بالاخر نواب سعد اللہ خان روہیلہ کی مداخلت سے صلح ہوجانا

شجاع الدولہ اور شاہ عالم کے بہانسی سے بسمت الہ آباد واپس آتے وقت ۱۱۷۹ ہجری مطابق ۱۷۶۵ء مین شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے نواب احمد خانپر فوجکشی کرین اور خود بھی ساتھ ہوئے کہتے ہین کہ نواب احمد خانپر فوجکشی کے تین وجہ تھے وجہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی - یعنی ایک اخبار نویس نے روزانہ حال احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریر کیا اوسنے لکھا کہ احمد خان پالکی مین سوار ہوتا ہے ماہیونکی لڑائی دیکھتا ہے - گلال بازی تیار کرائی ہے اور بہت سے مراتب شاہی اختیار کئے ہین شجاع الدولہ نے یہ حال سنکے مثل سانپ کے پیچ و تاب کھایا اور ایک حال بالتفصیل بادشاہ سے مذکور کردیا اور ایک جملہ اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ احمد خان کو فقط اب تخت پر قدم رکھنا باقی ہے - بادشاہ کو احمد خان کا یہ سب حال سنکر کمال غضب آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھ فرخ آباد کی مہم پر چلنے کو مستعد ہوگئے - دوسری وجہ جو غالبًا اصل وجہ تھی یہ تھی کہ بابت مقبوضات میان ملک دوآب جو مرہٹون نے پانی پت کی شکست کے بعد خالی کیا تھا تنازع واقع تھا مرہٹے ملک دوآب سے نکلگئے تھے اور نواب احمد خان نے کل

برگنجات جو سابق مین اوس کے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کرلئے اور شاید کچھہ زیادہ بھی جسپر اوسکو کچھہ حق نہ پہنچتا تھا بخلاف اس کے شجاع الدولہ کا یہ منشا تھا کہ احمد خان صرف اسقدر ملک پر قابض رہے جو اوس کو بموجب صلحنامہ صفدر جنگ وزیر مرحوم ۱۱۶۷ھ کے تفویض ہوا ہے اور کل باقی ملک جو مرہٹون سے واپس ملا ہے اوسپر اپنا حق ثابت کرتے تھے - ریاست فرخ آباد کے ۳۳ محال مین سے سارے سولہ تو مرہٹون کے قبضے مین اوسوقت تک تھے جب اونہون نے پانی پت کے مقام مین جنوری ۱۷۶۱ء مین ابدالی کے ساتھہ شکست پائی تھی اور سارے سترہ محال احمد خان کے قبضے مین تھے اور انکی بابت دونون جانب سے ایک ایک وستاویز تانبے کے پتر پر تحریر ہوئی تھی - اور ایک نے دوسرے کو دی تھی - پانی پت کی لڑائی سے مرہٹے ہندوستان چھوڑکر جمنا پار ہوکر دکن کو چلے گئے تھے اور چند مدت تک مرہٹے خانگی جھگڑون اور سزدا کے جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اس مین کل ملک واپس ملنے کا موقع ملا جو جانب ہندوستان مرہٹونکے قبضے مین آگیا تھا - ۱۱۷۵ ہجری مطابق ۱۷۶۱ء سے ۱۱۷۶ھ ۱۷۶۳ء تک شجاع الدولہ نے میان دوآب کے نیچے کے حصے سے اونکے مقامات کو بالکل صاف کردیا اور بوندیلکھنڈ مین بہانسی تک بڑھگئے - اور نواب احمد خان نے کل برگنے جو کسی زمانے مین اونکے باپ کے قبضے مین تھے لیلئے اور سنکوہ آباد اور کڑا اور کوڑا اور رانا وہ اور بھونداوہ مین پوری بررو ہیلون سے احمد شاہ درانی کے حکم سے قبضہ کرلیا تھا - تیسری وجہ یہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ ملال تھا کہ احمد خان نے امراو گر گوسائین کو پناہ دی تھی - امراو گر ۱۱۷۶ ہجری مین نواب شجاع الدولہ کی ایک آشنا طوائف کو لکھنو لے بھاگا اور بارہ ہزار نانک شاہی لیکر فرخ آباد مین چلا آیا وہ شہر فرخ آباد کے متصل ایک باغ مین خیمہ زن ہوا - اور فخر الدین خان بخشی کے توسط سے ملازمت نواب احمد خان کی حاصل کی - نواب کے مشیر کارون نے نواب کو صلاح دی کہ اسکو پناہ نہ دیجئے کیونکہ اس کے پاس فوج قوی ہے اور سوائے اسکے آپکے پاس اسوقت روپیہ بھی نہین ہے - احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لیگا اوسکو مین ہرگز نہ نکالونگا یہ مجھہ سے کسیطرح ممکن نہین ہے اور امراو گر کو کانپور مین روشن خان جیسا معروف بہ میان صاحب کے پاس جو اوسوقت سائر ہے آٹھہ محال کا عامل تھا بھیجدیا - امراو گر کے بھائی ہمت بہادر نے امراو گر کو شکایت لکھہ بھیجی کہ تمنے ہمارے مالک کو چھوڑکر جسنے تمہاری پرورش کی تھی ایسے حاکم کی مخالفت اختیار کی جو تمہاری فوج کو تنخواہ بھی نہین دیسکتا ہے - امراو گر نے جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو بیچ دینے کیلئے

مہینے یہاں چند مہینے کے قیام کا ارادہ کیا ہے اور نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے نکلا تو مین اوس سے تنخواہ بھی نہ مانگون گا۔ ہمت بہادر نے یہ خط شجاع قلی خان چیلہ عرف میان عیسیٰ کو دکھلایا اور اوس نے شجاع الدولہ سے اوس کا ذکر کر دیا شجاع الدولہ نے ایک خط غضب آمیز احمد خان کو تحریر کیا جس کا مضمون یہ تہا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکالدو اور اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو حق دوستی کے خلاف ہوگا اور اس سے فتنہ بھوک اٹھے گا نواب احمد خان نے جواب لکھا کہ مین سوائے خدا کے کسی سے نہین ڈرتا جو کچھ آپ کے دل مین ہو کیجئے مینے امراد گر کو خط بھیجکر نہین بلایا تھا۔ اور جب آگیا ہے تو جواب دینے کے کیا معنی شجاع الدولہ نے اس جواب پر بہت کچھ رنج کیا۔ مگر چند مہینے تک اوس کا کچھ حال نہ کھلا اس عرصے مین احمد خان کے ادرانے امراد گر سے کہا کہ تمھارا یہان سے چلا جانا مناسب ہی کیونکہ اگر کوئی بات بھی ہو جائیگی تو زمانہ یہی کہیگا کہ امراد گر خاندان نیگش کی تخریب کا باعث ہوا۔ امراد گر نے اونکی بات مانکر وہان سے چلے جانے کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر سو شجاع الدولہ پیدا ہون تو تم کو میرے ملک سے نہین نکال سکتے لیکن اگر تمھارا اپنا ارادہ جانے کا ہے تو تمھارے پانو نہین کسی نے زنجیر نہین ڈالی ہے امراد گر آگرے کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی دور پہنچا ایک ہی منزل گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی چڑہائی کی خبر سنکر اوسکو پھیر بلا بھیجا۔ شجاع الدولہ کو یہ خبر پہونچی تھی کہ فرخ آباد مین فقط چار پانچ ہزار آدمی ہے اور باقی فوج جابہ جا پرگنجات پر متعین ہی۔ اونہون نے مشہور کیا کہ مین ملک گیری پر جاتا ہون یعنی جن جن زمینداروں نے زر مالگذاری نہین دیا ہے۔ اونسے وصول کرنے جاتا ہون کچھ فوج دوآبے کی طرف بڑھی اور اثنائے راہ مین ریاست فرخ آباد کے قصبہ موسیٰ نگر کو جو دریاے جمنا پر واقع ہی لوٹ لیا۔ خاص الشہر تھوڑے عرصے تک خواجہ پل کی سرا مین قیام پذیر رہا۔ شجاع الدولہ فیض آباد سے آہستہ آہستہ اپنے ملک کے اندر کوچ کرتے ہوئے پرگنہ بھوجپور[1] مین نانامئو گہاٹ تک پہنچے لشکر تو اودھر فتوح کی طرف بڑہا جو احمد خان کے علاقہ مین تہا مگر شاہ عالم اور شجاع الدولہ کمن پور مین ایک نالہ اور باغین مقیم ہے۔ یہ باغ احمد خان کا تہا اور مداربادی کے نام سے مشہور رہا۔ جو ۱۰ بیگھے کا کمن پور اور فتوح کے آس پاس تھے سب لوٹ لئے۔ اخبار نویسون نے احمد خان کو یہ خبر دی تھی کہ یہ فوج فقط ملک گیری کی غرض سے روانہ ہوئی ہی جب شجاع الدولہ کمن پور پہونچے اودھ کے ہرکارہ نے دریافت کیا کہ یہان سے فرخ آباد تک

[1] ضلع کانپور مین ہے۔ پرگنہ فتوح کے شمال مین ہی۔

پہنچنے مین کتنا عرصہ لگیگا تب اس سوال کہلا - محمدی کا راجہ گنگا سنگھ جو احمد خان کا بڑا دوست تھا اوسوقت شجاع الدولہ کے ساتھ تھا اوس نے احمد خان کو اطلاع بھیجنے کا قصد کیا اوس نے اپنے قاصد کو فقیر کا بھیس کروایا اور خطاوں کے جوتے مین رکھا اور کہا کہ نواب احمد خان کسی مقام اور کسی حال مین ہو اوسکو یہ خط پہنچا دو قاصد روانہ ہوا اور آدھی رات گذری احمد خان کی ڈیوڑھی پر پہنچا اور مشرف خان داروغہ ڈیوڑھی کو اپنے آنے کی خبر دی اوسوقت نواب کہلا بھیجا کہ سو رہا تھا اور کسی کو مجال جگانے کی نہ تھی آخر میان صاحب علی خان اندر گیا اور نواب کے پانوں داب کر خط اوسکو دیا قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دیا بخشی محبت تمام طلب ہوئے اونہون نے کہا کہ نہایت تعلیل فوج موجود ہے - تب نواب نے حکم دیا کہ محرران کو بلاؤ اور سرعالی اور فوجدار کے نام پروانجات جاری کرو کہ فوراً بلا توقف فرخ آباد مین آکر حاضر ہون - اور بریلی[1] اور بدایون[2] اور بسولی[3] اور اوجھیانی[4] اور اترجہندی[5] اور آنولہ[6] اور رامپور[7] اور سنبھل[8] اور سمس آباد[9] اور عطائی پور[10] اور تلہر[11] اور شاہجہانپور[12] کے پٹھانون سے بھی مدد طلب کی - اسوقت حافظ رحمت خان والی بریلی اپنی حدود کے قریب برگنہ مہرآباد مین جو اب ضلع شاہجہانپور مین ہے مقیم تھے نواب احمد خان نے

---

[1] بریلی حافظ رحمت خان کی حکومت کا مقام تھا ۱۲ [2] فتح خان خانسامان نواب علی محمد خان کے ایک امیر بدایون مین رہتے تھے ۱۲ [3] بسولی روہیلکھنڈ مین واقع ہے اسمین ایک گانون تھا - نواب دوندے خان کی سکونت کی وجہ سے ایک بڑا قصبہ ہوگیا - دوندے خان علی محمد خان روہیلہ کے ایک سردار تھے ۱۲ [4] اوجھیانی ضلع بدایون مین واقع ہے - یہان نواب عبداللہ خان ولد نواب علی محمد خان روہیلہ رہتے تھے ۱۲ [5] اوترجہندی مین کہ آنولہ سے مشرق کی طرف دو تین کوس پر ہے - نواب عبداللہ خان رہتے تھے ۱۲

[6] آنولہ نواب علی محمد خان کی دارالحکومت تھا بریلی کی کمشنری مین واقع ہے ۱۲

[7] رامپور نواب فیض اللہ خان خلف نواب علی محمد خان کی حکومت کا مقام تھا - ۱۲ [8] مذکور رشید خان پسر جلالہ ولد خواجہ بایزید عرف پیر روشن نے آباد کیا ہے - [9] سنبھل آباد ضلع فرخ آباد مین ہے ۱۲

[10] عطائی پور برگنہ قایم گنج ضلع فرخ آباد مین ہے ۱۲ [11] تلہر روہیلکھنڈ مین شاہجہانپور کے ضلع مین واقع ہے ۱۲

[12] شاہجہانپور روہیلکھنڈ مین واقع ہے اسکو دلیر خان اور بہادر خان قنوج اور کالپی کے جاگیردارون نے ۱۶۴۷ء مین شاہجہان سے اجازت لیکر اوسکے نام پر آباد کیا تھا - ۱۲

اگر احمد خان کو شکست ہوئی تو سرے اور وہ ندے خان کے علاقے کو جو میان دوآب میں واقع ہے یعنی اٹاوہ
وٹنکوہ آباد پھپوند کو نہایت ضرر کا اندیشہ ہی - احمد خان کو مدد دینے میں بسر گرمی تمام مستعد ہو گئے اور نہایت
جواب دیا کہ مجھے اس کی خبر پہلے ہی پہونچ چکی ہی - اور اسی واسطے حدود پر مقیم ہوں سب طرح سے شرکت
کے واسطے حاضر ہوں - مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہیں ملی ہے - اگر روپیہ ملے تو میں نواب سعد اللہ خان
وندے خان وغیرہ دوسرے سرداران روہیلہ کو بھی طلب کروں اور اگر روپیہ نہ ہو سکے گا تو میں فوج سے
تو حاضر ہوں - جب بخشی نے پہونچکر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا تو اوس نے بخشی مذکور کے
ہاتھ دو لاکھ روپئے بھیجدیے - اور کہلا بھیجا کہ تم یہ اپنے صرف میں لاؤ اور اقرار کیا کہ جب نواب سعد اللہ خان
وغیرہ آجائیں گے تب اور بھی روپیہ دیا جائیگا - اسوقت روپیہ پہنچا - اوسوقت حافظ رحمت خان نے
نواب سعد اللہ خان وغیرہ سے کہلا بھیجا کہ بلا توقف ایک لمحہ کے اس طرف روانہ ہوں اور اپنے نائب
مقیم اٹاوہ شیخ کبیر کو بھی لکھ بھیجا کہ اپنی کل فوج لیکر فی الفور کالی ندی کی طرف روانہ ہو اور فرخ گنج کے نیچے
مقام کرے - ان دنوں نواب سعد اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کی طبیعت علیل تھی - سل کے عارضے
میں مدت سے علیل تھے - خود تو نہ گئے - مگر نواب فیض اللہ خان اور وہ ندے خان اور بخشی سردار خان
کو بھیجا[1] - آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے نواب سعد اللہ خان کا بھی جانا ثابت ہی - بخشی فخر الدولہ نے
حافظ رحمت خان کے پاس سے واپس ہوکر جو کچھ گذرا تھا نواب احمد خان سے بیان کیا - اس کے بعد
نواب احمد خان نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ اگر مدد دیجئے
وزیر مذکور اس وقت سورج مل جاٹ کے ملک میں تھا خریطہ خواجہ خان عماد الملک کے وکیل کے حوالے کیا گیا
اور نواب نے وکیل مذکور سے یہ کہدیا تھا کہ اگر سورج مل کو اس کا حال معلوم ہو اور وہ سوال کرے کہ مجھے
کیوں نہ طلب کیا تو اس کا جواب یہ دینا چاہئے کہ سابق میں تمنے حق ہمسائگی ادا نہ کیا ورنہ تم صفدر جنگ
کے شریک نہوتے - لہذا مناسب تو یہ ہی کہ صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جاکر مدد کرو مجھی تمھاری
مدد کی چنداں ضرورت نہیں ہی - اگر خدا چاہے گا تو میں شجاع الدولہ بھی ویسی ہی خدمت کروں گا
جیسی صفدر جنگ کی تھی - جب خواجہ خان وکیل کو بھیجا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک نے
فوراً سورج مل کو طلب کیا اور اوس سے کل حال بیان کرکے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضرور ہی
راجہ نے پوچھا مجھے کیا سمجھاتے ہو بلایا ہے خواجہ خان نے لفظ بلفظ نواب کا پیغام اوس سے کہدیا

---

[1] دیکھو فرخ بخش ۱۲

راجہ نے کہا جو کچھ نواب نے کہا سچ ہی مگر مفت نہ مانگے مدد دیتا ہون اور تین ہزار سوار پیشہ و چالاک روانہ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ وہ جاکر کول مین مقیم ہون - اگر شجاع الدولہ آگے بڑہے تو وہ کوچ در کوچ چل کر احمد خان کے شریک ہو جاوین - علاوہ ازین مین چند ہزار سوار عماد الملک کے ہمراہ روانہ کرون گا یہ سب روانہ ہوے - جب عماد الملک شہر فرخ آباد کے قریب پہنچا احمد خان اوس کے استقبال کو گیا اور اوس کو خیمہ حیات باغ مین لے گیا - بجواب پیغام احمد خان فوجین دور و نزدیک سے شہر فرخ آباد مین آنا شروع ہوین - اور سب افغانان شاہجہانپور و شاہ آباد ضلع ہردوئی وغیرہ کی کل تیس چالیس ہزار فوج مجتمع ہوئی تھی جب حافظ رحمت خان والی بریلی آئے اون کو خیمہ فتح گڈھ کے قلعہ مین استادہ ہوا - ذوالفقار گڈھ کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشتیون کا تیار ہوا اور علی سردار خان اور دوندے خان اور نواب فیض اللہ خان روہیلہ مع فوج کے اوس کے دونون سے اوتر آئے - تو بخانہ باہر نکالکر درست کیا گیا - بعد ازان یا فوت گنج ضلع فرخ آباد کے اوس پار بگار ندی کے کنارے پر پہنچ گیا - اس مقام پر کل جنے جو صفدر جنگ اور نول رائے کی لوٹ سے ہاتھ مین آئے تھے لگائے گئے - تب نواب احمد خان نے اپنی اور تمام معاونون کی فوج ساتھ لیکر کوچ کیا - ایک رات بھر رہکر اپنی فوج اپنے بخشی کے زیر حکم کرکے خود قلعہ کو واپس آیا - روشن خان و امراو گر کو یہ حکم ملا کہ پانچہزار جوان ساتھ لیکر کالی ندی کے کنارے خدا گنج کے نیچے شیخ کبیر کے جا کر شریک ہون - ہتھورے ہی عرصے مین شجاع الدولہ کمن لیہ مین پہنچے - اون کا ایک خواجہ سرا فرخ آباد مین آیا اور لال سرا مین ٹہیرا - یہ محض اوس حصہ ملک کا دعوے کرنے کے واسطے آیا تہا - جسپر حال مین نواب احمد خان نے قبضہ کرلیا تہا - نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج اور روہیلون کے جملہ سردار اور ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کو مجتمع کرکے خواجہ سرا کو طلب کیا - خواجہ سرا نے

سلہ آرون صاحب نے اس مجمع کے حاضرین مین ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کا نام بھی لکھا ہے - حالانکہ اس بیان سے دو تین دن پہلے یہ تسلیم کر چکے ہین کہ وہ اس وقت زندہ نہ تہا - اور اوسکی نسبت لکھتے ہین کہ شخص سنہ ۱۱۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۳۹ء مین کابل مین صوبہ دار تہا - فرخ آباد مین نہ تہا - تین ہزار روپیہ ماہواری وظیفہ پاتا تہا وہ فرخ آباد مین قبل ساتھ کے فوت ہوا - اوس کا بڑا بیٹا شجاع الدولہ کی سرکار مین نوکر تہا اور اوس کو بہت کچھ ملتا تہا

ایک فرمان شاہی نکالا اور نواب احمد خان نے مہربان خان کے ہاتھ مین دیا جس نے اوس کو بہ آواز بلند پڑہا۔ نواب نے اوس کا جواب شجاع الدولہ کو بڑے غیظ و غضب سے لکھا چونکہ سرداران روہیلہ نواب شجاع الدولہ سے رسل و رسائل جاری رکہتے تہے اور اون کی دوستی کا دم بہرتے تہے۔ اور اون کو یہ گمان تہا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہین۔ شجاع الدولہ نے ان سرداروں کی تحریرونکے اعتماد پر دوسری مرتبہ اپنے سالے سالار جنگ کو مدارج گفتگو کے طے کرنے کے لئے پٹہانونکے لشکر مین بہیجدیا سالار جنگ نے شجاع الدولہ کا پیام بیان کیا پٹہانونکے نے اوس کا نامناسب جواب دیا۔ جواب سنکر سالار جنگ نے چاہا کہ واپس چلا جاوں روہیلونکی ایک جماعت نے دوندے خان کے اشارے سے سالار جنگ کے ڈیرے کو گہیر لیا۔ شجاع الدولہ سمجہہ گئے کہ سالار جنگ کو قید کرلیا ہے۔ عماد الملک نے اسوقت پٹہانون کو یہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہئے۔ مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر اول حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کے شریک ہین لوگ یہی کہین گے کہ اس نے بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کورنمک ہے اسلئے مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو شکایت لکہہ بہیجین دیکہین کیا جواب آتا ہے جیسا کچہہ جواب دین گے ویسی کارروائی کی جائیگی ایک عرضداشت تیار ہوئی جسکا مضمون یہ تہا کہ غلام سلطنت کا نمک خوار قدیم ہے۔ شجاع الدولہ نے کمترین سے ناحق عداوت پیدا کرلی ہے۔ شجاع الدولہ نے جو غلام کی گلال باڑی تیار کرنے اور ہاتھی

بقیہ حاشیہ صہ۴۰ ایک روز شجاع الدولہ نے اوس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فرخ آباد سے بلوالو مین اوسکو اپنا نائب مقرر کرون گا۔ ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ مین نواب احمد خان کے تین ہزار روپے تین لاکہہ کی برابر جانتا ہون۔ کیونکہ جب مین احمد خان کی ملاقات کو جاتا ہون احمد خان تعظیم کے واسطے اوٹہہ کھڑا ہوتا ہے۔ اور اگر مین شجاع الدولہ کی نوکری کرونگا اوکسی روز اوسکے دروازے پر جاون گا خادم کہین گے کہ نواب صاحب آرام مین ہین۔ اور اوس وقت مجہے دروازے پر انتظار کرنا پڑے گا۔ اور یہ موت سے بدتر ہے۔ آخرالامر لاچار ہوکر اوسکا بیٹا فیض آباد کو واپس گیا جبکہ ناصر خان ۱۷۵۵ء کے قبل مرچکا تہا تو شجاع الدولہ نے اوسکو اپنی نیابت مین لینا کیسے چاہا کیونکہ ۱۷۵۳ء مین تو صفدر جنگ نے انتقال کیا ہے۔ ہماری نظر سے بعض معتبر تاریخون مین یہ گذرا ہے کہ ناصر خان ۱۷۵۴ء مین صفدر جنگ کے ہمراہ رام چنوٹی کے مقام پر احمد خان سے لڑا اور مارا گیا ۱۲

لڑانے اور بے اجازت پالکی مین سوار ہونے کی شکایت حضور مین کی ہی شجاع الدولہ سے ان کل شکایات کا جواب طلب فرمایا جائے اگر مست ہاتھی زنجیر توڑکر جنگل کو بھاگ جائین اور وہان جاکر لڑین تو اس مین کسکا قصور ہی - کلال باڑی کی نسبت عرض یہ ہے کہ یہ محض غلط فہمی ہے - یہان چونکہ قاعدہ ادب واداب سے واقف نہین ہین - لہذا چند لکڑیان کہڑی کرلی ہین وہان اونکو قطار سے کہڑاکرکے قاعدہ سلام وغیرہ سکہلایا جاتا ہے - اور پالکی اس عاجز کو خود حضرت خلد مکان عالمگیر ثانی نے عطا کی ہی جس زمانے مین کہ غلام کو بخشی سلطنت مقرر فرمایا تہا - اور شجاع الدولہ خاکسار سے اس باعث سے ناخوش ہے کہ احمد شاہ درانی نے کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تہا شجاع الدولہ کو حاضر ہونا منظور نتہا مگر بمجبوری جانا پڑا اور ہم دونون بباعث حکم سخت کے مجبور تھے - اوسوقت سے شجاع الدولہ کمترین سے بغض رکہتا ہی نجیب الدولہ جو کہ سابق مین کمترین کے باب کا ملازم تہا اب اسقدر بڑہا ہے کہ دعوے ہمسری کا رکہتا ہے - اور چونکہ کوئی اُسے ہمسر تصور نہین کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکہتا ہے - اس عرضداشت مین احمد خان نے ان لوگون اوس سازش کا بھی مذکور کیا جو انہون نے احمد شاہ درانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تھی بعد ازان اوس نے انصاف چاہا تہا کہ شہنشاہ خود امور متذکرہ بالا پر توجہ مبذول فرمائین - اور تہوڑی دور اس مقام سے کسیطرف نہضت فرمائین تاکہ ہم متخاصمین میدان جنگ مین باہم تصفیہ کرلین جو باقی رہے ملازمت غلامان حضور سے شرف اندوز ہو - یہ عرضداشت مہتاب خان کے ہاتہہ ارسال ہوئی ایک سو آدمی اوسکی جلو مین جانے کے لئے متعین کئے گئے تہے اور نواب احمد خان نے اوس سے یہ بھی تاکید کردی تھی کہ اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہان پہنچکر خدمت شاہی مین باریاب ہوا ینتی نے بہ آواز بلند عرضداشت لفظ بلفظ پڑہکر سنائی - سنکر بادشاہ نے مہتاب خان کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہ راے ہوئی کہ اوس کا جواب نہ دینا جواب خاموشی بہتر جواب ہی - مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا - جب کچہہ جواب نہ ملا تو بلا اجازت وہان سے چلا آیا - اور فرخ آباد مین پہنچکر کل حال بیان کیا - دوسرے روز نواب احمد خان اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا - عماد الملک کی یہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑہنا چاہیے اوسوقت یہ خبر پہونچی کہ نجیب الدولہ بنی گنج مین آپہونچے ہین - بنی گنج چہوٹا سا قصبہ ہی بیدر دہیرا مو کے فرخ آباد سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - نجیب الدولہ جو

دہلی مین تھے براہ سکیٹ ملک دوآب کی طرف برسم یلغار کہیتی کو جلاتے اور مواضعات کو سمار
کرتے ہوئے بڑھے نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے بگڑی ہدل بھائی تھی نواب احمد خان نے اڑہائی سو خان
کہانے کے ایک سو پچیس کہاروں پہ ہمراہی شاہ محمد خان جماعہ دار دلکشیر خان سونپنے والے کے بھیجے
اور پیام دیا کہ طعام نجیب الدولہ کے خرچ کے واسطے ہے۔ اور ملک اونکی سپاہ کے صرف کے لیے ہے
کیونکہ بھائی بھائیون تکلف نہین ہوا کرتا ہی۔ نجیب الدولہ نے غصے ہوکر کہا کہ کہانا یہان سے اوٹھاؤ
اور اوس پر اپنی نواب کا فاتحہ پڑہو کہتے ہین مقام بینی گنج مین جہہ ہزار پٹھان سواروں نے نجیب الدولہ
کی نوکری چہوڑدی۔ نواب احمد خان نے اونکی بڑی خاطر مدارات کی خلعت دئے۔ اور روزانہ
کہانا مقرر کردیا۔ دوسرے روز نجیب الدولہ وہان سے کوچ کرکے کالی ندی کے کنارے خدا گنج مین
شیخ کبیر وراجہ امراو گردوشن خان سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے۔ نجیب الدولہ نے
شیخ کبیر کو پیغام بہیجا کہ مین تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہون۔ اونہون نے جواب دیا کہ میری تمہاری ملاقات
شمشیر بدست ملاقات ہوگی۔ شجاع الدولہ کی مدد کو آئے ہو۔ اوسہی سے ملاقات کی تمنا رکہتے ہو۔ دوسرے
روز نجیب الدولہ بغیر ملاقات کئے ہوئے وہان سے روانہ ہوئے۔ اور قنوج مین پہونچے۔ شجاع الدولہ
نجیب الدولہ کو بادشاہ کے حضور مین لے گئے۔ اور تدابیر کے دفتر کہلے۔ نجیب الدولہ نے وزیر سے کہا
کہ افسوس ہی کہ تمہاری تاخیر سے احمد خان کو موقع تیاری کا مل گیا۔ اوراوس نے فوج مجتمع کرلی اور کہنے لگے
کہ اگر لڑائی نہین جاری کی تو پہلے مین سیدان مین جاونگا۔ مگر مجھے اندیشہ ہی کہ میرے افغان روہیلون سے
دل سے نہ لڑینگے۔ اور بالفرض لڑائی شروع بھی کردی تو چونکہ آپ کا قدم درمیان مین ہی قوم و مذہب
کے تخالف کی وجہ سے جو آپ مین اوراون مین موجود ہی دیدہ و دانستہ قصور کرینگے۔ اگر آپ کی
مرضی ہو تو سرداران روہیلکہنڈ کو لعنت ملامت کرکے راہ راست پر لے آوین اور اس شرط پر کہ
امراو گرکو فرخ آباد سے رخصت کردیا جائے اور سالار جنگ کو یہان آپکے پاس پہونچا دیا جائے
احمد خان سے صلح قرار دون نواب شجاع الدولہ نے منظور کرلیا۔ دو تین روز کے بعد نجیب الدولہ
فرخ آباد کی طرف بڑہے۔ یہ سنکر شیخ کبیر نے اونہین پیغام بہیجا کہ خبردار آگے نہ بڑہنا کہیل مین
تمہاری کچہہ مدارات کرنے والا ہون۔ نجیب الدولہ نے جواب دیا کہ مین لڑنے نہین آیا ہون
مین صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہون۔ شیخ کبیر نے جواب دیا کہ اس
صورت مین اجازت ہے مگر بے فوج جاؤ۔ نجیب الدولہ اپنی فوج چہوڑ کر آگے بڑہے
اور کالی ندی اوتر کر اپنے خیمے کہڑے کرائے۔ دوسرے روز پہر روانہ ہوئے۔ جب

وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچے تو وہنون نے بخشی مذکور کو ہاتھی پر سوار دیکھا اور اوسکی تمام فوج صف باندھے ہوئے آمادہ بجنگ تھی نجیب الدولہ انکو دیکھتے ہوئے گذر گئے - اونکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار رکھتی اور اس فوج مین حوذا اونکی فوج کی نسبت زائد سردار فیل نشین تھے - نجیب الدولہ نے سلام علیک کی مگر کسی نے اوس کا جواب نہ دیا بڑھکر نجیب الدولہ کشتیون کے پل سے دریاے گنگا کے پار ہوئے - اور نواب سعد اللہ خان اور فتح خان اور ملا سردار خان اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان سے ملاقات کی نجیب الدولہ کے سسر دوندے خان نے اونکو ملامت کی کہ تم پٹھان کے برخلاف تمنے شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اس کا اونہون نے یہ جواب دیا کہ جب مرہٹون نے سکر تال مین مجھپر حملہ کیا تہا اوسوقت شجاع الدولہ نے بڑے نازک حال مین میری مدد کی تہی - پھر دوندے خان سے نجیب الدولہ نے ترش روئی کے ساتھہ کہا کہ تمنے سالار بیگ کو کیون قید کر لیا ہے - نجیب الدولہ نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ اگر وہ پہلے نواب احمد خان کی مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اونکو بنگش کا ایک ثلث ملک مرحمت ہوگا - بعض کہتے ہین کہ یہ بات خود شجاع الدولہ نے بھی حافظ رحمت خان کو تحریر کی تہی - مگر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین اپنے دوست نواب احمد خان کا ساتھہ نہ چھوڑونگا - آخر بقصبہ اسر سہرا کہ شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہیے اس شرط پر کہ احمد خان امراؤگر کو اپنے یہان سے علحدہ کردے اور نجیب الدولہ سالار بیگ کو اپنے ساتھہ شجاع الدولہ کے پاس لیجاین حافظ رحمت خان نے اقرار کیا کہ کل مین نواب احمد خان کی ملاقات کو جاؤنگا - جب حافظ صاحب نواب کے پاس پہونچے تو اونہون نے اوسکو اس خوشخبری کی مبارکباد دی - نواب نے پوچہا کہ یہ مبارکباد کیسی ہے - حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری تیاریون سے شجاع الدولہ نے خوف کہاکر نجیب الدولہ کو نواب سعد اللہ خان کے پاس صلح کینرض سے بہیجا ہے - احمد خان کے پاس صلح کینرض سے بہیجا ہے - احمد خان نے جواب دیا کہ جو کچھہ تمہاری راے ہوگی مین تو اوسپر رضامند ہون - مگر اسباب مین عماد الملک سے مشورہ لینا ضرور چنانچہ وہ سب غازی الدین کے لشکر مین گئے اوس نے کہا کہ شجاع الدولہ امید کامیابی کی نہ دیکھکر مائل بہ صلح ہوئے ہین - یہ خیال رکھنا چاہیے کہ جب کبھی موقع ملا اونکے نزدیک نقض عہد کوئی بات نہین ہے - حافظ رحمت خان نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اونکو بھی

اس وقت سزا دیجا سکتی ہی اوسوقت مین بھی ممکن ہے ۔ اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہی تب عماد الملک نے کہا کہ اگر تمھاری بھی رائے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہی ۔ اب معاملہ صلح کا یون طے ہوا کہ جو کچھ طے پایا تھا حافظ رحمت خان نے اوسکی اطلاع نجیب الدولہ کو دی اور کہا کہ صرف بادشاہ سلامت کے موجود ہونے کے سبب سے افغان صلح منظور کرتے ہین ورنہ اونکو کسی حال مین صلح منظور نہ تھی تمکو لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ نی الفور یہانون کی حدود سے چلے جائین نجیب الدولہ نے کہا کہ تم خود چلکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو ۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہون بلا اجازت اوس کے کیسے جا سکتا ہون نجیب الدولہ نے کہا کہ تمنے ایسی ذلت کیون اختیار کی حافظ رحمت خان نے کہا کہ دوسرے برادر بھی اسی صورت سے ملازم ہین نواب سعد اللہ خان اور اونکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خرید کی ہی اور اونکے کل اخراجات اپنے خزانے سے ادا کیے ہین ۔ اور آج کی تاریخ تک سات لاکھ روپیہ دیا ہی خیر مین کل احمد خان کے پاس جاؤنگا ۔ اور اوس سے اجازت حاصل کرون گا ۔ احمد خان نے کچھ تعرض نہ کیا ۔ دوسرے روز حافظ رحمت خان اور نجیب الدولہ روانہ ہوئے اور سالار جنگ کو اپنے ساتھ لیتے گئے ۔ اول حضرت مین بادشاہ کی حاضر ہوئے پھر شجاع الدولہ کے پاس گئے اور اون سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ مشرق کی طرف واپس جاؤ ۔ غرضکہ شجاع الدولہ اور بادشاہ نے مشرق کو کوچ کیا اور واپس گئے ۔ نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان نے رخصت چاہی نجیب الدولہ دلی کو روانہ ہوئے اور حافظ رحمت خان اپنی لشکرگاہ کو واپس آئے دوسرے روز نواب سعد اللہ خان اور دوسرے سرداران روہیلہ بھی نواب احمد خان سے رخصت ہو گئے ۔ یہ بیان آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد کے مطابق ہی ۔ لیکن فرح بخش کے مولف کا بیان ہی کہ نواب سعد اللہ خان علالت کی وجہ سے بدایون سے آگے نہین بڑہے تھے اور معاملہ صلح بھی دوسری طرح اس کتاب مین مذکور ہی ۔ وہ یہ کہ جب نواب سعد اللہ خان کو یہ خبر پہونچی کہ بغیر لڑائی اور کشت وخون ہوئے طرفین نہین رکنے کے تو صلح کرانے کے لئے خود سوار ہو کر روانہ ہوئے ۔ آنولے سے چلکر بدایون پہنچے تھے کہ حالت بگڑنے لگی بدایون سے شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ باہم لڑنا خوب نہین مناسب یہ ہی کہ جنگ ٹالدی جائے اور اپنے ملک کو لوٹ جاؤ شجاع الدولہ نے جواب مین لکھا کہ مین آپکی رائے سے باہر نہین ہون مگر دو نہ سے خانکہ پہلے یہان سے بھیج دینا چاہیے ۔ نواب سعد اللہ خان نے سکات کی حالت مین

دوندے خان کو کلیا بلکہ غلام رسول خان کے بیٹے اور منشی میر ہول کو بھی دوندے خان کے پاس پیام دیکر بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ کے پاس جاکر نزاع باہمی کو شادین - دوندی خان اس تحریر کے بموجب دوسرے سرداران دوسیلہ کو لیکر دریائے گنگا کے ساحل سی کوچ کرکے شجاع الدولہ کے پاس قنوج مین پہنچے نواب شجاع الدولہ نے تین چار کوس سی استقبال کیا۔ دوندے خان نے بادشاہ کی ملازمت نہی حاصل کی اور بادشاہ اور شجاع الدولہ کا دل احمد خان کی طرف سے صاف کرنے مین بہت کوشش کی - بادشاہ مع شجاع الدولہ قنوج سے چلے گئے حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے ہمراہ کردیا - اور یہ کہدیا کہ جسقدر تہانے احمد خان کے ملک کے شجاع الدولہ کے آنے کی وجہ سی اوشہ گئی ہین وہ بھادے جاے عنایت خان ملک کے تہانے بہاتا ہوا شجاع الدولہ کے ساتھ لکھنو گیا اور وہانسے واپس ہوا۔

شجاع الدولہ کا میر قاسم عالیجاہ والی بنگالہ کا مددگار ہوکر انگریزون سے لڑنا

سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین جبکہ انگریزون نے عظیم آباد کو فتح کرلیا - اور میر قاسم عالیجاہ کی جگہ جعفر خان کو مسند نشین کیا تو میر قاسم عالیجاہ نے شجاع الدولہ سے مدد حاصل کرنے کا ارادہ کیا جب اوسنے اپنے سردارون سی اس باب مین مشورہ کیا تو مرزا نجف خان نے جو شجاع الدولہ کے مزاج اور رویہ سی واقف تہا اونکے پاس جانے کی صلاح نہ دی اور کہا کہ اوہ ہرگز سے بلکہ خود بدولت مع متعلقین قلعہ رہتاس مین رہیے اور انگریزونکی مہم میرے سپرد کیجیے کہ فوج منتخب کرکے انگریزون سے جنگ کرون اور اونکو مجال آرام اور فرصت نہ دون عالی جاہ نے آب وہوائے رہتاس کی ناموافقت اور دوسری وجوہ سی اس مصلحت کو ناپسند کیا - مرزا نجف خان نے کہا کہ اگر کسی سے مدد لینا منظور ہی تو براہ بندیلکھنڈ عازم دکن ہوجیے اور مرہٹون سی مدد طلب کیجیے عالی جاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور اونکی بدمزاجی اور لٹیرے پن کی وجہ سی اس مشورہ پر بھی رضامند نہوا اور بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجہا - ایک دن صبحکو ڈیڑھ لاکھ روپیے نقد اور پانچ ہاتہی مرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے پر راضی تہا دیکر رخصت کیا - اور خود انگریزون کے تعاقب کے خوف سے دریاے کرم ناسہ پر منزل گزین ہوا - شجاع الدولہ اون دنون بندیلکھنڈ کے بندوبست مین سرگرم تہے کہ میر قاسم نے میر سلیمان کو برسم رسالت اونکے پاس بہیجا اوس نے یہان آکر راجہ بینی بہادر

اور علی بیگ خان اور مرزا بہلول سے جو ایام طفلی سے وزیر کا اتالیق تہا مع دیگر عملہ اور ارکان دولت کے ربط پیدا کیا۔ اور اون کو بہت کچہ مال دیکر وسیلہ مستحکم کرکے دلجوئی کی تحریر لیکر عالیجاہ کے پاس واپس ہوا۔ اور اسکے بہیجنے کے قبل مرزا شمس الدین بھی وزیر کی تحریر جو نہایت عطوفت اور انشمالت سے کے ساتھ تھی اور اس مین قرآن کی قسم بھی تھی لیگیا تہا چونکہ بادشاہ اور شجاع الدولہ آبا دین ہندیکہنہ کے انتظام مین مصروف تہے۔ عالی جاہ بھی حسب الطلب اودہی کو روانہ ہوا جب کہ عالی جاہ وزیر کے لشکر کے قریب ایسے مقام پر پہنچا کہ تین کوس کا فاصلہ تہا شجاع الدولہ دس بارہ ہزار سوار لیکر استقبال کو لیگئے عالیجاہ کو جبکہ وزیر کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنی پلٹنون کو آراستہ کرکے سراپردے کے دروازے سے دور تک دورویہ کہڑا کیا۔ اور ایک عالیشان خیمہ استادہ کیا عالی جاہ کے سردار اور عمائد بھی عمدہ لباس پہنکر حاضر تہے۔ جب وزیر پہنچے تو اب دروازہ تک استقبال کیا۔ حسب ضابطہ ہندوستان سلام ہوا۔ باہم معانقہ کیا اور ایک مسند پر بیٹھے۔ شجاع الدولہ نے عالیجاہ کو بہت تسلی دی۔ اور کہا کہ مین اپنے ہمراہ لیجاکر آپ کا سلام بادشاہ سے کراونگا۔ عالیجاہ نے عمدہ عمدہ قسم کے کپڑونکی اکیس کشتیان اور بہت سا جواہر اور ہاتھی بطور تحفہ کے دئے۔ پہر وزیر اپنے ہمراہ بادشاہ کی ملازمت کے لئے عالیجاہ کو لیگئے اور خاص اپنے ہاتھی پر اپنے ساتھ بٹہایا۔ بادشاہ کی ملازمت سے مستفید ہوکر دونون نواب اپنے اپنے لشکرون مین چلے گئے دوسرے روز عالی جاہ وزیر کی بازدید کو روانہ ہوا۔ اونہونے بھی سقلیہ ملازمون کو حکم دیا تہا کہ باناتی لباس پہنکر اور ہتہیار باندہکر دستہ دستہ سر دروازہ سے لیکر جہان تک گنجایش ہو کہڑے ہون۔ حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت بھی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تہے۔ جب عالیجاہ سراپردہ وزیر مین داخل ہوا وزیر نے لب فرش تک استقبال کیا اور عالی جاہ کا ہاتھ پکڑکر اپنی مسند پر برابر بٹہایا اور نہایت اشتیاق کے ساتھ فرمایا کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگریزون کے ہاتھ سے نکالکر تمہارے حوالے کرونگا وزیر کو توقع نہی کہ عالی جاہ کی امداد کے بہانے سے وہ خود قابض بنگالے ہو جائینگے[1] جبکہ روز مین عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کی معرفت کنگن کی ایک جوڑی جو لاکہون روپئے کی قیمت رکہتی تہی شجاع الدولہ کی ماں کے پاس بہیجی اور اوسکو اپنی خان بنایا شجاع الدولہ

---

[1] دیکہو جلد دوم عہد نامجات مین عہد نامہ دہلی۔ ۱۲

بندیلکھنڈ کے معاملہ کا تصفیہ مدنظر تھا۔ اور بعض پرگنات الہ آباد کی تحصیل مالگذاری منظور تھی چنانچہ راجہ بینی بہادر کو پیشتر بھیجکر منظور حصول مراد تھی مگر بندیلے مطیع نہوتے تھے۔ اس سے زیادہ عرصہ تک اس طرف رہنے کا خیال تھا اور عالی جاہ کو مہمچے کی طرف فوج کے کوچ کرنے کی جلدی تھی وہ چاہتا تھا کہ انگریزوں کو قدم جمالینے کی فرصت نملے۔ جب میر قاسم نے وزیر سے اودھر جلد کوچ کرنے کی خواہش کی تو انہون نے یہی عذر بیان کیا۔ عالی جاہ نے کہا کہ اگر صرف اسی وجہ سے انتظار ہے تو مجھے فرمائیے میں جاکر بندیلون کو مسخر کرلوں گا وزیر نے قبول کرکے رخصت فرمایا عالی جاہ جنا اور کر ملک بندیلکھنڈ میں داخل ہوا اوس کا توپخانہ انگریزی طرز پر تھا اور فوج قواعد دان ہمراہ تھی بینی بہادر سے پیشتر پہنچکر ایک قلعہ فتح کرلیا اور ایک دوسرے مضبوط قلعہ کے پاس جا پہونچا بندیلون نے عالی جاہ کی فوجکی ترتیب ہندوستانی فوجون کے خلاف دیکھی اسلئے رزد اجبی کے ادا کرنے پر راضی ہوئے اور مرزا شیخ خلف کے ذریعہ سے جو کرم ناسہ کے مقام سے رخصت ہوکر راجہ ہندیلہ کے پاس چلا گیا تھا معاملے کا تصفیہ ہوگیا۔ اور وصول زر مزاج سے اطمینان حاصل ہوا۔ عالیجاہ اس مہم سے فرصت پاکر لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا۔ اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا۔ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ان دنون انگریزون نے قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ کو شکست دیکر اوس کے تمام ملک پر قبضہ کرلیا ہے اور قاسم علی خان امداد کی امید پر ہماری پاس آیا ہے۔ چونکہ ہمارا آپ کا معاملہ واحد ہے اسلئے آپ ایک عمدہ فوج ہماری کمک کے لئے بھیجین جب کئی خط اس مضمون کے گئے تو حافظ صاحب نے عنایت خان کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جیسا کہ گلستان رحمت میں مذکور ہے۔ اور بقول مولف سیر المتاخرین تین ہزار فوج کے ساتھ اور عماد السعادت کی روایت کے مطابق پانچہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا۔ نتیجۃ الاخبار کے مولف نے غلطی سے یہ لکھدیا ہے کہ چونکہ عنایت خان دو تین ہزار سوار اور اسی قدر پیادونکی ساتھ اپنے باپ سے رخصت ہوکر شجاع الدولہ کے پاس پہلے سے چلا گیا تھا اسلئے وہ بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا۔ شجاع الدولہ ابھی تک الہ آباد میں تھا جب عنایت خان الہ آباد کے قریب پہنچا تو شجاع الدولہ نے راجہ بینی بہادر کو استقبال کے لئے بھیجا اور خود بھی سوار ہوکر دو کوس پر پیشوائی کی اور عنایت خان کو اپنے ہمراہ الہ آباد کو لے گئے۔ دوسرے روز یہ تمام فوجین بنارس کی طرف چلین۔ سیر المتاخرین کا مصنف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ آدمیونکا اتنا ہجوم تھا کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ مگر افسرون کی بے خبری اور ربط و ضبط نہونے کی وجہ سے بڑی ابتری تھی۔ عین لشکر میں ایک روز سے لوٹ مچ گیا

اور اسباب لوٹ لیتا تھا - کوئی کسی کا خبر گیر نہتا اور جو کوئی ذرا بھی لشکر سے الگ ہوتا تو وہ لٹ جاتا
بلکہ جان سے بھی جاتا - راستے مین عنایت خان کی فوج کے ایک پٹھان نے نگارے فوج کی اور اوسکو
اپنے ڈیرے پر لئے جاتا تھا شجاع الدولہ کی فوج کے نانگون نے اوس پٹھان پر حملہ کیا اوسکا
گھوڑا زخمی ہوا - یہ خبر سنکر دوسرے پٹھان مدد کو پہونچگئے اور اوس پٹھان کو بچا لیا - عنایت خان نے
اپنی فوج کے نانگون کو حکم دیا کہ نانگے کو جہان پاؤ مار ڈالو - چنانچہ دوسرے دن صبح کے وقت پٹھانون
پر گذر ہوا جس کا تین سو نانگے محاصرہ کئے ہوئے لوٹ رہے تھے پٹھان اون نانگے کے قتل پر پل پڑے
نانگے بھی مقابلہ کرنے لگے اور آخر کار مغلوب ہوکر بھاگ نکلے - اس وقوع پر اڑھائی سو نانگے کام آئے
پٹھانون کی طرف سے صرف دو آدمی مارے گئے جیسا کہ گل رحمت مین مذکور ہے - اور اخبار حسن مین
کہا ہے کہ پچاس پٹھان مارے گئے تھے اور بارہ مجروح ہوئے تھے - جب اس واقعہ کی خبر راجہ بنی پہاڑ
کو ہوئی جو شجاع الدولہ کے لشکر کا مدار المہام تھا تو وہ اوسی وقت سوار ہوکر عنایت خان کے ڈیرے
پر آیا اور معذرت کرنے لگا - دوسرے روز شجاع الدولہ ہمت گر[1] کو جو گوسائیون اور نانگون کا
سردار تھا اپنے ہمراہ لیکر عنایت خان کے ڈیرے پر گئے اور صفائی کرادی - اور یہ قرار پایا کہ آیندہ
سے نانگے پٹھانون کے لشکر سے ایک منزل پیچھے رہین - نانگا گوسائیون کا فرقہ ہی جو برہنہ رہتے ہین
یہانتک کہ ستر عورت بھی نہین کرتے اسی لئے نانگا کہلاتے ہین اور اپنی جانون کو فقرائے ہنود مین
شمار کرتے ہین اور سپاہگری کا پیشہ کرتے ہین - بارہ ہزار نانگے شجاع الدولہ کے لشکر مین قزاقی
کے لئے جمع تھے - ماہ رمضان ۱۱۷۱ ہجری کے وسط مین شجاع الدولہ اور شاہ عالم بادشاہ اور میر قاسم
علی جاہ بنارس مین داخل ہوئے - اس مقام مین راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کا سفیر عنایت خان کے
پاس آیا اور ظاہر کیا کہ راجہ بلونت سنگھ نے کبھی صفدر جنگ اور شجاع الدولہ سے ملاقات نہین کی تھی
مگر زر خراج ہمیشہ بھیجتا رہتا تھا - اب اوسکی اسد علی کہ نواب شجاع الدولہ سے اب اوسکی علاقہ کرادین
عنایت خان نے شجاع الدولہ سے یہ ذکر کیا - شجاع الدولہ مدت سے یہ چاہتے تھے کہ راجہ بنارس
میرے دربار مین حاضر ہو اسلئے اونہون نے بخوبی اطمینان کردیا اور راجہ کی حاضری کی اجازت دی
بلونت سنگھ عنایت خان اور بینی بہادر کے اعتماد پر جس کا متوسط سید نور الحسن بلگرامی
ہوا تھا شجاع الدولہ کے پاس حاضر ہوگیا - یہ شخص بڑا مالدار تھا - لوگ اوسکی دولت کو کروڑون سے

---

[1] گل رحمت مین ہمت گر کے ساتھ امداد گر کا نام بھی لکھا ہے ۱۲

ستجاوز بتاتے تھے ۔ یہ بھی دو تین ہزار سوار پیادون کے ساتھ شجاع الدولہ کے ہمراہ ہوا یہ شخص ہمیشہ نواب شجاع الدولہ کو خراج ادا کرتا تھا ۔ مگر جسوقت سرکار وزیر سے خود اوسکی طلبی ہوتی تو کہتا تھا کہ جناب عالی خدا کی برابر ہین ۔ جو کوئی خدا کے پاس جاتا ہے وہ واپس نہین آتا ۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ پرتھی پت زمیندار پرتاب گڈھ صفدر جنگ کے حکم سے مارا گیا تھا بنارس مین بلدہ رام نگر کی بنیاد اسی بلونت سنگھ نے قایم کی ہے ۔ اور قلعہ بھی گڑھ مین جو نہایت دشوار گزار پہاڑ پر تھا اپنا خزانہ رکھتا تھا ۔ میر قاسم نے اقرار کیا کہ گیارہ لاکھ روپیہ ماہوار اوس وقت سے کہ وزیر کلکتے سے پھر آوینگے اوس وقت تک کہ ممالک شرقیہ پر متصرف پاوین گا دونگا ۔ اب انگریزون اور بادشاہ اور وزیر کے درمیان مین جو پیغام و سلام ہوا ہے اون سے معلوم ہوتا تھا کہ میر قاسم انگریزون کے حوالے کیا جائے گا یا بالکل دولت اور سپاہ سے محروم ہو جائے گا ۔ مگر جب انگریزون کو اس امید کے پورے ہونے کی آس نہی تو یہ کارنگ کو حکم ہوا کہ کرمناسے پر دشمنون کو جا کر روکے اور دریا سے اوترنے نہ دے ۔ مگر اسوقت کمپنی کی سپاہ کا یہ حال تھا کہ اوس کی خدمت گذاری پر کچھ اعتبار نہ تھا اون مین بغاوت کی بو آتی تھی ۔ اون مین سے سپاہی بھاگ بھاگ کر دشمنون سے جا ملتے تھے ۔ اس آتش بغاوت کے مشتعل ہونے کا سبب یہ تھا کہ موشیر لاک ایک فرانسیسی جماعت سمیت انگریزونکی رفاقت اور ملازمت مین تھا ۔ میر جعفر نے میر قاسم سے لڑنے کے لیے اون سے وعدۂ انعام کیا تھا اوس نے بعد فتح کے انعام کا زر موعود نہ دیا اسپر موشیر لاک کا کچھ انگریزون سے بگاڑ ہو گیا وہ اپنے سو سوا سو آدمیونکو لیکر انگریزون سے جدا ہو گیا ۔ اور وزیر کے پاس پہونچکر اون کا نوکر ہو گیا ۔ انگریزی لشکر کی ایسی ہوا بگڑی کہ ہندوستانی سپاہیون نے بھی لڑائیون مین سخت محنت کرنے اور شجاعت دکھانے کا انعام مانگا کچھ روپیہ انعام اونکو دیا گیا اس سے کچھ سپاہ کی ناراضی کم ہوئی ۔ غرض ایک طرف یہ ناراضی سپاہ کی تھی اور دوسری طرف غلے کی قلت تھی ۔ میر جعفر کی لڑائی کی مرضی نہ تھی ۔ یہ سب باتین ایسی جمع ہو گئی تھین کہ انگریزون نے آگے بڑھکر دشمن سے لڑنے کا ارادہ چھوڑ دیا ۔ اور لشکر اسکے بڑھکر پٹنے مین اونکا چلا آیا اور یہان اپنی حفاظت کے لئے لڑنے کا ارادہ کیا ۔ تینون لشکر یعنی بادشاہ اور وزیر اور عالیجاہ کے کئی سردار بیغم علی خین کی خدمت مین بنارس کے متصل حاضر ہوا کرتے تھے بیغم کے محورے کلام سے انگریزونکی ساتھ جنگ کی ممانعت پائی جاتی تھی ۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ وزیر کی فوجین

نہ انتظام تہا اور نہ قواعد دان تھی کہی شیخ کہتے تہے کہ اس جماعت سے کوئی کام انجام کو نہین پہنچیگا منزل گردی کرکے عقرب لوٹ آئینگے - بہرحال دریاے گنگا پر کشتیو کا پل باندہکر عبور کیا اور تہوڑے سے توقف کے بعد کوچ ہوا - لشکر کیا تہا گویا ایک عظیم الشان شہر ایک جگہ سے دوسری جگہہ حرکت کر رہا تہا جو کچہہ دارالسلطنت شاہجہان آباد مین کہ اوسوقت مین ہندوستان کا چشم و چراغ تہا میسر تہا - وہ اس لشکر مین بھی موجود تہا - بعض ہوشیار شخصون نے وزیر کو سمجہایا کہ انگریزون سے اس ملک کے قاعدے کے موافق جنگ کرنا مناسب نہین - کیونکہ جہجگہ یہ لوگ صف باندہکر کہڑے ہوجاتے ہین تو گویا سد سکندر قایم ہوجاتی ہے - اگر وہ دسہزار ہون تو پچاس ہزار اون کے مقابلے مین عہدہ برآ نہین ہوسکتی - چونکہ مدت سے چنپاولی حضور کی معمول ہے اور ملازمان رکاب بے بھی اس فن مین مشق بہم پہنچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد اور سرداران جانفشان منتخب ہمراہ لیجئے اور عورتون کو ساتہ نہیر اور بنگاہ کے اس جگہہ جہورمے باقی فوج سے گذر کرے اسکے کہ حضور کی سہرت ہو جریدہ انگریزی فوج پر جو اس وقت گہیر اکر یکبسر سے جاتی ہے دہاوا کرنا چاہئے اول صبح قبل اسکے کہ مستعد ہوکر راہی ہون اونپر چڑہائی کرنا چاہئے - اگر اونکی جمعیت پریشان ہوئی فتح حاصل ہوئی ورنہ جولین اونکو تباہ کرنا چاہئے - اور بیمانذہ اسباب جلکے اور توپین اور باربرداری کی گاڑیان خراب کرکے تمام آدمیون کا تعاقب کرنا چاہئے - اور رات کو ایسی جگہ مقام کرنا چاہئے جہان شیخون کا اندیشہ نہو اسطرح قلعہ عظیم آباد تک پہنچائے جائے - اگر اس رہروی مین انکا خاتمہ ہو ابہتر ہے - ورنہ قلعہ سے تعرض نہ کرنا چاہئے - بلکہ سپہرام بہیجکر مع زمردست فوج کے مقام کیجئے اور کچہہ فوج کو نہایت لایق اور بہادر سردارونکی ماتحتی مین مقرر کرکے سارن یا آرہ کے مقامات سے گنگا کا عبور کراکے اون کو امور کیجئے اور ہر ضلع کے لئے حکام لایق اور ایماندار مقرر کرکے اونکو وہان بہیجئے اور اونکو تاکید کردیجئے کہ رعایا کی دلجوئی کرین کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچا مین اور تعالقات کا بندوبست نہایت تخفیف کے ساتہہ کرین تاکہ زمینداران اور رعایا کی لطیف قلوب ہو اور لوگون کو متوحش نکرکے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور نہو عمل و دخل کرلینا چاہئے اور ایک فوج عظیم آباد کی طرف بہیجکر اسی طرح اودہر بھی حاکم مقرر کرنا چاہئے اور یہ دونون فوجین دریا کے دونون طرف گشت کرتی رہین تاکہ جو کشتی کلکتہ کی طرف سے عظیم آباد کو آئے اور جسطرف سے ملاح لئے جاتے ہون اوسطرف کی فوج آکر اوس کشتی کو لوٹ لے اور رسد عظیم آباد کے قلعہ مین داخل نہونے پائے اس صورت مین انگریزونکو بڑی پریشانی پیدا ہوگی - اور

بجز کلکتہ کو بھاگنے اور قلعہ عظیم آباد چھوڑنے کے دوسری تدبیر نہ کر سکین گے - بعد ازان جو کچھ مناسب ہوگا فرمائینگے - وزیر برگشتہ تقدیر کو یہ تدبیر کرنی الحقیقت نہایت مناسب تھی پسند نہ آئی اور جنگ کے باب مین جو کوئی کچھ سلاح یا تدبیر عرض کرتا اوسے ہرگز نہ سنتے - چونکہ احمد شاہ ابدالی کی لڑائی دیکھی تھی اپنے آپ کو اونکی مقلد و تابین سی جانتے تہے اور جواب دیتے تھے کہ جنگ کو میری راے اور سلیقے پر چھوڑنا چاہئے - شجاع الدولہ کی سپاہ کی جراری کی اوسوقت مین شہرت بھی بہت تھی - شجاع الدولہ اور بادشاہ اور عالی جاہ حدود عظیم آباد مین داخل ہوکر نہایت خوشوقت منزل بمنزل راستہ طے کرنے لگے - اور اونکی لشکر کے غارت گر لشکر کے آس پاس پانچ پانچ کوس تک آبادی کا نشان باقی نہ رکھتے تہے - عامہ خلایق کو اتنی ایذا پہونچائی کہ بچارے حسبقدر وزیر اور بادشاہ کے درود سی خوش تہی اوسی قدر عاجز ہوکر انگریزونکی فتح کے لئے دعا مین کرنے لگے - کیونکہ انگریزون کے ہاتھ سے ایسا ظلم نہین ہوتا تہا - اور کسی شخص کو ضرر نہین پہنچتا تہا -

سیر المتاخرین کا مصنف کہتا ہی کہ جب یہ لشکر بکراین مین دریاے سوہن کے کنارے پہونچا بندہ چونکہ مدت سی اپنی والدہ کی ملاقات کا آرزومند تہا چوپالے مین سوار ہوکر دو تین خدمتگار اور اسباب کی گاڑی لیکر حسین آباد کی جانب روانہ ہوا - جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو سع دو تین آدمیون اور باربرداری کے چھوڑکر آپ آگے کو بڑہگیا - موضع شیخ پورہ مین جہانکے رہنے والے بادشاہ اور وزیر کے لشکر کے خوف سی گانون کو خالی کرکے بہاگ گئے تہے پہنچا اژدہام نظر آیا گہوڑونکا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گہوڑے کہانسی آئے آدمی کیونکر گئے ہین اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہین خیر پیشتر کو چلا دو تین کوس راستہ طے کیا تہا کہ گرد و غبار اور اوس مین سنان کی چمک نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی - بعد اس کے دیکہا کہ ہزارون اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان درانی جو وزیر کے ملازم تہے اونکے پیچہے چلے آتے ہین بندے کو اوس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوا اسلئے دلمین یہ قرار دیا کہ ابھی دورین شاید مجہی نہ دیکہا ہوگا - کنارہ دریا سے اوتر کر پنجے کی طرف سے ریگ سوہن مین ہوکر اپنی ملک کو جانا چاہیے - کہارونکو حکم دیا یہ لوگ پرانے نوکر تہے اونکے ہمدرد نے نہ مانا اور کہا کہ جب ہمنے اونہین دیکہا ہی - اونہون نے بھی ہمین ضرور دیکہا ہوگا اس حرکت سے ہماری نامردی پر خیال کرکے زیادہ دلیر ہونگے - پس مناسب ہی کہ انکے درمیان مین دلیری کے ساتھ جاتے - بندے نے سمجہا کہ سچ کہتا ہے - اوسکی صلاح کو پسند کیا - جب پاس

پہنچگئے ایک مغل نے صف سے باہر نکل کر بندوق کے توڑے کو گھوڑے پر رکھکر میری طرف فیر کرنا چاہا اور کہا تو کون ہی اور کہان جاتا ہی - بندے نے بھی دلیرانہ جواب دیا کہ تجھکو کیا کام ہے وزیرالممالک نے سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کے لانے کے لئے جو داس قلعہ رتہاس مین رہتا ہے بھیجا ہے - وہان کو جاتا ہون - اوس نے کہا کہ یہ دوسرا کون ہی مینے جواب دیا کہ میرا رفیق ہی اور میری باربرداری پیچھے آتی ہی - یہ کہکر روانہ ہوا اوس نے میری دلیری کا جواب سنکر میری بات کو سچ جانا اور اپنے ارادے سے باز رہکر صف مین لوٹ گیا اور میرے مال اور رفیق سے کچھ تعرض نہ کیا بعد اس کے نصف میل پر ایک دستہ ملا - مگر اوس نے کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کی چارونطرف گانوون مین آگ لگی ہوئی اور دہوان چھایا ہوا نظر آیا - جب پانچ میل راہ طے کرکے موضع مہوان مین پہنچے تو گانون کو ویران پایا وہان دو ایک چوکیدار نظر پڑے اُنسے دریافت کیا کہ آگے بھی لٹیرونکی قدمگہ ہے جواب دیا کہ یہین تک آئے ہین - اور گانون کو لوٹ مارکر جلا دیا ہی اور تمام مویشی اور سامان لیگئے ہین - بندے نے کہا کہ دوسرے دیہات مین خبر پہنچادو کل وہ یہان سے بھی آگے کو جائینگے تھوڑی دیر وہان ٹہہر کر آگے روانہ ہوئے - انگریزون اور میر جعفر نے عظیم آباد مین پہونچکر یہ انتظام کیا کہ اول اپنی فوج کو وزیر کے روکنے کے لئے چند کوس اردل سے آگے بڑہایا - مگر اپنی فوج کو مدمقابل نہ سمجھکر قلعہ مین واپس آئے - اور چند توپین دیوار قلعہ پر چڑہادین اور خود پچا پہاڑی کی سد پر جو شہر کی طرف سے دریا کی طغیانی روکنے کے لئے بنا رہوئی تھی ٹہیرے اور یہان مورچے بنائے اور ایک توپ بھی پچا پہاڑی کے ٹیلے پر چڑہائی اور یہ جعفر کو مع ہمراہیان ہندوستانی کے سد مذکور پر شہر سے جنوب رویہ جگہ دی اور اپنی چند کمپنیان ٹنگونگی اوسکی محافظت پر چھوڑین گویا میر جعفر خان انگریزونکی مدد پر بہیم تہا شجاع الدولہ نے طغیانی کی وجہ سے دریاے کوہن کے کنارے کنارے کوچ و مقام جاری کیا اور عظیم آباد کا سیدہا راستہ چھوڑکر پہلوڑی مین جو عظیم آباد سے چار کوس پر ہی پڑاو ڈالا اس مقام مین کنڈ سے کنوین تہے - مگر پھر بھی پانی کی قلت تھی اسلئے اور بھی کنوین بنوائے ایک روز پہلوڑی مین آرام کرکے دوسرے روز جنگ کے واسطے مع عالی جاہ اور کل سپاہ کے سوار ہوئے -

شجاع الدولہ کا انگریزون سے لڑنا اونکے ہاتھ سے قلعہ کا مفتوح نہو سکنا - بلکہ انگریزی فوج کی مار مار سے وزیر

لشکر کا منہ پھر جانا - اور چند روز لڑائی مین توقف کرنا

۱۴ مئی ۱۷۶۴ء مطابق ۷ ذی قعدہ ۱۱۷۷ ہجری کو صبح کے وقت شجاع الدولہ مع فوج کے جو سورو بلغ کی مانند بیحساب تھی سوار ہو کر دشمن پر حملہ کرنے کو اپنے مقام سے روانہ ہوئے اس جنگ مین اونہون نے راجہ بینی بہادر اور راجہ بلونت سنگھ کو میمنہ پر رکھا اور عنایت خان اور الوردی ملقب بہ راجہ ہمت گر بہادر[1] و امراو گر کو میسرہ پر مقرر کیا اور شجاع قلی خان مشہور بہ بیان بیسی اور شیخ دین محمد اور شیخ غلام قادر کو ہراول مین متعین کیا اور مرزا علی خان اور سالار جنگ اور میر نعلم خان اور علی بیگ خان اور میر باقر میوانی اور کراچی بیگ خان و کریم بیگ خان و عاشور بیگ خان و فتح علی خان درانی وغیرہ رسالہ داران ایرانی و تورانی کو اپنے ساتھ لیکر قلب لشکر مین کھڑے ہوئے اور بینی بہادر کے سیدھے ہاتھ کی طرف اوس سے تخمینا ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قاسم علیخان نے اپنی فوج جمائے اوسکے ساتھ پانچ پلٹنین شمرو کی ماتحتی مین مع توپونکے انگریزی وضع پر جملہ دار بندوقون کے ساتھ آراستہ موجود تھین اور پانچ چھ ہزار سوار بھی تھے - قاسم علی خان کی فوج بچا پہاڑی کے مقابل جدھر جعفر خان کا مورچہ مرتفع تھا اوس سے ایک گولے کے پٹے پر کھڑی ہوئی تھی - اور شاہ عالم یہان سے کئی کوس پر صفون کے پیچھے رہے - اور قدم بقدم آگے بڑھنے لگے - شجاع الدولہ عمارات شہر عظیم آباد کی آڑ مین آہستہ آہستہ چلکر میدان علی باغ کے متصل حسین خان مرحوم کے نا مسقلے پر نمایان ہوئے - اور توپ و بان کی لڑائی شروع ہوئی اور وزیر مع فوج کے جسارت کرکے قدم بقدم آگے کو چلے انگریزون نے بھی گولہ باری شروع کی - انگریزون کی ایک بڑی توپ کے دو گولے شمرو کی فوج مین گرے جو عالی جاہ کے ہراول مین اوس سے کسی قدر فاصلہ پر تھا - اور تینگنے زخمی ہوئے - اور کبھی انگریزی توپ کا گولہ شمرو کی فوج کے اوپر سے گذرکر عالی جاہ اور شمرو کے درمیان میدان مین گرتا تھا - شجاع الدولہ نے عالی جاہ کو پیام دیا کہ ہمارے ساتھ خود شریک جنگ ہو یا شمرو کو بھیجدو - مگر اوس نے لیت و لعل کیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا - ظہر کے وقت گولنداجون نے حملہ کیا - مگر انگریزون کی توپون نے نہ بڑھنے دیا

---

[1] بعض تاریخون مین اسکا یہان نام لکھا ہوا ہے - اسلئے اسجگہ بھی لکھا گیا - ۱۲

دو گھڑی کے بعد عنایت خان نے دھاوا کیا۔ انگریزوں نے بندوقوں کی باڑھیں مار کر توپوں سے گراپ مارے۔ اور مہدی گنج والے برج سے بھی گولے برسنے لگے اور عنایت خان مغلوب ہو کر لوٹ آیا۔ پھر تین گھڑی دن باقی رہے شجاع الدولہ کی تمام فوج نے حملہ کیا۔ اور جلادت دکھائی یہانتک کہ انگریزی صفوں تک پہنچکر اونہیں اضطراب ڈالدیا۔ تھوڑے سے انگریزی بانے والے ہاتھ آگئے جن کے ڈھول اور طنبور چھین لئے۔ مگر اونہوں نے بڑا استقلال کیا برابر باڑھیں مارتے رہے جس کی تاب فوج وزیر کو نہ ہوئی۔ اور سب کا منہ پھر گیا۔ لیکن بلونت سنگھ اور بینی بہادر اپنی اپنی جگہوں پر قایم رہے۔ شیخ دین محمد پسر قتلغ سے شیخ مجاہد اور اوس کا بیٹا محمد شاہ مارے گئے۔ اور تک بچھوا ہو چلنی تھی کہ یکایک پروائی چلنے لگی۔ اور اوس کے جھونکے لشکر وزیر کے سامنے آنے لگے۔ یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سناٹا بندھا۔ اوسوقت سب نے دیکھا کہ تیسری باڑھ مارنے کے بعد انگریز اپنی توپ کو آگے بڑھا لائے وزیر نے ایک شتر سوار عالی جاہ کے پاس بھیج کر اوس کے تساہل اور عدم یورش پر لعنت ملامت کرائی اور کہا کہ اب تو دن ختم ہوا لڑائی جاری رکھنے کا وقت نہیں ہے۔ کل تدارک مافات کیا جائے گا۔[1] گل رحمت میں لکھا ہے کہ عنایت خان انگریزی مورچوں کے قریب پہنچکر ایک نشیب میں گھوڑے سے اوتر گیا تھا اور سواران مغلیہ کے حملہ کا انتظار کرنے لگا تھا۔ جبکہ انگریزی توپوں کی آتشباری سے بانکوں کا منہ پھر گیا۔ تو مغلیہ سواروں کی ہمت آگے بڑھنے کو نہ ہوئی۔ عنایت خان نے کئی بار کہلا بھیجا کہ سواران مغلیہ حملہ کریں ادھر سے میں حملہ کروں۔ اور شجاع الدولہ نے بھی بہت کوشش کی۔ لیکن سواران مغلیہ نے دھاوا نہ کیا۔ بلکہ پہلوائی کی طرف جہاں کب قایم تھا بھاگنے لگے۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ کا یہ حال دیکھکر کہا کہ میری رائے میں پچھلوائی کو چلنا چاہئے۔ عنایت خان بھی مجبور ہو کر دو گھڑی دن رہے اپنی جگہ سے چلا آیا۔ اور کئی بھاری توپیں جو سپاہ مغلیہ سے چھوٹ گئی تھیں وہ اپنے ساتھ پہلوائی کو لے گیا۔ ادھر عالی جاہ نے شمرو کو

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

واپسی کی اطلاع دیکر بلا لیا۔ شجاع الدولہ اوس سے پیشتر پہنچ گئے تھے۔ عالی جاہ نے نصف راستہ طے کیا ہوگا کہ شام ہوگئی۔ انگریزی فوج مین سے ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے نکلا جب معلوم ہوا کہ عالی جاہ ادہر کھڑا ہے چونکہ انگریزون کو اوس سے سخت عداوت تھی ایک باڑھ ماری جو سست لوگ پیچھے رہگئے تھے اس جماعت کو دیکھکر بھاگ نکلے۔ دوسرے روز صبح کو بجروزیر کے دہاوے کی خبر مشہور ہوئی۔ لیکن ظہور مین نہ آیا۔ بعد دو روز کے یہ خبر اوڑی کہ وزیر کے دنبل نکل آیا ہے۔ اور بعض کہتے تھے کہ اس لڑائی مین وزیر کے گولی لگی تھی جسکی شہرت دنبل کے نام سے کردی۔ شفایابی کے بعد وزیر نے حصار عظیم آباد کے جنوبی طرف دریاے پن پن کے پاس کمپ قایم کیا۔ ہر روز تازہ خبرین اوڑا کرتی تھین کبھی یہ خبر مشہور ہوتی کہ میر جعفرخان کے مورچونکی طرف یورش ہوگی کبھی شہر کے مشرقی طرف سے دہاوا ہونے کی خبر اوڑتی تھی اور وزیر چند سوارونکے ہمراہ پرانے قاعدے کے مطابق شہر و رجون مین گشت کرتے تھے۔

وزیر کا لشکر انگریزی مین محصور ہونے سے بال بال بچ جانا۔

ایک روز انگریزون کے چند افسر مع مہدی علی خان کے جو عالی جاہ کا نوکر تھا۔ لیکن اوس سے علیحدہ ہوکر انگریزون سے متفق ہوگیا تھا اپنے حصار سے نکلکر وزیر کے لشکر کے آس پاس گھومتے تھے اور چند پہرے تلنگون کے بھی ہمراہ تھے۔ وزیر اسوقت نہایت جریدہ تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ جنگل مین پھر رہے تھے۔ انگریزون کی جماعت کا وزیر سے مقابلہ ہوگیا۔ اور طرفین سے لڑائی ہونے لگی۔ گولیان اور تیر بطور قراول کے چلنے لگے۔ جب یہ دونون جماعتین کسی قدر قریب ہوئین تو مہدی علیخان نے وزیر کو پہچانکر میجر کارنگ سے جو اس جماعت کے ساتھ تھا کہدیا کہ یہ شجاع الدولہ ہے اوس نے بہت عجلت سے دوسری فوج طلب کی۔ اور آپ وزیر سے مقابلہ کرتا رہا۔ جب نئی فوج حصار مین سے نکلی تو وزیر کے ایک آدمی نے وزیر کے لشکر مین خبر پہونچائی کہ وزیر انگریزون کے جنگل مین پھنسا چاہتے ہین ادہر وزیر نے اپنی گرفتاری کے خوف سے اس تہلکہ سے باہر نکل جانا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے واپس ہوکر اوس گرفتاری سے بچ گئے۔ لیکن جب خبر لشکر مین گئی۔ عجیب انقلاب برپا ہوا۔ عالی جاہ مع اپنے رفیقون اور کل خفاے وزیر کے حسبقدر کہ حاضر ہو سکے جلد مدد کو جا پہونچا۔

وزیر اور بادشاہ کا انگریزون سے صلح کا پیام جاری کرنا وزیر کا بکسر مین جاکر جاوتی ڈالنا

اس اثنا مین بادشاہ اور وزیر نے انگریزون کے ساتھ صلح کی گفتگو شروع کی - انگریزون کو اس پر اصرار تھا کہ میر قاسم اور سمرو کو حوالہ کرین - اور وزیر کو اس پر اصرار تھا کہ میر جعفر کی حکومت سے صوبہ بہار جدا ہوجاے اس لیے کوئی نتیجہ اس گفتگو کا نہ نکلا - اسی طرح ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ گذرا اور آخر ماہ جون مین شجاع الدولہ جاوتی توڑی اور تمام لشکر لیکر بکسر مین جا گئی یہ مقام صوبہ عظیم آباد کے متعلق دریاے گنگا کے کنارے غازیپور کے مقابل واقع ہے اور غازیپور راجہ بنارس کے تحت مین تھا - جو وزیر کا خراج گذار تھا - برسات کا موسم آگیا تھا اسلیے وزیر نے پٹنے کو پھیر رکھنا مصلحت نہ سمجھا - اور یہ ارادہ کیا کہ برسات کے بعد جو کچھ کرنا ہوگا کیا جائیگا اور غایت خان رخصت ہوکر روہیلکھنڈ کو چلا گیا - حافظ رحمت خان نے جلد لوٹ آنے کی جگہ اوس کے وزیر مین واپس آنے پر اعتراض کیا - علامہ حسین مولف سیر المتاخرین اور اوس کا باپ سید ہدایت علی یہ دونون وزیر کے لشکر مین مقیم تھے - چونکہ [illegible] اور بعض انگریزون خصوصاً ڈاکٹر فلرٹن سے اول بہت ہی دوستی تھی اسلیے ڈاکٹر نے کئی خط علامہ حسین کو بھیجے - اور اونمین لکھا کہ بادشاہ کو انگریزون سے موافق کردے - علامہ حسین نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر یہ صورت ظہور مین آجاے تو انگریز بہت ممنون ہونگے - وزیر کا دل معلوم ہے کہ اون کو فتح حاصل ہونا دوبھر ہے اس صورت مین انگریزون سے دوستی پیدا ہوجانا مصلحت کے مناسب ہے - پس اگر بادشاہ کو بھی منظور ہو تو ایسے شقہ لکھوا دیجیے - سید ہدایت علی نے مینر الدولہ کے اتفاق سے بادشاہ کے حضور مین سلسلہ جنبانی کیا - چونکہ بادشاہ بسبب خودسری وزیر کے اونکے پاس رہنے سے راضی نہ تھے فوراً راضی ہوگئے - ایک شقہ اپنے ہاتھ سے لکھدیا - اور اوس مین یہ بھی تحریر کردیا کہ جو شقہ علامہ حسین کی معرفت پہنچے قابل قبول ہے - اور اسکی وساطت کے سوا اگر دوسرے ذریعہ سے کوئی شقہ پہنچے تو سمجھا جاے کہ بپاس خاطر وزیر کے صادر ہوا اس تحریر سے بادشاہ کی غرض

۱؎ مگر وہ الہ آباد کو نہیں گئے تھے - مولف مانر لالہ کی غلطی ہے کہ اوس نے لکھدیا کہ وزیر الہ آباد کو گئے اور [illegible]

یہ بھی کہ راؤ شتاب رائے متوسط نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے رفقا مین سے تہا اور بادشاہ نے غلام حسین کو بھی تاکید کی کہ اس شقے کا مضمون کسی پر ظاہر نکرے۔ یہ شقہ حاصل کرکے غلام حسین عظیم آباد کو روانہ ہوا۔ اتفاق وقت کو دیکھئے کہ اوس زمانے مین ڈاکٹر فلرٹن اور میجر کارنگ سپہ سالار لشکر انگریزی کے درمیان سخت عداوت پیدا ہوگئی۔ جب غلام حسین بادشاہ کا شقہ لیکر عظیم آباد کے قریب پہونچا اور ڈاکٹر کو اطلاع دی تو اوس نے میجر کارنگ کو مطلع کرکے اوس سے محافظونکے نام عظیم آباد مین داخل ہونے کی اجازت حاصل کرکے بھیجی۔ غلام حسین جب ڈاکٹر کے گہر پہنچا تو میجر کارنگ اور ڈاکٹر کی مخالفت کا حال معلوم ہوا۔ غلام حسین نے ڈاکٹر سے تاکید کردی کہ اس شقے کا مضمون سادہورام کو جو شتاب رائے کا وکیل تہا نہ معلوم ہو ورنہ بادشاہ اور منیر الدولہ کے اور میرے واسطے بڑی قباحت ہوگی ڈاکٹر نے کہا کہ مین حتی الوسع اخفا مین کوشش کرونگا لیکن میری رائے پر عمل ہونا اب ناممکن ہے۔ غرض دوسرے روز میجر کارنگ نے غلام حسین کو طلب کیا۔ اور میر جعفر خان کو بھی بلایا۔ اور بھلے دمین غلام حسین اور ڈاکٹر نے جاکر میجر اور میر جعفر خان سے ملاقات کی۔ اور شقہ دیا اوسنے شقے کو سر پر رکھکر کہولا اور تنہائی مین میر جعفر خان اور میجر صاحب نے سنا اور مضمون پر مطلع ہوکر غلام حسین کو جواب دیا کہ اب بادشاہ اپنے اختیار مین نہین بلکہ وزیر کے بس مین ہین اس حالت مین تمہاری ملبچی گری نہین کرسکتے۔ اور برخلاف ڈاکٹر کے اور بسبب محبت راجہ شتاب رائے کے سادہورام کو طلب کرکے شقے کے مضمون سے مطلع کردیا۔ اور اوس نے اوسکی نقل کرکے راجہ شتاب رائے کے پاس بہیجدی۔ اور میجر نے غلام حسین کو رخصت کرکے شقے کے جواب مین عرضداشت لکھی۔ غلام حسین نے اوس کے مضمون پر نظر کرکے بادشاہی جاسوسونکی معرفت بادشاہ کے پاس پہنچوادی۔

شجاع الدولہ کا عالی جاہ سے بدعہدی کرنا

میر قاسم عالی جاہ نے وزیر سے اقرار کیا تہا کہ گیارہ لاکھ روپیہ ماہوار وہ اونکو ممالک شرقیہ پر قبضہ پانے تک دیتا رہیگا۔ عالی جاہ نے دیکہا کہ بسبب قلت روپیہ اور تقاضائے وزیر کے ہر مہینے مین اونکے جال سے نکلنا مشکل ہے۔ اسلئے یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیام دیا کہ مجہکو مرشد آباد کی رخصت فرمائے تاکہ وہان جاکر عمل و دخل انگریزی مین خلل انداز کرون۔ بالفعل اوسکی فوج بے تنخواہ ہوشیار ہوگئی۔ اور اوس طرف اپنے آدمی معتمد کرکے زر تحصیل حاصل

کرون جونکہ اوس طرف کے حکام اور ریاست کا حال مجھے بخوبی معلوم ہی اسلئے یہ کام آپ کے دوسرے متوسلون کی بہ نسبت مین اچھی طرح انجام دونگا - یہ پیام وزیر کے پاس علی ابراہیم خان لیگیا تہا وزیر نے کہا اگر عالی جاہ نہ لوٹا اسکی کیا صورت ہوگی اوس نے جواب دیا کہ عالی جاہ کو بجز آپ کے درِ دولت کے اور جاے پناہ کہان ہے - خلاصہ یہ ہی کہ وزیر نے علی ابراہیم خان سے کہا کہ اگر تم عالی جاہ کی ضمانت کرو اور بطور اوّل کے میرے پاس حاضر ہو تو کیا مضایقہ ہے - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مجھے حاضر رہنے مین کوئی عذر نہین مگر زر و غود کا ضامن نہین - ہان جہان عالی جاہ کے عمال جاوین وہان آپکے سزاول بھی ہمراہ ہون - جو تحصیل ہو حضور مین ارسال کرتے رہین - وزیر نے کہا کہ ایسا نہین ہوسکتا ہی علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہو وے بہتر ہے مگر اسوقت مین اس کام کا نبھنا بدون حضور کے ذمے عائد ہوگا کیونکہ عالیجاہ حضور کے بھروسے پر حاضر دربار دولت ہوا ہی - اب وہ فکر کرنا چاہیے کہ آبرو سے سلطنت رہے وزیر مین گو قوت منفعلہ[۵۸] نہ تھی مگر پھر بھی متاثر ہوے فرمایا ہم اور لوگون کو مقرر کرتے ہین علی ابراہیم خان نے کہا بہتر ہے - غرض تو حضور کے افزایش اقتدار سے ہے - وزیر نے علی ابراہیم خان کو رخصت کیا - اور لہو و لعب مین مصروف ہوے - اسلئے وہ کام فراموش ہوگیا - علی ابراہیم خان نے عالی جاہ کو جواب پہنچایا -

عالی جاہ کے خانسامان میر سلیمان کا وزیر سے مل جانا - اور عالی جاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان نے مرزا بہلول اور بینی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے سازو باز پیدا کرلیا تہا اور ایک بار ترک لباس کرکے گوشہ گزینی کا بہانہ کیا عالی جاہ نے اوس کے ڈیرے پر جاکر نئی پوشاک پہنوائی - لیکن اس رنجش بوقت اور بے سبب کا کب تک علاج ہوسکتا تھا - اکثر غائبانہ رنجش پیدا کرتا رہتا تہا - اور عالی جاہ اوسکی حرکات سے بدمزہ ہوکر اپنے دربار مین اوسکی شکایت کیا کرتا تھا - اور کہتا کہ فلان روز جو بینی بہادر کے سر پر پنچ دیکہا تھا وہ ہمارے یہان نہا سنا ید میر سلیمان نے اوس کو دیا ہوگا - کیونکہ وہ تحویلدار تھا - فلان انگوٹھی فلان شخص کے ہاتھ مین تھی - ایسی ایسی باتین میر سلیمان تک پہنچتین اور اوسکو عالیجاہ کی طرف سے کدورت

---

[۵۸] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ [۵۸] دیکھو سیر المتاخرین -

برستی رہتی - یہانتک کہ ایک روز عالی جاہ کے لشکر سے اوٹھکر مرزا بہلو اور علی بیگ خان لشکری ملازم وزیر کے پاس جاکر ٹھہر گیا - اس واقعہ سے پانچ چھ روز کی بعد وزیر نے عالیجاہ سے اوس رزمعاہدہ کا تقاضا کرایا - عالی جاہ نے تنگدستی کا عذر کیا اور اکثر وقت عالی جاہ وزیر کی ناہنجاری بیان کرتا رہتا تھا - علی ابراہیم خان اوس کو منع کرتا تھا - اور میر ابو وغیرہ جو عالیجاہ کے نوکر اور شجاع الدولہ کے خیر طلب تھے ان باتوں کو وزیر کے گوش گذار کرکے اونکی طبیعت حیلہ جو کو بھڑکاتے تھے - آخرکار وزیر نے کہلا بھیجا کہ بادشاہ آپ سے بقایاے صوبہ بنگالہ وغیرہ طلب کرتے ہیں اور نیز محصل لوگ مقرر کرتے ہیں - آپ جلد فکر کیجئے عالی جاہ نے علی ابراہیم خان کو سوال و جواب کے لئے وزیر کے پاس بھیجا - اوس نے وزیر کی خدمت میں پہنچکر عرض کیا کہ عالی جاہ باامید اعانت حاضر ہوا تھا - جو کچھ میسر تھا اوس کے پہنچانے میں دریغ نہیں کیا اب تہیدست ہیں اور تقاضاے بادشاہ بموجب ہے - جنابعالی بہتی بہادر کو حساب سمجھنے کے لئے حکم صادر فرمائیں جو اوس کے ذمے برآمد ہوگا - اوس کے ادا کرنے میں قاصر نہوگا - اور اگر محض بموجب ہوا سیدوار عنایت ہے - وزیر نے آزردہ ہوکر جواب دیا کہ مجھے کیا غرض تم جانو اور بادشاہ جانیں - بہتی بہادر کون ہوتا ہے ہم سہل شکار کو جانتے ہیں - بادشاہ کو اختیار حاصل ہے جو چاہیں کریں اوس نے یہ جواب عالیجاہ کو پہنچا دیا - اور مشورے کے وقت عرض کیا کہ اگر وہ آپکے پاس ہو تو وزیر کی مرضی کرنا چاہیے - نہیں تو وہاں خود تنہا جاکر کہنا چاہیے کہ ہم آپکی توقع ضمانت پر آئے ہیں جو کچھ چاہے کیجئے -

عالی جاہ کا پوشاک امیرانہ اتارکر لباس فقیری پہننا اور وزیر کا پھر پوشاک معمولی پہننے کی تکلیف دینا

عالی جاہ نے بعض بیوقوف مصاحبوں کی صلاح کو بے سمجھے بوجھے دوسرے روز ۸ ذیحجہ ۱۱۷۳ ہجری کو صبح کے وقت فقیری لے لی اور مسند پر بیٹھنا چھوڑکر صحن خیمہ میں بوریا بچھاکر بیٹھا - اور اوسکے بیس مصاحب جو ہمیشہ بالفعل عاری تھے گیروا فقیرانہ لباس زیب تن کرکے اوس کے ساتھ ہوئے - جب یہ خبر وزیر کو پہنچی اونکو بڑی فکر ہوئی کیونکہ عالی جاہ کی فقیری اونکی رفاقت میں بددیانتی کا موجب تھا اسلئے نویں ذیحجہ یوم عرفہ کو دلجوئی اور عذرخواہی کے لئے علی بیگ خان کو اپنی طرف سے اور اپنی ماں نواب بیگم کیطرف سے جو صفدر جنگ کی بی بی اور برہان الملک کی بیٹی

لہ دیکھو سیر المتاخرین ص ۱۰۰ و ۱۰۱ سیر المتاخرین ۱۲

تھی بھیجا اوس نے پہنچکر رنگین ملاست اور شیرین عذرات دونون کی طرف سے کئے عالیجاہ کو بات جیت کا اچھا سلیقہ نہ تھا اوس نے علی ابراہیم خان کو بلایا - علی ابراہیم خان نے کوئی تبدیل لباس نہ کیا تھا - مگر بدگویون کے خیال سے ایک حقیر سی پگڑی سر پر باندھ کر اور اسی طرح کے کپڑے پہنکر عالیجاہ کے پاس حاضر ہوا عالی جاہ نے کہا تم کو نواب وزیر نے بلایا ہی علی ابراہیم خان اوسی حالت سے علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین روانہ ہوا - عالی جاہ نے کہا کہ اس لباس سے وزیر کی پاس جاوگے اوس نے جواب دیا کہ جب آقا کی یہ صورت ہی تو بندے کو بجز اس لباس کے تکلف کی کیا ضرورت ہی - اور اوسیطرح علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین پہنچا وزیر نے بہت توقیر اور خاطر کرکے عالیجاہ کے تغیر لباس کا سبب پوچھا اور اپنی گفتگو سے سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو ہمنے ظاہر کردیا - اوسکی تدبیر معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کرکے مجھے بدنام کرنا - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ حضور کے پاس بامید عنایت اپنا خانہ امید سمجھکر آئے ہین - جب بادشاہی پیغام سے حضور نے آگاہ کیا چونکہ بجز حضور کے کوئی جائے امن نہ تھی - اور حضور نے اوس مین کدکی نا چار دنیا سے ہاتھ اوٹھایا وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون علیحدہ ایک مقام مین بیٹھکر اپنے اپنے آقا کی طرفداری اور بھلائی کے باب مین پیروی کرنے لگے بینی بہادر چاہتا تھا کہ کسی طرح عالی جاہ کے ذمے تحویل رزنابت کیجئے - اور علی ابراہیم خان راضی نہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک نیوی [illegible] - بعد تھوڑی دیر کے وزیر نے دریافت کیا کہ کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا [illegible] گفتگو سخت ہی - وزیر نے علی ابراہیم خان کو اپنے حرم کے خیمے مین بلاکر جو کچھ [illegible] دریافت کیا - اور جو کچھ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم خان مین سوال و جواب ہوئے تھے [illegible] - بعد اس کے کہا کہ اس وضع سے جو عالی جاہ نے اختیار کی ہی میری بڑی بدنامی ہی مجھے کیا کرنا چاہیے خان مذکور نے کہا کہ عالی جاہ کو بدرجہ لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے - اب جو کچھ مناسب ہو آپ بندوبست فرمائیے - وزیر نے کہا ہم بخوبی سمجھ گئے تم جاکر عالی جاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین - علی ابراہیم خان نے یہان سے جاکر تمام امور عالی جاہ سے ظاہر کئے - اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہین - ابھی یہ گفتگو ختم نہونے پائی تھی کہ وزیر بھی پہونچ گئے - اور عذرخواہی کرنا شروع کی اور کہا کہ اس لباس درویشی کو دور فرمائیے - اور لباس روزمرہ مثل سابق کے پہنئے - عالی جاہ نے منظور نہ فرمایا اور وزیر کی بات کا قبول نہ کی -

وزیر کے اشارے سے شمرو نکحرام کا عالی جاہ سے بغاوت اختیار کرنا

دو تین روز کے بعد شمرو نے اپنی پلٹنوں کو تیار کرکے وزیر کے ایما سے تنخواہ کے لئے عالیجاہ کے خیمے کا محاصرہ کیا وہان سکہ رایج کہان تہا اشرفیان اندسے منگوا کر دلاوین اس ماجرے کے بعد عالیجاہ نے شمرو کو حکم دیا کہ اب زیادہ آدمی نوکر رکہنے کا مقدور نہین ہی۔ سپاہیان پلٹن اور توپخانہ کے عملے کو برطرف کرکے توپین اور عتاقی بندوقین خانسامانی مین داخل کردو صرف دو پلٹنین رکہو چونکہ یہ نکحرام وزیر سے مل گیا تہا جواب دیا کہ اب توپین اور بندوقین اوسکی ہین جس کے پاس ہین اور رہا تمسے توپخانہ اور پلٹنین لیکر وزیر کے پاس چلا گیا انہون نے اوسکو نوکر رکہ لیا۔ یہ شخص دراصل جرمنی کا رہنے والا تہا اول تو یہ فرانسیسیون کی سپاہ مین ایک سارجنٹ تہا پھر نواب قاسم علی خان عالی جاہ کے ہان فوج کا عہدہ دار بن گیا تہا۔

وزیر کے حکم سے عالی جاہ کا قید ہونا

موسیو لاک فرانسیس جو پہلے عالی جاہ کا نوکر تہا۔ اور بعد برطرفی کے وزیر کا نوکر ہوا تہا علی ابراہیم خان سے بہت دوستی رکہتا تہا پانچ چہ آدمی اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر علی ابراہیم خان کے پاس گیا۔ اور کہا کہ کل شجاع الدولہ کی فوج عالیجاہ کی گرفتاری کو آئے گی۔ خدا نے اوسوقت کی دار وگیر مین تمپر کیا گذرے۔ اسلئے مین یہ آدمی تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کرتا ہون۔ انکی وجہ سے کوئی تمسے معترض نہو سکے گا علی ابراہیم خان نے اس اخلاص کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ یہ امر مجہکو نازیبا ہے جبکہ عالی جاہ بلا مین مبتلا ہوگا تو بندہ بھی کسی کی حفاظت نہین چاہتا۔ دوسرے روز پہر دن چڑہے وزیر کی فوج تیار ہوکر عالی جاہ کے خیمون کی طرف آئی۔ جب وہ فوج دور سے نمودار ہوئی دوبارہ موسیو لاک اپنی فوج سے علیحدہ ہوکر علی ابراہیم خان کے پاس آیا اور کل اُنکی باتون کا اعادہ کیا۔ اوس نے بھی وہی جواب دیا ناچار وہ لوٹ گیا۔ اور وزیر کی فوج نے عالی جاہ کے خیمون کو گہیر کر حرم سرا اور دوسرے کارخانون پر بندوبست قایم کرلیا۔ جو سردار کہ اس کام پر مامور ہوا تہا وہ عالی جاہ کے خیمے مین گیا۔ اور اوس کو ہاتھی پر سوار کرا کے خود خواصی مین بیٹہہ کر اپنے لشکر مین لیگیا۔ اور ایک خاص مقام مین قید کردیا۔

علی ابراہیم خان کا وزیر کے حکم سے قید ہونا اور پھر رہائی پانا

پچھلے دن مین وزیر کے چند سوار علی ابراہیم خان کے ڈیرے پر آئے - اور اوسکو حراست مین لے لیا - علی ابراہیم خان ان دنون سخت علیل تہا - سوا اس کے عالی جاہ کے تمام مصاحب اور اعلے ارکان وزیر سے مل گئے تھے - مگر حافظ اسرار خان منشی اور بعض دوسرے کارندے قید ہوکر وزیر کے نوکرون کی حوالات مین تہے علی ابراہیم خان کے ایک دوست نے اوس سے کہا کہ تم اپنے حالات کی عرضی وزیر کو لکھو - اوس نے تہوڑا سا مضمون اپنے حال کا وزیر کی خدمت مین لکہہ بہیجا اوس وقت وزیر محلسرا مین تھے - حرم سرائے وزیر کی محافظ جو عورتین ہین وہ اوس وقت سے علی ابراہیم خان کو جانتی ہین جبکہ وہ عالی جاہ کی طرف سے وزیر کی ماں کے پاس نذرانہ لیکر گیا تہا - علاوہ اسکے علی ابراہیم خان کو اللہ نے بسبب حسن اخلاق کے محبوب القلوب پیدا کیا تھا اون عورتون نے جب علی ابراہیم خان کا مقید ہونا سنا تو سب رنجیدہ ہوئین - اور عرضی وزیر کو پہونچا دی - خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سوارونکو تاکید کی کہ دور سے محافظ رہین بے ادبی نہ کرین - اور عرضی پر لکہا آپ سے تعرض نہین چند امور آپسے دریافت کرنا ہین واسطے رہیے - دوسرے دن صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسے کے نام سے مشہور رہتا علی ابراہیم خان کے پاس آکر کہا کہ تمکو وزیر طلب کرتے ہین - علی ابراہیم خان کرتہ اور دستار سے پالکی مین سوار ہوکر شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا - سواران ہمراہی کہ سفلہ مزاج تھے کبھی اوس کی پالکی محبس عالی جاہ کی جانب لیجاتے - اور کبھی کسی اور طرف - دو تین مرتبہ ایسی حرکت ہوئی - خان مجبور نے شجاع قلی خان کے پاس کسی آدمی کو بہیجکر کہلایا کہ ناحق سواران ہمراہی دق کرتے ہین - جہان حکم ہو پہونچا دین - اوس نے ایک آدمی بہیجکر سوارونکو تہدید کی - اور اونکو کہلایا کہ خانصاحب کو ہمارے پاس لے آؤ تم - وہ سوار ان کو برا بہلا کہتا ہوا وہان آیا - اور علی ابراہیم خان کو وزیر کے اوس دیوانخانے مین جہان اُنکے بیٹے مرزا امانی کا مکتب تہا لے گیا - اور وہان سے وزیر کے حضور مین لے گئے - اوسوقت سہیل خان خواجہ سرا داروغہ فیل خانہ عالی جاہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملہ عالی جاہ وزیر کے سامنے کہڑے تہے - علی ابراہیم خان نے حضور مین پہنچکر ایک اشرفی نذر کی اور بلا اجازت بیٹہگیا - بیٹہتے ہی دلاور شجاع قلی خان اور ریاوت خان ناظر بھی جو خان مذکور کو لیکر گئے تہے - وزیر کمال

رعونت[1] سے سریر آرا تھے علی ابراہیم خان کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے کہ کیوں صاحب ہمنے میر قاسم خان کے ساتھ کیا برائی کی تھی کہ جو اوس نے بچا پہاڑی کی لڑائی کے روز شمرو سے کہا کہ جسوقت بعد فتح ہماری سواری اوسکے سامنے سے نکلے وہ ہمپر فیر کرے۔ علی ابراہیم خان نے کہا کہ مجھے اسکی خبر نہین افسوس کہ اوس کے واسطے آپنے یہ تکلیف گوارا کی اپنی دارالملک سے اوسکی مسند نشینی کے لئے ادھر قدم رنجہ فرمایا اور وہ آپکے حق مین ایسا بجو ثابت ہوا وزیر نے آشفتہ ہوکر کہا کیا مین دروغگو ہون شمرو کو طلب کرکے مقابلہ کرادون۔ علی ابراہیم خان نے آزردہ ہوکر عرض کیا کہ مینے اپنی بیخبری بیان کی ہے۔ آپ کو جھوٹا نہین بتاتا ہون اور جو آپنے شمرو کے مقابلہ کو فرمایا اسوقت مین عالیجاہ کا وہ مرتبہ نہین رہا اب شمرو کیا ایک خدمتگار بھی مقابلے کو تیار ہوگا وزیر نے خجل ہوکر بکمال لداری کہا کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو۔ مگر عالیجاہ تم سے بیجا بدظن تھا۔ اوسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنے دربار مین میری شکایت کرتا تھا اور تم کو میری امانت ناپسند تھی مبالغت کرتے تھے افسوس ہم جانتے کہ تم جیسے نمک حلال خیر خواہ سے کیون بدظن ہوا۔ علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مین نے اونکی خدمت مین کوئی قصور نہین کیا۔ مگر یہی کہ حدود عظیم آباد سے نکلتے وقت اختلاف رائے تھا اوسکے رفقا کہتے تھے کہ مرہٹون کے پاؤن کی اسد عا کے لئے جانا چاہیئے اور بندہ حضور کی طرف آنے کو اصرار کرتا تھا۔ کیونکہ میری نظر مین آپکے آستانہ دولت سے زیادہ کوئی جائے امن و پناہ عالی جاہ کے لئے نہ تھی۔ وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوے پھر کوئی بات نہ کرسکے۔ حرم سرا کی جانب چلدیئے۔ مقربین نے دروازے تک مشایعت کرکے سلام گذارش کیا۔ وزیر نے علی ابراہیم خان کی طرف اشارہ کرکے کچھ اپنے مقربین سے کہا۔ شجاع قلی خان وغیرہ علی ابراہیم خان کو مرزا امانی کے مکتب مین لے گئے۔ اور بیٹھنے کے بعد کہا کہ وزیر چاہتے ہین کہ تمھین اپنا مصاحب بنا مین اور حکم دیا ہے کہ آپ کا مال و اسباب جو کچھ جاتا رہا ہے وہ جاسوس تلاش کرکے واپس لا مین۔ چنانچہ وہ سب مال و اسباب آگیا ہے۔ اور وزیر نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہمارے دیوانخانے کے پاس تمھارے لئے ڈیڑھ کہڑا کیا جائے۔ اور وزیر نے فرمایا ہے کہ تم عالیجاہ کے گھر کے معتمد ہو اور اوس کے رازدار ہو بعض رفقاے عالی جاہ کی خیانت کا مال بنارس کے مہاجن کے پاس معلوم ہوا لیکن تمھاری اور عالی جاہ کی امانت کا حال ابتک نہین کھلا وزیر کہتے ہین کہ عالیجاہ نے چالیس ہزار اشرفیان

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۲

تمھارے حوالے کی ہیں - اگر بات واقعی ہی تو جس کے پاس تمنے رکھدی ہیں اوس کا حال بتادو
اوران لوگون نے کہا کہ ان اشرفیون کا حال بتادینے سے وزیر کی مہربانی تمپر زیادہ ہوگی
علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے اتبک ایسی باتین بندے سے دریافت نہین کی ہین اب
آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچھہ مجکو معلوم ہی عرض کرونگا اور لوگون نے شنبو سنگھہ سرکارے کو
جو سیکڑون کا خون کرچکا تہا اور سمرو کی مونچھہ کا بال ہورہا تہا اوران اشرفیون کا حال بھی
اوسنے بیان کیا تہا طلب کرکے مقابلے کے لئے علی ابراہیم خان کے روبرو کہڑا کیا - علی ابراہیم خان
نے جو جواب دیا تہا لوگون کو اشرفیون کے ملنے کی آس بندہ گئی تہی - اور جاکر شجاع الدولہ سے عرض
کرادیا تہا کہ اشرفیون کے حصول کی امید ہوتی ہی جب لوگ استفسار کرنے لگے تو علی ابراہیم خان نے
کہنا شروع کیا کہ آبدارخانے سے جواہرخانے تک سنبھالنے والے جنس سمرو کے بہرونکے سپرد تہا لاکہون
اشرفیان اوس کی حوالے ہوئی ہین مگر وہ سرکار مین نہین پہنچین - لوگ شنبو سنگھہ کیطرف متوجہ ہوے
اوسنے انکار کرکے کہا کہ محض بے اصل ہی - علی ابراہیم خان نے کہا کہ جبکہ ایک ایسے شخص کا کہنا کہ جو معتمد
اور امین ہو بے اصل ہو تو ایک کمینے اور بے اعتبار آدمی کے کہنے پر اعتماد کیا ہی بہی بہادر اس بات
کو سنکر محلسرا کے دروازے پر گیا - اور سب حقیقت وزیر کو کہلا بہیجی اور یہ بھی عرض کرایا کہ جو شخص
جواب مین الزام دے اور دوسرونکی نادانی ثابت کرے اوس سے معارضہ کرانا بجز مذامت اور
تفضیح کے کوئی مفید نتیجہ نہ دیگا - وزیر نے علی ابراہیم خان کی معاودت کے لئے حکم صادر کیا اوسنے
شجاع قلی سے کہا کہ دس بارہ آدمی شکست حال میرے ہمراہ ہین اور دیوان خانے کے پردس مین
آرام نہین ملیگا - اگر عنایت کرکے آپ اپنی حویلی مین جگہہ دین تو بہتر ہو شجاع قلی خان نے حرم سرا کے
دروازے پر جاکر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیجاکر بہیرایا اور نہایت خاطر کرتا رہا - دیڑہ مہینے
تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا باقی نہ چہوڑا - عالیجاہ کا مال جہانگ عورتون اور خواجہ سرا لون وغیرہ
ملازمین کی کوشش ہی معلوم ہوا شجاع الدولہ کی ضبطی مین آیا البتہ کسیقدر جواہرات بیش بہا جو اس سانحہ سے
قبل اوس نے شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین بہیجدیا تہا وہ ضبطی سے محفوظ رہا -
اس ضبطی مال مین وزیر نے دنیا ہی مروت اور انسانیت کو نہ برتا - اگر میر قاسم کی کہین ایک کوڑی
بہی معلوم ہوتی تو لے لیتے [۵۱] - اگرچہ وزیر نے وفاداری جو بشرط استواری اصل ایمان ہی خود اوسکی

---

[۵۱] دیکھو تاریخ ہند مولفہ مولوی ذکاء اللہ صاحب ۔

ساتھ نہین کی مگر یہ اونکی پرلے درجے کی فتر ت اور مروت تھی کہ ہر چند انگریزون نے بار بار باصرار اولسے یہ درخواست کی کہ میر قاسم کو اونکی حوالے کرین - مگر اونہون نے یہ بدسلوکی اپنے مہمان کے ساتھ نہین کی -

میر سلیمان کا قلعہ رہتاس کے فتح کرنے کے لیے روانہ ہونا اور وہانسے نامراد واپس آنا

جبکہ عالیجاہ اسیر جاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے شجاع الدولہ کے حضور مین رسوخ حاصل کیا - اور شجاع الدولہ کے مقربونکے ذریعہ سے عرض کرایا کہ قلعہ رہتاس کا حاکم یعقوب کیدان اور ساہ مل وہان کا قلعہ دار میرے متوسلین مین اور دانگا مال وغیرہ سب مجھکو معلوم ہے - اگر حکم ہو تو تدبیر کرکے اوس قلعہ پر وزیر کا قبضہ کرادون وزیر تو ایسی باتون کی خواہش اور جستجو مین تھے ہی میر سلیمان پر بڑی مہربانی کرکے اوسکی استدعا کے بموجب میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب کے نام پروانے اپنی سرکار سے لکھوا دیے - میر سلیمان یہ پروانے لیکر اور پہلی محبت کے خیال سے رہتاس کو گیا - اودہر میجر منرو نے جو انگریزی فوج کا سپہ سالار تھا ایک خط غلام حسین مولف سیر المتاخرین کو ڈاکٹر فلرٹن کے ذریعہ سے بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر قلعہ رہتاس ہمارے قبضہ مین آجاے تو اسکی مزید دوستی کا موجب ہو غلام حسین ساہ مل کے ساتھ پہلے سے احسان کر چکا تھا اور ساہ مل کے اقربا غلام حسین کی جاگیر کے قریب رہتے تھے - غلام حسین نے یہ راز ساہ مل سے کہا اور اوس کو سمجھایا کہ انگریزون کا پلہ بھاری ہے بہت جلد وزیر مغلوب ہونگے اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو قلعہ انگریزونکے حوالہ کردو تاکہ تمہارے اور تمھاری اولاد کے حق مین بہتری ہو - وہ شخص خود بھی عقیل تھا - غلام حسین کی بات کی تہ کو پہونچکر غلام حسین کی گفتگو اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجھا - اور میر سلیمان کو حیلے مین رکھکر غلام حسین کو جواب بھیجا کہ کسی انگریزی افسر کو مع فوج جلد بلا لو - اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھکر بھیجے کہ اسپر انگریزون سے اطمینان کے لئے دستخط کرادو - غلام حسین نے ڈاکٹر اور میجر منرو کو لکھکر انگریزی فوج نواح کمارسی سے منگالی - اور ساہ مل کی اور اپنے مطالب کی فرد پر دستخط بھی کرا منگائے - چنانچہ وہ قلعہ انگریزونکے قبضے مین آگیا - میر سلیمان انگریزی فوج کے پہنچنے کی خبر سنکر وزیر کے لشکر کو لوٹ گیا - اور شجاع الدولہ سے غلام حسین کی برائی بیان کی -

میجر منرو کا بکسر مین شجاع الدولہ سے جنگ کے لئے آنا اور اور وزیر کی فوج مین کا شکست پانا

میجر کارنگ کی جگہ میجر منرو آیا جو سبھی من بادشاہ انگلستان نکالو کر بھیجا وہ وزیر کی جنگ پر مامور ہوا اور اوس نے ارادہ کیا کہ برسات کے ختم ہوتے ہی لڑائی کا سامان کرنا چاہیے۔ وزیر[۵۱] کے ہان کثرت غفلت سے یہ حالت تھی کہ کچھ فکر سرانجام حرب و جنگ اور ملاحظہ توپخانہ کی نہ تھی۔ نہ کوئی جنگی سامان تیار کیا وزیر کو مطلق اپنے لشکر اور انگریزون کے انتظام کی خبر نہ تھی جو چڑھ کھیلنا۔ کیونکہ اوسکا ہمیشہ معمول تھا گویا اپنے ملک مین باطمینان سیر و شکار کو آتے ہے۔ البتہ اسقدر کیا تھا کہ مورچے ندی تھوڑا سے دریاے گنگا تک تیار کرائے تھے اور اوسی کی پناہ مین لڑنے کا ارادہ تھا۔ ۱۵ ستمبر کو انگریزی لشکرون کو حکم تھا کہ وہ اپنی چھاونیون سے وزیر سے جنگ کرنے چلین بھی لشکر نہ چلا تھا کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ وزیر نے دریاے سون کے کنارہ پر انگریزی لشکر کے روکنے کے واسطے مورچے تیار کئے ہین۔ ایک طرف میجر جمپین سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا۔

دوسری طرف میجر منرو خود آیا شجاع الدولہ نے میر ولی اللہ نامی اپنے ایک سردار کو جو عظیم آباد کا رہنے والا اور وزیر کیطرف سے پرگنہ بھبوا وغیرہ مقامات شاہ آباد کا عامل تھا انگریزون کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا جب انگریزی فوجین ادھر بڑھنے لگین تو اوس نے اپنی فوج مغلیہ کو توپخانہ دیکر انگریزی لشکر پر گولے مارکر بھگا دیا اور ایک توپ بھی جو پیشتر دریا کے کنارے وزیر نے فوج انگریزی کے مقابلے کو بھیجی تھی واپس طلب کی چونکہ برسات کیوجہ سے کیچڑ اور دلدل بکثرت تھی اتنے راہ مین بعض جگہ دلدل تھا وہ توپ ایسی پھنسگئی کہ نکالنا دشوار ہوا وزیر خود ایک ہزار سوار لیکر گئے اور اوسکو نکالا اور اپنے لشکر مین واپس لائے اور وزیر کی فوج کے دریا کے کنارے سے ہٹنے سے انگریزی لشکر دریا کے پار اوترآیا شجاع الدولہ کا لشکر بکسر مین پڑا ہوا تھا میجر منرو نے اوسکی طرف کوچ کیا۔ اور ۲۲۔ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو وہ وزیر کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر ایک جھیل کے کنارے پر آکر خیمہ زن ہوا وہ جھیل دونون لشکرون کے درمیان مین واقع تھی۔ صبح سے پہلے وزیر کے لشکر پر انگریزی لشکر کے حملہ کرنے کی خبر تھی انگریزون نے جاسوسون کو شجاع الدولہ کے لشکر مین بھیجا کہ جاکر خبر لاوین۔ مگر جب وہ آدھی رات تک

---

[۵۱] سیر المتاخرین مین بیان ذیل دیکھو ۱۲

واپس نہ گئی تو میجر صاحب کو یہ یقین ہوا کہ وہ دشمنوں کے پنجے مین گرفتار ہوگئی اسلئے حملہ کرنا دوسرے دن صبح کو ٹھیرایا صبح کے وقت جاسوس خبرلائے کہ رات بھر وزیر کی سپاہ کی تیاری ہوتی رہی اور خوف کے مارے مستودات خانہ وخزانہ کو دور بھیجدیا ہے۔ توپخانہ جلا آتا ہے۔ مگر یہ ساری سپاہ کی تیاریان مورچون ہی کے اندر ہین۔ اسپر میجر صاحب نے کہا کہ اب ہمکو حملہ کرنے کی ضرورت دشمن نہین ہے وہ خود ہی حملہ کرنے آتے ہین اوس کا یہ خیال غلط نہین تھا کہ وزیر اپنی حد کو چھوڑکر لڑائی کے ارادہ سے مورچون سے باہر نکلے موشیرلاک اور شمرو آٹھ توپ ولایتی اور آٹھ پلٹن تلنگون کے ساتھ انگریزون کے مقابل بھیجے گئے اونکی پشت پر شجاع قلی خان مع چھ سات ہزار پیادہ وسوار کے معین ہوا۔ اور خود وزیر فوج مغلیہ کے ساتھ دست راست پر ٹھیرے اور راجہ بینی بہادر دست چپ پر دریاے گنگا کے کنارے کھنڈرون کے متصل قایم ہوا۔ توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے سپاہی مقتول ومجروح ہونے لگے وزیر نے مع فوج مغلیہ کے دھاوا کیا۔ درانی اور مغل میجر منرو کے ساتھیون پر ٹوٹ پڑے۔ اوسکی بہیر اور لشکرگاہ کو خوب قتل وغارت کیا شمرو اور موشیرلاک کی گولہ اندازی سے انگریزی فوج پریشان ہوگئی میجر منرو بوقت جہیل اور دلدل کے حائل ہونے کی وجہ سے دھاوا نہین کرسکتا تھا اوس نے تھوڑی فوج گنگا کیطرف روانہ کی جسنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکھنوی جو بینی بہادر کے ہراول تھے کھنڈرونکی آڑمین چھپے ہوے تھے۔ انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے مخفی جاتے تھے جب آبادی کے کنارے پہنچے تو ڈھیلونکی آڑسے اون تلنگون نے باڑھین مارنا شروع کین۔ شیخ غلام قادر کو اسوقت خبر ہوئی تو مستعد مقابلہ ہوا۔ جب تک یہ صف بندی کرے تلنگون نے آگ برسانا شروع کی شیخ مذکور بھی بقدر طاقت بندوقین چلانے لگے۔ جونکہ دفعتاً اینپر باڑھین پڑنے لگی تھین اونکا جواب پورا پورا نہ دے سکے اون تلنگونکی آتشباری نے ان کا کام تمام کردیا۔ شیخ غلام قادر اور بہت سی سپاہ کام آئی اور باقی بھاگ نکلے۔ اسوقت راجہ بینی بہادر نے غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ خان مذکور نے جواب دیا کہ اگر آبرو درکار ہو جان نثار کیجئے ورنہ فرار بہتر ہے۔ بینی بہادر نے آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا۔ غالب خان مع اپنے بھتیجے وحیدالدین خان کے پیادہ ہوکر پڑا بینی بہادر کو جان دینا گوارا ہوا میدان سے منہ پھیرا۔ میر وحیدالدین خان نے بینی بہادر کی اس بے اعتنائی سے باپ کو آگاہ کیا۔ غالب خان اپنے آقا کو اس حالت مین دیکھکر خود بھی گھوڑے پر سوار ہوکر راجہ کے پیچھے بھاگ نکلا ؎

جو اور قشن گفت آگر سپاہ ۔۔۔ گریزان برفتند ز آوردگاہ ؎

چنان لشکر کشن و آن انجمن　　پراگندگی یافت از چند تن

شجاع قلی خان معروف بہ میان عیسیٰ کا موشیر لاک اور شمرو کے عقب سے نکلکر دونون فوجون کے درمیان مین حائل ہوجانا اسوجہ سے وزیر کی فوج کے انتظام مین برہمی پڑکر باوجود ظہور غلبہ کے شکست پانا

شجاع قلی خان نے جو انگریزی تلنگون اور شیخزادون اور بینی بہادر کی سپاہ کی بندوقون کی آواز سنی تو اوسنے یہ خیال کیا کہ بینی بہادر اور اوسکے ساتھیون نے جسارت کرکے دشمنو پر حملہ کیا ہی۔ اگر اوس نے لڑائی فتح کرلی تو وزیر کے سامنے میری بڑی بے آبروئی ہوگی۔ اور اوس نے اس خیال کو ایسا مضبوط اپنے دلمین جمایا کہ حقیقت بھی دریافت نہ کی اور نہایت عجلت کے ساتھ شمرو اور موشیر لاک عقب سے نکلکر آگے بڑہا۔ روبرو دلدل تھی اوس سے گذرنا مشکل ہوگیا اس کے علاوہ انگریزون کیطرف سے اس تیزی کے ساتھ آگ برس رہی تھی کہ قدم بڑہانے کی مجال نہوئی۔ اوس کے ساتھ جو سات ہزار آدمی تھے جن مین سے تہوڑے آدمیون نے رفاقت کی۔ اس جماعت کے آگے بڑہجانے سے شمرو اور موشیر لاک کی توپ چلنے سے بند ہوگئی۔ کیونکہ شجاع قلی خان طرفین کی صفونکے درمیان مین حائل ہوگیا تہا اودہر سے بیحد منزونے دہوئین اوڑادیے۔ شجاع قلی خان اور اوس کے بہت تہوڑے ساتھی دلدل سے نکل گئے۔ مگر انگریزی فوج کی باڑہون نے اونہین پچہاڑ دیا۔ ملک عدم کی راہ لی جو سپاہی بچے وہ بہاگ نکلے۔ اور میدان مین جو لوگ کہڑے تہے اونہین بھی اپنا اضطراب دکہلاکر اپنی سپاہی پر آمادہ کیا۔ اور بینی بہادر کے مقابل سے گذرکر لشکر وزیر مین داخل ہوے اور اب کسی کو تاب قیام نرہی۔ آدمی کا کون شمار تھا۔ زمین چل نکلی۔ سفلون اور درانیون نے یہ سراسیمگی دیکھی تو نمک حرامی سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین مصروف ہوے تہوڑی ہی دیر مین وزیر امید لگائے رہے۔ جب سپاہیون نے ترک فاقت کی خود بھی میدان سے بہاگ نکلے۔ وزیر کا اور اونکی لشکر کا تمام مال اسباب انگریزونکے ہاتھ لگا۔ آپسمین بھی خوب لوٹ مار کی۔ جو جسکے ہاتھ لگا وہ دبا بیٹھا بڑی لوٹ ہوئی۔ درحقیقت لشکر ہر جنس سے معمور تہا۔ نو بجے سے لڑائی شروع ہوئی تھی۔ اور

بارہ بجے تک خوب زور شور سے جاری رہکر وزیر کی فوج بھاگی اوسوقت انگریزی لشکر نے اوس کا تعاقب کیا۔ مگر شجاع الدولہ نے عقلمندی سے ایک کام کیا۔ اگرچہ اونکی تھوڑی سی سپاہ تباہ ہوئی۔ مگر بہت سی بچگئی میدان جنگ سے دو میل پر ایک ندی تھی اوسپر کشتیو کا پل اونہون نے باندہا تھا پہلے اس سے کہ انگریز وہان پہنچین اوسے توڑ ڈالا۔ اگرچہ دو ہزار آدمی اس پل ٹوٹنے کے سبب سے ڈوب کر اور اور طرح سے مرگئے۔ لیکن شجاع الدولہ یہ نکرتے تو انگریزی فوج اس ندی سے یا راوتر کر اونکی ساری سپاہ کو کرمناسہ بن ڈبو کر تہس نہس کردیتی۔ اور میر قاسم کا خزانہ مع جواہرات کے دو کروڑ روپیہ کا لیتی بہت لشکری دریا کی کیچڑ اور دلدل مین پھنسکر تلنگو کی بندوقون سے راہ عدم کے رہرو ہوتے انگریزون نے دریا کے کنارے کہڑے ہوکر فاریو نیر گراپ مارنا شروع کئے۔ اور بندوق کی گولیون کا مینہ برسایا کچھ بھگوڑے گولے اور گولیون سے ہلاک ہوئے۔ جو گھوڑون کے بالے پڑے اون کے ہاتھ سے کام آئے۔ باقیماندہ نہایت بیعزتی سے بچکر نکلگئے۔ اور دریا پار مفروردن مین مل گئے۔ وزیر کو شکست شجاع علی خان کی جہالت سے حاصل ہوئی۔ جارج نامی کا ناظم اوسکی جہالت پر نہایت تعجب کرتا ہی اور کہتا ہی۔ ؎

نہ دانست بیچارہ ارزاے خام — ز دستور در کین بر آوردہ نام
کہ چستی ز میدان کینہ کنار — بہ کردہ کار
شدے فرہی جعفت دستور شاہ — نماندے ز انگریز یک تن سپاہ
زاندیشہ خام آن شوربخت — شود واژگون کار و بار یا بخت
بر آوردہ نامش بخاک افگند — سپہ را بدام ہلاک افگند

ترانی جی قابل یاد کرنیکے ہے۔ اوس مین انگریزی سپاہ مین آٹھ سو ستاون گورے اور پانچہزار دو سو ستانوے تلنگے اور نو سو اٹہارہ ہندوستانی سوار کل سات ہزار بہتر آدمی تہے اور بیس توپین تہین شجاع الدولہ کے پاس لشکر مین اکثر ساٹھ ہزار آدمی تبلاتے ہین اور مہنون نے اوس کا تخمینہ بہت ہی کم کیا ہے وہ چالیس ہزار سے کم نہین کہتے۔ اس لشکر مین سے دو ہزار نے میدان کارزار مین راہ عدم لی۔ اور سردارون مین سے میان عیسی اور مرتضی اور غلام قادر خان اور غلام یاسین خان اور عبدالرزاق اور علی اکبر خان اور محمد رضا خان مارے گئے۔ اور ہمت بہادر کی ٹانگ مین زخم شدید آیا اور اس لشکر کے سبب سے جو ڈوبے اور مرے وہ اس شمار سے باہر ہین۔ ۳۳ توپین انگریزون کے ہاتھ آئین انگریزی لشکر مین بھی جانون کا بہت نقصان ہوا۔ ۸۴ آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔

شجاع الدولہ کے اس ٹڈی دل فوج کے شکست پانے کی ایک وجہ یہ بھی ہی کہ راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو وزیر کا شریک تھا اس لڑائی مین انگریزونسے ملگیا۔ نواب کا مورچہ اوسکے سپرد تھا اوس مین انگریزی لشکر کو بلا لیا تھا وزیر نے اپنے زمینونکی کچھ خبر نہ لی اونکو میدان مین بیدست و پا چھوڑ گئے اسوقت مضر تمندونکی فیاضی پر آفرین ہی کہ وہ پانچ روز تک متواتر اون زمینونکو جنتے رہے جن مین جان باقی تھی۔ اونکو پانی پلایا۔ بہت کھلایا۔ ڈاکٹرون کو فرصت اتنی نہ تھی کہ وہ انگریزی لشکر کے زمینونکی بھی برہم ہی اچھی طرحسے کرتے اسلئے دشمنونکے زمینونپر مرہم نہ لگا سکے۔ وزیر نے مع متعلقونکے الہ آباد کی راہ لی اس فتح سے بڑے بڑے عمدہ نتیجے انگریزون کے لئے پیدا ہوئے۔ نواب وزیر جو مدت سے گویا سلطنت ہند کے مالک بنے ہوے تھے وہ تو پست ہوگئے اور انگریزون کا حکم ہندوستان مین سب پر غالب ہوگیا۔ تاریخ آغاز دولت انگریزی کی ہند مین اس مصرع سے نکلتی ہی

(رہنما میر سند فرنگی ۱۷۷۵ء)

میر قاسم کا انجام کار

شجاع الدولہ نے اس لڑائی سے ایک دن پیشتر عالی جاہ کو پٹنہ سے نکالکر ایک لشکری ہتنی دست کر دیا تھا اوس رات کو جسکی صبح کو شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے عالیجاہ کی روانگی کی خبر پاکر اوسکو پیغام دیا کہ میرے پاس تشریف لاتے۔ میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا اور ایکہزار روپیہ موجود ہی مینے یہ چیزین آپکے پاس اس خیال سے نہین بھیجین کہ مبادا وزیر خبر پاکر دریے تروریحان اگر ضیاع ہو روانہ کرون۔ عالیجاہ نے جواب دیا کہ تمہاری مروت پر آفرین ہی۔ مگر اسوقت مناسب نہین ضرورت طلب کرلونگا۔ اتفاق سے اوسی شب کو وہ ہتنی لی کہ شکست کے وقت عالیجاہ بھی فرار ہونے کے ساتھ نکلگیا۔ اور گرتا پڑتا بنارس ہی جہانسات کوس پر مقیم ہوا۔

بادشاہ کا انگریزونکی پناہ مین داخل ہوجانا اور اونکے ساتھ گنگا کو عبور کرنا

بینی بہادر وزیر کے حکم سے بادشاہ کو ہمراہ لیجانے کے لئے گنگا کے کنارے بنارس کے مقابل جہان بادشاہ پڑے ہوے تھے معیم تھا۔ جونکہ شجاع الدولہ کے ہاتھ سے بادشاہ تنہون مین دم تھا

شکست کے بعد بادشاہ نے ایک خط میجر منرو کو اس فتح و ظفر کی تہنیت مین لکھا۔ اور بیان کیا کہ مین اپنے وزیر کے ہاتھ مین قید ہون مجھے اس قید سے آپ چھڑائے اور میری حمایت و استعانت مین کوشش کیجئے اگرچہ مین وزیر کے ساتھ تھا۔ مگر لڑائی سے ایک رات پہلے اوس سے جدا ہو گیا تھا بینی بہادر نے جب یہ حالت دیکھی تو سب لشکر کے دریا کو اتر گیا۔ انگریزی سپاہ کو مین کئی روز تک اس سبب سے رہی کہ مُردوں کو دفن کرے اور زخمیون کی خدمت اور چارہ سازی کرے۔ اب میجر منرو نے بنارس کی طرف کوچ کیا۔ بادشاہ بھی اپنے پھرے چوکی سمیت اسطرف چلے آتے تھے۔ اور انگریزی لشکر سے اونکا بہت تھوڑا فاصلہ تھا۔ جب بینی بہادر گنگا پار ہوا تو بادشاہ نے منیر الدولہ کے مشورے سے انگریزون کو طلب کیا۔ انگریز بھی اون سے ملنا چاہتے تھے۔ میجر منرو بہت جلد آکر سلام سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے اوس سے کہا کہ آپ میری حمایت کیجئے۔ اور اس کے عوض مین شجاع الدولہ کی تمام ریاست لے لیجئے۔ یا جو کچھ اور جی چاہے وہ مانگ لیجئے۔ میجر منرو نے اپنے اعلے افسرون سے اس باب مین صلاح پوچھی۔ اور بادشاہ کی درخواست کی نسبت کہا کہ جب تک کونسل کلکتہ کا حکم نہ آئے مین منظور نہین کر سکتا۔ میجر منرو نے بادشاہ کی درخواست کے مطابق مقام بنارس سے کونسل کلکتہ کو ۲۲۔ نومبر ۱۷۶۴ء کو رپورٹ کی کہ بادشاہ کہتے ہین کہ اگر یہ ملک رکھنا ہے تو مجھکو اوسپر قابض کرادو اور تھوڑی فوج انگریزی میرے ساتھ رکھو تاکہ ظاہر ہو کہ میری حفاظت انگریز کرتے ہین۔ اور اوس کا خرچ میرے ذمے ہوگا۔ اگر کوئی دشمن مجھپر حملہ کرے گا تو مین ایسی موافقت ملک کے ساتھ کرونگا کہ اپنی فوج سے اور اوس تھوڑی فوج انگریزی سے ملک کو بچا لونگا اور انگریزون سے زیادہ مدد طلب نہ کرونگا۔ اور مین اوس انگریزی فوج کی تنخواہ آمدنی ملک سے سالانہ دونگا جو کچھ وہ طلب کرینگے۔ اگر انگریز بخلاف اپنے فائدے کے وزیر سے صلح کرینگے تو مین دہلی چلا جاونگا اسواسطے کہ مین یہ نہین چاہتا کہ مین پھر ایسے شخص کے قبضے مین گرفتار ہوون جسنے مجھے اسقدر وقت اور تکلیف دی میرا کوئی دوست معتبر سوا انگریزون کے نہین ہے۔ اور اونکی سابق مراعات کی نسبت مین ہمیشہ اونکا لحاظ اور ادب کرونگا اب اونکا وقت ہے کہ ایسے ملک پر قابض ہون جس مین دولت اور روپیہ بکثرت ہے۔ اور مین اوسی قدر پر راضی ہونگا جسقدر وہ مجھے بخوشی دینگے۔ رہے پہلے جو وزیر نالایق کے ہمیشہ سے دشمن ہین وہ تمام میرے دوست ہین[1]۔

شرایط جو بادشاہ نے قرار دی تھین

بنظر مدد اور وفاداری انگریزی کمپنی کے جسنے ہم کو تکالیف سے رہا کیا ہے اور بنائے سلطنت خداداد کو

---

[1] دیکھو جلد دوم عہدنامجات مین عہدنامہ بادشاہ دہلی ۱۲

انجام دیا ہی۔ ہم بخوشنودی تمام عنایات شاہی انگریزی کمپنی کی نسبت بذریعہ شرایط ذیل ظاہر کرتے ہین اور یہ شرایط حال و استقبال مین جاری و قایم رہینگی۔ لحاظ اسکے کہ انگریزی کمپنی کا خرچ عظیم ہوا۔ اور اونے تکالیف اور خطرات مبالغ جو ناحق شجاع الدولہ نے خلاف مرضی حضور کے اونسے کی تھی اونہاے ہین۔ ہمنے ملک غازیپور اور باقی زمینداری راجہ بلونت سنگھ جو شجاع الدولہ کی نظامت مین واقع ہی اوسکو دی اور وہانکا انتظام و حکومتا وسکے پسر ہونی جسطرح اتبک نواب شجاع الدولہ کے سپرد تھی۔ اور جو کہ راجہ بلونت سنگھ نے سرداران انگریزی کمپنی سے معاملہ کرلیا ہی اسواسطے وہ اوسکی مطابق انگریزی کمپنی کو مالگذاری دیا کرے۔ اور علاقہ مذکور کی جمع مالگذاری شاہی مالگذاری کی کتب سے اب کچھ تعلق نہین رکہتی اور اونسے خارج کیجائیگی۔ فوج انگریزی کمپنی ہمارے ہمراہ ہوکر الہ آباد اور شجاع الدولہ کی نظامت کے دوسرے علاقے پر قبضہ کرانیگی اس علاقے کی مالگذاری زمینداری راجہ بلونت سنگھ کے ہمارے قبضہ تصرف مین آئے گی۔ چونکہ شجاع الدولہ کے ملک پر ہمارا قبضہ کرانیکی وجہ سے انگریزی کمپنی کا اوپر خرچ ہوگا اسواسطے جسقدر ملک پر قبضہ ہمکو ملجائیگا خزانہ عامرہ سے اوسقدر روپیہ مالگذاری دیتے رہینگے جسقدر ہمسے ممکن ہوگا اور جب ہم تمام علاقے پر قابض ہوجائینگے تو کمپنی کے تمام مصارف جو اس مہم مین مصروف ہے یعنی جب سے وہ شامل رضا سلطنتی ہوئی آخر تک ہوگا ادا کردینگے۔ چنانچہ بادشاہ نے بموجب ان شرائط کے ۱۷۔ رجب سنہ جلوس مطابق ۲۹ دسمبر ۱۷۶۵ء کو ایک فرمان لکھکر غازیپور اور باقی علاقہ راجہ بلونت سنگھ انگریزی کمپنی کو عطا کردیا۔ آخر کونسل سے احکام بادشاہ کی مرضی کے موافق آگئے اور اوسوقت سے بادشاہ انگریزونکے سایہ حمایت مین آگئے۔ اور بادشاہ نے انگریزونکے ساتھ گنگا کو عبور کیا۔

بینی بہادر کا وزیر کی طرف سے انگریزون کے پاس صلح کے لیے آنا اور صلح کا کام پورا نہونا

جب میجر منرو بنارس مین پہونچا اور وزیر نے راجہ بینی بہادر کو بطور سفیر کے اوسکی پاس صلح کا پیام دیکر بہیجا راجہ بینی بہادر نے علی ابراہیم خان کو بھی اپنے مشورے مین شریک کیا تہا میجر صاحب نے بینی بہادر سے صاف کہدیا کہ راجہ صاحب من لوکہ قاسم اور شمرو کے حوالے کردینے پر شرائط صلح کا انفصال موقوف ہی اسپر بینی بہادر نے کہا کہ اس درخواست کا منظور ہونا تو ممکن ہے لیکن صلح منظور ہو تو یون ہوسکتی ہی کہ بچیس لاکہہ روپیہ سرکار کمپنی لے اور آٹھ لاکہہ آپ لین اسکا جواب مردانہ میجر صاحب نے یہ دیا کہ یہ روپیہ کیا اصل رکہتا ہی اگر شجاع الدولہ اپنے تمام خزانے کو خالی کرکے مجہے دیدے تو بھی مین اوسکو خون بہا اور اپنی ہموطن مصیبت نشر لوگونکا نہین سمجہتا ہون کہ جو بچنے مین میر قاسم کے حکم سے قتل ہوتے ہین کبھی صلح نہین کرونگا جب تک میر قاسم اور شمرو کو میرے حوالے نکروگے۔

چونکہ بینی بہادر بیمار تہا اور اپنی آقا کی سلامتی اسمین دیکھی میجر صاحب سے عرض کیا کہ شمرو تو صاحب فوج ہی اوسکا مارنا دشوار ہی مگر عالیجاہ کو گرفتار کرکے دینا اگر وزیر نے منظور کیا تو دشوار نہین۔ اس سوال و جواب کے بعد بینی بہادر میجر صاحب سے رخصت ہوکر اپنی آرامیو مین آیا اور اونکو مسلمانا جری سی آگاہ کیا۔ علی ابراہیم خان نے جو کچہ مین گن پائی تو عالیجاہ کے قتل کا پاس ہی نظر کرکے بینی بہادر کے لشکر نے پانچ چہ کوس پر مقیم تہا اُسے خبردار کردیا اُسنے اطلاع پاتے ہی جلد الہ آباد کی راہ لی اور وہان پہونچکر اپنی اہل و عیال کو لیکر روہیلکہنڈ مین چلا گیا۔ میجر منرو کے جواب کو لیکر بینی بہادر شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ اور پھر آکر میجر صاحب کو سمجہایا

مگر اونہون نے انکار کیا تو مینہ بہادر نے یہ درخواست کی کہ کپتان سنکلیر صاحب کو ہمراہ کر دیجئے - وہ ہماری زبان خوب سمجھتے ہین - نواب صاحب سے خود تسلی کرین اور سپر صاحب سے کہا کہ مین اونکے جانے کے لئے کہون اور نہ اونکو جانے سے روکون یا تو بھی مرضی ہے چاہی جاؤ یا نہ جاؤ - کپتان صاحب مینہ بہادر کے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس آئے اور میر قاسم اور سمرو کے حوالہ کرنیکے لئے کہا اوسپر شجاع الدولہ نے کہا کہ میر قاسم کو تو تا حیات حوالہ نکرونگا - مگر آیندہ اوسکی حمایت نکرونگا (فعنی ذکک اللہ کہتے ہین کہ حمایت کا لفظ کہنے سے اس بے حمیت کو شرم نہ آئی یہ اوسکی حمایت کیا کرتا تھا -) اور سمرو کو بھی نہ دونگا مگر مجھ منظور ہے کہ مین چار آدمی انگریزی لشکر کے میرے پاس امن اور مین سمرو کو دعوت مین بلاؤن اور وہ اوسکو دعوت مین موت کے گھاٹ کا نقشہ بناوین - اور کپتان صاحب کو بہت کچھ رد بدہ دیا کہ وہ میجر صاحب کو صلح پر راضی کرین - مگر میجر صاحب کب ایسی باتون کو سنتے تھے وہ تو میر قاسم اور سمرو کے دفع کرنے کو اپنے اوپر واجب سمجھتے تھے -

وزیر کا روہیلون کے ملک مین پناہ لینا اور وہان سے نواب احمد خان بنگش کے پاس چلا جانا

شجاع الدولہ کو کیسر کی شکست کے بعد اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنی اہل و عیال اور دولت کو وہان رکھتے اسلئے اپنے معتمد لکھنو اور فیض آباد بھیجکر کید کی کہ ہمارے متعلقین اور خزانین وزر و جواہر کو حافظ رحمت خان کے ملک مین لیجائین اور بریلی مین ہمیشہ اونکو اپنے ہی جلد الہ آباد کو آسے اور اپنی زنان اور بی بی کو لیکر روہیلکھنڈ مین چلے گئے الہ آباد کی قلعہ داری علی بیگ خان کی سپرد کی اور قلعہ چنار گڑھ مین بنسر جنسی کو مقرر کیا - اور بینی بہادر جب آیا تو صلح کا مشورہ اسوجہ سے منظور نہ کیا کہ روہیلون اور مرہٹون سے مدد لیکر پھر انگریزون سے لڑنے کا ارادہ تھا اور اوس کو لکھنؤ کو رخصت ہی اس نظر سے کہ بینی بہادر بظاہر انگریزون سے ملا ہوا تھا تاکہ اوس کا عمل صوبے مین رہے - اور خود شجاع الدولہ بریلی مین آئے - ان دنون حافظ رحمت خان اور دوندے خان وغیرہ روہیلے حسنپور مین مقیم تھے عنایت خان پسر حافظ رحمت خان بریلی مین تھا اوس نے شہر سے دو کوس آگے بڑھکر استقبال کیا - اور شجاع الدولہ کو بریلی مین لاکر بڑی عزت کے ساتھ مہمانداری کی منتخب السلام اور عماد السعادت مین جو لکھا ہے کہ شجاع الدولہ بکسر مین شکست پاکر عنایت خان کے ساتھ بریلی چلے گئے - یہ صحیح نہین کیونکہ عنایت خان بکسر کی لڑائی مین شجاع الدولہ کے ساتھ نہ تھا بکسر کی شکست سے پہلے بریلی کو لوٹ آیا تھا - غرضکہ شجاع الدولہ سے مدد کے واسطے عنایت خان سے کہا اور اوسکو حافظ صاحب کے پاس حسنپور کو روانہ کیا - عنایت خان نے بہت سے حسنپور پہنچکر بیان کیا کہ شجاع الدولہ بریلی آئے ہین - چنانچہ شجاع الدولہ نے اپنے اہل و عیال کو سالار جنگ کے ہمراہ بیل جھوڑا اور خود تمام حشمت و تجمل کے ساتھ قصبہ حسنپور کو روانہ ہوئے - روہیلہ سردارون نے دو کوس سے بڑے تپاک کے ساتھ استقبال کیا اور اپنی فرودگاہ پر لے گئے - اور بظاہر ہر ایک نے اونکی بخوبی تعظیم و تکریم کی - اور پھر اوسی ساتھ اپنی اپنی ریاست کو لوٹے - دوندے خان اور شجاع الدولہ بسولی کو چلے گئے - شجاع الدولہ نے نجیب الدولہ کو بھی کمک کے لئے لکھا تھا - مگر اونہون نے جواہر سنگھ سپہ سالار جاٹ والی بھرتپور کی مخالفت کا عذر کیا - عماد السعادت مین لکھا ہے کہ روہیلون مین سوائے حافظ رحمت خان کے کسی نے نواب شجاع الدولہ سے موافقت نہ کی اور دل مین خیالات فاسد پیدا ہوتے تھے اسلئے نواب شجاع الدولہ یہان آکر خوش نہوئے - بلکہ ہمیشہ خطرناک رہتے تھے - کئی بار روہیلون نے چاہا کہ اونکو لوٹ لین لیکن اسوجہ سے کہ اب بھی ستر ہزار سپاہ اونکے ساتھ تھی کسی کی ہمت نہین پڑتی تھی - حافظ رحمت خان اس مشورے مین روہیلون کے شریک نتھے - یہ سارا فساد دوندی خان کا تھا جن کو حافظ رحمت خان منع کرتے رہتے تھے - ایک دن ایک روہیلے کی شجاع الدولہ کے ایک لشکری سے تکرار ہوگئی اوس لشکری نے روہیلے کے کئی لکڑیان ماریں - روہیلے نے اپنی جمعیت مین پہنچکر سارا حال بیان کیا - تین ہزار کے قریب روہیلے جمع ہوگئے - دوندی خان بھی

---

۱۲ دیکھو گل رحمت و فرح بخش - مگر جام جہان نما مین لکھا ہے کہ سبھل مین شجاع الدولہ سردارن روہیلہ سے ملے

انکے شریک حال تھے دوندے خان اور سپاہ روہیلہ نے چاہا کہ نواب شجاع الدولہ پر حملہ کرین نواب شجاع الدولہ کو جب اس مشورہ کا حال معلوم ہوا - تو اپنی فوجین تیاری کا حکم دیا اس خیال سے کہ مبادا روہیلے اونکو غافل پاکر تباہ کردین - حافظ رحمت خان نے عنایت خان کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اور آپ روہیلونکی جمعیت مین جاکر اونکو بہت کچھ ملامت کی اور دوندے خان کو بھی سمجھایا اور سب کی قسمین کھلوائین - پہر دن چڑھے سے عصر تک یہی جھگڑا رہکر ختم ہوا - بعد اس کے حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ کا یہان رہنا مناسب نہین آج مینے اونکو سمجھایا کل کو کیا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ یہان سے فرخ آباد کیطرف تشریف لے چلین مین بھی آپکے ساتھ چلتا ہون - انتہی پھر مجھے تعجب ہی کہ مآثر الامرا مین یہ کیون لکہا ہی کہ جب شجاع الدولہ نے بکسر کی شکست کے بعد حافظ رحمت خان کے پاس پناہ لی تو حافظ صاحب نے اونکو طرح طرح سے خفت پہنچائی - اور جو کچہ مال اونکی پاس باقی تھا اوسکے چھین لینے کی فکر کی - جام جہان نما مین بیان کیا ہی کہ چونکہ انگریزونکی حلاوت کا تمام مین شہرہ ہوگیا تھا اس لئے روہیلون نے وزیر کا مددگار ہونا قبول نہ کیا - فرح بخش مین مذکور ہی کہ شجاع الدولہ نے سرداران روہیلکھنڈ سے بہت کچھ چاہا کہ میرے مددگار بنکر انگریزون سے جنگ کرین سب نے جواب صاف دیا کہ انگریزون سے بے سبب لڑنا - جھگڑا پیدا کرنا - اور فتنہ خوابیدہ کو جگانا عقل کے خلاف ہی - ہم سے یہ نہو سکیگا - مگر حافظ صاحب جو حلم وحیا اور مروت کے دریا تھے شجاع الدولہ کی خاطر سے فرخ آباد کو اونکے ہمراہ روانہ ہوئے - حافظ صاحب نے شجاع الدولہ سے صاف کہدیا تہا کہ یہان کسی سے امید رفاقت نہین - فرخ آباد مین جیکر جو کچہ آپ کی مرضی ہوگی اوس کا انتظام کیا جائیگا نواب احمد خان بنگش بہی نہایت عقیل اور کارآزمودہ ہی اگرچہ نواب صفدر جنگ سے اوسکی صفائی نہ تھی اور آپکے ساتھ بھی حظوظ کتابت نہین ہی - لیکن جبکہ آپ وہان چلین گے تو یقین ہے کہ وہ آپکی جانے کو فخر سمجھین گے - اور بھی طرح مہمانداری کرین گے - اور عمدہ مشورہ دین گے کیونکہ یہ بہی ہی کہ خود بھی اپنی سپاہ کے ساتھ شریک ہون - اور عماد الملک وہان موجود ہین وہ بھی شرکت کرین تو عجب نہین - شجاع الدولہ نے اس مشورہ کو پسند کیا - اور فرخ آباد کو روانہ ہوئے - اور اپنی عیال و اطفال کو اپنے چچا شیر جنگ کے ہمراہ بریلی مین چہوڑ گئے - روہیلے شیر جنگ کے آدمیونکو برابر لوٹتے کہسوٹتے اور دق کرتے رہے تھے - شجاع الدولہ فرخ آباد مین ان واقعات کو سن سن کر صبر کرتے تھے[1] - روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے بڑی بیدلی

---

[1] - دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

کے ساتھ تین ہزار روہیلوں کو لیکر آگے سے کوچ کیا اونکے پیچھے شجاع الدولہ روانہ ہوئے[۵۱] ۔ اور دریاے گنگا کے کنارے مقام کیا ۔ حافظ رحمت خان پہلے نواب احمد خان کے پاس گئے ۔ اور اونکو بخوبی سمجھا کر استقبال کو لائے ۔ نواب احمد خان گنگا پر کشتیو کا پل تیار کرا کے دوسرے روز شجاع الدولہ کی ملاقات کو آئے ۔ اور مہمانی کی رسم ادا کی ۔ اور بہت دلجوئی کی ۔ تیسرے روز شجاع الدولہ خود بھی احمد خان سے ملنے کو گئے ۔ اور جواہر الماس کپڑے اور ہاتھی گھوڑا نذر گذرانا ۔ پھر دونوں ملکر عماد الملک کے پاس گئے ۔ اوس کے پاس اسوقت ملک و مال کچھ نہ تھا ۔ شجاع الدولہ سے عماد الملک نے پگڑی بدلی ۔ جب شجاع الدولہ نے احمد خان سے کمک کے لئے درخواست کی تو اوس نے ایک لچر اور ضعیف بہانہ کر دیا ۔ فرح بخش کے مولف کا بیان ہے کہ فرخ آباد میں نواب احمد خان اور عماد الملک اور نواب شجاع الدولہ اور حافظ صاحب کے مشورے ہوتے ۔ مگر آخر کار سوا حافظ صاحب کے کسی نے رفاقت نہ کی اور سمرو اور موشیر لاک اور بہت بہادر اور امراو گرنے بھی جو مدتوں کے نمک خوار تھے نمک حرامی کر کے ترک رفاقت کی سمرو کا تو یہانتک ارادہ تھا کہ شجاع الدولہ کو لوٹ لے ۔ لیکن حافظ صاحب کی زجر و توبیخ سے اوس کا ارادہ فاسد کارگر نہوا[۵۲] ۔ تاریخ بندیلکھنڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت بہادر بندیلکھنڈ کیطرف چلا گیا تھا ۔ چونکہ یہان نااتفاقی کا درخت سرسبز و شاداب تھا یہ قابو پاکر صاحب طاقت ہو گیا ۔

فوج انگریزی کا قلعہ چنار گڑھ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

جب شجاع الدولہ سے صلح کی کچھ امید نہیں رہی تو انگریزی سپاہ نے الہ آباد کیطرف کوچ کیا ۔ راہ میں چنار گڑھ کا محاصرہ کیا ۔ انگریزوں سے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کی شتاب راے اور سید نور الحسن بلگرامی کے ذریعہ سے دلجمعی کر کے اپنا رفیق بنا لیا تھا اوسکی تحریک سے بجرمنڈ نے قلعہ چنار گڑھ کو جو دریاے گنگا کے کنارے پہاڑ پر بنا ہے دس کوس کے فاصلہ پر جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا ۔ سیدی بشیر جو وزیر کا مقرب اور قلعہ دار تھا نہایت ڈیوک[۵۳] تھا لیکن اوس کے ہمراہی دلیر تھے ۔ اونہوں نے محمد بشیر خانکو وزیر کے پاس بھیجکر چند روز لڑائی جاری رکھی ۔ انگریزی فوجنے قلعہ کی ایک طرف کی دیوار کو خراب بھی کر دیا تھا ۔ مگر ہندوستانی سپاہ کی نامردمی

---

۵۱ ۔ منتخب اللباب و عماد السعادت و حصہ اول فیصر التواریخ ۵۲ دیکھو گل رحمت ۱۲ ۵۳ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

قلعہ ہاتھ نہ آیا۔ دوسری دفعہ پھر حملہ کیا تو گورے بھاگ نکلے اس سے سارا کام بگڑ گیا۔ میجر منرو نے چنار گڑھ کا محاصرہ اوٹھا لیا۔ اور کچھ سپاہ وہاں چھوڑ کر باقی سپاہ ساتھ لیکر بنارس کیطرف کوچ کیا۔

راجہ بینی بہادر کا انگریزی لشکر میں آنا اور پھر وزیر کے پاس چلا جانا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکھنؤ ہو کر راجہ شتاب رائے کو لکھا کہ شجاع الدولہ انگریزوں کی مرضی کے موافق صلح پر راضی نہیں۔ مشورہ کا تو ملنا دشوار ہے۔ اور عالی جاہ ہاتھ سے نکل گیا۔ شتاب رائے انگریزوں کا بڑا معتمد تھا۔ اور بینی بہادر کا بھی ممنون احسان تھا اوس نے بینی بہادر کی خدمتگذاری غنیمت جانی۔ میجر منرو نے وزیر کو شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تھا شجاع الدولہ نے بھی بنی سپاہ کو چنار گڑھ سے بلا لیا اور انگریزی لشکر کے قریب آگئے۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کی لڑائی کے منتظر ہے۔ مگر پہلے اس سے کہ کوئی لڑائی ہو میجر منرو نے سپہ سالاری کا کام چھوڑ دیا اور ولایت کو چلا گیا اور اوسکی جگہہ کارنگ صاحب مقرر ہوئے۔ میجر کارنگ کو راجہ شتاب رائے سے اتحاد تھا۔ شتاب رائے نے راجہ بینی بہادر کا حال کارنگ صاحب سے ظاہر کیا اوس نے بینی بہادر کو ایک خط کمال احترام کے ساتھ لکھہ کر شتاب رائے کے ذریعہ سے اپنے پاس بلا لیا۔ بینی بہادر نے پہونچکر ملاقات کی اور اپنی دانائی سے سپہ سالار کو راضی رکھا اور مستقد معاملات کا حل وعقد اوسکی سپرد کی میں آیا۔ کارنگ صاحب کہتا تھا کہ جسوقت تم اپنے متعلقین کو عظیم آباد یا بنارس میں رکھدو گے اوسوقت دلجمعی سے دونوں صوبوں کے معاملات تمہارے سپرد کرینگے اور بینی بہادر اسبات میں حیلہ کرکے وقت ٹالتا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ ملہار راؤ وغیرہ کے سہارے سے کوئے کیطرف آئے بینی بہادر ایک فقیر کا معتقد تھا اوس سے دریافت کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے اوس نے کہا کہ انگریزوں کا آنا ہوا کا جھونکا ہے آیا اور اوڑ گیا۔ بینی بہادر اس ایما سے وزیر کی رفاقت کو بہتر سمجھا شتاب رائے نے ملہار راؤ اور شجاع الدولہ کے جمع ہونے کی خبر بینی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ سے ملنا ہو تو صاف کہدیجئے تاکہ ہم انگریزوں سے کہکر تمکو رخصت دلا دیں۔ آپ بخوشی جہاں خاطر چاہے جائیے۔ اور اگر رہنا ہو تو مقیم رہیے۔ جس میں ہماری بدعہدی ہو وہ نہ کیجئے جس سے بے اعتقادان اور آپ کی بدنامی ہو۔ بینی بہادر نے اپنی بدظنی اوس سے مخفی رکھی اور منتظر وقت رہا اور بعض محالات صوبہ کے انتظام کے بہانے سے انگریزوں کے لشکر سے دور ہو گیا۔ چند کمپنیاں تشکوچی اوس کے ساتھ تھیں اونکو لیکر لکھنؤ کیطرف عازم ہوا۔ اور اپنے متعلقوں کو لیکر لشکر وزیر کی طرف آیا۔ بعضے لوگوں نے مزاحمت کی۔ مگر اپنی قلت اور اوس کے ہاتھیوں کی کثرت کی وجہ سے مجبور

وہ وزیر کے لشکر میں جا پہنچا۔

اودھ اور الہ آباد کی تسخیر

وہ سپاہ جو شجاع الدولہ پر برابر فتحیاب اور کامیاب ہوئی تھی وہ ملک اودھ کے اندر بہت دور تک چلی گئی تھی۔ شاہ عالم کے ساتھ جو یہاں یہ بڑی تھی کہ غازیپور اور بنارس انگریز نے لیں اور وزیر کے باقی ملک پر بادشاہ قبضہ کرلے اس انتظام کو کورٹ ڈائرکٹرز نے ناپسند کیا اور اپنے نوکروں کو لکھا کہ یہ انتظام ہمارے اون احکام و ہدایات کے خلاف ہے کہ سرکار کمپنی کو اپنی سلطنت کا بڑھانا منظور نہیں ہے کہ اس انتظام سے سرکار کی گردن پر بار خرچ زیادہ ہوجائیگا اور نفع نہ حاصل ہوگا۔ علاوہ اسکے یہ ضروری معلوم ہوا کہ ملک زیر اب طرحکی آرمر شون کی راہ کے مقابلے میں قایم رہنا مناسب ہے لارڈ کلایو اور اوسکی کمیٹی نے بھی یہ رائے کورٹ ڈائرکٹرز کی پسند کی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ سرکار کمپنی کی سلطنت کی حدیں مقرر ہوجائیں کہ اوس سے آگے انگریز پیر نہ رکھیں۔ توسیع ملک میں سپاہ کا خرچ زیادہ ہوتا ہے اور تجارت کا نفع سارا مارا جاتا ہے۔ سرکار کمپنی کو اصلی مقصود فقط اپنی تجارت کا بڑھانا تھا نہ سپاہیوں کا لڑانا اور ملک کو بڑھانا یہ کام ملک کو بھی تباہ کرتے ہیں۔ اور سرکار کو بھی نقصان عظیم پہونچاتے ہیں اسلئے وہ نواب شجاع الدولہ سے مصالحت ہوجانے کو پسند کرتا تھا اور اب اوس نے یہ اصرار بھی چھوڑ دیا کہ وہ میر قاسم اور سمرو کو حوالے کریں۔ بلکہ اس جھگڑے کو تمام کرنے کے لئے یہ درخواست کی کہ وہ دونوں شخص کسی طرح سے قتل کردئے جائیں۔ جسوقت اس درخواست کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہ درخواست ایسی ہے جس کا منظور ہونا ناممکن ہے کہ جو شخص اپنے مہمانوں کو مہمان نوازی کی خاطر سے دشمنوں کے حوالے نہیں کرتا وہ بھلا انہیں قتل کیسے کرائے گا مگر یہ معلوم نہ تھا کہ سمرو کے قتل کرانے پر حضیہ وزیر راضی تھے۔ یہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ بکسر کی شکست کے بعد وزیر کو اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنے اہل و عیال اور دولت کو یہاں رکھتے اسلئے بریلی بھیجدیا تھا۔ اور راجہ بینی بہادر کو صلح کے پیغام کے لئے انگریزوں کے پاس بھیجکر اتنی مہلت حاصل کرلی کہ اپنے ہوا بال درست کرکے پھر انگریزوں سے جنگ کریں۔ سمرو اپنے تین سو فرنگستانیوں اور کئی ہزار ہندوستانیوں کو لیکر پہلے ہی چلا گیا تھا۔ جاٹوں سے اپنی نوکری کی گفتگو کر رہا تھا انگریزوں نے دولپٹن میجر اسٹیبرٹ کے ساتھ گلاب کو [illegible] انہوں نے اوپر قبضہ کرلیا۔ اور اوسکے تمام اطراف و جوانب کا انتظام شروع کردیا تھا۔ محمد کبیر خان کو تو الہ آباد میں رہنا تھا۔ اور راجہ

شتاب رائے سب کا سونکا منتظم تہا - مرزا نجف خان بھی کہ شجاع الدولہ کا دشمن تہا بندیلکہنڈ سے یہان آگیا تہا - اور انگریزون کا ملازم ہوگیا تھا سر رابرٹ کلیجر صاحب کو اوس نے وہ طرف قلعہ الہ آباد کی بتلا دی کہ جہان پشتہ ... کا نہ تہا صاحب ممدوح نے اوسطرف توپین لگا کر دیوار کو توڑ دیا اور علی بیگ قلعہ دار سے تنگ ہوکر قلعہ حوالے کر دیا - اور شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا - اس قلعہ کے فتح ہوجانے سے قلعہ چنار گڑہ کے محافظون نے بھی قلعہ انگریزون کے حوالہ کر دیا بعض انمین سے ملازم بادشاہ ہوگئے - اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے -

مرہٹونکی پشت گرمی سے وزیر کا انگریزون سے کوڑے کے مقام پر جنگ کرنا اور شکست پانا

شجاع الدولہ نے عماد الملک کی صلاح سے ملہار راو ہلکر کو تیس ہزار سوار کے ساتھ تیس ہزار روپئے روز پر جیسا کہ تفتیح الاخبار مین بیان کیا ہے بلایا - اور عماد السعادت مین لکہا ہی کہ ملہار راو کو پینتالیس ہزار سوار و نخ ساتھ مالوے سے بلایا اوس نے شجاع الدولہ کی دعوت قبول کی اور عماد الملک بھی چند آدمیونکو ساتھ لیکر تماشائیون کی طرح ساتھ ہوا - شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان اور عماد الملک گنگا کو عبور کر کے مشرق کی جانب روانہ ہوئے - اس عرصے مین ملہار راو آپہونچا وزیر اپنا لشکر اور مددگارونکو ساتھ لیکر کوڑہ جہان آباد کی طرف چلے گئے - کرنیل کارنگ نے یہ خبر پاکر کہ وزیر کوڑہ جہان آباد کی طرف ہین اور وہ سپہ فلیحہ کے دستہ سپاہ پر حملہ کرنا چاہتے ہین بہت جلد کوچ کیا اور صاحب سے ملگیا - ۳ - مئی ۱۷۶۵ء کو کوڑے کے قریب خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے انگریزی توپ کے سامنے نہ ٹہیر سکے توپونکے چھوٹتے ہی کوّونکی طرح اڑ گئے - عماد الملک بچارہ کیا کرتا - وزیر کے پاس گو سپاہ تہی مگر بکسر کی شکست کا ہول اوس کے دلسے دور نہین ہوا تہا - غرض مرہٹے تو جنا پار ہوگئے چلے گئے - حافظ رحمت خان کا کچہ حال معلوم نہوا - گلستان رحمت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ حافظ رحمت خان اول شجاع الدولہ کے ساتھ میان دوآب تک گئے - اور آخر کار امداد سرکار کیا - مگر اوس تحریر کا منشا حافظ رحمت خان کو شکست سے بچانے کا ہی - اور مافی الامر اسے ثابت ہوتا ہی کہ حافظ رحمت خان دریاے گنگا کے کنارہ متصل فرخ آباد تک شجاع الدولہ کے ہمراہ رہی - اور نواب احمد خان کے خان اونکو پہنچا کر آپ اپنی ریاست کو لوٹ گئے - لیکن فرح بخش اور گل رحمت سے مستفاد ہوتا ہی

کہ آخر تک حافظ صاحب وہان موجود رہے الغرض شجاع الدولہ دوسری بار شکست کھا کر دریا سے تنہا کو عبور کر کے قلعہ کالپی مین پناہ گزین ہوگئے۔ اور تمام کشتیون پر قبضہ کر لیا۔ انگریزی افسرون نے خیال کیا کہ وزیر قلعہ مین محصور ہوگئے ہین۔ اور کشتیون پر قبضہ کر لیا ہی۔ اب دریا سے کیسے اوتر سکتے ہین۔ اور بغیر عبور کے لڑائی ممکن نہین۔ آخر کار جوار کے سینکڑون گٹھے جمع کر کے اور ان کے رسون سے بندھوا کر ایک زمہ اس طرح تیار کر لیا اور ایک توپ اور چند گولہ اندازون کو بھیجا کہ قلعہ کالپی پر گولہ باری کرائی۔ وہ قلعہ کچھ زیادہ مضبوط نہ تھا۔ اسلئے شجاع الدولہ بے استقلال ہوکر وہان سے بھاگ کر بھروزخ آبادمین پہنچے۔ یہان شجاع الدولہ کا مقام بیشتر حیات یہین تھا۔ بعدازان فتحگڈھ مین ہوا۔ ایک روز چھاؤن سے یہ تجویز کی کہ اونھین قتل کرڈالین۔ کیونکہ اونکے باپ صفدر جنگ نے نواب احمد خان کے بارہ بھائیون کو قتل کیا ہی کہتے ہین کہ احمد خان نے یہ جواب دیا کہ ہماری قوم یہ کام نہین کرتی۔ اگر فضل خدا سے اپنے دشمنو کو مارا ہی تو میدان مین مارا ہی۔ اکبار شجاع الدولہ اور نواب احمد خان مین اتفاق ملاقات کا ہوا۔ میر اکبر علی ادستا دنواب سعادت علی خان نے مصنف لوح تاریخ کہا کہ مین بھی اسوقت شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا۔ نواب احمد خان نے کچھ سامان سلاح خانہ سے منگوایا جن کی بہت تعریف ہوئی۔ بعد ازان جواہرات طلب کئے۔ ایک موتیونکا ہار جسکو قایم جنگ نے بہتا خاب کو چلا معلوم ہوا۔ اور سب نے اسکی تعریف کی احمد خان نے وزیر کی گردن مین ڈالدیا شجاع الدولہ غصہ سے لال ہوگئے اور اوس ہار کو اوتار کر دیر تک ہاتھ مین لئے رہے۔ اور ہر ایک دانے کو گہا گہا کر دیکھا۔ بعدازان ہار کو تکیہ پر رکھکر اوٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون۔ نواب احمد خان اور عماد الملک بھی اوٹھ کھڑے ہوئے۔ شجاع الدولہ فتحگڈھ کو روانہ ہوئے۔ اور آکر اپنے درباریون سے کہا کہ احمد خان نے بہت زیادتی کی کہ مجھے موتیونکا ہار بطور قلعت کے دیتے چلا۔ دوسرے روز احمد خان ملاقات کے لئے گیا۔ دونون رئیس باہم بیٹھے۔ دایم خان جو لڑکا احمد خان کی گود مین تھا جو علے العموم جھوٹے نواب کے نام سے مشہور ہوا۔ شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا۔ دایم خان نے کہا مین بھی پیونگا اوسوقت سیان الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تھا۔ وہ جواہر صراحی و پیالہ لیکر آیا۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ پہلے جھوٹے نواب کو پلاؤ۔ بعدازان خود شجاع الدولہ نے پیا۔ اوسوقت سے الماس دایم خان کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اور آصف الدولہ سے دایم خان کو بکراون واقع پرگنہ سکرورہ اکبرپور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی۔

وہ اور سب کو چار اور وہان سے جاتے ہوئے کی بنا ڈالی کہ ایک گز اور سے بھاگ

وزیر کا احمد خان نگبش کی صلاح کے مطابق انگریزون سے صلح کرنا

دوسری شکست پاکر وزیر فتح و فیروزی سے نہایت مایوس ہو گئے تھے۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ وزیر افاغنہ وغیرہ سے چارہ کاری کی جستجو کرنے لگے۔ ہر ایک صلاح دیتا تھا۔ مگر چونکہ دلی بات کسی کی نہ تھی۔ وزیر کے دل مین جمتی نہ تھی آرزو صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین بیان کیا ہے کہ حافظ رحمت خان اور نواب احمد خان نے اونکو صلح کی ترغیب دی نواب احمد خان نے جو طول طویل تقریر شجاع الدولہ سے انگریزون کے ساتھ مصالحت کرنے اور اُنسے ترک عداوت کے باب مین کی تھی وہ کتاب سیر المتاخرین مین درج ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم چند معتمد ونکو ہمراہ لیکر دشمن پر حملہ کرو۔ اگر حیات مستعار باقی ہے فتح و فیروزی حاصل ہے۔ ورنہ عزت کے ساتھ جان جائیگی اگر یہ منظور نہو تو انگریزون کے پاس تنہا چلے جاؤ اونکے سارے کام عقل و جوانمردی کے ساتھ ہین۔ یقین ہے کہ تم سے کچھ دغا نہ کرینگے۔ اور تمہارے اکرام و احترام مین سعی کرینگے۔ یہ روپیلے نکو توقع رفاقت مین رکھینگے اور کچھ نہ کہینگے یون ہی سنکر اور ڈائین کے لمعنت مین اپنا روپیہ امید و توقع مین برباد کرتے ہو۔ یکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا۔ یہ بات شجاع الدولہ کی بھی سمجھ مین آگئی گل رحمت مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے اپنی طرف سے منشی نیک چند کو پانسو سوار دیکر ہمراہ شجاع الدولہ کے ساتھ کرکے بطور سفارت کے بھیجا۔ ۹۔ مئی ۱۷۶۵ء کو شجاع الدولہ دس بارہ سوار ساتھ لیکر جرنیل کارنک کے لشکر مین آموجود ہوئے جرنیل صاحب نے استقبال کیا۔ اور وزیر نے پالکی سے اوترکر اُنسے معانقہ کیا۔ اور جرنیل صاحب کے خیمے مین آئے شتاب رائے اور جرنیل صاحب نے مذہبی کی اور مہمانداری و ضیافت کے تمام لوازم ادا کئے۔ اور شتاب رائے کی معرفت مراتب صلح طے ہوئے۔ شتاب رائے کو وزیر کی پاسداری زیادہ منظور تھی۔ کیونکہ وہ قبل اس واقعہ کے وزیر کا نمک خوار تھا اور بنی بہادر کے ساتھ بیتابی دیکھ کے وزیر سے دو تین روز مین صلح ہو گئی۔ وزیر نے اطمینان حاصل کرکے انگریزون کے پاس اپنے نوکر وہین طلب کر لئے۔ وزیر کے اور جرنیل صاحب کے لشکر کے آدمی آپس مین ملنے اور ایک دوسرے کے یہان آنے جانے لگے۔ وزیر کو سپاہ انگریزی کی قواعد دکھائی گئی۔ توپون کی

نشانہ بازی سے نہایت متعجب ہوئے اور کئی ہزار روپیہ انعام کئے۔ لارڈ کلایو کے آنے پر مراتب صلح کا آخری فیصلہ موقوف تھا۔ شجاع الدولہ جرنیل کارنگ کے ساتھ کشتی مین بیٹھکر بنارس مین نواب نایت جنگ لارڈ کلایو کے پاس گئے۔ ۱۲۔ اگست کو شجاع الدولہ کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی۔ شجاع الدولہ کا اقتدار و اعتبار بالکل جاتا رہا تھا۔ انگریزون کے اختیار مین تھا کہ اونکی ساری ریاست اور ملک خود چھین لیتے یا اونکو جن شرائط پر چاہتے ملک دیتے۔ مگر وہ ایسے ہمایون بخت تھے کہ اونکی ریاست گئی گنوائی قایم رہی۔ اونہون نے بہت سا انگریزونکی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور اس فیاضی کی تعریف کی۔ کہ اسقدر ملک اونکو عطا ہوتا ہے۔ بنائے مصالح ان امور پر قرار پائی کہ شجاع الدولہ اپنے ملک پر کہ جو اونکے قبضے مین پہلے تھا فرمانروائی کرین فقط الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع بادشاہ کی مدد معاش کے لئے دیدئے جائین۔ پچاس لاکھ روپیہ اخراجات جنگ کے عوض مین شجاع الدولہ انگریزون کو اس تفصیل سے ادا کرین کہ بارہ لاکھ اسوقت نقد دین اور آٹھ لاکھ کے جواہرات۔

اور باقی لاکھ بعد ایک مہینے کے اور باقی پچیس لاکھ باقساط ماہواری اسطرح پر کہ تیرہ مہینے کے عرصے مین تاریخ عہدنامہ ہذا سے سب ادا ہوجائے۔ اور یہ روپیہ لارڈ کلایو صاحب اور اونکی کمیٹی کی رائے کے نزدیک بہت تھوڑا تھا مگر اسوقت وزیر کا حال ایسا تھا کہ اگر اور روپیہ زیادہ لیا جاتا تو وہ غریب بیچارہ ظلم و ستم توڑتے۔ پھر اوس سے ملک مین فتور مچتا۔ نواب سے یہ بھی درخواست کی گئی کہ وہ اپنے ملک مین انگریزون کی کوٹھیان ڈالنے دین اور انگریزون کو محصول معاف کرکے تجارت کرنے دین۔ اسپر اونہون نے کہا کہ اس شرط سے ملک مین امن و امان ہرگز نہین رہنے کا اور وہی فساد پھر ہونگے جو بنگال اور بہار اور اوڑیسہ مین ہو رہے ہین۔ غرض ایسی معقول تقریر کی کہ پھر لارڈ کلایو نے شرائط صلح مین تجارت کے متعلق کوئی ایسی شرط مقرر نہ کی جس سے نواب پر بار پڑتا۔ یہ عہد و پیمان بھی ہوئے کہ آپس مین ہم ایک دوسرے کے دوست اور دشمن کو دوست اور دشمن سمجھین۔ اور اگر کسی پر دشمنون کا زور آن کر پڑے تو دوسرا اوس کی اعانت کرے۔ اور جو فوج اعانت مین طلب کرے اوس کے مصارف کے واسطے صاحب فوج کو روپیہ دے۔ راجہ بلونت سنگھ بنارس کا زمیندار تھا وہ شاہ عالم اور انگریزونکی رفاقت کے سبب سے شجاع الدولہ کی خدمت سے مقصر رہا۔ اور خائن اور نمک حرام یون مشہور ہوا تھا کہ بکسر کی لڑائی مین انگریزون سے مل گیا تھا۔ نواب کا مورچہ جو اوسکے سپرد تھا اوس مین انگریزی لشکر کو بلا لیا تھا۔ اور نواب کی شکست کا ایک یہ بھی سبب ہوا اوسکی تقصیرات کو شجاع الدولہ سے انگریزون نے معاف کرادیا۔ اور اونکی ادائیت

مین اور اپنی حمایت مین اُسے لیلیا اور یہ ٹھہرایا کہ وہ اپنے ملک کی جو پہلے زمینداری رکھتا تھا وہی زمینداری رکھے - اور جو زرِ مالگذاری دیتا تھا دے غرض سب طرح عہدنامہ مقام الہ آباد مین ۱۶ اگست ۱۷۶۵ء کو مہر اور دستخط سے تیار ہوگیا میر قاسم اور شمرو کے حوالے کرنے کا تذکرہ نہوا - اسلئے کہ اون کا حوالے کرنا وزیر کے اختیار سے باہر تھا - البتہ یہ اقرار نواب سے لیلیا گیا کہ وہ اون دونون کو اور کسی مفرور انگریز کو اپنے ملک مین نہ آنے دینگے - اور جو انگریز فراری ہوکر اونکے ملک مین آئے گا - اوسکو حوالے کردینگے -

وزیر کو زرِ معاہدہ انگریزون کو ادا کرنے مین دشواری پیدا ہونا اور تنگدستی کی وجہ سے چندہ کرکے اس رقم کا مہیا کرنا - بادشاہ کا بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کی سند انگریزونکو دینا

سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ اب وزیر کو بجز ادا کرنے زرِ معہودہ نقد کے کسی قسم کی پریشانی نرہی - وزیر کے پاس اتنا روپیہ نہ تھا اس لیئے اپنے ہر ایک رفیق سے اوسکی مقدرت کے بموجب مانگتے تھے - اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون کو لکھا کہ اسقدر روپیہ داخل کرنے کے بعد سبری رہائی ہوتی ہے مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ مینے سنا تھا کہ جن جن لوگون سے جسقدر روپیہ مانگا اون مین سے کسی نے نصف کسی نے ثلث کسی نے ربع کا اقرار کرکے بھیجدیا تھا یہانتک کہ وزیر کی ماں اور سالون اور غلامون اور نوکرون نے بھی چندہ کیا - وزیر کی بی بی کے پاس جسقدر نقد اور جواہر اور سونے چاندی کے برتن تھے اور اوسکی کنیزون کے پاس جو کچھ زیور تھا یہانتک کہ ناک کی نتھنیون کو بھی بیچ موتونکے وزیر کے پاس بھیجدیا - جب بیگم کو خوشامدی لوگ اس کام سے منع کرتے تو وہ جواب دیتی کہ جو کچھ مجھے میسر ہے وہ وزیر کی سلامتی تک چاہیے اونکے بعد یہ مال اسباب میرے کسی مصرف کا نہین شجاع الدولہ نے بھی بعد اس امتحان کے یہ عادت مقرر کرلی کہ جو کچھ بمعارف ضروری کے بعد بس انداز ہوتا اپنی بیگم کے حوالے کردیتے نصف زرِ معہودہ کے سرانجام ہوجانے کے بعد باقی نصف کے لیے جواہر گران بہا تخلیص وقت کے بعد انگریزون کے پاس رہن کردیا - فرح بخش مین لکھا ہے کہ انگریزون کے ذریعہ سے شجاع الدولہ کی بادشاہ سے بھی صفائی ہوئی - بادشاہ کی مطلق رضامندی

کہ نواب کو پھر ملک ملے ۔ مگر چونکہ ترحم ذاتی اونمین تھا اس لئے ہمیشہ شجاع الدولہ کے حال پر مہربانی کی نظر رکھی ۔ نواب سے لارڈ کلایو نے ۵۰ لاکھ روپیہ طلب کئے تو نواب اس زر کثیر سے گھبرا گئے ۔ مگر سانگ صاحب اس بات سے خوش ہوئے اور نواب کو سبارکباد دی اور کہا کہ تمہارا ملک تم کو پھر واپس ملیگا نواب نے کہا کہ مجھسے اسوقت مین تو اس رقم کا ادا ہونا مشکل ہے ۔ جرنیل صاحب نے کہا کہ آپ غم نہ کرین آپ سے یہ روپیہ وصول کیا جائیگا اور خلوت مین سمجھایا کہ محاصل بنگالہ و عظیم آباد و اوڑیسہ کی بابت تینتیس ۳۳ لاکھ روپئے سالانہ ہمنے بادشاہ کے لئے مقرر کئے ہین اور بنارس وغیرہ ۸۰ لاکھ روپیہ سالانہ کے محالات بادشاہ نے انگریزونکو جاگیر مین دئے ہین لیکن اس وقت تمہاری تباہی پر رحم آتا ہی اسلئے بنارس ہم تمکو دیتے ہین ۔ بالفعل صلاح یہ ہی کہ تینتیس لاکھ روپیہ کی رسید بادشاہ سے لکھا کر ہم کو دیدو اور ۲۰ لاکھ روپیہ بابت محاصل بنارس کے حساب مین بیجر اکر لیا جائیگا ۔ اسطرح ساٹھ لاکھ روپیون سے تمکو سبکدوش کر دیا جائیگا اور باقی پانچ لاکھ روپئے نقد جمع کرادو نواب کو اس بات سے فی الجملہ اطمینان تو پیدا ہوا مگر بادشاہ سے ۳۳ لاکھ روپئے کی رسید حاصل ہونے کی توقع نہ تھی اور نہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز بنارس سے دست برداری کرینگے اسلئے نواب جانتے تھے کہ کارنگ صاحب کا مشورہ قریب الوقوع نہین ۔ ثانیاً جنگ یعنی لارڈ کلایو صاحب ۵۰ لاکھ روپئے بابت خرچہ جنگ مقرر کرکے بنارس کے بھوروسہ دینے کی جبھی کارنگ صاحب کو ولیم کلکتے کو چلے گئے ۔ جرنیل کارنگ اور شجاع الدولہ لارڈ کلایو سے رخصت ہو کر بادشاہ کے پاس گئے ۔ منیر الدولہ رضا قلی خان ۔ اور شتاب رائے بھی اس مشورہ پر مطلع ہو کر بادشاہ کے پاس گئے تھے تاکہ بادشاہ کے تئین شجاع الدولہ کو ۳۳ لاکھ روپیہ کی رسید دینے سے روکین ۔ مگر یہ دونون ابھی حضور مین باریاب نہین ہوئے تھے لشکر مین مقیم تھے اور غافل تھے کہ شجاع الدولہ نماز فجر سے پہلے درد ولت دولتسرا ہی پر پہونچ گئے ۔ اور تسبیح خانے مین حاضر ہو کر کورنش بجا لائے ۔ حضرت نے بڑی توجہ سے لارڈ کلایو کی ملاقات کا اور انفصال معاملہ کا حال استفسار فرمایا ۔ نواب نے تمام حالات اول سے آخر تک عرض کئے ۔ اور گذارش کیا کہ بحالی ملک و انگریزونکے ساتھ تصفیہ کا انحصار حضور کے تفضلات پر ہے ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم کو تمہاری بہبودی سے مطلقاً دریغ نہین جسمین تمہاری بہبود ہو وہ کام ہمارے منظور خاطر ہے نواب نے عرض کیا کہ ۳۳ لاکھ روپیہ کی رسید مرحمت ہو بادشاہ نے فرمایا کہ لکھ لو چنانچہ نواب شجاع الدولہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ لی بادشاہ نے صاد اور مہر سے مزین کر دیا ۔ نواب آداب اور شکریہ بجا لاکر رخصت ہو گئے ۔ بعد اس کے منیر الدولہ اور راجہ شتاب رائے پہنچے اور بادشاہ سے لارڈ کلایو اور شجاع الدولہ کی ملاقات کا حال اور ۵۰ لاکھ روپیہ خرچہ جنگ پر

تصفیہ قرار پانے کا قصہ عرض کیا اور عرض کیا کہ حضور ۲۰ لاکھ روپیہ کی رسید نہ دین بادشاہ نے
مسکرا کر فرمایا کہ شجاع الدولہ ہمارا موروثی خانہ زاد ہے ہمنے اوس کو ۳۰ لاکھ روپئے بخشے منیر الدولہ
اور شتاب رائے ناسف کرتے ہوئے اوٹھکر چلے گئے۔ نواب نے ۲۰ لاکھ روپیہ کی تو یہ رسید
اور ۲۰ لاکھ روپیہ کی بابت محاصل بنارس کی رسید لکھکر جرنیل کارنگ کے حوالے کردی جرنیل نے
بنارس کے واگذاشت ہونے کی سند نواب کو دیدی اور باقی کے پانچ لاکھ روپئے اور تین لاکھ روپئے
الکہاران کمپنی کے حق کے امداد کی بابت مانگے نواب کے پاس صرف تین لاکھ روپئے میسر آئے نواب
مجبور ہوکر شتاب رائے کے ڈیرے پر گئے اور اوس سے ۲ روپیہ چاہا اوس نے دو لاکھ روپئے نذر کئے
اور پچاس ہزار روپئے مدار الدولہ نے اور پچاس ہزار روپئے خان عالم نے دئے۔ اسپر بھی دو لاکھ
باقی رہگئے۔ نواب سے اس موقع پر وصول نہوسکے اونکی بابت جرنیل کارنگ نے یہ انتظام کیا کہ ایک
کپتان کو نواب کے ساتھ متعین کردیا۔ اور ملک کی بحالی چھٹی اوس کے حوالے کردی اور اوسکو حکم
دیدیا کہ جب روپیہ وصول ہوجاے تو یہ چھٹی نواب کو دینا اور نواب کو اونکے صوبجات کی طرف رخصت
کیا جو احسان کہ جرنیل کارنگ نے نواب شجاع الدولہ کے ساتھ کیا وہ قدرت بشری سے باہر ہے اسلیئے
کہ صرف زبانی تمغرح پر وہ صوبے چھوڑ دئے۔ یہ بات خیال مین بھی نہین آتی تھی کہ دونون صوبے بغیر
نواب کو قبضہ حاصل ہوسکیگا۔ اور انگریز اس آسانی کے ساتھ چھوڑ دینگے۔ اور نواب کی مروت کا کیا
بیان ہوسکے کہ بعد اسکے جرنیل صاحب کے ساتھ نامہ و پیام کی رسم بھی جاری نرکھی تحفہ و ہدایا
کا بھیجنا تو بڑی بات ہے۔ اور بادشاہ کی جو خدمتگذاری کی وہ بھی واقف کاران حالات پر مخفی نہین ہے
کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جو بادشاہ کے مصارف کے لئے مقرر ہوئے تھے اونپر قبضہ کرلیا۔
اور ۳۲ لاکھ روپئے جو انگریز بادشاہ کو سال بسال دیتے تھے وہ بند کرادئے۔ اور نواب کی دوسری
حرکات و سکنات بھی ظاہر ہین انتہی کلامہ اس بیان مین کئی باتین صریح غلط ہین اسلیئے ہم اونکی تردید سے
قطع نظر کرکے کہتے ہین کہ شجاع الدولہ کے ساتھ معاہدہ ہوجانے کے بعد لارڈ کلایو نے شاہ عالم سے
عہد و پیمان کرنے کی تجویز کی۔ اور شجاع الدولہ کو بھی اس مشورے مین شریک کیا۔ غرض یہ جمع
الہ آباد مین بادشاہ کے پاس جمع ہوا۔ اور مراسم تعظیم و تکریم ادا کئے گئے۔ شاہ عالم وزیر کی طمع ہمایون
نہ تھے۔ وزیر باوجودیکہ انگریزونکے قاتلونکے بچانے والے اور پناہ دینے والے تھے مگر پھر بھی
اونکے ساتھ جو رعایتین ہوئین وہ بادشاہ کے ساتھ نہوئین اونکے حقوق پر نظر نہوئی۔ پہلے
اونکو وزیر کا تمام ملک ملتا تھا وہ نہ ملا۔ اور اوسپر یہ اور طرہ ہوا کہ وہ پچاس لاکھ روپیہ جو میر جعفر

میر قاسم نجم الدولہ پر محصول کا واجب الادا تھا جب انہون نے مانگا تو اوس کا جواب صاف لارڈ کلایو نے کہدیا کہ اوس مین سے ایک روپیہ نہین دیا جائیگا اسلئے کہ لشائی کے سبب سے خزانہ بالکل خالی ہے۔ ان بہار اور بنگال اور اڑیسہ کے صوبون مین سے پہلے شرایط کے موافق ۲۰ لاکھ روپیہ سالانہ اور ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ کی جاگیر بادشاہ کی ٹھیری تھی۔ جاگیر کی نسبت بھی بادشاہ کو صاف جواب دیدیا گیا اسلئے یہ صوبے ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ سالانہ کے بوجھ سے بچ گئے۔ اگرچہ اسپر بادشاہ نے اپنی ناراضی ظاہر کی مگر کیا کرتے۔ بادشاہ اور وزیر دونون انگریزون کی جرأت اور حلاوت کے زیر دست اور اونکی فہم و فراست کے محکوم تھے۔ چار و ناچار قبول کرنا پڑا۔ الہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع اونکو دیئے گئے۔ اب لارڈ کلایو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی جسکو کئی دفعہ کمپنی کو دینے کی درخواست حضور کر چکے ہین عنایت ہو یہان کیا تھا سوائے منظور کے اور کچھ زبان سے نہ نکل سکتا تھا۔ حسب درخواست فرامین اسناد تینون صلعونکی دیوانی کی کمپنی کے نام لکھکر دیدی گئی۔ اور تینون صوبون کی مالگذاری کے ۲۷ لاکھ روپئے مقرر ہو کر قبولیت کمپنی کیطرف سے لکھی گئی۔ اور بادشاہی دفتر مین داخل ہوئی دو کہانکی مینون سے جو راجا بادشاہ کا تخت تھا جلد لیکر انہون نے بیہتر کروڑ ہائی کروڑ اڑتیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک سرکار کمپنی کو عطا کر دیا یہ واقعہ اگست ۱۷۶۵ء کا ہے۔

کورٹ ڈائرکٹرز نے کبھی یہ ارادہ نہین کیا کہ کسی مین یا نواب کے ملک پر قبضہ کرے۔ مگر دشمنون نے انگریزی سلطنت کے قدم یہان جمادئے۔ فرانسیسیونکے ساتھ لڑائی۔ سراج الدولہ والی مرشد آباد کی بیوفائی۔ شجاع الدولہ کی اولوالعزمی نے انگریزی کمپنی کی صورت اور حقیقت کو بدلدیا۔ اور تاجر سے حاکم بنادیا۔

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو صلح جانکی مضمون کا خط ایک جند کے ہاتھ بھیجا اور اسنے قبائل کو طلب کیا۔ حافظ صاحب نے جو فرخ آباد مین مقیم تھے عامل پیلی کو لکھا کہ تم سامان سفر کا مہیا کرکے حفاظت سے اودھ کو بھیجدو۔ چنانچہ شجاع الدولہ کے اہل وعیال پیلی سے اختیار خان عامل کی حفاظت مین لکھنؤ بھیجدیئے گئے۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قلعہ چنار گڑھ کو قلعہ الہ آباد کے عوض مین انگریزون سے بدل لیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک شخص کو نائب وزارت مقرر کرکے خود صوبہ فیض آباد کو چلے گئے۔ اور یہین سکونت اختیار کی لیکن قلعونکے مبادلے کی روایت صحیح نہین۔

شاہ عالم بادشاہ کا شجاع الدولہ کو ریاست صوبہ اودہ کی سند آل تمغا عطا کرنا۔ انگریزون کا نواب شجاع الدولہ کی تیاریونسے متوہم ہوکر اونسے عہدنامہ کرنا کہ وہ ۳۵ ہزار سے زیادہ سپاہ نہ رکھینگے

جبکہ ۱۱۷۵ھ[۵۱] ہجری مین بادشاہ الہ آباد سے کوڑہ مانکپور کو گئے تو شجاع الدولہ اونسے ملنے کو آئے۔ اور وساطت کے لئے انگریزونکو ساتھ لائے۔ اور پچاس لاکھ روپئے نقد پیش کرنا مقرر کیا اور بادشاہ سے ملے۔ بادشاہ نے اپنا خاص لباس اور خاص پوشاک کا جواہرات اور دستار مرصع اور تلوار جسکا قبضہ مرصع تھا اور مطلع کی ہوئی ایک ڈھال اور گھوڑا ساحتی مع زرہ کے اور قلمدان جواہر نگار عطا کیا اور فرمان آل تمغا سے لکھنؤ اور صوبہ اودہ کا بھی لکھوا دیا اور دس لاکھ روپئے نقد بخشی پھر شجاع الدولہ یہان سے رخصت ہوکر فیض آباد کو گئے۔ اور وہان عمدہ عمدہ عمارتین بنواکر نئی آبادی بسائی۔ یہ شہر یہان الملک کا آباد کیا ہوا ہی۔ اور آبادی اور عمارات کی ترقی شجاع الدولہ کے ہاتھ سے ہوئی۔ شجاع الدولہ نے انگریزون کی نقل پر فوجکو تیار کرنا شروع کیا۔ توپخانے اور جبلخانے مقرر کرکے توڑے دار اور حقاق دار بندوقون سے اونکو مسلح کیا۔ پٹھان اور شیخ اور مغل نوکرون کو بکلم قلم موقوف کردیا اور جدید سپاہ کی درستی شروع کی ستر ہزار کے قریب پیادے فی سپاہی دس روپیہ ماہوار مقرر کرکے پلٹنین بنامین۔ اور قواعد سکھائی۔ اور اونکو توڑے دار بندوق کی نیگہ چقماق دار بندوقین دین اور ہر ایک کے پاس کم سے کم ایک ہزار روپیہ کی پونجی ہو اور چار روپئے ماہوار تنخواہ مقرر کی۔ اور اپنے بعض خواجہ سراؤن کو انگریزی فوج ہر ایک کے ساتھ بھیجکر پلٹنین مع توپخانہ و اسباب وغیرہ متعلقات کے مقرر کین۔ اونکے نام یہ ہین محبوب علی اور سبز علی۔ شیدی بشیر۔ اور لطف علی جسکا عرف خواجہ لطافت ہی۔ اور ۲۲ ہزار سوار قزلباش کی جماعت علیحدہ مقرر کرکے اوس کا نام بائیسی رکھا تھا۔ اور نو ہزار پیادہ برق انداز جو محبوب علی کے ماتحت[۵۲] تھے برق کہلاتے تھے۔ سیر المتاخرین مین انکی تعداد دس ہزار اور ملخص التواریخ مین

---

۵۱ مرات آفتاب نما ۱۲ ۵۲ سیر المتاخرین مین چھ اور تاریخ مظفری مین چھ سات پلٹنین لکھی ہین ۱۲
۵۳ دیکھو گل رحمت عما والسعادت مین ان پیادونکا نام برق پلٹن لیا ہے۔ اور سیر المتاخرین مین برقندازی بیان کیا ہے ۱۲

بارہ ہزار بیان کی ہے۔ اور تاریخ مظفری مین برق انداز وں کی تعداد دس بارہ ہزار بتائی ہے جن مین پیادہ اور سوار دونون تھے انکے پاس حقہ دار بندوقین تھین اور خواجہ لطافت کے سات ہزار پیادہ بندوقچی نجیب کے نام سے مشہور تھے اور سنبت علی کے ساتھ چھ سات پلٹین اور توپخانہ تھا اسکے سپاہی جیغے کہلاتے تھے۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ چار پانچہزار شریف مغل شاہجہان آبادی تھی کس پندرہ روپیہ ماہوار پر نوکر تھے اون مین تعلیم قواعد انگریزی کا اہتمام تھا گو اونکے پاس توڑہ دار بندوقین تھین۔ مگر وہ اونکو نہایت پھرتی سے آگ بتلاتے تھے۔ بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تھے اسلئے اونکی خاطرداری زیادہ تھی۔ اور فرخ سیر سے ثابت ہے کہ امراو گروا نواب کر کے زیر حکم تیس ہزار کے قریب سپاہ تھی۔ نواب کی سپاہ کو تنخواہ ماہ بماہ ملتی نہی۔ گیان پرکاش کا مولف کہتا ہے کہ مجھے خوب یاد ہے کہ سولہا سولہا ماہ کی تنخواہ یکبارگی خزانے سے دلوائی۔ چارون طرف بجا رہگئی کہ نواب وزیر نے نسلت کے بعد بہت زور حاصل کرلیا ہے۔ شجاع الدولہ کے عہد مین سپاہیانہ کارخانہ تھا دفتر تحریری عمدہ حالت مین نہ تھا۔ دفتر کے کاغذات مرتب نہ تھے اونکے دفتر کے مقدیون کو کوئی پوچھتا بھی نہ تھا۔ نواب کی سرکار مین اٹھارہ ہزار ہرکارے نوکر تھے کہ نوین دن بونا سے اور بارہین دن کابل سے نفیض آباد خبر آتی تھی۔

۱۱۸۳ ہجری مین کارپردازان کمپنی کو کچھ اندیشہ وزیر کی نیت کے باعث پیدا ہوا۔ کیونکہ بادشاہ اونکے اختیار مین تھے اور وزیر چاہتے تھے کہ الہ آباد اور کڑے پر قبضہ کرلین۔ اسلئے انگریزون کو یہ امر ضروری معلوم ہوا کہ ایک عہدنامہ جدید قرار پائے جسکی رو سے وزیر کی فوج ۳۵ ہزار نفری سے زیادہ رہنے کی ممانعت ہو چنانچہ ۱۹ رجب ۱۱۸۳ ہجری مطابق ۱۷۶۹ء کو مقام بنارس مین وزیر سے ایک عہدنامہ ہوا۔ جسکا مضمون یہ تھا کہ نواب پچیس ہزار فوج سے زائد نہ رکھینگے اس مین سپاہ اور سوار اور چپراسی اور توپخانہ وغیرہ سب آگیا۔ اور اس مین دس ہزار سوار ہونگے اور دس پلٹین سپاہ پیدل کی جن مین صوبہ دار اور جماعہ دار اور حوالدار وغیرہ دس ہزار نفری ہوگی۔ اور رجمنٹ نجیب کی پانچہزار سے زیادہ نفری نہوگی انکے پاس بندوقین ہونگی۔ اور پانسو سپاہ توپخانے مین ہوگی اس سے زیادہ نہوگی۔ اور باقی نو ہزار پانسو سپاہ رگولہ یعنی فوج آتشی ہوگی انکی وردی اور ہتیار سپاہ انگریز کی مثل ہونگے۔ اور نواب نے یہ بھی وعدہ کیا کہ دو ہزار فوج مذکورہ بالا کے اور کسی کے پاس ہتیار انگریزی فوج کے مثل نہونگے۔ اور فوجداونکی قواعد انگریزی فوج کی طرح ہوگی۔ اور یہ اقرار کیا کہ ۱۰۵ ہزار پیادہ و سوار کے بندوقچی اونکی پاس

اوس کو برخاست کر دیگا۔ اور اس شرط کی تعمیل تین مہینہ کے عرصہ مین تمام و کمال کر دیگا اور اپنے اقرار پر ان کی قسم کھائی۔

نیابت وزارت کا خلعت سعادت یار خان ابن شجاع الدولہ کو بادشاہ کے ہان سے ملنا۔ بادشاہ کا مرہٹون کے اختیار مین ہو جانا۔ مرہٹون کا اونکو دلی کے تخت پر بٹھانا

حسام الدین خان نے جو بادشاہ کا مختار رہتا وزیر الممالک سے دوستی پیدا کرلی۔ وزیر کو نجف خان سے ملال تھا اور وہ کوشش کی اظہار مین برابر مصروف رہتا یہ بات وزیر کو ناگوار تھی لیکن اوسکو اوس خدمت سے معزول نہین کرا سکتے تھے۔ آخر کار حسام الدین خان نے نقد پانچ لاکھ روپئے وزیر کی طرف سے بادشاہ کی خدمت مین پیش کئے۔ اور کوڑے کی خدمت محمد سعید خان کو دلادی۔ اور نجف خان کو معزول کرادیا اوسکے دنون سعادت یار خان حسام الدین خان کے وزیدہی خلعت نیابت وزارت سے مشرف ہوئے ابھی تک بادشاہ الہ آباد مین تھے۔ سرکار کمپنی نے اونکو اضلاع الہ آباد اور کوڑہ دلادیئے تھے۔ اور ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کا دیتے تھے۔ مگر بادشاہ کو دلی کا شوق لگا ہوا تھا۔ وہ اپنے باپ دادا کے تخت پر بیٹھنے کا بڑا اشتیاق رکھتے تھے۔ مگر کچھ انگریزون کے احسانات کا پاس کرتے تھے کچھ نجیب الدولہ کے اختیارات سے ڈرتے تھے۔ جنکو احمد شاہ ابدالی مرہٹون کو پانی پت کے مقام پر شکست دینے کے بعد دلی کا امیر الامرا مقرر کر گئے تھے۔ اسلئے وہ اس ارادے کو پورا نکرتے تھے۔ سلسلہ جبری مین پانی پت کے مقام پر شاہ ابدالی سے مرہٹون نے شکست عظیم پائی تھی۔ اور مدت تک وہ خانگی جھگڑون اور زمیدار کے جنوب مین لڑائی مین مصروف رہے وہ اب پھر زور پکڑ گئے تھے۔ اور مغربی اضلاع پر کو غلبہ کرتے تھے۔ اور اون کا یہ ارادہ تھا کہ روہیلون کو جنہون نے احمد شاہ ابدالی کی مدد کی تھی سزا دے واقعی مین۔ اس مطلب کو حاصل کرنے کو اونہون نے یہ تجویز کی کہ شاہ عالم کو دلی کے تخت پر بٹھائین۔ سنہ ۱۷۷۱ء کے شروع مین نجیب الدولہ کا رشتہ حیات منقطع ہو چکا شاہ عالم الہ آباد مین تھے اور ضیر الدولہ لشکر آراستہ خاطر ہو کر عظیم آباد کو چلا گیا تھا۔ بادشاہ نے اوسکو عظیم آباد سے واپس بلا کر اپنے تمام جرنیل و کل کاموں کا مختار بنا دیا اوس نے عرض کیا کہ نواب وزیر شجاع الدولہ مرحوم فیض آباد مین رہتے ہین۔ اور وہ یہان سے قریب ہے حضور وہان تشریف لے چلین تو مناسب ہے

اونکی اصلاح کے مطابق اون کامون کا ارادہ کرنا چاہئے جو حضور کے مرکوز خاطر ہین - بادشاہ نے بقول فرمایا اور الہ آباد سے کوچ کیا چند روز کے بعد فیض آباد کے پاس جا پہونچے وزیر نے اپنے بیٹو نکے چند کوس کے فاصلے سے استقبال کیا - اور اونکی بیگمات بھی آداب استقبال بجا لائین - شاہی متعلقونکی بھی عمدہ طریقے سے خاطرداری کی اور تین لاکھ روپئے بادشاہ کی نذر کئے کچھ دنون یہان رہکر بادشاہ نے الہ آباد کو معاودت کی - اور یہان سے یاقوت خان نائب ناظر کو مرہٹونکے پاس بھیجا اور قبل اوس کے سیف الدین خان کو اونکی پاس بھیج چکے تھے - بادشاہ نے اپنے خزانے سے تین جا لاکھ روپئے بھی مرہٹونکے نائب ناظر کے ساتھ کردئے تھے اور اونکو بہت سی رعایتون کا امیدوار کیا تھا اور اقرار کیا تھا کہ جو کچھ غنیمت حضور مین پہنچے گی وہ آدہی مرہٹونکو بانٹ دیجائیگی جب یہ امر طے ہو چکا تو بادشاہ نے شاہجہان آباد کے چلنے کا عزم مصمم کیا اور الہ آباد سے بادشاہی دیرے بطور پیش خانہ کے روانہ ہوئے اور سر لے عالم چندین منصب ہوئے - بادشاہ نے منیر الدولہ کو الہ آباد کی حکومت پر چھوڑا - منیر الدولہ اور انگریز اس بات سے خوش نہ تھے کہ بادشاہ دلی کو جائین - ہر چند گورنمنٹ انگریزی نے شاہ عالم کو منع کیا مگر اونہون نے نہ مانا - شجاع الدولہ کی بھی یہ مرضی نہ تھی - صرف حسام الدین خان کے مشورے سے یہ کام ہوا تھا شجاع الدولہ بذات خود بادشاہ کو اس ارادے سے روکنے کے لئے حاضر ہوئے اور انگریزی جرنیل بھی آیا - شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور ایک سال اور توقف فرمائین - مین بعد اس کے ساتھ چلکر دارالخلافت کا بندوبست کرونگا - جب بادشاہ نے اس عزیمت کو فسخ نہ کیا تو یہ بات قرار پائی کہ اپنی سرحد تک انگریز اور وزیر الممالک ساتھ رہین - اور پھر رخصت ہو جائین - وزیر کوڑے جہان آباد سے اپنے صوبے کو رخصت ہوئے جیسا کہ گیان پرکاش مین مذکور ہے - مگر آزون صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے ثابت ہے کہ ۲۸ ربیع الاول ۱۱۷۵ ہجری مطابق ۲۰ جولائی ۱۷۶۱ء کو نواب احمد خان والی فرخ آباد نے انتقال کیا تو شاہ عالم الہ آباد سے دہلی کو چلتے ہوئے دوسرے روز بانجھار ہمراہیون و شجاع الدولہ اور دوسرے سردارون کے موضع سرپا برگنہ بہاڑہ مین پہنچے - یہ موضع شہر فرخ آباد کے باہر گوشہ جنوب و مغرب مین واقع ہے - احمد خان کے بیٹے مظفر جنگ کی طرف سے تین لاکھ روپئے سات ہاتھی - گیارہ گھوڑے بادشاہ کی نذر مین پیش ہوئے - اور ایک لاکھ روپئے نواب نجف خان کو دئے گئے - اور تاریخ مظفری سے مستفاد ہوتا ہے کہ شجاع الدولہ کی وساطت سے مظفر جنگ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا - اور یہ معاملہ طے پایا - بادشاہ نے مظفر جنگ کو فرزند بہادر کا خطاب دیا - اور احمد خان کا جانشین مقرر کیا - یہان بائیس روز قیام کرکے شاہ عالم بنی گنج کی طرف جو ضلع مین پوری مین ہے

روانہ ہوئے جہان وہ تین مہینے تک مہاجی سندیہا کے ہلی سے آنے تک مقیم رہے - وہان سندیہا مذکور بیس ہزار فوج اور پچاس ضرب توپ لیکر پہنچا - اور شریک ہوا - مرہٹے اور دلی کے امرا بادشاہ کو بشان دبخیل ولی کو لے گئے اور ۲۵ - دسمبر ۱۷۱۹ء کو بادشاہ کو تخت نشین کیا -

مرہٹون کی روہیلون پر چڑہائی وزیر اور انگریز وکی روہیلونکے بچانے کے لئے کارروائی

اس وقت شاہ عالم مرہٹون کے قبضے مین تھے مرہٹے جو چاہتے تھے کرتے تھے وہ صرف برای نام بادشاہ تھے مرہٹون نے بادشاہ کو صلاح دی کہ ضابطہ خان کا ملک فتح کرین - علاوہ اس کے شاہ عالم خود بھی ضابطہ خان سے خفا ہوگئے تھے - اور خفگی کیوجہ تنقیح الاخبار وغیرہ مین یہ لکھی ہے کہ بادشاہ کے جلوس کی تقریب مین ضابطہ خان نے اپنا وکیل نہین بھیجا - اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے نواب ضابطہ خان کو حکم دیا تھا کہ ملک نتریہ سے دست برداری کرین اور زرپیش کش نذر کرین اونہون نے تعمیل نہ کی بلکہ بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ضابطہ خان فوج جمع کر رہے ہین اور دلی پر فوجکشی کا ارادہ کیا ہے تین دسوین شوال ۱۱۳۵ھ ہجری روز یکشنبہ کو بادشاہ قلعہ سے نکلے اور مادھوجی عرف مہاجی سندیہا اور تکوجی ہلکر اور بیساجی اور نجف خان کے اتفاق سے شرف الدولہ[1] نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ کے ملک پر چڑہائی شروع کی - ضابطہ خان نے کچھ دنون مقابلہ جاری رکھا - مگر آخر کار مقابلے کی تاب نہ لاکر بہاگ گئے - مرہٹون نے اونکے تمام خزانون اور اسباب اور کارخانون کی ضبطی کے علاوہ تین کروڑ روپئے رعایا سے جبراً وصول کئے - اور ضابطہ خان کے اہل وعیال اور اونکے بیٹے غلام قادر خان کو قید کرلیا - جبکہ حافظ رحمت خان وغیرہ روہیلون نے یہ خبر سنی کہ مرہٹون اور نجف خان نے گنگا کو عبور کرکے نواب ضابطہ خان کے تمام ملک کو پامال کرڈالا تو ان لوگون پر کچھ ایسی ہیبت چھا گئی کہ بغیر کسی صدمے اور نقصان کے پہنچنے کے اپنے تمام عیال واطفال اور مال واسباب کو لاد کر ترائی کیطرف دامن کوہ مین چلے گئے - اور نانک متہ مین جا پہنچے جو ہمالیہ پہاڑ کے دامن مین ہے - اور پیلی بہیت سے شمال کی جانب ۱۳ کوس کے فاصلے پر ہے - نواب ضابطہ خان بھی بہاگ کر جنگل کی راہ سے یہان

---

[1] انشای فیض بخش مین اونکے نام کے ساتھ یہ خطاب مندرج ہے -

آگئے جسوقت حافظ رحمت خان کی شکست کی خبر سنی تھی تو روہیلکھنڈ کے سردار و تمہارا ایک سناٹے کا عالم گذر گیا تھا - اور اونہون نے جان لیا تھا کہ یہ نامبارک آغاز ہی دیکھئے اسکا انجام کیا ہوتا ہے اسلئے اون سب نے ایک رائے ہوکر یہ ارادہ کیا کہ شجاع الدولہ کو اپنا طرفدار بنا لین کیونکہ روہیلکھنڈ مین مرہٹون کی ریاست جمنے سے اونکو بھی بڑا خوف ہی - شجاع الدولہ بھی مرہٹون کے روہیلون پر حملے سے نہایت مضطرب و بیتاب ہوئے اور جنوری ۱۷۷۴ء مین انگریزی کمانڈر انچیف سر رابرٹ بارکر سے جو الہ آباد کی راہ پر تھا اور شجاع الدولہ کی امداد کے لئے کنٹنجنٹ فوج کا افسر مقرر تھا ملاقات کرنی چاہی اور ۲۰ جنوری کو وہ فیض آباد مین اوس سے ملے اور اوس کے آگے بیان کیا کہ مین بڑی خرابی اور سرگردانی مین ہون - اگر روہیلونکو مرہٹون نے روہیلکھنڈ سے نکال دیا تو ایک زبردست قوم سے ڈانڈا بھڑ جائیگا - جن سے ہروقت اندیشہ اور خوف رہے گا - اور اگر روہیلے اپنے بچاؤ اور حفاظت کے واسطے مرہٹون کے شامل ہوگئے تو وہ دشمنون سے زیادہ اور خوف و خطر کا آفت ہے - ان خرابیون اور برائیون سے نجات پانے کے لئے مینے یہ تدبیر سوچی ہی کہ مین سپاہ لیکر روہیلونکی ملک کی سرحد پر جا پڑتا ہون - وہان کچھ اپنی سپاہ کا خوف دکھاؤنگا - اور کچھ حکمت عمل مین لاؤنگا تھوڑا ملک روہیلون سے بادشاہ کے لئے لونگا کچھ ملک اپنی سرحد کی حفاظت کے لئے اور کچھ روپیہ لونگا اوس مین سے کچھ مرہٹونکو دونگا کہ وہ روہیلکھنڈ چھوڑکر چلے جائین کچھ روپے اپنے پاس رکھونگا غرض یون بادشاہ اور مرہٹون سے مصالحت روہیلونکی دولت اور ملک سے خریدونگا - مگر میرے یہ تمام مقاصد دلی جب تک حاصل ہونگے کہ میرے ساتھ انگریز ہونگے یعنی اونکے بغیر روہیلے میری بات کا اعتبار نکرینگے - اور نہ اوس کو مانینگے - کیونکہ حافظ رحمت خان شجاع الدولہ کو خدائی کا ایمان جانتے تھے - اگر وہ قرآن کا حلیہ بھی کرلیتے تو بھی اونہین جھوٹا جانتے - جنرل صاحب نے پریزیڈنسی کو شجاع الدولہ کی تدابیر سے مطلع کیا - پریزیڈنسی کو یہ ضروری معلوم ہوا کہ وزیر کی مدد مرہٹونکے مقابلہ مین کیجاے - اسواسطے یہ تجویز ہوئی کہ انگریزی فوج قلعہ چنارگڑھ اور قلعہ الہ آباد مین رہے - اور ۱۳ فروری ۱۷۷۴ء کو مسٹنگز صاحب گورنر نے سر رابرٹ بارکر کو جواب لکھا کہ شجاع الدولہ کی تدابیر منظور ہین وہ جو تمسے مدد مانگین اونہین دو اسغرض سے ۲۰ مارچ سنہ مذکور کو سر رابرٹ بارکر اور شجاع الدولہ کے درمیان قلعہ چنارگڑھ واقع زمینداری راجہ چیت سنگھ پر فوج انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے قابض رہنے کے باب مین عہدنامہ قرار پایا جسمین مفصلہ ذیل تین شرطین ہین -

شرط اول اسوجہ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو نواب وزیر کو حفاظت ملک کے لئے مدد دینے

سہولت حاصل ہو نواب نے اوسکو قلعہ چنارگڑھ دیا کہ اونکے قبضے مین رہے۔ اور صرف اونکی فوج اوسمین رہے۔ اوس وقت تک کہ اوسکی ضرورت واسطے مدد دہی نواب کے یا واسطے ضرورت کمپنی کے بغرض حفاظت اضلاع بنگالہ و بہار و اوڑیسہ مناسب و ضروری مقصور ہو۔

شرط دوم اگر کسی موقع پر انگریزی کمپنی کو اپنی فوج کے لیجانے اور قلعہ چنارگڑھ کے خالی کر دینے کی ضرورت ہو تو قلعہ مذکور نواب شجاع الدولہ کے حوالے ہوگا۔ اور اسیطرح جب انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج دریاے کرمناسا کے مغربی جانب کوچ کریگی تو قلعہ مذکور ہر وقت اوس کے واسطے خالی رہیگا کہ اپنی مطلب براری یا اپنا قبضہ واپس کرے۔

شرط سوم جسقدر خرچ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کا قلعہ چنارگڑھ کی مرمت یا بروج کے تیار کرنے یا میگزین و اسلحہ خانہ و بارکوں وغیرہ کے بنانے مین ہوگا وہ سب روپیہ جب قلعہ حوالے ہوگا نواب ادا کرینگے۔ مگر یہ شرط ہے کہ خرچ چار لاکھ روپئے سے زائد نہوگا۔ اور اوس کے حساب کی جانچ اور صحت اشخاص مامورہ و یقین کرینگے۔ اور دوسرا عہدنامہ قلعہ الہ آباد کے بارے مین قرار پایا جس مین ایسٹ انڈیا کمپنی نے دو شرطین منظور کین ایک یہ کہ شاہ عالم بادشاہ کی خوشی یہ ہوئی کہ نواب شجاع الدولہ کو قلعہ الہ آباد دیدیا جاے۔ جب کبھی اونکو مطلوب ہو تو جب شجاع الدولہ طلب کرینگے اوس کے دس روز کے بعد کمپنی کی فوج قلعہ مذکور خالی کرکے نواب کے حوالے کریگی۔ دوسری شرط یہ کہ کمپنی کی فوج قلعہ الہ آباد مین اوسی طرح وزیر کی جانب سے رہے گی جسطرح بادشاہ کی جانب سے رہا کرتی تھی جب تک نواب شجاع الدولہ اوس سے طلب نہ کرین۔ یا جب تک کہ کمپنی مذکور کو ضرورت اوس کے خالی کر دینے کی بباعث روانہ کرنے فوج کے قبل طلب کے نہو اگر ایسا واقع ہوگا تو اوسکی اطلاع نواب کو وقت مناسب پر دیجائے گی۔ جب شجاع الدولہ نے اپنی درخواستین روہیلونکے پاس بھیجین تو انہین ملک وینا پسند نہوا۔ اور اتنا وقت اس عہد و پیمان کی گفتگو مین گذر گیا۔ کہ ۳۰ ہزار مرہٹون نے گنگا پار کا ملک تاخت و تاراج کیا۔ اور نواب ضابطہ خانکے ملک پر قبضہ کرلیا۔ شجاع الدولہ بھی مرہٹون اور بادشاہ کی یورش کا حال سنکر اپنے ملک کی حفاظت کے لئے فیض آباد سے کوچ کرکے شاہ آباد ضلع ہردوئی کے مقام پر جو اونکی سرحد پر واقع تھا پہنچے۔ جنرل رابرٹ بارکر بھی مع انگریزی فوج کے اونکے ساتھ تھا۔ ضابطہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ شجاع الدولہ اپنے ملک کی سرحد پر شاہ آباد مین مقیم ہین تو حافظ رحمت خان کے پاس تراہی مین چار روز قیام کرکے نہایت مضطربانہ شجاع الدولہ کے پاس استغاثہ سے چلے گئے کہ وہ سنید ہیا کی قید سے اونکے متعلقین کو رہا کرادین

شجاع الدولہ نے حنابطہ خان کو یہ جواب دیا کہ مین حافظ رحمت خان سے دوبدو گفتگو کرکے مرہٹون سے
اس باب مین تحریک کرونگا حنابطہ خان نے حافظ صاحب کو متواتر خط لکھے کہ آپ یہان تشریف لائین
جرنیل صاحب نے شجاع الدولہ پر روہیلون کی حمایت کرنے کا تقاضا بہت کیا اور کہا کہ اون کا ضعیف
ہونا مرہٹون کا قوی ہوتا ہی - پہر اگر اونکی مراجعت حزبد بھی لیجائے گی تو روہیلون کا ضعف قوت اونکو
دوبارہ لاسے گا اور جس ملک پر جاینگے وہ قبضہ کرلینگے - اس اثنا مین شجاع الدولہ نے مرہٹون سے
عہد و پیمان کی گفتگو شروع کی وہ شرطین ایسی غضب کی تہین کہ جرنیل صاحب بھی سنکر گھبرگئے - اور
شجاع الدولہ کو اونہون نے لکہا کہ ان شرایط پر صلح ہرگز نہ کرنا مرہٹون نے شجاع الدولہ کی شرایط صلح
والیسا لفوا و پوچ جانا کہ ہر دفعہ اوس مین کچہہ ردوبدل کی - اور آخر کو یہ گفتگو ہی موقوف ہوگئی اس عرصے
مین جرنیل صاحب کے پاس سلیکٹ کمیٹی کی چٹھی آئی کہ ہم کو یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ برسات شروع ہونے
سے پہلے مرہٹے اپنے ملک کو واپس جائینگے - اور روہیلونکے ملک مین وہ کسی طور سے نہ ٹہیرینگے
کچہہ اونکو دینا اسلیئے کہ وہ واپس چلے جائین عبث ہے - یہ رائے اس بات پر مبنی تہی کہ مرہٹونکے
ملک مین ارکی حکومت کی ایسی حالت تہی کہ وہ ضرور بلائے جاتے -

حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے پاس بہیجا اوس نے شاہ آباد پہنچکر
شجاع الدولہ کے سامنے مرہٹونکے نقض عہد کا تمام حال بیان کیا - شجاع الدولہ نے دلجوئی
کی اور کہا کہ مین حافظ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کرکے مدد دینے کا اقرار کرونگا - اس معمل جواب سے
شجاع الدولہ عنایت خانکو ٹالکر اس فکر مین ہوے کہ محکور روہیلہ کی مدد کرکے مرہٹون سے لڑنا بہتر ہے
یا ایسی ضعیف حالت مین روہیلہ پر قبضہ کرنا سعید ہی - مگر جب بار بار صاحب نے صلاح کی تو اونہونے
کہا کہ روہیلونکی مدد کرنا بہتر ہے - اور اوس نے بھی اس کام مین معاونت کی - اور کپتان بارپر
صاحب کو جو شجاع الدولہ کے پاس گورنر کیطرف سے بطور ایلچی کے رہتا تہا عنایت خان
کے ہمراہ حافظ صاحب کو بلانے کے واسطے بہیجا - کپتان بارپر حافظ صاحب کے پاس آیا
اور جرنیل اور شجاع الدولہ کے خطوط اونکو دیئے - حافظ صاحب تین چار ہزار سپاہ کے ساتھ بارپر
صاحب کے ہمراہ ابتداے ۱۱۷۵ ہجری مین شجاع الدولہ کے پاس شاہ آباد کو روانہ ہوے
شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان سے جرنیل صاحب کے روبرو
اس مضمون کا اقرارنامہ لکہا لیا - کہ شجاع الدولہ لڑکر یا صلح کرکے مرہٹون کو روہیلہ سے
نکالدین - اگر مرہٹے برسات کے سبب سے بافضل ملک سے چلے جائین تو اونکے جاڑونمین پہر

وہ لوگ روہیلکھنڈ کا قصد کرین تو اونکا مقابلہ اور اخراج پھر شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا اسکے عوض مین روہیلون کے سردار حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو یون ادا کرین کہ جب نواب وزیر شاہ آباد سے کوچ کرکے تمام اون خاندانون کو جو مرہٹون کے ہاتھ سے بادیہ گردی کر رہے ہین اپنے گہرانون مین آباد کرین تو دس لاکھ روپئے اونکو دئے جائین اور باقی تیس لاکھ روپئے تین برس مین ادا کئے جائین اور سال ۱۱۷۵ فصلی سے شروع ہو اس قرارنامے پر سر رابرٹ بارکر کے دستخط تحسکی کے واسطے کرائے گئے۔ یہ اقرارنامہ ۱۷ جون ۱۷۷۲ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۱۸۶ ہجری کو تیار ہوا۔ سر رابرٹ بارکر نے سلیکٹ کمیٹی کو جو کہ کل مین حافظ رحمت خان اور وزیر سے ملا اور میرے سامنے تمام عہد و پیمان پر مباحثہ ہوا۔ حافظ رحمت خان نے جو چالیس لاکھ روپئے نواب وزیر کو اس بات کے لئے دینے کا اقرار کیا۔ کہ مرہٹون کو اونکے ملک سے خارج کردین اور اونکے تمام آوارہ گرد خاندانون کو اپنے گہرانون مین آباد کردین۔ اونمین سے بیس لاکھ روپئے سرکار کمپنی کے تا تہلا بینگے اور شجاع الدولہ سے یہ بات بھی ٹہیری ہی کہ روہیلے اپنا ایفاے عہد نکرین تو وہ پچاس لاکھ سرکار کمپنی کو اس بات کے دینگے کہ وہ مدد کرکے روہیلونکے اوس ملک پر جسکا نام حافظ رحمت خان کا ملک ہے قبضہ کرادی کمیٹی نے سر رابرٹ بارکر جواب دیا کہ چالیس لاکھ روپئے کے آدہے تم اس بات کے لئے منظور کرلو کہ مرہٹون کا اخراج روہیلون کے ملک سے کیا جائیگا۔ مگر دوسری شرط شجاع الدولہ کی ہرگز منظور نہ کرنا۔

چالیس لاکھ روپیونکے مسئلہ کی بابت مزید تحقیقات اور کتب تواریخ کے اختلافات کی تنقیح

اس عہد نامے کے واقعات اور روپیونکی تعداد کو تاریخ کی کتابون مین مختلف طور پر بیان کیا ہی جو کیفیت اصلی تھی وہ تو ہمنے اوس عہد نامے کی نقل سے مطابق کرکے بیان کردی اون مختلف روایات کو بھی رد و قدح کے ساتھ یہان ذکر کرنا ضرور ہی تاکہ اشتباہ باقی نرہی۔

(الف) عماد السعادت مین سفر رام گہاٹ کے ضمن مین بیان کیا ہی کہ جب مرہٹونکو دکن سے یہ خبر پہنچی کہ نظام الملک آصف جاہ مارا گیا اور اوس کا بیٹا ناصر جنگ اوسکی جگہہ مسند نشین ہوا۔ تو یہ دکن کی واپسی کے لئے مضطرب ہوے۔ شجاع الدولہ کو پیام دیا کہ دکن مین یہ واقعہ گذرا ہی

اب ہم یہاں نہیں ٹہر سکتے - اگر آپ ایسا کرین کہ ساٹھ لاکھ روپئے اپنے پاس سے عطا کرین اور ساٹھ لاکھ روپئے روہیلون سے دلوادین تو ہم دوآبے کے ملک کو جو حافظ رحمت خان اور دوندے خانی غیرہ سے فتح کیا ہے آپ کو دیدینگے - اگر دہلے ساٹھ لاکھ روپیہ دینے سے انکار کرین تو پھر آپ ہم سے معترض نہون ہم اون سے خود وصول کرلینگے - بلکہ تھوڑے عرصہ مین ہم اس ملک سے اونکی بیخ و بنیاد اوکھیڑ کر اونکا ملک بھی آپکے ہاتھ فروخت کردینگے - شجاع الدولہ روہیلونکی بربادی مروت سے بعید سمجھی اور حافظ رحمت خان کو بلاکر نسبتی فراز سمجھایا اور کہا کہ مرہٹون کو روپیہ دیکر اونکی آفت کو ٹالدینا چاہئے حافظ صاحب نے ناداری کا عذر کیا - اور کہا بہزار خرابی مین چالیس لاکھ روپئے بتدریج دے سکتا ہون - اون مین سے نصف آپ دونگا اور نصف دوسرے سردارون سے دلاؤنگا - اب آپ کرور روپئے اپنے خزانے سے مرہٹونکو پہنچادین ساٹھ لاکھ اپنی جانب سے اور چالیس لاکھ ہماری طرف سے یہ چالیس لاکھ روپئے بتدریج آپکو ادا کردونگا - شجاع الدولہ نے یہ بات منظور کی - اور مرہٹونکو ایک کرور روپئے دیدیئے - منتخب اللباب اور تاریخ مالوہ مین بھی اسی کے مطابق لکھا ہے -

(ب) مرات آفتاب نما مین لکھا ہے کہ حافظ الملک اور دوسرے پٹھان سردارون نے پچاس لاکھ روپئے نقد انگریز اور شجاع الدولہ دونون کو مرہٹون کو نکالنے کی بابت دینے کا وعدہ کیا تھا -

(ج) مولف گلستان رحمت نے بیان کیا ہے کہ مرہٹون نے صلح کو اس شرط پر منظور کرلیا کہ چالیس لاکھ روپئے اونکو دئے جائین - اور اونکے دلوانے کے ضامن شجاع الدولہ ہوجائین - نواب وزیر نے کہا کہ مین حافظ صاحب کی خاطر سے اس ضمانت کو قبول کرلونگا - اگر وہ مجکو چالیس لاکھ روپئے کا ملک لکھدین یہ سنکر حافظ صاحب نے اور بھی سردارون کی صلاح لیکر لکھدیا سب نے وعدہ کرلیا کہ ہم روپیہ ادا کرینگے - غرضکہ جب شجاع الدولہ نے مرہٹون کو روپیہ دینے کا ذمہ لے لیا تو مرہٹے ملک دسکھیہ کو چھوڑکر چلے گئے - حافظ صاحب بریلی آئے اور پانچ لاکھ روپیہ اپنے خزانے سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجا - اور جب اور سردارون سے روپیہ مانگا تو سب نے افلاس کا عذر پیش کیا اور کچھ نہ دیا -

(د) جام جہان نما مین ذکر کیا ہے کہ مرہٹے ایک ماہ تک بجنیب آباد کے علاقے کو لوٹ لائے صفر ۱۱۸۶ھ ہجری مین مراد آباد کے علاقے مین گھس آئے چونکہ برسات کا موسم قریب تھا - اور مرہٹونکو ملک اری کا دعوے نہ تھا - اور شجاع الدولہ مع لشکر انگریزی کے شاہ آباد مین موجود تھا اونکے ذریعے سے مرہٹون نے چالیس لاکھ روپیہ پر روہیلونسے صلح کرلی اور ربیع الاول مین بادشاہ اور مرہٹے گنگا سے اوتر گئے -

(ر) تنقیح الاخبار و تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ جب مرہٹون نے ۱۱۷۵ ہجری مین روہیلہ پر چڑھائی کی تو دو الفقار الدولہ نجف خانکی معرفت جو مرہٹونکے ساتھ تھا پچاس لاکھ روپیہ پر صلح ہوگئی تھی۔

(س) اخبار حسن مین لکھا ہے کہ شاہ عالم نے سرداران مرہٹہ کو چالیس لاکھ روپیہ کے وعدے سے اپنے ہمراہ لیکر نواب ضابطہ خان پر چڑھائی کی تھی۔ اور جب حافظ رحمت خان اور نواب فیض اللہ خان پسر نواب علی محمد خان روہیلہ نے بادشاہ کی خدمت مین عرضیان لکھین کہ نواب ضابطہ خان کا قصور معاف کر دیا جائے تو بادشاہ نے جواب دیا کہ چالیس لاکھ روپے دینے کا ہمنے مرہٹون سے وعدہ کیا ہے اگر اسقدر روپیہ نواب ضابطہ خان دین تو قصور معاف ہو سکتا ہے۔ چونکہ نواب ضابطہ خان مین اتنی استطاعت نہ تھی اسلئے حافظ رحمت خان اور نواب شجاع الدولہ کی ضمانت سے یہ معاملہ طے ہوا۔

یہ تمام بیانات واقع کے خلاف ہین یہان اتنی باتونکو ذہن نشین رکھنا چاہیے۔

(۱) اس مرتبہ کی یورش مین بادشاہ اور مرہٹون کی فوج نجیب آباد کے علاقے سے نکل کر روہیلکھنڈ مین نہین آئی تھی[۵۱] پس جو چار جہان نما مین جو لکھا ہے کہ مرہٹے مراد آباد کے علاقے مین گھس آئے تھے اور فرح بخش مین کہا ہے کہ بادشاہ اور مرہٹے تین مہینے تک مراد آباد کے علاقے مین رہے تھے۔ یہ دونون قول صحت سے عاری ہین۔

(۲) بادشاہ نجیب آباد ہی سے دلی کو لوٹ گئے تھے[۵۲]

(۳) روہیلون کی جانب سے مرہٹون کو چالیس لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ نہین ہوا تھا نہ شجاع الدولہ مرہٹونکے پاس ان روپیون کے بھجوانے کے روہیلون کی طرف سے ضامن ہوئے۔ اور نہ نجف خان کی معرفت پچاس لاکھ روپیہ پر مرہٹون اور روہیلون مین صلح ہوئی تھی۔

(۴) بادشاہ اور مرہٹے نجیب آباد کے ملک فتح کرکے شاہ جہان آباد کو اسوجہ سے نہین لوٹ گئے تھے کہ اون مین اور روہیلون مین معاہدہ اور مصالحت ہوگئی تھی۔ کیونکہ ایسا نہین ہوا تھا۔ بلکہ برسات کے قریب آجانے کی وجہ سے بادشاہ اور مرہٹے معاملے کی بابت نامہ و پیام کئے بدون ہی ندی تونکی طغیانی کے خوف سے گنگا پار چلے گئے[۵۳]

(۵) ان چالیس لاکھ روپونکے دینے کا معاہدہ سفر رام گہاٹ سے پہلے واقع ہوا ہی یہ معاہدہ ۱۱۷۵ ہجری کے ابتدا مین منعقد ہوا تھا۔ اور سفر رام سنہ مذکور کے آخر مین وقوع مین آیا۔

---

[۵۱] دیکھو روہیلکھنڈ کزیٹیر ۱۲۱ [۵۲] دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ [۵۳] دیکھو فرح بخش ۴

عماد السعادت مین جو اسکو سفر رام گہاٹ مین سمجھا ہی یہ صحیح نہین ۔

(۶) نواب ضابطہ خان کی بادشاہ سے صفائی مرہٹونکی بامروی سے ہوئی تھی ۔ مرات آفتاب نما اور شاہ عالم نامہ مولفہ منشی منولال اور شاہ نوازخانی وغیرہ مین لکھا ہے کہ ۱۱۵۶ ہجری مین نواب ضابطہ خان تکو تکہ سے ملے، اور اوس سے وعدہ کیا کہ مین تم کو کئی لاکھ روپئے دونگا ۔ اگر بادشاہ سے قصور معاف کرادو ۔ تکو نے حامی بھرلی ۔ اور نواب ضابطہ خان نے تکو کی معرفت مہاجی اور مہا جی سے بھی تصفیہ کرلیا ۔ تکو ضابطہ خان کو لیکر دلی کیطرف بڑہا اور بادشاہ سے اونکے عفو قصور کی درخواست کی ۔ مگر پذیرا نہوئی اسلئے مرہٹون اور بادشاہ مین لڑائی ہوئی ۔ چونکہ بادشاہی محضر سا لشکر مرہٹونکی پچاس ہزار فوج کا نقطہ مقابل نہین ہوسکتا تھا آخر کار بادشاہ اور مرہٹون مین صلح ہوگئی ۲ ۔ شوال ۱۱۵۶ ہجر یکو مرہٹے نواب ضابطہ خان کے ہاتھ باندھکر بادشاہ کے حضور مین لیگئے اور قصور معاف کرایا ۔ اور منصب امیر الامرائی اور سہارنپور کی جاگیر دلادی ۔ اس معاملے مین حافظ رحمت خان کا احسان تہا نہ شجاع الدولہ کی منت

(۷) بادشاہ نے دکہنیون سے یہ وعدہ کیا تہا کہ جو کچھ ہم اور تم ملکر ملک فتح کرین اور غنیمت ہاتھ لگے آدہی ہماری آدہی تمہاری بادشاہ نے چالیس لاکھ روپئے مرہٹون کو دینے کا وعدہ نہین کیا تہا پس اخبار حسن مین جو لکہا ہے کہ بادشاہ نے مرہٹون کو چالیس لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کرکے اس مہم مین اپنے ہمراہ لیا تہا یہ غلط ہے ۔

(۸) اصل واقعہ یہ ہی کہ حافظ رحمت خان نے ایک اقرارنامہ اس مضمون کا شجاع الدولہ کو لکھدیا تہا کہ وہ انکو یا صلح کرکے مرہٹونکو روہیلون کے ملک سے نکالدین ۔ اور اگر موسم برسات کے بعد پھر وہ لوگ روہیلونکے ملک کا قصد کرین تو انکا مقابلہ اور اخراج پھر شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا اسکے عوض مین حافظ رحمت خان تین سال کے عرصے مین چالیس لاکھ روپئے شجاع الدولہ کو خرچہ جنگ کی بابت ادا کرینگے ۔ اور اس اقرارنامہ پر سر رابرٹ بارکر انگریزی کمانڈر انچیف کے دستخط بحیثیت گواہ کرائے گئے تھے ۔ اور یہ اقرارنامہ حافظ رحمت خان نے اور سردارون کے منشور کے بدون لکہا تہا ۔ مولف گلستان رحمت نے جو یہ کہا ہی کہ اور بھی سرداروں سے صلح لیکر لکہا تہا یہ قول صحیح نہین اوس نے محض اس نظر سے یہ فقرہ لکہا ہے ۔ کہ حافظ رحمت خان صاحب کی صفائی

دیکہو مرات آفتاب نما ۱۲

اور دوسرے روہیلہ سردار دنکی کج ادائی ثابت ہو فرح بخش کا مولف کتا ہے کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو جھوٹی چھوٹی باتون میں پرچاکر چالیس لاکھ روپے کا تنگ لکھایا اور وعدہ کیا کہ میں مرہٹون سے معاملہ کرادونگا - اور اونکی جنگ کو اپنے ذمے لیا - سبحان اللہ دکھینون کے معاملے کا شجاع الدولہ سے کیا کام مگر حافظ الملک کے ہوش و حواس پیرانہ سالی کی وجہ سے یا اجل کے قریب آجانے کے باعث سے بجانہ تھے کہ بے سبب اپنے آپکو سرداران قوم سے مشورہ لئے بغیر شجاع الدولہ اور انگریزون کے پاس چالیس لاکھ روپیہ لیکے عوض میں دکھینون کی بابت مقید اور مرتہن کرادیا - نہیں تو حافظ صاحب جیسی ذہوش فریب کہاں کہ اسطرح دام ملا میں کبھی گرفتار ہوتے -

بہرصورت بادشاہ اور مرہٹے موسم برسات کیوجہ سے خود بخود نجیب آباد کے ملک سے نہایت کیطرف چلے گئے - شجاع الدولہ کو مرہٹے کنا رنے میں اُنکی بھی نہیں ملنا پڑی - اور وہ لشکر مرہٹہ اور بادشاہ کی واپسی کی خبر سنکر فیض آباد کو کوچ کر گئے - شجاع الدولہ نے اپنی دستار سر بستہ محمد یار خان کے ہاتھ مہاجی سندھیا کے پاس بھیجی - اور اوس کو اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ دکھن کے سرداران عالی شان عفت اور جوانمردی میں شہرہ آفاق ہین یعنی یہ لوگ کسی کی ناموس سے کام نہین رکھتے - بلکہ دشمن کی ناموس کی اپنی ناموس سے زیادہ حفاظت کرتے ہین - اور یہ لوگ عورتون اور بچون پر جور و جفا روا نہین رکھتے - مرد و پیر سختی کرتے ہین - اسلیئے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ ضابطہ خان تقصیروار ہین نہ اونکے جورو بچے - یہ بھی ممکن نہین کہ نواب موصوف اپنے جورو بچونکی محبت مین آپکے لشکر مین حاضر ہوجائین - کیونکہ دونکو وہان جانے مین اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہے - پس اونکا آپکے لشکر مین آجانا آپنے کیسے متصور کیا ہے - اس صورت مین اونکے زن و فرزند کے قید کرنے مین کیا فائدہ ہے اسلیئے مناسب یہ ہے کہ اپنی قوم کے عہد شیوے کی رعایت ملحوظ کرکے اون قیدیون کو یہان بھیجدیا جائے - اس مین آپ کی بلند نامی متصور ہے اور اگر کسی وجہ خاص سے اس موقع پر دستور قدیم کی رعایت خلاف طبیعت معلوم ہو تو میری سفارش کو قبول کرکے اونکو رہائی دیجئے اور اس تقریر کو عالم دوستی مین میرا امتحان تصور کرکے ہم کو شکر گذار بنائیے - فرض کیا کہ نجیب الدولہ نے آپکی قوم کے ساتھ بدسلوکی کی ہے لیکن آپ اپنی نیک عادت کو نہ چھوڑیئے - سندھیا نے اس دستار اور تحریر کی بڑی عزت کی - اور پیشوائی کرکے دستار کو سر پر رکھدیا - اور ضابطہ خان کے اہل و عیال کو اسباب سفر دیکر جو برملا مین ضابطہ خان کے پاس پہنچ گئے -

شجاع الدولہ کا بینی بہادر کو فریب سے گرفتار کرکے نابینا کردینا

تاریخ مظفری مین لکھا ہی کہ شجاع الدولہ بینی بہادر کی بعض حرکات نمک حرامی کی وجہ سے اوس سے ناراض تھے اور بوستان اوده سے معلوم ہوتا ہی کہ نواب کے بعض مصاحبون نے بینی بہادر کی طرف سے نواب کے دل مین عداوت کی جڑ جادی تھی - چنانچہ نواب نے بغیر تحقیق اصلیت کے راجہ کی گرفتاری کی تدبیر کی - اور ایک ہزار سوار ساتھ لیکر مقام باڑی سے بینی بہادر کی گرفتاری کے لئے لکھنو کو متوجہ ہوئے اور اس مسافت کو راتون رات قطع کرکے راجہ کے لشکر مین داخل ہوے - راجہ نواب کی آمد کا حال سنکر اپنی خرگاہ سے پیشوائی کو نکلا اور شرفیان ندد کھائین - چونکہ راجہ کے تخت مین تمام مغلیہ سیاہ تھی اور پیادہ وسوار کی ایک جماعت کثیر رکھتا تھا اس لئے نواب نے بظاہر استمالت شروع کی اور حکمت عملی کے ساتھ اوسکو گرفتار کرنا چاہا اوس کے حال پر نہایت شفقت دھرپائی کرکے اوس کے خیمے مین بھیج گئے اور فرمایا کہ مجھکو بھوک ہی کچھ کھانا بھیجدو - راجہ نے اپنی رسوئی مین سے کھانا منگوا کر کھلایا - نواب نے دعا دیا - استراحت کی جبکہ دوپہر کی گرمی کم ہوگئی - اور دن ڈھل گیا تو شکار کے جلسے سے سوار ہوے اور چلتے وقت راجہ کو یا صرار اپنے ہاتھی پر خواصے مین بٹھالیا کہ چلو آج کا شکار دیکھنے کے قابل ہی - راجہ جانے سے انکار کرتا تھا - مگر نواب نے نہ مانا - جبکہ اپنے لشکر کے قریب پہونچے نواب نے مصاحبون مین سے ایک شخص کو خواصی مین بلالیا - اور راجہ سے کہا کہ تم کو تکلیف ہوتی ہی تم اس عماری دار ہاتھی پر سوار ہو لو - اگرچہ راجہ نے درست سے اون کا مافی الضمیر سمجھ گیا - مگر حکم کی تعمیل کی - جب راجہ عماری مین بیٹھ گیا تو ہاتھی بان کو نواب نے حکم دیا کہ تمام عماری پر غلاف ڈھکدے اور خیر آباد کو روانہ ہوے اور سپاہیون کو حکم دیا کہ بینی بہادر کے لشکر مین جاکر سنا دو کہ تم تمام حضور کے نوکر ہو ہمارے حکم سے ایتک اس بے دولت کے ساتھ رہتے تھے - آج کہ یہ ناسپاس اپنی سزاے اعمال کو پہنچا تم کو بھی چاہیے کہ سرکار الہی بحال رہو اور راجہ کے تمام دولت و مال کی مغافت حکم ثانی تک کرتے رہو - انشاء اللہ تمھارے ساتھ وہی رعایت کیجائیگی سپاہیون نے حکم جاکر سنایا تو سب نے طوعا و کرہا سر تسلیم خم کیا - لیکن مغلیہ فوج راجہ کی گرفتاری سے رنجیدہ ہوئی ہر ایک حواس باختہ بھاگنے لگا - حتی کہ ہتیار اور گھوڑے بھی چھوڑ چھوڑ گئے - الغصہ راجہ کا تمام نقد و جنس ضبط ہوگیا - راجہ کے اصطبل مین اب خاصہ ۱۳ سو تھے - ایک سو ہاتھی تھے - شجاع الدولہ نے راجہ سے فرمایا کہ تم کہتے تھے کہ جس کو قید کرے ایسا نہ چھوڑے کہ پھر کسی قابل رہے اور مقابلہ کرسکے اس سبب سے محمد قلی خانکو مروا ڈالا - وہی داداش تمکو دیتا ہون - اور راجہ کو اندھا کرادیا[1] - راجہ بینی بہادر ایک بہت

[1] دیکھو گلستان برسکس ۱۲

بھیوا زہ توابع اودھ کا رہنے والا راجہ رام نرائن دیوان نواب شجاع الدولہ کی خدمت مین آمد و شد رکھتا تھا رام نرائن نے اوس کو اپنا مصاحب بنا لیا نہایت کفایت اور امانت سے کام کرتا تھا اوسکی دیانت و امانت کی شہرت تمام مین ہوگئی - مہانرائن پسر کلان رام نرائن نے اوس کو باپ سے لیکر اپنے پاس رکھ لیا اور اپنے تمام کاموں کا مختار کر دیا - رام نرائن کے بعد دیوانی کا تمام کام مہانرائن سے متعلق ہوگیا مہانرائن چونکہ عیاش اور آرام طلب تھا رات کو بھوگ لگ مین اور دن کو سونے مین مصروف رہتا تھا اس لئے نواب شجاع الدولا اوس سے نہایت آزردہ تھے - مگر اوس کی قدیم الخدمتی کی وجہ سے اس کو جدا نہ کرتے تھے سب کام بینی بہادر کرتا تھا - ایک دن تین لاکھ روپے نواب نے منگائے مہانرائن نشہ مین مست پڑا ہوا تھا جو بدقت کئی بار آیا اور گیا - مگر کام نہ چلا نواب کو اسوجہ سے غصہ آیا - بینی بہادر نواب کے پاس گیا - اور عرض کیا کہ اگر تین دن کی مہلت مرحمت ہو - اور سود فیصدی دو روپیہ منظور کیا جائے - اور عنبر آباد کی نظامت فدوی کو دیجائے تو روپون کا انتظام کرکے حاضر کرے - پھر پرگنہ خیر آباد سے یہ روپیہ وصول کرکے مہاجن کو دیکر رسید خزانے مین داخل کر دیجائے گی - نواب نے اوس کی عرض قبول کرکے خلعت فاخرہ بخشا - راجہ نے دوسرے دن ہی زر معطولہ عصر کے وقت حضور مین پہونچا دیا اس لئے بینی بہادر تمام مقربون سے بڑھگیا - اور اس کے بعد مہانرائن عہدہ دیوانی سے معزول ہوکر خانہ نشین ہوا - اور اوس کے گذارے کے لئے چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر مقرر ہوگئی اور بینی بہادر راجگی کے خطاب کے ساتھ مخاطب ہوکر عہدۂ دیوانی پر فائز ہوا اور اس سے بھی گذر کر نائب اور مختار مہمات مالی و ملکی کا ہوگیا -

چیت سنگھ ولد بلونت سنگھ راجہ بنارس کے ساتھ معاہدہ

جبکہ شجاع الدولہ نے انگریزون کے ہاتھ سے مکمل شکست پائی تھی تو بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا بادشاہ کے ساتھ انگریزی فوج مین چلا گیا - بموجب فرمان بادشاہ کے ۱۷۷۵ء مین اوسکی زمینداری اور اضلاع غازیپور اودھ سے گورنمنٹ انگریزی کے پاس منتقل ہو - مگر کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اس تجویز کو وقت طلب اور بے سود ہونیکی وجہ سے نامنظور کیا اور اسواسطے شجاع الدولہ ۱۷۷۵ء مین اپنے ملک پر بحال رہے - علاقہ بنارس اور اضلاع غازیپور بھی دوبارہ وزیر کو دے گئے اور سرکار کمپنی نے وزیر سے یہ شرط مقرر کرلی کہ راجہ کو اوس کے علاقہ پر قابض رکھین - بشرطیکہ راجہ جسقدر مالگذاری سالیانہ مین ادا کرتا تھا اوسی قدر ادا کرے - بلونت سنگھ اُنیس لاکھ ستانوے ہزار چار سو پچاس روپیہ خراج کے

نواب وزیر کو دیتا تھا۔ ۱۱۷۱ھ میں بلونت سنگھ نے وفات پائی تو شجاع الدولہ نے چاہا کہ راجہ کے خاندان کو بیدخل کردے۔ مگر گورنمنٹ انگریزی نے نامنظور کیا۔ اور چیت سنگھ پسر بلونت سنگھ کو جانشین کرایا۔ اور نواب سے ایک سند مرقومہ ۱۸۔ جمادی الاخری ۱۱۷۱ھ ہجری مطابق ۷۔ ستمبر ۱۷۵۷ء اپنی عنایت فرمائی چیت سنگھ کے اوس خراج پر جو اوس کا باپ وزیر کو دیتا تھا ڈیڑھ لاکھ روپے اضافہ کئے۔ نواب نے اس سند میں تحریر کیا کہ اگر تم اپنی فرمانبرداری پر قایم اور ثابت قدم رہوگے اور مالگذاری دیتے رہوگے تو تمھارا ملک تمھاری رعیت اسیب سے بچی رہیگی۔ بحکم خدا و قرآن شریف و امام پاک یہ عہدنامہ جو میرے اور میرے وارثوں کے اور تمھارے اور تمھارے وارثوں کے درمیان ہوا ہے اس سے کبھی انحراف نہوگا۔

شجاع الدولہ کے بہکانے سے عنایت خان کا اپنے باپ حافظ رحمت خان سے بغاوت کرنا

عنایت خان حافظ رحمت خان کا بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا۔ حافظ صاحب کو اوس سے بہت محبت تھی تین چار لاکھ روپیہ سالانہ اوس کے لاابالی مصارف کے لئے دیا کرتے تھے۔ اخبار حسن میں مذکور ہے کہ عنایت خان شجاع الدولہ کے ساتھ بہت پیار و اتحاد رکھتا تھا۔ اور شجاع الدولہ حافظ صاحب کی بربادی و خانہ ویرانی کے دلسے خواہاں تھے اس لئے عنایت خان کو طرح طرح سے ترغیب و تحریص کرکے باپ کے ساتھ مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ۱۱۷۱ھ ہجری میں اول اوس نے حافظ رحمت خان سے بغاوت کی۔ اور آخرکار شکست و ذلت اوٹھاکر اپنے تمام متعلقین کو لیکر بغیر کسی سامان اور بندوبست کے شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شجاع الدولہ نوراہی میں جو فیض آباد سے سات کوس کے فاصلے پر ہے مقیم تھے عنایت خان بھی سنکر اپنے بیٹے سعادت علی خان اور مرتضی خان بڑیچ اور بہت بہادر کو بیشوائی کے لئے بھیجا۔ عنایت خان شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچا۔ اور رات کو مرزا علی کے ڈیرے میں آرام کیا دوسرے دن شجاع الدولہ سے ملاقات ہوئی۔ اوسنے خلعت اور شمشیر اور جیغہ اوس کو اور اوس کے دونوں بھائیوں کو جو ہمراہ تھے بخشے اور اوسکی بہت خاطر کی اور عنایت خان کے آنے کو غنیمت سمجھا اس لئے کہ شجاع الدولہ حافظ رحمت خان کے ملک کے فتح کرنے کی تاک میں تھے چنانچہ ایک دن اونہوں نے عنایت خان پر اپنا مافی الضمیر اسطرح ظاہر کیا کہ ہمارا اسقدر قلیل ملک ایک لاکھ فوج اور کارخانوں کے مصارف کے لئے کافی نہیں۔ اسلئے ہمارا ارادہ ہے کہ کوئی نیا ملک فتح کریں۔ اور یہ اشارہ حافظ صاحب

ملک کے فتح کرنیکی طرف تھا۔ عنایت خان مغرور کو بھیج گیا اور اپنے ڈیرے پر آکر اپنے بھائیون سے بیان کیا کہ بالفعل یہان رہنا مناسب نہین۔ شجاع الدولہ کو روہیلکھنڈ کے فتح کرنے کا خیال ہے۔ شجاع الدولہ نے نوراہی سے کوچ کیا تو عنایت خان ساتھ تھا لکھنؤ داخل ہوئے۔ اور یہان آٹھ ہزار روپے عنایت خان کو بھیجے۔ اور کہلا بھیجا کہ تھوڑے دنون کے بعد تمھارے معارف کے لئے جائداد مقرر کردونگا۔ اور ایک ہفتے کے بعد شجاع الدولہ نے یہان سے سیدھی گہاٹ کیطرف کوچ کیا۔ عنایت خان بدون خدمت حاصل کئے اونکے لشکر سے جدا ہوکر روہیلکھنڈ کیطرف روانہ ہوا۔ یہ بیان گل رحمت کے مولف کا ہے لیکن فرح بخش کا مصنف کہتا ہے کہ عنایت خان کے حال پر شجاع الدولہ نے ذرا بھی التفات نہ کیا۔ برس روز تک فیض آباد مین بڑی سختی سے گذر کی۔ آخر کار مجبور ہوکر پھر بریلی کو لوٹ گیا۔

مرہٹونکے مقابلے کے لئے رام گھاٹ نامی گنگا کے گھاٹ واقع ضلع بدایون کی طرف روانگی

۱۱۷۶ھ ہجری مین بیاجی پنڈت اور مہاجی سندھیا عرف پیل اور تکوجی ہلکر نے بادشاہ سے نواب ضابطہ خان کی صفائی کراکے نجف خان کے تین ہزار روپے روزینہ بقولے پانچہزار روپیہ روز مقرر کرکے اپنے ساتھ لیا۔ اور روہیلکھنڈ کے سرداروں کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہا تاکہ شجاع الدولہ کے ملک پر یورش کرین۔ مگر حافظ رحمت خان مرہٹون کو ایسا بے ایمان جانتے تھے کہ وہ ہزار قسمین کہائے تب بھی حافظ صاحب اونکی بات کا اعتبار نہ کرتے تفصیل اس اجمال کی گلستان رحمت سے اسطرح معلوم ہوتی ہے کہ مہاجی سندھیا اور تکوجی ہلکر کا سفیر آیا اور اوس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ شجاع الدولہ کے ملک پر حملہ کرین اگر آپ ہمارے ساتھ ہوجائین تو جو ملک ہاتھ لگے وہ آدھا ہمارا اور آدھا تمھارا ہے۔ اور اگر آپ کسی طرف نہ بولین اور گنگا پار ہونے مین ہمارے سامنے مقابلہ کرنے نہ آئین۔ اور ہمارے سفر مین خارج نہ ہین تو ہم چالیس لاکھ روپے سالانہ جسکے ضامن شجاع الدولہ ہین واپس دیدین۔ اور اگر دونون شرطین آپکو نامنظور ہونگی تو ہم آپکے ملک کو لوٹے کھسوٹینگے۔ اور آبادی کو ویرانہ بنادینگے۔ اسپر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ میرے یہ عہد کیا ہے کہ کبھی میں کافرونکے ساتھ ملکر مسلمانون سے نہین لڑونگا اس لئے مین تمھاری شرائط ترغیب تحریص مین نہین آتا۔ اور اپنے عہد کو نہین توڑتا اوس کا پھل خواہ کیسا ہی کڑوا ہو چکھنے کو مین موجود ہون۔ اور شجاع الدولہ کو سارے

اس ماجرے سے اطلاع دی اور لکھا کہ مین سپاہ لیکر بہت جلد میدان جنگ مین جاتا ہون - اور یہ صلاح بتلائی کہ تمام گناہون کا انتظام کرلینا چاہیئے - اور اوس کے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ وہ چالیس لاکھ روپے کا منسک واپس کیا جاوے جس کا اتبک روپیہ مرہٹون کے پاس نہین بھیجا گیا ہی - اور نہ آیندہ ایسی حالت مین مرہٹونکے پاس بھیجا جاوے گا - اسپر نواب وزیر نے سید شاہ مدن کو اپنا وکیل بناکر حافظ صاحب کے پاس بھیجا اور اس احسان اور منت کا شکریہ ادا کیا کہ سارے حال سے مجھے اطلاع دی اور لشکر لیکر آپ میری مدد کو آتے ہین - اور وعدہ کیا کہ مرہٹونکو شکست ہونے کے بعد وہ منسک واپس کیا جاوے گا - انتہی -

یہان یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہی کہ چالیس لاکھ روپیہ کا جو منسک حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو دیا تھا اوس کا روپیہ مرہٹون کو دینا نہ ٹھیرا تھا - نہ اس قسم کا کوئی عہدنامہ مرہٹونکے ساتھ ہوا تھا اور نہ یہ منسک شجاع الدولہ نے مرہٹونکے حوالے کیا تھا صحیح روایت یہ ہی کہ حافظ رحمت خان نے مرہٹونکے اخراج کے لئے خود شجاع الدولہ کو چالیس لاکھ روپیہ تین سال کے عرصے مین معاوضہ امداد کے طور پر دینے کا اقرار کیا تھا - بہرصورت مرہٹونکی فوج ۱۱۸۵ ہجری مین روہیلکھنڈ مین گھس آئی - اس بار اونکی یورش بدایون اور سنبھل اور مراد آباد کے علاقے مین تھی -

روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہی کہ پہلے مرہٹون نے ایک پیام روہیلون کے پاس اوس معاہدے کے روپیونکے ادا کرنے کا جو لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت صفدر جنگ سے ہوا تھا کہلا بھیجا - یہ پیام گویا لڑائی کے واسطے ایک بہانہ تھا - اور فرح بخش کا مولف کہتا ہی کہ مرہٹون نے اوس منسک کے چالیس لاکھ روپیون کے وصول کرنے کا حیلہ کھڑا کیا جو شجاع الدولہ نے روہیلون سے لکھا لیا تھا اور اپنے وکیل حافظ رحمت خان کے پاس بھیجکر اون روپیون کا تقاضا کیا - اور حقیقت مین یا بایں گہا تو تکی تلاش مین مصروف تھے - روہیلونکی طرف سے اس کا کچھ جواب نہ گیا - اور حافظ رحمت خان اور صاحبزادہ محمد یار خان ابن نواب علی خان روہیلہ اور فتح خان خانسامان اور احمد خان بیشی سردار خان اور محب اللہ خان پسر دوندو بخان اپنا فوجی سامان تیار کرکے روانہ ہوتے اور بسولی مین جاکر ٹھیرگئے - احمد خان بخشی کی جاگیر مین اہرات کا علاقہ تھا اسلئے اوس کو آگے کو بھیجدیا تاکہ وہ سام گھاٹ پر پہونچکر گھاٹ کا بندوبست اور کشتیونکی حفاظت رکھے اور مرہٹون کی فوج کو گنگا کے عبور کرنے سے روکے احمد خان گھاٹ کے قریب پہنچا اسد پور مین ایک [illegible] ذالحجہ ۱۱۸۶ ہجری کو مرہٹون کو ایک جتھے نے گھیرا اور گرداوکی فوج پر حملہ کیا اور بعد اسکے تکو ہلکر بھی اپنی فوج کے ساتھ اس رحمت کی مدد کو آگیا - اور احمد خانکو گھیر لیا - اور اوسکا سلب کرکے تمام توشہ خانہ اور سارا مال و اسباب گھوڑے ہاتھی ضبط کرکے

[illegible] دیکھو سیر المتاخرین مصنفہ غلام علی رحمت وغیرہ ۱۲

احمد خان کو اپنے کیمپ میں گنگا پار بھیجدیا۔ اب مرہٹوں کے دل اطمینان کے ساتھ اس علاقے میں پھرنے لگے۔ حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو متواتر تحریر کیا کہ آپ حسب وعدہ مدد کیجئے۔ اور چونکہ مرہٹوں کی یہ چڑھائی شاہ عالم بادشاہ کی مرضی کے خلاف تھی اسلئے اونہوں نے بھی شجاع الدولہ کو پردہ لکھا کہ اس قوم کا استیصال کردینا چاہیے۔ بادشاہ کا دل مرہٹوں سے مکدر ہوگیا تھا اگر وہ اونکے ہاتھ سے مجبور تھے اسلئے ذوالفقار الدولہ نجف خان کو اس مہم میں بادشاہ کی جانب سے مرہٹوں کا شریک ہونا پڑا۔ افاغنہ علی محمد خانی کے فتح کر لینے کے بعد اکثر مرہٹوں کا ارادہ خاص شجاع الدولہ اور انگریزوں کے ملک پر چڑھائی کرنے کا تھا[1]۔

شجاع الدولہ کو جسوقت مرہٹوں کی یورش کی خبر پہنچی اوسی وقت اونے اپنے رفیق انگریزی حکومت سے مدد طلب کی اونکے جواب میں سر رابرٹ بارکر اپنا بریگیڈ لیکر اودہ پہنچا۔ اودہان سے شجاع الدولہ اپنی فوج لیکر انگریزی فوج کے ساتھ درمنزیان کرتے ہوئے روہیلکھنڈ کی جانب روانہ ہوئے۔ غلام علی آزاد نے یہاں بڑی ڈینگ کی ہے۔ شجاع الدولہ کے لشکر میں ایک لاکھ پندرہ ہزار دو سوانو کی تعداد درج کی ہے۔ جب دو کا نو کی تعداد یہ لکھی تو لشکر کو یہ کا حساب دس پندرہ لاکھ کا ہوگا۔ یہ بزرگوار آنکھیں بند کرکے جو چاہا لکھ گئے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ کم فہم سی کو مان لیتے ہیں۔ روہیلکھنڈ میں پہنچکر یہ حالت معلوم ہوئی کہ احمد خان بخشی ہلکر کی فوج میں گرفتار ہوگیا۔ اور مرہٹوں کی فوج مع اپنے توپخانہ کے گنگا پار اوتر آئی۔ اس فوج کا بڑا افسر سباجی پنڈت تھا۔ حافظ رحمت خان ہوشیار ہوگئے۔ احمد خان کی امداد کے واسطے آگے بڑھنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اونکا منشا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس قضیے سے اپنی جان بھی بچے۔ اور شجاع الدولہ کے معاہدے کے روپوں کی ادا کرنے میں بھی کوئی مخیت ہاتھ لگ جائے[2]۔ لیکن مصنف گلستان رحمت کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد خان کی رہائی کے واسطے بسولی سے روانہ ہوگئے تھے اور مرہٹوں کی ایک ٹولی کو شکست بھی دے چکے تھے۔ مرہٹوں کے گنگا پار اوترآنے اور احمد خان کے گرفتار ہوجانے کی خبر سننے سے انگریزی فوج کو زیادہ کوشش کرنی پڑی۔ اور وہ مرہٹوں کی زیادہ پیشقدمی کو روکنے کے لئے آگے بڑھی۔ مرہٹوں کے چار ہزار سوار رام گھاٹ سے تھوڑی دینا پور کے گھاٹ پر گنگا کو عبور کرنے کی فکر میں مشغول تھے۔ لیکن انگریزی فوج کے پہنچتے ہی وہ لوگ

---

[1] دیکھو مرات آفتاب نما و تاریخ مظفری [2] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹر، [3] ہنٹن نے غلط پور لکھا ہے۔ مگر اصل دینا پور مشہور ہے۔ ۱۲

دکھنی کنارے کو بھاگ گئی۔ اور انگریزی فوج نے دریا کے کنارے کنارے اونکا تعاقب کیا۔ اس جگہ سے بیساجی پنڈت اور ہلکر کی فوج علحدہ علحدہ ہوگئی۔ یعنی ہلکر کی فوج اس سے پہلے مراد آباد کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔ اور بیساجی کی فوج گنگا کے دکھنی کنارے پر رہتی اسد پور کے پاس پہونچکر مرہٹوں کی فوجوں سے ایک گولا انگریزی لشکر میں آیا۔ اوس کے جواب میں ادہر سے ایسے گولے مارے گئے کہ اونکی توپ بند ہوگئی اور مرہٹوں نے اپنا کیمپ اوٹھاکر دوسری طرف کا راستہ لیا[1]۔ اوس کے دوسرے روز حافظ رحمت خان شجاع الدولہ سے آکر ملے۔ سورجے پور کا نواب شہر کے مقابل گنگا کے کنارے ہے مُہُرے[2] عماد السعادت میں لکھا ہے کہ اس سفر میں نواب شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان دونوں کے ہاتھی برابر رہتے تھے۔ اور حافظ رحمت خان نواب شجاع الدولہ کو نواب سلامت کہکر خطاب کرتے تھے۔ اور نواب شجاع الدولہ اونکو حافظ جیو کہتے تھے۔ اور یہ بات قرار پائی کہ انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب میں روانہ ہو۔ اور شجاع الدولہ مع حافظ رحمت خان کے ہلکر کی جماعت کا تعاقب کریں۔ اس صلاح کے بموجب سر رابرٹ بارکر اپنی فوج لیکر رام گھاٹ کے روبرو کشتیوں کے ذریعہ سے گنگا کو عبور کرکے بیساجی پنڈت کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ جو ایک ایسے مقام سے جہاں گھوڑے کی دُم[3] تر نہوسکتی تھی گنگا کو عبور کرنے کی فکر میں تھا اور اوس کے ساتھ پندرہ ہزار سوار تھے۔ محبوب علی خان شجاع الدولہ کا فوجی افسر بھی برق ملین کے ساتھ انگریزی فوج کا شریک تھا۔ بیساجی بغیر کسی مقابلہ کے ایسا بھاگا کہ ہدایون کی آخری حد تک کہیں ٹھیر کر مقدور اوس کا مال و اسباب انگریزی فوج کے ہاتھ لگا وہ لوٹ لیا۔ اور دوسرے دن سرحد ہدایون تک یہ فوج اوس کا پیچھا کرآئی۔ یہاں پر شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان آپس کے شکوک کے باعث یا معاہدے کے روسے دونوں میں جھگڑا چکانے کے واسطے خاموش بیٹھے رہے۔ اور اپنی فوج کو کسی جانب بھی بڑھانیکی کوشش نہ کی۔ جب انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب سے واپس آئی تو اونکے ذمے کا کام بھی اوسی کو بجا لانا پڑا۔ چنانچہ سر رابرٹ بارکر نے اپنی فوج کو سنبھل کی جانب بڑھاکر ہلکر کی جماعت کو بھی بغیر کسی مقابلے کے روہیلکھنڈ چھوڑنے پر مجبور کیا۔ یہ بیان روہیلکھنڈ گزیٹیر کا ہے۔ اور گلستان رحمت و گل رحمت اور فرحت بخش و بیتہ فارسی کی تاریخوں کے خلاف ہے۔ اونمیں لکھا ہے کہ مہاجی سندھیا کا انگریزی فوج اور شجاع الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا اور اونکی فوج کا پیچھا حافظ رحمت خان نے کیا۔ اگر اونکو اس تیزی سے نکل گیا کہ حافظ رحمت خان کی سپاہ جو تھکی ماندی تھی اوس کا تعاقب نہ کرسکی۔ اونکی فوج کا ایک حصہ سنبھل اور مراد آباد کو لوٹ لاکر غرہ محرم ۱۱۸۱ ہجری کو قصبہ آہار کے گھاٹ سے گنگا کو اوتر گیا جسقدر سپاہ روہیلوں کی گھاٹوں کی حفاظت کے لئے معین تھی اوسے خبر بھی نہ ہوئی اور ایسی

[1] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر [2] دیکھو گل رحمت وغیرہ [3] دیکھو عماد السعادت ۱۲

ہوشیاری سے مرہٹے نکل گئے اور فوج نکو جس کے سفارت حافظ رحمت خان ہے پھپوند کے قریب گنگا کو عبور کرگیا حافظ رحمت خان نکو کے تعاقب سے معاودت کرکے شجاع الدولہ کے پاس چلے آئے۔
اس کام کو پورا کرکے ۱۷۷۳ء مین شجاع الدولہ روہلکھنڈ سے فیض آباد کو واپسی کے ارادے سے رام گھاٹ پر اس نیت سے ٹھیر گئے کہ بعض روہلہ سردارون سے موافقت پیدا کرلین۔ احمد خان بخشی نے نکو کو ستر ہزار روپے دے کر رہائی پائی۔ احمد خان اپنے لشکر مین پہنچا۔ اور حافظ صاحب سے ملکر اور شب چلکر نواب شجاع الدولہ کے پاس گیا جو ابھی رام گھاٹ پر پڑے ہوئے تھے اور ان سے عہد و پیمان دین و ایمان کی قسم کے ساتھ کرکے رخصت ہوا۔ شجاع الدولہ نے احمد خان کو اپنی طرف سے نوابی کا خطاب دیا اور خلعت اور ہاتھی اور پالکی عطا کی۔ شجاع الدولہ فیض آباد مین داخل ہوئے۔

شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان مین جنگ پیدا ہونے کے اسباب

گلستان رحمت مین لکھا ہے کہ جب رام گھاٹ کی مہم مین مرہٹون کو شکست ہو جانے کے بعد نواب وزیر اودہ مین گئے تو حافظ رحمت خان نے اپنے سفیر واپسی متک کے لئے ان کے پاس بھیجے۔ اونہون نے کانون پر ہاتھ دھرا کہ ہمنے واپسی متک کا وعدہ نہین کیا مجھپر یہ تہمت ہے کہ شاہ مدن (جنکی معرفت شجاع الدولہ نے مرہٹون کی چڑہائی کے وقت واپسی متک کا وعدہ کیا تھا) گواہی کے لئے بلائے گئے۔ اونھون نے بھی کہا کہ واپسی متک کا وعدہ کیا گیا ہے۔ غرض سفیر حافظ صاحب کے پاس سلام چلے آئے۔ اور سارا حال حافظ صاحب سے گوش گذار کیا۔ اس وقت شجاع الدولہ برگنات اٹاوہ اور شکوہ آباد سے مرہٹونکو نکال رہے تھے۔ حافظ صاحب نے اونکو لکھا کہ یہ برگنے بادشاہ نے مجھکو جاگیر مین دیے ہین میں لشکر لیکر اونکا بندوبست کرنے جاتا ہون مجبوری سے مرہٹون کے ہاتھ مین وہ چلے گئے تھے۔ اس کا جواب شجاع الدولہ نے یہ دیا کہ آپ کا دعوے ان برگنون پر کچھ نہین ہے مین انکو اوسی طرح اپنے قبضے مین رکھونگا جیسے اور ملک مرہٹون کا قبضہ کرکے اپنے قبضہ مین رکھا ہے اس پر پھر حافظ صاحب نے کچھ لکھا اور سپاہ جمع کرنا شروع کیا۔ اسپر اونھون نے جواب لکھا کہ برگنون کی بابت پھر سوچونگا۔ اور جواب دونگا۔ بالفعل ۳۵ لاکھ روپے بابت متک کے ادا کیجئے یہ فقط بہانہ ملک و روہلکھنڈ پر قبضہ کر لینے کے لئے تھا۔ اور اونھون نے سپاہ کو جمع کرنا شروع کیا۔ حافظ رحمت خان نے اس کا جواب یہ دیا کہ جسقدر روپیہ آپنے مرہٹون کو دیا ہے وہ مجھ سے لیجئے۔ اسوقت حافظ صاحب کی حالت اچھی نہ تھی۔ بڑے بڑے سردار ذکی الرائے مین

مارے گئے تھے جو باقی تھے اونپر اعتبار نہ تھا۔ شجاع الدولہ نے حافظ صاحب کی درخواست منظور کی
شاہ مدن کا شجاع الدولہ کے منہ پر یہ کہنا کہ واپسی کا وعدہ کیا گیا ہے سچ نہیں معلوم ہوتا۔
یہ شاہ مدن پیرزادے حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے
ہیں نہایت دانا اور خوش خلق تھے ابتدا میں صفدر جنگ کی مصاحبت میں رہتے تھے۔ اور انکے ہر ایک
مشورے میں شریک ہوتے تھے۔ صفدر جنگ کی وفات کے بعد الہ وردی خان مہابت جنگ ناظم
بنگالہ کے پاس چلے گئے وہاں بھی عزت کے ساتھ رہے۔ جب بنگالہ خراب ہوا تو پھر اودھ میں چلے آئے
شاہ آباد ضلع ہردوئی میں جو شاہجہانپور کے متصل ہے رہنے لگے۔ اور شجاع الدولہ سے توسل پیدا
کرلیا۔ شجاع الدولہ انکی عزت کرتے تھے۔ پھر خالص پور میں جو لکھنؤ سے بارہ کوس ہے سکونت
اختیار کرلی۔ کیونکہ شاہ آباد کی سکونت میں انکی نسبت شجاع الدولہ کو یہ شبہہ ہوتا تھا کہ یہ روہیلوں کی
دوستی اور حمایت داری رکھتے ہیں۔ شاہ مدن کے ہاں ہر سال حضرت محبوب سبحانی کا عرس ہوا کرتا تھا۔
ہندوستان کے شہروں سے ہزاروں علما طلبا۔ مشایخ۔ پیرزادے آتے اور شریک ہوتے۔ ان سب
کی آمد و رفت کے مصارف شاہ صاحب کے یہاں سے ادا کئے جاتے۔ اور انکو کھانا دیا جاتا۔
تین روز تک بڑا انبوہ رہتا تھا۔ اور صبح سے شام تک آدمیوں کو حبس تقسیم ہوتی رہتی تھی۔ کئی بقال اس
کام پر مقرر رہتے تھے۔ بہت سے ننگے اور بیراگی بھی اس میں شریک ہوتے تھے۔ ایسے لوگوں کو سوائے
خوراک کے بھنگ چرس بوزہ بھی ملتا تھا۔ بیس ہزار کے قریب آدمی جمع ہوتے تھے۔ روہیلے بھی اونکی
پیرزادگی کی وجہ سے ہمیشہ تحفے بھیجتے رہتے تھے۔

عماد السعادت میں لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان کو شجاع الدولہ سے ملال پیدا ہوجانے کی بڑی
وجہ یہ تھی کہ دوآبہ گنگا و جمنا کے درمیان کا جسقدر ملک حافظ رحمت خان کا مرہٹوں نے دبا لیا تھا
اور مرہٹے دکھن کو چلے گئے تھے تو اودھ شجاع الدولہ نے قبضہ کرلیا تھا۔ جبکہ شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو لکھا کہ آپ وہ چالیس لاکھ روپے جو مرہٹوں کی بابت آپکے ذمے ہیں ادا کیجئے
حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میں تمام ملک روہیلکھنڈ کا مالک نہیں ہوں۔ دوسرے سردار بھی یہاں کے
رئیس ہیں اول آپ انسے طلب کریں۔ میں اونکو بہت کچھ سمجھایا وہ میری بات پر عمل نہیں کرتے۔ اون
روپیوں میں سے میرے حصے میں بیس لاکھ روپے ہیں تو اس کا تقاضا بھیجنا آپ کو مناسب نہیں۔ کیونکہ
ملک دوآبہ جو میرا تھا اودھ آپنے قبضہ کرلیا ہے۔ اور میں خاموش ہوں۔ اس قدر ملک اس تھوڑے
روپے میں گران نہیں ہے۔ میں ایک روپیہ بھی نہیں دونگا۔ آپ کا جو ارادہ ہو کیجئے میں مقابلے کو طیار

ہون - قوانین دستگیری مین حروف تاکید کی بحث مین حافظ رحمت خان کے اس خط کے دو فقرے نقل کیے ہین جو انہون نے شجاع الدولہ کو جواب مین لکھا تھا اون فقرون سے حافظ رحمت خان کی رائے کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہی - کہ وہ دل سے صلح کے خواہان تھے - جنگ پر مجبوراً آمادہ ہوے تھے - وہ فقرے یہ ہین اگر بالصلح کیشان ہمرنگ حکم اللہ و اگر باستیزہ و جنگ بسم اللہ - کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ شجاع الدولہ کو روہیلون سے موروثی عداوت تھی - اور کبھی وقت وہ انکے شریک ہوجاتے تھے تو وہ کسی خاص مصلحت اور تقاضاے وقت کے سبب سے ہوتا تھا مگر فی الحال سفر رام گھاٹ مین جو کہ روہیلون نے شجاع الدولہ کے ساتھ عہد و پیمان کیا تھا - اور جاسوس انکا ہر دو ہونے کے دینے مین حیلہ و تحجت کرتے تھے اسلئے شجاع الدولہ کے دل مین روہیلون کیطرف سے کینہ دیرینہ تازہ ہوگیا تھا[1] - انکے علاوہ ایک امر تو ایسا واقع ہوگیا تھا جسنے شجاع الدولہ کو روہیلون کے خون کا پیاسا کردیا تھا - اولوالعزمی - ملک گیری بہانہ جوئی - بے مروتی ان سب مین بڑی ہوئی تھی - روہیلون کے ضعف اور انگریزون کے بیحد قوت کی مدد نے انکو روہیلون کی بیخ کنی پر بخوبی آمادہ کردیا تھا - ادھر روہیلون کا اتفاق بھی آپس کے نفاق کی وجہ سے پاش پاش ہوگیا تھا - وہ امر جو شجاع الدولہ کو روہیلون سے عداوت پیدا ہونے کا قوی سبب تھا ایک حنظ کا واقعہ ہی جس کا بیان مختلف کتابون مین طرح طرح سے کیا گیا ہی - اور کچھ نہین ہوتا کہ اصل کیا ہے -

(الف) عماد السعادت مین لکھا ہے کہ منیر الدولہ رضا قلی خان حاکم الہ آباد نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ سے خط و کتابت کرکے اونسے دوستی پیدا کرلی - اور نواب شجاع الدولہ کا وہ خط جو انہون نے بکسر کی شکست کے بعد قبل صلح کے انگریزون کے ساتھ مدد دینے کی بابت حافظ رحمت خان کو لکھا تھا کسی حکمت عملی سے طلب کرلیا - اور اوسکے سنہ ہجری کو بدلدیا یعنی بجاے ۱۱۷۸ھ ہجری کے ۱۱۷۹ھ ہجری بنا کر بنا بر سوء اور کمال خبث [illegible] ہنگر صاحب گورنر کے پاس بھیجدیا جسکا مضمون یہ تھا - کہ اگر آج آف ہمارے نصیب ہے کل کو تمھارے نصیب ہوگی یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ یہ بلا ہم ہی سے مخصوص ہی - اگر بصفائے کا ہاتھ ہوجاتا تو ایک [illegible] کو بھی ہندوستان مین نہ چھوڑتے - [illegible] صلح یہ ہی کہ ہم اور آپ [illegible] انکو قوت حاصل ہوجاے تباہ کردین ابھی فیصلے کی استطاعت ہے - اگر انکو [illegible] بالون انہون نے جمایا تو ان کا بیان [illegible] اگرچہ آپ کا ہمارے ساتھ شریک ہونا [illegible]

[1] دیکھو خاتم جہان ۱۲

لاکھ روپے اپنے پاس سے دونگا۔ اور آپ کی ذات کے سوا کہ آپ میں صفات آدمیت ہیں دوسروں کا قول قابل اعتبار نہیں جب تک وہ لوگ عہدنامہ اپنی طرف سے مہر و نشان کے ساتھ مرتب کرکے نہ دینگے اون کا قول مسموع نہوگا۔ دوندیخان آپکے بھائی اگرچہ خوب آدمی اور شجاع بینظیر ہیں لیکن عقلمند نہیں اسلئے اونکی بات قابل اعتبار نہیں۔ جب تک اونکی مہری تحریر قسم اور ایمان کے ساتھ موکد نہوگی اونکی بات کی صداقت تسلیم نہیں کرونگا۔ مسٹر کلارک صاحب گورنر اس خط کے مضمون سے بیحد برآشفتہ ہوئے اور شجاع الدولہ کو ایک خط سخت عتاب آمیز لکھکر اس بات کی تحقیق کے لئے کلکتہ سے بنارس کو روانہ ہوئے نواب شجاع الدولہ بھی عین برسات میں بنارس کو گورنر سے ملنے کے لئے چلے اور جبکہ بنارس میں یہ دونوں پہنچ گئے تو شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت گورنر کے پاس صفائی اور خیرخواہی کے پیام بھیجے۔ گورنر نے وہ خطاب اپنے ایک معتمد کے ہاتھ شجاع الدولہ کے پاس بھیجا۔ شجاع الدولہ اپنی مہر دیکھکر بہت مخجل ہوئے دریاے حیرت میں ڈوب گئے۔ آخر محمد ایلچ خان کے ذہن میں یہ بات آئی کہ شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ گورنر کو کہلا بھیجیں کہ واقعی یہ خط میرا ہے۔ مگر پہلے حافظ رحمت خان کو اوس وقت میں لکھا تھا جبکہ میرے اور سرکار کمپنی کے درمیان میں صلح ہوئی تھی۔ معاہدے سے پہلے جو کچھ لکھا اوس کا مضائقہ نہیں یہ پرانا خط تاریخ مذکور دشمنوں نے ہمارے اور آپکے درمیان فساد پیدا کرنے کو بھیجا ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ دوندیخان حافظ رحمت خان کے حقیقی بھائی کا اس میں ذکر ہے حالانکہ دوندیخان حاکم بسولی ۱۱۸۵ھ ہجری میں فوت ہوچکے ہیں۔ اور اس مضمون ۱۱۸۶ھ ہجری قوم ہیں اگر یہ خط دوندی خان کی وفات سے قبل لکھا گیا ہے تو جس نے یہ خط پیش کیا ہے اوس کا قول درست ہے اور اگر دوندیخان کی وفات کے بعد لکھا گیا ہے تو اوس سے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ سوای اوس دوندیخان کے جو بسولی کا حاکم تھا کیا کوئی اور بھی ایسا دوندیخان ہے جو امرا اور وزرا کے خطوں میں لکھنے کے لائق ہے۔ جبکہ نواب شجاع الدولہ نے اس مضمون کا خط لکھکر گورنر کے پاس بھیجا تو گورنر کا دل صاف ہوگیا۔ گورنر کلکتہ کو چلا گیا۔ شجاع الدولہ فرخ آباد کو روانہ ہوئے۔ مگر حافظ رحمت خان کی طرف سے بہت ملال تھا کہ میر الدولہ کو یہ خط کیوں دیدیا حافظ رحمت خان یہ خوب جانتے تھے کہ میر الدولہ شجاع الدولہ کا دشمن ہے۔ منتخب اللغات اور قیصر التواریخ میں بھی اس بیان کو اسی طرح بطور اختصار کے لکھا ہے۔

(ب) انتخاب یادگار مؤلفہ منشی میر احمد بیتابی میں ہے کہ انگریزوں کے ساتھ شجاع الدولہ کی صلح ہوگئی لیکن میر قاسم کا داغ کسی طرح دل سے نہ مٹا اسلئے حنفیہ فوج کی نگہداشت شروع کی۔ مقصود یہ ہوا کہ فوج مرتب کرکے انگریزوں سے پھر لڑے۔ جب فوج قریب ترتیب ہوچکی۔ اپنے دو بست سرداروں کو

اس راز سے آگاہ کرنا چاہا ایک خط حافظ رحمت خان کے نام بھی بھیجا جسپر شجاع الدولہ کے منشی کے سہو یا انتہا کی خیر خواہی کی وجہ سے تاریخ لکھی رہگئی تھی حافظ رحمت خان نے وہ خریطہ اپنے خریطے مین ملفوف کرکے گورنر جنرل کو بھیجدیا اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے عرضا حافظ رحمت خان کی نیت فاسد سے ایک سفیر معتمد کے ذریعے سے شجاع الدولہ کو اطلاع دی اور جب گورنر جنرل اور شجاع الدولہ سے بنارس مین ملاقات ہوئی اور گورنر نے وہ خریطہ شجاع الدولہ کو الزام دینے کے لئے دکھلایا تو انہون نے جواب دیا کہ بے شبہہ یہ تحریر میری ہی مگر اوس زمانے کی ہی کہ مجھسے اور انگلشیہ سے مصالحہ نہوا تھا۔ اور مکسر پر لڑائی تھی بعد صلح اور تحریر عہدنامہ کے ہرگز نہین لکھی گئی اب گورنر جنرل اور سب انگریزون نے دیکھا کہ واقعی اس تحریر مین تاریخ نہین ہی۔ گورنر جنرل اصل کار کو سمجھ تو گئے۔ مگر بات نہ کرسکے۔

(ح) اخبار حسن مین یون لکھا ہی کہ نواب شجاع الدولہ اور جنرل جسپین عنایت خان کی تعزیت کے لئے بریلی مین آئے۔ نواب شجاع الدولہ نے ایک دن تخلیہ مین حافظ رحمت خان سے کہا کہ مینے تمام افسران انگریزی کو گانٹھ لیا ہی۔ مناسب وقت یہ ہی کہ فرصت کو غنیمت جانکر انگریزون کو گرفتار کرلو۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ انگریز ہر مہم مین ہمارے شریک رہتے ہین اونکے ساتھ یہ دغا بازی فتوت کے خلاف ہی۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ اگر یہ مناسب نہین ہی تو بظاہر اونسے جنگ کرنا چاہیے۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اگر شاہ افغانستان مدد کرین تو انگریزون سے جنگ کرنا ممکن ہی۔ یہ مشورہ قرار پاکر شجاع الدولہ نے ایک عرضی تیمور شاہ ابن احمد شاہ درانی کی خدمت مین لکھی۔ اور ہندوستان کو تشریف لانے کی استدعا کی۔ اور وہ عرضی بھیجنے کے لئے حافظ رحمت خان کے حوالے کردی۔ بعد دو تین روز کے حافظ رحمت خان نے اپنے بھائی خان محمد خان اور عبید اللہ خان کشمیری کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیجکر وہ تمسک۔ واپس طلب کیا جو نواب ضابطہ خان کے معاملے مین چالیس لاکھ روپیے دینے کی بابت تحریر ہوا تھا۔ شجاع الدولہ نے واپس نہ کیا اور اوسکی واپسی مین صریح انکار تو نہ کیا۔ مگر اتنا لیت ولعل کیا کہ خان محمد خان نے دق ہوکر شجاع الدولہ سے رنجش کے کلمات کہے۔ شجاع الدولہ خان محمد خان کی تقریر سے ملول ہوئے اور تمسک سے انکار کردیا۔ خان محمد خان نے بگڑکر شجاع الدولہ کی وہ تحریر جو تیمور شاہ کے نام پر تھی جنرل جسپین کے حوالے کردی۔ نواب شجاع الدولہ اور جنرل جسپین اودھ کو واپس روانہ ہوئے اور جنرل صاحب نے وہ عرضی مسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدی۔ گورنر نے مقام بنارس مین

وہ عرضی شجاع الدولہ کو دکھائی۔ شجاع الدولہ نے جواب دیا کہ فی الحقیقت یہ عرضی میں نے لکھی تھی لیکن اوسوقت میں لکھی تھی جب مجھ سے اور انگریزوں سے بکسر پر لڑائی ٹھنی ہوئی تھی۔ حافظ رحمت خان سے تبدیل رائے کرکے آپ کو میری طرف سے آزردہ کرنے کے لئے اب بھیجی ہے۔

(۵) مولوی سید دلی اللہ فرخ آبادی نے تاریخ فرخ آباد میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جو بعض خطوط شکست بکسر کے قبل حافظ رحمت خان کو لکھے تھے وہ حضور حافظ صاحب نے شجاع الدولہ کے ذریعہ سے انگریزوں کو بھیجا دیئے تاکہ شجاع الدولہ اور انگریزوں میں مخالفت پیدا ہوجاوے۔ انگریزوں کو شجاع الدولہ کی طرف سے کدورت پیدا ہوگئی۔ اور شجاع الدولہ سے یہ کہکر کہ شجاع الدولہ اپنی فوج کو بڑھا رہے ہیں اور توپوں کی قواعد و پریڈ اور ہتھیاروں کی درستی کر رہے ہیں اس کدورت کو اور زیادہ کردیا انگریز شجاع الدولہ سے نہایت ہی اس امر کی تحقیقات کرنے لگے۔ شجاع الدولہ نے ایچ ملن کی معرفت اوسکے دل صاف کردیئے اور ظاہر کیا کہ یہ خطوط بکسر کی لڑائی کے بعد اور صلح سے قبل لکھے گئے تھے۔ اور یہ جدید فوج سرکار کمپنی کے دشمنوں کی سرکوبی کے لئے تیار کی گئی ہے

فرخ نامہ میں لکھا ہے کہ جب گورنر ہسٹنگز بنارس میں اس واقعہ کی تحقیقات کو آیا تو شجاع الدولہ اوسکے استقبال کو گیا اور ہتھیار اپنی خورنوں اور پیچھے کے ساتھ جریدہ روانہ کئے۔ اور بیس لاکھ روپیہ کے ساتھ لے گئے۔ وہ روپیہ گورنر کی تواضع کیلئے اور صفائی کرنے کو۔ بہرصورت اس حصہ کی تحقیقات کا واقعہ چیت سنگھ کے اندر ۱۷۷۳ء میں ہوا۔ کیونکہ اس زمانہ میں ہسٹنگز کی اور شجاع الدولہ کی بنارس میں ملاقات ہوئی تھی۔ ایک بڑا معاملہ اس ملاقات میں گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان طے ہوا کہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جو زبردستی بادشاہ سے مرہٹوں نے اپنے نام لکھا لیا تھا۔ اور ظاہرا بھی نے مرہٹوں سے اونہیں بچانے کے لئے انگریزوں کے سپرد کردیا تھا۔ وہ اضلاع فرخت کرلئے گئے۔ سرکار کمپنی کا مدت سے ارادہ تھا کہ ان اضلاع کو اپنی حفاظت میں رکھے کیونکہ وہ اوسکی حکومت سے بہت دور ہے۔ اور گورنمنٹ کا خرچ بہت پڑتا تھا۔ پانچ برس میں دو کروڑ روپیہ میں خرچ ہوگیا تھا۔ اور آمدنی اسقدر نہ تھی اسلئے یہ امر قرین مصلحت معلوم ہوا کہ مرہٹوں کے ہاتھ میں اوسکا جانا تو اندیشہ اور خوف سے خالی نہیں۔ بادشاہ میں خود یہ قابلیت نہیں کہ اونکو اپنے پاس رکھ سکیں۔ اسلئے وزیر کو دینا مناسب ہے۔ منشی ذکاء اللہ لکھتے ہیں کہ اسوقت اس بات پر خیال نہیں کیا کہ بادشاہ نہ اوسوقت ان اضلاع کی حکومت کے قابل تھا جیسا اوسکو یہ اضلاع دیئے گئے تھے۔ اور نہ کبھی وہ اس قابل ہوا ہے۔ مگر جس وزیر کو یہ اضلاع دیئے جاتے ہیں وہ ان

کب اس قابل تہا کہ ان اضلاع پر بغیر انگریزی کی دستگیری کے حکومت کر سکتا - کیونکہ گورنر خود لکھتا ہے کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ اپنے مذہبی ملک کی حفاظت بغیر ہماری استعانت کے نہیں کر سکتا تو ان جدید اضلاع کی کیا وہ خاک کرتا مگر ہان ہم بھول گئے کہ بادشاہ روپیہ نہیں دے سکتا تہا - اور وزیر دے سکتا تہا - اور گورنر کو یہ منظور تہا کہ جو معاملہ ہو اوس سے روپیہ پیدا کیجئے اس لئے اوس نے ان اضلاع کو بھی اپنی ٹکسال میں ڈالکر روپیہ بنایا اور وزیر کے ہاتھ پچاس لاکھ روپیہ کو فروخت کیا جس میں بیس لاکھ روپے نقد لئے گئے - باقی دو برس کے وعدے پر پندرہ لاکھ روپیہ اوسوقت کہ یہ اضلاع اونکے اضلاع میں بالکل شامل ہو جائیں اس ملک کے لینے سے وہ بڑا خوش تہا جس میں چند برس ہوئے کہ سب دیکھ چکے تھے کہ اوس نے اپنے عزیز رشتہ دار کو کیسی بے رحمی اور دغا بازی و بے ایمانی کرکے مروڈالا تہا - اور گورنر نے ۲۶ لاکھ روپے بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کے خراج کے بادشاہ کو دینا بھی موقوف کر دئے اسی مقام پر وزیر سے یہ شرط بھی طے ہوئی کہ جب فوج سرکار کمپنی کی اونکی مدد کو آئے تو اوسکے اخراجات کی یہ صورت ہوگی کہ ایک بریگیڈ کا خرچ دو لاکھ دس ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت اوہ ہوگا - اور بریگیڈ میں اتنی سپاہ ہوگی دو بٹلین گوروں کی - چھ بٹلین سپاہ ہندوستانی کی ایک کمپنی توپخانہ کی - اس فوج کا خرچہ وزیر کے ذمے اوس تاریخ سے ہوگا جس تاریخ میں وہ اون کی حد میں پہونچے گی - اور اوس تاریخ تک ہوگا جس تاریخ تک وہ واپس حد صنع بہار میں آئے - اور اگر کمپنی یا افسران انگریزی وزیر کی فوج کو طلب کرینگے تو کمپنی بھی اوسی طرح اوس کا خرچہ ادا کرے گی - یہ عہدنامہ ۷ ستمبر کو مکمل ہوا - گورنر نے اس ملاقات کے بعد ۱۴ - اکتوبر کو کونسل کلکتہ کو یہ رپورٹ بھیجی کہ وزیر کو عناد دلی روہیلوں سے تہی وہی بھی ملاقات میں اونہوں نے بیان کی اور استدعا کی کہ انگریز اونکی امداد کرکے روہیلوں کے ملک پر قبضہ کرا دیں - گورنر نے بے تامل اس کام کی حامی بھرلی - بلکہ شجاع الدولہ کو اونہوں نے اس کام پر کیا مبلغ علیہ السلام روہیلوں کے ستیاناس ملانے والے تھے اور انگریزوں کے وہ حضرت پیر و مرشد تہے جو وہ کہتے تھے - کمپنی کو اس کام کا کرنا اپنی اغراض کے واسطے ضرور تہا - گو کبھی پیچھے روہیلوں نے کمپنی کو نہیں ستایا - اور کوئی آنے بہانے کی بات نہیں کی - مگر حضرت برائے مصلحت سب کچھ جائز ہے - اوہر انگلستان سے کورٹ ڈائرکٹرز کی چٹھی پر چٹھی آئی کہ روپیہ روپیہ بھیجو

اور سپاہ کا خرچ کم کروا دہر بہان فوج کی تنخواہ کا تنخواہ بر جرمنا فضلون کا لکھا
ہونا کاشتکارون کا بھاگنا۔ آمد کا خرچ سے کم ہونا سوا کروڑ روپیہ کا قرض
پھر اوس کا سود بر سود چڑھنا کیا کیا آفتین تھین۔ یہ وقت بہت نازک تھا۔ اس لئے آپسمین
معاہدہ ہو گیا کہ چالیس لاکھ روپئے نواب وزیر نقد دین اور سپاہ جب تک اون کے
کام مین رہے سارا خرچ اوس کا ماہوار ادا کرین۔ گورنر خود لکھتا ہے کہ اس معاہدہ سے
ایک تہائی خرچ سپاہ کا جب تک وہ شجاع الدولہ کے کام مین لگی رہے گی کم ہو جائیگا
اور چالیس لاکھ روپیہ سے خزانہ معمور ہو گا۔ اور وزیر کے ہم سایہ بد سے نجات ہوگی۔
اور اون کا ملک محفوظ ہو جائے گا۔ انگریزون کو روپیہ کا اور وزیر کو ملک کا فائدہ تہا
مگر بنی نوع انسان کے ایک گروہ شریف کا برباد کرنا اپنے آرام اور فائدے کے لئے
جب تک ضرورت اشد داعی اور عدالت کا مقتضے نہو بڑے حیف کی بات ہی۔ اور ایسی
ہی کاموں کے کرنے والے ظالم اور بے رحم کہلاتے ہین۔ عدالت اور ضرورت
جو اپنے عذرات اس حرکت کے لئے پیش کرتے ہین وہ عجیب و غریب و ضعیف و کمزور ہین
عدل اور انصاف کا یہ کہنا کہ روہیلون کے سرداروں نے رزمو عود کے ادا کرنے مین حیلہ
و حوالہ تلایا یا انکار کیا محض ناانصافی ہے اسلئے کہ یہ رزمو عود ملک کی حفاظت کرنے اور مرہٹون
کے روکنے پر موعود تہا جبکہ مرہٹون کی یورش برابر کہٹکا لگا ہوا تہا۔ اور روہیلون کو اونکی
طرف سے اطمینان خاطر حاصل نہوا تہا وہ ایک ایسے شخص کو روپیہ کیونکر دیدیتے جو پھر بھی ذرا
اونکے دفع کرنے مین اونگلی بھی نہ ہلاتا۔ وزیر ابھی رزمو عود کس منہ سے مانگتے تھے
کہین بھی یہ انصاف ہے۔ روہیلے ایسے شخص کو جو اون کے استیصال کے درپے ہو
کیسے روپیہ دیدیتے اوس آگ کو کیونکر مشتعل کرتے جو اونھین بھسم کرنی اپنے پیر مین
آپ کیون کلہاڑی مارتے پھر عدل اور انصاف کا روہیلون پر یہ الزام لگانا کہ اونہون نے مرہٹونکی
امداد کی تھی محض غلط ہے۔ وہ ساری اپنی سپاہ اُنسے لڑنے کے لئے آمادہ رکھتے تھے۔ مگر
کہین ایسی ضرورت آن پڑی کہ اونھون نے کہا اب ہم بالکل مرہٹون کے ہاتھ سے غارت
ہوتے ہوتے بچے ہین اونکی اس عضب کو دہا کر دیا حق پوچھئے تو روہیلونکے مرہٹونکی مدد کرتے پر
ہی مرہٹے روہیلون کو کبھی کبھی تاراج کرتے تھے۔ اگر یہ ڈنسی نہ جاتے تو وزیر اور اونکی ملک کی خبر بھی مرہٹے اون کے
ملک کا یہ حال کرتے کہ کسی گھر کے چولہے مین آگ اور گھڑے مین پانی تک نہ چہوڑتے وزیر نے اگر

جنسے یہ چیز ے کچھ روہیلونکی مدد کی تو یہ عین اونکی ملک کی حفاظت تھی۔ انگریزونکو روپیہ
کی ضرورت اونپر یہ فرض نہین کرتی ہی کہ وہ روہیلونکا استیصال کرین اسیطرح کرنا
تو عقلا بھی نامناسب تھا مگر رز خود لکھتا ہی کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہی کہ وہ اپنے قدیمی
ملک کی حفاظت بے استعانت انگریزون کے نہین کرسکتا اس لیے اوس کا ملک بڑہنا سرکار
کمپنی کی گردنپر ملک کی حفاظت کا بوجھ رکھتا ہی۔ نارس ہی گورنر کلکتہ کو گیا اور تمام معاملات کی
کونسل اور کورٹ ڈائرکٹرز کو اطلاع دی۔ مگر روہیلونکے استیصال کی خبر مخفی رکھی اور شجاع الدولہ کو
اپنی طرف سے اوس کے لئے اوکساتے رہی۔ ہسٹنگز جو ہندوستان کا گورنر جنرل تہا اور اپنی
کونسل کے ساتھہ شریک ہوکر سارے انگریزی علاقونکا حاکم اعلے تہا اوسکی کونسل مین پہلے
یہ لوگ ممبر مقرر ہوتے تہے فرنسس جو بعد اسکے سر فلپ فرنسس ہوا اور کرنل مون سن
اور جنرل کلیورنگ اور بارول کلکتے مین آکر ہسٹنگز صاحب نے ایک اور برا کام کیا جس کے برے
عمدہ عمدہ نتیجے حاصل ہوے۔ ابتک یہ دستور تہا کہ ہندوستانی ریسون سے جو خط کتابت
ہوتی تھی وہ اون افسران جنگی سے ہوا کرتی تھی جو وہان اوس مقام پر ہوتے تھے اس سبب سے
سارا اختیار افسران جنگی کے ہاتھہ مین تھا اس لیے گورنر جنرل نے بیان کیا کہ اسطرح بھی کوئی
اندیشہ نہین ہی۔ مگر وہ خالی از تکلیف نہین۔ بہتر یہ ہی کہ ریاست ہاے غیر سے جو سول گورمنٹ
کا افسر ہو وہ خط وکتابت کیا کرے۔ اونہون نے یہ بھی ذکر کونسل کے روبرو کیا کہ مجھ مین اور شجاع الدولہ
مین باتفاق راے یہ امر قرار پایا ہی کہ خط وکتابت کے لیے اور بہت سے معاملات کے انفصال کے
واسطے جن مین تجربات سے جہیلا پڑجاتا ہی ایک جنٹ مقرر ہو کہ وہ ہمیشہ اونکی ساتھ رہا کرے اور
اوسکے مقرر کرنے کا نقطہ مجھے ہی اختیار دیا جاے اور مین ہی اوس سے خط وکتابت کیا کرون اور
اوسمین کوئی اور دخل انداز نہو کونسل نے سب باتون کو مان لیا اور گورنر نے مسٹر بھین مڈلٹن
کو کچھہ اوسکی تنخواہ مین اضافہ کرکے ایجنٹ اپنا مقرر کیا۔ کہ وہ شجاع الدولہ کے ساتھ اپنی اور
حفیظہ خط وکتابت شجاع الدولہ سے کیا کرے۔ کچھہ عرصے کے کونسل کے ممبر وہین ہی فرنسس
اس بات پر کہ تمام تجربات معاملات اودہ کی ہسٹنگز صاحب نے اوسکو ندکہا مین افروختہ خاطر ہوکر
ہسٹنگز سے سخت دشمنی کرنے لگا۔ اور اوسکی ساری تدبیرون کو کاٹنے لگا۔ اور مونسن اور
کلیورنگ بھی اسی کا دم بھرنے لگے۔ اسلئے کونسل مین انکا فریق غالب تہا اور صرف بارول جسنے
ہندوستان مدت تک کام کیا تہا ہسٹنگز کا طرفدار تہا۔ فریق غالب نے مڈلٹن صاحب کو لکھہ بھیجا کہ تم ہم سے

ساری حظ وکتابت رکھو اور پھر تمہارے دونون عہدہ بحویز ہوئی کہ اوس کو اودہ سے واپس بلالین ۔ اسپر مسٹر گرے نے کہا کہ یہ حرکت مت کرو اس سے سارے ہندوستانیون کی نظر مین گورنمنٹ کی آشفتگی ظاہر ہوجاے گی اور نواب وزیر جو اپنے ذہن مین بالکل بیسمجھے ہین کہ گورنر جنرل ہی کو سارا اختیار ہے اوسکو ساقط الاختیار جاننے لگین گے اور اس سے تمام حالات مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگا مگر کسی نے نہ مانا چونکہ فریق مخالف کی تعداد زیادہ تھی اس لیے اونکی راے کو غلبہ کرتا تھا گورنر کے سارے اختیارات جاتے رہے ساری گورنمنٹ کا اقتدار مخالف ممبرون کے ہاتھ مین آگیا ۔ مسٹر گرے صاحب کو ناچار نواب وزیر کو لکھنا پڑا کہ اس ایجنٹ کو واپس بھیجدو ایک اور ایجنٹ اونکے پاس پہنچتا ہے ۔

نواب شجاع الدولہ کا اناوہ وغیرہ محالات پر آپ قبضہ کرنا اور ریاست فرخ آباد کو اپنا خراجگذار بنانا اور نواب محمد خان کو بھی اپنے ساتھ متفق کرلینا

بنارس مین مسٹر گرے صاحب سے ملاقات کرکے شجاع الدولہ فتح آباد کو چلے گئے اسوقت مین ایسی سخت بارش ہورہی تھی کہ پرندون کا اوڑنا دشوار تھا جاڑے کی برسات باقی رہی تھی وہ موسم وہان بسر کرکے شروع موسم سرما مین گنگا پر پل بندھواکر اوس کو عبور کیا ۔ اور دوبے کیطرف کوچ کیا ۔ اور محالات جیکلہ اناوہ وغیرہ پر قبضہ کرنا شروع کیا جو مرہٹون کے قبضے مین تھے انشاے منیر بخش مولفہ محمد منیر ابن غلام سرور مین ایک عبارت مندرج ہے ۔ جس سے اس مہم کی کچھ تفصیل معلوم ہوتی ہے ۔ اس کتاب مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قرب پچاس ہزار پیادہ وسوار کے ہمراہ لیکر ۲۰ ۔ رمضان ۱۱۸۵ ہجری کو فتح اناوہ کا ارادہ کیا ۔ اور اناوے سے چار کوس اسطرف مقام کیا ۔ نواب کا گذر ایک گاؤن مین ہوا یہان چار تلنگون کو لوٹ کھسوٹ مین مصروف دیکھا ۔ نواب نے چارون کی گردن اوڑوادی ۔ کیونکہ نواب نے حکم دی رکھا تھا کہ کوئی فوجی آدمی کسی کو رعیت مین سے نہ ستاے ۔ اسی مقام مین سنا کہ چار پانچ ہزار مرہٹے قلعہ اناوہ مین لڑائی کا سامان جمع کرکے جنگ کے لیے مستعد ہین نواب کی فتح سے

مرتضےٰ خان اور محمد بشیر خان اور لطافت علیخان اور محبوب علیخان نے توپخانہ و فوج لیکر محاصرہ کیا مرہٹون نے بھی دیوار قلعہ پر بارہ توپین چڑہاکر مقابلہ شروع کیا۔ مگر نواب کی فوج نے ایسی دلیری سے حملہ کیا اور اتنی آتشباری کی کہ مرہٹونکی توپ بیکار ہوگئی اور اونکو یہانتک تنگ پکڑا کہ ۲۹۔ رمضان کو اونہون نے اطاعت کا پیام دیا۔ ہری دت پنڈت مرہٹون کا افسر اس قلعہ مین حاکم تہا اوس نے بذریعہ محبوب علیخان کے عفو تقصیر کرکے قلعہ خالی کردیا نواب نے یہین عید کی۔ نواب نے ہری دت کو خلعت عطا کیا اور وہ دکن کو چلاگیا میر سید علی داروغہ پلٹن کو نواب نے لڑائی کے وقت یہ حکم دیا تہا کہ تم دریاے جمنا کو عبور کرکے اوس پار مقیم ہو جاؤ تاکہ مرہٹون کی کوئی فوج اودہ سے عبور کرکے قلعہ کیطرف مدد کے لئے نہ آسکے اور نہ اودہر رسد پہنچ سکے اتفاقاً ایک مرہٹہ سردار ہاتھی پر سوار چار سو سوار اور بارہ ہزار اور اونٹوں کے ساتھ اودہر کو آتا نظر آیا سید علی نے اس جماعت کو گھیر کر باڑھ و نہر رکھدیا بہت سے آدمی مارے گئے اور باقی نے اطاعت کرکے ہتیار ڈالدیے میر مذکور نے اونکو رہا نہ کیا۔ بلکہ اوسی حالتمین نواب کے پاس لایا۔ نواب نے اونکے سردار کو خلعت اور دوسرون کو خرچ راہ دلواکر چھوڑدیا۔ اور اون کے مال و اسباب ذاتی سے کوئی مزاحمت نہ کی ۳۔ شوال کو نواب شہر مین داخل ہوے اور یہانپر فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے بہت سے رئیس نواب سے ملنے کو آئے۔ بال گوبند وغیرہ اٹاوے کے ساہوکارون نے نواب کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا جب قلعہ سے لڑائی ہوتی ہے ہماری آبادی کو نقصان پہنچتا ہے۔ نواب وزیر نے حکم دیا کہ قلعہ کو منہدم کردو اور حاکم کے رہنے کی جگہ شہر مین ہوائی۔ اٹاوے کو فتح کرکے فرخ آباد کی طرف کوچ کیا اور اوس کے متصل ٹہیرکر مظفر جنگ خلف احمد خان بنگش کی تالیف قلب کی جسکی عمر اوس وقت ۱۳ خواہ ۱۴ برس کی تھی اور اپنے بیٹے احمد خان بنگش کی تعزیت کے لئے فرخ آباد کو بھیجا اور اوس کو اپنا خراجگذار کرلیا ۱۱۸۳ ہجری مطابق ۱۷۶۹ء مین یہ نواب بنگش اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ ہمکو دریافت نہین ہوئی اوسوقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑہے چار لاکہ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا۔ بعد چندے ایک جزاس خراج کا انگریزی فوج کے کمپنی کی تنخواہ کے لئے مقرر کیا گیا جو کہ فوج مگلڈھ مین مقیم تھی[۱]۔ آرون صاحب تاریخ فرخ آباد سے

---

[۱] دیکھو فرخ بخش وگیان پرکاش ۱۲

یہ معلوم ہوتا ہی کہ رحمت خان مظفر جنگ کا مدار المہام اُادہ فتح کرنے مین بہی شجاع الدولہ کا شریک ہوا تہا نواب مظفر جنگ نے بذات خود اُادہ جانے مین اصرار کیا اور وہان نواب وزیر اوسکی بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آئے اور ہمراہ نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڑہ مین کوڑیا گنج و ہرز و گنج کو روانہ ہوا اوس سال مین محرم کی رسومات اوسی ضلع کے مقصبہ جلالی مین جو کہ شیعونکی بستی ہے انجام دیے گئے ۔ ایک حکایت یہ ہی کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہوگیا ۔ فی الحقیقت اس لڑائی مین نواب شجاع الدولہ نے پرگنات فرخ آباد جنوبی ضلع قنوج مین سے [۱] لگرام وترواد [۲] دھنھیا اور سکت [۳] پور اور کسی قدر حصہ سارخ سے مرہٹون کو بیدخل کر دیا جو حصہ ملک کہ اسطرح سے اودہ مین حاصل کیا گیا تہا وہ کل فرخ آباد مین کالی ندی کے دکہن شامل ہوگیا ماسوائے جہیرا [۴] مو و سکراؤ [۵] کے اور شاید بہت سے حصے سارخ کے ان دو پرگنون مین شامل ہین ۔ بعد ہوڑے عرصے کے الماس علی خان خواجہ سرا جو اوس زمانے کا مشہور شخص تہا ملک فتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا ۔ عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہ تہا کہ اوس نے اپنے ماتحتون کو یہ جرات دلائی کہ راجپوتون کی زمینین جنکے وہ قدیم سے مالک تھے جیسین پرین راجہ تروا اور دھنھیا اور چوہری [۶] بشن گڈھ کو اس کارروائی سے کل جاہ و منصب پیدا ہوا کالی ندی کے جانب شمال جہانتک نواب بنگش کا علاقہ تہا وہان کوئی تعلق اوس ستم کا اور اوس ظالمانہ کارروائی کا نہین ہونے دیا ۔ ریاست مین تفرقہ ہونے سے بڑا اختلاف زراعت کی حالت مین پیدا ہوا ۔ اس مین شبہہ نہین کہ اس دریا کے اوپر کنارے کے رہنے والون کی بہ نسبت دکہن کے کنارے کے رہنے والونپر انتظام حکومت زیادہ تر خراب ہوگیا ۔

عماد السعادت مین لکہا ہے کہ جب نواب مظفر جنگ اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہوگیا ۔ تو حافظ رحمت خان والی بریلی نے مظفر جنگ کو اس مضمون کا خط لکہا کہ بہتر کیا مصیبت آئی تھی جو شجاع الدولہ کی اطاعت کرلی اور ایک مغل کے خراجگذار بنگیے اور ہمانون کا نام ڈبو دیا کاش تمہاری جگہ نواب احمد خان کے لڑکی پیدا ہوئی ہوتی ۔ اگر تم فرخ آباد سے نہ نکلتے ۔ اور اپنی جگہہ پر بیٹھے رہتے تو

---

[۱] تحصیل جہیرا ضلع فرخ آباد مین ہی اوس زمانہ مین اسمین بنگلہ ٹھہا و تروا شامل تھا ۱۲ [۲] تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ [۳] ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ [۴] تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے ۱۲

شجاع الدولہ اپنے اوس لشکر اور خدم حشم کے ساتھ تمہارا کچھ بھی نہ کرسکتے اگر وہ فرخ آباد کا قصد کرتے تو ایک لاکھ پٹھان تمہاری مدد کو مستعد تھے اسقدر خوف اور بزدلی کیون کی فتح اور شکست خدا کے اختیار مین ہے۔ خدا بخشے تمہارے باپ نواب احمد خان نے اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ نواب صفدر جنگ سے جنکی مدد کو تمام ہندوستان موجود تھا مقابلہ کیا اور فتحیاب ہوئے۔ افسوس تمہارے باپ کی روح کو صدمہ پہنچایا اور ہم لوگون کو بے عقل کردیا نواب مظفر جنگ نے وہ خط شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا جو اُسے بیحد ناگوار ہوئے۔ فرخ بخش بن لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ مظفر جنگ کو اپنے ساتھ لیکر ملہدہ اور کوڑیا گنج کے نواح مین پہنچے چند روز وہان قیام کیا اور نواب ضابطہ خان کو نرم و جرب باتین لکھکر اپنے ساتھ اپنے پاس بلایا اور دونون نواب اپنے تمام خدم وحشم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کے متبع ہوگئے۔ حالانکہ اُنکے باپ شجاع الدولہ کو کبھی خیال مین نہ لاتے تھے ہمیشہ مقابلے پر آمادہ رہے انہون نے غیرت و حمیت کو خیرباد کرکے اپنے باپون کا نام ڈبودیا اور شجاع الدولہ کے سلامیون اور مجرائیون مین داخل ہوگئے درجہ امارت و حکومت کو ماتھہ سے کھو بیٹھے

شجاع الدولہ کی نجف خان کے ساتھ جانبازی

۱۱۷۸ ہجری مین نجف خان ذوالفقار الدولہ نے نول سنگھہ جاٹ والی بھرت پور کے ملک کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اور اوسکو شکست دیکر مقابلے سے بھگا دیا نول سنگھہ ڈیگ مین پناہگزین ہوا قلعہ آگرہ آباد پر جاٹون کا قبضہ تھا اور بھرتپور کی ریاست کیطرف سے دانا دہ وہان نجف خان کا مقابلہ کرتا تھا نجف خان نے قلعہ کا بخوبی محاصرہ کرکے محصورین پر بڑی شدت کی اور قلعہ پر توپون سے آتشباری کرائی شجاع الدولہ نے نجف خان کے ہاتھ سے نول سنگھہ کی ہزیمت کی خبر سنکر یہ خیال کیا کہ اگرہ بھی نجف خان ضرور فتح کرلے گا۔ فوراً فیض آباد سے کوچ کرکے اُمادہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور چونکہ اونکو ذوالفقار الدولہ کیطرف سے بیحد کدورت تھی اسلئے ایلچ خان کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر عرض کرایا کہ اس خانہ زاد کے ذریعہ سے جاٹون کا سرکش قتل فرمایا جائے اور اونکا قصور معاف ہوجائے۔ حضور کی خوشنودی نول سنگھہ کی بڑی آرزو ہے۔ بادشاہ نے اس موقع بڑی دانائی کی کہ شجاع الدولہ کی

۴ اور دونون نے عار کو بھی بالائے طاق رکھدیا اور نجف خان کے ساتھ ہوگئے

درخواست پر التفات نہ کیا ذوالفقار الدولہ سے محمد الدولہ بہی رہنے [illegible] نے
نواب ضابطہ خان کو موافق کرکے اور بادشاہ سے عرض کرکے ملک [illegible] جاگیر نواب
ضابطہ خان کے سپرد کرادیا ضابطہ خان وہان جاکر ذوالفقار الدولہ کی مدد ہاتھ داری
کی فکر کرنے لگے۔ جبکہ وزیر نے دیکھا کہ میر اداؤں نہ چلا تو انتہائے ریاکاری سے دلی
دشمنی کو ظاہری دوستی سے بدلدیا۔ اور ذوالفقار الدولہ سے محبت کا سلسلہ جاری کیا
اور اوس سے ملاقات کرکے بیولیر صاحب فرنگی کو تو بجانہ اور پلٹن دیکر اور نسبت علی خان کو
ہمراہ کرکے مقام[1] اٹاوہ سے اکبرآباد کے قلعہ کے فتح کرنے میں مدد دینے کو بھیجا اور
اسوجہ سے بادشاہ کا دل ذوالفقار الدولہ سے مکدر ہوگیا کہ ہماری مرضی کے بغیر وزیر سے
کیوں اتفاق کیا[2] غرضکہ شجاع الدولہ ملک میانہ دوآب پر قبضہ کرکے فرخ آباد ہوتے ہوئے
گنگا کو عبور کرگئے اور حافظ رحمت خان سے لڑائی کا بندوبست کرنے لگے۔ نواب نجیب الدولہ
کے مرنے کے بعد سارے روہیلوں میں کوئی شخص حافظ رحمت خان کی برابر سمجھدار اور
دانشمند نہ مانا جاتا تہا۔ مگر اسوقت وہ خود مخمصوں میں مبتلا ہورہے تہے۔ سیر المتاخرین
کا مصنف لکہتا ہے کہ شجاع الدولہ کو روہیلوں کے ساتھ قدیم سے عداوت تہی اسلئے
روہیلوں کے استیصال کا ارادہ کیا۔ اور جسقدر محبت و اخلاص نواب سعد اللہ خان اور
عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے ساتھ اونکو تہا بالکل فراموش کردیا۔ عنایت خان
پانچہزار فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کا شریک تہا جبکہ عظیم آباد پر انگریزوں سے اونکو
جنگ پیش تہی۔ یہ سب احسانات اونہوں نے بالائے طاق رکہدئے۔ اور مسٹر
صاحب گورنر کو تیس لاکہ روپئے رشوت میں دیکر اور فوج خرچ مقرر کرکے حافظ رحمت خان
سے جنگ کرنے اپنا شریک کرلیا۔ گورنر کو اگرچہ کمپنی کی طرف سے یہ حکم نہ تہا
کہ اپنے ملک قبضہ اور شجاع الدولہ کے ملک سے جو کرمناسا اور حدود صوبہ اودہ
والہ آباد سے آگے کو قدم رکہے اور بے سبب دوسروں کا ملک فتح کرنے
کے لئے لڑائی میں انگریزی فوج کو لگائے۔ اور نہ یہ حکم تہا کہ شجاع الدولہ کے لئے کسی کا
ملک فتح کرے۔ اوسکو کونسل کا صرف یہ حکم تہا کہ اگر کوئی شجاع الدولہ سے . . . .

---

[1] دیکہو انشائے فیض بخش ۵۲ و دیکہو مرآت آفتاب نما ۱۲

ملک ... فوج انگریزی مدد کے لئے روانہ کرکے دشمن کے حملون سے اوس ملک کو محفوظ رکھے اور اگر وہ انگریزون کا دشمن بنگالہ اور عظیم آباد مین قدم رکھی تو شجاع الدولہ انگریزونکی شرکت کرین کیونکہ سرکار کمپنی نے سمجھہ رکھا تھا کہ پٹھانون کا ملک ہمارے اور شجاع الدولہ کے ملک کا سدّ راہ اور فیصلہ ہے جو کوئی اوده کا قصد کرے گا پہلے روہیلے ہی اپنے بچاو کے لئے اوس سے لڑینگے مگر گورنر بعض فوائد کی وجہ سے شجاع الدولہ کا شریک ہوگیا۔

اپنے دوست انگریزونکی مدد سے شجاع الدولہ کی روہیلکھنڈ پر چڑھائی حافظ رحمت خانکی تباہی

جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلونکو اوسی طرح غافل پایا جیسے سال بھر قبل مرہٹونکی چڑھائی کے وقت پایا تھا تو ان چالیس لاکھہ روپیون کے پورا کرنے کے واسطے جو بوجہ عہدنامہ کے مرہٹون کے مقابلے مین مدد دینے کی بابت روہیلون سے وہ طلب کرتے تھے اور حافظ رحمت خان نے اونکے دینے سے انکار کیا تھا بلکہ بعض روہیلہ سردارون نے اس عہدنامے کے اقرار سے بھی مخالفت ظاہر کی تھی روہیلکھنڈ کو اپنے ملک مین شامل کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ نتیجۃ الاخبار اور مرات آفتاب نما مین ذکر کیا ہے کہ شجاع الدولہ نے ۱۱۸۵ ہجری مین شاہ عالم بادشاہ کو بھی لکھا کہ اگر حضور روہیلون کے ملک پر چڑھائی کرین تو ... کئی لاکھہ روپے ایلچی خان کی معرفت نذر کرینگا۔ اور خالصے کے علاقے پٹھانون کے ہاتھہ سے نکال لیگا۔ ذوالفقار الدولہ نجف خان کو بھی اس فوجکشی مین ساتھہ لانا چاہتے۔ حافظ رحمت خان نے جو اپنے ملک سے مرہٹون کے نکالدینے کے واسطے مجھہ سے کمک چاہی تھی۔ اور اوس کے عوض روپئے دینے کا وعدہ کیا تھا اب اوس رقم کی ادائی مین کج معاملگی کرتے ہین۔ بادشاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھہ روہیلون پر لشکر لیجانے کا وعدہ کرلیا اور اپنی فوج لیکر قلعہ سے روانہ ہوئے۔ دریائے جمنا کے دوسرے کنارے خیمے کھڑے کرائے۔ اور نجف خان کو حکم دیا کہ اوسکی فوج ہماری لشکر کا ہراول رہے۔ اوسی دن بادشاہ کو پتا لگا کہ سیلے وہ تو قلعہ کو لوٹ گئی نجف خان کو فوج دیکر ایلچی خان کے ساتھہ روانہ ہونے کا حکم دیا شجاع الدولہ نے احمد خان بخشی پسر بخشی سردار خان اور محب اللہ خان اور فتح اللہ خان نہاری وغیرہ خانسامان سے بھی اس معاملہ مین سازش کرلی کیونکہ اکثر بدایون کا علاقہ ان لوگون کے قبضہ مین تھا بلکہ انتخاب بادگار سے

ثابت ہی کہ روہیلوں کی نسبت اس خانہ برانداز سازش میں نواب فیض اللہ خان والی رامپور بھی شریک تھے۔ مگر اون پر محض افترا ہے۔

۸۔ نومبر ۱۷۷۳ء کو بکا بک شجاع الدولہ نے گورنر کو لکھا کہ روہیلوں کے استیصال کے واسطے وعدہ امداد کا کیا گیا ہے اور سکا ایفا ہو اس بکا بک درخواست سے گورنر چکرائے۔ اب تک کسی کو کچھ خبر نہ تھی۔ غرض بہت تکرار اور مباحثے کے بعد یہ بات ٹھہری کہ سپاہ کمک کے لئے بھیجی جاوے اور شرائط سپاہ بھیجنے کی وہی ہیں جو گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان طے ہوئی تھیں اسوقت گورنر اپنی مضرت کو دیکھا گیا کہ اوس نے اپنے ہمراہیوں کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ کورٹ ڈائرکٹروں پر یہ بات ظاہر کریں کہ شرائط کمک سرکار کمپنی کے حق میں بہایت فائدہ مند ہیں۔ اور وزیر پر ایک بارگزاں ہیں اس لئے ظن غالب ہے کہ وزیر اونکو منظور کرینگے اور سپاہ انگریزی کو لڑائی میں نہ بھیجنا پڑے گا اس لئے اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو اکثر گورنمنٹ کے اسلئے ارکان کی مرضی ہے کہ لڑائی سے جہانتک ہو سکے احتراز کیا جائے۔ اگرچہ لندن میں کورٹ ڈائرکٹرز نے روہیلوں کی تباہی پر سپاہ بھیجنے پر لعنت ملامت کی۔ مگر بعد سوچ بچار کے آخر کار اوس عہدنامے کو جو بنارس میں ہوا تھا منظور کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب مسٹر ہیسٹنگز کے گورنری ہندوستان سے مستعفی ہونے کے بعد ولایت کے بوس آفس کا منٹز (دیوان دکلاے عام) میں ۴۔ اپریل ۱۷۸۶ء کو اوپر اس واقعہ کے لئے سرکار کمپنی کی فوجے شجاع الدولہ کی مدد کرنے پر سخت الزام لگایا گیا۔ تو ۲۔ جون ۱۷۸۶ء کو یہ الزام یوں صحیح ہوا کہ اوسکو کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کر لیا تھا۔

اس معاہدے کے عوض میں شجاع الدولہ نے انگریزوں کو چالیس لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا تھا سرکار کمپنی کی سپاہ بنگال کے تین بریگیڈ میں سے جو دوسرا بریگیڈ الہ آباد میں رہتا تھا۔ اوس کو حکم ہوا کہ شجاع الدولہ کے لشکر سے جا کر ملے۔ کرنیل چیمپین جو کمانڈر انچیف تھا اوسکو سارا لڑائی کا انتظام سپرد ہوا وہ وسط فروری ۱۷۷۴ء میں لشکر لیکر چلا۔ ۲۴۔ فروری کو شجاع الدولہ کے ملک میں پہنچا۔ شجاع الدولہ شاہ آباد ضلع ہردوئی میں جو اونکی سرحد پر واقع تھا۔ انگریزی فوجے ملے۔ اون کا ارادہ روہیلکھنڈ پر چڑھائی کرنے کا فرخ آباد کی طرف سے مصمم ہوا تھا چنانچہ اپنے فوجی افسر خواجہ لطف اللہ کو فرخ آباد کی جانب سے گنگا کی طرف فوج بڑھانے کا حکم دیا اور رام گھاٹ پر کشتیوں کا پل تیار کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اور آخری مانگ روپیہ کی بابت دھمکی کے ساتھ حافظ رحمت خان کو لکھی گئی۔ حافظ صاحب اس کارپردازی سے آگاہ

ہو کر لڑائی کا بندوبست کرنے لگے ۔ مگر اسوقت روہیلکھنڈ میں طوفان بے تمیزی برپا تھا محب اللہ خاں اور فتح اللہ خان وغیرہ اولاد دوندے خان احمد خان و محمد خان وغیرہ پسران بخشی سردار خان اور احمد خان و اعظم خاں وغیرہ ابناے فتح خاں خانساماں نے حافظ صاحب کے ساتھ عجیب ناہمواری کا برتاؤ کرنا شروع کیا تھا ۔ اونکو خیال میں نہیں لاتے تھے اور ہر ایک اپنے آپ کو رئیس مستقل جانتا تھا ۱۱۸۵ھ ہجری کے آخر سال میں شجاع الدولہ کی طرف اون لوگوں کے دل ایسے مائل ہو گئے تھے ۔ اور اونکی حیرانبخشی کے درختے نہایتک انکے دلوں میں نشو و نما کی تھی کہ حافظ صاحب سے باطن ہو گئے ۔ اور اسی خیالات سے بعض نے علانیہ اور بعض نے خفیہ شجاع الدولہ سے موافقت کا عہد و پیمان کر لیا تھا ۔ چنانچہ محب اللہ خان اور فتح اللہ خان نے قرآن پر شجاع الدولہ کی طرف سے یہ مضمون لکھکر کہ میں روہیلکھنڈ کا مالک ہو گیا تو تمہاری مرضی کے موافق تمہارے ساتھ سلوک کیا جائے گا ۔ شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اور یہ چاہا کہ وہ اسپر مہر کر دیں ۔ وہ تو یہ دن خدا سے چاہتے تھے منظور کر کے مہر کر دی اسیطرح احمد خاں بخشی نے بھی اپنے مطالب پر شجاع الدولہ سے وعدہ لے لیا تھا ۔ اور خود وعدہ کیا تھا کہ حافظ رحمت خاں کی شرکت نہ کرونگا ۔ اسیطرح حشمت خاں نے جو انکی نامی اور معزز رسالدار تھا حافظ صاحب اوس کو پندرہ سو روپیہ ماہوار ذات کے اور رسالہ کی تنخواہ علیحدہ دیتے تھے ۔ اور چند گانوں جاگیر میں دے رکھے تھے ۔ شجاع الدولہ سے خفیہ سازش کر کے پچاس ہزار روپیہ کی ہنڈی طلب کی ۔ جب شجاع الدولہ نے ہنڈی بھیجدی تو اونکے پاس چلا گیا ۔ حافظ صاحب ان تمام حالات کو معلوم کر کے تعجب کرتے تھے اور کسی سے تعرض نہیں کرتے تھے ۔

جب حافظ صاحب نے یہ خبر سنی کہ شجاع الدولہ کا قصد فرخ آباد کی جانب سے روہیلکھنڈ پر چڑھائی کرنے کا ہے ۔ اسواسطے حافظ صاحب اپنا سامان درست کر کے ۱۱ محرم ۱۱۸۸ھ ہجری کو لڑائی کے عزم سے قلعہ بریلی سے نکلے ۔ اور آنولے میں پہنچکر وہاں لڑائی کا جھنڈا کھڑا کیا ۔ اس جھنڈے کے نیچے روہیلہ سردار بہت کم جمع ہوئے ۔ کچھ راجپوت چھوٹے چھوٹے جاگیردار اور میاں دوآب یعنی فرخ آباد کے تلش پٹھان شریک ہوئے ۔ نواب فیض اللہ خاں والی رامپور پانچہزار سوار اور پانچہزار پیادوں کے ساتھ رامپور سے حافظ صاحب کے پاس چلے گئے ۔ اور اون کے بھائی محمد یار خان اور اونکے بھتیجے نصر اللہ خاں بھی دو دو

ہزار آدمیونکی جمعیت سے پہنچ گئے۔ ہفتے کے بعد احمد خان پسر بخشی سردار خان اور احمد خان پسر فتح خان خانساماں بھی حافظ صاحب کے لشکر مین شامل ہوگئے۔ مگر یہ دونون باطنا ہی چاہتے تھے کہ حافظ صاحب ماری جائین کیونکہ حافظ صاحب نے روہیلکھنڈ کے ہر ایک رئیس کو اپنی طرف سے میدل کر رکھا تھا۔ اور ہر ایک سے بے موجب مواخذہ کرتے تھے۔ غرضکہ تھوڑی عرصے سے روہیلکھنڈ مین عناد و عداوت کا ایک زہریلا مادہ پیدا گیا تھا اور ہر ایک دوسرے کی بربادی کیطرف مصروف تھا۔ اور دوسرے کی خرابی کے لئے غیرون کو کھینچ لاتا تھا۔ محب اللہ خان اپنے دو بیٹون کو اس لڑائی مین اول سے شریک نہوتے۔ کیونکہ انکو حسب دلخواہ رحمت خان کی مدد کرنے کا خیال تھا اوسی قدر شجاع الدولہ کے معاہدے کا پاس تھا یہ دونون سردار نواب شجاع الدولہ کی چکنی چپڑی تحریرون اور علام محمد کی جرب زبانی پر کہ قرآن مجید لاکر عہد و پیمان کیا تھا حافظ صاحب سے باطنا منحرف تھے اسکے علاوہ انکے پاس سامان درست تھا نہ روپیہ تھا سپاہ فقر و فاقہ کی وجہ سے گریبان گیر تھی اس لئے ان دونون بھائیون نے روپیہ نہونے کا عذر پیش کرکے حاضری سے مجبوری ظاہر کی اوسی کہہ بھیجا اسپر بھی وہ لوگ جو شجاع الدولہ سے ملے ہوئے تھے سامان سفر کی تیاری کا بہانہ کرکے اپنے مقامون سے نہ نکلے۔ مو فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے بہادر نوکر بے نوکر تنگ قومی کی وجہ سے جوق جوق آکر جمع ہونے لگے جب جمعیت زیادہ ہوگئی تو منافق بھی اپنے بیگانون کی طمع و تشفی کی وجہ سے تھوڑی تھوڑی جمعیت کے ساتھ آنے لگے۔

مجموعہ حافظ رحمت خان آنولے مین اپنی سامان جنگ کی درستی مین مصروف تھا اوسوقت شجاع الدولہ کرنیل چمپین نے یہ صلاح دی کہ دشمن کے علاقے مین یعنی رام گھاٹ پر گنگا کے پل کی تیاری مناسب نہین اپنے ہی علاقے مین پل تیار کرکے سیدھے اپنے ملک سے روہیلکھنڈ مین داخل ہوین اسلئے کہ سیدھی اچھی طرح اپنے ملک سے پہنچ سکے گی اسبات پر راے قایم ہوکر شجاع الدولہ نے گھاٹ نانمبر پر پل تیار کرایا۔ اور انگریزی فوج کے ساتھہ جس کا افسر کرنیل چمپین تھا روہیلکھنڈ کی جانب روانہ ہوئے۔ نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ اور مظفر جنگ پسر نواب احمد خان بنگش بھی ایک ایک ہزار سپاہ کے ساتھہ شجاع الدولہ کی شریک ہوئے شجاع الدولہ گھاٹ پر پہنچکر رامانکو

دیکھو تاریخ فرخ آباد مولفہ ولی اللہ۔ و سیر المتاخرین فرخ بخش و اخبار و تذکرہ حکومۃ المسلمین وغیرہ

جو حافظ الملک سے منحرف کردیا شجاع الدولہ نجیب - روہیلکھنڈ کی سرحد پر پہنچے تو اتمام حجت کے لئے
ایک تحریر روہیلوں کی طلبی مین حافظ رحمت خان کو اور بھیجی گئی اونہون نے اس تحریر کو دیکھکر
اپنی فوج کے ساتھہ مخالف کی جانب بڑھنا شروع کیا اور کیارا کے گھاٹ رام گنگا کو عبور کرکے
فرید پور پہنچے جو بریلی سے مشرق کی جانب سات کوس کے فاصلے پر ہے شجاع الدولہ کی فوج
روہیلکھنڈ مین داخل ہو کر شاہجہانپور کے قریب پہنچی - عبداللہ خان منیرہ نواب بہادر خان
رئیس شاہجہان پور حافظ صاحب کیطرف سے یہان کے انتظام پر مقرر تھا یہ شخص حافظ صاحب
سے علاوہ دوستی رکھنے کے اونکے بیٹے ارادت خان کا سسر بھی تھا جب اوس نے یہ حال
سنا کہ شجاع الدولہ فوج لیکر آرہے ہین تو شاہجہانپور سے تین چار کوس کے فاصلے پر استقبال کیا
شجاع الدولہ نے اوس کو مصلحۃً خلعت عنایت کیا اور ساتھہ لیکر شاہجہانپور سے دو تین کوس
پر مقام کیا - سنا جاتا ہے کہ شاہجہانپور کے پٹھانونکی ہمدردی اور اتفاق بہ نسبت روہیلون کے
لکھنؤ والون سے بہت زیادہ تھا - علاقہ اودھ اور روہیلکھنڈ کے خاص دھورے پر ہونے
کی وجہ سے ہمیشہ جھگڑے اور مباحثے مین رہا کرتا تھا بلکہ روہیلکھنڈ کا علاقہ شجاع الدولہ
کی دست برد مین سہنے سے اس علاقے مین سے تحصیل گولا اور کانٹھہ یعنی شمالی اور مشرقی
حصے پر حافظ رحمت خان کا پورا پورا قبضہ نہ تھا البتہ مغرب کی سمت کا علاقہ بجنوبی پٹھانون کے
تصرف مین تھا -

حافظ صاحب شجاع الدولہ کے شاہجہان پور پہنچنے کی خبر سنکر جو بیس ہزار سوار اور چار ہزار پیادہ انداز
اور ساتھہ توپون کے ساتھہ فرید پور سے روانہ ہوئے اور بھگل ندی کو عبور کرکے میران پور کٹرے کے
مقام پر آئے یہانپر آبادی کے قریب آنون کے باغونمین فوج کا حصار بناکر قیام کیا حافظ رحمت خان
کی طرف سے جسقدر رسد تیار ہوتی تھی وہ اونکے واسطے معین تھی کہ اونکی جماعت روز بروز بڑھتی جاتی
تھی اور انگریزی فوج کے واسطے مضر تھی کہ موسم خراب ہوتا جاتا تھا - آخرکار انگریزی فوج اور شجاع
الدولہ کی فوج نے شاہجہانپور کی جانب اس خیال سے بڑھی کہ روہیلون کو جلدی لڑائی
مین مشغول کرے اور برسلی کے قریب میدان مین پہنچی - اس پیشقدمی سے روہیلون پر ظاہر کیا کہ
مخالف کا ارادہ پیلی بھیت پر دھاوا کرنیکا ہے جہانپر حافظ صاحب کے اہل و عیال موجود تھے اسواسطے حافظ رحمت خان

لہ دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر - ۱۲

اس نوجکو اپنی طرف متوجہ کرنے کے واسطے اپنا حصار چھوڑ کر میدان میں نکل آئے شجاع الدولہ کی فوج ترتیب وار برابر ہتی ہوئی میرا نپور کٹرہ ضلع شاہجہانپور میں آپہونچی۔ جبکہ حافظ صاحب کٹرے سے نکل آئے جو کسی قدر امن کے قابل جگہ تھی تو کرنیل چمپین صاحب جنہوں نے وہ تدبیر بتائی تھی۔ اور نقشہ تیار کرنے میں نہایت قابلیت رکھتا تھا اپنی تدبیر پر ناز کرنے لگا حافظ صاحب کی فوج کی مذکورہ بالا تعداد گزیٹر کے حصہ شاہجہانپور کی جلد میں بیان کی ہے اور کل رحمت میں اونکی سپاہ کی تعداد ۲۵ ہزار بتائی ہے۔ اور اس میں نوکر بے نوکر سب شامل ہیں اور کرنیل چمپین کے بیان سے چالیس ہزار سپاہ ثابت ہوتی ہے۔ اور سیر المتاخرین اور تاریخ مظفری اور تنقیح الاخبار کے مصنفوں نے کہا ہے کہ اونکی فوج پچاس ساٹھ ہزار تھی اور عماد السعادت میں لکھا ہے کہ حافظ الملک کے ساتھ ستر ہزار کے قریب بلکہ اس سے زیادہ پٹھان جمع تھے۔ فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ اس عرصے میں کئی بار آنولے اور ٹانڈے میں نواب فیض اللہ خاں نے حافظ رحمت خاں کو سمجھایا کہ بالفعل نواب شجاع الدولہ سے نہ بگاڑنا چاہیے۔ بڑی بھاری فوج کے ساتھ آتے ہیں اس وقت صلح کر لینا چاہیے۔ حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ کہاں ہے کہ دیکر صلح کروں نواب فیض اللہ خاں نے کہا کہ جسقدر روپیہ مطلوب ہے میں دے سکتا ہوں مجھے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدو میں اون سے بات چیت کر لوں گا۔ اگر ضرورت ہوگی تو روپیہ بھی دیدونگا بہرحال سے سہولت کے ساتھ حصہ رسدی وصول کر لیا جائیگا۔ حافظ صاحب کی موت کا زمانہ قریب آچکا تھا۔ نواب فیض اللہ خاں کا کہنا نہ مانا۔ مگر اس کے خلاف سیر المتاخرین میں یوں لکھا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے اپنے چالیس لاکھ روپوں کا تقاضا حافظ رحمت خاں پر کیا۔ اور لکھا کہ رزم وعدہ بھر بجانے کی مدت گذر چکی اور اب تک آپنے وہ روپیہ ادا نہ کئے۔ اب مناسب یہ ہے کہ وہ روپے جلد پہنچاتے۔ ورنہ لڑائی کے لئے تیار رہنا چاہیے تو حافظ رحمت خاں نے کہ نہایت ہوشیار اور دور اندیش تھے فیض اللہ خان وغیرہ اولاد دندے خاں اور نواب فیض اللہ خاں اور دوسرے سرداران روہیلہ کو جمع کرکے کہا کہ شجاع الدولہ نے اس تقریب پر کہ اونکی فوج انگریزی طریقے پر تیار ہے۔ اور انگریزی فوج بھی اونکی مدد کو تیار ہے۔ ہم سے لڑنے کا ارادہ کیا ہے وہ چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک چھین لیں۔ اونکی اور اونکے مددگار فوجوں کی جنگ سے جہد براہونا نہایت مشکل ہے

بہتر یہ ہے کہ اس بلا کو روپیہ دیکر ٹالدیں کیونکہ اس معاملہ میں حق اونہیں کے ہاتھ میں ہے ورنہ لڑکر مقابلے میں کامیابی حاصل کرنا مشکل ہوگا۔ چونکہ شجاع الدولہ نے فریب کی راہ سے دریوزہ دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بھیجا تھا کہ مجھے تمہارے ملک سے کچھ غرض نہیں البتہ اگر حافظ رحمت خاں کی اعانت کروگے تو تمہارے بھی کینہ قایم ہوگا اس بنا کے بھروسے سے وہ احمق لوگ مغرور ہوبیٹھے۔ اور ان احمقوں نے اون روپوں کے دینے میں جنکے ضامن اونکے اور دوسروں کی طرف سے حافظ رحمت خاں ہوتے تھے پہلوتہی کی[1] اور لڑائی کرنے کے لئے صلاح دینے لگے اور دوسرے نوجوان سرداروں نے بھی اپنے عزور شجاعت کی ترنگ میں آکر اون روپوں کے دینے میں تنگدستی کے عذر پیش کئے۔ اور حافظ صاحب کو لڑائی کی ترغیب دینے لگے۔ اور اون سے شراکت کا وعدہ کیا۔ حافظ صاحب نے بہت سا سمجھایا کہ فرنگیوں کی لڑائی سے بھی بلا ہونا مشکل ہے۔ میدان جنگ میں آبرو سے مردمی جانی رہیگی بھاگتے نظر آوگے۔ انگریزی فوج کی آتشباری تم کو خاک میں ملادیگی چونکہ ان روہیلوں کے ہاتھ سے بے انتہا ظلم ضعیم و مسافر۔ اور ہر قسم کے بندگان خدا پر ہوئے تھے انتقام کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا۔ اون کا وقت آچکا تھا۔ اونکی عقلو پر بیوقوفی کے پردے پڑگئے تھے۔ اسلئے اون محکومین غضب الہی میں سے کسی نے بھی حافظ صاحب کی نصیحت پر التفات نہ کیا۔ اور لڑائی کی ٹھن ہی گئی۔ مگر مولف گلستان رحمت کچھ اور ہی راگ گاتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے انگریزی اور اپنے لشکر کو کنکا پر لڑانے کے ارادے سے اوتارا تو پہاڑ سنگھ نے جو حافظ صاحب کا دیوان تھا کہا کہ روپیہ موجود ہے آپ لیکر شجاع الدولہ کو دیدیجئے۔ اور کرنیل چمپین کو جو انگریزی لشکر لیکر آیا ہے پھیر واپس کیجئے۔ مگر حافظ صاحب نے فرمایا کہ مرنا مسلم ہے۔ میں قرض نہیں لیتا۔ مجھے بھلا یہی عزت کی موت اپنے ملک کی حفاظت کرنے میں کب ملے گی۔ اسلئے وہ اپنی سپاہ جمع کرکے لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ یہ اصل نہیں معلوم ہوتی کہ حافظ صاحب نے لڑنے مرنے ہی پر عزم جزم کرلیا اور مصالحت کا خیال نہیں کیا اسلئے کہ کرنیل چمپین خود لکھتا ہے کہ میرے پاس حافظ صاحب کا خط آیا کہ اب صلح کرادیجئے۔ مگر جب شجاع الدولہ سے اونکا ذکر کیا گیا تو اون کے

---

[1] دیکھو تاریخ مظفری سے بھی یہی ثابت ہے۔

چالیس لاکھ روپون سے بچے دیدے اور اونھون نے دو کروڑ روپے لنگے غرضکہ میدان کارزار مین حافظ صاحب ۹- اور ۱۰ صفر ۱۱۷۱ ہجری کو لڑائی کے لئے سوار ہوے مگر شجاع الدولہ کی طرف سے مقابلہ نہوا- ۱۱ صفر شنبے کی رات کو انگریزون نے تمام شب تیاری کرکے توپخانے کو بڑھاکر لاہی کھیڑے[۵] کے نشیب مین دریاے بھگل کے کنارے پر جما دیا- حافظ صاحب کو اونکی مخبرون نے اوسی رات کو خبر دی کہ شجاع الدولہ نے ہمھون کے کہنے کے موافق لڑائی کے لئے کل کا دن مقرر کیا ہے[۵۱] ۱۱ صفر ۱۱۷۱ ہجری مطابق ۲۳- اپریل ۱۷۵۸ء کو سنیچر کے دن صبح کے وقت نواب شجاع الدولہ نے جنگ کی تیاری کی اونکے لشکر مین ایک لاکھ پندرہ ہزار سپاہ تھی شجاع الدولہ نے بسنت علی خان خواجہ سرا کے ساتھ چودہ ہزار تلنگے بندوقچی اور سید علی کے ساتھہ چار ہزار بندوقچی تلنگے اور توپخانہ مقرر کرکے انگریزی لشکر مین مقیم کیا جو میدان خنگ مین شجاع الدولہ کی تمام سپاہ سے آگے تھا- اور محبوب علی خواجہ سرا کو نو ہزار پیادہ برق انداز کے ساتھ جنکو برق کہتے تھے اور لطف علیخان خواجہ سرا عرف خواجہ لطافت کو سات ہزار پیادہ بندوقچی کے ساتھ جن کو بجیب کہتے تھے بہاری توپخانہ دیکر انگریزی لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر بھیجا اور میر احمد کو ۲۲ ہزار بندوقچیون کے ساتھ جو بائیسی کہلاتے تھے ایک بڑا توپخانہ انگریزی فوج کے عقب مین رکھا اور شجاع الدولہ بذات خاص سوارون کے غول کے ساتھ رزمگاہ سے فاصلہ پر ہٹ کر توپخانے کے پیچھے تھہر- فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ حافظ صاحب کا لشکر آج بالکل لڑائی کے لئے تیار ہوا تھا- حافظ

---

[۵] جام جہان نما مین لکھا ہے کہ مقام لاہی کھیڑے مین دریاے بھگل کے کنارے فریدپور کے مشرق میدان کرک مین جنگ ہوئی تھی- اور عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ کٹرہ کمالزئی خان اور فریدپور کے درمیان مین یہ جنگ ہوئی تھی اور مولف فرح بخش نے ذکر کیا ہے کہ لاہی کھیڑے کے نشیب مین انگریزی توپخانہ قایم کیا گیا تھا- کٹرہ تحصیل تلہر ضلع شاہجہانپور ممالک مغربی وشمالی مین شاہجہانپور بریلی کی پختہ سڑک پر تلہر سے چھہ میل اور شاہجہانپور سے اٹھارہ میل کے فاصلہ پر آباد ہے- آجکل یہ قصبہ تحصیل تلہر کا چھوٹا سا پرگنہ ہے- اور روہیلکھنڈ ریلوے کا اسٹیشن بھی اس قصبے مین موجود ہے- ۱۲

[۵۱] دیکھو گل رحمت ۱۲

صاحب یہ سمجھے کہ ہم دو دن تک لڑائی کے لئے سوار ہوئے کوئی مقابلے کو نہ آیا شاید ہمارا مقابل ڈر گیا پس آج سوار ہونا کیا ضرور حافظ صاحب اپنے اوراد و وظائف میں مصروف تھے کہ انگریزی لشکر اور شجاع الدولہ کی فوج تیار ہو کر میدان میں آگئی۔ حافظ صاحب نماز اشراق پڑھنے پائے تھے کہ ہرکارہ خبر لایا کہ انگریزوں نے آپکے لشکر کے مقصل تو پخانہ جا دیا ہے اور لڑائی کے لئے کھڑے ہوئے ہیں حافظ صاحب گھبرا کر پالکی میں سوار ہوئے اور نواب فیض اللہ خان کے ڈیرے میں آئے۔ اور اون سے مشورہ کیا۔ حافظ صاحب نے نواب فیض اللہ خان سے کہدیا کہ بھائی اگر ہمکو شکست ہو جائے اور میں مارا جاؤں تو تم لڑائی نکرنا اور پہاڑ کی جانب چلے جانا وہاں کہیں میں وہاں سے بہتر کوئی جگہ امن کی نہیں اور جو کوئی میرے بیٹوں میں سے تمہارے ساتھ جانے کا ارادہ کرے تو اُسے بھی ہمراہ لے جانا ابھی تک روہیلوں کا لشکر پورے طور پر درست ہوئے اور سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ نقارہ بجانے کا اور عہدہ داروں کو تیار رہنے کا حکم بھی عام طور پر نہ دیا گیا۔ سائیس گھوڑے لیکر اور ساربان اونٹ لیکر گھاس چارے کی فکر میں اور بیوپاری رسد کی تلاش میں چلے گئے۔ آج بڑی غفلت روہیلوں کے لشکر میں رہی دشمن لڑائی کو سر پر موجود ہے اور یہاں ابھی مشورہ ہو رہا ہے۔ پھر حافظ رحمت خان کو خبر ہوئی کہ مستقیم خان ابن شیخ کبیر سے فیض کا مقابلہ بھی ہو گیا جو بقول مولف گلستان برکات حافظ رحمت خان کے لشکر کے ہراول میں تھے مگر رحمت میں لکھا ہے کہ عین لڑائی کے وقت محب اللہ خان چار سو آدمیوں کے ساتھ میدان جنگ میں پہنچکر مستقیم خان کے غول میں گھس گیا اور احمد خان بنگش میں ہو جانے ساتھ دو تین دن قبل لڑائی سے آیا تھا۔ سب سے اول مستقیم خان نے دو تین ہزار سپاہ کے ساتھ جانب جنوب سے انگریزی فوج پر حملہ کیا۔ اونکے ساتھ کے بہت سے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے مگر بہت سے سپاہی فوج کی زد سے نکلکر تلنگوں کی گولیوں کی باڑھ تک جا پہنچے اور کچھ اول کے صدمے سے ہلاک ہوئے۔ مگر پھر بھی کسقدر دل سے انگریزی لشکر میں گھس گئے۔ اور توپوں پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر جب مدد نہ پہنچی تو کامیاب نہ ہوئے۔ اسیطرح نواب فیض اللہ خان پانچ چھ ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ سیدھی طرف سے اپنے مخالف پر حملہ آور ہوئے۔ اور اوس کے غول میں گھس گئے۔ اور بڑی خونریزی کے بعد مخالفوں سے وہ کامیابی چھین لیا۔ جس کی آرزو میں وہ لڑ رہے تھے۔

اور حوالہ داد سکی آڑ پکڑ کر مندوق وہاں سے لڑنے لگے تنقیح الافبار میں لکھا ہے کہ نواب فیض اللہ خان اور مستقیم خان سبت علی خاں کی فوج سے لڑنے لگے ۔ اور حافظ صاحب انگریزوں کا مقابلہ کرنے لگے جبکہ حافظ صاحب کی فوج انگریزی فوج کے مقابلے میں ہوا ہوئی تو اوسکے توپخانے نے بڑی تیزی کے ساتھ حافظ صاحب کی فوج پر گولہ باری کی کہ نائب احمد خاں پسر سردار خاں بخشی جو شجاع الدولہ کا ہوا تھا بغیر لڑے بھڑے بھاگنے کا خیال دل میں ڈالکر بھاگ نکلا تاکہ رہیلوں کے پاؤں میدان جنگ سے اوکھڑنے لگے ۔ یہ خبر مشہور ہوتے ہی یہاں جوق جوق بغیر تحقیق و تفتیش بھاگ نکلے یہانتک کہ حافظ صاحب کے ساتھ بہت تھوڑی فوج رہگئی جبکہ مخالف نے یہ حال دیکھا تو اوسنے تین طرف سے زور دیا ایکطرف مستقیم خاں پر دوسری جانب نواب فیض اللہ خان پر تیسری جانب حافظ صاحب پر سب گولوں کی خوب بارش ہونے لگی تو خاص حافظ صاحب کے ساتھ کی فوج بھی بھاگنے لگی ۔ اس عرصے میں مستقیم خاں نے کمک طلب کی ۔ حافظ صاحب نے باوجود کمی فوج کے بقدر سپاہ ساتھ تھی اوسی لیکر اوسپر توجہ کی جسکو دیکھتے ہی کہ مستقیم خاں کے قدم میدان سے اوکھڑ گئے ۔ حافظ صاحب دوبارہ انگریزی فوج کے مقابلے کو لوٹے ۔ سواروں کے کئی دھاوے انگریزی فوج کی جانب سے ہوئے ۔ مگر کوئی نتیجے کی بات پیدا نہوئی ۔ عماد السعادت کا مولف کہتا ہے کہ حافظ صاحب نہایت دلیر تھے ۔ اونکی غیرت بزدلی کو قبول نہیں کرتی تھی ۔ اونہوں نے میدان جنگ میں یہ چاہا کہ انگریزی فوج میں گھسکر سب کو تہ تیغ کرکے نواب شجاع الدولہ تک پہونچ جاؤں اونکا یہی فتح اور بہادری کا یہانتک گمان تھا کہ فیض آباد کے محلے اپنے سرداروں پر تقسیم کر دئے تھے ۔ اور کہدیا تھا کہ جس محلے میں داخل ہو وہاں کا تمام مال اسباب اور عورتیں اوسکے لئے معاف ہیں ۔ کرنل چمپین بھی حافظ رحمت خان کی بہادری کی تعریف کرتا ہے ۔ اور لکھتا ہے کوئی چالیس ہزار اونکی سپاہ ہوگی وہ نہایت مردانہ اور دلیرانہ ہمسے لڑے بہت دفعہ روہیلے ہمارے لشکر میں گھس آئے اور اپنی جھنڈے گاڑ دئے تاکہ اورونکو جو حملہ آگے بڑھنے کا ہوا ۔ ہماری توپوں نے اونکو بڑھنے نہ دیا جب ہی تاک اونکو اوڑا دیا ۔ اونکی بہادری کا بیان ناممکن ہے ۔ اونہوں نے سب طرح سے ۔ بعض سپاہگری دکھایا غرض دو گھنٹے اور چھ منٹ تک آدمیو پر توپوں سے خوب آگ برسی ۔ اور کچھ اور منٹ بندوقوں کی گولیوں کے اولے خوب پڑے سپاہی اور گھوڑے اور اونٹ کاغذ کے پرجوں کی طرح اوڑتے تھے دو ہزار روہیلے اور بہت سے سردار میدان جنگ میں راہ عدم کے روبرو ہوئے ۔ مستقیم خاں کے فرار ہونے کے بعد حافظ

رحمت خاں جب اونکی طرف سے لوٹے اور انگریزی لشکر کی طرف آرہے تھے تو کہوڑہ کو آئے بڑھا کر انگریزی فوجکے سامنے آہستہ آہستہ قدم بڑھے انگریزوں نے دور ہی سے توپ کی گولہ اونکے سر پر پہنچا کہ ایسا گولا مارا کہ اونکے سینے میں قلعہ کے محاذی سے لگکر کھا کر قلعے پر گر پڑا تنقیح الاخبار کا مولف کہتا ہے کہ راجہ ہلاسرات پسر راجہ مان راے جو اوسجگہ موجود تھا۔ کہتا تھا کہ گولہ حافظ صاحب کے پہلو کی برابر سے گذرا تھا جسکا ایک نیلگون داغ اونکی جلد پر پڑ گیا تھا قیصر التواریخ میں لکھا ہے۔ عجب بات یہ ہے جسے سب نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اوسوقت حافظ صاحب جامہ ہندوستانی قدیم پر تین قرآن شریف بغل میں دبے ہوئے تھے۔ وہ جامہ قرآن کی برکت سے نہ جلا چھاتی میں ایک سیاہ دھبہ گولے کی دھکا کا لگ گیا تھا جس کے صدمے سے حافظ صاحب گھوڑے سے گر پڑے۔ پگڑی سر سے اوتر گئی۔ خدمتگاروں نے اوٹھا کر سر پر کہی اور منہ میں پانی ڈالا۔ ایک دو دم تھم تھم کر لیے اور دن کے بارہ ابھی نہیں بجے تھے کہ اونکی جان خلد آشیانی احمد خان پسر رفیع خان اپنی فوجکو لئے ہوئے علحدہ کھڑا تھا۔ یہ حال دیکھکر فرار ہوگیا۔ حافظ صاحب کے بیٹے بھی محب خاں اور حافظ محمد یار خان اور محمد دیدار خان اور اللہ یار خان اور عظمت خان یہ خبر سنکر حافظ صاحب کے پاس آئے جبکہ تمام ہمراہی بھاگنے لگے تو یہ بھی میدان سے بھاگ نکلے اور پیلی بھیت کیطرف چلے گئے۔ نواب فیض اللہ خان اسوقت تک اوس گاؤں کی آڑ پکڑے ہوئے لڑ رہے تھے۔ حافظ صاحب کی شہادت کا حال سنکر اوتین رستا نہ خواجہ لطافت کی فوج پر کرکے دیرو کی طرف لوٹے اور یہ ارادہ کیا کہ وہاں پہنچکر فوجکو جمع کرکے حافظ صاحب کے بیٹوں کو تسلی دیکر پھر مقابلہ کرینگے۔ دیر و بیس پہونچ تو یا دل ٹوٹ گئے پڑے تھے۔ بازار لشکر کا تمام و کمال بھی باقی تھا۔ افسوس کیا اور خود بھی اپنی ریاست کیطرف روانہ ہوگئے۔ محب اللہ خان جو عین معرکے پہنچا تھا دو ایک حملے کرکے یہ بھی بھاگ نکلا۔ اسیطرح دوسرے افغان جو انہا لڑائی میں مصروف تھے یہ خبر سن لشکر بھاگنے لگے۔ انگریزوں کی اور شجاع الدولہ کی فوجنے مفروروں کا تعاقب دور تک کرکے بہت سے گولے مارے۔ نواب شجاع الدولہ کو جب یہ خبر پہونچی تو بھی سیر ہو کر لشکر کو انعام دیا۔ اور سواروں کو لوٹنے کے لیے حافظ صاحب کے کیمپ میں بھیجا۔ سلطان خاں برادر

دیکھو گل رحمت ۱۲

مرتضی خان بریچ حافظ رحمت خان کا سر کاٹ کر شجاع الدولہ کے پاس لے گیا جب یہ شناخت کہ یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے تو انہون نے دو بار سجدہ ادا کیا جب سجدے سے سر اونہا یا تو سالار خنگ نے جو شجاع الدولہ کا سالا تہا چاہا کہ انکی پیشانی کی خاک رومال سے صاف کردے شجاع الدولہ نے منع کیا۔ اور کہا کہ یہ خاک میری پیشانی کی زینت ہے الحمد للہ کہ آج اس قوم کی بے انتہا گستاخیون کا جو میرے باپ اور دوسرے مسلمانون کے ساتھہ کی تہین بدلہ خاطر خواہ لے لیا۔ اور حافظ صاحب کے سر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ہذا شاہد حال ہی مین ایسا روزہ تمہارے تئے بچا تہا تھا[1] اور سلطان خان بریچ کو ایک ہاتہی اور دوشالہ اور رز نقد عطا کیا۔ اور مرزا طیب بانکے کو ایک لاکھہ روپے دئے نواب ضابطہ خان اور نواب مظفر جنگ بہی شجاع الدولہ کی لشکر مین تہے۔ شجاع الدولہ کے لشکر مین تہے۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سران دونون نوابون کے پاس شناخت کے لئے بجاؤ اور شاہ مدن شجاع الدولہ کے لشکر مین تہے شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سران دونون نوابون کے پاس شناخت کے لئے بجاؤ اور شاہ مدن بیرزادے کو بہی جو حافظ رحمت خان کو پہچانتے تہے دکہاؤ نواب ضابطہ خان نے دیکہہ کر کہا کہ واقعی یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے دوسرے کا نہین اور نواب مظفر جنگ نے یہ کہا کہ ایسی بس[2] و فش (غلط اق)[3] پر جنابعالی کے ساتہہ لڑنے کو آمادہ ہوئے تہے۔ اور شاہ مدن آنکہون مین آنسو بہر لائے اور کہا کہ ہائے یہ اوسی مسلمان کا سر ہے۔ اس بات سے شجاع الدولہ کو بہت رنج ہوا مگر بظاہر تاسف کیا اور کہا کہ اسنے یہ توقع نہ تہی دوسرون کا کام ہے۔ پہر کچہہ دنون کے بعد شجاع الدولہ نے شاہ مدن کو قید کردیا اور اونکی جاگیر جو ایک لاکہہ روپے کے قریب تہی ضبط کرلی اور نواب نے اپنے دستخط سے شفیع علی خان کو اس مضمون کا لکہا کہ شاہ مدن کو مع متعلقات اور مصاحبین کے قید کرکے اپنے پاس بلا بہیجدے[4] شجاع الدولہ نے بالکی خاصہ بہیجکر حافظ صاحب کی لاش میدان سے منگاکر سرادوں کے ساتہہ سلوا کر عزیز خان رسالہ دار کے ہمراہ بریلی کو روانہ کی تکبشنبہ کی صبح کو قاضی مفتی علما۔ شرفا سادات اور فقرا نے جمع ہوکر تجہیز و تکفین کی۔ اور ظہر و عصر کے درمیان شہر کے باہر غربی جانب دفن کیا قبر مین اوتارنے کے وقت تک کرنا سونگہنا جاری تہا اوّلی وفات کی تاریخ یہ ہی فی جنتی خل (۱۱۸۸ ہجری) ایک صاحب نے حافظ صاحب کی ماری جانیکی تاریخ لطافت قطعہ کے ساتہہ اسطرح پائی ہے ؎ جو از لفظ فلتہ تاریخ جستند بنے باقی سر حافظ بریدند

[1] دیکہو فیض التواریخ [2] دیکہو تاریخ اودہ مولفہ رسہای [3] مصطلحات و آئین پرشین وقت کے یہی معنی لکہے ہین [4]

لفظ ظفر کے اعداد پر کہ گیارہ سو اسی ہیں عدد سر لفظ حافظ کے کہ ح ہی ملانے سے سال مطلوب
یعنی ۱۱۸۵ ہجری حاصل ہوتے ہیں ساکن فلسفی ہیں مذکور ہی کہ جس مقام پر شجاع الدولہ کو حافظ
رحمت خان پر فتح حاصل ہوئی تھی اونہون نے وہان گنج آباد کرکے نام اوس کا فتح گنج رکھا۔
گوربہاسے نے اپنی فارسی کی تاریخ اودھ مین لکھا ہی کہ ایک دن شجاع الدولہ نے فرمایا کہ میر
نعیم خان کے ہاتھ سے جو غم و غصہ میرے دل مین ہی اس فتح سے اوس کا ازالہ نہین ہوسکتا
اور نامبردہ ثابت خانیون کا رسالہ دار تھا کہ انا سے مین اوسکو نعیم الدولہ بہادر ثابت جنگ کا
خطاب ملا تھا اور تین ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھ بندیلکھنڈ کو فتح کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا
قطع نظر اوس کے مصارف ذات کے ۲۵ ہزار روپیہ ماہوار اوس کے لئے جو یکصالہ یا دوسالہ
مقرر ہوا تھا باوجود اس کے اوس نے آمد آمد بالاراو مرہٹہ سے کالپی کو خالی کردیا اور سات سو
سواران مرہٹہ اور دو ہزار پوربیلون کے مقابلے کی تاب جو شیوسرن فانون گوے کالپی کے
شریک ہوگئے تھے نہ لایا اور حریف سے منہ پھیر کر ملک دوآبہ مین چلا آیا نواب چاہتے تھے کہ اوسکو
توپ سے اوڑادین اور آپ بندیل کھنڈ کو جائین۔ مگر بہانون کے معاملات کی وجہ سے تامل کیا اور
بسنت کو کمپو کے اودھر بھیجا جسنے وہان جاکر عمدہ کام کیا۔

کرنیل حسین کے قلم سے شجاع الدولہ کا حال

کرنیل حسین صاحب نے بہانون کی بہادری اور دلیری اور جوانمردی کی جو تعریف کی وہ اوپر بیان ہوئی
اب جو وہ شجاع الدولہ کا حال بیان کرتا ہی وہ بھی سننے کے قابل ہی وہ لکھتا ہے کہ مین حیران ہون
کہ کیا کرون شجاع الدولہ کو اس فتح کی تہنیت دون یا اوسکی نامردی پر لعنت ملامت کرون مجھے اوس کا
حال بیان کرنا ضرور ہی تاکہ کرنیل انگریزی جان لے کہ یہ ہمارا دوست ایسا ہی کہ ذرا بھی
اعتبار کے قابل نہین۔ لڑائی سے ایک رات پہلے مینے بعض خاص تدبیرین اوسکی مانگین بھیجی
اونکی لڑائی مین بہت ضرورت تھی۔ مگر اوس نے صاف انکار کردیا۔ اور میرے کام مین اونکو نہ آنے دیا
وعدہ کیا کہ کل مین سارا لشکر لے کر موجود ہونگا اور سب طرح کی مدد کرونگا اور سوار اونکو لیکر پاس
کھڑا رہونگا۔ مگر وہ لڑائی مین پاس کیا آتا دور ہی ٹیلے پر وہان کھڑا رہا جہان سے اوس کو لشکر لیکے
صبح کو دیکھا جب فتح کی خبر پہونچی تو اوسی وقت فوج لیکر میدان مین آگودا اور
سپاہیون کے کیمپ خوب دل کھولکر لوٹا سپر ساہ کمپنی نے جو قاعدہ کی پابندی ہی کہ ہر فتح پر

کہا کہ فتح کی عزت ہمکو حاصل ہے۔ مگر اوسکی منفعت ان لیہ دیکھو لی
اور پنڈت راج صاحب ایم۔ اے کی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب تک لڑائی ہوتی رہی فتح شجاع الدولہ
اور اسکی فوج اس انتظار میں رہی کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور کس کا پاسا زبردست
رہتا ہے۔ اور جب انگریزوں نے لڑائی فتح کی تو روہیلوں کا مال لوٹنے میں منسلک ہو نیکی وجہ
لوٹ پڑی۔ اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ روہیلوں نے جو ملک روہیلکھنڈ میں فتح کیا تھا وہ سب
اونہوں نے ہاتھ سے کھویا۔ اور وہ ملک نواب وزیر کے قبضے میں آیا۔

روہیلوں کی فوج کا شکست پانے کے بعد مقام لال ڈانگ میں پناہ لینا

حافظ رحمت خان کے مارے جانے اور روہیلوں کی فوج کو پوری شکست ہو نیکے بعد انگریزی
فوجیں تین منزل تعاقب کیا۔ ہزیمت یافتوں کے تعاقب کو جہاں تک اسلئے یہ تمام بھاگی ہوئی
جماعت اپنے اپنے گھروں کو زندہ بچ گئی۔ نواب فیض اللہ خاں نے کثرت عقل و دانش اور فراست
دوسرے سرداروں سے ممتاز تھے ہمروزہ چلکر رامپور آئے۔ اور سامان و اسباب اہل عیال لیکر
مرادآباد اور نجیب آباد ہوتے ہوئے لال ڈانگ چلے گئے۔ یہ مقام کوہستان نجیب آباد کی حد
کو اس کے متصل پر شمال کی طرف ہے اور اپنی حفاظت کے لئے مورچے تیار کرائے۔ ہمروزہ اونکے
پاس روہیلوں کی جماعت اکٹھی ہوتی جاتی تھی۔ چنانچہ احمد خاں بنگش اور احمد خاں شاہ سوار
میدان جنگ سے ہمروزہ چلے آئے۔ اور رات بھر زخمی کا تڑپ تڑپکر مرنا اور اپنے
اسباب اور اہل و عیال کو لیکر لال ڈانگ کو چلے گئے۔ اور مستقیم خان کہ نہایت نامدار اندیش
آدمی تھا معہ کہ سے نکلکر بریلی سے اپنے متعلقین کو لیکر لال ڈانگ پہنچگیا۔

دوندیخاں اور حافظ رحمت خاں کی اولاد کا حال

نجیب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں بسولی میں اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے کیونکہ انکی ساتھ
نواب شجاع الدولہ کا عہد و پیمان ہو چکا تھا۔ اور حافظ رحمت خاں کے بیٹے پیلی بھیت
کو بھاگ گئے۔ گلستان رحمت کے مؤلف نے لکھا ہے کہ حافظ صاحب کے بیٹے ذوالفقار خاں کو

بریلی کی حفاظت پر مامور کیے گئے تھے۔ اودھ نے بریلی میں شہزادے مرتب کو جمع کر کے شجاع الدولہ کے پاس ایک سفارت روانہ کرنے کا قصد کیا تھا۔ مگر لڑائی کے ختم ہونے کی بدولت یہ شجاع الدولہ کے سواروں نے بریلی پر قبضہ کر لیا۔ اور حافظ صاحب کے بیٹے نامبنی اونا بجہ کا کوچہ سے پیلی بھیت سے نکلے جنگل والوں کو ۲۲ کوس کے مقام سے نہایت قریب تھا۔ سواری اور باربرداری افراط سے موجود تھی کاش اگر وہ سواری اور باربرداری نہ بھی ہوتی تب بھی پیدل چلتے ہوئے چار پانچ کوس کا جنگل طے کرنا کیا مشکل تھا۔ محبت خاں شاہ ابوالفتح کی معیت میں جن کا ذکر اوپر وقت کے نامی مشائخ میں ہوا یکشنبہ کی صبح شب کے وقت پیلی بھیت سے نکلا اور شجاع الدولہ کے پاس چلنے کا ارادہ کیا۔ اور ذوالفقار خاں بھی جو بریلی میں تھا اسی شب کو دیوان بہادر کے خوبصورت شجاع الدولہ کی ملازمت کے ارادے پر روانہ ہوا۔ جبکہ ذوالفقار خان شجاع الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچا تو ہرکاروں نے اودھی دریافت کیا کہ کہاں کا قصد ہے۔ بیان کیا شجاع الدولہ کے پاس جاتا ہوں۔ انہوں نے شجاع الدولہ کو خبر پہونچائی اور خواجہ لطافت کو ذوالفقار خاں کے پاس بھیجا اور یہ حکم دیا کہ ذوالفقار خاں کو ڈیرہ ملازمت میں لے آئے۔ اوسدن تو ملاقات نہ ہوئی دوسرے دن شام کے قریب محبت خاں بھی شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچ گیا۔ شجاع الدولہ نے محبت خاں کے پاس مرتضیٰ خاں کو بھیجا کہ وہ اوسکو ڈیرہ ملازمت میں لے آئے۔

۱۲ صفر روز شنبہ کی صبح کو شجاع الدولہ سے ذوالفقار خاں اور محبت خاں کی ملاقات ہوئی جب یہ دونوں بھائی نذریں دیکھا کر بیٹھے تو شجاع الدولہ نے تالیف کے لئے فرمایا کہ خوب ہوا تم یہاں آگئے۔ پھر مرزا حبیب بیگ بانکے سے کہا کہ ہم میں اور حافظ جیو میں بڑی محبت تھی۔ یہ دن جو سامنے آیا اس کا خیال بھی نہ تھا۔ حافظ جیو سے بھی کوئی قصور سرزد نہیں ہوا جو کچھ کیا بہادر الدولہ عبید اللہ خاں کشمیری اور خان محمد خان حافظ جیو کے بھائی نے کیا۔ پھر ایک ایک خلعت دونوں بھائیوں کے لئے طلب کیا۔ محبت خاں نے عرض کیا کہ اگر ہمارے سرفرازی منظور ہے تو کل آپ کا لشکر پیلی بھیت میں پہنچے گا وہاں خلعت مرحمت ہو تاکہ یہ حال سنکر سب متوسلوں کے دل مطمئن ہو جائیں۔ شجاع الدولہ نے منظور کیا۔ اور اسی وقت محبت خاں کو پیلی بھیت کو بھیجدیا۔ اور ذوالفقار خان کو اپنے پاس رکھکر پیلی بھیت کی روانگی کا عزم کیا اور محبت خاں کے روانہ ہو جانے کے بعد یہ کارروائی کی کہ شیدی لشکر غلام حبشی کو جو اپنی فوج کے ساتھ پیلی بھیت کی راہ میں مقیم تھا یہ حکم لکھا کہ محبت خاں پیلی بھیت کو جاتا ہے

اوس کو کسی حیلے سے رات کو اپنے پاس بشیر اکر صبح کو ساتھہ لیکر پلی بھیت پہنچکر تمام شہر کا محاصرہ کرلے
کسی کو نہ نکلنے دے۔ سشیدی نے تعمیل کی اور ۱۴ صفر کو پلی بھیت کا محاصرہ کرلیا جو رعایا اور
سے قبل شہر سے باہر نکل گئی تھی وہ بچ گئی باقی سب گھر گئی۔ محمد یار خان۔ اللہ یار خان رحمت
خان غلام مصطفے خان محمد اکبر خان وغیرہ حافظ رحمت خان کے بیٹے کہ سب جوان صاحب عیال
واطفال تھے نواب شجاع الدولہ کی آمد آمد کا حال سنکر خوشی کے مارے جامے مین پھولے
نہین سماتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ نواب شجاع الدولہ اونکے والد کی تعزیت اور اونہین بحالی ملک
ودولت کے لئے آتے ہین اوبار و نکبت اون کے سر پر سوار نہو وہ کیسے دشمن خانہ ان
افاغنہ کے ہندسے سے نکلنے دیتے دامن کوہ کا جنگل یہان سے کیا دور تھا ارادت خان پسر
حافظ رحمت خان اپنے باپ کی شہادت کے بعد محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کے
ساتھہ میدان جنگ سے نکلکر ٹانڈے مین جو آنولے سے قریب ہے پہونچا اور وہان سے
بسولی فتح اللہ خان کے پاس چلا گیا۔ شجاع الدولہ دو تین کوچ کرکے مع انگریزی فوج کے
۱۷ صفر کو پلی بھیت کے متصل پہنچگئے۔ اور قلعہ دوہا کے قریب جہان حافظ رحمت خان کے عیال
واطفال محصور تھے خیمہ زن ہوئے اور ڈھنڈورا پٹوادیا کہ تمام شہر کے باشندے گھوڑے
اور ہتھیار محصولون کو دیکر شہر سے نکل جائین اور اپنا مال واسباب نہ چھپائین۔ سشیدی بشیر کے
آدمیون نے شہر کے لوگون سے ہتھیار و اسباب جسمین کہ بہت سے نکالدئے۔ اور کچھہ قید کرلئے
اسکے بعد شجاع الدولہ نے محبت خان کو حکم بھیجا کہ حافظ صاحب کا خزانہ بتاؤ محبت خان نے
جواب دیا کہ اگر خزانہ ہوتا تو نوبت اس دن کو نہ پہنچتے۔ اس کے بعد یہ حکم دیا کہ ایک دو روز کی
لئے محلسرا خالی کردو اور سب متعلقین کو لیکر لشکر مین چلے آؤ مستورات کا زیور اور دوسرا اسباب
محلسرا ہی مین چھوڑ دیا جائے تاکہ ہمارے آدمی خزانہ تلاش کرین۔ اس حکم کی بموجب ۱۹ صفر کو
محبت خان نے تمام عورتون اور بچون اور بہانجون سے زر و زیور اور اسباب لیکر سشیدی
بشیر کے سپرد کردیا۔ اور بیسنے کے کپڑے مکانات مین چھوڑ دئے۔ اور خود گھوڑے پر
سوار ہوکر اور ایک پنجی ہاتھہ مین لیکر سشیدی بشیر کے آدمیون کے ہمراہ شجاع الدولہ کے
کمپ مین چلا گیا۔ اسکے بعد سشیدی مذکور کے آدمیون نے حافظ صاحب کے عیال
واطفال کو کشان کشان بیچ سڑک اور رسوائی کے ساتھہ نکالکر رتھہ اور چھکڑون پر سوار کراکر اوس
دیرے مین اوتارا جو انکے لئے شجاع الدولہ کے کمپ مین کھڑا کیا گیا تھا۔ اور بسنت علی خان نے تلنگہ

تین کمپنیان ہمراہ لاکر اوس دیرے کے پاس پاس مقرر کردین اور اس بندوبست کے بعد حسن رضا خان محبت خان کے پاس آیا اور شجاع الدولہ کا یہ پیغام دیا کہ مین تم کو غلب کرکے سرفرازی کا خلعت دون - لیکن نیل کی تکلیف کی وجہ سے جو شب گزشتہ سے پیدا ہوا ہے طبیعت بیچین ہے - اگر ایک دو روز مین آرام ہوگیا تو وعدہ وفا کرون گا - حافظ رحمت خان کے خزانے کی تلاش کے لئے بہت سی زمین کھودڈالے پر بھی کوئی چیز دستیاب نہوئی شجاع الدولہ شیدی بشیر کو حافظ رحمت خان کے کارخانون کی ضبطی اور شہر کی لوٹ کے لئے چھوڑکر اور حافظ صاحب کی اولاد اور عورتون کو ساتھ لیکر جو بریلی کو سع فتح انگریزی آئے - حافظ صاحب کا بہانجا خان محمد خان مع بہائیون کے بریلی مین موجود تھا - اور نواب شجاع الدولہ کی تشریف آوری کی گہربان گن رہا تھا - کہ نواب موصوف آمین اور مجھیر مہربانی وتفضلات مبذول کرین - شجاع الدولہ نے اوس کو مع عیال واطفال گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لیا - محب اللہ خان وغیرہ دوندیخان کی اولادنے - اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم نے جو دوندیخان کی بیٹی تھی یہ واقعات سنے - اور پھر بھی بسولی اور آونلے سے نہ ٹلے

نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو شجاع الدولہ کا تسلی آمیز شے بھیجکر تغافل مین ڈالدینا

نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کی بیگم کو جب حافظ رحمت خان کی شکست کی خبر پہونچی تو اوس نے شجاع الدولہ کے پاس ایک عرضی بیان حسن شاہ کی معرفت اس مضمون کی بھیجی کہ اس بیوہ کے باب مین کیا حکم ہے - میرا کوئی وارث نہین ہے - اگر میری ضبطی اور تاراجی منظر ہے تو حکم ہو کہ اپنا تمام سامان بارکراکے آپکے لشکر مین بھیجدون - اگر میری حرمت محفوظ رہنے کا اقرار کیا جائے تو مین نئی حکومت کی فرمانبرداری مین حاضر ہون میرا بھی آپ پر حق ہے کیونکہ مین آپکے بھائی سعد اللہ خان کی ناموس ہون جسنے آپ کے بڑے بڑے کام کئے مین اس درخواست پر نواب شجاع نے کئی شفے بیگم کے پاس اطمینان دینے والے مضامین کے لکھکر بھیجے - اور شاہ صدق علی کو سبحان سید معصوم کے ساتھ بیگم کے پاس بھیجا کہ بیگم کو ہماری طرف سے دین وایمان کی قسم کے ساتھ مطمئن کردے - اور بیگم کو کہلا بھیجا کہ تم کوشش کے ساتھ

آنولے کے شور وشر کے رفع کرنے میں ثابت قدمی اختیار کرو اور آنولے کی رعایا کو پریشان نہونے دو تمھارے مصارف کے لیئے جو عین اکبری سے مقرر ہیں ہم اس سے زیادہ مقرر کرینگے۔ بیگم ان بیغاموں کی وجہ سے آنولے سے نہ نکلی۔

فتح اللہ خان ابن دوندیخان کا شجاع الدولہ کے لشکر میں حاضر ہونا

فتح اللہ خاں اس خیال سے کہ نواب شجاع الدولہ تک مجھکو دیر نہ لگے بسولی سے کوچ کرکے بریلی کے پاس شجاع الدولہ کے لشکر میں داخل ہوا۔ اور سالار جنگ کی معرفت اوسنے ملا ارادت خان کو بھی اپنے ہمراہ لیگیا جو بسولی میں مقیم تھا۔ اور جسنے اپنے بھائی توکلی گرفتاری کا حال سنکر یہ جانا تھا کہ پہاڑ کو چلا جائے۔ مگر فتح اللہ خان نے اوسکو لیا تھا۔ فتح اللہ خان کے ساتھ بقدر کارندے اور دولت خواہ تھے۔ خان مذکور کو سمجھایا کہ اگر تم کو کشود کار مقصود ہے تو حسین صاحب کی معرفت شجاع الدولہ سے ملو۔ سالار جنگ سے کچھ حاصل نہوگا۔ جس معاملے میں انگریزوں کا قدم درمیان میں ہوگا وہ معاملہ اچھے طور سے سنبھل جائے گا۔ خان مذکور نے کسی کا کہا نہ مانا اور سالار جنگ کی معرفت ملا نواب شجاع الدولہ نے بہت تعظیم وتکریم کی یعنی میاں ہی کے داؤں گھات پورے طور پر اوسکے پسند رہا تھا۔ اوس کو دلیر کرکے نشانہ کی برابر لایا۔ حضت کے وقت شجاع الدولہ نے ارادت خان کو روک کر سالار جنگ کے سپرد کردیا کہ وہ اوسکی خبر گیری کرتا رہے

محب اللہ خان ابن دوندے خان اور ایلچی خاں سے ملاقات

محب اللہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ میرا بھائی فتح اللہ خان نواب شجاع الدولہ کے پاس حصہ ملک دولت کی سند حاصل کرنے کے لئے گیا ہے اور عنقریب اپنے مقصد کو پہنچنے والا ہے تو اوس کو رشک پیدا ہوا اور آپ بھی اپنے ملک ودولت کی سند حاصل کرنے کی آرزو میں

نواب ذوالفقار الدولہ بخت خاں کے پاس روانہ ہوا جو بادشاہ کی سپاہ لئے ہوئے ایلچی خان سفیر شجاع الدولہ کے ہمراہ روہیلوں کے استیصال میں شریک ہونے کو دہلی آرہا تھا اور اسکے پہنچنے سے پیشتر ہی انگریزی سپاہ نے اون کا کام تمام کردیا تھا مرزا کمال شکوہ اونپہ سفر کے گہاؤ نکو عبور کرکے اہرات کے علاقے میں پہنچا کہ محب اللہ خان اوس لشکر میں داخل ہوا اور مگر مچھی اور اور اختلاط پیدا کرنے لگا۔ شجاع الدولہ مرزا کو اور ایلچی خان کو پہلے سے لکھہ چکے تھے کہ دریائے گنگا کو جلدی عبور کرکے بسولی پہونچکر محب اللہ خان کو قید اور بسولی کا محاصرہ کرلیں تاکہ کوئی پٹھان اور کسی پٹھان کا مال و اسباب کہیں نکلنے نہ پائے محب اللہ خان کو اونہوں نے بلا تلاش اور بی جنگ محاصرہ دام بلا میں گرفتار پایا تو بہت خوش ہوئے اور شکر خدا بجالائے۔ ورنہ رستے میں متفکر تھے کہ محب اللہ خان ایک پہلوان آدمی ہے اوسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا۔ اور بے خونریزی کے وہ ہاتھ نہ آئیگا۔ بسولی کا محاصرہ دشوار ہے۔ کیونکہ اوس میں ہزارون پٹھان نواب دندیخان کے وقت کے معرکے دیکھے ہوئے موجود ہیں اسلئے یہ دونوں درتے ہوئے بسولی کی سمت آرہے تھے اور دو تین کوس کا کوچ کرتے تھے۔ اس خیال سے کہ شاید محب اللہ خان سبقت کرکے لڑائی کے لئے آجائے تو عہدہ برا ہونا دشوار ہے۔ جبکہ انکو خبر پہونچی کہ محب اللہ خان آرہا ہے تو بڑی فکر پیدا ہوئی اور ہرکارے اسلئے بھیجے کہ اوس کے مافی الضمیر سے مطلع کریں کہ کس ارادے سے آرہا ہے۔ ہرکارون نے محب اللہ خان کی سواری دیکھہ کر اپنے آقاؤں کو خبر دی کہ محب اللہ خان نہایت سادہ طور پر شادان اور فرحان آرہا ہے اوس کا ارادہ جنگ کا نہیں۔ اگرچہ ہرکارون کی اس تقریر سے کسقدر تشویش رفع ہوئی۔ مگر اندیشہ رہا کہ مبادا دھوکے اور فریب کی راہ سے اسطرح آتا ہو اور لوٹ لے جب محب اللہ خان پاس پہونچگیا تو اونکی روح کا صدمہ رفع ہوا۔ اور ظاہرداری و تالیف کرکے اپنے ہمراہ لیکر بسولی کو آئے اور بسولی پر سپاہ مستولی کرکے اوسکو لوٹ دیا۔ اوس حویلی میں دندے خان اور محب اللہ خان کے اہل و عیال تھے اوسے گھیر لیا۔ پھر بھی یہ جوان سادہ مزاج نجف خان اور ایلچی خان سے مکشادہ پیشانی رخصت ہوکر حویلی میں گیا۔ اور وہان کا حال دیکھکر بھی خواب غفلت سے بیدار نہوا۔ اور اپنی ماں سے محمد نجف خان اور ایلچی خان کے الطاف کے حالات بیان کئے اور گویا یہ سمجھا کہ یہ بہرے اور نلنگے میرے ہی ہیں۔

نواب شجاع الدولہ کا آنولے کو جانا

نواب شجاع کے ہمراہ روہیلہ بریلی میں پہنچے اور یہاں کا بندوبست کرکے آنولے کو روانہ ہوئے اور وہاں پہونچکر جابجا استہارجاری کئے کہ جو لوگ روہیلوں میں ہنوز رام نہیں ہوئے ہیں اونکو لازم ہے کہ اب زیادہ سرکشی نہ کریں اور خموشی کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر بخوف و خطر رہیں اور نواب سعد اللہ خان کی جگہ کنور بوڑھی سربراہ کہڑا کردیا۔ اور آنولہ کا محاصرہ کرکے اہل شہر پر آنا جانا بند کردیا اور رات کو کمونہ کے میدان میں پہنچے۔ صبح کو دونوں فوجیں بسولی کی طرف روانہ ہوئیں۔

محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان کی شجاع الدولہ سے ملاقات

محمد یار خان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے چھوٹے بھائی مہوز زندہ تھے۔ شجاع الدولہ منونے میں مقیم تھے کہ محمد یار خان نقد دو ہزار روپیہ اور جیغہ مرصع لیکر شجاع الدولہ سے کے لشکر میں پہنچے۔ مرزا آغا اور مرزا مغانی کو جنکی مصاحبت آج کل شجاع الدولہ سے گرم تھی یہ روپے اور جیغہ دیکر دین۔ اور اون کی معرفت شجاع الدولہ سے ملاقات کی۔ شجاع الدولہ بڑے اخلاق اور روجوئی کے ساتھ ان سے ملے اور لڑائی کا حال دریافت کیا اور رخصت کی وقت فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں۔ اور کسیطرح کا دلمیں اندیشہ نہ کہیں۔ تمہارے ساتھ اچھی طرح سلوک کروں گا۔ اور رضاجوئی کی غرض سے ایک چوبدار متعین کردیا کہ کوئی شخص ہمارے لشکر کا ان کی حویلی سے تعرض نہ کرے۔ لیکن بعد اس کے جتنی مدت لشکر میں رہے پھر کبھی اون کا حال نہ پوچھا۔ ایکدن محمد یار خان سے دریافت کیا تھا کہ کیا محمد یار خان ہمارے لشکر کے ساتھ آئے ہیں۔ اور کسیطرح کا سلوک شجاع الدولہ نے اون کے ساتھ نہ کیا اتنا احسان ضرور کیا کہ اون کی حویلی اور اسباب اور گھوڑے ہاتھیوں سے تعرض نہ کیا۔ مشیدی بشیر کو جب آنولے کی ضبطی کے لئے بھیجا تھا تو اوس کو حکم دیدیا تھا کہ ہمنے محمد یار خان کا مال و اسباب معاف کردیا ہے کسی طرح کی اون کے سامان کے ساتھ مزاحمت نہو۔ جس وقت مشیدی بشیر آنولے میں پہونچا تو آنولے کے بہت سے آدمی اونکی حویلی میں بنا گھبرا ہوئے۔

شجاع الدولہ کا بسولی پہنچکر دوندے خانکی حویلی کو ضبط کرنا

اب شجاع الدولہ نے منوانے سے کوچ کرکے دریاے سوت کے کنارے جا اتارہ کرلئے اور انگریز بسولی کے قریب پہنچے اور خواجہ بسنت کا کمبوہ دوندے خان کے مقبرے کے قریب اترا شجاع الدولہ نے اپنی فوج کو بسولی کی لوٹ اور غارت کے لئے حکم دیا حسقد رتباہی نجف خانکی سپاہ کے ہاتھ سے باقی رہگئی اوس کو شجاع الدولہ کی سپاہ نے برباد کیا اور شجاع الدولہ نے دوندیخان کی حویلی کے آس پاس نجف خان کے پہرہ کے ساتھ اپنے یہاں سے بھی پہرے کھڑے کردئے۔ جب نواب کو پورا اطمینان ہوگیا تو سالار بیگ کی معرفت فتح اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تم اپنی ماں کے پاس جاکر ہمارا اندیشہ طلب کرو اس دانشمند نے ماں کے پاس پہنچکر شجاع الدولہ کی عنایات اور خصوصیات کی داستان بیان کی۔ اور آپ بھی پیرومین گھر گیا دوسرے روز شجاع الدولہ خود سوار ہوکر دوندیخان کی حویلی مین پہنچے خواجہ سرا اونکو حویلی کے اندر بھیجکر مستورات کا جہاڑا لینا اور مکانات جہڑوانا شروع کیا۔ دوندیخان کے عیال و اطفال اور تمام بچون کو نہایت سختی اور بے رحمی کے ساتھ حویلی سے نکالکر رکھا اور چہلکڑون مین بہاکر قیدیون کے حیمون مین اوتارا۔ شجاع الدولہ ہر روز دوندیخان کی حویلی مین جاتے اور اوسے کہدلاتے۔ اس خیال سے کہ خزانہ اور دفائن نکلینگے۔ مگر خاک نہ نکلا۔ کنوئین مین جو حویلی کے اندر تھے غوطہ خور گہساے۔ اونمین سے چند صندوقچے اور چلکون کے دو تین باٹ برآمد ہوے۔ اس سے سب کو حیرت ہوئی

شجاع الدولہ کا چالیس لاکھ روپے کلکتے کو گورنر کے پاس بھیجنا

فرح بخش مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے چالیس لاکھ روپے جو حافظ رحمت خان کی جنگ مین فوجی امداد کی بابت انگریزون کو دینے کا وعدہ کیا تہا بھیجے۔ اون روپیون کی دو ہنڈیان کرکے

پچیس لاکھ روپے کی ہنڈی مفیض آباد کو مرزا علی کے نام لکھدی اور پندرہ لاکھ روپیہ کی ہنڈی راجہ جیت سنگھ زمیندار بنارس پر بھی اور ان کے پٹنے کے لئے ایک ماہ کی میعاد دی یعنی یہ معلوم کیا کہ ایک ماہ کے اندر روپیہ دیدین - کوہری صاحب اور سنٹی علام باسط یہ روپے دونوں مقاموں سے وصول کرکے کشتیوں مین بار کرکے کلکتہ کو لے گئے اور گورنر کے پاس پہنچائے

روہیلکھنڈ کے قیدیونکی الہ آباد کو روانگی

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کو رقعہ اور جھکڑون مین بھیجکر بریلی اور بیلی بھیت اور آنولہ اور بسولی وغیرہ کے ہزارون بیگناہ نام آور سردارون اور عالمون فاضلون کے ساتھ سالار جنگ کی معیت مین بسولی سے الہ آباد کو بھیجا اور وہان قلعہ مین قید کردیا اور اون کا علاقہ تمام و کمال ضبط کرلیا - محبت خان بھی ان قیدیون کے ساتھ الہ آباد کو بھیجدیا گیا - سو روپے روز حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کے مصارف کے لئے اس تفصیل سے مقرر کئے گئے - پچاس روز محب اللہ خان اور فتح اللہ خان وغیرہ متعلقان دوندیخان کے لئے اور چالیس روپے روز محبت خان اور عظمت خان اور مشک خان اور حرمت خان اور محمد یار خان اور غلام مصطفے خان اور اکبر خان وغیرہ پسران حافظ رحمت خان کے لئے اور دس روپے روز عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے عیال و اطفال کے لئے - ارادت خان اور ذوالفقار خان سعادت علی خان نواب شجاع الدولہ کی سفارش سے محفوظ رہے تھے

شجاع الدولہ کا بسولی مین علیل ہوجانا

شجاع الدولہ کو روہیلہ پر ایسی عظیم الشان فتح جسکے ارمان کو انکے اسلاف قبر مین ساتھ لیگئے مبارک ہوئی - ہفتے عشرے کے بعد مقام بسولی مین انکی ران مین ایک دنبل جسکو ہندی مین بدکہتے ہین نکل آیا جسکی ابتدا کسیقدر پیلی بھیت ہی سے ہوگئی تھی اور مشہور اوس زمانے مین یہ ہوگیا تھا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کی بیٹی کو شب کے وقت اپنے بستر پر بلایا

لہ دیکھو گل رحمت ۱۲

وہ طیرت کی وجہ سے ایک چاقو زہر سے بجھا ہوا اپنے ساتھ لیگئی - اور جب شجاع الدولہ ننگے ہوئے تو اوسکے مار دیا - مگر اس سہرت کی کوئی اصل نہیں[1] اور بعض[2] کہتے ہین کہ شجاع الدولہ نے خواب میں دیکھا کہ حافظ رحمت خان نے میری ران مین نیزہ مارا جب انکھ کھلی تو ران میں درد پایا جسکے صدمے سے ہلاک ہوئے جاتے تھے - مگر صحیح یہ[3] ہے کہ یہ بد بھی جسکا مادہ[4] آتشک سے تہا اور وہ مادہ اتنا بڑہا تہا کہ اوسکی تکلیف اور بیخوابی سے دو تین دن تک کہانا پینا بند رہا رات دن تڑپنے لگے - غش پر غش طاری ہوتا - بیقراری کی حالت میں وہل مذکور کو شکاف دلوا دیا پھر تو اوس نے اور بھی شدت پکڑی - اور سرین کی طرف سے دوسرا منہ کر لیا - پیپ اور لہو بہنے کے شامل آنے لگا - ڈاکٹرون اور ہندوستانی اطبا نے اوس کے معالجے میں نہایت کوشش کی - مگر کسی صورت سے صحت نہوئی - روز بروز ترقی ہوتی تھی - جراح یہاں تک دعوے کرنے لگے کہ کسی لکڑی کو شکاف دیکر مرہم لگایا جاوے تو ہمیں یقین ہے کہ وہ بھی بھر جاوے - خدا جانے یہ کیسا زخم ہے کہ مندمل نہیں ہوسکتا -

شیدی بشیر کا آنولے کی ضبطی کو روانہ ہونا

نواب شجاع الدولہ نے بسولی کے مقام سے بشیر کو آنولے کی ضبطی کے لئے بہیجا - اور اوسکو سمجہا دیا کہ محمد یار خان ابن نواب علی محمد خاں - اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم اور میاں حسن شاہ کی حویلیوں سے مزاحمت نکرے باقی تمام آنولے کو لوٹ لے - یہ شخص شجاع الدولہ کا غلام زرخرید تہا - اور پٹھانوں سے سخت عداوت رکہتا تھا - اوس بیرحم نے پہنچکر تمام آنولے کو تباہ و برباد کر دیا - کوئی تحقیقات نہ کی اپنی آتش غضب میں تر و خشک سبکو جلا دیا - راد ہا کشن ایک عطار تہا اوسکے دونون کان کاٹ لئے اوسکی اس ظلم ناک کارروائی نے تمام آنولے میں تہلکہ ڈالدیا جسکے پاس جو کچہہ موجود تہا اوسنے بے طلب لاکر حاضر کر دیا - ناک کان کے خوف سے کسی نے اپنے پاس ایک حبہ باقی نہ رکہا - یہ روز بھی طرفہ حشر و نشر کا تہا -

مولوی غلام جیلانی خاں کی شجاع الدولہ سے ملاقات

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین [2] دیکھو منتخب التواریخ [3] دیکھو نسخ بخش وغیرہ [4] دیکھو محسن خانی

اور اونکی حویلی کا صبطی سے بچ جانا

مولوی غلام جیلانی خان روہیلون مین ایک ممتاز رسالدار تھے ۔ اور اونکی اولاد اب بھی رامپور مین باقی ہے اور اعزاز رکھتی ہے ۔ حافظ رحمت خان کی شکست کے بعد اونہون نے آنولہ نہین چھوڑا بلکہ اونہین کے اصرار سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم بھی آنولے سے نہین نکلی تھی ۔ مولوی غلام جیلانی خان بسولی مین راجہ بلاسراے کی معرفت شجاع الدولہ سے ملے شجاع الدولہ مولوی صاحب کو اپنے ہمراہ لے گئے اور خبگ کا حال دریافت کرتے رہے ۔ بشیر خان جب آنولے کی ضبطی کو گیا تو اوس نے مولوی غلام جیلانی خان کی حویلی پر بھی پہرہ بٹھا دیا ۔ اسنبابی سب فرق کر دیا مولوی صاحب کے معتمد شیخ لطف اللہ کو قید کر دیا ۔ مولوی صاحب بسولی مین شجاع الدولہ کے لشکر مین موجود تھے ۔ عبد الرحمن خان اور محمد سعد اللہ خان بسران یوسف خان قندہاری کی سفارش بشیر کے پاس آنولے مین لائے ۔ اور اس صورت سے اون کی حویلی واگذاشت ہوئی ایک ہاتھی اور کچھ برتن اور کپڑے ضبطی مین آئے اور جسقدر گھوڑے اونٹ تھے جھکڑے وغیرہ سامان بسولی مین ان کے پاس تھا وہ بھی ان دونون رسالدارون کی وجہ سے محفوظ رہا ۔

شجاع الدولہ نے روہیلون کو ایسی بے رحمی اور بے حرمتی کے ساتھ پامال کیا کہ جسکا درد انگیز مورخون اور پارلیمنٹ کے ممبرون اور کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی محسوس کیا اور ہندوستان کی تاریخ مین جو کوئی ہمدرد بنی نوع انسان اس مقام پر پہونچتا ہے ان حالات پر درد و آنسو بہا جاتا ہے

شجاع الدولہ نے تمام روہیلکھنڈ کو کھنڈیل ڈالا ۔ اور سارے ملک مین ہلچل ڈالدی

اور تمام شہر و بیر جہاڑ و پھیر دی - کرنیل چمپین نے جب یہ حال دیکھا تو گورنر کو لکھا - مگر وہ اُسوقت مجبور تھا کہ نواب شجاع الدولہ سے کوئی عہد اس باب مین نہیں کرتا تھا کہ فتح کے بعد کیا کیا جائے - غرض کرنیل مجبور رہتا - نواب کو سمجھاتا تھا کہ یہ ظلم مت کرو - ہنٹر صاحب نے اپنی تاریخ مین کہا ہے کہ وزیر اودہ نے انگریزونکی کمک سے روہیلون کی کمال بے رحمی کے ساتھ ہمیشہ کا لیشیائی ملکون کی لڑائی مین ہوا کرتا ہے پامال کیا - تاریخ ہندوستان جیمس گرینٹ مین لکھا ہے کہ بہادر حافظ رحمت خان کی موت نے اوسکی ملک کی مصیبت کا فیصلہ کر دیا تھا جو بغیر رحم کے لوٹا جاتا تھا - اور اوسکی بدقسمت باشندی ہر ایک طرح کے مظالم کا شکار رہی - کرنیل چمپین کہتا ہے کہ ہمارا بریگیڈ فتح کے بعد اس افسوسناک منظر کا ایک حصہ رہا تھا اور ایسا منظر دیکھا جو مذکور کے قابل نہین - مولف تاریخ مذکور لکھتا ہے کہ چمپین صاحب کے اس فقرے سے لارڈ میکالے کے اوس کلام کی کچھ تکو ملگئی جو اونہون نے اپنی فصاحت آمیز تقریر مین کہا تھا - وہ یہ تھا - اوسکی بعد خونخوار ہندوستان کی لڑائی خوبصورت وادی اور روہیلکھنڈ کے شہرون مین شروع ہوئی وہ تمام ملک شعلۂ جوالہ تھا ایک لاکھ سے زیادہ آدمی جنگل اور بن مین اپنا گھر چھوڑ کر چلے گئے - اور یہ سمجھے کہ بھوک اور بیماری سے مرنا اور شیر و نہنگ کے منہ مین پڑنا اوس ظالم کے ہندے مین پہنسنے سے اچھا ہے جس کے ہاتھ عیسائی گورنمنٹ نے اونکے جان و مال اور عزت و آبرو و جاروبنجے سب بیچ ڈالے ہین - مولوی ذکاء اللہ صاحب نے تاریخ ہندوستان مین لکھا ہے کہ کیا افسوس کی بات ہے کہ وہ لشکر اور افسر جو اپنی بہادری اور شجاعت کا دعوے کرتے ہون وہ بیگناہون کے مکانون کی آگ مین جلنے اور بچونکو ماؤنکی چھاتیون پر قتل ہوتے ہوئے صاحب عصمت عورتونکو بے عصمت ہوتی ہوئی دیکھا کرین اور اونکی حمایت نکرین اور ظالمونکو ظلم کرنے سے نہ روکین غرض ان بہادرون نے آدمیونکو شیرونکی مہمانی مین بھیجا - اور شیرونکی جگہہ خنزیرون کو بہایا نتیجہ لڑائی کا یہ تھا کہ شجاع الدولہ روہیلون کے ذبح کرنے مین قصائی بن گیا اونکی ننگ و ناموس اور جان و مال کو خاک مین ملا دیا شجاع الدولہ کے دل مین اس گروہ کی طرف سے ایسا کینہ تھا کہ اوس نے گورنر سے پہلے ہی کہا تھا کہ مین اونکا بالکل استیصال چاہتا ہون وہی اوس نے کر دکھایا کوئی قطعہ زمین اس ملک کا ایسا نہ تھا کہ جسکو اوس نے ویرانہ نہ بنایا - جبکہ روہیلونکی لڑائی کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو اوس نے ایک مراسلہ وارن ہسٹنگز کو نہایت خشونت آمیز نا ملایم عبارت مین لکھہ بھیجا - اور خاص اسبات پر کہ وہ روہیلہ کی طرف سے اس لڑائی کو ذرا نہایت تفضیح اور تنبیہ کی -

اس لڑائی پر مورخون اور محققون نے بڑی بحث کی ہے - گلچ صاحب لکھتے ہین کہ ملکی ضرورتون کی اعتبار سے دیکھیے یا اخلاق انسانی کے لحاظ سے غور کیجیے تو میرے نزدیک کوئی کام وارن ہسٹنگز نے

ایسا نہین کیا کہ اوسکی بینیانی پر بدنامی کا طغرا بنایا جاے - مولوی ذکار اللہ صاحب نے اسکا جواب یون دیا ہی کہ اگر ہم کچھ سمجھ رکھتے ہون تو اس امر کو تسلیم کرینگے کہ بُرا کام کرنا اجرت پر بُرا ہی لڑائی بھی ناحق کرنی جب تک دوسرا ہم کو نہ چھیڑے بُرا کام ہی سلسلے روہیلون سے لڑنا بُرا تھا اور روہیلون کے ساتھ لڑنے کا کوئی اور مقصود نتھا - سوا اس کے کہ ایک عمدہ انتظام ملکی کو شجاعت شعار اور معدلت گستر قوم سے لیکر ایک ظالم نامرد موذی کو دیدین گو نہ اس بات کو خوب سمجھتا تھا کہ مین کیا کرتا ہون -

پھر سکوٹ جو اس بدکرداری کے لئے عذر کرتے ہین وہ بدتر از گناہ ہی کہ روہیلے کچھ اصلی متوطن اس ملک کے نتھے یون ہی لٹیرے غارت گر گھس آئے تھے اونکا ملک سے نکالدینا عین عدالت تھی صاحب شنایدا سوقت اپنے تئین بھول گئے - اونکی نزدیک آکر کلکتہ اور مدراس کے انگریزون کو کوئی نکالتا تو بھی انصاف ہوتا - اسوقت ایسے غاصب تو ہندوستان مین سوا مین نوی ہیے اودھ کی سلطنت بھی غصب سے نہ بنی تھی تو کیسے بنی تھی - غرض جو اس فعل کی زشت کرداری کو ڈھانکتے ہین وہ بے شرمی سے اپنا سا منہ لیکر رہ گئے کہولتے ہین -

روہیلون کے علاوہ عام رعایاے روہیل کھنڈ تون برباد ہی

ہلاسرا سے بن دیوان مان راے نے شجاع الدولہ سے دو کرور روپے مین اجارہ روہیلکھنڈ کی ضبطی کا لیا اور آپ اس کام کو اختیار کیا - اوس نے عبدالستار خان کا مکان لوٹ لیا اور شاہ اشرف خان کو کہ آونے مین رہگئے تھے قید کردیا - دولت رام اور لالجی ساہوکار کو بھی باندھ لیا - غربا سکین مرا مفلسا اور گوشہ نشینون پر طرفہ حشر برپا کیا - دیوان کا بھل اور راو پہاڑ سنگھ نے کہ روہیلون کی دولت کے پروردہ یافتہ تھے - اور تمام ملکی و مالی معاملات سے واقف تھے - روہیلکھنڈ کی اضعاف تحصیل پر ذمہ داری کی اور تمام برسون کی باقیات اور سالہا سال کی نقاوی کو رعایا سے جبراً وصول کیا جبکہ انکی تحریر کی موافق روپیہ وصول ہوا تو ساہوکارون بقالون شرفا غربا کو لوٹنا شروع کیا اور سب کو نان شبینہ کو محتاج کردیا - نتیجہ اس کا خود یہی شدہی بشیر کے ہاتھ بہت بُرا پایا - طرفہ یہ کہ دیوان کا بھل کے اعمال بد کی پاداش مین پسران دیوان مان راے اور بنسی دھر اور نانک چند اور بخت مل بھی سزایاب ہوے - ان پر بھی سعاب لیے مین خوب مار پڑی - اور بے حرمت کئے گئے

بہادر سنگھ پر اتنی کشاکش اور لقا صا اور سختی ہوئی کہ صدمے سے مرگیا۔ جی گوپال بسر بہادر سنگھ نے کندن لال گماشتہ بہادر سنگھ کے ہاتھ سے اتنی اذیت اٹھائی کہ محالات کے اجارہ سے دست بردار ہوگیا۔ کندن لال نے چالیس لاکھ روپیہ سالانہ کو بریلی وغیرہ حافظ رحمت خان کے ملک کا ٹھیکہ لیا تھا۔ اور بریلی میں بچہ دن حکومت کرکے عیش و عشرت سے بسر کی۔ جب چالیس لاکھ روپے فراہم نہ ہوسکے تو لقا لون اور ساہوکاروں کو ستانا شروع کیا جنکو حافظ رحمت خان نے برسوں میں آباد کیا تھا اوس نے ان لوگوں کو دو تین مہینے میں ویران اور پریشان کردیا اور کندن لال کو اس کا بدلہ منتقم حقیقی کیطرف سے ملا کہ راجہ سورت سنگھ نے اس کے خاندان کو ضبط کرکے اور خدمات سے معزول کرکے قید کردیا۔

اسلامی مقدس چیزوں کی اہانت و بے حرمتی

شجاع الدولہ کی فتح سے روہیلکھنڈ میں اسلامی آثار کو بہت صدمہ پہونچا۔ فرح بخش کا مولف شیو پرشاد کہتا ہے کہ مسجدیں مدرسوں۔ خانقاہوں اور مقبروں میں تلنگے گوبر سے چوکا لگاتے اور کہانا پکاتے تھے آنولہ نواب علی محمد خان روہیلہ کے عہد میں دارالاسلام تھا۔ اور نواب ممدوح نے بڑی کوشش کے ساتھ آبادی میں ترقی دی تھی قلعہ اور مسجدیں تعمیر کرائی تھیں۔ آنولے کی دینداری پر بلاد اسلام کو رشک تھا۔ شجاع الدولہ کی فتح کے بعد اس شہر کی یہ نوبت پہونچی کہ اخون محمد رحیم کی مسجد میں کہ جو ایک مقدس اور معتبر محل تھے رنڈیاں اور فاحشہ عورتیں رہنے لگیں۔ اور علانیہ مال سمیت بیٹھ کر کسب کراتیں۔ بدعملی میں مشغول ہوتیں۔ اونسی یہ کوئی تعرض نہیں کرتا کہ تم مسلمانوں کے ایک مقدس مقام میں ایسا کیوں کرتی ہو۔ یہ تو والیان اودھ کی روہیلکھنڈ میں حکومت کا اثر تھا اب روہیلوں کی حکومت کی برکات کا حال سنئے۔ جام جہاں نما اور تکملہ ذکر ملوک میں لکھا ہے۔ الصاف یہ ہے کہ اسلام کے مراسم اور دینداری کی باتیں جیسی اس قوم میں جاری ہیں دوسری جگہ نہ ہونگی۔ نماز روزہ اور تلاوت قرآن اور علوم کی تحصیل وغیرہ بڑے اہتمام سے ادا کرتے ہیں۔ حافظ صاحب میں خود بہت سی فضائل موجود تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ علم دین سے واقف تھے۔ عفو اور تواضع اور کرم اور تقوے اور دیانت سے متصف تھے۔

لال ڈانگ کا حال

جب سے روہیلکھنڈ مین بخشی سردار خان فتح خان خانسامان اور دوندے خان وغیرہ کا انتقال ہوکر اونکی اولاد مین نفاق وفساد پیدا ہوا تھا تو اکثر رسالہ داروں اور جماعہ داروں نے گھر مین بیٹھ رہنا بہتر سمجھا۔ بہت دنون سے نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوگئے تھے۔ کوئی تجارت کرنے لگا تھا۔ کوئی کھیتی کرتا تھا۔ جب شجاع الدولہ کے ہاتھ سے آنولے کی تباہی کی یہ نوبت پہونچی تو یہ تمام لوگ اپنے بال بچون کو ساتھ لیکر راتون کو پیادہ پا اپنے مکانون سے نکلے اور چوق چوق لال ڈانگ پر پہونچے اسوجہ سے ایک بھاری جمعیت نواب فیض اللہ خان کے پاس ہوگئی۔ مگر تمام پٹھان نہایت بے سروسامانی کی حالت مین وہان پہونچے تھے۔ بریلی۔ آنولہ۔ بسولی۔ اوجھیانی۔ سنبھل۔ امروہہ۔ پیلی بھیت وغیرہ سے جو لوگ نکلے وہ بیک بینی و دوگوش تھے۔ نہ پہ لباس بھی درست تھا۔ سامان جنگ درکنار تھا۔ تلنگون نے سامان کپڑا بھی بدن پر نہ چھوڑا تھا۔ نواب فیض اللہ خان نے اپنی قوم کی تباہی اور پریشانی ملاحظہ کرکے خزانے کا منہ کھولدیا۔ اور تمام لوگون کو دیا۔ خبر مشہور ہوتے ہی ہزارون آدمی آپکے جھنڈے کے تلے جمع ہوگئی اور نواب مستقیم خان ولد شیخ کبیر کو ایک بڑی فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کے ستانے کے لئے نجیب آباد کی طرف بھیجا۔ گمان ہے کہ شاہ مولفہ راجہ نداس عرف مہولال ساکن قنوج سے معلوم ہوتا ہی کہ شجاع الدولہ نے مستقیم خان کو ایک شقہ اس مضمون کا لکھا کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ اور ہماری نوکری قبول کرو۔ اور ہم تم کو ملک دین گے۔ مستقیم خان نے جواب مین ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ غلام نوکری پیشہ ہے کسی مالک ملک کو آباد فرماکر ملک دینا اور سرفراز فرمانا چاہیے۔ غلام سرکار کا غلام ہے۔ یہہ شجاع الدولہ نے شقہ بھیجا کہ جو تجویز کروگے اوسکو سرفرازی دین۔ اوسوقت مستقیم خان نے نواب فیض اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کا نام لیا بلکہ گل رحمت سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے دوسرے سرداران روہیلہ کی پاس بھی شقے بھیجے تھے کہ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہارے لئے جاگیر مقرر کردین گے مگر کسی نے منظور نہ کیا نواب فیض اللہ خان صاحب نے دیندار پنجابی کی معرفت چمپین صاحب سے خفیہ خط وکتابت شروع کی جبکہ باہم تحریرات خوب جاری ہوگئین تو عبدالرحیم خان داروغہ شتر خانہ کو سفیر بناکر کرنیل چمپین صاحب کے پاس بھیجکر دوستی کو مضبوط کیا۔ اس سعادت کا اصلی منشا یہ تھا کہ نواب علی محمد خان کے باقیماندہ بیٹون مین سے اب بڑے بیٹے نواب فیض اللہ خان ہی ہین۔ اس بنا پر اگر ملک روہیلکھنڈ نواب فیض اللہ خان کے سپرد کیا جائے تو نواب فیض اللہ خان نواب شجاع الدولہ کو اس ملک کا پورا پورا خراج دیتے رہینگے۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک معقول رقم ہر جنگ کی بابت ادا کرین گے۔ اس سفارت کا

مضمون کرنل چمپین نے لارڈ وارنی ہیسٹنگ کی خدمت میں تحریر کیا۔ لیکن انگریزی حکومت نے روہیلکھنڈ کا ملک شجاع الدولہ کے سپرد کر دینے کا پہلے سے اقرار کر لیا تھا۔ اسواسطے لارڈ مذکور نے کرنل چمپین کو جواب دیا کہ تم کو اس معاملے میں دست اندازی کرنا نچاہیے۔ شجاع الدولہ کو مختار ہی اس خط و کتابت اور سفارت کے درمیان میں کئی مہینے گذر گئے۔ گرمی کا موسم ختم ہو گیا۔ اتنے دنوں تک نواب فیض اللہ خان ایک دم کو بھی اپنے بندوبست سے غافل نہ رہے۔ اور جا بجا منادی کرا کر روہیلوں کو اپنے پاس بلاتے رہے۔ یہانتک کہ قریب چالیس ہزار روہیلوں کے لال ڈانگ پر مجمع ہو گئے اس کے علاوہ ناکہ بندی اور خندق وغیرہ کا خوب انتظام کر لیا۔

فرح بخش سے مستفاد ہوتا ہی کہ نواب شجاع الدولہ نے ایک جہازی دعوت انگریزوں کی ترتیب دی تمام لشکر کے صاحبان انگریز کو مدعو کیا۔ اور سب کو کھانا کھلا کر اونکے ساتھ تپاک خوب ظاہر کیا بعد اسکے محمد ایلچ خان کو کرنل چمپین کے پاس بھیجا۔ اور اونکی تالیف کی اور روزانہ بہت سے تحائف اونکے پاس بھیجنا شروع کئے۔ پھر ایک دن یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کی مرضی اور صلاح وقت ہو تو یہاں سے لال ڈانگ کیطرف کوچ کرنا چاہیے کہ بھٹالوں کا مجمع بڑھ رہا ہے۔ برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا کرنل صاحب نے یہ جواب دیا کہ برسات کا موسم ہے روز بارش ہوتی ہی۔ اس صورت میں باربرداری اور توپخانہ کا روانہ ہونا دشوار ہے۔ یہ جواب سنکر شجاع الدولہ نے پچاس ہاتھی اور پچاس جنگی بیڑ چوبہ اور ساربی قنالوں کے انگریزی لشکر میں بھیجدئے اور آخر جمادی الاولی ۱۱۸۸ھ میں شجاع الدولہ نے خود بسولی کی چھاؤنی سے شدت بارش اور سخت علالت کی حالت[1] میں کوچ کیا اور دریا سے سوت کو عبور کر کے خیمہ زن ہوئے۔ اور یہاں ایک مقام انگریزی لشکر کے سامان کی درستی میں کیا۔ اور ایلچ خان کو تحریک کے لئے کرنل چمپین کے پاس بھیجدیا۔ انگریزی فوج بھی بسولی سے روانہ ہوئی۔ اور یہ متفقہ فوجیں لال ڈانگ پر حملہ کرنے کو آگے بڑھیں۔ شجاع الدولہ نے پہلے جناب بجنور میں پہنچکر نجیب آباد اور قلعہ بھرگوہ پر قبضہ کیا۔ اور یہاں کئی مقام کر کے موہن پور کیجانب فوجکو بڑھایا۔ یہ گانوں بھینس گھاٹ ناگل کے قریب واقع ہی۔ اور لال ڈانگ کی کنارہ جا پہونچے اور ڈیرے کھڑے کر لئے۔ اور مورچے قایم کر لئے۔ شجاع الدولہ کے الکاروں نے اپنے آقا سے عرض کیا کہ روہیلوں کا کیمپ یہاں سے سولہا کوس پر ہے۔ اور راہ میں کئی بن حائل ہیں اور

---

[1] دیکھو جام جہان نما ۱۲

اور کانس اتنی بڑی ہی کہ اوس مین ناتھی نہین معلوم پڑتے۔ اور ڈاک کا بن بھی بہت گنجان ہی اور بانس اس کثرت سے ہین کہ پیادہ و سوار کا گذر روہیلون کے مورچون تک دشوار ہے یہان سے تو کوئی صورت ایسی نہین نکل سکتی جس سے روہیلے مغلوب ہون۔ نواب شجاع الدولہ بہت متحیر ہے مصاحبون سے کہنے لگے کہ ہمنے اور آنے مین اتنی جلدی کی۔ پھر معطل بیٹھنا جوانمردی کی خلاف ہی ایسا کام کرنا چاہیے جس سے روہیلون پر ہمارا غالب ہونا اور وہ کھیرا جاہین اسلیے جنگل کو صاف کرانا چاہیے اہلکارون نے جواب دیا کہ ایسا وسیع جنگل صاف کرنے اور اوسکا پہاڑ جھنکار کاٹنے سے قابو مین نہین آسکیگا۔ اگر آپکی مرضی ہو تو کانس کو اسطرح کٹوانا شروع کرین جس سے ایک صاف راستہ نکل آئے اور روہیلون پر حرب غالب ہو۔ شجاع الدولہ نے یہی حکم دیدیا۔ چنانچہ ہلکارون اور ضرورون کے گروہ نے کانس کاٹ کر دو تین کوس تک راستہ صاف کیا اہلکارون نے شجاع الدولہ سے کہا۔ اگر دو تین کوس تک اس طرح راستہ بن گیا تو اس سے کوئی کشود کار نہین ہوتا کیونکہ روہیلون کے پڑاو تک کئی قسم کی لکڑی کے جنگل پڑتے ہین ایسے پیڑ سے بن کا کاٹنا مشکل ہی۔

نواب شجاع الدولہ نے روہیلون کے تنگ کرنے کی دوسری تدبیر یہ نکالی کہ روہیلون پر رسد بند کرنا چاہیے اور اس راہ کو سب نے پسند کیا۔ پہاڑ کی جانب سے جو رسد روہیلون کو پہنچتی تھی وہ اسقدر نہین سمجھی جاتی تھی کہ چالیس پچاس ہزار آدمیون کو کافی ہوسکے شجاع الدولہ نے تمام ضلع اور حصیلدارونکو پروانے بھیجدئے کہ مہاجنون کے پاس لال ڈانگ پر کسی طرف سے غلہ نہین بیچنے دین اور تنقیح الاخبار کا مولف کہتا ہے کہ الموڑہ کا راجہ بھی شجاع الدولہ سے ملگیا تھا اس حکم کی بڑی سختی سے پابندی ہوئی۔ اور اس تدبیر سے ایک قسم کی اذیت محصورین پر گذرنے لگی تمام سپاہی اور دوکاندار مجبور ہوگئے۔ غلہ گران ہوگیا محمد عباس خان سوائی عباس تخلص ابن نہایت خان سولہا برس کی عمر مین اپنے بھائی اخو زادے محمد ارادت خانکے ساتھ نواب فیض اللہ خان کے لشکر مین موجود تھا اوس نے اپنی سوانح عمری مین بیان کیا ہی کہ اسوقت مین ایک روپئے کا سیر بھر غلہ بڑی مشکل سے دستیاب ہوتا تھا مگر اللہ تعالے نے ان مجبورونکی روزی رسانی کا یہ بندوبست کیا کہ ہر دوار کے گھاٹ سے گنگا کو عبور کرکے بیوپاری اور بنجارے غلہ لانے لگے۔ اور اب پھر غلہ ارزان ہوگیا۔

ہرکارون نے شجاع الدولہ کو خبر پہنچائی کہ نواب فیض اللہ خان کے لشکر پر پہلے غلہ کی نایابی سے سختی ہوگئی تھی مگر اب غلہ گنگا پار سے بافراط آگیا۔ اور محصورین فارغ البال ہوگئے اور اونکا یہ ارادہ ہی کہ آپکے لشکر پر شب خون ماریں۔ شجاع الدولہ نے نجف خان ذوالفقار الدولہ کو لکھا کہ آپ

اپنی سپاہ ہردوار وغیرہ کے گھاٹوں کی حفاظت کے لئے معین کردیں۔ اوس نے اپنے چیلے افراسیاب کو بہت سی فوج کے ساتھ بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ کی تجویز کے موافق ہردوار کے گھاٹ کی نگرانی کرے اور غلہ کا ایک دانہ بھی لوگوں کے پاس نہ پہنچنے دے۔ اوس نے ناکہ بندی کرنا شروع کی تاکہ کوئی چیز روہیلوں کے لشکر میں گنگا پار نہ پہنچ سکے اسواسطے اب پھر محصورین پر تکلیف شروع ہوگئی اور بھوک اور بخار نے اونکی جماعت کو روز بروز گھٹانا شروع کیا۔ مگر روہیلے چونکہ پہاڑی قوم تھے وہ اوس میں طاق تھے۔ پہاڑ پر دوڑنے اور پیادہ پا چلنے کے عادی تھے پہاڑ پر جانے لگے۔ اور غلّے کی گٹھریاں خود اوٹھا کر لانے لگے خود بھی کھاتے اور فروخت بھی کرتے۔ البتہ ہندوستانی آدمی بوجہ آرام طلبی کے تکلیف پاتے تھے اب غلّہ ایک روپیہ کا چار سیر فروخت ہوتا تھا۔ گھوڑے خچر۔ بیل دانہ نہ ملنے سے کمزور ہوگئے اور چونکہ ہری گھاس کے عادی تھے۔ ہزاروں تلف ہوئے۔ اور جو باقی رہے وہ بھی نہایت ناتوان تھے۔ سورج کے لوگ کہتے تھے کہ یہاں گھاس چوپایوں کے موافق نہیں۔ البتہ پہاڑی گھوڑوں کو جنہیں گونٹ[1] کہتے ہیں موافق ہے عہدہ داروں کے گھوڑے معمولی راتب ملنے کی وجہ سے فربہ تھے۔ محمد عباس خان کہتا ہے کہ ہر روز مورچوں اور میدان کی جنگ طرفین میں کئی مہینہ تک ہوتی رہی۔

صلح کی تکمیل اور عہدنامہ

روہیلوں کو ابھی تک یہی گمان تھا کہ مخالف کی فوج موسمی بیماری اور آب و ہوا کے نقصان کی باعث بہت جلد اوٹھانے پر مجبور ہوگی۔ مگر باوجود بیماریوں کی کثرت۔ اور روہیلوں کے بے تعداد حملوں کے فوج فاتح نے محاصرے سے دست برداری کا ارادہ نہ کیا اسوجہ سے روہیلوں کے اکثر سردار وں کی رائے صلح کرنے کی طرف مائل ہوئی۔ آخرکار نواب فیض اللہ خان نے کرنیل چمبین کو اس معاملے میں دخیل کر صلح کی بات چیت شروع کی۔ نواب فیض اللہ خان کی خیالات بہت وسیع تھے اور اونکی طلب بہت زیادہ تھی۔ ملک میان دوآب میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی جاگیر اونکے واسطے نواب شجاع الدولہ نے تجویز کی۔ مگر اون کے صلاح کار احمد خان خانساماں نے اون کو اس عطیہ پر راضی نہونے دیا۔ اس تقریر میں بھی ایک مہینہ کا عرصہ صرف ہوگیا۔ اور ہنوز کوئی نتیجہ قرار پذیر نہوا۔ ناچار شجاع الدولہ اور انگریزی فوجیں موضع بوریہ سے آگے بڑھکر دو میل تک روہیلوں کے کئی مورچے توڑکر خراب کردیئے۔ اور پہاڑ کی تلی تک جا پہونچے۔ روہیلوں کو خوف ہوا کہ مخالف کہیں حملہ کرکے پہاڑی پر قبضہ

[1] پہاڑی گھوڑا گونٹ ہوتا ہے جو چھوٹا ہوتا ہے۔ ۱۲ ترک جہانگیری

دوسرے بہاؤ کی جانب سے رسد کی کمی بھی شروع ہوگئی فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ روہیلوں سے فتح سے خلاصہ ملامین یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے تمام روہیلکھنڈ کو فتح کرلیا ہے۔ اب یہاں ان کا تخم یہاں سے اُٹھ جائیگا۔ اور بالسنت بھر زمین انکو نہ دونگا۔ اونکی ناانصافی کا خیال خدا کی طرف سے اونکو ملا کہ سپہ سالار صاحب گورنر نے ایک چٹھی کرنیل چمپین کو لکھی کہ تم فوراً روہیلکھنڈ سے چلے آؤ۔ کرنیل چمپین نے چٹھی کے پہنچتے ہی کالی چرن کی زبانی نواب شجاع الدولہ کو کہلا بھیجا کہ میں اب یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ کانپور کو جاؤنگا۔ جب یہ مضمون شجاع الدولہ نے سنا تو بہت متحیر ہوئے اور نہایت منت پذیری کے ساتھ کرنیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ مجھسے ایکبار نواب فیض اللہ خان کی ملاقات کرادیں۔ اور کالی چرن کو کچھ بطور رشوت کے بھی دیا اور اُسے رخصت کرکے دیوے پر آئے۔ اور اون کو اس بات پر آمادہ کیا چاہا کہ آپ خود نواب فیض اللہ خان کے پاس جاکر اونہیں سمجھا کر میرے پاس یا اپنے لشکر میں لے آئیں۔ اور کالی چرن کو پیشتر سے بھیجدیں۔ نواب شجاع الدولہ یہ باتیں کرکے کرنیل چمپین سے رخصت ہوکر اپنے خیمے میں آئے۔ اور کالی چرن کو بھی ساتھ لیتے آئے اور اونکو یہ پیغام دیکر کرنیل صاحب کے واپس بھیجا کہ میں پندرہ لاکھ روپیہ کا ملک نواب فیض اللہ خان کو دیتا ہوں[1]۔ اس کارروائی کے علاوہ شجاع الدولہ نے نواب فیض اللہ خان کو لکھا کہ اگر آپ ہمارے پاس نہ چلے آئے تو ہم محبت خان کو بلاکر خلعت سرفرازی عطا کرینگے۔ پھر اونکی باپ کے رسالہ دار آپ کا ساتھ چھوڑ دینگے۔ چنانچہ نواب فیض اللہ خان کے رجوع ہونے کے لئے ایک شقہ الہ آباد کے قلعہ دار کو لکھا کہ محبت خان کو یہاں بھیجدو[2] کرنیل چمپین نے اپنی طرف سے ترک صاحب اور بلدی صاحب کو نواب فیض اللہ خان کے پاس صلح کی بات چیت کرنے کے لئے بھیجا۔ سوال و جواب منقح ہوگئے تو کرنیل چمپین خود نواب فیض اللہ خان کے پاس گئے۔ اور اون سے ملاقات کی اور مشورہ کیا۔ اور اونکا اطمینان کرکے اپنے ساتھ انگریزی کمپ میں لے آیا۔ کرنیل صاحب نے ایک خاص دوسیہ نواب صاحب کے بھیجنے کے لئے اشارہ کرایا۔ اور نواب صاحب کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس لیگیا اور بڑے اکرام کے ساتھ ملاقات کرائی۔ اور ایک مرتبہ نواب شجاع الدولہ نواب فیض خان کے بیٹے پربازو بند کے لئے آئے۔ شجاع الدولہ نے دہلی کی تکلیف کی وجہ سے نواب صاحب کا آنا غنیمت جانا

---

[1] یہاں تک فرح بخش سے نقل کیا ہے۔ اس کے آگے گلستان رحمت و گل رحمت و اخبار محسن وغیرہ کا اقتباس ہے ۱۲ [2] دیکھو جام جہان نما ۱۲

اور اونکی اصلی جاگیر پرگنہ شاہ آباد اور سرحاوان اور جو محلہ تھے جہہ پرگنے اجاؤں اوسکا پر
اور بلاسپور اور بہرا اور بہاکر دوارہ اور سرکرہ اضافہ کرکے نوپرگنے چودہ لاکھ بچتر ہزار روپے
کی آمدنی میں مقرر کرکے نواب صاحب کی جاگیر میں مقرر کئے۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر میں مذکور ہے کہ
اس معاہدے کے وقت روہیلوں نے حافظ رحمت خاں کے اہل وعیال اور روہیلہ سردار کے
اہل عیال کی رہائی کے بارے میں بہت زور ڈالا۔ اسواسطے شجاع الدولہ نے اونکی رہائی کی بابت
حکم دیکر محبت خان کو الہ آباد سے واپس بلالیا۔ لیکن صلح کی کارروائی اوسکی واپسی سے پہلے ختم ہوچکی
عہدنامہ کرنیل چمپین صاحب کے ڈیرے پر ۷۔ اکتوبر ۱۷۷۴ء مطابق رجب ۱۱۸۸ ہجری کو تحریر ہوا۔
اس عہدنامے میں یہ بھی تھا کہ نواب فیض اللہ خان اپنی فوجیں بائیس ہزار آدمیوں سے زیادہ کو کر
نہ رکھ سکیں گے۔ اور اس فوجیں سے ہنگام ضرورت شجاع الدولہ کی امداد کے واسطے دس ہزار
سپاہ دینا پڑا کریگی۔ اور اگر وزیر خود فوجکے ہمراہ جائینگے تو وہ بھی خود مع اپنی سپاہ کے اونکے ہمراہ
رہینگے اور وزیر اونکے خرچ کے متحمل ہونگے۔ باقی روہیلوں کو اپنے ملک سے گنگا پار نکالدینگے
اور وزیر کے سوا کسی سے اتفاق پیدا نہ کرینگے۔ اور انگریزی صوبہ اودھ کے سوا اور کسی سے تحریر کی
رسم جاری نہ کہیں گے اور وزیر کے دوستوں کو اپنا دوست اور اونکے دشمنوں کو اپنا دشمن تصور کرینگے
اور ہمیشہ نواب کے تابعدار اور فرمانبردار رہیں گے۔ اور نواب وزیر جو حکم اونکو دینگے اونکی تعمیل کرینگے
اور ہمیشہ ہر مصیبت و بہبودی کے وقت میں اونکے شریک لاحق ہیں گے۔ عالم جہاں نما میں
لکھا ہے کہ اس عطیہ کی عوض میں نواب فیض اللہ خاں سے چالیس لاکھ روپے نذر کی طور پر شجاع
الدولہ نے لئے تھے۔ اور تنقیح الاخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ کرنیل چمپین کی مرفت پندرہ لاکھ روپے نواب فیض اللہ خاں
نے نواب وزیر کی نذر کئے تھے۔ اور فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب فیض اللہ خاں نے پچاس لاکھ روپے
کے قریب نواب شجاع الدولہ اور صاحبان انگریز اصالح خاں اور کالی چرن وغیرہ کے قوضع کئے
نواب فیض اللہ خان خواجہ لطافت کے ڈیرے پر شجاع الدولہ سے رخصت ہوئے اور انہوں نے
وقت رخصت شجاع الدولہ سے کہا کہ ہم چہہ بھائیوں میں سے دو بھائی باقی رہگئے ہیں۔ محمد یار خاں جو ایک مدت سے
آپکے لشکر میں ہیں اور علیل ہیں اونکو میرے ہمراہ رخصت کردیجئے شجاع الدولہ نے قبول کرکے
اجازت دیدی نواب فیض اللہ خان نے اس خیال سے کہ زبانی بات کا کیا اعتبار ایک تحریر اونکی رخصت
کردینے کے باب میں شجاع الدولہ کے پاس بھیجی۔ اور اوسپر تحریری حکم لیلیا۔ نواب شجاع الدولہ نے
اپنے جوہدار کی زبانی یہی محمد یار خاں کو کہلا بھیجا کہ ہمنے تمکو رخصت کیا۔ نواب فیض اللہ خاں کے ہمراہ

چلے جاؤ محمد یار خاں نے جو یہ بات کہی تھی اعتبار نہ کیا۔ بلکہ شیو پرشاد و تفرح بخش کو ہمراہ بھیجکر شجاع الدولہ سے یہ عرض کرایا کہ جب تک جائداد کے میں آپکے لشکر سے نہیں جاؤنگا شیو پرشاد نے ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر نواب شجاع الدولہ کی خدمت میں پیش کی اور منشی شجاع الدولہ نے اپنے قلم سے یہ حکم لکھا۔ الحال درمیان ما و نواب فیض اللہ خان بہادر تنخواہ تفاوت ماندہ شمار بخواہش و آرزو تمامی ادا بر ذالکہ یک پنجری جائداد مقرر خواہد شد و الا بعد چندے در فیض آباد نزد ایشان بیایند از فضل الٰہی جائداد مقرر خواہد شد۔ گیان پرکاش مؤلف کہتا ہے کہ سعادت کے بعد مستقیم خان بھی شجاع الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خلعت پایا۔

روہیلکھنڈ گزیٹیر میں لکھا ہے کہ اس عہد نامے پر دستخط ہونے کے بعد نواب فیض اللہ خاں نے سترہ اٹھارہ ہزار روہیلوں کو جو بڑی بیچارگی کے ساتھ امان طلب کرتے تھے اور انکے عیال و اطفال کے اس ملک سے نکالکر میان دوآب میں پہنچا دیا۔ اور فرح بخش کا مؤلف بتاتا ہے کہ صلح کی کارروائی کے بعد پچاس ہزار پیادہ و سوار کہ امین سے اکثر نواب شجاع الدولہ کے بھی رشتہ دار اور عطائی تھے کرنیل چمپین کے مواجہ میں گنگا پار اتار دئے گئے۔ ان لوگوں میں احمد خان وغیرہ پٹھان بنگش سردار خاں بھی تھے۔ تاریخ جیمس گرینڈ میں مذکور ہے کہ ۱۷۷۴ء میں جو ایک بیان لندن میں شایع ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ لاکھ آدمی روہیلکھنڈ سے دریا پار نکالے گئے تھے۔ ایک بیان سے اٹھارہ ہزار آدمی پائے جاتے ہیں جنکے ہاتھ میں ہتیار تھے ان روہیلوں کو اس ملک سے نکالنے کے واسطے انگریزی فوج بدایوں کے ضلع میں رام گھاٹ کے پاس کئی ہفتے تک پڑی رہی۔ اسکے بعد واپس چلی آئی۔ لیکن ہندوجنکی تعداد سات لاکھ تھی اونہوں نے فاتحوں کے ہاتھ سے اس سے زیادہ تجربہ حاصل نہ کیا جیسا کہ حاکم کے وقت ہوا کرتا ہے۔

شجاع الدولہ اور مرزا نجف خاں ذوالفقار الدولہ میں ملک مفتوحہ کا سمجھوتہ اور اوسکا انتظام

سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ مرزا نجف خاں اس زمانے میں ایک ادنے مراتب سے اعلے مرتبے کو پہنچا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ کے ساتھ برابری کا دم بھرتا تھا۔ شجاع الدولہ اوس کے دشمن تھے۔ مگر مقتضائے وقت دوست بنکر ظاہر داری میں معروف تھے یہانتک کہ اپنی بہن اوسکے ساتھ منسوب کردی تھی۔ اور ہمیشہ اوس کے قلب کی تالیف کرتے رہتے تھے۔ مرزا نجف خان نہایت

جوانمردی اور فتوت کا آدمی تہا وہ ہمیشہ شجاع الدولہ کی جا پوسی کو دلی بات سمجھتا تہا اور پرانی رسم کے بموجب شجاع الدولہ کے روبرو اداب بجا لاتا تہا۔ اسوقت میں کہ روہیلوں کی قسمت نے پلٹا کہایا اور اونکا ملک چہن گیا اونکی ملک میں سے جسقدر ملک ۱۱۸۸ھ بحر میں مرہٹونکی مدد سے نواب ضابطہ خاں سے نکلکر نواب نجف خان کے قبضے میں آیا تہا اوسمیں سے بعض حصہ جیسے چاندپور نگینہ اور پتھر گڑھ وغیرہ گنگا کے اس پار شمالرو یہ فتح اللہ خاں اور محب اللہ خان ابنائے دوندیخان کے ملک سے ملحق تہا اور اکثر ملک جیسے بارہ اور سہارنپور وغیرہ گنگا کے اس پار مغرب اور جنوب رویہ واقع تہا اور جو ملک اب شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خاں اور اولاد دوندیخان و پسران بخشی سردار خان وابنائے فتح خان خانسامان سے فتح کیا اوس میں سے نصف حصہ گنگا کے شرقی اور شمالی سمت صوبہ اودہ سے ملحق تہا جیسے شاہجہانپور۔ بریلی۔ آنولہ۔ بہار اور بدایون وغیرہ۔ اور نصف ملک دوآبے کیطرف تہا جیسے سنبہل مرادآباد اور امروہہ وغیرہ۔ اور کچھ ملک کاسگنج اور دریاگنج اور بلدیا گنج وغیرہ وہ تہا کہ احمد خان بنگش سے نکالکر صفدر جنگ کے عہد میں مرہٹونکو دیا گیا تہا۔ اور دوسرے ملک مقبوضہ مرہٹونکے جو پانی پت پر احمد شاہ درانی کے ہاتھ سے اونکو شکست عظیم حاصل ہونے کے بعد احمد شاہ کے حکم سے حافظ رحمت خاں اور احمد خاں بنگش اور دوندیخان اور نجیب الدولہ نے باہم تقسیم کر لئے تھے۔

غرضکہ ان تمام علاقونکی تقسیم کے بعد مرزا نجف خاں ذوالفقار الدولہ نے جو بادشاہی سپاہ لیکر آیا تہا شجاع الدولہ سے کہا اور صلح میں سے بادشاہی حصہ انگلستان کے وزیر نے عہدنامے سے انکار نہیں کیا۔ اوسکی فضل شاہ عالم بادشاہ نے کرنیل چمپین کے پاس بھی بہیجدی تہی۔ مگر شجاع الدولہ نے کہا کہ میرے پاس جو منشی عہدنامے کا ہی اوسمیں یہ شرط ٹہیری ہی کہ بادشاہ بذات خاص لشکر لیکر کمک کو آئیں اور چونکہ وہ خود نہیں آئی اسلئے عہدنامے کی تمام شرائط باطل ہوگئیں۔ مگر کرنیل صاحب کے پاس اوسکا منشی موجود تہا اوس میں کہیں اسبات کا ذکر نہ تہا جب اوسکی خبر انگلستان کی گورنمنٹ کو ہوئی تو اوسنے اپنے سپہ سالار کو ہدایت کی کہ فقط ہمارا کام روہیلونکا ملک فتح کر دینا تہا اگر شجاع الدولہ نے اپنا عہد بادشاہ سے توڑ دیا اور اسکے سبب سے نجف خان اور بادشاہ اوسنے لڑیں تو تم کسی کیطرف نہ بولنا۔ مگر لڑائی تک نوبت نہ پہنچی۔ شجاع الدولہ نے حاصل ملک ذوالفقار الدولہ کو سمجہا دیا اور نجیب الدولہ کے ملک میں سے جو ملک گنگا کے اس پار تہا جیسے چاندپور نگینہ۔ اور پتھر گڑھ وغیرہ وہ شجاع الدولہ کو ملا۔ اور تہوڑا سا ملک نواب فرخ آباد کا کچھ ملک حافظ رحمت خان

ماوراد لادوہ مذکان کا جو صوبہ اکبر آباد اور شاہجہان آباد سے ملحق تھا مخف خاں نے خود لیا اور بعد تنقیح و تصفیہ حدود ملک کے مخف خان ضابطہ خان کو ہمراہ لیکر نجاع الدولہ سے رخصت ہوا اور نجاع الدولہ روہیلوں کے ملک کے انتظار میں مصروف ہوئے۔ اور انہوں نے پچاس ہزار کے قریب پیادہ و سوار ملک روہیلکھنڈ اور علاقہ نواب ضابطہ خان اور ملک میان دوآب کے انتظام کے لئے مقرر کئے سندی محمد منیر کو بہت سی سپاہ کے ساتھ نجیب آباد کے علاقے کے انتظام کے لئے قلعہ پتھر گڈھ میں رکھا اور اپنے بیٹے سعادت علیخان کو بریلی میں چھوڑا۔ اور انکے ساتھ مرتضی خان بڑیچ اور لطافت اور گوپال راو مرہٹہ کو بہت سی سپاہ کے ساتھ متعین کیا۔ اور محبوب کو آنولے میں مقرر کیا اور ہمت بہادر اور اکبر کو اٹاوے میں۔ اور بسنت علیخاں کے کمبو کو رامپور کے حاجت میں مقرر کیا۔

لال ڈانگ سے محاصرین و محصورین کی روانگی

نواب شجاع الدولہ معاہدے کی تکمیل کے بعد عزہ شعبان ۱۱۸۸ھ ہجری کو لال ڈانگ سے روانہ ہوئے اور اونکے کوچ سے پانچویں دن روہیلے لال ڈانگ سے اوترے نواب شجاع الدولہ بسولی آئے وہاں اونکے متعلقین اور بال بچے بڑے ہوئے تھے۔ اون سب کو ہمراہ لیکر لکھنؤ کو روانہ ہوئے جب سنبھل پہنچے تو محبت خاں ۲۶۔ رجب ۱۱۸۸ھ کو یہاں اسے ملا۔ شجاع الدولہ محبت خان کو اپنے ساتھ لے گئے اور وعدہ کیا کہ فیض آباد پہونچکر جو تمہارے حقمیں تجویز کیا ہے عمل میں لاوینگا۔ پانچوین رمضان کو لکھنؤ پہنچے اور شوال میں فیض آباد پہونچ گئے۔ اور محبت خان سے ایفائے وعدہ میں شدت مرض کا عذر کیا۔ اور ہزار روپیہ ماہوار خرچ کے لئے مقرر کر دیئے۔

نواب سعد اللہ خانکی بیگم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کی بیوفائی اور بیگم کی نواب کے حکم سے فیض آباد کو روانگی

لہ فرح بخش میں اسیطرح ہے ۱۲

لہ لال ڈانگ سے غرہ شعبان کو شجاع الدولہ کی روانگی کتاب ذکر ملوک مولفہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے نکلے میں حاجی محمد رفیع الدین خان مرادآبادی نے لکھی ہے اور ۲۶ رجب کو سنبھل میں محبت خان کا اونسے ملنا گل رحمت میں بیان کیا ہے ۱۲

نواب شجاع الدولہ نے بسولی سے فیض آباد کیطرف روانگی کے وقت مرزا حسن رضا خان وارد
توشہ خانہ کو جو نواب سعد اللہ خان کی بیگم کے سوال و جواب میں رہتا تھا اور منوہ والی کو جو شجاع الدولہ
کے لشکر میں بیگم کیطرف سے حاضر تھی حکم دیا کہ نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو تمام اسباب و سامان سمیت
آونلے سے سوار کرا کے ہمارے ہمراہ فیض آباد کو لائیں۔ مرزا اور منو آونلے میں آئے جب یہ حکم سنایا
تو محل میں ایک عجیب شور و ماتم مچ گیا۔ آونلے کے تمام باشندے روتے تھے۔ محل کی عورتیں
ناسے ہاسے کر تین تھیں۔ اور جسقدر شجاع الدولہ نے بیگم کی تسلی اور دلاسے کے لئے بھیجی تھی
اور امین حذا اور رسول دوبن دیمان اور حضرت بخشی کی قسمیں کھاتی تھیں اونکو دیکھتی تھی اور آہ
آہ کرتی تھیں۔ جو کوئی اونکا شور و شین سنتا تھا وہ بھی سر دھنتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس دن اور رات آونلے
میں حشر برپا رہا۔ کھانا پینا سب پر بند تھا۔ غرضکہ بیگم کو محل کی تمام مستورات کے ساتھ فیض آباد کو لیگئے

بخشی سردار خاں کے دو بیٹوں کا حال

احمد خاں پسر بخشی سردار خان سے شجاع الدولہ کو سخت عداوت تھی۔ کیونکہ احمد خان نے
اپنے برادر کہاٹ پر ملاقات کر کے عہد و پیمان باہم کر لیا تھا۔ اور جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلکھنڈ
پر چڑھائی کے ارادے سے گنگا کے گھاٹ پر پل کی تیاری کا خواجہ لطافت کو حکم دیا تو احمد خاں نے
پہر اپنا ایک سفیر گنگا پار موضع کوریا گنج میں شجاع الدولہ کے پاس بھیجکر پہلے عہد و پیمان کو
تازہ کر لیا تھا۔ اور جب جنگ شروع ہوئی تو حافظ رحمت خان کا ساتھ دیا اس سے نواب
شجاع الدولہ اوسپر بہت غصے تھے۔ فتح حاصل ہونے کے بعد وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے خدا کا
شکر ہے اوس نے مجکو روہیلکھنڈ کے آدمیوں کے خون میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھا
مگر میں احمد خان کو ضرور قتل کراؤنگا۔ اور اپنے افسروں کو حکم دیدیا تھا کہ احمد خان کو جہاں پاؤ
قتل کر ڈالیں۔ مگر احمد خان شکست کے بعد میدان جنگ سے نکلکر لال ڈانگ میں پہونچگیا اور
برابر مورچوں کی تیاری اور نواب فیض اللہ خان کی حد نگذاری میں مصروف رہا جب نواب
فیض اللہ خان اور نواب شجاع الدولہ میں معاہدہ قرار پاکر صلح ہوئی تو اول ہی ملاقات میں نواب
فیض اللہ خاں سے کہا کہ مجکو احمد خان کے قتل کی بڑی لاگ ہے۔ مگر چونکہ وہ آپ کی رفاقت میں ہے
تو ہمنے اوس خیال سے درگذر کی اب آپ اوسکو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شجاع
الدولہ کے حکم سے انکار کسی کی مجال نہ تھی۔ نواب فیض اللہ خان نے مجبور ہو کر قبول کیا اور

اور احمد خان اور اوسکی بہائیونکو اپنے لشکر میں سے رخصت کر دیا۔

شہامت خان ابن بخشی سردار خان بندرہ سال سے شجاع الدولہ کی خدمات انجام دیتا تھا۔ اور ہر ایک طرح سے اونکی ساتھ اخلاص رکھتا تھا۔ خلا اور ملا میں اونکی تعریف کرتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ عمدہ عمدہ گھوڑے طلائی اور نقرئی زیور سے آراستہ کرکے اور اچھے اچھے شال دوشالے اونکی پاس تحفتہً بھیجدیا کرتا تھا۔ اور اپنی آپ کو شجاع الدولہ کا بڑا یار اور گہرا دوست سمجھتا تھا۔ ہمیشہ اوسکی آرزو یہ تھی کہ شجاع الدولہ کی دولت و ملک کو ترقی رہے۔ جب حافظ رحمت خان مارے گئے اور شجاع الدولہ نے فتح پائی تو خوشی کے مارے جامے میں پھولا نہیں سماتا تھا اور ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتا تھا اور دلجمعی سے آنولے میں بیٹھا رہا اور ہر وقت اس انتظار میں تھا کہ میری جاگیر بلکہ بخشی مرحوم کا تمام علاقہ شجاع الدولہ مجکو دیدینگے۔ جو کوئی شجاع الدولہ کے لشکر سے آتا تو خان مذکور یہ سمجھتا کہ میرے لئے جاگیر کی بحالی کا پروانہ لایا ہوگا۔ اسیطرح ناعاقبت اندیش صاحبونکے اغوا سے آنولے میں بیٹھا رہا اور شاہ صدق علی کے ساتھ جو نواب شجاع الدولہ کیطرف نواب سعد اللہ خان کی بیگم کی دلجوئی اور اطمینان کے لئے آنولے میں آیا ہوا تھا بہت گہری دوستی پیدا کرلی۔ ہزاروں روپیہ اوس سیدعیار کی تواضع کر دیا تھا صدق علی نے جو دیکھا کہ خان مذکور بالکل سادہ لوح ہے تو اوس کا سارا مال و اسباب بطور امانت کے اپنی پاس رکھ لیا شہامت خان اپنی اس حرکت سے اربس مسرور تھا کہا کرتا تھا کہ میرا خان شاہ صدق علی صاحب نواب شجاع الدولہ ہے۔ میرا مال بڑی حفاظت سے رہیگا۔ صدق علی اللہ کی جناب میں ہزار شکر کرتا تھا کہ ایک مستی کا مال بے محنت کے ہاتھ لگا۔ صدق علی نے بعد اس کے یہ عیاری کی کہ شہامت خان کی ساری اشرفیاں شیدی بشیر کے ساہوکار نانک چند کے پاس بسولی کی جہاونی میں جمع کردیں۔ بشیر کو بھانوں سے دلی عداوت تھی۔ اوس نے شجاع الدولہ کو لکھ بھیجا کہ میں نے شہامت خان کا سارا مال جمع کراکے غلاں دوکان پر رکھوا دیا ہے۔ اگر مرضی مبارک ہو تو مال حلال ہو لے لیا جاوے۔ شجاع الدولہ ایک بڑی لالچی طبیعت رکھتے تھے اونہیں دوستی اور شناسائی سے کیا واسطہ فوراً چوبدار کو بھیجکر دوکان سے وہ سارا مال طلب کرکے بہو بیگم کے سپرد کر دیا۔ اور خوش ہوکر کہنے لگی کہ تمام روہیلکھنڈ میں یہی مال طیب ہاتھ آیا ہے۔

انگریزی کونسل کلکتہ کے روہیلونکی مہم کی بابت خیالات

گورنر جنرل کی کونسل کلکتہ کے پانچ ممبر تین سی تین ممبر ٹون سن اور کلیو رنگ اور فرنسس روہیلونکی لڑائی کو سراسر ظلم و ناانصافی سمجھتے تھے۔ اور اب تک ان کو یہ علم بھی نہ تھا کہ لڑائی ختم ہوگئی ہے یا نہین مگر روپیہ لینے پر وہ بھی عش تھے۔ اونہون نے کرنل چمپین کے نام مراسلے میں کہوایا کہ ہماری چٹھی پہنچتے ہی وہ چالیس لاکھ روپیہ جو روہیلون کے استیصال کے واسطے ٹھیرا ہے اور اور روپیہ جو نواب وزیر پر واجب الادا ہی لے لو اور اگر جانو کہ کسی طرح سے نواب وزیر اوس روپیہ کو ادا نہیں کرسکتے ہین تو جسقدر روپیہ وصول ہوسکے وصول کرو اور باقی روپیہ کی ضمانت لے لو۔ اور اوسکو یہ بھی ہدایت ہوئی کہ وہ جوڈن کے عرصے میں اپنی ساری سپاہ کو روہیلون کے ملک سے نکالکر اودہ کی سرحد قدیمی میں لے آئے۔ اور اگر نواب اسپر راضی نہوں تو وہ اپنی سپاہ کو بالکل اونکی خدمت سے جداکرکے سرکار کمپنی کے علاقے مین لے آئے۔ مگر اس سے پہلے کہ مراسلہ ارسال کیا جائے خبر آگئی کہ فیض اللہ خان سے صلح ہوگئی اور انکے اسباب وغیرہ سے پندرہ لاکھ روپئے سرکار کمپنی کو وصول ہوگئی۔ اور نواب وزیر اپنی دارالسلطنت مین اسلئے آگئے ہین کہ روپیہ سرکار کمپنی کا ادا کرین۔ اور انگریزی سپاہ رام گھاٹ میں آگئی ہی جو سرحد اودہ کے قریب واقع ہے۔ اسپر گورنر جنرل نے پھر کونسل سے کہا کہ جلدی اور اضطراب نواب وزیر سے مت کرو۔ مگر جو بات نواب وزیر کے معاملے مین وہ کہتا ہی وہ ممبران کونسل کو زہر معلوم ہوتی ہی اور اوسکی غرض نفسانی پر محمول ہوتی۔ اوسکے کہنے پر کچھ خیال نہیں کیا کہ کون بکتا ہے مراسلے میں فقط اتنی ترمیم کردی کہ کرنل چمپین دارالسلطنت اودہ میں جائے اور نواب کی ملاقات سے جو وہ روز شمار کرکے وہی کام کرے جو اوسکو لکھے گئے ہین

نواب شجاع الدولہ کی وفات

شجاع الدولہ لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت سے بیمار تھی۔ فیض آباد پہونچکر کئی مہینے علیل رہکر ادسی بدی کے صدمے سے ۲۴[1] ذیقعدہ ۱۱۷۵ھ ہجری روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ جنوری ۱۷۶۲ء کو راہی شبستان عدم ہوئی۔ محتشم خانی میں لکھا ہے کہ شجاع الدولہ اولوالعزم تھے اسلئے

---

[1] نفتاح التواریخ میں یوں لکھا ہی۔ اور خزانہ عامرہ میں ۲۳ ذیقعدہ ہی۔ اور سیر المتاخرین و تاریخ مظفری میں ۲۲۔ ذیقعدہ ہی۔ [illegible] ذکر ملوک میں ۲۵ ذیقعدہ ہے ۱۲

لوگون کو ایسا گمان ہوا کہ ڈاکٹر نے مرہم زہر آلود سے ہلاک کر دیا ہے ۔ غلام علی آزاد نے اونکی وفات کی تاریخ ایک عدد کے اسقاط کے تعمیہ سے یون نظم کی ہے ؎

کرد از عالم فانی رحلت ۔ سرو غالب صاحب صولت ۔ گشت تاریخ چو آں یکتا سُر ۔ رفت نواب شجاع الدولہ

دیگر

جون شجاع صفدر منصور برہان جلال ۔ رفت سوئے ملک باقی زین سرائے برگزند
شد شجاعت بے سر و پا و سخاوت عزم ہم ۔ تاج خود از بر زمین از گریہ وزاری فگند

یعنی اگر لفظ شجاعت کے سر و پا کو کہ حرف شین و تا ہین دور کرکے اور لفظ عزم کا سر کہ میم ہے جدا کرکے باقی حروف کے اعداد کو لفظ سخاوت کے اعداد کے ساتھ جمع کرین ۔ تو گیارہ سو اٹھاسی پورے ہو جاوین ۔

دیگر

جون شجاع الدولہ بشتافت از جہاں ۔ عالمی در ماتمش مغموم شد
رفتہ از ذیقعدہ بست و چار روز ۔ رفت شب زین عالم فانی گذشت
بود سال موت آن والا نژاد ۔ یکہزار و یکصد و ہشتاد و ہشت

ہمنے کیا کہا اولوالعزمیاں دکھائیں کیسی کیسی خونریزیان کیں ۔ انجام یہ کہ خاک ۔ بموجب آیہ کریمہ **لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون** کے موت سے تاخیر نہین ہو سکتی ۔ لیکن چونکہ حق تعالے نے ہر ایک امر کے حدوث کے اسباب مقرر کئے ہین جن مین سے بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہین بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بھی ہوشیاران دقیقہ رس کی نظر میں جلوہ گر ہو جاتے ہیں ۔ حضور صاحب وفات شجاع الدولہ کے جو وجہات مولف سیر المتاخرین کے دلمین پیدا ہوئے وہ اوسنے اسطرح لکھے ہین ۔ شجاع الدولہ نوجوان ارزومند دنیا سے گذرے اور جسقدر اونہون نے اقتدار پایا تھا اوس سے بجز [illegible] ارمان نہ نکلا اور حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے گئے ۔ اگرچہ صفات حمیدہ بھی اونکی ذات مین تھے ۔ مگر بعض باتین ایسی بھی اونسے سرزد ہوئین کہ جنکی باداش مین حق تعالے نے جوانی مین اونکے حاصلات دولت سے لذت اوٹھانے کی مہلت نہ دی ۔ اور ہزار ارمنون کے ساتھ ہمکو اے ملک عدم ہوے ۔

(۱) میر قاسم علی جاہ کے ساتھ بدعہدی کی۔ گو خان مذکور اس کا سزاوار تھا۔ لیکن شجاع الدولہ کو یہ لازم تھا کہ جو کوئی اپنی پناہ میں آئے اور اوس کے ساتھ کلام الٰہی اور نبیا اور آئمہ طاہرین کی قسموں کا واسطہ کر کے عہد و پیمان کیا جاوے اوسی کے ساتھ بدعہدی کر کے دغابازی کرے اور لوٹ مار کر کے ایسے امیر بانو قبر کو ننگا دھڑنگا نکالدے (۲) اپنے ممالک محروسہ کے وظیفہ خواروں کے حق میں ایسے بدگمان ہوتے کہ اوس جماعت کو جو لاکھوں سے زیادہ تھی بکلی روزینہ اور وجہ معاش سے کر دیا اونکی اراضی اور دہات کو ضبط کر لیا۔ جس کے نتیجے میں خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعض نے غیرت کے مارے اپنے گھر کے دروازے بند کر کے شرم سے منہ نہ دکھایا۔ اور جان دی۔ اور بعض نے فقیری کا پیالہ لیکر در بدر بھیک مانگنا شروع کی۔ ممکن ہے کہ دس میں نے کوئی خطا کی ہوگی تو مناسب یہ تھا کہ اونہیں کو سزا دیجاتی بلکہ بہتر تو یہ تھا کہ ایسے بھی اغماض فرمایا جاتا جیسا کہ حق تعالےٰ کسی نیک و بد کی روزی کبھی نہیں بند فرماتا (۳) عموماً اپنے خاص آدمیوں اور ماتحتوں کی ننگ و ناموس کا پاس و لحاظ بہت کم کرتے تھے۔ اور نہ اونکی عرض و معروض پر کان دھرتے تھے (۴) اپنے مکانات کے بنوانے میں کسی کے محل اور جھونپڑے کی پروا نہیں کرتے تھے۔ اکثر لوگوں کے مکانات مع مال اسباب سیلداروں کے ہاتھ سے کھدوائے۔ اور خاطر خواہ اپنی عمارات بنوائیں۔ اس ظلم و بیداد کو بھی بجز خدا کے اور کون سنتا تھا۔ مولف سیر المتاخرین نے سبب قریبی کو جھونپڑیا قصبہ کی بیٹی اوسکی آنکھ پر چڑھی ہوتی تھی اسلئے وہ اُسے نہیں دیکھ سکا۔ اور وہ سبب قریبی روہیلوں کی نہایت فساوت اور بے رحمی کے ساتھ پامال کرنا ہے۔ ہزاروں امرا۔ علما۔ فضلا۔ مشائخ اور گوشہ نشینوں کی جاگیریں اور ملکیں محض تعصب مذہبی اور قومی کی وجہ سے ضبط کر کے نان شبینہ کو محتاج کر دیا۔ اور اون میں سے ہزاروں کو نہایت تعذیب کے ساتھ قید کیا۔ اون کی عبادتگاہوں کو خراب و برباد کرایا۔ اون کی عورتوں کی ننگ و ناموس کو خاک میں ملوایا۔ اونکی گانوں کو آگ میں جلوایا۔ بچوں کو اونکی جماعتوں پر قتل کرایا لاکھوں آدمیوں کو گھر سے بے گھر کر دیا۔ اور اون کو قتل کرا کے اونکی لاشیں چیلکوؤں کو کھلوائیں اونکی ساتھ اللہ اور رسول کی حرمتیں کھائیں۔ بخیتن اور قرآن کا درمیان میں واسطہ کیا۔ اور پھر دھوکا دیا۔ اور کسی وعدے پر لحاظ نہ کیا۔ غرضکہ روہیلوں کے ساتھ شجاع الدولہ نے ایسی بے رحمی کی کہ اون بے کسوں کی مظلومی سے غیرت الٰہی جوش میں آکر شجاع الدولہ سے

انتقام لینے کو آمادہ ہوگئی - اور اوسکو ملیا میٹ کر دیا - اور جن لوگون نے انکے خون سے ہاتھ رنگے تھے اونکے گھرون میں سے ایک لخت حکومت و ثروت زائل ہوگئی - اور منعم حقیقی نے مکافات میں ایسی مساوات برتی کہ شجاع الدولہ نے جو روہیلونکی بیکس عورتو بیزر و مال کے لئے تشدد کیا تھا اوس سے زیادہ تشدد اونکی بی بی اور بچون وغیرہ پر پانچ چھ برس کے ہی عرصے مین ظہور میں آگیا - باوجودیکہ اونکی ریاست بنی ہوئی نہی - سیر المتاخرین کے مولف کو دو وجہ سے روہیلون سے سخت عداوت ہی - ایک تو اوس کے باپ نواب علی محمد خان کے ہاتھسے بریلی مین زک پائی تھی - دوسرے یہ کہ روہیلے نہایت دیندار پابند صوم و صلوۃ ہتی اور سیر المتاخرین کا مولف شیعہ غالی تہا - اور وہ اسی منصب عداوت کی وجہ سے روہیلونکو اپنی کتاب مین افاغنہ ملاغنہ اور افواج شام اور افاغنہ عفریت نژاد اور دون زادان کے ساتھ یاد کرتا ہے - شجاع الدولہ کی وفات سے ایک سال قبل اونکی پشت پا مین دنبل نکلا تہا چونکہ اونکے باپ اور نانا نے مادہ سرطانی سے وفات پائی تھی اوسکے نکلتے ہی مادہ سرطانی کا خوف پیدا ہوا - اور پانچ لاکھ روپیہ نذر مانا - اور بعد غسل صحت کے ایفاے نذر موعود فرمایا مگر مقدر تو مرگ مورونی تہا آخرکار بدستور پہانک زور پکڑا کہ مادہ سرطانی ہوگیا - اور اوسی بلا مین مبتلا ہوکر اقلیم بقا کی راہ لی - شجاع الدولہ نے ۴۴-۴۵ برس کی عمر پائی سنہ ۱۱۴۴ ہجری مین پیدا ہوئے تھے - اور سنہ گیارہ سو بہتر مین ۲۸-۲۹ برس کی عمر مین مسند نشین ہوتے ۱۸ برس حکومت و سلطنت کی - اونکی وفات کے دن فیض آباد مین شور محشر برپا تہا کوئی شخص ایسا نہتا جسکی آنکھون سے آنسو نہ گرے ہون جسطرح ایام محرم مین بعض مجالس مین شور وقت ہوتا ہے یہی حال اونکے واقعہ جانکاہ مین گذرا تہا - بجہیز و تکفین کے بعد جنازہ بڑے تجمل و اور شان و شوکت کے ساتھ اوٹھایا گیا - مرزا علی خان اور سالار جنگ بتائے محمد اسحاق خان جو شجاع الدولہ کے سالے ہے مع عمائد کے جنازے کے ہمراہ ہوے ابھی مدفن تک نہ پہونچے تہے کہ شجاع الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا امانی ملقب بآصف الدولہ جانشینی کی تمنا مین بہت مضطرب ہوے - اور خیال کیا کہ ارکان دولت مبادا کسی دوسرے بہائی کو مسند نشین کردین - پس موت دعا کو بالاے طاق رکہکر اپنے متوسلون کو حکم دیا کہ جلد جاکے ماؤں کو جنازے کی ہمراہی سے مجبور کرکے حضور مین لائین[۱] - خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ

[۱] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

کتاب باڑی فیض آباد میں مدفون ہوئے جہاں انکے والدین کے تعویض ہوئے تھے۔

ازواج و اولاد نواب شجاع الدولہ

فیض التواریخ میں لکھا ہے کہ نواب جلال الدین حیدر عرف شجاع الدولہ کی کثرت ازواج ہزاروں کو پہنچگئی تھی۔ لیکن انمیں سے صاحب اولاد کم ہوئیں۔ نواب شجاع الدولہ شادی بیگم المتخلص بہ زہرا بیگم بنت مومن الدولہ محمد اسحاق خان ابن غلام علی ابن مرزا محسن شوستری سے ہوئی تھی ان بیگم کا خطاب عالیہ بہو بیگم خطاب تھا۔ نواب شجاع الدولہ کی اولاد ۷ ہ تھیں۔ انمیں سے بہو بیگم کے بطن سے صرف ایک نواب آصف الدولہ ہوئے۔ باقی اور بطنوں سے ہیں۔

صاحبزادوں کی تفصیل

(۱) مرزا یحییٰ عرف مرزا امانی المخاطب بہ نواب آصف الدولہ۔

(۲) نواب یمین الدولہ سعادت علیخاں عرف مرزا منگلی ایک کنیز کے بطن سے

(۳) نواب عضد الدولہ شہامت علیخان عرف مرزا حسنگلی۔

(۴) نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ عرف مرزا ہنڈہ امیر تخلص (یہ دونوں صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علیخاں میں لکھنؤ سے بحضومت نکالے گئے۔ عظیم آباد مر گئے)

(۵) نواب نصیر الدین حیدر عرف مرزا حاپڑ

(۶) محمد علی خاں (یہ مرزا حاپڑ کے حقیقی بھائی تھے۔

(۷) نواب رستم علیخان۔

(۸) نواب معین الدولہ مرزا عنایت علیخاں

(۹) نواب شمس الدین حیدر خاں (یہ مرزا عنایت علیخاں کے حقیقی بھائی تھے)

(۱۰) نواب مرزا سیف علیخاں۔

(۱۱) مرزا حیدر علیخاں۔

(۱۲) مرزا فخر الدین حیدر خاں۔

(۱۳) مرزا نجم الدین حیدر خاں۔

(۱۴) مرزا کمال الدین حیدر خان۔ یہ صاحب نواب سعادت علیخاں کے عہد میں فیض آباد سے لکھنؤ آئے۔ امام باڑہ نواب آصف الدولہ میں اوترے۔ ہر روز دربار میں پنجشنبی کے وقت جایا کرتے تھے۔ عطر کا بہت شوق تھا۔ ایک دن نواب سعادت علیخاں کی فرمایش کے موجب تحفہ عطر لے گئے۔ اونہوں نے ناپسند کیا۔ اونہوں نے بوتل کو اونکے سامنے توڑ ڈالا اور بے پاسکانہ چند کلمے کہکر چلے آئے۔ بلکہ حاکم وقت کے خوف سے کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیش آوے تو باعث توہین ہوگا کربلاے معلی کو چلے گئے۔ زیارت کرکے بصرے میں آئے اور بالیوز کے مہمان ہوئے۔ کچھ بیمار ہوئے انتقال کیا۔ تابوت روانہ نجف اشرف ہوا۔

(۱۵) نواب مرزا صفدر علیخان بڑے

(۱۶) نواب مرزا صفدر علیخاں چھوٹے۔

(۱۷) نواب مرزا بندہ علیخان۔

(۱۸) نواب مرزا صادق علیخاں۔

(۱۹) نواب مرزا بہادر علیخان بڑے

(۲۰) نواب مرزا بہادر علیخان چھوٹے

(۲۱) نواب غضنفر علیخان

(۲۲) نواب سخاوت علیخاں۔

(۲۳) نواب سراج الدین حیدر خان

(۲۴) نواب مرزا حسین علیخاں۔

(۲۵) نواب مرزا شجاعت علیخاں۔

ان میں سے نواب شجاع الدولہ کے سامنے نواب آصف الدولہ کے سوا اور کسی صاحب کی شادی نہوئی تھی۔ اونکے انتقال کے بعد ہر ایک نے اپنی خوشی اور پسند سے عورتیں کیں۔ نواب آصف الدولہ کا بیاہ نواب شمس النسا بیگم دختر نواب انتظام الدولہ خان خانان خلف اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھ ہوا تھا۔ اس شادی کے دنوں میں شاہ عالم بھی فیض آباد میں موجود تھے۔ اور شادی میں شریک تھے۔

صاحبزادیوں کی تفصیل

(۱) سنگین بیگم بڑی صاحبزادی۔ میر محمد باقر عرف مرزا بندو کے ساتھ جو سید محمد خان مخاطب بہ سیادت خان کے بیٹے اور برہان الملک کے نواسے تھے کتخدائی ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔

(۲) حسینی بیگم۔ یہ مرزا گھسیٹا مرزا بندو کے بے مات بھائی سے کتخدا ہوئی۔ سنگین محل کے پیچھے رہتی تھی۔ اسکے چار بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔

(۳) جمنی بیگم۔ یہ صمصام الدولہ عرف مرزا حجو سے بیاہی گئی۔ فیض آباد میں جھولے سے گر کر مر گئی۔ آغا سید نامی ایک بیٹا اور معصومہ بیگم ایک بیٹی اس سے رہی۔

(۴) عزت النسا بیگم۔ اسکی شادی جمنی بیگم کے مرنے کے بعد لکھنؤ میں نواب سعادت علیخاں کے عہد حکومت میں مرزا حجو کے ساتھ ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔ اور شوہر سے موافقت بھی نہ تھی

(۵) حسینی بیگم

(۶) زیب النسا بیگم۔

(۷) جنا بیگم

(۸) صدر النسا بیگم۔

(۹) حاجی بیگم۔

(۱۰) براتی بیگم

(۱۱) وزیر النسا بیگم۔

(۱۲) اشرف النسا بیگم

(۱۳) آمنہ بیگم

(۱۴) ولایتی بیگم

(۱۵) محمدی بیگم۔

(۱۶) انجم النسا بیگم۔ مشہور ہے کہ انجم النسا بیگم کی شادی ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خاں بہادر غالب جنگ کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس عرصے میں نواب شجاع الدولہ کا انتقال ہو گیا وہاں نجف خاں بھی مر گیا۔ انجم النسا واجد علیشاہ کے عہد میں کہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۸۵۱ء تھے روانہ عتبات عالیات ہوئی۔ بادشاہ جو ذی شاہزادوں اور امرا کے

کربلائے خدا بخش میں پہنچانے آئے ۔ بندر بمبئی سے اپنی جزری کے سبب کسی بغلہ عرب پہ سوار ہو کر روانہ ہوئی ۔ جہاز کے عمدہ کی سن پیری کے سبب سے کہ ۹۶ برس کی ہو چکی تھی محمل نہیں ہوئی ۔ انتقال کیا جہاز کے کو صاحب جہاز بوجہ طمع روپے لے گیا ۔ شاید نجف اشرف میں دفن ہوئی ۔

ان صاحبزادیوں کے بارے میں نواب سعادت علیخان کو یہ منظور تھا کہ جو لوگ عالی خاندان اگرچہ غریب ہوں اونسے شادی کر دیجائے ۔ مگر سوائے عزت النسا بیگم کے سب نے اپنی سن رسیدگی کا عذر کیا کہ ہم سے شوہر کی تیمارداری نہو سکے گی ۔ بیٹیا نیتی کے ساتھ مردانہ وار رہیں ۔ انکی تنخواہ ستر روپے رکابی فیض آباد میں تھے ۔ حسب الطلب نواب سعادت علیخان کے گیارہ صاحبزادیاں لکھنؤ آئیں ۔ بیچ محلہ رہنے ملا ۔ جہاں اور محل نواب آصف الدولہ کے رہتے تھے ۔ نواب سعادت علیخاں نے ان سب کی تنخواہ اڑھائی اڑھائی سو روپے ماہوار مقرر کردی ۔ محمد حسین علیخان ناظر رہا ۔ ایک دفعہ قلت تنخواہ اور اپنے کثرت اخراجات سے بگڑ کر محل سے باہر نکل پڑیں ۔ پھاٹک دروازہ اور حسن باغ کے راستے بند کردئے ۔ بیچ محلہ میں سرکاری کوٹھی تھی ۔ بیٹیا کا نہ اپنے باپ کا مال سمجھ کر ایک کوٹھی کا اسباب لوٹ لیا ۔ نواب نے سب کی تنخواہ بالسنہ بالسو روپیہ ماہوار مقرر کردی ۔ اور بہنوں نے کچھ اسباب مفصول اپنی لوٹ کا مسترد کر دیا ۔ اور نواب سعادت علیخاں کو اکثر کہتی تھیں کہ جو تم ہو وہی ہم ہیں ۔ اگر انصاف کرو تو ہم واجب الرحم ہیں ۔ نواب حملہ رحمی کے خیال سے درگذر کرتے تھے ۔ نواب سعادت علیخان کے انتقال کے بعد انجم النسا اور زیب النسا اور جنیا بیگم نواب غازی الدین حیدر بادشاہ کے لئے لارڈ ہاسٹرا کے پاس بنارس تک گئیں ۔ اور لارڈ صاحب کی کوٹھی پر جا کر اپنے خلعت شاہزادگی کی درخواست عرض حال کیا ۔ جواب ملا کہ آپنے کیوں اتنی تکلیف اوٹھائی ۔ ہم خود لکھنؤ جاتے ہیں جیسا مناسب ہوگا کیا جائے گا ۔ ناکام پھر آئیں ۔ غازی الدین حیدر نے سب کے سات سات سو روپے مقرر کردی ۔

شجاع الدولہ کی باقی صاحبزادیاں سن طفولیت میں مر گئیں ۔

شجاع الدولہ کے پگڑی بدل بھائی

پگڑی بدلنا ہندوستان میں نہایت اتحاد کی علامت ہے ۔ ایسے شخص باہم بھائی

سمجھے جاتے ہیں۔ کتب تواریخ میں تلاش سے یہ معلوم ہوا کہ نواب مجد الدولہ سے چھ شخصوں سے پگڑی بدلی تھی۔

(۱) راجہ اجیت سنگھ بھگیلہ والی ریواں مکند پور کے دوبھائی ۱۲

(۲) نواب سعد اللہ خان پسر نواب علی محمد خاں روہیلہ ۱۲

(۳) نجیب الدولہ امیر الامرائے دہلی والی نجیب آباد ۱۲

(۴) مہاجی سندھیہ جو ریاست گوالیار کا بانی ہے ۱۲

(۵) غازی الدین خان عماد الملک وزیر عالمگیر ثانی ۱۲

نواب آصف الدولہ یحییٰ خاں بہادر ہزبر جنگ

ان کا نام مرزا یحییٰ خان اور عرف مرزا امانی تھا اور ۱۱۷۶ھ ہجری میں پیدا ہوئے تھے صاحبزادگی میں انکو شاہ عالم نے عہدۂ میر آتشی اور غسل خانے کی خدمت دی تھی ان کا قد کاٹھ اوپر کے دھڑ سے چھوٹا تھا اسوجہ سے گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتے تھے۔ ہاتھی اور پالکی پر سوار ہوتے تھے۔ قوت حافظہ نہایت قوی تھی۔ جسکو ایک نظر دیکھ لیا وہ چیز پھر انکے ذہن سے نہیں اتر سکتی تھی۔ تعزیہ داری دھوم دھام سے کرتے تھے۔ جس دوکان پر سربازار تعزیہ ملاحظہ کرتے تو اودھر سے پیادہ چلتے۔ کم سے کم پانچ روپیہ اور زیادہ سے زیادہ ہزار روپے نذر کرتے تھے۔ کئی لاکھ روپیہ کا ہر سال محرم میں مرچ تھا۔ البتہ اور چیزوں میں بھی ہر سال لاکھوں روپے صرف کرتے تھے۔ انکے باورچی خانہ صرف روزانہ پانچسو روپیہ سے زیادہ تھا۔ جب ہاتھیوں کے شکار کو جاتے تو انکے ہمراہ چالیس چالیس ہاتھی باندھ کر لاتے۔

نواب آصف الدولہ کا مسند نشین ہونا

۲۴ ذیقعدہ ۱۲۱۱ھ ہجری روز پنجشنبہ کو مجد الدولہ کا جام ہستی لبریز ہوا۔ اور تجہیز و تکفین کے

---

۱۲ دیکھو گلستان پرکاش ۱۲، ۱۲ دیکھو فرح بخش و گل رحمت ۱۲، ۱۲ دیکھو تاریخ فرح آباد و تحفہ آرزو ۱۲، ۱۲ دیکھو عادن السعادت ۱۲، ۱۲ دیکھو عماد السعادت ۱۲

بعد اونکے جنازے کو دفن کے لئے لے چلے تو مرزا علی خاں اور سالار جنگ بھی جو آصف الدولہ کے حقیقی ماموں تھے دفن کرانے کے لئے جنازے کے ساتھ گئے۔ آصف الدولہ نے اپنی مسند نشینی کی تعجیل کے لئے اپنے محرمان اسرار اونکے واپس لانے کو روانہ کئے۔ اول تو اونہوں نے دنیوی شرم و لحاظ کرکے مراجعت سے عذر ظاہر کیا۔ مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاکیدی حکم صادر ہوا کہ ضرور حاضر ہوں اوسوقت دونوں بھائی مجبور ہوکر واپس ہوئے۔ اور اونکے واپس ہوتے ہی اور لوگ بھی خوشامد کی راہ سے جنازے کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر چلے آئے۔ آصف الدولہ نے سید شفیع مصلحت کے نواب ممتاز الدولہ کرنیل کلیس۔ اور سر کنوی کو جو انگلیان کمپنی کی طرف سے اودھ میں رہتے تھے[1] اور شجاع الدولہ کی مصاحبت میں رہا کرتے تھے طلب کرکے کہا کہ تاخیر مناسب نہیں مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے۔ اب مصلحت یہی ہے کہ مجھے مسند حکومت پر جانشین کرو۔ اول سرداران مذکور نے عجلت مناسب نہ سمجھی۔ باتوں میں آصف الدولہ کی تسلی کرکے انجام کار پر نظر فرمائی۔ مگر جب آصف الدولہ نے عجلت ظاہر کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ بصورت حل ہوجانے ہماری مسند نشینی کے بہت سا روپیہ آپ لوگونکو دیا جائے گا۔ اونہوں نے سوچا کہ اول تو شجاع الدولہ کا بڑا بیٹا۔ اور بموجب آئین وراثت کا بھی مستحق ہے۔ دوسرے ہمارا کچھ نقصان نہیں۔ بلکہ ہمارا فائدہ ہوتا ہے۔ بس اس خیال سے دستار ریاست اونکے سر پر باندھی۔ اون دونوں انگریزوں نے تہنیت ادا کی۔ اعیان دولت حاضر ہوئے۔ اور نقارچی بھی جنازے کی ہمراہی چھوڑ کر نوبت خانے میں آئے۔ ہنوز باپ کی لاش دفن بھی نہ کرنے پائے تھے کہ نوبت خانے سے شادیانے کی آواز بلند ہوئی۔ اور کوئی جھگڑا اونکی جانشینی کے واسطے نہیں کھڑا ہوا۔ کیونکہ کوئی اور مدعی سلطنت نہ تھا۔

تاریخ مسند نشینی آصف الدولہ

گفت از بہر آصف الدولہ ✤ رونق مسند وزارت ہند

سید مرتضی خان جو ایام صاحبزادگی سے میر ساماں تھے آصف الدولہ نے اونکو اپنا نائب

---

[1] دیکھو قیصر التواریخ ۱۲

بنایا اور مختار الدولہ بہت جنگ خطاب دیا۔ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ ہفت ہزاری منصب اور نوبت اور ماہی مراتب بھی عطا کیا اور جرنیلی کا عہدہ اونکے بڑے بیٹے مرزا بزرگ کے نامزد کیا اور اقبال الدولہ خطاب دیا۔ اور عہدہ کی نیابت خوشحال رائے بسر نول براے کو عنایت کی۔ اور عہدہ نظارت۔ خانسامانی تحسین علی خان اور آفرین علی خان خواجہ سراؤنکی سپرد کیا۔

حسب و نسب مختار الدولہ

سید مرتضیٰ عرف آغا خانی بن سید محمد باقر بن مصطفےٰ المخاطب بہ مصطفوی بن سید احمد الملقب بہ طباطبا خان صحیح النسب ایران سے ہین۔ سید احمد نادر شاہ کے عہد مین ایران سے نکلکر اپنے بیٹے مصطفےٰ کو ہمراہ لیکر ہندوستان مین آئے تھے اوس زمانے مین بہادر شاہ اورنگ زیب کا عہد حکومت تھا شاہ جہان آباد مین موسوی خان کے مہمان ہوئے اور فرخ سیر کے عہد تک یہان رہے نواب برہان الملک کے ساتھ ولایت سے شناسائی رکھتے تھے۔ اون سے ملاقات کرکے فرخ سیر کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ نواب برہان الملک کی بیگم نے ایک سید کی لڑکی رقیہ بیگم نامی پالی تھی وہ لڑکی سید مصطفےٰ کے ساتھ منعقد کردی ایک لاکھ روپیہ کا جہیز عطا کیا اور پرگنہ مہونہ بارہ بنکی ضلع لکھنؤ مین اون کو جاگیر بھی ملی۔ سید مصطفےٰ اپنی جاگیر کو نواب برہان الملک کے ساتھ آئے۔ سید احمد کا لکھنؤ مین انتقال ہوگیا بعضو اوکا راجگہاٹ مین دریاے گومتی کے کنارے مقبرہ ہوا۔ سید مصطفےٰ صفدر جنگ کے عہد مین شیر کوٹ اور نگینہ وغیرہ کے حاکم تھے[1] اور وہ سید مصطفےٰ کی بہت عزت کرتے تھے اور ضناید عرب اور سرداران عرب برہان الملک سعادتخان سے جانتے تھے۔ صفدر جنگ کے انتقال کے بعد سید مصطفےٰ شجاع الدولہ سے زیارت عتبات عالیات کی اجازت لیکر جہاز مین سوار ہونے کے لئے بنگالے کیطرف روانہ ہوئے۔ چونکہ اوس زمانہ مین انگریزون اور فرانسیسیون مین لڑائی جاری تھی اسلئے اودھ سے راستہ بند تھا۔ مجبوراً بنگالے مین قیام کیا۔ قاسم علیخان عالیجاہ والی مرشدآباد نے قدردانی کی۔ سید مصطفےٰ کا بنگالے مین انتقال ہوگیا۔ انکے کئی بیٹے تھے (۱) سید صاحب جو پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کا باپ ہے (۲)

---

[1] دیکھو فرخ سیر

سید مکرم (۴) میر محمد باقر (۵) میر محمد طاہر۔ محمد طاہر کے چار بیٹے تھے (۱) میر محمد نصیر (۲) محمد سعید (۳) میر بابا (۴) محمد شفیع۔ اور میر محمد باقر کے تین بیٹے تھے (۱) سید محمد خان۔ اقتدار الدولہ (۲) سید مرتضیٰ خان مختار الدولہ (۳) سید اسمٰعیل نصیر الدولہ معز خان۔ جب میر قاسم خان نے انگریزوں کے ہاتھ سے ہزیمت پائی تو مصطفےٰ خان کی اولاد بھی جاگیر ضبط ہو جانے کی وجہ سے لکھنؤ کو چلی آئی۔ شجاع الدولہ نے تو ان کا کوئی سد و بست نہ کیا۔ آغا صادق وغیرہ بعض امرا کی وجہ سے فیض آباد میں آصف الدولہ کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے سید مرتضیٰ خان کو اپنی سرکار کا خانساماں کیا۔ اور بہو بیگم آصف الدولہ کی ڈیوڑھی کا کام اقتدار الدولہ سید محمد خان کے سپرد ہوا۔

مختار الدولہ کی نیابت کا زمانہ

ترجمہ بخش میں لکھا ہے کہ آصف الدولہ کی مسند نشینی سے چھ سات عشرے کے بعد ارکان دولت اور عزیز و اقارب کے مزاجوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ نواب موصوف کہ نہایت نیک طینت تھے امور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئے کہ تدبر اندیشوں اور ناتجربہ کاروں کے اغوا سے اپنی باپ کے دولت خواہوں سے بدظن ہو گئے اس وجہ سے ارکان دولت کے دلوں پر صدمہ پیدا ہوا اور ہر ایک نے الگ الگ علیحدہ ہونے کی تدبیر شروع کی۔ محمد امیر خان کہ نہایت معتمد مشیر شجاع الدولہ کا تھا۔ اور انگریزوں سے پہلے سے تعارف رکھتا تھا وہ انہیں سے مل گیا۔ اسیطرح اور نوکر بھی اپنی اپنی فکر میں مصروف ہوئے بہرا لمآخرین میں آیا ہے کہ مختار الدولہ کی نیابت ایسی چمکی کہ آصف الدولہ سے بجز نام کے کچھ ظاہر نہ تھا مختار الدولہ نے اپنے بڑے بھائی سید محمد کو اقتدار الدولہ بہادر کا خطاب دلا کر صوبہ اودھ کا نائب کرا دیا اور دوسرے بھائی معز خان کو معز الدولہ بہادر کا خطاب دلا کر صوبہ الہ آباد کا نائب بنایا اور اپنی ہر ایک دوست اور اقربا کو صاحب اقتدار کر دیا شجاع الدولہ اور آصف الدولہ کے تمام لوگ مختار الدولہ کے دست نگر تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ اس کے برخلاف دم مار سکے۔ اور انگریزوں نے نواب آصف الدولہ اور مختار الدولہ کو قوت سلطنت گھٹانے کے لئے اس بات پر آمادہ کر دیا تھا کہ جہانتک ہو سکے غوجین کمی کرنا چاہیے۔ ادھر نواب شجاع الدولہ کی تمام فوج رہزور تھی۔ انکو یہ زعم تھا کہ ہلو ہر گز کوئی موقوف نہیں کر سکتا۔ آصف الدولہ انکے موقوف کرنے کے واسطے کوئی حیلہ چاہتے تھے کہ بہو بیگم سے جرم

نامورانی موقوف فرمائین

ایلچ خان کے معاملات

یہ شخص افغان زادہ حنفی مذہب ایک مفلس آدمی کا بیٹا دوبہ پوربازی کا رہنے والا تھا۔ پہلے راے لالچند فوجدار اٹاوہ کے فراشون مین نوکر تھا پھر مسعود خان خواجہ سرا بادشاہی کے پاس رہنے لگا۔ پھر شجاع الدولہ کی سرکار مین آکر بازار لشکری داروغگی پر مقرر ہوا اپنی چستی و چالاکی کی بدولت یہانتک ترقی کی کہ شجاع الدولہ کے زبانی احکام لوگون کو پہنچاتا تھا مقلیہ ملازمان شجاع الدولہ اوسکے ساتھہ سلوک کرتے تھے۔ لکھا پڑھا نہ تھا تھوڑے سے عرصے مین صاحب دولت ہوگیا۔ شجاع الدولہ کے عہد مین بعہدہ نیابت کسی سے نامزد نہتا۔ مگر ایلچ خان کارہ بار ریاست انجام دیتا تھا۔ چونکہ نواب شجاع الدولہ تمام کام آپ کرتے تھے اسلئے کسی کو اختیار نہ تھا جبکہ آصف الدولہ نے میر مرتضی کو اپنا نائب بنایا اور انکو مختار الدولہ کا خطاب دیا تو چونکہ مجھ ایلچ خان مدت سے یہ کام کرتا تھا وہ اس بات سے آزردہ ہوا اور اوس نے انگریزون سے میر مرتضی کی مختاری کی شکایت کی جو خلعت انگریزون نے میر مرتضی کے لئے تجویز کیا تھا وہ واپس کرادیا اب میر مرتضی اور ایلچ خان مین عناد بڑھگیا آصف الدولہ خان مذکور کے استیصال کی فکر مین مصروف ہوے اور بہانہ ڈھونڈنے لگے۔ ایلچ خان نے نواب کے مزاج کا انحراف معلوم کرکے کرنیل کلیس سے کہا کہ میرا یہان رہنا اب مخل ہے میرے حق مین یہ بہتر ہے کہ کسی تقریب سے مجھے یہان سے کسی جگہہ رخصت کرادیجئے کہ میری آبرو بچے ورنہ کسی دن ندامت و خجالت حاصل ہوگی کرنیل نے جواب دیا کہ جو بات تم اپنے لئے بہتر سمجھو وہ تجویز کرکے مجھے مطلع کرو مین اوسمین کوشش کرونگا۔ ایلچ خان نے کہا کہ خلعت وزارت بادشاہ سے حاصل کرنے کے بہانے سے مجھے دہلی کو رخصت کردیجئے کچھہ دنون وہان بیٹھہ رہونگا۔ کرنیل صاحب نے ایلچ خان کے راے کو پسند کیا اور دوسرے روز آصف الدولہ کے پاس پہنچکر عرض کیا کہ ایلچ خان یہان بیکار بیٹھا ہے اور خلعت وزارت حاصل ہونا تمام کامون سے زیادہ ضروری ہے مناسب یہ ہے کہ خان مذکور کو دہلی بھیجدیا جائے وہ بادشاہ کے مزاجدین رسائی رکھتا ہے۔ عرض معروض کرکے خلعت وزارت حاصل کرلے گا۔ ریاست کے کام کو مختار الدولہ اچھی طرح انجام دیتے ہین۔ آصف الدولہ نے کرنیل صاحب کے مشورے کو پسند کیا۔ ایلچ خان کو بادشاہ کی ملازمت کے لئے بہت سے تحائف

اور بارہ لاکھ روپیہ کی ہنڈوی[1] دیکر رخصت کیا۔ ایلچ خان اپنا تمام سامان اور بال بچے لیکر دہلی کو روانہ ہوا اور بادشاہ کی خدمت میں پہنچکر بہرہ و نعمتیں ہوا۔ اور بادشاہ نے خلعت خاصہ عطا کیا۔ اور قمر الدین خان کی جو بلی رہنے کو دی۔ مرآت آفتاب نما میں لکھا ہے کہ ایلچ خان نے بادشاہ سے پندرہ لاکھ روپے نذر اسلئے پیشکش وزارت کی درخواست کی۔ فرخ سیر نے نایب ہی کہ خان مذکور نے بادشاہ کو بہت راضی کر لیا تھا۔ قریب تھا کہ حکومت وزارت اور دوسرے عطیات آصف الدولہ کے لئے حاصل ہوں۔ جبکہ مختار الدولہ کو یہ خبر پہونچی کہ عنقریب ایلچ خان خلعت وزارت حاصل کرکے ادھر آتا ہے تو انہیں یہ فکر ہوئی کہ اب ایلچ خان کیطرف آصف الدولہ کا التفات بڑھ جائے گا۔ اور میری نہایت کو ضرر پہونچیگا اسلئے تو اب مختار الدولہ کو متواتر لکھا کہ جسطرح ہوسکے بادشاہی خلعت وزارت آصف الدولہ کے لئے محمد ایلچ خان کی سرفت حاصل نہوں بہت جلد نہایت علی خان مع تحائف و ہدایا اور پیشکش کے بادشاہ کی حضور میں بھیجا۔ محمد الدولہ بھی نہایت بدباطن تھا اور اوسکی دلسے یہ خواہش تھی کہ بادشاہی کام کو سرسبزی حاصل نہو۔ اوس نے مختار الدولہ کی مرضی کے موافق بادشاہ کے مزاج کو ایلچ خان کیطرف سے منحرف کردیا اور خلعت وزارت دلانے میں دیر لگائی۔ محمد الدولہ ایلچ خان کے معاملات میں عمداً ایسا وعمل کرتا تھا اور نظروں میں تھا کہ یہ سونے کی چڑیا جال سے نکلجانے نپائے۔ گوپال پنڈت وغیرہ افسران سپاہ جو ریاست لکھنؤ کی طرف سے ایلچ خان کے ساتھ تھے انہوں نے اپنی تنخواہ شاہجہان آباد میں طلب کی ایلچ خان نہایت مفلس تھا ایک کوڑی اپنے پاس سے دینا جان دینے کی برابر تھی۔ اس حیلے حوالے میں رکھا کہ آخکل میں خلعت وزارت لیکر جاتا ہوں۔ اور شاہ عالم کے درباری اوسکو ذلیل قوم سمجھکر اکثر مضحکہ کیا کرتے تھے۔ ایک دن راجہ رام ناتھ نے کوئی ایسی ہنسی کی بات کہی کہ خان مذکور کو جواب نہ آیا۔ قرط مجالت سے گوپال پنڈت سے جو تنخواہ کا متقاضی تھا کہا کہ راجہ رام ناتھ میرے رخصت کے معاملے میں مخل اندازی اوس سے سمجھنا چاہیے سپاہیوں اور افسروں نے شب میں آکر اوس کے مکان پر ہلا کیا۔ رام ناتھ تو عالم اضطراب میں کسی طرف سے نکلگیا لیکن حکم بادشاہی ایلچ خان کے نام نافذ ہوا کہ دار السلطنت میں یہ حرکتیں خلاف ضابطہ ہیں۔ ناچار ایلچ خان نے ساڑھے ہزار روپے اپنے پاس سے دیکر سپاہ کو روانہ لکھنؤ کیا۔ ایلچ خان بخوبی سمجھ گیا تھا کہ

---

[1] دیکھو فرخ سیر ۱۲

مجد الدولہ دغا سازی کرتا ہے اور مجد الدولہ بیری تذلیل کے درپے ہے ایسا نہ ہو کہ یہاں کسی بلا میں پھنسوا دیں اور پھر یہاں سے نجات نہ ملے اس سے بہتر ہے کہ میں یہاں سے بھی نکل جاؤں اسلئے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کے تفضلات میں تو کوئی شبہ نہیں لیکن ارکان دولت دشمنوں کے اغوا سے حضرت دولت کے درپے ہیں اسلئے علاج حضرت مناسب ہے۔ بادشاہ نے نیمہ آستین عطا کر کے رخصت کیا۔ خان مذکور نے یہاں سے رخصت حاصل کر کے جیتے جی دام آصف الدولہ کے پاس جانا مناسب نہ سمجھا۔ اور یہ خیال کیا کہ دشمن اور نہ یاد رہیں گے کر کے تخریب کے درپے ہو جائیں گے۔ اسلئے نواب نجف خان کو جو قلعہ دیگ کے محاصرے میں مصروف تھا لکھا کہ مجد الدولہ میرا تمام مال و اسباب لینا چاہتا ہے۔ نجف خان ایسے فروتر پر گویا برآواز تھا ایلچی خان کو اپنے پاس طلب کیا۔ ایلچی خان اکبر آباد کو چلا گیا ذوالفقار الدولہ محمد نجف خان نے ایلچی خان کا اکبر آباد میں پہنچنا اور نواب آصف الدولہ سے اختلاف نعمت جانکر بہت خاطر کی اور اپنے آدمی بھیجکر دیگ میں اوس کو بلا لیا۔ اول نجف خان ایلچی خان کے دیر میں گیا۔ اور وہ اوسکے مراسم بجا لایا بجا لایا۔ جس سے ایلچی خان نہایت محظوظ ہوا۔ اور نجف خان کی اطاعت میں ہمہ تن مصروف ہو گیا۔ اور اوسکی رفاقت کو غنیمت سمجھا نجف خان نے محالات قلعہ اکبر آباد وغیرہ کی حکومت اوس کے سپرد کر دی۔ اور نجف خان اوس کی صلاح پر کام کرنے لگا۔ اوس نے کئی لاکھ روپئے فوج شاہی کے خرچ کے لیئے دیئے۔ آصف الدولہ نے بعض جہوں کے اغوا سے ایلچی خان کی حویلی کو جو فیض آباد میں تھی ضبط کر لیا جس میں پرانے جنیوں اور تانبے کے ٹوٹے ہوئے برتنوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ لال محمد ایلچی خان کا سمدھی آصف الدولہ کے پاس رہگیا۔

قلعہ الہ آباد میں روہیلکھنڈ کے قیدیوں کو تکلیفیں پہنچنا

نواب آصف الدولہ نے اپنے جلوس کی خوشی میں روہیلکھنڈ کے بعض قیدیوں کو جو کمسن لوگ تھے رہا کر دیا۔ مگر عرب خان بریچ اور خان محمد خان و کمالزئی خان اور [illegible] اور عالم حسن خان قزلباش۔ اور حرمت خان اور ملا حسن خان۔ اور ملا عالم خان۔ اور ملا عبد الواحد خان۔ [illegible] محمد سعید خان اور سوخا سلمان اور اختیار خان کبیلہ اور ملاحت خواجہ سرا کو کوئی حصہ

اور اول تو اولعزم آدمی تھے نہ ہوتا اوسپر زر و محصول کرنے کی بھی توقع تھی اور نہ حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے خاندان کو جھوڑا بلکہ کئی مہینہ کے بعد محبت خان کو ہی الہ آباد بھیجدینا پڑا۔ مگر مرزا علیخان آصف الدولہ کے ماموں نے شفاعت کی جس سے وضع گیا۔ تاہم بعض حسد پیشہ مصاحبون کے اغوا سے حافظ صاحب کے خاندان کی ایذادہی میں خفیہ کارروائی شروع کی محبت خان کی ملاقات اور تنخواہ بالکل بند کردی اور آصف الدولہ کے ایما سے سید معزز خان فوجدار الہ آباد فتنہ پردازی کرنے لگے اور سودا جو اولی جو اوک کے لئے تجارع الدولہ کے عہد سے مقرر تھا اس کے لینے میں مزاحمت کرنے لگے اور تھوڑا تھوڑا دیا جاتا۔ اس عرصے میں آصف الدولہ بیدی گیا تک گئے۔ محبت خان اور ذوالفقار خان پسران حافظ رحمت خان جو لشکر کے ساتھ تھے بے سروسامانی کی حالت میں رہ گئے۔ بیدی گیا کے مقام پر جان برسو صاحب رزیڈنٹ گورنر کا مرسلہ آیا اور اوس نے محمد ذاکر کی زبانی محبت خان اور ذوالفقار خان کا یہان موجود ہونا نہایت بے سروسامانی کی حالت میں سنا تو انکے پاس سرکار سے بھیجکر اپنے پاس بلایا۔ مگر انہون نے علانیہ رزیڈنٹ کے پاس جانا مناسب نہ سمجھا اسلئے خفیہ رات کے وقت ملے اوس نے انکی دلجوئی کی اور انکی بہبودی کی کوشش کرنے کا وعدہ کیا اور انکے لئے اپنے دیروں کے پاس کھانے بھیجے اور انکی عسرت کی خبر سنکر اپنے پاس سے پانچ ہزار روپے انکو دیئے اور کہا کہ تم سے اندیشہ اپنے حالات ہمسے بیان کرتے رہا کرو[1]

آصف الدولہ کے حکم سے نواب سعد اللہ خانکی بیگم کا اسباب ضبط ہوجانا اور پھر اوسکا واگذاشت ہونا

فرخ بخش بن لکھا ہے کہ نواب سعد اللہ خانکی بیگم فیض آباد میں رہتی تھی اور اپنا اسباب بیچ کر گذر کرتی تھی اور مہینہ بہ پریشان حال رہتی تھی۔ وہان کوئی اوسکی خبرگیری نہیں کرتا تھا۔ نواب سعد اللہ خان نے جو سلوک شجاع الدولہ کے ساتھ کئے تھے اوسکا عوض یہ دیا گیا کہ اوسکے مرنے سے اوسکی بیگم کو حراست میں رکھکر فیض آباد کو لے گئے اور وہان قید کردیا۔ نواب آصف الدولہ

[1] دیکھو اخبار حسن وکل رحمت ۲۰

اور سپرد گی بہ کی کہ مسند نشین ہوتے ہی بیگم کا تمام اسباب ضبط کرلیا اور مغت بدنام طلاق ہوئے اس لئے کہ اسوقت بیگم کے پاس سوا کپڑون اور جیغون اور ظروف کے زرنقد تھا۔ یہ سارا مقصود الملکارون کا ہی جو نیک و بد مین نہین کرتے۔ اونہون نے نواب کو اس پوچ حرکت پر کیون آمادہ کیا۔ نواب فیض اللہ خان والی رامپور کو جب یہ خبر پہونچی تو انہون نے احترام الدولہ کا لون صاحب کو اس بارہ مین بہت کچھ لکھا۔ صاحب موصوف نے آصف الدولہ پر ایسے پوچ کام کی تمام قباحت ظاہر کرکے وہ نسخے جو شجاع الدولہ نے بیگم کو بھیجے تھے اور امین وعدہ کیا تھا کہ تمہارے پنشن کے حقوق پہلے کے بموجب قایم کئے جائینگے دکھائے۔ نواب نے شرمندہ ہوکر تمام اسباب واپس کیا۔

نواب آصف الدولہ کا فیض آباد کو ترک کرکے لکھنؤ کو دارالسلطنت قرار دینا اور اپنی ماں سے جبراً روپیہ لینا۔ اور اپنے ذلیل نوکرون کو بڑی عہدی دینا

سیر المتاخرین نگیان برکاش مین لکھا ہی کہ نواب آصف الدولہ نے پہلا سال مسند نشینی کا فیض آباد مین گذرا برسات کے بعد آب و ہوای فیض آباد کی ناموافقت کی وجہ سے کل فوج اور مان اور دادی کو لیکر فیض آباد سے لکھنؤ کا عزم کیا۔ اور شہر سے باہر نکلتے ہی اپنی مان کو پیام دیا کہ باپ کا خزانہ ہمارے سپرد کرو۔ شجاع الدولہ کی یہ عادت نہی کہ اپنا تمام خزانہ اپنی بیگم کی تحویل مین رکھتے تہے اس باب مین آصف الدولہ اور انکی مان کے درمیان ناچاقی کی گفتگو واقع ہوئی اور آخرکار بیگم اس شرط پر روپیہ دینے کو راضی ہوئی کہ آصف الدولہ آیندہ کے لئے انکو فارغخطی لکھدین غرضکہ بظاہر پچاس[1] لاکھ روپے اپنی مان سے لیکر آصف الدولہ نے فارغخطی لکھدی۔ آصف الدولہ لکھنؤ مین پہنچکر وہان مقیم ہوے۔ سیر المتاخرین مین بیان ہے کہ آصف الدولہ کی خدمت مین ایام صاحبزادگی سے چند ہندو تلنگے تقرب رکھتے تھے۔ اسوقت مین کہ وہ خود فرمانروا ہوے

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۲،

نوان پیادون کو بڑے بڑے عہدے اور منصب عطا کئے - اور رسالے اور جاگیردار پالکیان دیکر بڑے اعتبار پر پہونچایا - اونمین سے ایک کو بیسوارہ کی عطا کرکے گویا اپنی بدنامی خریدی - اور اپنی پالکی کے کہار اونمین سے ایک کہار کو راجہ مہرا کا خطاب دیکر سرفراز کیا - غرضکہ اون کے صاحب بخت ذلیل اور ہیچ لوگون کے ہاتھ مین ہین

آصف الدولہ کا فرخ آباد اور اٹاوہ وغیرہ کو جانا

آصف الدولہ نے لکھنؤ سے کوچ کرکے گنگا کو عبور کیا - اور فرخ آباد کے نواح مین پہنچکر مقام کیا اور کئی مقام وہان کئے - اور وہان سے کئی توپین اور دو تین ہاتھی اور کچھ گھوڑے پسند کرکے لے لئے کہتے ہین کہ پانچ لاکھ خرچ کی ریاست فرخ آباد سے مقرر ہوئے - ایک روز ایسی بڑی بڑی اولے گرے کہ ایک ایک اولہ پانچ پانچ سیر کا تھا انکے صدمے سے بہت سے آدمی اور جانور ہلاک ہوئے پھر وہان سے اٹاوہ کی طرف کوچ کیا[۱] سیر المتاخرین مین لکھا ہی کہ آصف الدولہ نے اٹاوہ سے بہوچکر وہان قیام کیا - یہ مقام صوبہ اودہ اور انتربید[۲] کی حدود مین واقع ہے جہان سے اپنے بھائی سعادت علی خان کو جو روہیلکھنڈ کی حکومت پر معین تھے اور بستیدی بشیر کو طلب کیا

بستیدی بشیر کا نہایت ذلت اوٹھانا اور بھاگ کر ذوالفقار الدولہ نجف خانکے پاس چلا جانا

محمد بشیر بخاری کا غلام زر خرید تھا - اور نواب موصوف کی خدمت مین نہایت تقرب رکھتا تھا آصف الدولہ نے اوس کو نصیب آباد کے انتظام پر مقرر کردیا تھا - فرخ بخش مین بیان کیا ہے کہ آصف الدولہ نے جن لوگونکے اغوا سے اوسکی بربادی کی فکر کی - اور اوس کو اپنے پاس طلب کیا سیر المتاخرین مین ہی کہ جس وقت بستیدی مذکور حاضر ہوا تو اوس پر عنایت کرکے غافل کیا - اور جب اوس کے رفقا کو اپنا طرفدار کرلیا تو چند روز کے بعد مخفی اشارہ کیا کہ بشیر کو قید کرلین

---

[۱] کھکھونڈ کے پاس ۱۲ [۲] انتربید اوس ملک کا نام ہی جو گنگا اور جمنا کے درمیان مین ہی یہ دونون دریا کوہ کمایون سے نکلکر الہ آباد کے پاس مل گئی ہین انتربید کا مبدا وہان سے کمایون ہی اور منتہی الہ آباد ۱۲

اتفاقاً اس نے بھی اس مضمون کی خبر پائی بچارہ مع رفقا کے متحیر ہوا کہ اب کیا کرے فرخ بخش مین ذکر کیا ہے کہ مختار الدولہ نے بخشیون کو بہکا کر بشیر کی ذلت پر آمادہ کردیا - ایک دن بخشی لوگ اوسکی اذیت اور گرفتاری کے لیے تیار ہوئے - اور ہجوم کرکے اوس کے یہان آپہنچے اور ارادہ کیا کہ اوس کی زنانے مین گھسکر اوس کو گرفتار کرکے اوس کو بے حرمت کرین - میر بہادر علی کہ سادات بارہ مین سے ایک شریف آدمی تہا اور حبشی مذکور کا پرانا رفیق تہا اور مرہون احسان تہا اور شجاع الدولہ کی طرف سے اوسکی نیابت کا کام انجام دیتا تہا اوس نے بخشیون کو اس ارادے سے روکا اور کہا کہ محل کے اندر نہ گھسنا چاہیے - بخشیون نے اوس سید کو قتل کرڈالا اور بشیر کو پکڑکر پہرے مین بٹہادیا - اور کوئی دقیقہ اوسکی بے حرمتی مین باقی نہ چہوڑا - بشیر دو شبانہ روز بچا بچون کے طمانچے مین سیتون کے زمرہ مین چہپا پڑا رہا آخر کار اوس نے پہرے کے آدمیون کو رشوت دیکر اپنا مال و اسباب جو قارون کے خزانے سے کم نہ تہا لیکر کشتیون کے ذریعے سے دریاے گنگا کو عبور کیا - اور فرخ بخش مین یون ہی مذکور ہے اور سیر المتاخرین کے مولف نے کہا ہے کہ میر بہادر علی نے شدت سے دشمنون کے منہ پھیر دیے بشیر سے کہا کہ بندہ ان لوگون کو باتون مین لگاتا ہے آپ جس طرح سے ممکن سمجھین اپنی راہ لین اور چند انجان معبر کو کہا کہ دریا یہان سے قریب ہے - آپ لوگ شدت کے ہمراہ ہوکر اوس کو دریا کے پار کرکے کنوج خان کے ملک مین پہنچا دین یہ کہکر بشیر کو گہوڑے پر سوار کیا - اور چند معتبر آدمی ہمراہ کیے - اور کہا کہ آب حتی الامکان یہان سے فرار ہو جیے - اس عرصے مین لوگ بشیر کے پیچھے پڑے شور و شر پیدا ہوگیا عنایت مذکور نے اس معرکے مین اپنی رادلی اور میر بہادر علی نے دشمنون کا مقابلہ شروع کیا سدہ راہ ہو آخر دم تک مردانگی کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا کہ آدہ گہڑی تک کسی کی جرات نہوئی کہ بشیر کے خیمے مین داخل ہوکر حقیقت حال سے مطلع ہو اس عرصے مین شدت بشیر گنگا پار ہوکر آصف الدولہ کی سی سلامت نکلگیا یہان جب میر بہادر علی مارا گیا تو مخالفون نے بشیر کے خیمے مین گہسکر اوسکو ڈہونڈا تو نپایا - بشیر اکبر آباد مین ایچ خان کے پاس چلا گیا نجف خان نے اسکے ورود کو بھی نعمت غیر مترقبہ خیال کیا اور تہوڑے دنون کے بعد اپنے لشکر مین جو ڈیگ کو محاصرہ کیے ہوے تہا طلب کرکے معانقہ اور مصافحہ کیا اور بہت مہربانی فرمائی اور محالات لالپور اور رہتک و ہانسی حصار وغیرہ اوس کے سپرد کرکے فرمایا کہ وہان کی آمدنی سے اپنے رسالہ کی تنخواہ ادا کرے اور اپنی مصارف چلائے اور سپاہ جمع کرے بشیر نے وہان پہنچکر مخالفون اور سرکشون کو مغلوب کیا - اور موسی خان آبوج کو موافق کرکے لالپور علاقہ رہتک مین مقابلہ کیا - ملا رحمداد خان [illegible] عبد الاحد کے

ایماسے ۳۰ کوس کی مسافت کا دباؤ آکے بیشے کے لشکر پر شبخون مارا بشیر اور موسیٰ خان ملہوج دونوں میدان جنگ سے گھوڑوں پر سوار ہوکر فرخ آباد بھاگ گئے یہ مقام ملہوج مذکور کا تھا۔ اور غیرے اوس فرخ آباد سے۔ جو زابان بنگش کی حکومت میں تھا۔ ملا رحمداد خان سے گھوڑوں۔ ہاتھیوں۔ اونٹوں۔ پالکیوں اور دیگر تمام سامان پر قبضہ کرلیا۔ تھوڑے دنوں بشیر موسیٰ خان ملہوج کے علاقے میں رہکر ذوالفقار الدولہ کے علاقے میں چلاگیا۔ اوس نے بیتوہرہانی کی اور وہی علاقہ سونپنے لگا بشیر نے قبول نہیں کیا۔ گورسہائے نے تاریخ اودھ میں لکھا ہے کہ بشیر کے چلے جانے کے بعد مختار الدولہ نے نواب کی دیوانی کا خلعت مع خطاب راجگی کے راجہ بختاور ناتھ داماد راجہ صورت سنگھ دیوان نواب شجاع الدولہ کے لئے تجویز کیا اور راجہ صورت سنگھ کو مہاراجہ کا خطاب دیکر بشیر کے علاقہ پر روانہ کیا۔

مختار الدولہ کا انوپ گر اور امراو گر گوشائیوں کی خرابی کا سامان پیدا کرنا انوپ گر کا ذوالفقار الدولہ کی مار چلا جانا

راجہ اندر گر گوشائین نواب صفدر جنگ کے پورانے متوسلین میں سے تھا جب صفدر جنگ نے اپنے بادشاہ احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت کی اور دلی کا محاصرہ کرلیا تو کالی پہاڑی کی لڑائی میں اندر گر گولی سے مارا گیا۔ انوپ گر اور امراو گر دونوں اوس کے چیلے تھے برہمن سے چھتے اندر گیر کے مرنے کے بعد صفدر جنگ نے ان دونوں چیلوں پر نظر عنایت رکھی۔ اور ہر ایک کے لئے جدا جدا سالی مقرر کی صفدر جنگ کی وفات کے بعد شجاع الدولہ نے دونوں کو مرتبہ امارت پر ہونچایا۔ انوپ گر کو راجہ ہمت بہادر کا خطاب دیا اور امراو گر کو بھی راجہ کا خطاب عطا کیا اور اپنے تمام امرا اور سرداروں سے انکی عزت بڑھا دی۔ اپنی زندگی میں اٹاوہ وغیرہ محالات سے میان دوآب اور کالپی وغیرہ پرگنات لاکھہ روپئے کی آمدنی کا ملک ان دونوں گوشائیوں کو سپرد کردیا۔ ان گوشائیوں نے اپنی ہمت اور جرات اور سلیقہ شعاری سے مرہٹوں کے دوسرے محالات بھی دبالئے۔ اور قلعہ جھانسی کو گھیرلیا۔ محصورین عاجز آکر اپنی بچاؤ کی استدعا کرتے تھے۔ کہ مختار الدولہ نے ایلچ خان اور بشیر خان کے اخراج کے بعد یہ ارادہ پختہ کرلیا کہ ان دونوں گوشائیوں کو اٹاوے وغیرہ سے معزول کردے۔ مگر یہ کام اوس سے ضرور میں نہیں آسکتا تھا۔ اس لئے ان دونوں کے پاس تیس ہزار کی قریب سپاہ تھی۔ میر مذکور

انکی تخریب کے لئے آصف الدولہ کو اُبھارتے رہتے تھے - ہمت گڑھ بہادر نے تاڑلیا کہ خیر نہیں ہے اسلئے اپنے حاضر ہونے میں لیت ولعل کیا اور حاضر ہونے کے بہانے سے جہانسی کیطرف رُخ کیا آخر کار عہد و پیمان کے بعد آصف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا نواب سے اُس نے بہت مہربانی کی اور اور سربستہ دستار سبز گوشوارہ کے عنایت کی نواب آصف الدولہ تو اونکی تالیف قلوب کی طرف متوجہ تھے اور مختار الدولہ اونکی تخریب میں قصور نہیں کرتے تھے اور نواب کے مزاج کو اونکی طرف سے منحرف کرتے رہتے تھے - تاہم نواب گوشائیون کے باب میں مختار الدولہ کا مشورہ نہیں مانتے تھے میر مذکور نے یہ ٹھان لی کہ اگر نواب سے نہ مانا تو جان برسوں صاحب سے موافقت کرکے دونون گوشائیون کو اُبھارے اور کالپی کی خدمات سے معزول کرا دینا چاہیے - گوشائیون نے اپنی فوجون اور چیلون کو کالپی اور حوالی جہانسی سے طلب کرکے اپنے پاس رکھ لیا - اور بیدل و نخطا ہوکر ترک روزگار کا ارادہ کیا نواب آصف الدولہ نے اونکی مافی الضمیر پر مطلع ہوکر راجہ جہاؤلال کی معرفت اونکی دلجوئی کی کالپی اور جہانسی وغیرہ کی خدمات اونپر بدستور بحال رکھی - مگر اب جہانسی کا فتح کرنا مشکل ہوگیا - کیونکہ محاصرہ کے اُٹھتے ہی بھی راو اور بالا راؤ وغیرہ مرہٹون نے بہت سا سامان رسد اور فوج جہانسی میں جمع کرلی - اور لڑائی کا سامان بخوبی فراہم کرلیا تھا - اور قلعہ جہانسی کا انتظام کرکے مورچے جدید بنائے تھے - نواب آصف الدولہ اگرچہ گوشائیون کے حال پر مہربان تھے لیکن وہ مطمئن نہ تھے اور مختار الدولہ کی فلسوفی سے خائف تھے اسلئے ہمت گڑھ جہانسی کے انتظام کے بہانے سے آصف الدولہ سے رخصت ہوکر تھوڑے دنون بھنڈ کے ضلع میں مقیم رہا - اور اوس ضلع کو ویران کرکے اور بھنڈ کی آبادی جلاکے اکبرآباد کو ابلخ خان کے پاس چلا گیا - کیونکہ دونون میں مدت سے عہد و پیمان ہورہا تھا وہانسے ابلخ خان کی تحریر کی وجہ سے نواب ذوالفقار الدولہ کے پاس جو ڈیگ کے محاصرہ میں مصروف تھا چلا گیا اوس نے اوسپر بڑی مہربانی کی - نواب نے ڈیگ کو فتح کرکے محالات سنکھانہ وغیرہ بارہ لاکھ کی آمدنی کا ملک ہمت گڑھ کو جاگیر اور رسالے کی تنخواہ میں دیدیا فرح بخش کا مؤلف اس بیان کے بعد کہتا ہے کہ امراؤ گرا بھی آصف الدولہ کے پاس موجود ہے لیکن مختار الدولہ کی چالبازی سے بیدل ہے اوسنے اٹاوہ وغیرہ میان دوآب کا ملک گوشائیون کی حکومت سے نکالکر زین العابدین خان کو اوسجگہ مقرر کردیا ہے - وہ اپنے متعلقہ کا انتظام کرکے زر تحصیل اقساط کے بموجب خزانے میں بھیجتا ہے بالفعل آصف الدولہ کی سرکار میں مختار الدولہ کا طوطی بولتا ہے - اور اُسے تمام ساختہ پرداختہ مقبول ہے - اور وہ مال اندیشی کی وجہ سے جان برسوں سے ملا ہوا ہے - دونون تمام ریاست پر حاوی ہیں

اولاد حافظ رحمت خان اور دوندے خان کی قلعہ الہ آباد سے رہائی

فرح بخش مین لکھا ہی کہ دوندیخان اور حافظ رحمت خان کی اولاد اور جسقدر روہلکھنڈ کے علما و فضلا و شرفا قلعہ الہ آباد مین قید تھے اونہون نے متواتر عرضیان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی خدمت مین بھیجین - اور استدعا کی اس قید سخت سے ہم کو رہا کر دیجئے - نواب موصوف نے رحم کھاکر مسٹر جان برسٹو لکھنؤ کے انگریزی رزیڈنٹ کو ان کی رہائی مین کوشش کرنے کے لئے لکھا رزیڈنٹ نے آصف الدولہ سے سفارش کی اور اس معاملے مین بہت زور ڈالا - آصف الدولہ نے تین لاکھ روپئے ان بخنوٹیکی رہائی کے عوض مین طے کئے - اور یہ رقم اس طرحسے ادا کی گئی - کہ ایک لاکھ اسی ہزار روپئے نواب فیض اللہ خان نے عطا کئے - اور ایک لاکھ بیس ہزار روپئے نواب صمصام اللہ خان کی بیگم نے دئے اسطرح تین لاکھ روپئے جمع ہوکر جان برسٹو صاحب کے پاس پہنچ گئے جنہون نے آصف الدولہ سے قیدیونکی رہائی کا حکم سید معز خان قلعہ دار الہ آباد کے نام حاصل کرکے بھیجا اوس نے ایک مہینے تک سامان کی تیاری کے بہانے مین تعلل کیا - اور آخرکار ۱۲ شعبان ۱۲۰۵ھ (۱۷۹۰ء) کو جان برسٹو صاحب کے ہرکارون اور اپنے آدمیون کے ساتھ ان قیدیون کا قافلہ لکھنؤ کو روانہ کیا - یہ لوگ گوڑ مانکپور کی راستے سے ۲۹ شعبان ۱۲۰۵ھ کو لکھنؤ پہونچے - کچھ دنون خواجہ یاقوت کے باغ مین جو نون کے اندر ہے بہر کرایہ کی حویلیون مین رہنے لگے - نواب فیض اللہ خان کی استدعا کے بموجب آصف الدولہ نے عنایت خان کی بی بی کو جو نواب موصوف کی حقیقی بہن تھی اور فتح خان خانساماں کے عیال و اطفال اور عبد الجبار خان کے اہل و عیال کو رامپور بھیجدیا - روہلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہی کہ دوسرے سال جان برسٹو صاحب نے بڑی تقریر کی بعد آصف الدولہ کو ایک لاکھ روپئے سال کی پنشن ان لوگون کے واسطے مقرر کرنے پر مجبور کیا فرح بخش کا مولف کہتا ہی کہ ایک سال کی تنخواہ دینے کا حکم میر علی رضا فوجدار آگرہ کے نام حاصل کرکے جان برسٹو صاحب نے اوسکو تقسیم کردی -

---

لہ دیکھو گل رحمت ۱۲

۴۰ ہزار ۴ سو ۴۹ روپیہ مقرر تہا اور نواب نے یہ بھی اقرار کیا کہ ایک بریگیڈ انگریزی سپاہ کی تنخواہ
جومہ اور اعانت کے لئے اونکی ہمراہ رہیگی ماہوار بڑہا کر دولاکھ ساٹھ ہزار روپیہ مہیہ کردینگے
اور اس عہدنامے مین نواب نے یہ بھی اقرار کیا کہ وہ قاسم علیخان صوبہ دار سابق بنگالہ اور
سمرو قاتل انگریزون کو اپنی ملک مین آنے نہ دینگے اور نہ اپنے پاس رکہین گے - اور اگر وہ اونکی
قابو مین آجائین گے تو اونکو قید کرکے انگریزی کمپنی کے سپرد کردین گے - اور یورپ کی کسی اور
قوم کو اپنی ملازمی مین بغیر رضامندی انگریزی کمپنی کے نہ رکہین گے - اور جو کوئی انگریزی کمپنی
کے پروانے کے بغیر اونکی ملک مین آئیگا یا اوس مین گذرے گا یا رہے گا یا معلوم ہوگا کہ ملک مین ہے
تو وہ اوس کو آنے نہ دین گے بلکہ اوس کے آنے مین مانع ہونگے - اور اگر آبھی جائیگا تو اوسکو پکڑ
بہیجدینگے - تمام یورپین کسی قوم کے ہون جو نواب مذکور کے ملازم مین اس عہد کی رو سے برخاست ہوے
اور اونہون نے وعدہ کیا کہ اونکو نوکر نہین گے اور جو شخص انگریزی کمپنی سے مفرور ہوکر آیا ہے
یا آئندہ آئیگا بشرط گرفتار ہونے کے انگریزی کمپنی کے حوالہ کردیا جائے - اور طرفین نے
یہ بھی اقرار کیا کہ اگر بادشاہ کوئی بات ایک کی نسبت دوسرے کو لکہین گے تو وہ اوسکی رضامندی
اور ارادے کے موافق کارروائی کریگا - اور بادشاہ کی تحریر و تقریر پر کچہہ بھی لحاظ نہ کیا جائے گا -
اور نواب نے ایک اقرارنامہ مہری علیحدہ اس مضمون کا بہی لکہدیا کہ زر تقاضاے انگریزی کمپنی
بابت کورہ الہ آباد و روہیلکہنڈ و تنخواہ فوج حسب عہدنامہ نواب شجاع الدولہ بلا عذر و تکرار
بروقت واجب ہونے کے ادا ہوگا - سیر المتاخرین مین لکہا ہے کہ ہسٹنگز صاحب گورنر اگرچہ
اس بات سے کہ ملک بنارس ضمیمہ سرکار کمپنی ہوا خوش ہوا - مگر اسوجہ سے کہ شجاع الدولہ کے عہد
مین وہ خود بنارس تک آیا تہا - اور ملک مذکور کی درخواست کی تہی - اور شجاع الدولہ نے
بہت سے عذر کرکے ٹالے بالے تاے رہے تہے اور نہ دیا تہا - اور جان برسٹو نے جو اوسکی طرف سے
رزیڈنٹ تہا ایسا بڑا کام کرکے ممبران کونسل کے سامنے ناموری حاصل کی کسی قدر طول
ہوا - اور اسوجہ سے اُسنے ان شرطون کو منظور کرنے مین یہ عذر کیا کہ وہ بالکل برخلاف اون
عہد و پیمان کے ہین جو شجاع الدولہ کے ساتہہ ہوے تہے - اور گورنر نے یہ کہا کہ اسوقت
جبراً قہراً نواب سے جو شرطین جا ہو ٹہیرالو وہ اپنی ضرورت کے سبب سے سب کو منظور کرلینگے
مگر اون کا ایفا نہ کرسکین گے - جب کورٹ ڈائرکٹرز کو اس نئے عہدنامے کی خبر ہوئی کہ بہت سا
ملک ہاتہہ آتا ہے - اور زیادہ روپیہ دینے کا اقرار ٹہیرا ہے تو اونہون نے مراسلہ ۴ دسمبر

۱۱۹۷ھ مین یہ لکھا کہ ہم کو کبھی ایسی خوشی خاطر اپنے ملازمون کی کارگذاری سے حاصل نہین ہوئی جیسی کہ آصف الدولہ کے ساتھ اونکی عہد و پیمان کرنے سے ہوئی۔ جو عہد و پیمان آصف الدولہ کے ساتھ کیے گئے ہین ہم اونکو بطیب خاطر منظور کرتے ہین۔

سیر المتاخرین کا مولف کہتا ہی کہ مختار الدولہ نادان نے باوجود اس قدر واضح سند کے اپنے حق مین کچھ بھی عہد و پیمان ارباب کونسل کلکتہ سے نہ لیا۔ اس وقت جو کچھ جیا تھا فورا ہو جاتا۔ اور کسی کی مجال نہوتی کہ اوسکی طرف آنکھ اوٹھا کر بھی دیکھتا۔ اگر اجیانا مارا جاتا تو اوس کے انتقام مین قیامت برپا ہو جاتی بلکہ آصف الدولہ کی ریاست اوسکی اولاد کو ملجاتی۔ لیکن تقدیر مین ہی نہی القصہ بنارس مع توابع کے ضمیمہ برگنہ ہوا۔ اور معاملات ملکی و مالی صوبہ اودہ۔ اور الہ آباد اور چھر گڑھ اور کوڑہ اور اٹاوہ اور روہیلکھنڈ مین بدون اطلاع جان برسٹو صاحب کے کچھ نہوتا تھا آصف الدولہ اپنے باپ کی فوجکو تنخواہ دینا عبث سمجھکر اوسکی استیصال کی فکر مین مشغول ہوتے۔ آخرکار رسالہ دار موقوف کیے گئے۔ چنانچہ ہمت بہادر اور اوسکا بھائی امراد گر اور سرفراز علی خان برچ اور بنو احسان وغیرہ یہان سے برطرف ہو کر شجاع خان مین پہنچے۔ اور بعض تنخواہ پریشان ہو کر اور جانب سدھاری۔

آصف الدولہ کا مختار الدولہ کو نجیب پلٹن سے لڑانا اور اوس پلٹن کا شکست پانا

ملخص تاریخ اودھ اور تاریخ مظفری اور سیر المتاخرین مین ہی کہ شجاع الدولہ نے چار پانچ ہزار آدمی شریف پلٹن شاہجہان آبادی فی کس پندرہ روپیہ ماہوار نوکر رکھے تھے اور سید احمد نامی اون کا مستر بھا اور اونمین تعلیم قواعد انگریزی کا اہتمام تھا گو اونکی پاس بندوقین توڑہ دار تھین مگر وہ اونمین نہایت پھرتی سے آگ اتار لیتے تھے۔ بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تھے اسلیے اونکی خاطر اوسی زیادہ تھی آصف الدولہ رفقاے بدرسی بیزار اور درپے ایذا تھے یہ رسالہ کالپی مین متعین تھا وسی دن سے اپنی پاس مقام اٹاوہ مین بلا لیا۔ جب پہونچا حکم دیا کہ ہمارے لشکر سے فاصلہ پر قیام کرے اور فرمایا کہ توپین توپخانے مین داخل کر دیجائین۔ نجیب پلٹن نے انکار دیا توپین۔ اور تمام بندوقین اپنی پاس رکھکر باقی توپین داخل کر دین آصف الدولہ نے اون توپون اور تمام بندوقون کے داخل کرنے کا پھر حکم دیا سپاہیون نے سمجھ لیا کہ تنخواہ دینے کی نیت ہی عرض کیا کہ ہماری تنخواہ عنایت ہو تو ہم توپ و بندوق سبا

داخل کروین آصف الدولہ نے آشفتہ ہوکر مختار الدولہ سے کہا کہ انکی سرزنش کی سزا دو اوسنے عرض کیا کہ یہ لوگ اپنی تنخواہ مانگتے ہین اور کچھ غرض نہین رکھتے آصف الدولہ نے فرمایا کہ اگر تمھین یہ تکلیف گوارا نہین تو ہم خود جاتے ہین جب اونھون نے دیکھا کہ خود بدولت سوار ہوتے ہین تو مجبور ہوکر فوج متعینہ کو لیکر اوسکی سرکوبی کو گیا - وہ لوگ باوجودیکہ کوئی سپاہ نہ رکھتے تھے میر احمد مرحوم کا مگر لڑا بھی آصف الدولہ کے نزدیک نہا کہ مختار الدولہ بہکا دین - لیکن بہکانیکی نوبت نہ آئی اور فوج تمکی پہنچ گئی - اور ہجوم کثرت اور سامان بیقیاس تہا اس لئے اونہون نے پاسداری کی اور وہ لوگ بہت سے مقتول و مجروح ہوکر اور پا بپیادہ بہاگ کر جانبر ہوئے - یہ واقعہ محرم ۱۲۱۰ھ کا ہے اور وہ اس فتح سے نہایت خوش ہوئے اکثر خاص خاص نوکرون اور بعض خواجہ سرا جن کو شجاع الدولہ نے انگریزی فوج کی تقلید سے جرنیل یا کرنیل ہر ایک کے ساتھ چھ چھ سو سوار نوکر رکھا تہا اور سپاہ پلٹنون کے رہتی تہی - صاحبزادے کا یہ حال دیکھکر اوہ سے چلے جانے کی تیاری مین مصروف ہوئے - سیر المتاخرین کا مولف کہتا ہے کہ مین لکھنؤ مین آیا تو ان سے غلامون کو دیکھا کہ درحقیقت یہ جب اس آیت کو اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ہُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا سراپا بہاتیم خوانتے ہین اور یہ مصنف نواب کو جن کو تاریخ سے ناواقف لوگ فرشتہ سیرت اور اولی العزم کو عموماً متحمل ادب بتاتے ہین بہت ہی کہتا ہے - اور اوسکے بیان جلن کو ناپسند فرماتا ہے اور لکھتا ہے کہ اونہون نے ریاست کو برباد اور انتظام سابقہ کو برہم کردیا -

بیسی پلٹن کی بربادی

گورسہائے نے تاریخ اودہ مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جبکہ ہنگ افاغنہ کے عزم سے گنگا کو عبور کیا تو ملک روہا کو راجہ ہمت بہادر کے تفویض کردیا راجہ کے ساتھ میر افضل علی بہی تہا نواب کی وفات کے بعد بہی آٹھ ماہ تک یہ دونون متصرف رہے - مختار الدولہ نے میر افضل علی کو لکھا کہ ہمت بہادر سے مخالفت کرے اور اوسکو شکست دے - میں کسی شخص کو یہان سے بہیجونگا - تم اوس کے اتفاق سے کام کیجیو اور یہ جتا دیجیو کہ وہ ملک سرکار سے علاقہ نہین رکہتا ہے - اور جو کچھ تمہارے سپاہیون کے لئے مقرر ہے ہم اوس سے زیادہ دینگے - اور دوسرے فوج موجودہ کی جو کچھ فوج اور نوکر رکھوگے اوسکی تنخواہ بہی ملک منسوب ہوگی - اور دو لاکھ روپیہ کی جاگیر تمہارے واسطے مقرر ہوگی - لیکن کسی کو اسپر اطلاع نہو افضل علی نے یہان تک مختار الدولہ کے مشورے پر عمل کیا بلکہ اپنے ایک دوست کی پاس جو بہاؤ للل

کے ساتھ رہتا تہا اوس کا شتہ بہیجدیا تاکہ راجہ کی معرفت نواب آصف الدولہ کو دکہادیا جاوی شخص مذکور نے لالچ کی توقع سے میر مذکور کا حظ اور مختار الدولہ کا شتہ مختار الدولہ کے دیوانخانے کی داروغہ مرزا لو کے پاس بہیجدیا مختار الدولہ نے اون خطوں کو جاک کرکے شخص متوسط عنایت کا امیدوار کیا اور راجہ جہاؤ لال کو خلوت مین طلب کرکے کہا کہ ایک حظ اس مضمون کا میر افضل کو لکہہ بہیجین کہ سر و ہمت بہادر کی حکم سے تخلف نہ کرے اور یکدلی کے ساتھ کام کرے راجہ نے مختار الدولہ کے ایما سی لکہا کہ تمنے راجہ ہمت بہادر کی ساتھ کسلئے عداوت اختیار کررکہی ہی کہ اوس نے عرضی تمہاری شکایت مین حضور مین بہیجی ہی بہتر یہ ہی کہ باہم شیر و شکر ہوکر رہو۔ میر مذکور اصل کار سی غافل تہا۔ اور حظ پہنچتے ہی راجہ کی ساتھ آمادۂ جنگ ہوا۔ راجہ بہی مقابلہ کو تیار ہوا۔ مگر چونکہ راجہ دور اندیش آدمی تہا چند آدمیون کو درمیان مین واسطہ کرکے تصفیہ کرلیا اور پہر ایک مختار الدولہ کو لکہا۔ اور ایک عرضی حضور مین لکہی کہ میر افضل علی جو مجہسے لڑنے کو آمادہ ہوا مگر فندوی نے پاس ادب کیا اور تحمل کیا امیدوار کہ حضور کا شتہ میر مذکور کی نام صادر ہوجاوے کہ بوجہ فساد نہ پیدا کرے۔ نواب نے مختار الدولہ سے فرمایا کہ میر افضل علی کو یہان بلالیا جاوے۔ اوس نے عرض کیا کہ میر مذکور خود بخود ہمت بہادر کے ساتھ لڑنے کو تیار ہوا ہی اور چاہتا ہے کہ نئے ملک کو اپنے تصرف مین لاوے۔ الغرض شقاوت ازلی مین روانہ کیا۔ وہ یہ حکم پہنچتے ہی روانہ ہوا۔ جبکہ لشکر کے منصل پہونچا تو بسبب اس کی کہ شام ہوگئی تہی قریب دو کوس کی لشکر سی اپنی سپاہ کو لیکر اوترا اور چاہا کہ صبح کو حضور مین حاضر ہو مختار الدولہ نے موقع پاکر حضور مین عرض کیا کہ میر افضل بسبب اوس کاوش کے جو مجہسے رکہتا ہی لشکر سے علیحدہ اوترا ہے اور چاہتا ہی کہ ہاتہی تنخواہ کا سوال و جواب کرے۔ جواب ملا کہ تم جاؤ اور وہ جاوے بموجب حکم کے مختار الدولہ نے پچلی رات سے میر افضل کی سپاہ کے چارون طرف نواب کی ساری فوج اور توپخانہ جماد یا اور قبل اس کی کہ میر افضل کی فوج بیدار ہو ادہر سے آتشباری شروع ہوگئی ظہر تک سنگامہ جدال و قتال گرم رہا جبکہ سپاہیان میر افضل نے دیکہا کہ ڈیڑہ لاکہہ کے قریب پیادہ و سوار اور توپخانہ کہ گہیرے ہوئی ہی تو بہاگنے لگے میر افضل اپنے دو تین بہائیون کے ساتھ آمادۂ مرگ کہڑا رہا اوسوقت مختار الدولہ نے عبدالرحمن خان قندہاری کو قسم کہاکر بہیجا کہ میر افضل کو کسیطرح کی اذیت نہ پہونچیگی وہ حاضر ہوجاوے خان موصوف میر مذکور کو لایا۔ مختار الدولہ نے کہلا بہیجا کہ تمنے کسلئے بے سبب ہمت بہادر سی ہر خاش کی بہی جواب دیا کہ راجہ جہاؤ لال کے خط سے معلوم ہوا تہا کہ بے سبب ہمت بہادر نے میری شکایت حضور مین کہی ہے جب یہ جواب مختار الدولہ کی پاس پہنچا تو اوس خط کو میر مذکور سے منگاکر

حضور مین پیش کردیا سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین نواب نے بھاؤلال کو قید کردیا۔ بھاؤلال شجاع الدولہ کے عہد مین نوکر ہوا تھا نواب آصف الدولہ کی خدمت مین مقرب ہوگیا۔ اوسکی گرفتاری کے بعد دیوانخانہ کی داروغگی میان نسبت کو ملی اور پہلے سے جملگے اوسکی سپرد تھے

محبوب علیخان خواجہ سرا کا مقہور ہونا۔ اور لطافت علی کا حال

سیر المتاخرین مین لکھا ہی کہ شجاع الدولہ کے سردار ایسی ایسی حرکات دیکھکر اپنی اپنی فکر مین مصروف تھے چونکہ اب ہندوستان مین نوکری تو رہی نہین تھی اور نہ کوئی ایسا رئیس معتدر رہا تھا لہذا بہرحال اوقات بسری کرتے تھے منجملہ اونکی محبوب علیخان خواجہ سرا جو شجاع الدولہ کیطرف سے کوڑے اور اٹاوہ کا حاکم تھا اور کسی قدر صاحب جرات و غیرت بھی تھا صاحبزادے کے اطوار سے نہایت متحیر تھا کہ کیا کرنا چاہیے لیکن فوج اور عمدہ اسباب خوب اوسکے ساتھ تھا اوس کے پیادونکی جمعیت کا نام برق انداز تھا مع پیادہ و سوار کے اوس کے پاس دس ہزار بہادر آدمیونکی جمعیت تھی۔ اور کوڑی و اٹاوے کے اطراف مین حسب الحکم شجاع الدولہ نہایت کروفر کے ساتھ بسر کرتا تھا۔ آصف الدولہ کو اُس کا بھی استیصال مدنظر ہوا۔ اور یہ خیال ہوا کہ نکل نہ جائے پاوے چند لوگونکے ساتھ حاضر حضور رہی۔ یہ حال محبوب علیخان کو بھی معلوم ہوگیا اوسنے یہ ارادہ کرلیا کہ جب آصف الدولہ ظاہر ظہور کوئی بات اوس کے خلاف کرین تو وہ بھی نمکحرامی کا داغ لگاکر نجف خان سے جاملے آصف الدولہ نے مخفی سرجان بارستو سے اوس کے استیصال کے باب مین مشورہ کیا تو اوس نے انگریزی تین جار پلٹنین چند کمپانیونکی ساتھی مین مقرر کرکے محبوب علیخان کی تنبیہ کے لئے بھیجین۔ اور یہ اسطرح بھیجین کہ جسکا منشا ظاہر مسافرت معلوم ہوتا تھا۔ یہ لشکر محبوب علی خانکی سپاہ کے قریب رگھوڑی کے پہنچنے سے پہنچا دیا گیا۔ اور کپتانون نے محبوب علیخان سے ملاقات کی محبوب علیخان نے بازدید کی اور وہ بھی ملکر شہر مین اپنے مکان کو چلا گیا۔ فوج و توپخانہ شہر کے باہر چھوڑا۔ بعد تین چار روز کے انگریزی کپتانون نے پچھلی رات کے وقت نہایت احتیاط کے ساتھ اپنی فوج اور توپخانہ تیار کرکے کوچ کیا۔ اور صبح ہوتے ہی محبوب علیخان کے سر پر جا پہنچے وہ لوگ بالکل بے خبر تھے کوئی قضاے حاجت کو گیا ہوا تھا کوئی کہین کسی کام مین مصروف تھا کوئی سوتا تھا۔ کوئی جاگتا تھا۔ محبوب علیخان کی سپاہ بالکل تیار نہ تھی صرف چند ننگے بھرے پر موجود تھے وہ حسب قاعدہ مزاحم ہوتے۔ انگریزی فوج نے کچھ نہ سنا اور

ایک گولے کے ٹیلے سے پہنچکر میدان مین کہڑی ہوئی اور اب انگریزی سپاہ کے افسرون نے یہ کہا کہ ہم فلان طرف جاتے ہین اوسکی راہ تمہارے لشکر کے درمیان مین ہی۔ محبوب علی کی سپاہ نے منع کیا۔ اور انہون نے کچھ نہ سنا لڑائی ہوئی ادہر کچھ تیاری تو تھی نہین انگریزونکی ایک باڈھ نے بہتونکو بچہایا باقیماندہ منشوش ہوکر مفرور ہوے۔ لشکر کے لوگون نے مال اسباب پر ہاتھ صاف کیا۔ اور جو کچھ بچا ضبطی مین آیا۔ انگریزی افسرونمین سے کپتان وفل کام آیا محبوب علی خان اس جیت سے لشکر سخت متحیر ہوا چونکہ بروقت ملاقات عہد و پیمان ہوچکا تھا اون کپتانون سے رخصت ہوکر مع اسباب کے اصف الدولہ کے حضور مین حاضر ہوا۔ وہ اوس کا حاضر ہونا چاہتے ہی تھے بہت خاطر کی۔ مگر آخر کار یہ بھی یہانسے خارج کیا گیا۔ اور سخیف خان کے پاس چلا گیا۔ لطافت علی خواجہ سرا جو ایک بریگیڈ کا مالک تہا اس حال کو دیکھ کر باہر نکل جانے کی راہ ڈہونڈہنے لگا۔ چونکہ ہمیشہ سے یہ مقرر تھا کہ کچھ فوج شجاع الدولہ کی سرکار سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہتی تھی اور ایک شخص سوال و جواب کے لئے بادشاہ کے پاس رہا کرتا تھا اوسنے اسکو غنیمت جانا اور کارسازی کرکے بادشاہ کی پاس سے پانچ پلٹنون کے چلا گیا اور مرزا سخیف خان وغیرہ سے موافق ہوکر آجتک ۱۲۱۵ھ ہجری سے دماغ پرور کرتا ہے۔

نواب آصف الدولہ اور اونکی والدہ مین عہدنامہ مقرر ہونا

مولوی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہین کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوے بہت دن نہین گذرے تھے کہ نواب آصف الدولہ نے اپنی مان کو بہت تنگ کرکے ۲۶ لاکھ روپیہ لیکر اونا دیا اور بیس لاکھ اور مانگنے لگے بلکہ اونہون نے یہانتک ارادہ کیا کہ جو علاقہ اونکی مان اور دادی کے پاس ہی وہ بھی لین ۱۲۱۵ھ مین بہو بیگم نے گورنر جنرل کے یہان نالش کی کہ اون کا ۲۶ لاکھ روپیہ تو نواب نے اس بہانے سے نہین لیا ہی کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہی۔ اب دوبارہ تیس لاکھ روپیہ وہ اور مانگتے ہین کہ سرکار کمپنی کو عہد و پیمان کے موافق دینا ناگزیر ہی۔ اگر وہ نہ ادا کیا جاے گا تو مین تباہ ہو جاونگا۔ بیگم نے لکہا کہ مین اپنے بیٹے کے ہاتھ سے بہت تنگ ہون۔ اسپر انگریزون نے پنچین پڑکر ۱۹ شعبان ۱۲۱۵ھ ہجری مطابق ۱۵ دسمبر ۱۸۰۰ء کو ایک عہدنامہ بیگم کے ساتھ کیا کہ بالفعل بیگم یہ تیس لاکھ روپیہ اونکو دیدین۔ اور نواب سے یہ اقرار کرا کہ جینے اپنی والدہ سے تیس لاکھ روپیہ بابت گزشتہ حال

لہ دیکھو مرات آفتاب نما

اور جیسس لاکھہ روپیہ بابت قرضۂ سابق کے کچھہ نقد اور کچھہ اسباب اور جواہرات اور ہاتھی اور اونٹ وغیرہ ورثہ پدری لیا اور اب کچھہ دعوے میرا اوپر باقی نہین رہا یہ سب مینے افسران انگریزی کے ذریعے سے لیا اور اب مطالبہ زیادہ اس سے ترک کیا اور مین یہ بھی وعدہ کرتا ہون کہ اپنی والدہ سے مزاحمت بہ نسبت جاگیر اور کنجیات اور بارہ دری اور باغات اور کسال اودہ بعض آباد کے جو اون کو نواب مرحوم نے دیا تھا کرون گا - اور اونکی حین حیات اونکو قابض ان سب پر رہنے دونگا - اور جب تک میری والدہ زندہ رہین گی اوسوقت تک مین اونکو ان سب کی نسبت دق نکرونگا - وہ اپنی جاگیر مین اپنی ملازمین کی معرفت تحصیل زر کرین مین اونکو نہ روکون گا اگر میری والدہ حج کرنے جائین تو اونکو اختیار رہیگا جسے چاہین اپنی جاگیر وغیرہ مین بطور مہتمم چھوڑ جائین یہ کلیتہً اونکے اختیار مین ہی - مین اوس مین مزاحم نہین گا خواہ وہ یہان رہین یا حج کو جائین یہ سب جاگیر وغیرہ اونکی متصنہ مین مستور ہوگی - اور کوئی شخص اوس سے مزاحم ہوگا جس کسی کو میری والدہ مہتمم جاگیر وغیرہ قرار دینگی اوس کی مین مدد اور حفاظت کرون گا - اور جب وہ حج کو جائین تو اون کو اختیار ہی جس ملازم مرد و عورت کو چاہین اور جو اسباب چاہین اپنے ہمراہ لے جائین مین مزاحم اوس کا نہون گا اور مین کچھہ وقت کسی قسم کا مطالبہ کرے جواہر علیخان اور بہار علیخان اور نشاط علیخان اور شکوہ علیخان اور تحو بلدارنیون کو نہ دون گا - میری والدہ کو اختیار رہے اپنی جاگیر وغیرہ مین جو چاہین کرین وہ مالک ہین ان شرایط کے لحاظ رکھنے کی باب مین خدا اور اوس کے رسول اور دوازدہ امام اور چہاردہ معصوم اور سرداران انگریزی کو گواہ دیتا ہون - سرداران انگریزی اس قولنامے مین شریک میرے ہین - دوسرے یہ کہ مین بند قرضہ اپنی مان سے طلب نہ کرونگا - میرا کچھہ دعوے اب اوپر نہین ہی - اور مین ہرگز اس عہد نامہ سے انحراف نہ کرونگا - اگر مین احیاناً خلاف ورزی اس عہدنامہ کی کرون تو یہ تصور کرنا چاہئے کہ مین سرداران انگریزی کمپنی سے منحرف ہوگیا - سرکار انگریزی طرفین کی ضامن ہوئی

نواب آصف الدولہ کو شاہ عالم بادشاہ کے ہاتھ سے خلعت وزارت حاصل ہونا - نواب کا بادشاہ کے حضور مین نذر نقد اور اسباب اور پیشکش بھیجنا

مولوی ذکاء اللہ صاحب تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ نواب آصف الدولہ مین نوابی

کرتے تھے خزانہ اونکا خالی تہا۔ سپاہ کی تخفیف کرنا چاہتے تھے۔ عاوتین اونکی بُری تہین۔
گھر مین بھی فساد تہا باہر بھی۔ ملک مین بدنظمی ہو رہی تہی۔ غرض ایسے سنگلاخ سے رستا ہو رہے تھے
کہ جس سے نواب کو خوف اندیشہ اور رفیق انگریزون کو خوف تہا ۱۷۹۷ء کے موسم سرما مین یہ افواہ
اوڑی کہ شاہ عالم اور مرہٹے اور روہیلے اور سکھ مرزا نجف خان کے رفیق ہو گئے ہین۔ آصف
الدولہ پر حملہ کرنے کو چلے آتے ہین۔ گورنر جنرل نے نواب کو سمجہایا کہ وہ نجف خان سے آشتی
کرلین جس سے یہ مصیبت سر سے ٹلے۔ آصف الدولہ کو اپنے وزارت کا خطاب بادشاہ کے
ہاتہ سے ملا تہا۔ اگرچہ اوس کا ملنا نہ ملنا برابر تہا۔ مگر وہ اوس خالی خطاب کے لئے بیتاب تہے
مختار الدولہ نے مجد الدولہ سے سازش کرکے اپنے خاص وسیلہ سے خطاب و خلعت وزارت کا
کا بندوبست کیا۔ پیشکش اور پانچہزار سپاہ بادشاہ کے پاس بطور کمک بہیجکر یہ خطاب حاصل کیا چنانچہ
خلعت وزارت مع جواہر اور قلمدان طلائی مرصع اور فیل و اسپ خاصہ کے آصف الدولہ کے
لئے بادشاہ کی جان سے روانہ ہوا۔ یہ خلعت قطب الدولہ اور راجہ دیارام کے حوالے ہوا تہا
بادشاہ نے ان دونون شخصون سے فرمایا کہ اول اس خلعت کو ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان کے
پاس لیجاؤ اوس کے ہوا بدید کے بعد آصف الدولہ کی پاس پہنچاؤ۔ اور یہ بات ذوالفقار الدولہ
کی عزت افزائی کے لئے کی گئی تھی۔ چنانچہ قطب الدولہ اور دیارام نیاز علی خان کے ساتھ جو
آصف الدولہ کی طرف سے اس سوال و جواب کے لئے آیا تہا اوس کے پاس خلعت لیکر
پہنچے جو اون دنون ڈیگ کے محاصرے مین مصروف تہا۔ پھر قطب الدولہ اوس سے رخصت ہوکر
اودہ کو روانہ ہوا۔ جب آصف الدولہ کی قیامگاہ کے قریب پہونچا تو مختار الدولہ نے مع حشم
و حشم کے استقبال کرکے فرمان بادی بربا کی۔ اور نواب نے بہی استقبال کیا۔ اور خلعت
پہنکر باجواہ کے خطاب سے معزز ہوئے۔ اور اس عطیہ کے شکرانے مین محفل آراستہ
کی اوسی دن مختار الدولہ مارے[1] گئے وزیر نے ایک لاکہ روپے اور ہر قسم کے تحف و
ہدایا اور اسباب و سامان مع چتر اور تخت روان کے مرزا خلیل اور نیاز علی خان کی معرفت
بادشاہ کو بہیجے۔ اور قطب الدولہ کو خلعت ملبوس اور سر پیچ مرصع اور جیغہ مکلل اور مالای مروارید
اور ایک ہاتہی اور آٹہ ہزار روپے دئے۔ اور راجہ دیارام کو بہی خلعت دیا۔ اور اوسے

---

[1] دیکہو مراۃ آفتاب نما۔ ۱۲

رفقا کو علی قدر مراتب دوشالے عطا کئے۔ اور بادشاہ کے پاس رخصت کیا اور ذوالفقار الدولہ کے لئے اپنی نیابت کا خلعت مع نیل و عماری زر اور سائبان اور زریفت کی جھول اور سپر بھیجا اور محمد الدولہ کے لئے دو ہاتھی اور ایک کہور روانہ کیا۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مختار الدولہ نے ایک خلعت آصف الدولہ کے لئے شاہ درانی سے بھی حاصل کیا۔ اور دونوں بادشاہوں کے ہاتھ سے مختار الدولہ کو بھی خلعت ملے۔ تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عالم نے آصف الدولہ کو مسند نشینی کے بعد ہزبرجنبک خطاب دیا تھا۔

مختار الدولہ کے قتل کے لئے سازش ہونا اور اوس کا کھل جانا

جس زمانے میں کہ مختار الدولہ قتل ہوئے تو یہ بات مشہور ہوئی تھی کہ نواب آصف الدولہ کے خاص اشارے سے مختار الدولہ مقتول ہوئے۔ تاریخ مظفری اور ملخص التواریخ اور رفیع بخش اور سیر المتاخرین سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نواب آصف الدولہ کی اوس کے قتل پر مرضی تھی مگر بعض صاحب کہتے ہیں کہ یہ بات محض افترا ہے۔ مؤلف عماد السعادت بھی لکھتا ہے کہ جس وقت مرزا محمد امین بن مرزا محمد یوسف کو رنے آصف الدولہ سے عرض کیا کہ میں مختار الدولہ کو درمیان سے اوٹھاتا ہوں تو نواب ممدوح نے اجازت نہ دی اور نواب سالار جنگ نے بھی جنکی بیٹی مختار الدولہ کے فرزند سے منسوب تھی ایک دن استحانا نواب وزیر سے پوچھا کہ مختار الدولہ کے قتل کے باب میں کیا حکم ہے۔ اوسوقت بھی آصف الدولہ راضی نہ ہوئے اگر آصف الدولہ کو مختار الدولہ کا موقوف کرنا مدنظر ہوتا تو کون روک سکتا تھا۔ پھر قتل کرانے کی کیا وجہ تھی بعض اہل تحقیق نے اس واقعہ کی اصلیت یوں بیان کی ہے اور یہ حال اون لوگوں سے زبان بزبان سنا ہے جو اوسوقت میں ریاست میں اقتدار رکھتے تھے کہ مختار الدولہ شیرازی نشوونما کے بعد ایران سے آئے تھے۔ نشۂ شراب غرور و نخوت جو لازمہ اہل ایران ہے آنکھوں میں چڑھا ہوا تھا اہل ہند سے اختلاط کم رکھتے تھے۔ امرا سے نہایت کج ادائی کے ساتھ ملاقات کرتے تھے۔ باقی ملازمان نواب وزیر دبکی نظروں میں کب جچتے تھے۔ رامپور جہاں دلال اور سنت علی خاں نے ایک دن نواب وزیر سے عرض کیا کہ ہم لوگ جو حضور کے ساتھ

بزم شراب گرم کرتے ہیں تو یقین ہے ممتاز الدولہ ہم کو آب شمشیر سے سرد کر دینگے جیب و دار خالی گیا۔ مکرر پھر عرض کیا کہ کرور روپیہ کا معاملہ ہے ممتاز الدولہ سے لینا چاہئے اس پر بھی نواب نے التفات نہ کیا جب کسی شمشیر تدبیر نے جوہر نہ دکھائی تو انہوں نے یہ مشورہ قرار دیا کہ بموقت بندگان عالی بستر خواب سے آنکھ کھولتے ہیں تو ممتاز الدولہ آتے ہیں اور نواب انکی صورت دیکھ کر آنکھ کھولتے ہیں اور کمپنیاں سلامی کے واسطے دولت خانے کے اندر آتی ہیں بہتر یہ ہے کہ اوس دم ممتاز الدولہ کے گولی مار دیجائے۔ نواب وزیر کو اس مشورہ پر اطلاع تھی مرزا حسن رضا خاں سرفراز الدولہ بھی اس مشورے میں شریک تھے۔ اور انسے اور ممتاز الدولہ سے قرابت تھی۔ اور صورت اس قرابت کی یہ ہے کہ نواب علی مردانخاں شاہجہانی کے پوتے نواب کلب علیخاں کی چند لڑکیاں تھیں اون میں سے ایک لڑکی مرزا حسن رضا خاں سے بیاہی تھی ایک لڑکی مینڈو بیگم سید صاحب ابن سید مصطفیٰ المخاطب بہ مصطفوی خاں سے منعقد تھی اس مینڈو بیگم کی ایک بہنی پیاری بیگم نامی ممتاز الدولہ کی زوجیت میں تھی۔ اس قرابت قریبہ کی وجہ سے مرزا حسن رضا خاں نے ممتاز الدولہ کو اُن کے مصوبہ قتل سے اطلاع دی بلکہ مدت تک یہ پیاری بیگم لکہ اقبال الدولہ زوجہ دوسرے ممتاز الدولہ کی گردن پر رکھا کہ جینے ممتاز الدولہ کو قاتلوں کے ہاتھ سے بچایا ورنہ اُسی وقت کام تمام ہو چکا تھا۔ غرض یہ کیفیت سنکر ممتاز الدولہ اندیشہ مند ہوئے اور صبح کے وقت نواب کے پاس نہ گئے دو مرتبہ سرکاری عصا بردار بھی بلانے کے لئے آیا ممتاز الدولہ نے کسل طبیعت کا عذر کر دیا جب تیسری بار عصا بردار یہ پیام لایا کہ جو طبیب علاج تمہارے گھر میں مہیا ہے وہ یہاں بھی موجود ہے۔ مناسب ہے کہ جلد آؤ جانبازی تمہارے انتظار میں ابھی تک خوابگاہ سے برآمد نہیں ہوئے تو ممتاز الدولہ نے مجبور ہو کر چھ سات سوار کارگذار اور اکثر عزیز و اقارب اپنے ساتھ لئے اور پہلے مسٹر جان برسٹو رزیڈنٹ کے پاس گئے کہ اوس کو فی الجملہ اپنی کیفیت سے مطلع کریں۔ یہ معاملہ سفر مقام اُناؤ میں پیش آیا تھا نواب آصف الدولہ کو جو خبر ہوئی تو وہ بھی سوار ہو کر فی الفور جان برسٹو کے ڈیرے پر پہونچے۔ نائب درنیب کے پہونچنے میں چند منٹ کا تفاوت واقع ہوا ابھی ممتاز الدولہ نے باتیں شروع کی تھیں کہ نواب وزیر کی آمد آمد کی خبر ہوئی ممتاز الدولہ اور صاحب رزیڈنٹ نے استقبال کیا۔ نواب نے ممتاز الدولہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہمنے کیا بدی کی تھی کہ تمنے ہمارا دو تین کرور روپیہ خراب کیا۔ اور اوسکا حساب نہ سمجھایا۔ ممتاز الدولہ نے یہ ارشاد سنکر بے مہر جان برسٹو صاحب کے حوالے کی

اور جواب دیا کہ صاحب میرے ضامن ہین ایک کرور دو کرور روپے تک جو میرے ذمہ ثابت ہون
مین اوس کے ادا کرنے کو حاضر ہون لیکن جسوقت یہ بات غلط نکلے امیدوار ہون کہ جنابعالی اوس معتمد
پردازون کے نام سے اطلاع فرماوین کہ مین اسقدر روپیہ اوسی لیکر سرکار عالی مین حاضر کرون یا مرہٹی
دولت خواہی سے خالی نہین - نواب نے اوسوقت ہر ایک کا نام بتلا دیا - مختار الدولہ سے عرض کیا
کہ میری دولت خواہی یہ ہی کہ ایام صاحبزادگی مین کارخانہ سرکار کا جو نہایت ابتر تھا بخوبی انتظام کیا
دوسرے نواب تجمل الدولہ سے حضور کی جاگیر کی سند مستردکی جس سے سرکار کے کارخانے کو خوب
رونق ہوئی تیسری مسند نشینی کے وقت سب اعیان ریاست یہ کہتے ہے کہ آصف الدولہ عیاش
اور صاحبزادہ مزاج مین ریاست کی لیاقت نہین رکھتی دولت خواہ نے اوسوقت کرنل کلیس اور مسٹر کنوی
کو برخلاف مسٹر ہنوار صاحب کے حضور کی مسند نشینی کے لئے آمادہ کیا - جونہی محمد اسحٰق خان شاہجہان آباد
سے خلعت نہ لاسکے بدون صرف روپے کے وہانسے خلعت حاصل کر دیا اور بادشاہ قندہار سے
بھی خلعت منگا دیا اوسوقت کسی شخص نے خیر طلبی اور دولت خواہی کا دعوے نہ کیا اب جملہ انتظام
پورے ہو چکے تو ہر ایک خیر خواہی بگھارنے لگا - بہرصورت ان باتون کا انصاف حضور کے ہاتھ مین
ہے - اگر ان باتون پر بھی مزاج عالی مین کدورت ہے تو اس وزارت سے تان بوین ہزار درجہ بہتر ہے زیادہ
ہوس نہین جب تک جناب عالی کی سرپرستی مین مہمہ دولت خواہ کو تکلیف نوکری معاف ہو صاحب
رزیڈنٹ نے بھی اقرار ضمانت کیا - یہ باتین سنکر نواب وزیر نے مختار الدولہ کو آغوش لطف مین
لیکر فرمایا کہ مین ہمیشہ تم سے رضامند رہا اور اب بھی خوش ہون اور کوئی خلاف خیال نکرو اور اسوقت
میرے ساتھ چلکر اپنے مخالفونکو مجھ سے لو - چنانچہ مختار الدولہ کو اپنی خواصی مین بٹھاکر اپنی خیمہ مین لائے
ابھی انکی سواری خیمے مین نہ پہونچی تھی کہ بسنت علی خان وغیرہ نے یہ خبر سن لی اور اوپر پریشانی نے
ہجوم کیا بسنت علی خان تو سلامی دیکر بھاگ کر اپنی قوم مین جا بیٹھا - اسیطرح اور بھی روپوش ہو گئے
فقط راجہ جہاؤلال کی سلامت سر پر سوار ہی حاضر رہا - اوسکو نواب نے بلاکر مختار الدولہ کے حوالے
کیا اور فرمایا کہ اس کو قید رکھو - مختار الدولہ نے جہاؤلال کو ایک حجرے مین قید کر دیا - فقط اسی قدر
ملازمت کی قلمدان اور بیٹھنا اس کے پاس نہ جانے پائین - اور یہ سر پر رہے - اسکی سواری
کہانا - اور کپڑون اور ناچ گانے مین کوئی فتور نہ تھا - دوسرے روز بسنت علی خان کلام اللہ
ہاتھ مین لیکر مختار الدولہ کے پاس گیا - اور قسم کھائی کہ مجھکو اطاعت کے سوا کوئی بات منظور نہین
مختار الدولہ نے کلام مجید اوس کے ہاتھ سے لیکر خلعت دیا - اور فرزند خواندہ بنایا - ایک ہفتہ تک

یہ معاملہ اسیطرح پر رہا کوئی صدانہ اوٹھی

مختار الدولہ اور بسنت علیخاں خواجہ سرا کا مارا جانا۔ اور سعادت علیخاں کا بدنامی اُٹھانا

یمین الدولہ سعادت علیخاں چوبیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شجاع الدولہ کے عہد سے بریلی کے انتظام میں مصروف تھے۔ اور اس عہد حکومت میں مختار الدولہ نے جان برسوٹ سے اجازت لیکر اونکو اوس کام سے معزول کرکے بلا لیا تھا۔ یہ نہایت مدبر تھے حکام کمپنی کے ساتھ خط و کتابت جاری تھی۔ لیاقت و دانائی کی وجہ سے شجاع الدولہ کی جملہ اولاد میں ممتاز تھے۔ اور علامہ تفضل حسین خان اونکی آتالیقی میں رہتے تھے۔ سعادت علیخاں بھی اُناوے میں نواب وزیر کے ہمراہ تھے۔ اور سلطنت کی تمنا دامنگیر تھی۔ اونہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جب تک مختار الدولہ کے عروج پر بانی نہ پھرے گا کوئی ہر مدعا کا ہاتھ آنا دشوار ہے۔ بسنت علیخاں سے موافقت پیدا کی۔ اور بسنت علیخاں دھاولال سے اودہ کی نیابت دینے کا وعدہ کیا۔ اور مختار الدولہ و آصف الدولہ کے قتل کرنے کی فکر کی۔ راجہ جھاؤلال و فضل علی و طالب علی و خیالی خان و مراد علی و نورالدین اس کام پر مامور ہوئے۔ اور میر باقر اور یوسف خان جو محمد تقی خان کے ساتھ والوں میں سے اونہوں نے بھی شراکت کی۔ اور تفضل حسین خاں بھی اس سوال و جواب میں شریک تھے۔ بسنت علی خاں نیابت کی امید میں ہمہ تن اس کام میں مصروف تھا۔ اور آگے سے زیادہ حاضر باشی مختار الدولہ کے پاس شروع کی بظاہر دوست صادق اور جاں نثار بنا[1]۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ بسنت علی خاں خواجہ سرا کہ جو شجاع الدولہ کا نہایت معتمد علیہ تھا اور فی الحقیقت جرأت سے خالی نہ تھا مختار الدولہ سے ہمسری کرکے اطاعت نہیں کرتا تھا۔ اسلئے مکدر باہم گزرا جاتی ہوئی اور وسائل اور ابطے صفائی ہوتی۔ اسی ضمن میں ایکمرتبہ ایسی کشمکش بڑھی کہ آمیزش کی صورت نہ ہوئی۔ آصف الدولہ بھی دل میں بسبب خود مختاری مختار الدولہ کے جو سر جان برسوٹ سے متفق تھے

---

[1] دیکھو طلسم سنہ ۱۲

آرزو ہوگا اونکے معزول کرنے اور قتل کرنے کی فکر میں ہوئے۔ بسنت علیخاں خواجہ سرا جنرل اس
سازش کا پایا گیا تھا کہ مختار الدولہ کو کسیطرح سے بلا کر آصف الدولہ کا ہو رد عنا بنا دیا اور باقاعدہ زاستاد علیخاں
سے سازش کی کہ جب بندہ مختار الدولہ کو بلا کر آئے تو تم مع چند ہمراہیوں کے سوار ہو کر پہونچ جانا
تاکہ آصف الدولہ کے پاس پہونچکر اون کا کام بھی تمام کر دے گا اور آپ کو مسند ریاست ملجائیگی
جب یہ بات پایا گیا تو بسنت علیخاں نے از سر نو مختار الدولہ سے براہ مکر و فریب ملاپ کیے۔
رفرخ محض میں ذکر کیا ہے کہ مختار الدولہ کو نیابت حاصل ہوئے عرصہ نہ گذرا تھا کہ اعیان سلطنت
کے استیصال پر کمر باندھی اور بتدریج ہر ایک کو برباد کر دیا۔ اور جو جو ہاتھ لگا اوسکو قید کر کے
اور اوسکے ساتھ ہلاک کیا۔ اول جو شخص اونکے پنجے سے اپنی جان بچا لیگیا
کہ اوسکی صحبت بدلا ہوا دیکھکر حصول خلعت وزارت کے بہانے سے دہلی کو
الدولہ کی دراندازی کی وجہ سے بادشاہ کے پاس سے بدون حصول خلعت
مختار الدولہ کی حمایت میں چلا گیا۔ وہ سراسر بشیر ہے کہ جب اوس نے دیکھا
ہوا دی کے درپے ہیں۔ تو بچکر گروہ علاقہ نجیب آباد سے کنارکشی کر کے اکبر آباد
چلا گیا۔ غیر الوقت گرگوشا بیے کہ وہ اناوے سے بہت کے انتظام کا بہانہ کر کے
سلطنت سے اکبر آباد کو چلا گیا[1] اور بہند کو جلا کر اور لوٹ کر ذوالفقار
کیا ہوا سیکندرہ آباد اور سعادت آباد اور سکی جاندادیں ذوالفقار الدولہ نے مقرر
کیا۔ اخبار درکار کہتے کہ جو کچھ دونوں سے نواب آصف الدولہ کے مزاج میں مختار الدولہ
سے کدورت آگئی تھی۔ اور مختار الدولہ کی طرف سے بھی روز بروز وہ باتیں جو آصف
کی رنجش کا باعث ہوتیں ظہور میں آتی تھیں۔ اور آثار نافرمانی صادر ہوتے تھے
دکھانے سے باز آگئے تھے۔ اسلیے اونکی گرفتاری و قتل کے درپے تھے
علیخاں جو نواب آصف الدولہ کا سازدار رہتا اونکے ارادے اور منشا پر مطلع ہو کر مختار
قتل پر آمادہ ہو گیا۔ بلکہ خاص آصف الدولہ کی اجازت سے اس کام پر مستعد ہوا۔
اور مختار الدولہ کی دعوت پر عداوت ظاہر کی اور ۲۷ صفر ۱۲۱۰ھ کو چہارشنبہ کے دن کہ آخری
چہارشنبہ رہتا اوس نے سامان دعوت تیار کر کے مختار الدولہ کو نیوتہ دیا۔ اور اون سے یہ چاہا کہ

---

[1] جیسا کہ فرخ محل اور تاریخ مظفری سے ثابت ہے ۱۲

اول صبح سے آکر دونوں وقت کا کھانا نوش کریں اور آخر شب بعد تماشائے رقص و سرود و آتشبازی کے واپس جائے خانہ ہوں۔ چونکہ موت نزدیک آگئی تھی مختار الدولہ نے منظور کیا ان دنوں آصف الدولہ اٹاوے میں مقیم تھے۔ سبت علیخان نے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کے مختار الدولہ دربار میں آکر آصف الدولہ سے رخصت ہوتے۔ اور سبت علیخاں کے ڈیرہ کی طرف روانہ ہوئے مختار الدولہ کے بعض ہواخواہوں نے منع کیا کہ وہاں نہ جانا چاہئے۔ لیکن قضا نے آنکھ پر غفلت کے پردے ڈالدیئے تھے کچھ سماعت نہ کی۔ دشمن جانی دوست صادق نظر آتا تھا سبت علیخاں نے اوس وقت بعض اپنے مخلصوں کو کہ اون میں سے میر قدرت اللہ کے دونوں بہانجے مراعلی اور لطیف علی تھے مطلع کیا کہ قتل مختار الدولہ کا عزم ہے۔ جب مختار الدولہ سبت علیخان کے گھر پہنچے تو اوس نے دروازہ تک استقبال کیا۔ اور نہایت تواضع کے ساتھ سواری سے اتار کر مسند پر لا بٹھایا بعد عشرت جلو اور سواری کی ہمراہ تھی مختار الدولہ نے اوسکو رخصت کر دیا باہر سوائے چند خواصوں کے اور کوئی نہ تھا۔ اور جلا لوطوائف بھی جو مختار الدولہ کی مرغوب تھی وہاں موجود تھی اور سوا دو تین قوال جو نہایت خوش گلو تھے حاضر ہوئے۔ سبت علی خان نے اول عمدہ عمدہ کھانے کھلائے۔ اس زمانے میں گرمی شدت سے پڑتی تھی۔ اور لو چلتی تھی۔ لشکر میں اکثر امیروں نے تہ خانے بنوائے تھے۔ سبت علی خاں بھی ایک تہ خانہ بنوا کر فرش و اسباب وغیرہ سے آراستہ کیا تھا جب دھوپ تیز ہوئی مختار الدولہ کو تہ خانے میں چلنے کی تکلیف دی۔ اونکا جام حیات لبریز ہو چکا تھا اونہیں سبت کی خبر تو تھی نہیں اپنے پیروں سے قبر میں اوترے۔ غرضکہ دربار برخاست کر اوتار کر آرام تمام استراحت فرمائی۔ اور اونکی محبوبہ دلنواز کو بھی حاضر کیا۔ دور ساغر کا رواں تھا بعض اوقات مختار الدولہ مولف سیر المتاخرین سے کہتے تھے کہ شراب میں زہر ملا یا تھا اگر نہ مارے تو بھی زہر سے مر جاتے۔ جب دو پہر ہوئی مختار الدولہ نے بعض خدمتگاروں کو بھی رخصت کر کے ارادۂ خواب آخر فرمایا یہانتک کہ کوئی پاس نہ رہا شراب کی زیادتی کی وجہ سے مدہوش تھے۔ فرح بخش میں لکھا ہے کہ جب وہ سو گئے تو راجہ جواہر لال کے مغلوں نے سبت علی خاں کے ایما سے چھری سے کام تمام کر دیا۔ اور سیر المتاخرین میں ہے کہ میر مراد علی اور اوسکے بھائی نے مع دو تین اور بہادروں کے مکر و تکبر کی صورت تہ خانے میں آکر تلوار سے کر ڈالا اونکی مقتول ہونے کی تاریخ مقتیم کے ساتھ یہ ہے ؎ مرتضیٰ خاں شہید اکبر شد ۔ از خجالت سیہ گرداں شوم ۔ سر قاتل گر مسلمان گفت ۔ بہر تاریخ سید مظلوم

بعض خدمتگار جو حاضر تھے قتل کے خوف سے جان بچا کر نکل گئے۔ اور جیسے ہی خبر پہونچائی۔
بسنت علیخاں خواجہ سرا چند بن کمپنی کے تیار و مسلح آصف الدولہ کے پاس آیا اور اپنی فوج کو بھی
تو بخانہ تیار کرایا تھا محافظوں نے کمپنیوں کو روک لیا اور اسے تنہا جانے دیا اور اسنے شمشیر برہنہ
در دست عین نشہ میں آکر تسلیم بجا لایا اور عرض کی کہ دشمن حضور[1] کو حسب الحکم قتل کیا۔ آصف الدولہ بیحد
مسرور ہوئے[2]۔ مگر ظاہر داری کے واسطے تاکہ مخلوق میں مطعون نہوں غضب آلود ہو کر کہا کہ اے
نمکحرام تو نے یہ کیا غضب کیا تجھکو کسنے اجازت دی تھی۔ بسنت علی نے نواب کے مزاج کو برہم دیکھ کر
عرض کیا کہ راجہ جہاولال کے فلاں سپاہی نے اوس بیگناہ کو مار ڈالا ہے۔ اور تاریخ مظفری میں
لکھا ہے کہ بسنت نے یہ جواب دیا کہ کسی کے حکم پر کیا موقوف تھا جبکہ اوسکو آقا کا دشمن پایا
مار ڈالا۔ سیر المتاخرین سے معلوم ہوتا ہے کہ بسنت علی کو شمشیر بکف دیکھ کر آصف الدولہ نے اپنی
جان کے خوف سے کہا کہ شمشیر برہنہ کیوں آتا ہے کیا میرا ارادہ رکھتا ہے اوس نے بغلیں جھانکنا
شروع کیں اور دیکھا کہ راجہ نوازسنگھ اور جانی خان اور چند اشخاص نواب کے پاس مسلح کھڑے
ہیں وقت ہاتھ سے جاچکا تھا عرض کیا کیا مجال کہ نمک حرامی کروں آصف الدولہ نے فرمایا کہ
شمشیر پھینکدے۔ اوس نے دور ڈالدی۔ جب نہتا ہو گیا تو آصف الدولہ نے لوگوں کو اشارہ کیا
کہ اسکو قتل کر ڈالیں۔ نوازسنگھ اور ہوا اس سنگھ اور موتی سنگھ وغیرہ مردم حضوری نے جو بسنت
دشمنی رکھتے تھے فوراً تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سر تن سے اڑا دیا۔ اور قتل کرنے کے بعد
گالیاں دیکر پاپوش کاری بھی کی۔ اور نواب وزیر فوراً اوٹھ کر جنمے کے بالاخانے پر جسپر کبوتر خانہ
نصب تھا پہنچے۔ علام محمد خاں عرف بڑے مرزا جو بسنت علی خان کا بہانجا منہوبولا تھا۔ اور جسنے
بچپنا خالو بتایا ہے اکثر دربار میں آیا کرتا تھا قضارا اوسوقت بھی آن پہنچا اور بسنت علی خان کو مقتول
دیکھ متحیر ہوا۔ بالاخانہ پر پہنچکر اپنی حفظ آبرو کے لئے ہاتھ میں شمشیر برہنہ ڈالا اور تلوار کو سونت لیا۔
جانی خان نے بھی تلوار لیکر قصد مقابلہ کیا تب بڑے مرزا نے کہا کہ مجھکو کسی سے حضوت نہیں
اگر کوئی معترض ہو تو یہاں سے آبرو کے ساتھ نکل جاوں۔ سیر المتاخرین میں بیان کیا ہے کہ آصف
الدولہ نے ڈر کر کہا کہ تجھ سے کسی کو مطلب نہیں باہر چلا جا وہ نکل گیا۔ جب بڑے مرزا بالاخانہ
نیچے اوترا تو اوسکے خاص برداروں نے چاہا کہ مندو قو نیزہ ہر لیں۔ نواب نے فرمایا کہ ہمنے اسکو

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ [2] دیکھو فرحت بخش ۱۲

پناہ دی ہو۔ تاریخ مظفری میں یوں لکھا ہے کہ جب بڑے مرزا نے سنا کہ بسنت علی خان مارا گیا تو
ڈھال تلوار لیکر آصف الدولہ کے ہاں پہنچا۔ اور بسنت کی لاش کو دیکھکر کہا کہ اسکو کسنے مارا ہے
حاضرین میں سے ایک شخص غصے کے ساتھ بولا کہ میں نے مارا ہے بڑے مرزا نے اوسکو وہیں ٹھور کیا
وزیر نے یہ حال دیکھکر کہا کہ ہمارے سامنے سے چلا جا اوس نے عرض کیا کہ اگر کوئی مجھسے
تعرض کریگا تو مجھے بھی کسی سے پرخاش نہیں وزیر نے کہا کہ جا تجھہ سے کسی کو کام نہیں وہ دغا سے
چلا گیا اور فرح بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے مرزا نے نواب سنگھ کو زخمی کیا اور صحیح و سلامت
دربار سے نکلکر اپنے ڈیرے میں آیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے جان و مال کی سلامتی سے اکبرآباد
کو ایلچی خاں کے پاس پہنچا۔ اس عرصے میں بسنت علی خاں کی بیبیاں جو نواب وزیر کے مقتول ہونے
کی منتظر تھیں سراپردے تک آپہنچیں۔ جب معلوم ہوا کہ بسنت علی خان مارا گیا اور نواب بالاخانے
پر ہیں تو اپنا سا منہ لئے ہوئے پھر گئیں۔ مگر اوسوقت لشکر میں ایک تلاطم برپا تھا۔ قریب تھا کہ بدحواس
لوٹ مار شروع کردیں۔ مگر نواب سب کی تسلی کے لئے ہاتھی پر سوار ہوکر حجرے سے باہر نکلے۔ انوار علیخاں
خواجہ سرا جو مختار الدولہ کا معتمد تھا خواصی میں تھا۔ علامہ فضل حسین خاں نے یہ تمام ماجرا
سعادت علیخاں تک پہنچایا۔ اور کہا کہ لشکری اس خونریزی کا واقع ہونا آپکے اشارے سے
منسوب کرتے ہیں۔ سعادت علیخاں اس خبر سے پریشان اور اندیشہ مند ہوئے کہ کیا کریں صفت میں
بدنام ہوئے نہ آصف الدولہ سے مقابلے کا مقدور تھا نہ یارائے قیام تھا۔ لاچار ہوکر اوسی دم
امراد گرگوشائین کے جتھے میں پہنچکر مدد چاہی سیرالمتاخرین میں لکھا ہے کہ اوس سے سعادت علیخاں نے
یہ بھی کہا کہ اگر حمایت کرو اور میرے بھائی کو سندسی اوٹھا کر مجھکو سند آکر دو تو تمہیں بڑے مرتبے پر
پہنچادوں ہرکارہ نے اخبار نے یہ خبر نواب آصف الدولہ تک پہنچائی نواب وزیر علی سوار ہوکر
امراد گرگوشائین کے جتھے میں گئے۔ اور سعادت علیخاں کے آنے کا سبب دریافت کیا گوشائین
نے سخن سازی کی راہ سے یہ کہا کہ اور کہا کہ مجھکو کسی طرح حضور کے ساتھ دغا منظور نہیں آخر کار
نواب آصف الدولہ وہاں سے اوٹھکر جان برسوٹ صاحب کے جتھے میں چلے گئے۔ اور مختار الدولہ
کے قتل کے بارے میں کلمات حیرت آمیز کہنے لگے۔ جان برسوٹ صاحب نے بھی بہت افسوس کیا
جسوقت نواب آصف الدولہ نے رزیڈنٹ کے جتھے کی طرف رخ لیا گوشائین نے سعادت علیخاں
سے کہا کہ اسوقت آپکی حمایت کرنا انگریزوں سے جنگ مول لینا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ
یہاں سے تشریف لیجائین۔ نواب وزیر بھی آپ کی طرف سے بدگمان ہیں۔ اوسوقت علیخاں نے

اوسکی کمر میں ہاتھ ڈالکر کہا کہ اگر تمکو حیات سے گریز ہے تو مجھکو کسیطرف حفاظت کے ساتھ بھیجا دو گوشائیں نے کہا کہ یہ بات بھی ہو نہیں سکتی ۔ مگر میں آپکو ایک گھوڑی ایسی دیتا ہوں جو سوکوس راہ طے کرسکتی ہے نواب سعادت علیخاں اوس گھوڑے پر بیٹھکر مع نضل حسین خان وغیرہ چند لوگوں کے بدون مزاحمت کے نکل گئے ۔ اور نجف خاں کی حدود کیطرف روانہ ہوئے ۔ یہاں نوازش علیخاں خواجہ سرا نے مختار الدولہ کی لاش کو بخیر و تکفین کے بعد آغوش لحد میں سونپا اور اور وہیں اُنا وے سے دو کوس نکلکر اوسکا مقبرہ بنوایا ۔ اور سبنت علیخاں کی فوج نے آدمیوں نے اوسکی لاش کو بڑے کروفر سے اوٹھایا اور خاک میں ملایا ۔ اور کہانے تقسیم کئے ۔ مختار الدولہ نے لکھنؤ میں دریاے گومتی کے پاس جہاں حسن باغ اور سیدوں کا احاطہ تعمیر ہے لاکھوں روپونکے مصارف سے مظفر حسین خاں کے اہتمام میں عالیشان عمارات بنوائی تھیں ۔ اور سیدوں کا احاطہ اوس زمانے میں مختار الدولہ کا احاطہ مشہور تھا ۔ اون عمارات میں سے اکثر منہدم ہوگئیں اور کچھ ضبط ہوگئیں ۔ فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے سبنت علیخاں کا علاقہ مرزا حسن رضا خاں اور راجہ جگناتھ داماد راجہ صوبت سنگھ کے سپرد کردیا ۔ اسے پیشتر چند خزانچی کہ نواب شجاع الدولہ کے عہد میں سبنت علی خاں کی سپاہ کی موجودات اور بخشی گری کا کام کیا کرتا تھا اوسکو راجہ جھاؤلال نے سبنت علیخاں کی حیات میں ہزاروں بیحرمتی اور ذلت کے ساتھ قید کردیا تھا ۔ اب اوس سے جھاؤلال نے مختار الدولہ اور سبنت علی خاں کا تمام مال و اسباب وصول کرکے قید سے رہا کردیا ۔ مگر ابھی منالال دیوان سبنت علی خان قید میں ہے ۔ لالہ عالم چند کہ دیوان کا منصب رکھتا تھا اوس نے خان بے تمیزی سے رہائی پاکر کلکتہ میں پہنچگیا

سعادت علی خاں کا نجف خاں ذوالفقار الدولہ کے پاس جلا جانا

فرح بخش میں لکھا ہے کہ مرزا سعادت علیخان خلف شجاع الدولہ ۲۰ صفر کو مختار الدولہ کے قتل کے دن ڈر کے مارے گھبراکر اپنے ڈیرے سے نکلکر امراو گرکے ڈیرے میں گئے اور حمایت چاہی ۔ امراو گرنے تاب و طاقت حفظ و حراست جان و مال مرزا سے موصوف اپنے میں نہ پائی ۔ اور آصف الدولہ کے خواب وہی سے عہدہ برا ہوتا اپنی قوت سے باہر دیکھا اسلئے

جواب صاف دیا کہ مجھ سے کچھ نہو سکیگا مرزا مایوس ہوکر گھوڑی راجہ سے لیکر اکبرآباد کیطرف
گیا کر چلے گئے۔ راستہ بھول گئے تو گنواروں نے فتحپور کے پاس اونکا مال واسباب لوٹ لیا
مرزا راہ بھولکر گوہد میں راناجیت سنگھ کے پاس پہنچ گئے رانا نے تعظیم وتکریم کی اور ایلچی خان کے
پاس اکبرآباد میں بھیجدیا۔ جبکہ ایلچی خاں کو سعادت علیخاں کے اکبرآباد کے قریب پہنچنے کی خبر
ہوئی تو گھوڑے ہاتھی پالکی اور دوسرے سامان امارت ایک دو منزل پر بھیجکر باوجود علالت کے
استقبال کرکے کپڑوں کے خوان اور گھوڑے ہاتھی اور اشرفیاں اور روپے نذر کئے۔
اور بہت سا سامان مرزا کے پاس مقرر کردیا۔ اور بڑی خاطر داری کی چند روز مرزا اکبرآباد
میں رہے اور مدارالدولہ کی بیٹی سے جو شجاع الدولہ کی زندگی سے اونکے ساتھ منسوب تھی
نکاح کیا۔ اور اسکے بعد ذوالفقارالدولہ کے پاس چلے گئے۔ سیرالمتاخرین میں لکھا ہے
کہ ذوالفقارالدولہ نے مرزا کے قریب پہونچنے کی خبر سنکر استقبال کیا اور کمال عزت کی اور کپڑوں
اور جواہر کے خوان اور گھوڑے ہاتھی دئے اور دلجوئی کرنے لگا۔ اور آمد ورفت میں بہت سا
پاس ادب کرتا اکثر خود جاکر ملاقات کرتا سعادت علیخان کے تکلیف کھینچنے کا روادار نہ تھا
اگر اتفاقاً مرزا سعادت علیخاں اوسکے قیامگاہ پر چلے جاتے تو دروازے تک استقبال
کرکے اپنی مسند پر بٹھاتا اور خود ادب سے نیچے بیٹھتا۔ فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ نجف خاں نے
یہ تجویز کی کہ وزارت کی نیابت سعادت علیخان کے لئے۔ اور غسل خانے کی داروغگی مدارالدولہ
کے لئے اور خانسامانی کی خدمت کرم قلی خان بن منیرالدولہ کے لئے مقرر ہو کہ ایک دن سعادت علیخان
اکبرآباد میں اپنی ناکامیابی سے خفا ہوکر دریائے جمنا سے عبور کرکے شاہدرے میں جا اترے
اور ارادہ کیا کہ فوج جمع کرکے بریلی وغیرہ اقطاع روہیلکھنڈ پر قبضہ کرلیں۔ ذوالفقارالدولہ نے
اونکے مزاج کی ناخوشی پر مطلع ہوکر کرم قلی خاں کو بھیجکر سعادت علیخان کو سمجھا کر لوٹایا
اور راضی وخوش دل کرلیا۔ اور بہانہ وغیرہ تین محال اونکی جاگیر میں مقرر کردئے اور دونوں
کے مقابلہ کرنیل مارکر سے کورے اور اناوے کیطرف سے بہال کرائی تھیں وہ سعادت علیخان
کے سپرد کردیں اور آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ کے عہد سے اقطاع روہیلکھنڈ
سعادت علیخان کے تحت حکومت ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ بدستور وہ ملک مرزا کے سپرد کردیں
اگر آپ تعویق وتغافل کرینگے تو مرزا بہ ارادۂ ناصواب کوئی حرکت کرینگے۔ آصف الدولہ نے
یہ تحریر دیکھکر ایلچی خان کو جو آصف الدولہ کے پاس لکھنؤ میں پہنچکر نیابت کا کام کرنے لگا تھا

طلب کرکے اوس سے مشورہ کیا اور دریافت کیا کہ سعادت علیخان کے باب میں کیا کیا جاوے اور اوسکو ہدایت کی کہ جان برسٹو صاحب پر یہ امر ظاہر کرکے اُنسے درخواست کرے کہ وہ اپنا تصفیہ کردیں تاکہ فتنہ خانگی خاموش رہے۔ ایلچی خاں جان برسٹو صاحب کے ڈیرے پر آیا۔ اور اوس سے صلاح کی تو اوس نے کہا کہ جنید پر شکنے سعادت علیخان کی جاگیر میں دیدے۔ بایں اور نواب بہادر اور مرزا جنگلی کو اونکے پاس بھیجکر منا لیا جاوے۔

ایلچی خاں کا آصف الدولہ کے پاس آجانا اور مختار الدولہ کی جگہ مقرر ہونا

مختار الدولہ کے مارے جانے کے بعد نواب وزیر نے چاہا کہ مہر نیابت اقتدار الدولہ سید محمد خاں بہادر کلاں مختار الدولہ یا سید معز خاں اونکے منجھلے بھائی کے تفویض کریں۔ مگر اونھوں نے قبول نہ کیا اس عرصے میں الوزعلی خاں خواجہ سرا جس کا خطاب امین الدولہ خطاب تھا امور نیابت کو سرانجام دیتا تھا کچھ دنوں کے بعد مہر نیابت سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کے سر ہوئی۔ لیکن یہ حرف ناآشنا تھا معاملہ فہمی کی قوت نہ تھی اسلئے انگریزوں نے اس بھاری عہدہ پر اس کا تقرر تسلیم کرنے میں تامل کیا جبکہ کوئی نیابت کے لائق نہ پایا گیا تو ایلچی خاں کا ذکر ہوا۔ جو شجاع الدولہ کے مرنے کے بعد مختار الدولہ کی معاونت کی وجہ سے خلعت وزارت لانے کے بہانے سے نکل گیا تھا۔ اور برس روز سے اکبرآباد میں تھا مرزا نجف خان کی طرف سے یہاں کا صوبہ تھا اوس زمانے میں نجف خاں اس خیال سے کہ ایلچی خان کے پاس پچاس لاکھ روپیہ ہے۔ اوس سے لے لیا جاوے ڈگ سے اکبرآباد کی طرف آرہا تھا۔ سعادت علیخان اوس کے ساتھ تھے ابھی منزل مقصود تک نہ پہنچا تھا کہ آصف الدولہ نے دلجوئی کے مضامین کے پروانے اوس کے پاس بھیجے اگرچہ ایلچی خان اکبرآباد سے چلا جانا خدا سے چاہتا تھا۔ کیونکہ نجف خان کے روپیہ طلب کرنے سے وہ ہمیشہ اوس سے طلب کرتا رہتا تھا تنگ آگیا تھا۔ مگر اوسکو آصف الدولہ کی تحریر پر اعتماد نہ تھا۔ مسٹر جان برسٹو سے حفظ آبرو کا وعدہ چاہا۔ جب اوسکی تحریر پہونچی تو

---

(۱) دیکھو سیر المتاخرین ۲

غنیمت جان کر ۲۹ ربیع الاول ۱۱۹۰ ہجری کو مع عیال و اطفال اور سامان اور مرتضیٰ خاں بڑیچ برادر محمد بشیر خاں کے اکبر آباد سے بے اطلاع اور مشورۃ ذوالفقار الدولہ محمد نجف خاں کے کلکدرات کو شاہدرے میں پہنچا صبح کو وہاں سے کوچ کر کے لڑی کڑی منزلیں طے کرتا ہوا فیروز آباد اور شکوہ آباد کی راہ سے نئی گنج کے پاس پہنچکر نواب مظفر جنگ کو پیام دیا کہ دریاے گنگا کا پل بلا توقف تیار کر دیں۔ نواب نے جواب میں لکھا کہ گہاؤں اور کشتیو پر انگریزوں کا اختیار ہے یہاں سے متعلق نہیں اسلئے ایلچ خاں قنوج کے پاس سرائے میراں پور کے نزدیک مقیم ہوا۔ اور گنگا کو عبور کرنے کے لئے جنرل اسمٹ برٹ رستم جنگ کو لکھا اوس نے جواب دیا کہ اجتماع اور انبوہ لشکر کی ضرورت نہیں سپاہ کو دور کر کے جریدہ اوتر کر چلے آویں ایلچ خاں کے ساتھ جمعیت زیادہ تھی اوس نے آصف الدولہ کو لکھا کہ علام بموجب طلبی حضور کے دس ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ قنوج میں پہونچ گیا ہے۔ جنرل صاحب نہیں اوترنے دیتے اوترنے کا اختیار ہے نواب آصف الدولہ نے ایلچ خاں کی استدعا کی بموجب ایک حفظ جنرل صاحب کو لکھا کہ محمد ایلچ خاں اور مرتضے خان بڑیچ میری طلبی سے آتے ہیں اونکو عبور کی اجازت دیدیجائے۔ اور محمد بشیر خاں کو نہ اوترنے دینا چاہیے۔ آخرالامر محمد ایلچ خاں اور مرتضیٰ خاں بڑیچ نے آصف الدولہ کی تحریر اور جنرل صاحب کے ایما سے زیادہ سپاہ کو برطرف کر کے پالسو جوانوں کے ساتھ ۱۱ ربیع الثانی کو گنگا کو گہاٹ نامی سٹیمر لنگینہ کے پاس عبور کیا اور وہاں سے موہان پہونچکر متواتر عرضیاں اجازت اور عقیدت کی مستضمن وزیر کے حضور میں بھیجیں نواب نے فرط کرم اور نوازش سے مرزا حسن رضا خاں داروغہ دیوانخانہ کو استقبال کے لئے بھیجا۔ مرزا نے بموجب ارشاد استقبال کیا۔ اور ایلچ خاں کی تسلی و تشفی کر کے ۲۰ ربیع الثانی ۱۱۹۰ ہجری کو سہ شنبہ کے دن نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی۔ نواب نے بڑی قدردانی کی اور خلعت سفت پارچہ اور پالکی جہالردار اور ہاتھی اور گھوڑا ایلچ خاں کو عطا کیا۔ اور خلعت پنج پارچہ اور پالکی سادہ اوسکے پسر مستی علام نبی خاں کو دی۔ اور ۲۲ ماہ مذکور کو خلعت نیابت اور مختاری امورات جزو کل کا ایلچ خاں کو عنایت کیا۔ اور اوسکی پیشدستی میں مرزا حسن رضا خاں مامور ہوے۔ نواب نے تمام رسالہ داروں اور حاکموں اور سرداروں پر تاکید کر دی کہ ایلچ خاں کو نائب کل تصور کر کے سامانات مالی و ملکی اوس کے پاس بھیجتے رہیں۔ جو کوئی اوس کے حکم سے خلاف ورزی کریگا اوس کے حق میں بہتر نہوگا۔ ایلچ خاں نے اپنی کمان چڑھی ہوئی دیکھکر الہ آباد سے

سید معز خان کو علیحدہ کرکے حبیب رائے کو وہاں مقرر کیا اور بہرائچ و اعظم گڑھ کی حکومت سید محمد خاں سے نکالکر بسنتی رام کو دی یہ دونوں مختار الدولہ کے بھائی تھے اور رمالیسی وغیرہ کے محالات بہ ستیارام کو مقرر کیا۔ اور سانڈی بالی کا علاقہ علام نبی خاں کے تفویض کیا اور اودہ کے تعلقہ پر الماس علی خاں کو قایم کیا۔ اور کوڑے کی خدمت میر سلیمان کو جو نواب قاسم علیخان عالی جاہ والی بنگالہ کا خانساماں تھا دی۔ جبکہ مختار الدولہ کے بھائیونکو محمد ایلچ خاں نے علیحدہ کرنا چاہا تو جان برسٹو صاحب نے اونکی طرفداری کرکے کہا کہ خان مقتول کے بھائیونکو اپنی اپنی جگہہ بدستور سابق بحال رکھو۔ ایلچ خاں نے جواب دیا کہ عزل و نصب عمال میں دخل دینا علاج دولت نہیں۔ ایلچ خان نے برادران مختار الدولہ کے ساتھ صرف معزولی ہی تک بس نہیں کیا۔ بلکہ انکے ساتھ بلا قصور نہایت سخت برتاو کیا یہانتک کہ اقتدار الدولہ کو دھوپ میں بٹھایا اور کانونمیں زنبور لگاکر طالب محاسبہ ہوا۔ اور آب و دانہ دبول و براز مسدود کیا۔ اور سپاہ سلطنت میں بہت تخفیف کی۔

شیدی بشیر کا باقی حال

ایلچ خاں نے آصف الدولہ کے پاس پہونچکر ظاہر میں تو شیدی بشیر خاں کے عفو قصور کی درخواست کی اور در پردہ نواب کے مزاج کو اوسکی طرف سے اور مکدر کردیا اور آصف الدولہ سے اس مضمون کا ایک شقہ لکھاکر کہ ہمارے پاس حاضر ہونے کا ارادہ موقوف کرکے جہاں دل ہو چلا جاے بشیر خان کے پاس بھجوادیا شاید لیہ آصف الدولہ کی عنایات اور ایلچ خانکی شوم طبعی سے مایوس ہوکر مکہ معظمہ لوٹنا اٹھا وہ گیا وہاں رہنا مناسب نہ جانکر فیروز آباد کو راجہ ہمت گر کے پاس چلا گیا جس سے پہلے سے دوستی رکھتا تھا اور وہیں قیام اختیار کرلیا۔ گلبان پرکاش میں لکھا ہے کہ آخر کار بشیر خان نابینا ہوگیا تھا۔

امام بخش غلام نجبہ اور اوسکا اقتدار

سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ کسی کا ایک غلام نجبہ امام بخش نام نہایت بد آغاز و نافرجام تھا۔ آصف الدولہ کے عہد طفلی میں اپنے آقا کے پاس سے بھاگ کر آصف الدولہ کے پاس پہنچا اور مقرب ہوا۔ شجاع الدولہ نے اوس کے سڑو فساد پر مطلع ہوکر مدتوں قید رکھا۔ اور عرصہ

درانہ کے بعد رفقاے عزیز کی سفارش سے رہا کر کے اخراج کا حکم دیا تھا وہ مخفی پرگنہ ٹانڈہ کے نواح میں رہتا تھا۔ اور اپنی اقامت کی خبر آصف الدولہ کو دیا کرتا تھا شجاع الدولہ کے مرتے ہی طلبی کا پروانہ اوسکے نام صادر فرمایا مختار الدولہ اور بسنت علی خان کے مقتول ہونے کے بعد وہی غلام بچہ تمام فوج ملازم سرکار آصف الدولہ کا جس میں قریب تیس چالیس ہزار کے تابنگے اور چار پانچہزار ترک سوار تھے جزل ہوا مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ اوس غلام بچے کی مجھ سے مکرر ملاقات ہوئی اور میں نے اوسکی بات چیت سنی خدا جانتا ہے کہ نہایت پاجی اور صورت و سیرت میں جملہ مخلوق سے بدتر تھا دو روپیہ ماہوار نوکری کی بھی لیاقت اپنے فسادات ذاتی کی وجہ سے نہ رکھتا تھا وہ تو اس لائق تھا کہ لشکر میں بھنگ فروشی کی دوکان کرتا۔ حسن رضا خان نائب جو تمام اقتدار کے اس ملعون سے ڈرتا رہتا تھا۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد آصف الدولہ کی صحبت اوسکی مصاحبت سے سیر ہو گئی نہایت مذلت اور خواری کے ساتھ اپنے ملک سے خارج کیا اور حکم دیا کہ اگر کوئی اوسے جگہ یا سواہی کو جا نو دے گا تو اوس کا مال و اسباب ضبط کیا جائے گا وہ بد انجام برہنہ پا ملک سے بدر ہوا۔ تاریخ مظفری میں ذکر کیا ہے کہ وہ عظیم آباد کو جو نکہ آدمیوں نے اوسکو شان و شوکت کے ساتھ دیکھا تھا اوس نے لوگوں سے یہ بات ظاہر کی کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں اسوجہ سے اوسکی عزت ہونے لگی۔ اور اوس نے زبان زوری کی قوت سے لوگوں کا ایک مجمع اپنے پاس کر کے سرکار دربار آراستہ کر لیا۔ اس عرصے میں مبارز الملک سعادت علیخاں خلف نواب شجاع الدولہ کلکتے سے ہو کر بنارس کی طرف لوٹ رہے تھے اونہوں نے یہ خبر سنکر عظیم آباد اور بہار کی راہ میں امام بخش کو اپنے پاس بلایا وہ اسکے پاس حاضر ہوا۔ اور اس بات سے انکار کیا کہ میں نے یہ دعوے کیا تھا کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں۔ سعادت علی خاں نے اس کا جرمانہ معاف کر کے چھوڑ دیا۔ جو لوگ اوس کے پاس جمع ہوئے تھے انہوں نے یہ حال دیکھ کر سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور وہ تباہ حال ہو گیا۔ آخر کار مفقود الخبر ہو گیا۔

آصف الدولہ کی بعض عادات کا تذکرہ

مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ میں نے کہ آصف الدولہ کی حضوری خلوت میں کئی مرتبہ اسقدر بے خود و بے نصیب تھے نہایت درجہ صحبت اراذل اور بیوقوف نوکروں میں مصروف تھے

اور بجز لہو و لعب کے کسی طرف راغب نہتے۔ جس خلل کے ساتھ آصف الدولہ کو عوام متہم کرتے ہیں وہ اونکی ظاہری وضع سے پایا جاتا تھا بلکہ نہایت دور معلوم ہوتا تھا۔ کبھی کبھی اپنے اردلی والونکی ترغیب سے بندوق بازی اور تیراندازی کرنے لگتے تھے ہر روز صبح سے دوپہر تک ایک باغ سے دوسرے باغیں یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل میں جاتے اور ماتھیونکے تماشے میں بسر کرتے بعد دو تین روز کے ہمیشہ ماتھیونکی لڑائی دیکھتے۔ ایسے ہی مشاغل میں دنرات گذارتے تھے۔ دوسرا کوئی کام نہتا اور نوکروں کی تنخواہ دینے کے باب میں اونکا یہ حال تھا کہ اونکی اردلی والونکے سوا ملازمان لشکر میں سے جو کوئی تنخواہ طلب کرتا تو اوس کے دشمن ہو جاتے اور توپ سے اوڑا دینے میں نہایت بے باک تھے بعض لوگ بلوا کرکے اپنی تنخواہ لے گئے تھے۔ اون میں سے جنہوں نے آصف الدولہ کے ہاتھ لگ گئے اول تو کچھ دنوں قید رکھے گئے۔ بعدہ اونکو توپ سے اوڑوا دیا۔ بیان آبھیات میں جو نواب کو فرشتہ سیرت بتایا ہے اور لکھا ہے کہ اونکی طبیعت میں عموماً تحمل اور بے پروائی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد حسین آزاد کو تاریخ کے ان حالات پر اطلاع نہتی یا یہ کہ بہ حال اونکا اپنی خاص مرضی والونکے ساتھ ہوگا۔ اور دوسرے نوکروں اور رعایا کے حق میں سفاک تھے۔ یا یہ کہ نواب کا مزاج اوائل عمر میں سفاکی واقع ہوا تھا۔ اور آخر عمر میں طبیعت پر تحمل اور بے پروائی غالب آگئی۔ مولف سیر المتاخرین نے محبوب علیخاں خواجہ سرا کے مقتدر ہونے کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ آصف الدولہ کے اپنی جنگی فوج کے استیصال کا سبب یہ تھا کہ وہ روز و شب لہو و لعب چوپڑ بازی مرغونکی لڑائی۔ پتنگ بازی وغیرہ میں مصروف رہتے تھے۔ اسلئے اونکو ہر کام سے نفرت تھی نہیں چاہتے تھے کہ ایک گھڑی بھی امور مملکت داری میں مصروف ہوں۔ اور مملکت داری بدون اسکے ناممکن ہے انتظام ملکی میں غور کیا جاے بڑے بڑے کاموں کو انجام دیا جاے۔ لوگوں کے سوال و جواب سننے کی و رد سری گوارا کی جاے۔ حضرت کا وہ مزاج تھا کہ ایسے امور میں ایک گھڑی بھر بھی متوجہ ہونا دم بند کرتا تھا۔ اور انگریزونکی نسبت یقین تھا کہ یہ میرے ہمدرد ہیں۔ میرے نقصانات کے ہرگز روادار نہونگے۔ اور انگریز چونکہ ہوشیار تھے اسلئے ایسے شخص کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے تھے اور کسیطرح اوسکو ہر برہم نہیں کرتے تھے۔ انگریزوں نے معاملات ملکی و مالی و انتظام فوج تو اپنے اختیار میں لے لیا تھا۔ باقی ہر امر میں آصف الدولہ کو مع اونکے مصاحبون کے مطلق

بہ اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ وہ لونڈی بازی کرتے تھے۔ یا یہ کہ خود اغلام کراتے تھے ۱۲

الفت کر دیا تھا کیا حسن اتفاق ہے کہ دونوں اپنی اپنی دانست میں فارغ البال ایک دوسرے کو
مغتنم سمجھتے تھے۔ افسوس شجاع الدولہ کی وہ ریاست تھی کہ اس زمانے میں سلاطین ہند کی
قایم مقام تھی لاکھوں بڑے بڑے آدمی اور شاندار زمیندار اور راجے اس ملک میں بسر کرتے تھے
اور اب بجز رذیل اور پوچ مصاحبان آصف الدولہ کے ان میں سے کسی کا نشان بھی نہیں
چند روز کے بعد امراو گرگوشائیں بھی جلا گیا اسیطرح برہان الملک اور صفدر جنگ کے اکثر
اقربا نجف خان کے پاس چلے گئے۔ جہاں پر بیس ہزار سوار اور پچاس ساٹھ ہزار پیادہ
حرار رہتے تھے۔ وہ مقام ویران ہوا۔ چند پیادے یکسیر دو دو تین روپے کی نوکری میں فخار
سمجھتے ہیں۔ اور بڑے ہیں۔ منشی فکار اللہ تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ آصف الدولہ کا دل داغ
اوباشی اور [illegible] نوشی نے خراب کر دیا تھا۔

مختار الدولہ کے اقربا کا باقی حال

مختار الدولہ کے بھائیوں اور انکے جن رفیقوں نے گڑھی جمل کر تاتی پائی انکا مال
واسباب ضبط ہوا دونوں بھائی کبھی کبھی باریاب حضور ہوتے تھے۔ اکثر خلوت اور گوشے میں
بسر کرتے تھے۔ جبکہ نواب وزیر کا لشکر ارادہ سے پھر کر لکھنؤ میں آیا تو اقبال الدولہ اپنے مختار الدولہ
نے نواب کی دعوت کا سامان کیا اور اس کام میں بڑی دھوم دھام دکھائی۔ ہزار روپوں کا کھرا
فرش با اندازین بچھوایا اور سوا لاکھ روپیہ کا چبوترہ تیار کرایا اور نواب وزیر وہاں تشریف لیگئے
ناچ رنگ ہوا۔ خاصہ تناول کیا۔ اور کشتیاں نقد و جنس کی پیش ہوئیں۔ جو نواب آصف الدولہ
نے قبول کیں۔ وقت رخصت اقبال الدولہ نواب وزیر کو بالکی تک پہونچانے گئے اور بالکی
رخصت ہوئی۔ ابھی دیوانخانے میں پہنچے نہ تھے کہ اسی وقت نواب کے حکم سے لنگوٹیے کے
پہرے پر صورت بلا آپہونچے۔ اور حکم دیا کہ دیوانخانے سے باہر نکلنے نہ پائے۔ دونوں بھائی
کچھ دنوں وہیں نظر بند رہے۔ اور پھر سر نواو نکے گھر کی ضبطی ہوئی جب یہ کارروائی ہو چکی
تو نواب وزیر اقربا سے مختار الدولہ کی تالیف قلوب کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور انکے
مکان پر آنے جانے لگے۔ پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کے گھر اکثر جایا کرتے تھے اور
اقبال الدولہ کے حال پر بہت مہربانی کرتے تھے۔ برگنہ اور ربا کی جاگیر جسکی جمع ایک لاکھ
روپیہ تھی۔ اور جو اقبال الدولہ کے نام زد تھی بحال رکھی۔ مختار الدولہ کی حیات اور اقتدار

کے زمانے مین اقبال الدولہ کی نسبت نواب سالار جنگ کی بیٹی کے ساتھ قرار پائی تھی اور بانی بیگم دختر مختار الدولہ کی نسبت جو بطن مختلف سے تھی مرزا چھجو پسر نواب سالار جنگ کے ساتھ مقرر ہوچکی تھی اور سالار جنگ مختار الدولہ کے مقتول ہونے کے بعد اپنی بیٹی کی نسبت سے اقبال الدولہ کے ساتھ منکر تھے آصف الدولہ نے سالار جنگ کو مبالغہ و اصرار سے راضی کیا اور خود متبنی اس شادی کے ہوے اور دس ہزار روپیہ مختار الدولہ کی بیگم کو اس صرف کے واسطے دیکر بخوبی سرانجام دیا۔ آفرین علیخاں خواجہ سرا اس بزم شادی مین شریک ہوے۔ اور اون کے روبرو رسمیں ادا ہوئیں۔

مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ آصف الدولہ اس عمل کے نہایت شایق تھے جہاں شادی ہوتی ایکطرف آپ ہو جاتے اور دوسری طرف کسی عملے کو مقرر کرتے۔ ایکمرتبہ بندہ مولف سیر المتاخرین کے قیام کے زمانے میں بھی قایم خان فوجدار فیلخانہ کے بیاہ میں شریک ہوکر اہتمام کیا تھا۔

نواب وزیر دولت النسا بیگم صاحبہ زوجہ اقبال الدولہ کو ہمشیرہ صاحبہ کہا کرتے تھے۔ کیونکہ دولت النسا نواب سالار جنگ کی بیٹی تھی۔ اور سالار جنگ نواب وزیر کا ماموں تھا۔ برگنہ دلمئو اقبال الدولہ کی جاگیر میں تھا۔ یہ برگنہ معرکہ صفائت کے بعد ضبط کرلیا گیا۔ اور اس جاگیر کے عوض جکلہ بہرائچ وغیرہ بارہ لاکھہ روپیہ کا علاقہ صیغہ متاجری میں اونکے حوالے کیا گیا۔ اونہون نے اپنے علاقہ متاجری میں پہنچکر زمینداران ہوڈل سے میدان جنگ گرم کیا۔ اور مختار الدولہ کے دوسرے بھائی نصیر الدولہ اقبال الدولہ کی جاگیر میں سے کچھہ رسد لیکر دکن کو چلے گئے۔ مگر بلواں تک پہنچکر کچھ دنون کے بعد لوٹ آئے۔ اور اقبال الدولہ چند سال کے بعد علاقہ داری سے معزول ہوکر خانہ نشین ہوے۔ مگر چند سال تک برگنہ اودیا کی جاگیر اقبال الدولہ کے نام پر برقرار رہی ایک بار مقدمات سائر میں عمال الماس علیخاں اور عامل اقبال الدولہ میں نزاع واقع ہوئی۔ پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ اور دولت النسا بیگم زوجہ اقبال الدولہ نے نواب وزیر سے متاجری سائر جاگیر کی بھی چاہی۔ مگر نواب نے یہ کیا کہ اودیا کو بھی الماس علیخاں کی متاجری میں ملادیا اور مصارف سپاہ کے وضع ہوجانے کے بعد سات ہزار روپیہ مہینہ نقد جاگیر کا مقرر ہوگیا۔ اسکے بعد چار ہزار روپیہ ماہوار گھٹاکر تین ہزار روپیہ مہینہ جاگیر کی عوض رہگیا۔ غرض حسبقتضا الزمانہ کلکٹر انگریزی کا مختار الدولہ کے لواحقین کی طرف مبذول ہوتا اور سقد رکار پردازان سلطنت اون سے بدظن ہوتے تھے۔ یہانتک کہ وہ تین ہزار روپیہ بھی مسدود ہوگیا۔ اور آصف الدولہ مختار الدولہ

کے مخالف مشہور تھی حالانکہ برہمی جاگیر اور کمی مواجب کی وجہ نامقبولی بدسلوکی تھی۔
آصف الدولہ لکھنؤ میں رہنے لگے صرف نواب بیگم زوجہ وزیر الممالک صفدر جنگ بنت برہان الملک
والدۂ شجاع الدولہ اور بہو بیگم زوجہ شجاع الدولہ فیض آباد میں شجاع الدولہ کی تعمیرات کی
الس کی وجہ سے متوطن تھیں۔

انتقال کرنا ایرچ خاں کا اور ظاہر ہونا حسن رضا خاں وحیدر بیگ خاں کا

اکبر آباد سے آکر دو تین مہینے کے عرصے میں ایرچ خاں کارگذار نے جو کہ دربار آصفی کا مرجع صغار
وکبار تھا بہت اچھا انتظام کیا تھا۔ اور جان برسو سے سوال وجواب کرتا تھا کہ آپ معاملات ملکی ومالی میں
دست انداز نہوں جو روپیہ اپنا بابت قرض کے آصف الدولہ کے ذمے عائد کرتے ہو اوسکی قسط
مقرر کردو مجھ سے نقد لیا کرو اور موافق عہد شجاع الدولہ کے ملک سے دست برداری کرلے
اور مطابق عہدنامہ کمپنی کے عمل کیجئے۔ یہ بات اگر آپ کو نامنظور ہو اور سوال وجواب کرنا ہو تو بندہ
آپکے ساتھ کونسل میں گفتگو کرنے کو تیار ہے۔ مسٹر جان برسو اوسکے طلب کرنے سے نہایت
شرمندہ تھا مدبر من تھا کہ کیا کرے۔ ایلچ خان اکبر آباد سے علیل آیا تھا لکھنؤ میں پہنچکر سخت علیل
ہوگیا۔ مختار الدولہ کے بھائیوں کو جو سید صحیح النسب تھے سخت اذیت پہنچائی۔ مدت دو ماہ اور ان
بیماری کی حالت میں نیابت کا کام اچھا کیا عارضہ سوء القنیہ اور ضعف وبرودت جگر میں پہلے سے
مبتلا تھا آخر آخر استسقا ہوگیا ۲۸ رجب سنہ ۱۱۹۱ ہجری کو راہی ملک آخرت ہوا۔ شیخ شفیع اللہ سے
پانچ لاکھ روپیہ مال کی فرد ایلچ خاں نے اپنی حیات میں دلوائی تھی۔ وہ اُسنے نواب آصف الدولہ
کی نذر گذرانی نواب نے فرد کو ملاحظہ کرکے تمام مال ضبط کرلیا۔ اور چھ چھ پارچہ کے خلعت غلام
نبی خان اور نعل محمد خان پسران متبنائے ایلچ خاں کو مرحمت ہوئے[1]۔ ایلچ خان اور مختار الدولہ
دونوں کی حویلیوں کی ضبطی ایک ساتھ قریب قریب ہوئی۔ اب آصف الدولہ اور جان برسو
کو تقرر نایب کی فکر ہوئی خواجہ حسن رضا خان شجاع الدولہ کے عہد سے بادر چخانے کی داروغگی

---

[1] دیکھو فرح بخش ۲۰

اور کسی قدر تقرب رکھتا تھا اور اس عہد میں بھی زیادہ تر صاحب تقرب اور خلوت و جلوت میں حاضر باش تھا نیابت کی تجویز اسکے لئے ہوئی لیکن اس نظر سے کہ محض عامی آدمی تھا اور آرام طلب عشرت دوست اور کم محنت تھا اوس نے اس بار کے قبول کرنے سے انکار کیا اور لوگ بھی حیران تھے کہ عہدۂ نیابت سے جو بان معقود ہی وہ اس سے کیسے برائے گی۔ بس اس بیچارے کو کیوں تکلیف دیجائے۔ خدا جانے کس مصلحت سے مسٹر جان برسٹو کی یہی رائے قایم ہوئی کہ آصف الدولہ کی نیابت خواہ مخواہ اسی پر مقرر ہو اور اس کا نایب دوسرا شخص کاروائی اور ہوشیار کر دیا جائے۔ اور اس خدمت کے لئے حیدر بیگ خاں تجویز ہوا۔ اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ اسماعیل بیگ خان نامی مغل ولایت کہ نہایت عیار اور دنیادار تھا اس زمانے میں کہ شاہ عالم بادشاہ اور فوج انگریزی الہ آباد میں تھی سرکار کمپنی کیطرف سے ڈاک و راجارکا داروغہ تھا۔ یہ اسماعیل بیگ خان حیدر بیگ خان کا ملی سے موافقت اور للاج رکھتا تھا۔ اور وہ بھی اسکے لئے سبز باغ بویا کرتا تھا۔ ایرج خان کی بیماری کے وقت سے اسماعیل بیگ خان جان برسٹو سے حیدر بیگ خاں کے اس تقرر کے لئے کوشش کرتا تھا۔

حیدر بیگ خاں کا حال

یہ حیدر بیگ اور اس کا بھائی مرزا نور بیگ دونوں کابل کی پیدایش تھے اور مذہب حنفی رکھتے تھے۔ دونوں بھائی احمد شاہ بن محمد شاہ کے عہد میں کہ صفدر جنگ کی وزارت کا زمانہ تھا ہندوستان میں آئے صفدر جنگ کی سرکار میں نوکر ہوئے صفدر جنگ کے انتقال کے بعد نور بیگ خان نے راجہ بینی بہادر کی سفارش سے شجاع الدولہ سے اعظمگڈھ و سلطان پور وغیرہ چند محال ٹھیکے میں لئے نہایت سخت گیر تھے یہانتک کہ دوستوں سے بھی غرض آشنا تھے تھوڑے دنوں کے بعد ڈیڑھ لاکھ روپے مالگذاری کے نور بیگ خان کے ذمے عائد ہوئے اور دونوں بھائی قید کر دئے گئے۔ جبکہ روپیہ داخل نہو سکا تو اونہیں تشدد ہوا مدتکو دھوپ میں بٹھلاتے تھے۔ کہانے میں بہت سا نمک ڈالکر کھلاتے تھے۔ اور پانی نہیں دیتے تھے یہانتک کہ نور بیگ خان صدموں سے مرگیا[1] اور حیدر بیگ خان نے سفارش سے رہائی پائی۔ اور بہار علی خان خواجہ سرا نے بہو بیگم سے

---

[1] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

سفارش کرکے اونکی جاگیر کوڑیا[1] کی تحصیلداری کی خدمت اوس کو دلادی جبکہ وہان بہی حسب عادت دست تصرف دراز کیا تو محاسبی کی علت مین گرفتار ہوا آخرکار سید محمد خان اقتدار الدولہ نے ضمانت کرکے اوس بلا سے نجات دلائی - اوس کے بعد چکلہ داری کوڑہ جہان آباد پر مقرر ہوا[2] - محمد ایرج خان نے بہر اوس کو محاسبے مین جکڑا - مگر مرتضی خان بریچ نے ضامن ہوکر آبرو بچائی - ایرج خان کے بعد طالع خوابیدہ بیدار ہوا حسن رضا خانکی پیشدستی کی عزت پائی - ہرچند حسن رضا خان نے انکار کیا مگر یاوری دست اور فیض عنایت مسٹر جان برسفورڈ صمصام الدولہ کی نیابت اوس کے نام مقرر ہوئی - مگر اوسکی بے علمی کیوجہ سے مسٹر جان برسفورڈ کو ہمیشہ سوال وجواب کاغذی درپیش رہتے تھے - صاحب علم کی تلاش تھی - اسماعیل بیگ خان شورہ والے نے جو ڈاک خانہ اور رزیڈنسی کے ہرکارون کا داروغہ تہا مسٹر موصوف سے حیدر بیگ خان کی لیاقت کی تعریف کی اونہون نے حسن رضا خان کی پیشدستی مین مقرر کراکر امیر الدولہ کا خطاب دلایا - غرض دونون کو خلعت فاخرہ اور جواہر اور ہاتہی اور گہوڑا عنایت ہوا - حیدر بیگ خان دانشمند کارزدہ اور لائق اور شریف تھا سیاق وسباق مین بدطولے رکہتا تہا ذی علم تہا دفتر کی تہذیب وشائستگی اچھی طرح کی شجاع الدولہ کے عہد مین جو قدر مرتب تہا اوسے ترتیب دیا - گورنر جنرل نے بھی حسن رضا خان کو نائب اودہ تسلیم کرلیا -

حسن رضا خان سرفراز الدولہ کا حال اور عہدونکا انتظام

حسن رضا خان جان نثار خان کا پوتا تہا جو شاہ جہان شہنشاہ ہندوستان کے خواصان معتمد سے تہا اوس کے چار بیٹے تہے (۱) محمد عسکری خان (۲) محمد ابراہیم خان (۳) صمصام الدین خان (۴) مرزا علی رضا - انمین سے محمد عسکری خان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی - بیٹی مرزا علی خان سے بیاہی تھی - نواب ظفر اسی بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے - اور مرزا عسکری کے بیٹون کو مرزا کہتے تھے اور مغلو صاحب کہتے تھے - محمد ابراہیم خان کے کوئی اولاد نہوئی - اور صمصام الدین خان کے جو بیٹا تہا وہ جوہر ریاضت سے محروم تہا اسلئے مشہور نہوا - مرزا علی رضا کے تین بیٹے اور تین ہی بیٹیان تہین - بیٹون کے یہ نام ہین (۱) موسیٰ خان (۲) غلام رضا خان (۳) حسن رضا خان

---

[1] دیکہو طلسم ہند ۱۲ [2] دیکہو فرح بخش ۲،

انکی بیٹیون مین سے بنارسی بیگم لطف علیخان ابن بندہ علیخان دارونہ تنبچہ کی ساتھہ منعقد ہوئی تھی
اور دوسری لڑکی مرزا جعفر کی زوجیت مین تھی جو جان بیلی صاحب رزیڈنٹ کی وجہ سے سرکار
انگریزی کے متوسلون مین قرار پایا تھا اور نواب سعادت علیخان کے عہد حکومت مین اوسکا ذکر کیا جائیگا
تیسری لڑکی مرزا جہیکو صاحب پسر آغا زین العابدین ابن نواب کلب علیخان کے ساتھہ بیاہی تھی
یہ کلب علیخان بندہ علی خان کے چچا اور مردان علی خان کے بوتے تھے - مرزا علی خان کی یہ تینون
بیٹیان اور حسن رضا خان ایک بیٹا ایک بطن سے تھے اور وہ دونون بیٹے مختلف بطنون سے تھے
حسن رضا خان کو اونکے چچا ابراہیم خان نے پرورش کیا تھا مگر محض بے علم تھے اسلیے جان برسٹو
نے حیدر بیگ خان کو اونکی پیشکشی مین مقرر کردیا - اور عہدہ دیوانی تکیت رائے کایست سری
باشم کے سپرد ہوا - غرضکہ حیدر بیگ خان امیر الدولہ اور حسن خان سرفراز الدولہ اور راجہ تکیت رائے
تمام معاملات مالی و ملکی سرانجام دیتے تھے - منتخب اللباب مین لکھا ہے کہ حسن رضا خان بہت نیک
اور نیک کردار اپنی رحمدلی سے اوس نے کاروبار مالی و ملکی مین تزہی نہ کی تمام ریاست کے کام
کا دارمدار امیر الدولہ کی ذات پر کردیا ہے جو کہ بورے طور پر کاروبار پر حاوی ہوگیا ہے - یہان تک
مین بیان کیا ہے کہ جب بیگ خان کا مرجوع مین مصروف ہوا - صحبت شراب و کباب مین شامل اور آمدورفت
دربار سے زائل ہوگیا اور جو آیا وہ فوج و ملازمین مین تخفیف کرتا تھا باقی عہدون کا اسطرح انتظام ہوا کہ
جرنیلی سپاہ کا عہدہ محمد رضا خان فرزند سرفراز الدولہ سے نامزد ہوا - یہ شخص مرض صرع مین مبتلا تھا
اور مجنون مست آزاد مشرب تھا اور جرنیلی کی نیابت امام بخش کے نام قرار پائی اور اسی سال
کرنیل گاڈرکلکتہ سے آکر نواب وزیر کی سرکار مین نوکر ہوا - فوج کا افسر ہوا اوس نے دو پلٹنین
جو ایرچ خان سے برطرف کی تھین پھر جمع کین -

راجہ تکیت رائے کا حال

یہ شخص مشم علی خان کے بلدار جواہر خانہ نواب شجاع الدولہ کے داماد کے پاس نوکر تھا دس بارہ
روپیہ سے زیادہ دس سال مین درماہہ نصیب نہوا تھا یہان سے علیحدہ ہوکر اکبر علی خان داروغہ
دیوان خانہ مختار الدولہ کے پاس نوکر ہوا - تھوڑے دنون مین اپنی خوش کلامی کی وجہ سے کہ شعر و
سخن سے طبیعت آشنا تھی انوار علی خان خواجہ سرا سے مختار الدولہ تک آمد و رفت جاری ہوئی

دربار میں دیوانی نہ ہوگیا حافظ رحمت خان کے بعد سرفراز الدولہ تک رسوخ حاصل کیا عہدۂ دیوانی اور راجگی کا خطاب پایا یہ شخص خوش وضع اور حلیم الطبع تھا امور خیر میں بخشائی کے ساتھ شہرت حاصل کی سکا کلکتہ میں ہر مہینوں کے ۱۷ تاریخ روز بخشی اور چندی کا دروازہ اسی کی وجہ سے کھلا ہزار دو ہزار روپیہ تا اہلکے سلطنت تمام قلمرو اودھ میں بحرائے فوجی سلطانی تھا مواجہ نکیت رائے نے عمارات عالی اور مسجد دارالمانات اکثر جگہ خوبصورت بنوائے اور بہت سے پختہ پل بنوائے سنہ ۱۲۰۰ھ سے عمارات دلچسپ خوانے اور ٹھاکر دوارے تعمیر کرائے۔ اس صاحب قلم کی بدولت اب تک لاکھوں روپیہ کے وظیفہ دار ہیں اکثر نامکاں قائم کئے بہت سے دیہات واراضی بصیغہ معافی میں اس نے محتاجوں اور غریبوں کو سرکار اودھ سے دلا کر سند درست کیں جو اب تک جاری ہیں۔ اوس کی صحبت میں ہمیشہ مثنوی روم اور تصنیفات شیخ سعدی اور دیوان حافظ کا چرچا رہا کرتا تھا۔ گیان پرکاش میں لکھا ہے کہ راجہ نے ایک مجلد اور مکمل نسخہ امیر خسرو کا بخدمت شیخ کے پاس بھوائی تھی۔

حرمت خان ابن حافظ رحمت خان کا بریلی پہنچکر پیلی بھیت کے لے لینے کی کوشش کرنا آخرکار آصف الدولہ اور نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی فوجوں سے مغلوب ہوکر بھاگ جانا

حافظ رحمت خان کے بیٹوں میں سے حرمت خان اور اکبر خان اور عظمت خان نے جانشین باپ صاحب کے درمیان کو قبول نہ کیا اور سنہ ۱۱۸۹ھ ہجری میں روہیلکھنڈ کو پھر گئے حرمت خان تھوڑے سے پیادہ و سوار جمع کرکے پیلی بھیت کیطرف روانہ ہوا اور اوس مقام کو فتح کرنا چاہا۔ نواب آصف الدولہ کی جسقدر فوج یہاں متعین تھی اوس نے مدافعت کی حرمت خان کی جمعیت کم تھی۔ اور قلعہ مضبوط تھا سر نہو سکا وہاں سے بھاگ کر نانک متہ کے جنگل میں جو دامن کوہ میں واقع ہے چلا گیا۔ آصف الدولہ نے خبر پاکر حاکم بریلی کو حکم دیا کہ حرمت خان کے تعاقب میں فوج بھیجکر

رہا سے نکالدی اور نواب فیض اللہ خان کو بھی لکھا کہ آپ اپنی فوج حرمت خان کے تعاقب مین روانہ کرین اور اسکو یہاں سے نکالدین نواب فیض اللہ خان نے ملا صید خان بخشی امد خان ولد فتح خان خانسامان کے رسالے حرمت خان کے پیچھے تانک بھی بطرف بھیجے ان دونون فوجون سی حرمت خان کا مقابلہ ہوا۔ تھوڑی سی لڑائی کے بعد حرمت خان کوہ کمایون پر چڑھگیا۔

واقعات متفرق

(۱) فتح چند نائک قلعہ دار تال کانون نے جو فرخ آباد کے قریب ہی بغاوت کی تو کرنیل گارڈنر لشکر لیکر اوسکی سر پر پہنچا اور اوسکو گرفتار کیا۔

(۲) اسکے بعد گورنر جنرل کے حکم سے کرنیل گا ڈرگجرات اور دکن کی مہمون مین انگریزونکی کمک کے لئے مامور ہوا اور گوہد وغیرہ قلعجات و تصرف مین لایا۔

(۳) اس عرصے مین امیر الدولہ حیدر بیگ خان نے راجہ صورت سنگھہ کو جو بریلی کی حکومت پر معاونت علیخان کی بعد سے مقرر ہوا تھا معزول کیا اور اوسکی جگہہ کندن لال مقرر ہوا۔ جیسا کہ طلسم ہندسی ثابت ہے مگر فرخ بخش سی معلوم ہوتا ہے کہ کندن لال پہلے مقرر ہوا تھا اوسکے بعد راجہ صورت سنگھہ مقرر ہوا۔ جسنے کندن لال کے خاندان کو عہدات سی معزول و موقوف کرکے قید کردیا۔

(۴) ارکان سلطنت نے سید جمال الدین فوترائی کا رسالہ توڑدیا تو یہ رسالہ مرزا انجف خان و الفقار الدولہ کے پاس چلا گیا یہ شخص سید تھا اور میر شجاع الدین ابن شاہ قلی ابن میر نقی کا بیٹا تھا یہ میر نقی اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے مین بڑے مرتبے کا آدمی تھا۔

(۵) اس دور حکومت مین میان دوآب کا تمام ملک رکن الدولہ الماس علیخان خواجہ سرا کو ایک کروڑ لکھی لاکھہ روپے کو ٹھیکے مین ملا۔ میرزین العابدین خان معروف بہ کوڑی والا اوسکی طرف سے میان دوآب مین کسی پرگنہ پر حکومت رکھتا تھا۔ اور الماس علیخان کی رفاقت مین بڑے اعزاز سی رہتا تھا اور اسطرح لاکھون روپیہ کا سرمایہ بہم پہونچا کر بھٹور مین ایک امام باڑہ اور مسجد بنوایا ۱۲۱۳ ہجری مین تعمیر کرائی اور ۱۲۱۵ ہجری مین جعفر گنج مین ایک مسجد تیار کرائی۔ ماہ شعبان ۱۲۱۵ ہجری مین میرزین العابدین نے انتقال کیا۔ بعض تو یہ کہتے ہین کہ

علت محاسبہ مین گرفتار ہوکر قید ہستی سے رہائی پائی مولوی فائق نے اوسکی وفات کی تاریخ اسطرح نظم کی ؎ چون وفات میرزین العابدین ٭ خلق را افزود صد بیخ و قلق ٭ ماہ شعبان بود ہم یوم الخمیس کہ عمش گردید جانم سینہ شق ٭ سال تاریخش نوشتن خاستم ٭ از سواد خامۂ غم بر ورق ٭ گفت فائق یا دو حرف حزن دل ٭ گشت زین العابدین واصل بحق ٭ الفاظ حزن اول سے حا اور زا کے عدد لیکر مصرعہ آخر کے اعداد کے ساتھ ملاتین تو ۱۲۱۸ ہجری ہوجاتی زین العابدین کی وفات کے بعد اوسکی زوجہ مصری بیگم کے ہاتھ کئی لاکھ روپیہ کا ترکہ نقد و جنس آیا یہانتک کہ بعض نے ستر لاکھ روپیہ کا ترکہ بتایا ہی۔ مصری بیگم نے الماس علی خان سے کہا کہ اسقدر نقد و جنس شوہر کے متروکے مین سے میرے پاس حاضر ہوا اوس خواجہ سرا نے سر جنیم عالی ہمت نے جواب دیا کہ مردے کا مال مردے کے پیچھے جانا چاہیے اسلئے مناسب یہ ہی کہ لڑکونکو تقسیم کردون محتاج اور کوتاہ ہمت ہین کہ اون کو لون مصری بیگم نے وہ تمام متروکہ اپنے بیٹونکو تقسیم کردیا سید زین العابدین کثیر الاولاد تہا اوس کے بعض بیٹون نے وہ زر نقد عالم شباب مین اوڑا دیا اور بعض اولاد نہایت رشید و نامور ہوئی اونکو نواب وزیر کی سرکار سے نظامتین ملین اونمین سے سید کاظم اور رضا دی علی خان اور میر باقر علی خان ہین۔

حافظ رحمت خان کے بیٹون کے ساتھ سلطنت کی بدسلوکی

۱۱۷۶ ہجری مین جان برسٹو صاحب معزول ہوکر مڈلٹن صاحب اوسکی جگہہ لکھنؤ کا رزیڈنٹ مقرر ہوا تو پھر لکھنؤ کے اہلکارون نے حافظ رحمت خان کے خاندان کی تنخواہ دینے مین مناہل کیا محبت خان مجبور ہوکر کلکتے کو گیا اور گورنر جنرل سے استغاثہ کیا طلسم ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ سلطنت اودہ نے گورنر جنرل کو لکھدیا تھا کہ محبت خان سے ملاقات نہ کرنا چاہیے اس لئے گورنر جنرل نے نواب محبت خان سے ملاقات نہ کی۔ مگر گل رحمت مین بیان کیا ہی کہ گورنر جنرل نے محبت خان کی بہت دلجوئی کی اور پانچہزار روپے وغیرہ دیئے اور ایک گہوڑا محبت خان کو عنایت کیا اور وعدہ کیا کہ مین آپکے معاملہ مین آصف الدولہ سے سفارش کرونگا۔ چنانچہ جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان[1] آصف الدولہ کے مرسلہ کلکتے

[1] حیدر بیگ خان کلکتہ کو دو بار گیا ایک بار واران ہسٹنگ کے عہد مین ۱۱۸۳ ہجری مین اور دوسری مرتبہ ۱۲۰۰ ہجری مین لارڈ کارنوالس کے زمانے مین۔ مستفاد از تاریخ منظوری ۱۲

کو گئے تو گورنر جنرل نے اودھ کے نواب محبت خان کی سفارش کی اور وہ محبت خان کو اپنے ساتھ لکھنؤ کو لے آئے اور اوس کا ذر ماہہ دو ہزار روپیہ کا بدستور بحال کر دیا اور جب تو گورنر جنرل لکھنؤ سے گئے تو انہوں نے آصف الدولہ سے کہا کہ محبت خان کی تنخواہ آپکے خزانہ سے نہ دیجائے بلکہ ریذیڈنسی کے خزانہ سے دیا کرے وہاں سے محبت خان کو ملجایا کریگی اور سو سے محبت خان کی تنخواہ لکھنؤ کے ریذیڈنٹ کی معرفت ملنے لگی اور حافظ صاحب کا خاندان کمپنی کے سلسلہ میں مقرر ہوگیا محبت خان انگریزوں کو اپنا معتمد سمجھ کر ریذیڈنٹ کے دربار میں جایا کرتا اور نواب آصف الدولہ کے دربار میں بھی حاضر ہوتا

نواب سعادت علیخان اور مرزا جنگلی یا نجاع الدولہ

نواب آصف الدولہ کی مسند نشینی سے چوتھے سال نواب سعادت علی خان نے مرزا نجف خان سے پھر کر لکھنؤ میں آئے اور کچھ دنوں سعادت گنج میں قیام کیا اور پھر نوبتارہ میں رہنے لگے اور وہیں اونکی مصارف کے لئے دو پرگنہ ریاست سے انگریزوں کی سرکار سے ماہ بماہ ملتا تھا بعد اس کے مرزا جنگلی صاحب شجاع الدولہ کے بیٹے نجف خان کے لشکر میں چلے گئے تھے یا وہ فرار نہ کر گیا کہ مرزا نجف خان نے قضا کی مرزا جنگلی نے بھی وہاں سے مراجعت کی اور کچھ دنوں کی بعد عدم آباد کو چلے گئے

کرنیل ہانی کے اجارے میں سے علاقہ کا نکال لیا جانا

اور مرزا ابو طالب خان کا کچھ ذکر

کرنیل ہانی نے نواب وزیر سے بہت سا علاقہ اجارہ لیکر مرزا ابو طالب خان پسر محمد بیگ خان کو وہاں کا کاروبار سپرد کیا۔ مختار الدولہ کے عہد تک مرزائی کے ساتھ بخوبی گذری۔ مختار الدولہ نے بعد حیدر بیگ خان نے مرزا ابو طالب خان کی تنخواہ کہ پانسو روپیہ ماہوار پاتا تھا موقوف کی اسوجہ سے اس کا دل ٹوٹ گیا چنانچہ اوس نے یہ تمام کیفیت سیر طالبی میں لکھی ہے۔ حیدر بیگ خان اور کرنیل ہانی میں کچھ صورت عناد پیدا ہوئی اسلئے کرنیل ہانی کلکتہ کو چلا گیا اور مرزا ابو طالب خان کا بھی کاروبار برہم ہوا۔ ناچار یہ بھی ۱۸۰۳ء میں کلکتہ کو اس غرض سے چلا گیا کہ خود جاکر گورنر جنرل سے داد خواہ ہوا۔ اگرچہ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل اوس سے نہایت تپاک سے پیش آئے۔ لیکن وہ اسکی کچھ مدد نہ کر سکے۔ کیونکہ ٹیپو سلطان کے خلاف

فوج کے کمانڈر انچیف ہو کر دراس جا رہے تھے چار برس تک وہ سخت انتظار کی حالت مین کلکتہ مین پڑے رہے کہ شاید اس کو دہلی سے کچھ بلاوا ہو جائے۔ جب ۱۸۰۵ء مین لارڈ کارن والس کلکتہ واپس آئے تو اس کو گورنر جنرل کا سفارشی خط نواب اودھ کے نام ملا جس مین لکھا تھا کہ مرزا سے موصوف کو کوئی عہدہ عطا کر دیا جاوے۔ یہ خط لیکر مرزا ابو طالب خان لکھنؤ پہنچا۔ نواب آصف الدولہ اس سے بمراحم خسروانہ پیش آئے اور اس کو یہ امید دلائی کہ کوئی معقول عہدہ دیا جائیگا۔ لیکن بدقسمتی سے لارڈ کارن والس کے ہندوستان چھوڑتے ہی نواب کا سلوک برعکس ہو گیا اور بجائے اسکے کہ اسکو حسب وعدہ کوئی عہدہ دیا جاتا اس کو حکم دیا کہ لکھنؤ خالی کر دے مجبوراً اسکو پھر کلکتہ آنا پڑا اسوقت سر جان شور گورنر جنرل تھے اونھون نے بھی اسکی امداد کا وعدہ کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس وعدہ سے کبھی فخر الفاخر حاصل نہ کیا اس مرتبہ پھر اوسکو تین سال متواتر سخت انتظار کی حالت پڑا اور آخر مایوسی نے نہ صرف اوس کا دل ہی توڑ دیا بلکہ اوسکی صحت پر بھی بہت برا اثر کیا۔ شاید ان ہی وجوہ سے اوس نے اپنے ایک انگریز دوست کے ہمراہ انگلستان جانے کا قصد کیا۔ مرزا ابو طالب خان فروری ۱۷۹۹ء مین روانہ انگلستان ہوا۔ عام خیال یہ ہے کہ سب سے پہلے جو ہندوستانی آدمی انگلستان گیا ہے وہ راجہ رام موہن رائے تھے یہ سنکر لوگ تعجب ہوگا کہ راجہ موصوف کے جانے سے پہلے مرزا ابو طالب خان ولایت پہنچ چکا تھے انگلستان مین وہ ایرانی شاہزادہ مشہور تھا اوس نے چار سال سفر مین صرف کئے اور اس عرصہ مین تینون براعظم یعنی ایشیا افریقہ اور یورپ دیکھ لئے جب وہ کلکتہ مین واپس آیا تو اوس نے اپنے روزنامچون سے سفرنامہ مرتب کیا اور نام اوس کا مسیر طالبی رکھا جس کو سر چارلس سٹوارٹ پروفیسر زبان ایشیائی نے انگریزی مین ترجمہ کر کے ۱۸۱۰ء مین انگلستان مین چھپوایا تھا۔ ہندوستان مین آکر وہ سندیلکھنڈ کے ایک ضلع مین کلکٹر مقرر کر دیا گیا اور اسی عہدہ پر ۱۲۱۷ھ ہجری مطابق ۱۸۰۲ء مین اوس نے انتقال کیا چونکہ وہ پسماندگان کے لئے کوئی کافی ذریعہ اوقات بسری نہین چھوڑ گیا تھا اس لئے ایسٹ انڈیا کمپنی نے اوسکی بیوہ اور بچون کی پنشن مقرر کر دی۔

اسماعیل بیگ خان شورہ والہ

اوسی زمانہ مین اسماعیل بیگ خان شورہ والہ کے تھے جو حیدر بیگ خان کا سامی ہوا تھا صوبہ الہ آباد کی حکومت پر مامور ہوئے جانبحہ اوھر اونھون نے وہان پہنچکر مطالبہ واجبات مین اکثر زمینداروں کی ملاحتی و املاک مول لیکر صاحب دولت ہو گئے۔ مگر دولت دنیا کے ہاتھ سے ہاتھ اوٹھایا۔ اوس کے بیٹے زین العابدین خان مدت بریسٹ بریلی مین سرکار

انگریزی کا نوکر رہا۔ آخر بیکاری کی حالت مین لکھنؤ مین مقدمہ کی۔

خواجہ عین الدین انصاری صوبہ دار بریلی

دوسرے برس خواجہ عین الدین انصاری عملداری صوبہ بریلی پر مقرر ہوا یہ شخص خادم حسین خان سنگھ والے کے رفقا مین سے تھا آمناطبا سے بیحد محبت رکھتا تھا یہ روایت مشہور ہے کہ عشرہ محرم مین معمول تھا کہ عاشور کے تمام متاع و نقد و جنس اور عمامات اور زن و فرزند بلکہ اپنی ذات تمیت جناب سید الشہدا علیہ السلام کے نام خیرات کر دیتا تھا اور پھر قرض دوام سے رزق بہم پہنچا کرون لیتا تھا۔ غرضکہ جسجگہ اس شخص نے عملداری کی بے مثل رہا پہلے فیض آباد مین مامور ہوا وہان چوری کا بہت زور تھا وہان حکم جاری کر دیا کہ کوئی شخص شب کو اپنے گھر کا دروازہ بند نہ کرے۔ خدانخواستہ اگر کوئی صورت نقصان کی ظہور مین آئے تو سرکار اوس کو عوض نقصان دیگی۔ اور جو کوئی چوری کی علت مین گرفتار ہوتا اوس کو قتل کروا دیتا اور ہاتھ کاٹ ڈالتا تو ایک بات تھی۔ اس سبب سے چوروں کا نام باقی نرہا۔ اور جسجگہ تھوڑے دنون کے لئے جاتا تھا تو امام باڑہ اور مسجد کی پہلے نیو ڈالتا تھا اور اپنی قبر بنواتا تھا اور کہتا تھا کہ آخر ایک دن یہان سے اٹھنا ہی اور جبکہ نواب آصف الدولہ نے آستانہ بخت اشرف کی درستی کے لئے پانچ لاکھ روپئے اور سر فراز الدولہ نے دو لاکھ روپئے حاجی محمد کی معرفت بھیجے تھے تو خواجہ صاحب نے بھی اپنی مقدرت کے موجب ایک معقول رقم بھیجکر تعمیر مین شرکت کی تھی اور ہمیشہ چوبی تمہ زیب کمر اور لباس شنجرفی در بر رہتا تھا۔ اور جب حکام کو عرضی لکھتا تھا تو اول یہ عبارت لکھتا تھا "دانا برحق موجود بے شک اس فقرے کے بعد قلم جانب مطلب اوٹھاتا تھا۔ اور غریبون کو اوس نے لنگر خانے سے کھانا اور جاڑون مین لباس سرمائی دلواتا تھا۔ اوسکے انتقال کے بعد اوس کا بیٹا ابراہیم علیخان بریلی مین چند مدت عہدہ دیوانی پر مامور رہا۔ پھر انگریزی تحصیلداری پر نوکر ہوا۔

جنرل کوٹ کمانڈر انچیف کی لکھنؤ مین آمد۔ اقبال الدولہ کی خزانی

جنرل کوٹ کمانڈر انچیف کلکتے سے لکھنؤ مین آیا۔ نواب وزیر نے الہ آباد تک استقبال کیا اور کمال طمطراق کے ساتھ شہر لکھنؤ مین لائے بزم صنایت آراستہ کی ان دنون سرکار کمپنی کو دکن مین حیدر علیک سے

جسکا دارالسلطنت سرنگ پٹن تھا سخت جنگ درپیش تھی۔ جرنیل صاحب نے نواب وزیر سے زرنقد اور فوج کے ساتھ مدد کرنے کی درخواست کی چنانچہ امراسے لکھنؤ اور جملہ جاگیردار و پنسکنی لاکھہ روپیہ کا چندہ قرار پایا۔ مگر ہر ایک کو اس بات میں اغماض تھا اقبال الدولہ بسرفخار الدولہ نے پیشقدمی کی اور ساٹھہ ہزار روپیہ دیا تو چندے کا بستہ جوں توں کرکے جاری ہوا۔ حیدر بیگ خان اور صرفراز الدولہ کو اقبال الدولہ کا یہ معاملہ خوش نہ آیا اسلئے اونکی جاگیر قرق کی اور تین ہزار روپیہ جو اونکا ماہانہ مقرر تھا موقوف کیا۔

متفرق واقعات

(۱) آصف الدولہ کے جلوس سے ساتویں برس راجہ بلہید سنگھہ ناظم اور حیدر بیگ خان سے تنخواہ کی علت میں مقابلہ پیش آیا بندیلوں نے اوسکی مدد کی آخرکار فوج انگریزی کے ہاتھہ شکست کھا گیا۔

(۲) اسی سال بھرت متوطن شہر بنارس سے کسی فتنہ انگیزی کے باعث کہ خوف سیاست دامنگیر تھا بھاگ کر آیا بخشی خزانچی کے عزل کے بعد خزانچی مقرر ہوا۔ اور راجہ کا خطاب ملا۔

(۳) جلوس آصفی سے آٹھویں سال لکھنؤ میں محکمہ عدالت قایم ہوا۔ مفتی غلام حضرت اور قاضی غلام مصطفےٰ سے فتوے مسائل شرعیہ و احکامات عدالت متعلق ہوئے۔ مگر ہوائی سنگھہ اردلی کا اقتدار اتنا بڑھا گیا تھا کہ اوسکی مداخلت کی وجہ سے معدات عدالت ضعف پذیر رہے اسلئے عدالت کی افسری سید محمد نصیر برادر عم زاد مختار الدولہ سے ناصر دہوئی اور مولوی محمد امین فتوے کے واسطے مقرر تھے انکی تنخواہیں سرکار سے مقرر نہیں لیکن عملہ عدالت کو تنخواہ بسہاں کے ساتھ ملتی تھی۔ راجہ بکٹیت رائے مدار المہام دیوانی چونکہ مفتی غلام حضرت پر مہربانی رکھتا تھا اسواسطے سید محمد نصیر برداشتہ خاطر ہوکر بنارس کو چلے گئے اور غلام حضرت کا بھتیجا مولوی دلدار علی اور میر مرتضےٰ وغیرہ علماے مذہب امامیہ نے حسن رضا خانی وجہ سے نام پیدا کیا۔ جمعہ و جماعت کی نماز جس کا رواج اس ملک میں نہ تھا جاری کی اور کربلا جاکر اجتہاد کا حکم وہانکے مجتہدوں سے حاصل کرکے لوٹ آئے اور اپنا اجتہاد جاری کیا۔

(۴) ایکبار غلام قادر خان ابن نواب ضابطہ خان خلف نجیب الدولہ اپنے باپ سے روٹھکر لکھنؤ میں آئے نواب آصف الدولہ نے جہالردار پالکی بخشی اور نواب ضابطہ خان سے اون کی سفارش کی اسوجہ سے پھر اپنے وطن کو لوٹ گئے۔

نواب آصف الدولہ اور اون کے اہلکارون کے مصارف

نواب آصف الدولہ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ ہولی اور بسنت وغیرہ کے جشن مین اور دوسرے لاابالی مصارف مین خرچ کرتے تھے اور ہر سال جو شکار کے لئے کوچ درپیش ہوتا تھا تو کارپردازون پر اسقدر سخی روپیہ کی طلبی مین فرماتے تھے کہ حیدر بیگ خان اور راجہ ٹکیت رائے کا دم ضیق مین پڑتا تھا اوسی وقت حاضر کرتے تھے اسکے سوا نواب وزیر کے مزاج مین یہ بات بھی تھی کہ جو تاجر کوئی عمدہ چیز لاتا تھا بلا تکلف خرید فرماتے تھے خصوصًا انگریزی سوداگرون کا مال ایک روپیہ سے لاکھ روپیہ تک مول لینے مین دریغ نہیں تھا مارٹین صاحب فرانسیس جو میجر بہولیر صاحب کے مصاحبون مین سے تھا اوسنے لاکھون روپیہ نواب وزیر کی بدولت تجارت مین پیدا کیا۔ یہ کیفیت نواب وزیر کے مصارف کی تھی حیدر بیگ خان جو سرفراز الدولہ حسن رضا خان کے نائب تھے بلکہ نیب سے بڑھکر اقتدار رکھتے تھے انکے مصارف چھتیس لاکھ روپیہ سالانہ سے کم نتھے۔ گوٹہ کناری عطر اور ہیلیل لاکھون روپیہ کا انکی محل مین صرف ہوتا تھا اور راجہ ٹکیت رائے کے مصارف اور بھی زیادہ تھے۔ انھون نے بڑی بڑی عمارتین اور مقبرے باغات اور اکثر کنوے اور بہت سے پل اور معابد بنوائے جو آجتک اُنسے یادگار ہین اور الماس علی خان جو ہمیشہ متاجری کرتے رہے انکے مصارف اور بھی بڑھے ہوے تھے وکیل اور مقدمے ان حضرت کے اپنے گھرون مین بادشاہ وقت تھے ایک ایک نے لاکھون روپیہ کی عمارت بنوائی۔ غرض ان مصارف نے حیدر بیگ خان کو دریاے فکر مین ڈبو دیا تھا۔ آخرکار سیاہ پر کمی کا قلم پھرا۔ قدیمی رسالہ اور موقوف ہوئے

نواب وزیر کا انگریزی سپاہ اور ملازمون کے مصارف کی زیر باری سے گھبرانا اور اون کا وارن ہسٹنگز سے ان مصارف کے بار سے سبکدوش کردینے کے لئے التجا کرنا اور بیاعہد نامہ منعقد ہونا

مولوی وکار اللہ صاحب کہتے ہین کہ جو کچھ نواب آصف الدولہ کو سرکار کمپنی کا روپیہ ادا کرنا چاہیے تھا وہ اُنسے ادا نہو سکتا تھا روز بروز قرض بڑھتا جاتا تھا آصف الدولہ خود تو رات دن عیش و عشرت مین مشغول رہتے تھے اونکی الکار رشوت اور تعلب مین مصروف تھی۔ اس سبب سے ساری ملک مین اندھیر تھا۔ زمیندار سرکش تھے۔ رعایا افلاس اور تباہی کی حالت مین ڈوبی ہوئی تھی جب تک نواب کا تعلق انگریزون سے نہوا تھا تین کرور روپیہ کی آمدنی اونکے ملک کی تھی ۱۷۸۵ء مین ملک کی آمدنی اس سے آدھی بھی ہوئی۔ اور کرکے سالون مین اور بھی زیادہ خاک اڑی مفلس آبادی مین جو عہدہ پیمان دوسپلونکی لڑائی کے بعد نواب سے ہوئے تھے جس عہدنامے پر شروع ۱۷۸۳ء مین آصف الدولہ پر دستخط کیا تھا اوس مین یہ شرط تھا کہ سرکار کمپنی کی سپاہ کا ایک بریگیڈ اودھ مین رہیگا اور اوس کا سارا خرچ نواب کے ذمے ہوگا۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی اس امر کو منظور کر لیا تھا کہ اگر نواب کی مرضی ایسی ہو تو ایک بریگیڈ وہان رہا کرے غرض اس سپاہ کا رہنا جبراً و قہراً نواب کے ذمے لگایا گیا تھا اونکی مرضی پر موقوف تھا ۱۷۸۵ء مین ایک اور بریگیڈ انگریزی سپاہ کا جسمین انگریزی افسر حکمران اور چھ پلٹنین سپاہیونکی اور ایک توپخانہ اور ایک حصہ سوارون کا شامل تھا مقرر کے گئے اور بڑہایا گیا اور فتحگڈھ مین تعینات ہوا۔ کیونکہ نواب کو خوف آس پاس کے حملون کا تھا اور نواب کی بہت سی سپاہ انگریزی افسرونکی ماتحت ہوئی اس جدید بریگیڈ کے خرچے کے واسطے لاکھ معقدار تعین ہوئی اور مختلف اوقات مین تھوڑی تھوڑی سپاہ ضرورتونکے وقت بلائی گئی۔ ۱۷۸۹ء مین اس بریگیڈ چند روزہ کا خرچ آٹھ لاکھ روپیہ اور نواب کی سپاہ مین افسرون کا خرچ چار لاکھ روپیہ تخمینے سے زیادہ ہوا۔ یہ تو سپاہ کے خرچ کا حال تھا۔ اب دوسرا خرچ رزیڈنٹ اور اوس کے عملے کا تھا۔ اب اوس پر گورنر جنرل کے ایجنٹ کا خرچ زیادہ ہوا۔ اس کے علاوہ ملازمان سرکار کمپنی کے تحفہ تحائف پنشن وغیرہ کا جدا صرف تھا ۱۷۸۸ء مین نواب نے گورنر جنرل سے اس کمپنی کے خرچ سے سبکدوشی پانیکی التجا کی اور کہا کہ مین اوس کی بار کے تلے دبکر مرا جاتا ہون وہ تین برس مین سارے میرے ملک کی آمدنی کہا گیا۔ اب میرے گھر کے آدمیون کو بھی کھانے کو کچھ نہین بچتا۔ شجاع الدولہ کی اولاد کو جو تنہائی تنخواہ ملی ہے ان ضرورتون کے سبب سے ملک کا خرچ بڑہانا پڑا اس سے اوسکی تحصیل مین اور بھی زیادہ خسارہ آگیا زمیندار اور کاشتکار بھاگ بھاگ کر چلے گئے سپاہی اور پرانے شریف اور نجیب زادے حیران ہوکر ملک کو چھوڑے چلے جاتے ہین۔ کچھ تھوڑی سی سپاہ میرے پاس رہگئی ہے جو ملک سے خراج وصول کرتی ہے۔ سب کے گھر مین فاقے کا گھر رہتا ہے۔ بڑی مشکل سے گذارہ ہوتا ہے۔ یہ خرچ اس سپاہ کا

مجھ سے نہیں اُٹھ سکتا سپاہ کام کی نہیں اوس کے افسر ایسے سرکش اور متمرد ہیں کہ وہ ملک کا اپنے تئیں مالک سمجھتے ہیں۔ ملک کا محصول نہیں وصول ہونے دیتے اور ساری میرے ملکی معاملات کو درہم برہم کردیا ہے۔ کب تک میرے گلے پر چھری رہے گی۔ گورنر جنرل کب ایسی سنتے تھے اونہوں نے خفا ہوکر کہا کہ نواب نے خود ہی اپنے ملک کی حفاظت کے واسطے انگریزی سپاہ کو بلایا ہے اوس کے سارے خرچ اوٹھانا اونکے ذمے واجب ہی اوس کو بلا لیتے یا گھٹانے کا اختیار ہم کو ہے۔ ہم جب چاہیں اپنا سا کرین نواب کو اپنے عہد کے موافق تنخواہ دینی چاہیے خواہ اس میں ملک کی آمدنی اونکی پیاہ کو بھی کا ہے یا اوس کو موقوف کردیں یہ اُن کا اپنا قصور ہی۔ کیوں عیاشی اور بدکاری میں پھنسے رہتے ہیں جس سے ملک کا یہ حال ہوگیا ہی۔ عہدنامے میں تو معیاد سپاہ کے رہنے کی متعین نہیں تھی اس لئے ضرور تھا کہ اونکا بفیصلہ تعین آپسمیں ملکر کرلیتے لیکن فریقین میں اختلاف تھا۔ اسلئے زبردست فریق کے ہاتھ میں اختیار تھا جو چاہے فیصلہ کرے۔ مگر ہیں کے نزدیک یہ سہنگر صاحب کی ہٹ دھرمی تھی عہدنامے میں اور کورٹ ڈائرکٹرز کے احکام میں صاف لکھا ہوا تھا کہ نواب کو سپاہ اپنی مرضی کے موافق رکھنے کا اختیار ہی جس کے معنے صاف ہیں کہ جب چاہیں رکھیں۔ جب چاہیں نہ رکھیں۔ مگر اسوقت گورنر جنرل کو اور مشکلات درپیش تھیں کہ اگر انگریزی سپاہ کو وہ اوسے بلا لیتے تو ملک میں اندھیر مچ جاتا۔ میدان خالی دیکھکر آمین پاس کے دشمن اوده پر ٹوٹ پڑتے حضور صاحب اس تاک میں بیٹھے ہوئے تھے وہ ضرور ملک پر چڑھائی کرتے اور پامال کرڈالتے اور سرکار کمپنی کا حصہ نواب سے کیسے وصول ہوتا وہ سارا مارا جاتا مرہٹوں سے ڈانڈا ملتا۔ سرحد کی حفاظت میں اور اُنسے لڑنے میں سرکار کا اور روپیہ خرچ ہوتا اب بھی سرکار کمپنی دوا لے میں تھی پھر معلوم نہیں کیا ہوتا۔ حفاظت خود اختیاری کا قانون انصاف کے قانون پر غالب تھا۔ نواب اودہ حقیقت میں سرکار کمپنی کے تابعین سے تھا بغیر اوسکی حفاظت و حمایت کے وہ ایک روز خود اپنی نہیں کرسکتا تھا۔ سہنگر نے جیسے کوئی اپنے تابعین کو حکم دیتا ہے نواب کو لکھا کہ تمکو سپاہ رکھنی ہی پڑیگی جو استحقاق آقا کو ملازم پر حاصل ہوتا ہے سرکار کو نواب پر اور اوس کے ملک پر یہ حق حاصل تھا گورنر جنرل سے جب اس بات کی دلیل ولایت میں پوچھی گئی کہ اوس نے ایسا کیوں کیا تو اوس نے کہا کہ عہدنامے کی عبارت پہلودار تھی اوس کے معنی مشتبہ تھے اسلئے زبردست کو اختیار تھا کہ جو معنی چاہتا وہ عبارت مشتبہ کے مقرر کرتا۔ مگر یہ جواب ہٹ دھرمی پر فریب اور دھوکے کا روغن چڑھاتا تھا۔ عہدنامے میں کوئی عبارت مشتبہ نہ تھی۔ سوا اس کے گورنر جنرل نے یہ کہا کہ نواب نے جو یہ درخواست دی تھی کہ اپنی حضور فوجکی وجہ سے نہیں دی۔ بلکہ اونکے صلاح کاروں اور مشیروں کو یہ معلوم ہوا تھا

کہ سرکار کمپنی کے ممبران کونسل مین طرفین نفاق جہیا ہے اوس مین وہ خود غارت ہوا چاہتی ہے اسلئے نواب کو ایسی درخواست پر مبارت ہوئی اس لئے مینے اوس کا جواب ایسا سخت دیا تہا اگر اوس کا سبب نہوتا تو مین کچھہ بات نواب کی مان لیتا - اب سرکار کمپنی کا قرض نواب پر ۱۷۷۳ء مین ایک کروڑ چالیس لاکھہ روپیہ ہوگیا - سپریم کونسل نے تقاضے پر تقاضا شروع کیا - نواب نے عذر پر عذر کرنے شروع کئے کہ ملک مین میرے جان نہین - میرے پاس کہانے کو بھی نہین - امیر گورنر جنرل نے یہ ارادہ کیا کہ لکھنؤ کو خود جاکر اور آصف الدولہ سے روبرو گفتگو کیجئے - مگر نواب نے کچھہ چٹھی چپڑی باتین بناکر اوسکو اپنے ارادے سے باز رکہا اور خود بھی تھوڑے مصاحبون کے ساتھہ گورنر جنرل کے پاس بنارس کے قلعہ مین آگئے ظاہر اعلوم ہوتا تہا کہ اس ملاقات کا انجام بخیر نہوگا - کیونکہ نواب تو یہ چاہتے تہے کہ برگیڈیر جنرل ربوتہ اور رزیڈنٹ اور اونکی سپاہ کے انگریز افسرون کا اور بہت سے اخراجات کا بوجہ اونکی گردن سے اوٹھہ جائے اور ہسٹنگز صاحب کو روپیہ لینا منظور تہا - مگر اتفاق سے ان جانو نپر اتفاق کیا گیا اور گورنر جنرل نے مان لیا کہ سوا اوس برگیڈ کے جسکا خرچ شجاع الدولہ کے زمانے مین بھی لیا گیا تہا اور جسکی تنخواہ دو لاکھہ ہزار روپیہ ماہوار تھی اور اوس ایک پلٹن کی جو رزیڈنٹ کی حفاظت کرے اور جسکی تنخواہ پچیس ہزار روپیہ ماہوار قرار پائی کہ باقی تمام سپاہ کے خرچ نواب کے ذمے سے اوٹھا لیگئے آصف الدولہ نے گورنر جنرل سے کہا کہ کمپنی کا روپیہ جو مجھکو دینا چاہئے اوس کے ادا کرنے کی مجھہ مین استطاعت نہین میری والدہ اور دادی نے جو خزانہ لے لیا ہے اوس کو مجھہ سے لینے کی مجھکو پروا نہین[1] چنانچہ دوسری شرط یہ قرار پائی کہ نواب کو یہ اختیار رہے کہ وہ اپنی ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط کرلین - مگر جس جاگیردار کی سرکار کمپنی دستگیری کرے اوسکی پنشن بلا عذر موافق محاصل جاگیر کے نواب رزیڈنٹ کی معرفت دیتا اس عہدنامے مین جو تیسری شرط یہ تھی کہ کوئی رزیڈنٹ فرخ آباد مین مقرر نہو -

قولنامہ جو وزیر نے گورنر جنرل سے کیا

چونکہ میری درخواستین ملاکی دستاویز کے منظور ہوئین ہین اب مکرر وہ درخواست گذارش کرتا ہون کہ مینے زبانی عرض کیا تہا اور امید ہے کہ آپ میرے تمام معروضات پر لحاظ فرمائینگے - اور یقین ہے کہ

[1] دیکھو تاریخ ہندوستان مولفہ بشپ ہیر

انکی منظوری بلا تامل فرمائی جائیگی - کیونکہ اونمین صرف آپکی مہربانی درکار ہے - اور کمپنی کو کچھ تعلق اونسے نہین ہے صرف اسقدر کہ جو روپیہ مجھیجنا ہے وہ کمپنی کو دیا جائے - مین اسواسطے عرض کرتا ہون کہ جو تعداد نفری سرحدی اور وہ سری فوج کی کثرت سے ہوگئی ہے وہ کم کیجائے - اور ایک مقرر ہو جائے اور اوسکی تنخواہ آمدنی پرنہ دلائی جائے بلکہ خزانے سے نقد ادا کرے - اور اوسکی تعداد نفری اوسی قدر ہو جسقدر روپیہ خزانے سے مل سکتا ہو - مگر چونکہ یہ امر بہت مشکل ہوگا جب تک کہ سیر خانگی اور علاقے کے اخراجات جدا نہون - مین یہ بھی عرض کرتا ہون کہ مجھکو کچھ روپیہ مقرر ہو کہ اخراجات خانگی کے واسطے ملا کرے اور باقی آمدنی خزانہ عامرہ مین رکھی جایا کرے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر اوس کا ملاحظہ کرلیا کرین اور اوس مین سے اخراجات سیاہ و فاتر ہوا کرین اس صلاح سے مراد یہ نہین ہے کہ سالانہ ادائے سرکار کمپنی مین تحلل واقع ہو - بلکہ وہ یعنی ادائے قرضہ سابق و مطالبہ حال کمپنی ہر سال بمقدار مختلف دیا جائے گا -

عہدنامے کی دوسری شرط کے مضمون پر بحث

اس عہدنامے کو دیکھکر کہ نواب اپنے ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط کرلین تم کو تعجب ہوگا کہ اس مین ظاہرا کوئی نفع انگریزون کا نظر نہین آتا - مگر اس مین بڑا فائدہ نقاب مین منہ چھپائے ہوئے تھا - اب آشکارا ہوتا ہے - آصف الدولہ کی دادی اور مان دو بڑی بوڑھی بیگمین تھین شجاع الدولہ کے وقت مین اونکا بڑا دور دورہ رہتا تھا - اور اونکی مرنے کے بعد بھی بہت بڑی جاگیر پر قابض تھین - اس جاگیر کا انتظام اور بندوبست اونھون نے اپنے ہی ہاتھ مین رکھا تھا اور اب ہی اون کا کل روپیہ وصول کرتی تھین - اس کے سوا شجاع الدولہ نے خزانہ کثیر جمع کیا تھا جس کا تخمینہ تین کروڑ روپیہ تھا وہ بھی انھین کے قبضہ مین تھا یہ دونون ساس بہوین فیض آباد مین بڑے عمدہ محلون مین رہا کرتی تھین - اور آصف الدولہ لکھنؤ مین رہتے تھے - گومتی کے کنارے پر اونھون نے عمارتین تعمیر کرائی تھین چونکہ اسوقت سرکار کمپنی کو بہت سے اخراجات درپیش تھے - اسلئے ہسٹنگز صاحب کو یہ سوجھی کہ ان بیگمون کی دولت کو کسی طرح لینا چاہیے - انگریزون کو دولت اپنے اخراجات ضروری کے لئے چاہئے تھی - نواب کو اپنے گلچھرے اور اڑانے کے لئے درکار تھی غرض

ان دونون بھلے مانسون کے آپسمین قول و قسم ٹہر گئے کہ ہسٹنگز صاحب تو نواب کو نوج اور افسران ملکی کے بارخرچ سے سبکدوش کردے اور نواب ان دونون عورتون سے دولت لیکر اپنا قبضہ سرکار کمپنی کا چکادین ۔ نواب کو بحیثیت نوابی ان بیگمون کی جاگیر پر اختیار تہا اور اونکی دولت کے وہ وارث موافق شرع کے تھے بیٹے کے ہوتے ماں کا حق آٹھوین حصے کا ہوتا ہی اور ماں کے ہوتے دادی کا کچھ حق نہین ہوتا نواب آصف الدولہ کی غفلت یا بے مروتی سے یا قیاصی تہی کہ اونکی ماں اور دادی پر خزانہ دبا بیٹہی تہین ۔ آصف الدولہ نے ماں کو بہت تنگ کرکے بہت سا روپیہ تو لیکر اوڑا دیا تہا ۔ شمشاد عین کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوے بہت دن نہین گذرے تھے اونکی بیوی نے گورنمنٹ انگریزی کو یہ شکایت لکہی تہی کہ مین اپنے بیٹے کے ہاتہہ سے تنگ ہون ایک دفعہ ۲۶ لاکہہ روپیہ اور مانگتا ہے کہ سرکار کو عہد و پیمان کے موافق دینا ناگزیر ہی ۔ اگر وہ نہ ادا کیا جاے گا تو مین تباہ ہو جاونگی اسپر انگریزون نے بیچ مین پڑکر ایک عہد موفق بیگم کے ساتہہ کیا کہ اب آیندہ آصف الدولہ اون کو روپیہ کے لئے نہین دق کرینگے ۔ اور وہ اپنی جاگیر و مال پر قابض رہینگی ۔ اور اونکو اختیار ہی کہ جہان چاہین وہان رہین ۔ بالفعل یہ تین لاکہہ روپے دیدین ۔ مگر اب زمانہ بدلگیا ۔ خود ضامن و محافظ کو روپیہ کی ضرورت تھی جسنے ضمانت دی تہی اوس کو کہہ شرم و لحاظ اس کا تہا کہ وہ آصف الدولہ سے وہ بدرکمیتن کرائے جنکو کرتے ہوے وہ جھجکتے تھے ۔ اب ضرور تہا کہ ان بیگمون کی جاگیر و مال و دولت ضبط کرنے کے واسطے کوئی وجہ بھی نکالنی چاہیے ۔ اور وجہ بھی ایسی ہو کہ جو رسم و رواج اور دین و ایمان اور آئین و انصاف کے موافق اور آدمیت و انسانیت کے مطابق ہو ۔ اور ادب فرزندی کے بھی خلاف نہو ۔ ماں کا ادب اور پاس عزت تو وحشیون مین بھی ہوتا ہے اسلئے سوچے تو سوچتے یہ سوجھی کہ چیت سنگھہ زمیندار بنارس کی بغاوت کا الزام لگائے کہ اونہون نے چیت سنگھہ کی اعانت کی اور اوسکو فوج بھی اور روپیہ بھی بھیجا جسکی مفصل کیفیت یہ ہی ۔

چیت سنگھہ زمیندار بنارس کے حالات

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ راجہ بنارس جو پیشتر نواب وزیر کے ماتحت تہا ۔ اب انگریزون نے تالیعین مین قرار پایا تہا اس راجہ کا نام چیت سنگھہ تہا اس کا خاندان قدیمی

نہ تھا جسوقت سلطنت مغلیہ کو ناد رشاہ کے حملہ کا صدمہ پہنچا تو اس افراتفری میں گنگا پور کے زمیندار برہمن منارام نے کچھ ملک دیکر محمد شاہ سے راجہ کا خطاب حاصل کیا۔ یہ راجہ کا خطاب پہلے بادشاہ کے ہاں سے اوسی شخص کو ملتا تھا جو صاحب ملک و حشمت ہوتا تھا آجکل کا راجگی کا خطاب تھا کہ بے ملک دیا جاتا بلوانت سنگھ اوس کا جانشین ہوا اور اوسکو بھی خطاب راجگی کا ملگیا۔ عالمگیر کے عہد سے بنارس کا علاقہ صوبہ اودھ سے شامل ہو گیا تھا اسلئے یہ راجہ شجاع الدولہ کو خراج دیتا تھا اوس نے جو خدمات سرکار کمپنی کی شجاع الدولہ اور انگریزوں کی لڑائی میں بکسر میں کیں اور اوسکی عوض میں جو سلوک انگریزوں نے اوسکے ساتھ کیا وہ بیان ہو چکا ہے وہ انگریزوں کی لطف و عنایت سے اپنے ملک میں خیر و عافیت کے ساتھ راج کرتا تھا۔ جب وہ ۱۷۷۰ء میں مرگیا تو اوس کا بیٹا چوبیا ستا رانی سے نہ تھا اوس کا اسطرح سے جانشین ہوا کہ نواب شجاع الدولہ کو بہت سا نذرانہ دیا اور کچھ خراج کے زیادہ دینے کا وعدہ کیا۔ کچھ انگریزوں کا سہارا ڈھونڈا انہوں نے شجاع الدولہ سے سند بنارس کے راجہ ہونے کی اونہیں شرائط کے ساتھ جو اوس کے ساتھ تھیں دلادی۔ ۱۷۷۳ء میں جب مسٹر فنگر کی ملاقات شجاع الدولہ سے ہوئی تو اونہوں نے یہ کہا کہ مجھے دس لاکھ روپئے دو اور اس راجہ کو معطل کردو۔ گورنر جنرل نے کہا کہ ہم اول عہد و پیمان کو جو بلوانت سنگھ کے ساتھ ہوئے ہیں جیت سنگھ کے ساتھ نہیں توڑ سکتے۔ اور گورنر جنرل نے بھی جیت سنگھ کو لکھی کہ تمہاری عزت و دولت و حکومت و ثروت کی جب ہی تک خیر ہے کہ تم سرکار کمپنی کے سایۂ عاطفت میں پناہ گزین ہو اور ہمکو بھی تمہاری حرمت ملحوظ ہے تمہارا ملک ہماری سرحد پر واقع ہے اور تمہارا دوست ہونا اوسکی پشت و پناہ ہے۔ ہمکو یقین ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہمیشہ وفادار رہوگے اور جب ہم کو تمسے کام پڑیگا تو اوس کو تم پورا کروگے اور تمسے وعدہ کیا جاتا ہے کہ خراج زیادہ نہیں لیا جائیگا جب سرکار کمپنی کے آصف الدولہ کے ساتھ عہد و پیمان جدید ہوئے اور نیا انتظام کیا گیا تو جس ملک پر جیت سنگھ حکومت کرتا تھا وہ ۱۷۷۵ء میں سرکار کمپنی کے حوالے کردیا گیا سرکار کمپنی نے بھی جیت سنگھ کو بدستور اپنی جاں پر بحال رکھا اور بائیس لاکھ جیسا سہ ہزار ایک سو اسی روپیہ سالیانہ خراج ٹھہرالیا۔ اور اقرار کرلیا کہ راجہ سے اور زیادہ نہیں مانگا جائے گا۔ سنہ میں اسوقت انگریزوں سے کئی جگہہ لڑائیاں ہو رہی تھیں۔ اور اونکی

مصارف کے لئے روپیہ بہم پہنچانا گورنر جنرل کا کام تھا اسی وجہ سے ہیسٹنگز کے سر پر اسوقت اسقدر بوجھ پڑا کہ شاید ہی کبھی کسی اکیلے شخص پر اتنا بوجھ پڑا ہو کیسا ہی عالی حوصلہ کیوں نہو اس سے زیادہ بڑا ہو۔ حیدر والی میسور۔ فرانسیس۔ ولندیز۔ مرہٹے۔ یہ سب کے سب ایک ہی وقت انگریزوں کی مخالفت پر اوٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اور سب سے ہنگامہ کارزار گرم تھا مگر لڑائی بدون بغیر کب ہوسکتی ہے اسلئے ہیسٹنگز کو روپیہ فراہم کرنے کی فکر تھی اس لئے اوس نے راجہ چیت سنگھ والی بنارس سے یہ کہا کہ سرکار انگلشیہ کی جو تمہاری حاکم اور محسن ہے اوسکی اس ضرورت کے وقت روپئے اور فوج سے مدد کرو راجہ نے اس سے پہلو تہی کی اس لئے گورنر جنرل آپ بنارس چلا آیا اس سے اوس کا خاص منشا یہ تھا کہ چیت سنگھ کو دبا کر اپنا کام نکالے۔ پھر گورنر جنرل نے اوسکی احسان فراموشی سے جھلا کر اوس کو نظر بند کر دیا راجہ کا نظر بند ہونا تھا کہ اوسکی رعیت طیش میں آکر اوسپر ٹوٹ پڑی ہوئی۔ اور جن سپاہیوں نے راجہ پر ہاتھ ڈالا تھا اونکو قتل کر ڈالا پھر جس جگہ گورنر اترا ہوا تھا اوس کو آگھیرا۔ راجہ شہر سے بھاگ گیا اور گورنر جنرل کو اپنی جان کے لالے پڑے مگر اوسان و استقلال کو اوس نے اب بھی ہاتھ سے نہ دیا آخر کار وہ ہاتھی چنار گڑھ کو چلا گیا۔ اور ہر طرف سے فوجیں منگا کر راجہ بنارس کی بیس ہزار فوج کو شکست دیکر بھگا دیا وہ جہاں وہ چھپا ہوا تھا فتح کر لیا۔ مگر جو خزانہ قلعہ میں موجود تھا اوسکو فوج نے ہاتھوں ہاتھ سلگوا لیا اور گورنر جنرل منہ تکتا اور ہاتھ ملتا رہگیا کہ نہ تو خزانہ اوسکے ہاتھ لگا جسکی بڑی ضرورت تھی اور نہ راجہ قابو میں آیا کیونکہ وہ بھاگ کر گوالیار پہنچا اور وہاں ۲۹ برس رہکر رہگیا سے ملک عدم ہوا۔ اوس کے بعد اوس کے بھانجے کو گدی پر بٹھایا۔

آصف الدولہ کی ماں اور دادی سے نہایت بیدردی کے ساتھ روپیہ لیا جانا

اودھ کی رعایا نے جو چیت سنگھ کے ہنگامے میں فساد برپا کیا تھا گورنر جنرل نے اس کو آصف الدولہ کی ماں اور دادی پر ڈھانا چاہا۔ اس فساد کو بیگموں کے ذمہ لگا دینا آسان تھا مگر اس الزام کے لئے کوئی شہادت موجود نہ تھی۔ مگر زبان خلق اس امر کی شہادت بڑی تھی۔ کرنیل مہنی بیگموں پر جرم بغاوت ثابت کرنے میں بڑے سرگرم تھے۔ کرنیل صاحب بھی غضب کے پتلے تھے

اونہون نے ایک زمانے مین نواب آصف الدولہ کے نہنہون مین تیر دے رکہا تہا نواب نے
گورنر جنرل کو لکہا کہ خدا کی واسطے اوسکو یہانسے بلوا لیجئے اور میری جان کے پیچھے سے جنجال چھڑائیے
نہنہن مین نوابی سے اپنی درگذر کرا لیجئے بیگمون کے پیچھے پیچھے جہاڑ کے چھٹے غرض اس اولٹ پھیر مین
کپتان لکہنو جب آئے تھے تو قرضدار تہے پر اب اونکے پاس تیس لاکہ روپے تھے اس ملک مین
انگریزون کے بارے تھے ۔ ہیس ٹنگز صاحب نے نہایت عقلمندی کی کہ اس بغاوت کا
مقدمہ کوئی نہین بنایا ۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس الزام کے لئے کوئی شہادت بہم نہونچیگی
اسلئے بیگمین لوٹ سے بچ جائینگی اونہون نے نواب کو سمجہایا کہ تم جاتے ہی بیگمونکی جاگیر
ضبط کرکے اپنا نفع اوٹہاؤ اور خزانہ ضبط کرکے سرکار کمپنی کا قرض چکاؤ اور خرچ اوٹہاؤ جس سے
پہر کوئی گورنمنٹ بنگال کا اوده پر مواخذہ نرہے ۔ نواب آصف الدولہ جب تک چنار گڑہ مین رہے تو
ہیس ٹنگز صاحب کی دالافطرتی اور قوت عقل کے آگے کچہہ نہ کرسکے ۔ مگر جب وہ لکہنو آئے اور
رامایں اپنی ماں اور دادی کے پاس گئی تو اون کا کہرام دیکہہ کر دل اونکا بھر آیا ۔ گو دل و دماغ
اونکا کہیاہی اوباشی اور شراب نوشی سے خراب کردیا تہا ۔ مگر اسوقت اون کا دل نرہ سکا اور
اونہون نے ارادہ کیا کہ اقراری بہرہ بائین یہ معاملہ ایسا سنگدلی کا تہا کہ رزیڈنٹ مڈلٹن صاحب
جو ہیس ٹنگز صاحب کی ناک کے بال تھے وہ بہی ایسے کام کرتے ہوئے جہجکتے تھے مگر گورنر جنرل
کا دل اس معاملے مین پتھر تھا اوس پر کچہہ اثر نہین ہوتا تہا ۔ نواب کے پہنچتے ہی جیسے اونہون نے
رزیڈنٹ کو نہایت سختی سے لکہا کہ نواب سے عہدنامے کی موافق تعمیل جلد کراؤ اگر اس مین
تم دہیل کروگے تو مین خود ہی لکہنو مین آونگا اور وہ کام جو بودے دلونسے نہین ہوسکتی خود کرونگا
رزیڈنٹ کی اس دہمکی سے چھکے چہوٹ گئی ۔ اوس نے گورنر کو لکہا کہ چنارگڑہ کے عہدنامہ کی پوری
تعمیل ابہی حضور ہوتی جاتی ہے ۔ آصف الدولہ یہ کہینگے کہ جسے تو یہ عہدنامہ زبردستی گورنر
جنرل نے لکہالیا ہے ۔ غرض حجتین تو ہوا کیا جاگیر تو بیگمون کی ضبط ہوگئی مگر خزانہ ہاتھ نہ آیا اس لئے
جبر و ظلم کی ضرورت پڑی سرکاری فوج بنارس آباد مین بہیجی گئی ۔ ۱۲ جنوری ۱۷۸۱ء کو اوس نے
جاتے ہی دونون بیگمون کو اونکے محلون مین نظر بند کرلیا ۔ مگر روپیہ دینے سے اونہون نے اسپر بہی
انکار کیا ۔ اون بیچاری عورتون پر طرح طرح کا ستم کیا اونکو اپنا ہی گہر اونکے لئے کربلا بنادیا اونکی
مصیبتون کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے ۔ اور بدن سارا لہو خشک ہوجاتا ہے ۔ ان بیچاری بیگمون
کے مختار اور سردار کا رہبار علی اور جواہر علیخان دو خواجہ سرا تھے انگریزی گورنمنٹ کے حکم سے

پکڑے گئے اونکے پیرون مین بیڑیان ڈالی گئین - کھانا پینا اونکا بند کیا گیا - غرض اور کیا کیا خبرو قہر بیان کئے جاتین کہ اوپر اسبات پر ہوئے کہ وہ بیگمون سے خزانہ دلوادین جب دو مہینے ان بیچارون کو جھیلتے ہو گئے وہ بچارے بیمار و نزار ہو گئے اسلئے اونہون نے افسر محبس سے اجازت چاہی کہ ہم باغبین کچھ ٹہل لیا کرین افسر محبس نے اونکو اجازت اس سبب سے نہ دی کہ اوس کو اندیشہ تہا کہ وہ کہین بہاگ نہ جائین لوہے کی زنجیرین اونکے پابند رکہنے کے واسطے کافی نہین ہین یہ تشدد نہ ہو رہے تہے پھر اور زیادہ شکنجہ فرسائی کے لئے لکہنؤ بہیجے گئے یہان جو کچہ اونکا برا حال کیا گیا وہ بیان نہین ہو سکتا پارلیمنٹ کے کاغذات مین وہ سبھی موجود ہے جو رزیڈنٹ نے ان قیدیون کے افسر کو لکہی تہی کہ صاحب من جواب سے یہ مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ جو خواجہ سرا تمہاری قید مین ہین انکو سزاے جسمانی دیجائے اسلئے جو افسر نواب کے آئین اونہین قیدیون کے پاس جانے دو اور جو اونکا جی چاہے وہ قیدیون کے ساتھ کرنے دو لکہنؤ مین خواجہ سرا پر یہ ظلم لوٹ رہا تہا بیگمین اپنے گہر مین قید تہین - کہانے کو اونکے پاس اتنا بہیجتا تہا کہ اونکی ملازم عورتون کا پیٹ نہ بہرتا تہا - اور وہ بہوک کے مارے مرنے کے قریب ہو گئین تہین - غرض ان بدبخت بیبیون پر محرم کے دہے گذر گئے - جب ان بیگمون نے ایک کروڑ بیس لاکہہ روپیہ دیکر اپنی جان کو ان جلادون سے چہوڑایا - ہیس ٹنگز صاحب نے خیال کر لیا کہ اب اور زیادہ سختی سے روپیہ ہاتہہ نہین آئے گا - اسلئے اونہون نے اون دونون بدبختی کے مارے خواجہ سراؤن کو بہی چہوڑ دیا - جسوقت دروازہ قید خانہ کا کہلا ہے اور اونکی بیڑیان کٹی ہین تو اونکی رخسارون پر آنکہون سے آنسوؤن کا دریا رواں تہا اور لرزتے ہوے ہونٹہ سے کپکپاتی آواز سے شکر الہی ورد زبان تہا - یہ حال دیکہہ دیکہہ کر جن سنگدلون کا دل پتھر تہا وہ بہی بالی ہوا جاتا تہا - ہیس ٹنگز صاحب کے دشمن کہتے ہین کہ اونہون نے بیگمات پر وہ بیرحمی اور بیدردی کی کہ کسی وحشی قوم سے بہی اوس وقت تک ظہور مین نہ آئی تہی - دوست اونکے اس الزام کو یون مٹاتے ہین کہ مال آصف الدولہ کے باوا کا تہا - اوسکو بیگمون نے ناحق غصب کیا تہا اونہون نے شرع اسلام کے موافق دلادیا - مصنف مزاج اسپر اعتراض کرتے ہین کہ ہیس ٹنگز صاحب مفت مال مارنے کے لئے مفتی شرع اسلام بنگئے - جسوقت اونہون نے بیگمون سے عہد استوار کیا تہا کہ ہم آصف الدولہ کو روپیہ کے لئے اونکو تنگ نہ کرنے دینگے اوسوقت مفتی صاحب کا فتوے معلوم نہین کہان گیا تہا - مگر اسوقت ہم کو سر ایلیجا امپی کے انصاف کی داد دینی چاہئے اسوقت وہ مجبور تہے کہ اس معاملے مین اپنا دخل نہین دے سکتے تہے - اونکی تمام حکومت

بنگال پر قبضہ ہو جاتی تھی - اونکو اودھ کی معاملات مین کسی طرح بولنے کا منصب نتھا - وہ لکھنؤ مین بالکی کی ڈاک مین ان واقعات کو سنکر آئے ایک بہیڑ آدمیونکی اونہین دیکھنے آموجود ہوئی اور بیگمونکی شکایت مین اظہار حلفی لکھے ہوئے ہاتھ مین لائے وہ صاحب جج کو اونہون نے نہ دئے اونہون نے لے لئے وہ انکو پڑھ نہین سکتے تھے - اور نہ کوئی مترجم اونکے ساتھ تھا - غرض وہ ان سب اظہارات کو نکلکتے اولٹی چلے گئے - اب سوال یہ ہو کہ اونہون نے اپنا لمبا جوڑا سفر کیون کیا - تو اوس کا جواب یہ ہی کہ اس سفر سے اونکی غرض یہ تھی کہ جس معاملے مین وہ قانون کے موافق حکم نہین دی سکتے تھے اوس مین بقاعدہ کچھ اپنا بھی حکم لگائین اور اظہار حلفی جو اونہون نے جمع کئے وہ کچھ کام آئین -

نواب آصف الدولہ کا دس لاکھ روپیہ پیشگی گورنر کو دینا

جب گورنر جنرل اور نواب کی ملاقات ہوئی تھی اوس مین یہ بات بیان کرنی باقی تھی کہ نواب آصف الدولہ نے گورنر جنرل کو دس لاکھ روپئے بطور نذر کے دئے تھے جسکی وجہ سے گورنر جنرل نے نواب کی اوسقدر رعایت کی تھی حالانکہ نواب اسوقت مین قرضدار تھے نقد روپیہ تو نواب کے پاس کہان تھا نہین ہندوی ایک بڑے مہاجن کے نام تھے - گورنر نے اپنی تنخواہ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۷۸۳ء کے ذریعہ سے کورٹ ڈائرکٹرونکو اس رقم کی اطلاع کردی - اور لکھا کہ یہ روپیہ مجھے میرے من حیث کے جلد دین ملجائے - مگر کورٹ ڈائرکٹرونے اس عطا کے دینے مین بخل کیا - اور صاف انکار کردیا -

لکھنؤ کی رزیڈنسی سے مڈلٹن صاحب کا موقوف ہونا اور جان برسٹو صاحب کا دوبارہ اونکی جگہہ مقرر ہونا

جب ۱۷۸۳ء شروع ہوا - اور بیگمون سے روپیہ زبردستی مڈلٹن صاحب نہ چھین سکے - اور احکام گورنر جنرل اونکی پاس گئے اونکی تعمیل مین بھی اونہون نے الفاظ کی کئی معقول حجتین پیش کین تو گورنر جنرل سے خفا ہوگئے اور ۲۳ ستمبر ۱۷۸۳ء کو اونہون نے اس الزام مین کہ اپنے فرایض منصبی کو اچھی طرح اونہین کیا معزول کردیا - اور برسٹو صاحب کو جنکی بحالی کا حکم کورٹ ڈائرکٹرز بھیج چکی تھی اونکی جگہ مقرر کردیا - اور مرسی کو بمبئی بھیجدیا صاحب کو اپنا خانگی خط کا ایجنٹ مقرر کرکے نواب آصف الدولہ کے پاس بھیجا - اور اونکی معرفت اور کئی درخواستین کی جنمین مڈلٹن صاحب کے تقرر سے پہلے جو ۱۷۸۳ء

ہین ہو؛ سالانہ خرچ نواب آصف الدولہ سے ستر لاکھ روپیہ سالانہ سے ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ تک مانگا جاتا تھا اور رزیڈنٹ اس روپیہ مین سے ساٹھ لاکھ روپیہ سے لیکر اسی لاکھ روپیہ تک وصول کرکے بھیجا کرتا تھا اسلئے ہر سال قرض زیادہ ہوتا جاتا تھا جسوقت چنار گڑھ مین نواب اور گورنر کی ملاقات ہوئی تو یہ قرض چالیس لاکھ روپیہ کا تھا۔ رزیڈنٹ نے بجاے اسی لاکھ روپیہ کے جو سب سے زیادہ روپیہ وصول ہونیکی امید تھی ایک کروڑ چالیس لاکھ روپیہ وصول کیا تھا۔ مگر نواب پر اس سابق حساب کے سوا پانچ لاکھ کروڑ روپیہ باقی نکالا گیا۔ جو ملک کی سالانہ آمدنی سے بڑھا ہوا چند تھا۔

نواب فیض اللہ خانکی سپاہ کی فوج آصفی وانگریزی کے ساتھ سرحد دارانگر پر تقرری اور نواب فیض اللہ خان کی سپاہ کے ساتھ اون دونون فوجون کا جھگڑا ہونا

جبکہ سکھونکی شورش اور تاخت وتاراج کا اثر دریاے گنگا کے کنارے تک ظاہر ہونے لگا تو نواب آصف الدولہ نے کچھ سپاہ انگریزی اور اپنی فوج دارانگر پر گنگا کے متصل متعین کردی۔ اور فیض اللہ خان کو لکھا کہ آپ بھی کچھ اپنی فوج وہان بھیجدین تاکہ یہ دونون فوجین ملکر سکھون کے ادھر آنے مین مزاحمت کرین۔ نواب فیض اللہ خان نے مولوی غلام جیلانی خان کا رسالہ وہان بھیجدیا۔ باوصف اس فوج کے وہان پہونچ جانے کے اور گنگا کے گھاٹ پر احتیاط رکھنے کے بھی سکھون نے ایک بار یورش کرکے دریاے گنگا کو عبور کیا اور سہنسپل کو لوٹ لیا اور سرفا کی ننگ وناموس کو برباد کیا۔ اسی طرح کئی سال یہ فوجین دارانگر مین مقیم رہین ماہ رمضان ۱۲۱۵ ہجری مین نواب آصف الدولہ کی اور انگریزی سپاہ کے ساتھ نواب فیض اللہ خان کے آدمیونکی لڑائی ہوئی۔ انگریزی و آصفی سپاہ کو ہزیمت ہوئی بہانون نے اُن پلٹنون کا اسباب اور سامان لوٹ لیا۔ اس فساد کے بعد سپاہ کی تعینباتی دارانگر کے مقام سے موقوف ہوگئی۔ مگر انگریز اور آصف الدولہ اس جھگڑے کا حال سنکر ناراض ہوے۔ اور لکھنؤ سے بارصاحب اور بخشی حسین خان کشمیری تھوڑی سی جمعیت کے ساتھہ تاوان وصول کرنے کے لئے رامپور آئے اور نواب فیض اللہ خان سے بات چیت ہوئی نواب صاحب چونکہ نہایت دوراندیش تھے اسلئے بندرہ لاکھ روپیہ دیکر راضی کردیا۔ یہ

بیان جا ہیان نا مؤلفہ مولوی قدرت اللہ صدیقی کے مطابق ہی۔ مگر انگریزی کتب تواریخ مین ان پندرہ لاکھ روپیونکے دیئے جانے کی حقیقت دوسرے طور پر لکھی ہی کہ یہ واقعہ بھی ضمناً اوس مین شامل ہو۔

گورنمنٹ انگریزی کا آصف الدولہ کو ترغیب دینا کہ وہ ریاست رامپور ضبط کرلین اور اس حیلہ سی پندرہ لاکھ روپئے اور بقولے تیس لاکھ روپئے نواب فیض اللہ خان سی وصول کرنا

عہدنامہ لال ڈانگ کے بموجب جب پہلے ۱۷۸۸ء مین انگریزی حکومت کی ضمانت لیگئی تھی نواب فیض اللہ خان سی یہ شرط قرار پائی تھی کہ پانچہزار سی زیادہ سپاہ اپنے پاس نرکہین اور نواب اودہ کی اعانت دو تین ہزار سپاہ سے بہنگام جنگ موافق اپنی قابلیت کے کیا کرین۔ جب انگریزون اور مرہٹون مین لڑائی شروع ہوئی تو نواب فیض اللہ خان نے دو ہزار سوار بھیجنے کی درخواست انگریزون سے کی جسپر لارڈ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے اونکا بہت شکریہ ادا کیا۔ کوئی کہتا ہی کہ ۱۷۸۸ء مین گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سپاہ مندرجہ عہدنامہ مانگی اونہون نے حسب الحکم انگریزی تین ہزار سپاہ بھیجی مگر وہ اسقدر ناقص تھی جو اور سپاہ مانگی گئی تھی اسلئے وہ فوج نا منظور کی گئی اور گورنر جنرل نے مقام بنارس مین آصف الدولہ سے ملاقات کرکے اون کو نواب فیض اللہ خان کی جاگیر جہین لینے کی اجازت دیدی تھی۔ چنانچہ ۱۹ ستمبر ۱۷۸۸ء کو جو عہدنامہ وہان لکھا گیا تھا اوسکی تیسری دفعہ نواب فیض اللہ خان سے متعلق تھی کہ چونکہ نواب فیض اللہ خان بسبب شکست کرنے عہد کے حقوق حفاظت وحمایت گورنمنٹ انگریزی ضبط کرادیئے اور اپنی خودسری سی نواب آصف الدولہ کو بہت دقت اور تکلیف دیتے ہین اسلئے آصف الدولہ کو اجازت ہی کہ جب موقع وقت ہو اونکی جاگیر ضبط کرکے اونکو نقد روپیہ بشروط عہدنامہ معرفت صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کے دیا کرین۔ مگر جسقدر روپیہ اوس فوج کا ہوگا جو اونہون نے

عہدنامے کی روسے سرانجام کرنے کی شرط کی تھی وہ روپیہ اونکی نقدی مین سے منہا ہوکر حساب کمپنی مین تا قایم رہنے جنگ حال کے محسوب ہوگا یہ اجازت لارڈ منکلہ کی سوانح عمری مین ایک مشہور یادگار باقی ہی یہ تدبیر صرف نواب فیض اللہ خان کے دلانے کے واسطے کی گئی تھی۔ کیونکہ آصف الدولہ کو اوس جاگیر سے نفع حاصل کرنے کی اجازت نہ تھی جب مدراس اور بمبئی کے حاطون مین لڑائی کی آگ بھڑک رہی تھی تو لارڈ ہیسٹنگز نے نواب آصف الدولہ سے کہا کہ تم نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سوار اپنی خدمت کے لئے مانگو تاکہ انگریزی سپاہ مدراس جانے کے لئے کافی ہو اور گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان کو بھی پانچہزار فوج آصف الدولہ کے واسطے تیار کرنیکی ہدایت کی اس درخواست پر نواب فیض اللہ خان نے لکھا کہ مجھے عہدنامہ کی موافق پانچہزار سپاہ کل رکھنے کی اجازت ہے جس مین وہ ہزار سوار ہین جو اسوقت سرکار کمپنی کی خدمتگذاری مین مصروف ہین اور تین ہزار پیادے ہین وہ ملک کی تحصیل آمدنی کرتے ہین۔ اونکے بغیر کام ملکداری کا نہین چل سکتا ہے۔ مین سپاہ کہان سے لاؤن گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان کے اس جواب پر جان برسٹو لکھنؤ کے رزیڈنٹ کو لکھا کہ وہ نواب فیض اللہ خان سے تین ہزار سوار مانگے اسپر پھر اونہون نے عذر کیا۔ مگر دو ہزار سوار اور ایکہزار پیدل پیدل بھیجدئے اسپر انگریزون نے نواب آصف الدولہ کو سمجھایا کہ وہ راضی نہون غرض موافق دفعہ سوم عہدنامہ جنار گڑھ نواب آصف الدولہ نے ارادہ کیا کہ نواب فیض اللہ خان کی ریاست ضبط کرلین کیونکہ انگریز اس عہدنامہ کے ضامن جب تک تھی کہ کوئی نقص عہدنامہ نواب فیض اللہ خان کی طرف سے نہو۔ اب یہ بڑی سخت دہرمی تھی کہ انگریز اس بہانے سے عہدنامہ لال ڈانگ سے پھرتے تھے اوس مین یہ کہان لکھا ہوا تھا کہ پانچہزار سوارون سے نواب اودہ کی اعانت کی جائیگی۔ اوس مین تو دو تین ہزار سپاہ کا بحسب قابلیت و عدہ تھا وہ بھی سوارون کا تھا غرض کہان یہ عہد کہ پانچہزار سپاہ سے زیادہ نرکھو کہان یہ معنی اوس کے کہ پانچہزار سوار نواب اودہ کی خدمت کے لئے بھیجو زمین آسمان کا فرق تھا مگر زبردستون کو اختیار تھا کہ جو چاہین سو کرین اس وقت تو فقط اس اصول پر ہیسٹنگز صاحب کا عمل تھا کہ جس رئیس اعدا میرے جو کچھ بنتا جائے وہ اینٹھئے جو مرغی موٹی ہو اوسے ذبح کیجئے۔ ۱۸۰۲ء مین آصف الدولہ کو از حد اصرار ہوا کہ گورنر جنرل اجازت دیدین کہ وہ نواب فیض اللہ خان اس خدمت کے عوض ہرجہ کا روپیہ دینے پر راضی ہوے چونکہ وہ ایک ذی معذرت رئیس خیال کئے جاتے تھے اسواسطے پندرہ لاکھ روپئے ہرجے کی بابت طلب کئے گئے۔ اس روپے کے ادا کرنے پر نواب فیض اللہ خان راضی

ہوگئے اور میجر پاجر صاحب انگریزوں کی طرف سے گئے اور وہان ایک مہینہ رہی اور نواب فیض اللہ خان سے پندرہ لاکھ روپے لئے اسطرح کہ پانچ لاکھ روپے فوراً دئے اور پانچ لاکھ فصل خریف مین اور دو لاکھ بیع ۱۱۹۱ فصلی مین اور باقی تین لاکھ روپے شروع خریف ۱۱۹۲ فصلی مین ادا کرنے کا وعدہ کیا اور ۱۴ ربیع الاول ۱۱۹۷ ہجری مطابق ۱۷ فروری ۱۷۸۳ء کو پامر صاحب نے نواب وزیر کی طرف سے اوس شرط کے جس سے اوپر فرض تھا کہ بروقت ضرورت دو تین ہزار سپاہ سے نواب وزیر کی مدد کرین عہد نامہ سابق سے ستوکر دیا - اور اس تاریخ سے نواب فیض اللہ خان فرض مدد ہی سپاہ سے بری کئے گئے

اس کے علاوہ پندرہ لاکھ روپے اور اس بہانے سے وصول کئے کہ یہ جاگیر نواب فیض اللہ خان کے حین حیات تھی اب یہ اُنسے عہد کیا گیا کہ سلاً بعد نسل یہ ملک قایم رہی گا انگریزی تاریخ مین لکھا ہے کہ اس دوسری رقم کے دینے سے نواب فیض اللہ خان نے انکار کر دیا - گورنر جنرل نے کورٹ ڈائرکٹرز کو رپورٹ بھیجی کہ آصف الدولہ کی درخواست نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سوارونکی بھجا تھی - موافق عہد نامے کے دو تین ہزار سپاہ سے خدمتگذاری اونکی ذمے واجب تھی - اور جو افواہین کہ اونکی بغاوت کی نسبت مشہور ہوئی تھین وہ محض بے اصل تھین - مل کی تاریخ مین لکھا ہے کہ اس معاملے مین انگریزی دست اندازی نے صرف اپنا اعتبار ثابت کرنا چاہا - مگر اوس کے خلاف لوگون مین یہ مشہور رہا کہ آصف الدولہ نے اس دست اندازی کی بابت انگریزی حکومت کو کچھ معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تھا -

ہیس ٹنگز صاحب گورنر کا لکھنؤ مین ورود اور آصف الدولہ کی رمان اور دادی کی جاگیر پھر اون پر بحال کرا دینا

تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ نے ۱۱۹۰ ہجری مین حیدر بیگ خان کو کلکتہ کو ہیس ٹنگز صاحب کے پاس بھیجا جس کام کے لئے وہ بھیجے گئے تھے اوس کو اچھی طرح انجام کو پہنچایا کہ آصف الدولہ نہایت رضامند ہوئے - گورنر جنرل ہر سٹنگز صاحب

کے کام سے بھی ایسے ناراض ہوگئے جیسے وہ مڈلٹن صاحب کے کام سے ہوئے تھے اس لئے اونکو چند مہینے کے بعد ہی معزول کرنا چاہا مگر اور ممبران کونسل نے گورنر جنرل کی رائے کے ساتھ اتفاق نکیا اور وہ بدستور کام کرتے رہے۔ مگر گورنر جس کام کے پیچھے پڑتے تھے اُسے کرکے چھوڑتے تھے اب اونہون نے یہ تجویز پیش کی کہ لکھنؤ مین رزیڈنٹ ہی نرہے اور جو رزیڈنٹ سے کام لیا جاتا ہی وہ ہندوستانیون سے لیا جائے اسلئے کہ نواب کو بڑی شکایت ان رزیڈنٹون کے ہاتھ سے رہی ہے ہمیشہ نواب کے خواہ اونکی شکایت مین آتے رہتے ہین۔ اس پر کونسل مین کئی روز تک مباحثہ رہا مگر آخر کار ۱۸۳۳ء مین گورنر جنرل کو اپنی رائے مین کامیابی ہوئی۔ اور اونھون نے اب خود لکھنؤ آنے کا ارادہ کیا اور ۲۰ مارچ ۱۸۳۴ء مطابق ۱۹۴۹ ہجری کو وہ لکھنؤ مین آئے اون کا بڑا مطلب یہان آنے سے یہ تھا کہ نواب وزیر سے سرکار کمپنی کا قرض وصول کرین۔ اونھون نے آصف الدولہ کے نام سے روپیہ وصول کیا معلوم ہین اون مصیبت کی ماری رانڈ بیگمون پر کیا لعین رحم آیا کہ اونکی جاگیر کا ایک حصہ بھی فروگذاشت کرایا ان بیگمون کے ظلم و ستم پر انگلستان مین بڑی ہائے وای مچ رہی تھی اور تحقیقات ہوتی تھی گورنر نے مذہبی سے یہ کہدیا کہ اونکو جاگیر دینے مین تمھارا اور تمھارے ملک کا بھلا ہی۔ اُسنے تمھین انتظام مین بڑی مدد پہنچے گی ۲۰ اگست ۱۸۳۴ء کو گورنر جنرل نے لکھنؤ سے مراجعت کی

مرزا جوان بخت اور مرزا سلیمان شکوہ اور مرزا سکندر شکوہ شہزادگان دہلی کا لکھنؤ مین ورود اور اونکے معاملات

مرزا جوان بخت جو شاہ عالم کی نیابت مین دہلی مین رہ چکے تھے[1] ۱۹۵۰ ہجری مین قلعہ سے نکلکر لکھنؤ کیطرف روانہ ہوئے تو نواب آصف الدولہ نے واجب سی مگنے کے لیکنے کے واجب شاہزادے کو کمال آبرو کے ساتھ باھون ہاتھ لیا اور رسم خدمتگذاری ادا کی مثلاً کہ روپیہ نقد اور چند گشتیان جواہرات و پوشاک نفیسہ کی اور دو ہاتھی اور دو گھوڑے کرم قلی خان پسر منیر الدولہ کی معرفت برسبیل استقبال روانہ کئے القصہ کرم قلی وزیر کے حکم سے کئی بگھیان نامگون کی اور کئی سو سوار اور کافت مذکور لیکر روانہ ہوا جب شاہزادے قریب پہنچے تو نواب وزیر نے بھی استقبال کیا۔ اور اعزاز و اکرام سے اپنے ساتھ لائے

---

[1] دیکھو جام جہان نما ۴۳

اور ۱۰ ہزار روپیہ ماہوار سطبخ اور کارخانجات وغیرہ کے لئے مقرر کیا اور بارہ دری نگینہ محل مین بنوایا۔ گو شاہزادے کی صحبت نواب وزیر سے مرغبازی پتنگ بازی و آتشبازی و خورد نوش مین دم بدم لگی رہتی تھی۔ مگر کئی مہینے کے بعد شاہزادے کی صحبت وزیر سے برہم ہوئی۔ شاہزادے کا مزاج اجلاف پسند تھا ایک لکھنوی طوائف کرم جان نامی سے جو شہ صحبت مین آنکھین لڑگئین اور اوس کو شمع کاشانہ محل بنایا بیگم صاحبہ کی ہمسری کی وجہ سے یہ امر نواب وزیر کی ناخوشی کا باعث ہوا اور شاہزادے کی صحبت مرغبازان وغیرہ اراذل سے زیادہ بڑھی آخر کار شاہزادے نے بنارس مین جاکر قیام کیا۔ جبکہ وارن ہیسٹنگز اپنے عہدۂ گورنری سے مستعفی ہوکر کلکتے سے چلے گئے اور لارڈ کارنوالس وہان اونکی جگہہ مقرر ہوکر آئے اور سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین لکھنو کو وزیر سے ملنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو راہ مین بنارس کے اندر شاہزادے سے ملاقات ہوئی شاہزادے نے گورنر جنرل کو خلعت عطا کیا۔ دوسرے دن نواب سعادت علیخان گورنر جنرل کی ملاقات کو گئے اور تھوڑی دیر بات چیت کرکے اپنے مقام کو لوٹ آئے گورنر جنرل نے ذاسپر سعادت علی خان کے قیام گاہ پر جاکر رسم بازدیہ ادا کی نواب نے اونکی ضیافت کی پھر شاہزادہ جہانگیر گورنر جنرل سے ملنے کے لئے اونکی فرودگاہ پر گئے۔ اور اپنی خواہی نہ خواہی پر نواب سعادت علیخان کو بھی نہ بلایا۔ ایک خواجہ سرا کو لے گئے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اونکو گورنر جنرل سے تنہائی مین کچھ باتین کرنا تھین جب یہ حال نواب سعادت علی خان کو معلوم ہوا تو وہ بہت کبیدہ خاطر ہوئے۔ شاہزادے نے گورنر جنرل سے کہا کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جس طرح بادشاہ سلامت کے قبضے مین تھے اوسی طرح ہم کو ملجانا چاہیے۔ گورنر جنرل نے کہا کہ آپ لکھنو کا قصد رکھتے ہین اور مین بھی وہین جاتا ہون وہان پہنچکر یہ بات وزیر الممالک سے کہی جائے گی غرضکہ گورنر جنرل لکھنو کو گئے اونکے پیچھے پیچھے شاہزادے بھی لکھنو کو روانہ ہوئے۔ گورنر جنرل نے وزیر پر شاہزادے کی خواہش ظاہر کی آصف الدولہ نے لطائف الحیل کے ساتھ اون اضلاع کے دینے سے انکار کردیا اور شاہزادے سے ظاہر و باطن مین ایسے کبیدہ ہوئے کہ شاہزادے کو اونکی عملداری مین رہنا ناگوار گذرنے لگا اسلئے گورنر جنرل کے مشورے سے اکبرآباد کی طرف چلے گئے۔ فرخ آباد کے مقام سے شاہ عالم بادشاہ کو یہ اطلاع گذری کہ مرزا جوان بخت اکبرآباد کی طرف جارہے ہین تو بادشاہ نے اونکو شاہجہان آباد مین بلالیا۔ کچھ دنون وہان رہکر شاہزادے رخصت حاصل کرکے ۲۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲۰۱ ہجری کو اکبرآباد پہنچے مگر وہان اتنی آمدنی نہ تھی کہ اونکے مصارف کو مکتفی ہوتی۔ اسلئے دوبارہ لکھنو کا عزم کیا۔ اور ۱۵ رجب سنہ ۱۲۰۱ کو فرخ آباد کے رستے سے لکھنو مین آئے۔ اور وہانسے بنارس کو روانہ ہوئے۔ اونکی سائھ تین

چار ہزار پیادہ و سوار اور دس توپین اور پندرہ ہاتھی تھے ۔ بنارس مین پہنچکر ۱۰ ماہ اس کے باغمین قیام کیا ۔ گورنر نے سولہا ہزار روپیہ ماہوار شاہزادے کا سرکار نواب وزیر کے حسابات ملکی سے جداگانہ مقرر کردیا آخر شاہزادے نے ۲۰ شعبان ۱۱۹۵ ہجری کو عارضہ سہضہ مین مبتلا ہوکر انتقال کیا ۔ نواب سعادت علیخان اور رزیڈنٹ بنارس کے اہتمام سے مدفون ہوے

شاہزادہ سلیمان شکوہ

وقایع عالم شاہی مین لکھا ہے کہ ۱۱۹۰ ہجری مین محفی قلعہ دہلی سے نکلکر لکھنؤ کے ارادے سے روانہ ہوے اور ۳ جمادی الاخرے روز سنیچر کو مقام بریلی مین راجہ صورت سنگھ اور راجہ جگناتھ اوسکے داماد نے ملازمت شاہزادہ سے مشرف ہوکر ایک ہتنی اور پانچہزار روپے نذر کئے ۔ شاہزادے نے صورت سنگھ کو اپنا خاص دوپٹہ اور اوس کے داماد کو دوشالہ عطا کیا ۔ اتفاق سے اوس زمانے مین گورنر جنرل خود لکھنؤ مین آئے ہوے تھے ۔ جمادی الاخرے کو شاہجہانپور کی منزل مین آصف الدولہ اور عماد الدولہ ہیس ٹنگز صاحب بہادر علالت خبر گورنر جنرل کی عرضداشتین لیکر اونکے ملنے شاہ عالم کے شفقت نامے کی نقل بھی تھی جو شفقان دونون رئیسون کے نام تھا اور مضمون اوس کا یہ تھا کہ مرشد زادہ بے استرضاے اقدس سے چلا گیا ہے شاہزادے نے اون کو جواب ایسا لکھا دیا کہ اونکی تشویش رفع ہوئی ۱۳ جمادی الاخرے کو راج گوبندرام وزیر کی جانب سے اور کپتان اسکاٹ گورنر جنرل کی طرف سے اپنے اپنے موکلون کے عرائض لیکر شاہزادے کے حضور مین پہنچے کپتان نے تین ہاتھی مع عماری ہاے سلیمان دارا و نقدی خوشنون کے اور نشان دہان گورنر جنرل کی جانب سے پیش کئے اور جبکہ منزل مہان مین شاہزادے نے بہ سنا کہ وہ دونون رئیس خود استقبال کو آتے ہین تو شاہزادے نے مکرم الدولہ کو اون کے لینے کے لئے روانہ کیا ۱۴ ماہ مذکور کو نواب وزیر نے چار ہاتھی مع عماری نقرہ اور پانچ گھوڑے اور اور مراتب و نشان دہان شاہزادے کی خدمت مین نذر گذرانے اور اوس دن دونون سردارون نے عطاے شایستہ سے سرفراز ہونا پایا ۔ ۱۸ جمادی الاخرے کو شاہزادے لکھنؤ مین داخل ہوے اور وزیر کے دولت خانے پر تشریف لے گئے وزیر نے دو ہاتھی اور دو گھوڑے اور ایک نقرئی پالکی اور جواہر اور کپڑون کے خوان اور بہتیار پیشکش گئے شاہزادے نے وہ قبول کرکے اونکو واپس بھیجدیا ۔ جو اونکے نہ لینے کے سبب تجویز ہوا تھا ۔ جام جہان نما مین مولوی قدرت اللہ نے لکھا ہے کہ آصف الدولہ نے شاہزادے کے مصارف کے لئے چھ ہزار روپیہ مقرر کیا

مرزا سکندر شکوہ بھی لکھنؤ مین آئے تھے ۔ اس زمانے مین نواب آصف الدولہ

مرض الموت مین مبتلا تھے کچھ دنون مراتب خدمت گذاری ادا ہوتے لیکن جیسا کہ مدنظر تھا ویسی مدارات ظہور مین نہ آئی کہ وزیر موصوف نے انتقال فرمایا۔ مگر سولہا ہزار روپیہ نقد اس مین اولاد مرزا خورم بخت و مرزا جوان بخت کے لئے جاتا رہا اور سات ہزار روپیہ ماہوار قدیم سے شاہ عالم بادشاہ کے بادر چیخانہ خرچ کے مصارف کے لئے بھیجا جاتا تھا اور مرزا سلیمان شکوہ کیلئے چھ ہزار روپیہ اور سکندر شکوہ کے لئے دو ہزار روپیہ دماہہ قرار پایا۔ مگر نواب سعادت علیخان کی مسند نشینی کے وقت جو عہدنامہ ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جوان بخت کی بیگم اور شاہزادگان نامدار کی تنخواہ سالانہ دو لاکھ چار ہزار روپیہ جاتی تھی

لارڈ کارن والس کے پاس کلکتہ کو حیدر بیگ خان کا آصف الدولہ کی طرف سے جانا تاکہ سپاہ انگریزی کا بوجھ ریاست کے سر سے ٹالے۔ گورنر جنرل کا بہت سا خرچ سپاہ اور انگریزونکا نواب کے ذمہ کھٹوانا

جبکہ ہیس ٹنگز صاحب کی جگہ لارڈ کارن والس گورنر جنرل ہوئے تو آصف الدولہ نے اپنے وزیر حیدر بیگ خان کو کلکتہ کو بھیجا حیدر بیگ خان آخر محرم ۱۲۰۱ ہجری مطابق نومبر ۱۷۸۶ء مین براہ خشکی لکھنؤ سے کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے و ربیع الاول کو عظیم آباد پٹنہ کے علاقے مین پہونچے ایک دن وہان ٹہیر کر آگے کو چل کیا۔ کلکتہ پہونچکر گورنر جنرل سے نواب آصف الدولہ کا انکے بھیجنے سے مطلب یہ تھا کہ سپاہ انگریزی کا بوجھ اپنی گردن سے ٹالین۔ اور فوج گڈھ کے برگیڈ کو جسکے بلا لینے کا وعدہ ہیس ٹنگز صاحب کر گئے تھے اپنے ملک سے نکالین۔ حساب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب وزیر سے جو رقم لاکھہا روپیہ سالانہ انگریزون کو دیتے تھے ۱۱۷۵ء کے عہدنامے کے مطابق اونکو ۳۰۰۰۰۰ روپیہ اور ۱۱۷۸ء کے صلح نامے کے موافق ۳۴۰۰۰۰ روپیہ دینا چاہتے تھے۔ گورنر جنرل نے جو ملازمان بیگمی نواب اودہ کا روپیہ بیٹھے کہا رہے تھے اوس کا انتظام کر دیا اور بہت خرچ گھٹا کر ایک پورے برگیڈ کا خرچ اونکے ذمے رکھا جو ہمیشہ اونکی حفاظت کے لئے تیار رہے کیونکہ مکہون کا قلعہ اودہ کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اوسی قدر سپاہ اونکے ملک کی حفاظت کے لئے کافی تھی۔ پارسر صاحب کو جو

گورنر جنرل کے ایجنٹ صرف اس لئے رہتے تھے کہ نواب آصف الدولہ اور گورنر جنرل کے خطوط ایک دوسرے کے پاس پہنچانے میں موقوف کردیا اس ایجنٹ کا خرچ ۱۲۲۳۰۰ روپیہ سالانہ کا تھا فقط ایجنٹ کی تنخواہ ۲۲۸۰۰۰ روپیہ سالانہ تھی ہیس سنگر صاحب جب لکھنؤ میں آئے تھے تو اون کا بادی گارڈ مقرر ہوا تھا وہ برخاست کیا غرضکہ لارڈ نوالس نے روپئے کو گھٹا کر پچاس لاکھ روپیہ سالانہ خراج نواب کے ذمہ رکھا مگر بباعث ضعف انتظام نواب کم کرنا فوج انگریزی کا حسب عہدنامہ ۱۷۸۷ء مناسب نہ ہوا اور گورنر جنرل نے ۱۰ اپریل ۱۷۸۷ء کو نواب کو لکھا کہ جو عہدنامہ انگریزی کمپنی اور نواب شجاع الدولہ کے درمیان ہوا تھا اوس میں طرفین کا نفع ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہی مطلب آپکی اور کمپنی کی دوستی اور اتفاق میں ملحوظ رہا ہے پس جو اتفاق طرفین کی بہبودی اور رفاہ کے واسطے ہو اوسکو پائدار ہونا چاہئے اس سبب سے کہ میری نظر ہمیشہ یہاں امورات کے انتظام کے لئے ہوئی ہے میری نیت ہمیشہ اسپر متوجہ رہی ہے کہ یہ اتفاق دوستانہ مضبوط اور مستحکم ہو چونکہ میں کمپنی کے اور آپکے ملکوں کو یکساں تصور کرتا ہوں تو حفاظت آپکے ملک کی ضروری ہوئی اس سبب سے کہ وہ سرحدی ملک ہے اور اوراوس میں غیر کا حملہ ممکن ہے اور یہ حفاظت کمپنی کی فوج کی مدد کے بغیر بخوبی نہیں ہوسکتی اسلئے میں آپکے روبرو وہ امور ظاہر کرتا ہوں جو بہت سے غور و تامل کے بعد میرے نزدیک مناسب ہیں۔ فوج مقیم مختارہ کے باب میں جسکی برخاستگی عہدنامہ چنارگڑھ ۱۷۸۹ء کے مطابق ہوئی ہے میں صلاح دیتا ہوں کہ وہ برخاست نہ کی جاے بلکہ وہاں مقیم رہے میں یہ صلاح اس وجہ سے دیتا ہوں کہ آپکا ملک وسیع ہے اور جو فوج وہاں مقیم ہوگی وہ آپکے ملک کی حفاظت کے واسطے ضرور کارآمد ہوگی۔ اگرچہ بالفعل کوئی فوجکشی آپکے ملک پر خیال میں نہیں ہے مگر آخرکار آپکے ملک کی حفاظت فوج موجودہ ملک پر منحصر ہوگی۔ اور جب تک فوج آپکے ملک میں رہے گی اوسوقت تک کوئی خیال فوجکشی بھی آپکے اوپر نہ کرے گا۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ فوج کمپنی کی دلاوری اور قوت اکثر جنگ کاہوں میں آزمائی گئی ہے یہانتک کہ جب اوس کے دشمن کی فوج اوس سے بیس گنی بھی زیادہ تھی تاہم اوسکی قوت اور طاقت ظاہر ہوئی ہے۔ اور خدا کی برکت سے وہ ہمیشہ اپنے دشمن پر زور آور رہیگی اور فتحیاب ہوگی۔ مگر چونکہ ہمیشہ واقعات جنگ میں ہمیشہ شبہ ہا کرتا ہے تو عقل و احتیاط مقتضی اسکی ہے کہ ہر ایک تدبیر ممکن اوقوع عمل میں آئے تاکہ یقین فتح ہماری طرف عائد ہو آپکو بھی معلوم ہوگا کہ کچھ نسبت کمپنی کی فوجمیں اور آپکی فوجمیں نہیں ہے اور یہ کہ بغیر مدد کمپنی کی فوجکی آپکی حکومت اور آپ کا ملک محفوظ نہیں رہسکتا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ میری رائے پر غور کرینگے

تو آپ کو راحتی میرے بیان کی معلوم ہوگی اور آپ قیام ایسی فوج کا منظور کرینگے جسکی دلاوری اور قواعد
پر اعتبار کلی ہو اور جسکے مقابلے مین جو ذاتی اور جنگ کچھ نہین چلتے اور مجھ کو شک نہین کہ آپ فوج زائد
اس فوج کا منظور کرینگے کیونکہ اس سے حفاظت ملک مقصود ہی اس واسطے مین بلا تامل صلاح دیتا ہون
کہ آپ اوس قدر اپنی فوج کو برخاست کرینگے جسقدر اوس زائد کا مدافوج کے قیام کے واسطے کفایت
ہوگا۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ جسقدر روپیہ اس فوج کے لئے ضروری ہی وہ آپکے ملک مین صرف
ہوتا ہے۔ اصل مطلب اس صلاح کا یہ ہی کہ آپکے ملک کی حفاظت کی تدبیر کامل ہو۔ اور آپ کو اس امر کا
یقین ہوگا کہ ہماری حمایت کا فائدہ کیا ہے۔ کیونکہ تمام ملک ہندوستان مین دیکھو فساد اور خرابی ہوتی ہے
مگر آپ کے ملک مین امن و آمان جاری ہے اس صلاح کی تائید مین اور بہت سے دلائل قوی تر
بیان ہو سکتے ہین۔ مگر میری رائے مین جس قدر سنی بیان کیا ہے اوس کا نتیجہ بھی کم نہین اور اوس سے
آپکی رائے مین بھی میری صلاح قرین مصلحت ہوگی۔ اس واسطے زیادہ طول دینا ضرورت نہین رکھتا۔
میرا مصمم ارادہ یہ ہے کہ آپ کو تکلیف اوس خرچ سے زاید جو کمپنی کا آپکی دوستی اور آپکے ملک کی
حفاظت کے باعث سے ہوتا ہے نہ دی جائے اور جو حساب میرے پاس ہی اوس سے ظاہر ہے کہ
پچاس لاکھ روپیہ سالانہ کی رقم اوس کے واسطے خرچ ہوتا ہے۔ اسی روپیہ مین نواب سعادت علی خان کا وظیفہ
اور رزیڈنسی کی تنخواہ اور رزیڈنٹ مختار گورنمنٹ انگریزی کے اخراجات شامل ہین۔ القصہ میری
تجویز اور نیت یہ ہی کہ اس عہدنامہ کی منظوری کی تاریخ سے آپ سے زیادہ اوس پچاس لاکھ سے
نہ لیا جائے گا۔ اور کسی طرح کا مطالبہ نہوگا۔ اگر آپ بعد اس کمپنی سے زیادہ فوج طلب کرین گے تو اوس کا
خرچہ واجبی اسکے سوا آپکو دینا ہوگا اور اگر کوئی ہرزہ برگیدہ یا رسالہ سوارون مین سے واپس طلب کیا جائیگا
یا فوج مین زیادہ کمی ہوگی اوسی قدر حساب واجبی کرکے آپ کو دلاوین گا۔ اس نظر سے کہ اس عہدنامے
کے مطالب مین کوئی وجہ اختلاف رائے کی باقی نہ رہے۔ مین آپ کو اطلاع دینا ضروری تصور کرتا ہون
کہ اگر کسی ضرورت پر کچھ تبدیلی اس فوج مین واقع ہو خواہ بابتیزادی یا کمی رسالہ و پیادگان کی تو یہ
نہ الخط مانع اوسکی نہوگی۔ اگر کل فوج مین زیادہ کمی واقع نہو اور یہ بھی واضح ہو کہ اس تبدیلی کے عوض
کچھ زیادہ آپسے مطالبہ نہوگا ایک رزیڈنٹ جیسا اب ہی آپ کے دربار مین رہے گا۔ مگر چونکہ ابتدا ہی
کمپنی کی اور میرا ارادہ ہی کہ آپ کی حکومت مین کسی طرح کی مداخلت نہ کی جائے۔ اس لئے احکام
تاکیدی رزیڈنٹ کے نام جاری ہونگے کہ وہ مداخلت خود نہ کرے۔ اور نہ کسی رعایاے انگریزی
کی طرف سے معافی محصول وغیرہ کا یا کسی اور طرح کا دعوے بذریعہ حکم گورنمنٹ انگریزی کے پیش

کرائے گا حاصل کلام یہ ہے کہ تمام انتظام آپ کے ملک کا آپکے اور آپکے ملکیان کے سپرد رکھہ کر مین غیر کی مداخلت کا انسداد کرونگا اور تاکید یہ امر ملاحظت و قوعین آئے مین صلاح دیتا ہون کہ آپ کسی یورپین کو اپنے ملک مین بغیر میرے حکم تحریری کے رہنے نہ دین اور اگر مین کسی کو ایسی اجازت یا حکم دونگا تو اوسکی نقل آپکے پاس بھیجی جائے گی۔ اگر کوئی یورپین بغیر میری اجازت تحریری کے آپکے ملک مین جا کر رہے تو آپ اوسکو زبردستی اوٹھا دین اور اگر اوسکی طلبی ہو تو آپ صاحب ریذیڈنٹ کے پاس جو کمپنی کیجانب سے رہیگا اوسکو بھیجدین۔ مینے جو حالات گذشتہ ملاحظہ کئے اور آپ کی دوستی کا حال جو آپ کے اور کمپنی کے درمیان مین ہی مشتہر عام ہے دیکھا تو مجھے حال دل لکھنا مناسب معلوم ہوا کہ چند سال گذشتہ مین آپکے ملک کے بعض لوگون نے جو غرضی سے اکثر استغاثے گورنمنٹ انگریزی مین کئے ہین جسکے سبب سے بدنامی آپکے انتظام کی ہوئی ہے میرا ارادہ یہ ہی کہ اس کا انسداد ہو اور سینہ صاف توجہ اونکے استغاثے پر نہین کی ہے۔ مگر چونکہ دوستی باہم مشہور ہی۔ اس لئے اگر آپ انصاف کو کار فرما ہین تو طرفین کی نیکنامی اور شہرت کا موجب ہی۔ فرخ آباد کے بارے مین عہدنامہ خیرگڑھ کی شرط چہارم کا لحاظ رہیگا اور انگریزی رزیڈنٹ وہانسے اب خواہ بعد اختتام ۱۹۴۷ء فصلی کے طلب کر لیا جائے گا۔ اور بعد اس سنہ کے وہ وہان نہ رہے گا اور نہ وہ سراما مور ہوگا اس بارہ مین بسبب اسکے کہ ابتک مداخلت اس گورنمنٹ کی اوس ضلع کے بندوبست مین تھی مین آپ کی اطلاع دیتی مناسب تصور کرتا ہون کہ آپ نواب مظفر جنگ کے حقوق کا لحاظ رکھین گے اور اگر کسی وجہ سے آپ کو فرخ آباد کے معاملات کا انتظام کرنا پڑے تو آپ وعدہ کرین کہ آپ اوس علاقے کی آمدنی سے کافی روپیہ نواب مظفر جنگ کے اچھی طرح گذارے کے لایق علیحدہ کر دینگے اور چونکہ مظفر جنگ کی ماں اور بہائی دل دلیر خان اور دیپ چند دیوان سابق نے انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ وجہ دوستی ظاہر کی ہین اسلئے یہ بات ضروری ہے کہ کچھ گذارہ اونکے لئے بلا واسطہ مظفر جنگ تجویز ہو۔ مشہور ہی کہ دل دلیر خان کو مظفر جنگ اپنا دشمن تصور کرتا ہے اور جو اعتبار کہ دل دلیر خان پر اس گورنمنٹ کی ہی اوسکی وجہ سے اندیشہ ہے کہ اگر اوسکی پورے طور پر حفاظت نہوگی تو وہ مظفر جنگ کی خفگی سے نقصان اوٹھائے گا اسلئے مجھے امید ہی کہ آپ وعدہ کرین کہ خاص اون لوگون کی پنشن مظفر جنگ کے خرچ مین سے اون کو علیحدہ صاحب رزیڈنٹ کی معرفت دلوایا کرین۔ اوس حساب کی رو سے جو آپکے اور کمپنی کے درمیان مین ہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپکے ذمے بہت باقی ہی۔ مگر حسب نیت مذکورہ بالا مین نہین چاہتا کہ آپ کو زیادہ دینے کی تکلیف ہو۔ مگر جو ضروری اخراجات ہون اونکا ادا کرنا ضرور ہی۔ مین اسواسطے

صلاح دیتا ہون کہ آپ جس تاریخ سے یہ عہدنامہ قرار پائے گا آپ اوس تاریخ کو تمام تنخواہ فوج جو آپکے ملک مین موجود ہے۔ اور بندوبستی اور نواب سعادت علیخان اور سرداران روہیلہ کا خرچ اور نیز رقبجاتیا ہے مسٹر اندرسین ادا کرین اور باقی جو کچھ رہیگا وہ حساب کے کاغذات سے صاف ہوگا۔ اور اس گورنمنٹ کے قرضے کے طور پر آپکے ذمے نہ لکھا جائے گا۔ جو مطالب کہ آپین لکھے گئے ہین اونکی بابت مین اکثر گفتگو حیدر بیگ خان سے ہوئی وہ آپ کا بڑا خیرخواہ ہے اور دونون سرکارون کا دوست ہے اوچونکہ وہ آپ کے کل امور سے واقف ہے اور آپ کا معتبر ملازم اور وزیر اعظم ہے اسلئے میتے اوسکو امور فوائد باہمی کا جو بتصویب آپکے بلا تامل اوس سے وہ سب حال جو میری رائے مین فوائد طرفین کی ترقی کے لئے مناسب اور مفید مقصود ہوا کہا ہے اور میری رائے مین اوس سے کہنا بمنزلے آپکے ساتھ کہنے کے ہے۔ اگرچہ آپکی منظوری بھی شرائط مقبولہ حیدر بیگ خان کے لئے ضرور ہے اسلئے مینے مناسب نہ سمجھا کہ علت غائی اوسکی اس تحریر مین درج کرون باقی حال مفصل حیدر بیگ خان آپسے بیان کرے گا۔ آپ اطمینان رکھین کہ نہایت ایمانداری سے تمام شرایط کی تعمیل انگریزی طرف سے کرونگا۔ طلسم ہند مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ خان نے کروڑ روپے کا جواہرات گورنر جنرل کی نذر کیا تھا اور انھون نے اپنی عالی ہمتی سے کہا کہ اس تحفے کے عوض کوئی نایاب شے نواب وزیر کے پاس اپنی طرف سے روانہ کرون اس سے بہتر یہ ہے کہ یہی تحائف نواب وزیر کو ہماری طرف سے پہنچا دو۔ تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ گورنر جنرل نے آصف الدولہ کے تحائف اس وجہ سے نہین قبول کئے کہ وہ ولایت مین انگریز اور ٹھاکر آئے تھے کہ ہمین ہندوستان کے کسی رئیس کا تحفہ نہین لینا۔ اور انھون نے صراحت کے ساتھ حیدر بیگ خان سے ان تحائف کے نہ لینے کا عذر کر دیا حیدر بیگ خان ہتھوڑے دنون کلکتے مین رہکر گورنر جنرل سے رخصت ہوے اور راستے سے لوٹے عظیم آباد مین باقی پور کے پاس چند روز توقف کر کے لکھنؤ پہنچے اس سفر مین بہت سا روپیہ اہل حاجات کو دیا تھا بعض کہتے ہین کہ انھون نے اس کام مین ایک لاکھ روپے صرف کئے بعض اس سے بھی زائد بتاتے ہین۔ اس کارروائی کے ظہور سے نواب آصف الدولہ حیدر بیگ خان سے بہت خوش ہوے اور انکو پہلے سے زیادہ دولت خواہ سمجھنے لگے

نواب وزیر کی طرف سے گورنر جنرل کی تحریر کا جواب

نواب وزیر نے گورنر جنرل کی تحریر کے جواب مین ایک خط جولائی ۱۷۹۷ء مین اونکو لکھا کہ آپ کی وہ شاہانہ تحریر پہونچی۔ مضمون اوس کا یہ ہے کہ کمپنی کا اور آپکا یہ مصمم ارادہ ہے کہ میری حکومت اور انتظام مین

مداخلت نہوگی اور رزیڈنٹ لکھنؤ کو حکم تاکیدی ہوگا کہ وہ نہ آپ مداخلت کرے گا اور نکوئی اور شخص آپ کا ماتحت کسیطرحکی مداخلت کرنے پائے گا۔ اور میرے ملک کی حکومت میرے اور میرے اہلکارونکی متعلق رہے گی اور غیر کی مداخلت بالکل مسدود ہوگی۔ نواب حیدر بیگ خان نے اون سب امور کو مفصل بیان کیا جو آپ کی مہربانی اور الطاف کے سبب میرے کاموں کے بندوبست کرنے کا باعث ہوئے مجھے نہایت خوشی ہوئی ہین ہمیشہ آپ کی نیک نیتی کے تصور مین خوش تھا اب اوس کے نتیجے دیکھکر خوش ہوتا ہون اور اسقدر شکرگزار ہون کہ اوس کا ایک شمہ بیان کرنے کے واسطے دفتر چاہئے یہ مشہور ہے کہ نواب مرحوم کی زندگی مین اور اون کے انتقال کے وقت اور میری جانشینی اور حکومت کے زمانے مین انگریزونکی دوستی کامل اور مستحکم اور بے ریا رہی ہے اور اللہ کی عنایت سے آیندہ بوتیرہ ترقی پر ہوگی۔ اس وقت مین ایسا بزرگ صاحب علم و خبر اختیار کل اور حکومت کامل کے ساتھ میرے ملک کے انتظام کے واسطے آیا مین سمجھتا ہون کہ ایسے رئیس کے ورود صرف میری خوش نصیبی سے ہوا مجھے امید قوی اور اطمینان کامل ہے کہ میرے تمام کام میری مرضی کے موافق سرانجام پائینگے فوج معہ مخگڈھ کے قایم رہے اور جاری رہنے کے باب مین جو آپنے تحریر فرمایا ہے کہ وہ مثل سابق قایم رہے مینے بخوبی غور کیا اور سمجھا باوجودیکہ میرے ملک کا بڑا صرف اس فوج کے سبب سے سال بہ سال ہوتا ہے۔ سابق مین جو عہد و پیمان سرداران انگریزی کے ساتھ اس بارے مین ہوئے ہین اور جس طریق پر یہ معاملہ بہت سی گفتگو کے بعد طے ہوا ہے اوس سب سے آپ بخوبی واقف ہین۔ بہرحال مجھے آپ کی توجہ سے بہتری و بہبودی کی امید ہے اور مجھے لازم آیا کہ اوس کا اصل و مفصل حال بیان کردن۔ مگر مینے سنا ہے کہ آپ اس طرف تشریف لاتے ہین یہ میری عین دلی خوشی ہے اور آپ کی ملاقات سے مجھے خوشی حاصل ہوگی۔ اسواسطے اس مطلب کو اوس وقت پر منحصر رکھا اور یہ ضروری تصور کیا کہ اول آپکی مہمانی حاصل کرون بعد اوس کے آپ مہربانی و الطاف سے جو مشہور عام ہے وہ تحریر فرمائین جو میری بہبودی اور خوشی کا باعث ہو اور آپ کو بھی منظور ہو اس لئے آپ کی رضامندی اور خوشی کے قایم رکھنے کے لئے مین منظور کرتا ہون کہ جو فوج اب مخگڈھ اور کانپور مین ہے وہ بدستور قایم رہے اور اپنے بہائی سعادت علیخان اور سرداران روہیلہ کی تنخواہین اور رزیڈنسی اور دوسرے انگریزان اور صاحب رزیڈنٹ بہادر کی مہراہی مہاراجہ سیندھیا کے اخراجات اور اوکا خرچ وغیرہ بھی جو آپنے پچاس لاکھ روپیہ مقرر کردیا ہے کہ مین دیا کرون۔ مجھے منظور ہے اور آپنے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ میرا خرچ اس پچاس لاکھ سے

زیادہ ہوگا اور اگر کسی طرح کا مطالبہ اسکے سوا ہوگا اور یہ بھی درج فرمایا ہے کہ جب کبھی کوئی
ان دو بریگیڈ مین سے یا رسالہ سوار ان مین سے واپس طلب کئے جائینگے یا زیادہ کمی اوس فوج مین
ہوگی تو کمی درج کے مطابق روپیہ کمی کا اس پچاس لاکھ مین سے مجرا ہوگا مین یہ بھی منظور کرکے
قرد قسط بندی ارسال کرتا ہون - اور مجھے یقین ہی کہ آپ ہمیشہ مہربان اور عنایت فرما میرے
حال پر رہینگے جس مین میری بہبودی اور آسایش کا باعث ہوگا - آپکے مہربانی نامے کے ہر امر
کا جواب نہین دیا ہے اسوجہ سے کہ مینے سنا ہے کہ آپ ضرور اس نواح مین تشریف لاوینگے
بس بروقت ملاقات ہر امر مین دوستانہ گفتگو کی جاے گی اب یہ خیال کرکے کہ آپکے حکم کی تعمیل
اور آپ کی رضاجوئی اسمہرابت دوستی سے ہے مینے اپنی منظوری تحریر کی - فرخ آباد کے بارے مین
آپ تحریر فرماتے ہین کہ وہ مثل سابق میرے ماتحت رہیگا اور رزیڈنٹ جو وہان مقیم ہے وہ خواہ اوسکو
خواہ ۱۹۴۰ فصلی کے ختم ہونے کے بعد برخاست ہوگا اور سنہ مذکور کے بعد وہ وہان نرہے گا -
اور نہ کوئی اور اوسکی جگہہ مامور ہوگا - اور آپ حکم دیتے ہین کہ مین مظفر جنگ کے ساتھ مہربانی سے پیش
آؤن اور اونکے حقوق کا لحاظ رکھون اور جبکہ انتظام امور متعلق مذکور کا مناسب معلوم ہو تو معقول پنشن
نواب مظفر جنگ کے لئے مقرر کرون - اور نواب مظفر جنگ کی ماں اور اونکے بھائی دل دلیر خان اور
رائے دیپ چند دیوان سابق نے جو خواہش دلی گورنمنٹ انگریزی کمپنی کی نسبت ظاہر کی ہی یہ ضرور ہے
کہ کچھہ گذارہ اون کا باندازہ مظفر جنگ کے مقرر ہو چونکہ نواب کی دشمنی اونکے ساتھ ظاہر ہے
اور دل دلیر خان پر گورنمنٹ انگریزی کا اعتبار ہونے کی وجہ سے یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اوسکی
حفاظت نہوگی تو مظفر جنگ کی وجہ سے اوسکو تکلیف ہوگی مین اوس کے واسطے کچھہ گذارہ مظفر جنگ کی
رنپشن مین سے مقرر کرکے لکھنؤ کے رزیڈنٹ کی معرفت اوسکو دلایا کرون مین ان سب امور مین
آپکے حکم کی تعمیل کرونگا اور مظفر جنگ کی ماں اور دل دلیر خان اور رائے دیپ چند کو رزیڈنٹ کی
معرفت گذارہ دلوایا کرونگا اور اونکو حفاظت مین رکھونگا - اسیکہ ملاقات حاصل ہونے تک
تحریرات سے معطر اور مسرور ہوتا رہون - اس خط کے ساتھ پچاس لاکھ روپیہ کی قسط بندی ہی
بھیجی گئی تھی -

حیدر بیگ خان نے اپنی طرف سے بھی ایک عریضہ گورنر جنرل کو بھیجا جس کا مضمون یہ ہی - سابق مین
ایک عریضہ اپنے لکھنؤ مین پہنچنے کی حال کی حضور کی خدمت مین بھیجی ہے یقین ہے کہ ملاحظے مین
گذرتی ہوگی اب حضور کی تحریر دوستانہ کا جواب نواب وزیر کی جانب سے بھیجا جاتا ہے اوس سے

حضور کی رضا جوئی کا حال نواب وزیر کی طرف سے واضح رائے عالی ہوگا حضور نے اونکے امور میں
از حد مہربانی ظاہر فرمائی ہے۔ اور یقین ہے کہ آیندہ بھی وہی عنایات اونکی نسبت مرعی رہینگی
کیونکہ اونکو حضور کی ذات سے نہایت توقع ہے۔ ایک فرد قسط بندی رزاخراجات فوج وغیرہ کی
نواب صاحب کے خط کے ساتھ مرسل خدمت ہے اور مین ایک ہنڈی اوس قدر روپیہ کی جسقدر
دومینول صاحب نے فرمایا تھا کہ ماہ فروری ۱۸۳۸ء تک تو جلد چاہیے بھیجتا ہون اور وہ ہنڈیان
اوس روپیہ کی بابت بھی جو شاہزادون اور نواب سعادت علی خان کی تنخواہ کا فروری ۱۸۳۸ء
تک ہے بھیجتا ہون یہ سب حضور کی ملاحظہ مین گذرینگی۔ چونکہ مجھے سفر مین بہت عرصہ ہوگیا اسلئے
اکثر طریق کار روائی مین بدانتظامی واقع ہوئی ہے اور توقف اور تساہل بھی رزسرکار کمپنی کی ادای
مین ہوگیا اور اب کہ مین یہان آگیا ہون اور فصل کے تردد وغیرہ کا وقت ہے مین سرکار کے کام مصروف
ہون اور اللہ کی مدد اور حضور کی عنایات سے ہر ایک کام کا انتظام ہوجائے گا اور جو زیادتی اصل
بار پر صاحب اور دوسرے صاحبان انگریز کا ہے وہ جسقدر بعد تحقیقات آخر ماہ فروری ۱۸۳۸ء تک ہوگا۔ بتمام وجوب تک ادا ہوجائے گا۔ روپیہ قسط بندی بابت اخراجات فوج ابتدای تاریخ
سے جون ۱۸۳۸ء تک سرکاری خزانے مین داخل ہوگیا اور آیندہ اللہ کی عنایت سے ماہ بماہ
قسط بندی کے مطابق ادا ہوتا رہیگا امید کہ تحریرات عالی سے سرفراز ہوتا ہون۔

گورنر جنرل کی لکھنؤ مین تشریف آوری۔ عہدنامہ تجارت

کارن وائس صاحب آپ بھی لکھنؤ مین آئے۔ سلطنت کی طرف سے رسم استقبال اور دعوت
علی قدر مراتب حسن و خوبی کے ساتھ ادا ہوئی۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ اول ملاقات مین آصف
الدولہ نے گورنر جنرل کو تحفے پیش کئے اونہون نے کچھ نہ لیا اور وہی عذر بیان کیا جو حیدر بیگ
خان سے کیا تھا۔ جب آصف الدولہ گورنر جنرل سے ملنے کو گئے تو اونہون نے ولایت فرنگ
اور انگلستان کے تحفے نواب کو دئے نواب نے اونکی خاطر سے دو ایک چیزین لے لین باقی
وہین چھوڑ دین پھر گورنر آصف الدولہ سے رخصت ہوکر بنارس کی طرف راہی ہوئے۔
۱۲۵۳ھ ہجری مین ایک عہدنامہ تجارت کا سرکار کمپنی کے ساتھ قرار پایا جسکی رو سے
ایک محصول عیسوی جنس اجناس پر لینا تجویز ہوا۔ اور زمینداران وغیرہ کو ممانعت ہوئی کہ
کہ محصول گذارات کا نہ لیا کرین۔

امیر الدولہ حیدر بیگ خانکی وفات۔ ملکی انتظامات

یہ شخص مدت تک اودہ کے انتظام مین مصروف رہا نواب وزیر کا خیر طلب تھا تشخیص اور تحصیل کا کام خوب کیا رعایا بھی راضی رہی۔ مگر فوج و سپاہ مین انگشت نما تھا فرح بخش مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ خان سے کلکتے جاکر ایسا معاملہ درست کہ کوئی صاحب حکم فرنگی نواب کے علاقے مین نہین رہا۔ مگر اسقدر خرابی کی کہ سپاہ کی تنخواہ کم کردی اور ملک کی خبر گیری نہ کی حیدر بیگ خان ایک سال سے ضعف معدہ کے عارضے مین مبتلا تھا۔ مگر دو تین مہینون سے دستور کا ایسا عارضہ پیدا ہوا کہ منھ سے پخانے کی طاقت جاتی رہی علاج سے کسیطرح نفع نہوا اول ذیقعدہ ۱۲۰۶ ہجری مین سنہیا زاجل کا شکار ہوا کشمیری باغ واقع لکھنؤ مین دفن ہوا۔

تاریخ وفات

زین جہان نواب حیدر بیگ خان — عازم ملک عدم گردید ہائے
سال تاریخ وفاتش پیر عقل — گفت رحلت کرد امیر الدولہ وائے

اپنی وفات سے پہلے اوس نے اپنی تمام نقد و جنس کی فرد تیار کرا کے نواب وزیر کے پاس بھیجدی اور لکھا کہ یہ مال سرکار کا ہے چاہین لین اور چاہین بخشدین۔ اکبر علی خان اپنے دونون بھتیجون کو نواب سے سپرد کردیا۔ انکے متروکات مین بیس لاکھ روپئے کے قریب نقد و جنس تھا۔ کچھ سن تھے جونکہ نواب وزیر حسن خدمات حیدر بیگ خان سے مسرور تھے اسلئے وہ مال و اسباب ضبط نکیا اوسکی اولاد کو بخشدیا اور اوسکی تنخواہ بھی اوس کے بیٹون پر مقرر کردی۔ فرح بخش مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ کے بعد راجہ ٹکیت رائے کی ذات پر نظم و نسق کاروبار کا مقرر ہوگیا جو سابق مین چارون صوبون کے دیوان کا پرمد ازمالی و ملکی تھا۔ اور اوس کو وزیر نے مہاراج ادھراج نرمدر راجہ ٹکیت رائے بہادر کا خطاب دیا اور راجہ وہنیت رائے خزانے کا کام کرتا تھا اور راجہ بلا رائے پیش کار بخشی گری کا کام کرتا تھا۔ گیان پرکاش مین نواب آصف الدولہ کے ہندو کارپردازون کا اسطرح تذکرہ کیا ہے کہ راجہ خوشحال رائے پسر راجہ لولرائے الہ آباد کا صوبہ دار رہا اور راجہ بھگوانداس کا بڑا بیٹا رائے بہادر سنگھ اور چھوٹا بیٹا رائے بالکرام دونون جہاؤلال کی رفاقت مین کام کرتے ہین اور کارخانجات کے کامونپر مامور ہین اور راجہ بھگوانداس جو راجہ جہاؤلال کا بڑا دوست تھا خطاب راجگی کے ساتھ صدر فراز ہوکر بریلی ورو ہیلکھنڈ کا صوبہ دار رہا۔ اور راجہ بولاس رائے کہ راجہ ٹکیت رائے کا رشتہ دار کاروبار مالی و ملکی مین اوسکی ذات پر بھی دارومدار تھا اس شخص نے امام باڑہ اور مسجد بنائی تھی۔

نواب آصف الدولہ کا لکھنؤ مین ایک عالیشان امام باڑہ تعمیر فرمانا اور نجف اشرف مین نہر لانیکے لئے روپیہ بھیجنا

نواب نے ۱۱۹۳ ہجری مین ایک عالیشان امام باڑہ اور ایک بڑی مسجد اور رومی دروازہ تعمیر کرایا ان عمارتوں کی چھتون مین ایک منوبھر لکڑی کا نام نہین سب چھتین ڈاٹ کی ہین - امام باڑے کے دالان کا طول ساٹھ گز اور عرض بیس گز تھا اور رومی دروازے کی بلندی چالیس پچاس گز سے اونچی تھی - لاکھون روپیہ کا قیمتی اسباب امام باڑے مین سجایا گیا اور کانچ کا سامان ایک لاکھ روپیہ کا ڈاکٹر فلنٹن صاحب کی معرفت طلب کیا - مگر نواب کی رحلت کے بعد یہ اسباب لکھنؤ مین پہنچا - مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ جس زمانے مین اس امام باڑے کی تیاری شروع ہوئی تو اوسوقت سخت قحط سالی تھی غلہ روپے کا آٹھ سیر بکتا تھا - شاعرون نے اسکی تاریخین لکھی ہین یہان بھی اونمین سے بعض کو نقل کیا جاتا ہے ؎ وزیر ہند نواب سلیمان جناب آصف جاہ ✤ ہزر خنک خدیو جہان کلاہ کہار ✤ رفیق گشت چو توفیق حق بنا کردش ✤ امام بارہ گردون بسان ہشت آثار ✤ بکوش اہل جہان گفت عقل تاریخش ✤ رواق عرش جناب آئمہ اطہار و دیگر قصر شاہ کربلا آل نبی ابن علی و دیگر بزم گاہ شہید راہ خدا و دیگر مقام آل ہمبر مقام محمود است ✤ گیان پرکاش کا قول ہے کہ نواب آصف الدولہ کی تعمیر عمارات کی بڑی تعریف کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ نواب نے دریاے گومتی کا پل بنوایا اوسکی تاریخ صراط مستقیم ہے - باغ اور باغیچے اور صدہا بارہ دریان اور نہرین اور حوض اور پانی کے خزانے اور فوارے اور حمام خشتی و سنگین اور شیشہ کا محل بے مثل اور ہاتھی دانت کا بنگلہ بنوایا - اور نواب نے سات لاکھ روپیہ حاجی محمد طہرانی کی معرفت نہر فرات سے ایک نہر نجف[1] اشرف مین

---

[1] اور بعض نوشتون سے کربلا مین نہر کا بنوانا پایا جاتا ہے اور میر محمد امین الہ آباد کی نظم سے مشہدین نہر جاری کرانا ثابت ہے مشہد ایک شہر کا نام ہے ایران مین عراق سے پہلے زمانے مین طوس کہلاتا تھا - حضرت علی موسیٰ رضا علیہ السلام کا مزار مشہدین ہے اسلئے مشہد مقدس کہلاتا ہے ۱۲ منہ

لانے کے واسطے بھیجا اس کام مین مدد کے لئے مرزا حسن رضا خان اور خواجہ عین الدین انصاری نے بھی نے روپیہ دیا اس نہر کا نام نہر آصفیہ رکھا اور اس نہر کے جاری ہونے سے پانی کا قحط رفع ہو گیا۔

درگاہ حضرت عباس کی حقیقت

فقیر بیگ نام ایک شخص نواب آصف الدولہ کے عہد مین تہا اوس نے ایک علم دریاے گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کردیا اور شہر کے لوگون سے یہ بات ظاہر کی کہ مجکو خواب مین یہ الہام ہوا ہے کہ حضرت عباس کے ہاتہہ مین جو علم معرکہ کربلا مین تہا وہ فلان مقام پر دفن ہے تو اوسکو نکال لے اور اپنے طریق کے چند رفیق جمع کرکے اوس مقام پر گیا اور جگہ کو کہود کر وہ علم نکالا اور گہر مین کہ رستم نگر کے اندر واقع تہا نہایت تعظیم کے ساتھ رکہا اس حکایت نے شہرت پائی نواب آصف الدولہ ہزار جان و دل سے شیدائے کربلا کے جان نثار تھے اوس علم کی زیارت کے لئے فقیر بیگ کے گہر پر گئے اور علم کی زیارت کی اب اہل شہر بھی جو اس طریق کے تہے جوق جوق آنے لگے شیرینیان اور نیازین حاضر کرنی شروع کین جب فقیر نے قضا کی تو اوسکے بیٹے نے بھی جمعرات کے دن وہ طریقہ جاری رکہا اور اوسکی آمدنی سے اوقات بسر کرتا تہا عشرہ محرم مین زیادہ رونق ہوتی تہی پہلے وہ مکان خام تہا حیات کی عوض گہر بن گئی۔ عمارت عالی نواب سعادت علی خان کے عہد مین تعمیر ہوئی جیسا کہ مفتاح التواریخ مین لکہا ہے اوسکی آمدنی کچہہ خادمون کے حصے مین آتی تہی اور کچہہ سرکار مین داخل ہوتی تہی رفتہ رفتہ اوسکی آمدنی لاکہون روپیہ سالانہ کو پہنچی ہر جمعرات کو خصوصاً نوچندی جمعرات کے دن اوس درگاہ مین بڑا جلسہ منعقد ہوتا تہا زیارت کرنے والونکے سوا ہزارون تماشائی اور شہر کی پری پیکر خوبرویان بن ٹہن کے جمع ہوتی تہین۔ سلطنت کے قیام تک یہ جلسہ بڑی دھوم دہام سے رہا۔ اب بقول شخصے ؎ آن قدح بشکست و آن ساقی نماند ؛ ارباب شہر اتبکا کبیر پیٹتے ہین نہ وہ آمدنی ہے نہ وہ آرایش و زینت

مرزا حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت رائے کا کلکتہ کو بھیجا جانا

نواب آصف الدولہ نے مرزا حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور راجہ کلیت رائے کو کلکتہ
کو گورنر جنرل کے پاس بھیجا جانچہ یہ دونون اوائل شوال ۱۲۰۸ ہجری مین عید الفطر کی نماز کے
بعد آصف الدولہ سے رخصت ہوکر پندرہ سو لہا ہزار سوار اور دو توپون کے ساتھ شہر سے باہر نکلکر شہر کے
مقصل ٹہیرے اون کے ہمراہ انگریزی فوج کی چار کمپنیان بہی ارکاٹ صاحب کے زیر حکم ہوئین
اسی مہینے مین یہ دونون صاحب اس لاو لشکر کے ساتھ کلکتہ کی طرف روانہ ہوے غازیپور
اور جونپور کی راہ سے بنارس پہنچے وہان صاحب رزیڈنٹ اور نصیر الدین خان بن علی ابراہیم خان
حاکم عدالت دیوانی و فوجداری نے استقبال کیا - سرفراز الدولہ نے آصف الدولہ کی
جانب سے خلعت جسکے ساتھ مالا سے مروارید اور جیغہ اور سرپیچ مرصع تہا علی ابراہیم خان
کے بیٹے کو دیا علی ابراہیم خان ان دونون علیل تہا - اس لئے وہ خود نہ ملا وہان سے کوچ
کرکے سلخ ذیقعدہ کو دانا پور کے مقصل پہنچے یہان کے حکام انگریزی سول و فوجی نے ملاقات کی
وہان سے ذیحجہ روز چہارشنبہ کو آگے کو کوچ کیا عظیم آباد مین باغ جعفر خان المخاطب بہ رشد
قلی خان مین ٹہیرے پہر وہان سے چلکر آخر ذیحجہ مین مرشد آباد پہنچے اور عشرہ محرم کے دن یہان
رہے اس مقام مین سرفراز الدولہ نے مسافرون محتاجون اور سیدون کو بہت کچہہ دیا یہان انگریزون
سے بہی ملاقات ہوئی اور جو نامی آدمی ہندوستانی اون سے ملے اونہین خلعت عطا کئے -
پہر یہان سے روانہ ہوکر کلکتہ پہنچے - اور شہر کے باہر مقام کیا لارڈ کارن والس صاحب گورنر جنرل سے
کئی ملاقاتین ہوئین - گورنر جنرل نے دونون کو کمپنی کی طرف سے خلعت تکلف دئے - گورنر
تو وہان سے جہاز پر سوار ہوکر ولایت کیطرف روانہ ہوے یہ دونون جدید گورنر جنرل سے
ملنے کے انتظار مین ٹہیرے رہے اور اس وجہ سے دو مہینہ تک وہان رہنا ہوا - جبکہ
جدید گورنر جنرل سر جان شور صاحب کلکتے مین پہنچے تو اون سے ملکر ۱۲۰۹ ہجری مین ملنے سے
معاودت کی - جمادی الاولے کو عظیم آباد مین پہنچے یہان تین چار مقام کرکے اور غریبونکو
اپنی سخاوت سے فیضیاب کرکے لکہنو کیطرف چلے - اوائل ماہ جمادی الاخرے مین مقام
بہرائچ مین آصف الدولہ کے پاس پہنچ گئے - آصف الدولہ سیر و شکار کی بعد لکہنو کو روانہ ہوے
یہ دونون ہمراہ تہے - ۲۰ جمادی الاخرے بروز پنجشنبہ کو آصف الدولہ لکہنو مین داخل ہوگئے
اور دونون کو خلعت فاخرہ دئے یہ سفر نو مہینے کے عرصہ مین ابتداے شوال ۱۲۰۸ ہجری
سے اوائل جمادی الاخرے ۱۲۰۹ ہجری تک پورا ہوا - دونون کا گذار پندرہ لاکہہ روپیہ

صرف کرکے بہر آئے سوائے اپنی راہ و رسم کے ارباب کونسل سے کوئی بات نواب کے فائدے کی ظہور مین نہ لائے ۔

وزیر علی خان کی شادی

ماہ شعبان ۱۲۱۱ ہجری مین نواب آصف الدولہ نے مرزا وزیر علی خان کی شادی کا سامان کیا یہ شادی اشرف علیخان ابن بندہ علی خان کی بیٹی سے قرار پائی تھی ۔ یہ بندہ علی خان نواب برہان الملک اور نواب صفدر جنگ اور نواب شجاع الدولہ کے عہد مین داغ[1] و تصحیح کی خدمت رکھتا تھا اس تقریب مین نواب آصف الدولہ نے بہت روپیہ صرف کیا صرف روشنی مین تین لاکھ روپیہ کا تیل جلا تھا ہزارون نفری گھڑے ساتھ مین تھے ۔ اور آرایش کی سامان مفتیش و بادلہ و تماشی سے آراستہ تھین یہ تمام سامان دولت خانہ سے سیج کر چار باغ تک کہ درمیان مین تین کوس کا فاصلہ ہی گیا ۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ آتشبازی نہایت نفیس تیار کرائی ایک قسم کا عبارہ تھا کہ آسمان مین بطور تارے کے جاتا اور ایک گھڑی تک وہان ٹھہرتا دو رویہ تھا ئر بنگلہ کر دیا اور برج سے آراستہ کئے تھے ۔ سات روز تک یہ جشن رہا اس شادی کے مصارف کی وجہ سے تمام چیزین بہت گران ہوگئین ۔ غلہ اور تیل اور ہر قسم کا کرانہ اور کپڑا زیادہ قیمت پر چڑھ گیا ۔ بیوپاریون کے پو بارے تھے ۔ اس شادی کا صرف کم سے کم بیس لاکھ اور زیادہ سے زیادہ چالیس لاکھ روپے تک بتاتے ہین ۔ نواب مظفر جنگ پسر نواب احمد خان بنگش والی فرخ آباد اور محمد علی خان و کنیعد نواب فیض اللہ خان والی رامپور بھی ایک ماہ پیشتر سے مہمان آئے تھے ۔ موزون نے آصف نامے کے آخر مین ایک مثنوی اس شادی کے حال مین لکھی ہے اور اس مین تاریخ یون موزون کی ہے ؎

ازین عقدے کہ شاد شد ۔ دلم کرد موزون ز فرط طرب
زمن سال تاریخ را چون طلب ۔ بیک بیت گفتم دو تاریخ نغز

---

[1] عمدہ گھوڑون و بیل و برادنکی صحت کی پہچان کے واسطے نشان لگا دینے کو داغ کہتے ہین اور تمام جانورون مین سے جانچ کر عمدہ جانورون کے چہانٹنے کو تصحیح کہتے ہین ۔ ۱۲ فرہنگ انتخاب شاہجہان نامہ متضمن شرح اردو انشا کورس ۔

سخن را برآوردم از پوست مغز ✤ دہی ہمت یارب این عقد را ✤ کہ گردد ولی خلق واعقد را
زروئے وفاق وزرہ ہی وداد ✤ کہ گیتر چنین اتفاق اوفتاد ✤ دگر سال تاریخ آمد بکف ✤
قران دو کوکب بہ برج شرف ✤ اس شادی کے بعد مرزا علی رضا خان کی جو دختر علیخان
سے چھوٹا اور سبتنی تہا مرزا جنگلی کی بیٹی سے شادی کی - اس مین روپیہ کم صرف ہوا غرضکہ
نواب کے عہد مین ملک کی زیادہ تر آمدنی سے ہی مصارف مین خرچ ہوتی تھی سوا عیش و عشرت
کے کسی کو کسی سے کام نتھا - ہر روز عید اور ہر شب شب برات تھی -

نواب وزیر کی افاغنہ رامپور چڑہائی

نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے انتقال کے بعد اون کے بڑے بیٹے نواب محمد علیخان
۱۷ - ذیحجہ ۱۲۱۴ ہجری کو مسند نشین ہوئے ۱۳ محرم ۱۲۱۵ ہجری کو افسران فوج نے اونکی
می نوشی ناحق کوشی بدمزاجی اور سخت گیری کی وجہ سے اونکو معزول اور قید کرکے
اونکے چھوٹے بہائی نواب غلام محمد خان کو مسند نشین کردیا - جام جہان نما مین لکہا ہے کہ جبکہ
استغاثہ قتل نواب محمد علی خان بوکالت صاحبزادہ مصطفے خان ابن اللہ یار خان ابن نواب علی محمد خان
روہیلہ کے جن سے نواب محمد علی خان کی حقیقی بہن منسوب تھی آصف الدولہ کے حضور مین ہوا
تو وہ بہت برہم ہوئے اور رامپور کے افسران فوج کو لکہا کہ غلام محمد خان کو گرفتار کرکے یہان
بہیجدو ورنہ تم لوگون کو سخت سزا دیجائیگی اور معظم کہتے ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب محمد علیخان
مجروح کو ڈاکٹرون سے علاج کرانے کے لئے لکہنو بلایا تھا - اس تحریر کے پہنچتے ہی اونکے سب
مخالفون نے صلاح کرکے اونکو مروا ڈالا - اور اونکی تجہیز و تکفین کے بعد نواب غلام محمد خان نے
ایک محضر تیار کرایا جس کا یہ مضمون تھا کہ نواب محمد علیخان نے غیرت کی وجہ سے تمنچہ مارکر خودکشی
کرلی ہے شب کو اونکی آرام گاہ مین ایک فیر ہوا دیکہا تو وہ مرے پڑے تھے اور یہ محضر ایک
عرضی کے ساتھ نواب وزیر کے پاس بہیجا اور اپنے چھوٹے بہائی فتح علی خان کو اس مقدمہ
مین جوابدہی اور پیروی کے واسطے روانہ کیا - فتح علی خان لکہنو پہنچکر ایک باغ مین مقیم ہوا -
دیوان جہاؤ لال کے ذریعہ سے جس کو اوس عہد مین بڑا رسوخ حاصل تہا گفتگو شروع ہوئی
مولوی قدرت اللہ خان نے جام جہان نما مین لکہا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے
فتح علی خان کو غائبانہ کہلا بہیجا کہ تم تمام سرداران فوج کو خفیہ خط لکہکر اپنے ساتھ متفق

کرکے یہان بلا لوین تحکم ریاست دیدونگا مگر فتح علی خان نے کسی مصلحت کی وجہ سے یہ بات قبول نکی ۔ وسیلکھند مگر بٹر مین ذکر کیا ہے کہ آصف الدولہ کو جب اس بلوے کی خبر ہوئی تو پہلے اُنھون نے معقول رشوت لیکر اس معاملے کی طرف توجہ نہ کی اور کہا کہ یہ آپس کا فساد ہے لیکن مسٹر جیری انگریزی رزیڈنٹ اس خبر کی تصدیق سے انکار کرتا ہی بلکہ اوس کا بیان ہی کہ آصف الدولہ کا خیال یہ تھا کہ نواب محمد علی خان اور نواب غلام محمد خان دونون اس جاگیر کے مستحق نہین ہین کیونکہ یہ جاگیر اونکے باپ کی حین حیات تھی ۔ آصف نامے کے مولف نے بھی لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے مقاصد کو نامنظور کیا وہ نظم یہ ہے ؎

کہ ناگہ بدرگاہ گردون مسیر	زنزد برادر کشش آمد سفیر
کہ پوزش گران گناہش نمود	براین آستان عذرخواہش شنود
ازین درشود عفو جرمش مگر	جز جانہ پذیرفتہ کوہے زرز
ہرین استان سپہر اقتدار	ولے قاصدش را نشد اذن بار
بذیرا نشد عذر آن زشت خو	کہ سزد چنین خون ناحق ازو
زانگیزش آن عذر بجا شنود	کہ مرضی دستور اعظم نبود
بطبق شریعت بحکم رسول	نگردید عذر گناہش قبول

مگر یہ قول صحیح نہین معلوم ہوتا کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے مضمون پر توجہ نہ کی بلکہ انتخاب یادگار تولف منشی امیر احمد صاحب اور شمس العلماء ذکاء اللہ صاحب کی تاریخ ہند سے ثابت ہے کہ نواب غلام محمد خان نے نواب آصف الدولہ کو بیش بہا تحائف بھیجکر درخواست کی کہ مجھے نوابی مرحمت کیجئے اوس کے عوض مین جو بیس لاکھ روپے نذرانے کے لیجئے نواب آصف الدولہ تو کچھ بدرضی سے ہوگئے ۔ مگر یہ معاملہ ایسا نہ تھا کہ بغیر انگریزی گورنمنٹ کی مرضی کے طے ہوتا جب اوس سے کہا گیا تو اوس نے نواب غلام محمد خان کی جانشینی سے انکار کردیا ۔ مگر یہ اور تھا شاید کہ جیری کہ نواب فیض اللہ خان کا سارا ملک لیکر نواب اودھ کو دیدیجئے ۔ یہ نہ خیال کیا کہ یہ سزا اگر ناحق ہے تو بے گناہ دونون کو ہوتی ہے ۔ نواب غلام محمد خان مختار دار تھے ۔ مگر جو فاسان اونکے ہاتھ سے ستم رسیدہ تھا اوس پر ظلم توڑنے کا کیون ارادہ کیا ۔ اور اگر کہے کہ نواب فیض اللہ خان کے حسن انتظام سے اون کا

ملک نہایت سرسبز و شاداب تھا اور نواب اودھ کا ملک ویران اور تباہ ایسے ملک کو ایک ظالم سرکار کے حوالے کرنا کب انصاف تھا چونکہ یہ علاقہ انگریزی گورنمنٹ کی وساطت اور ضمانت سے تھا اسلئے اوسپر لازم آیا کہ وہ آصف الدولہ کی مدد کے نواب غلام محمد خان سے ملک نکال لے اسلئے گورنر جنرل کے حکم سے سر رابرٹ ہمبر بیٹی فرخ آباد سے انگریزی فوج لیکر اس بلوے کے انسداد کے واسطے روانہ ہوا۔ اور معظم جنگ نامہ وہ جو شاعر کہتا ہے کہ اوس کے ساتھ کا جور کا کمپو بھی تھا۔ عماد السعادت میں لکھا ہے کہ انگریزی فوجیں دو بٹالین گورنروں کی اور بارہ بٹالین تلنگوں کی اور دو رجمنٹ ترکسوار کی تھی اور معظم نے انگریزی فوج کی تعداد چودہ ہزار بتائی ہے جن میں سے سات سو گورے تھے اور تاریخ مظفری میں انگریزی سپاہ کی تعداد پندرہ سولہ ہزار لکھی ہے۔ اور نواب آصف الدولہ کی تیاری کرکے اوائل ماہ ربیع الاول ۱۲۱۳ھ میں الہ آباد سے لکھنؤ کو آئے اور یہاں تین مقام کرکے رام کپہاب کو چ کیا اوسکی فوجوں کے عجیب و غریب نام ہیں جو بعض شاعروں نے نظم کئے ہیں میں اونکو یہاں لطف کے لئے بیان کرتا ہوں۔ دھور دھائی۔ فتح [illegible] شیر پیکر۔ جم دھکار۔ ملک میدان فتح ہار۔ اجگر۔ دولپ۔ کہنا۔ ڈھائی [illegible] گجن گرج۔ سنگرول۔ فتح لشکر صف شکن۔ وزیری۔ جہانگیر۔ [illegible] بھلوری۔ فتحاب۔ عماری۔ انگریزیان شستہ زن۔ کرنال۔ ہتھال۔ [illegible] مرحومیت بڑی کوتب علی الماس خان خواجہ سرا بھی اگوے سے فوج لیکر چلا۔ نواب آصف الدولہ کے لشکر میں بہت سے امرا اور افسر تھے سوہان سنگھ کپتان مرہٹہ شکیہ دار سیتا رام سنگھ اور سالار سنگھ کے دونوں بیٹے اکبر علیخان و قاسم علیخان اور عبدالرحمن خان فتح جنگ اور مرزا شرف الدین اور مرزا حسن رضا خان اور مرزا وارث بیگ اور حبیب خاں اور راو بھونا اور راجہ بلاسراے اور راجہ نکہت رائے اور راجہ دھیت رائے یہ سب امرا اور افسر ساتھ تھے۔ سید ولی اللہ نے تاریخ فرخ آباد میں لکھا ہے کہ معظم جنگ بھی فوج آباد بھی ہمراہ تھا۔ اور انگریزی رزیڈنٹ جیری صاحب بھی نواب وزیر کے ساتھ تھا۔ نواب آصف الدولہ کی پہلی منزل نول گنج میں دوسری الماس گنج میں تیسری سلطان گنج میں چوتھی باون میں۔ پانچویں سری نگر میں۔ چھٹی شاہ آباد میں۔ ساتویں [illegible] جہانبور میں آٹھویں قریب ملہ کے ہوئی۔ انگریزی فوج بھی بڑی بڑی منزلیں کرتی ہوئی بریلی پہنچ گئی وہ وہاں قیام کیا۔ لکھنؤ کی فوج کا انتظار کرنے لگی۔ نگاہ بھی اس فتح میں شریک ہوئے

کی سرفرازی کی کوشش کی جب نواب غلام محمد خان کو اس چڑھائی کی خبر پہونچی تو اونہون نے بھی تیاری کی اور بہت سی جدید سپاہ بھرتی کرکے بریلی کی جانب کوچ کیا اور صید خان کو ایکہزار آدمیون کے رسالے کے ساتھ رامپور کی بندوبست پر چھوڑا۔ نواب صاحب کی فوج کی تعداد عماد السعادت مین ۵۴ ہزار سے ۶۰ ہزار تک بتائی ہی اور لکھا ہی کہ توپون کے علاوہ باغون کے بھی کئی جھکڑے تھے اور منتخب اللباب مین پچاس ہزار لکھی ہی اور روہیلکھنڈ گزٹیر مین پچیس ہزار بیان کی ہی۔ اور جام جہان نما مین تیس ہزار ذکر کی ہی۔ اور معظم نے صحیح تعداد بتائی ہی۔ اوسکی روایت کے موافق ستر ہزار آدمی تھے جس مین ہر قسم کے آدمی تھے اور وہ کہتا ہی کہ تیرہ نوبین بڑی بڑی تھین اور چالیس شتر نال تھین۔ نواب غلام محمد خان کی فوج کا پہلا مقام موضع ملک علاقہ رامپور مین ہوا اور یہان اونہون نے سپاہ کو تنخواہین اشرفیان تقسیم کین۔ نواب صاحب نے اس مقام سے جنرل ایرکر بی کو لکھا کہ آپ درمیان مین پڑکر نواب وزیر سے ہماری صفائی کرادیجئے جنرل صاحب نے جواب بھیجا کہ آپ مطمئن رہیے جب نواب آصف الدولہ یہان آجائین گے۔ تو مین صلح کرادونگا۔ مگر جسقدر خزانہ نواب فیض اللہ خان کا ہی وہ میرے پاس بھیجا دیا جاے اور آپ اپنی سرحد سے قدم آگے کو نہ بڑھائین جب یہ جواب نواب صاحب کے پاس پہنچا۔ تو افسران سپاہ کو جمع کرکے کہا کہ اپنے ملک کے دوسرے سے آگے کو قدم نہ بڑھانا چاہیے خدا جانے کا تو سب کام نہین درست ہوجاے گا۔ مگر روہیلہ سردارون نے جواب دیا کہ انگریزون کی بات کا اعتبار نہین جرنیل صاحب نے یہ بات صرف اسواسطے لکھی ہے کہ اونکی فوج سے وزیر اودھ کی فوج بھی آکر مل جاے اور دونون فوجین ملکر جنگ کرین اور سب نے یہی راے دی کہ صبح کو آگے بڑھنا چاہیے۔ نواب صاحب نے مجبوراً آگے کو کوچ کیا۔ نواب صاحب کے چھ بھائی اور تھے جن مین نظام علیخان سرفتح علیخان۔ حسن علیخان بریلی مین انگریزون کے پاس رہگئے تھے۔ کیونکہ انمین سے ہر ایک ریاست کا امیدوار تھا اور انگریزون خفیہ عہد و پیمان کرچکا تھا۔ اور اونکے تین بھائی یعنی یعقوب علیخان۔ کریم اللہ خان۔ اور قاسم علیخان اونکے ہمراہ تھے۔ بلکہ ایک دن ایک اور گل کھلا کہ سپاہی نواب صاحب کے پاس ایک اور شخص کو پکڑ کر لاے اس شخص کو مار پیٹ کر تلاشی لی تو اوس کی کمر مین سے کئی خط نکلے یہ خط بعض افسرونکی طرف سے جنرل ایرکر بی کے نام تھے۔ اون کا مضمون یہ تھا کہ آپ اگر جنگ کیجئے ہم طرح دیجائینگے۔ روہیلے اوسیوقت اون افسران نمک حرام کے دوہرے نیر چڑھگئے۔ مگر یہ

افسر پہلے ہی سے قاصد کی گرفتاری کی خبر سنکر لشکر سے نکلکر جنگل کی طرف بھاگ گئے تھے۔ روہیلون نے اونکے ڈیرے لوٹ لئے۔ نواب صاحب بہت متحیر ہوئے اور اون کا دل ٹوٹ گیا اور اب وہ ہر ایک کو تسلی دیکر کہنے لگے کہ بہتری اسی میں ہے کہ خوشی اس جنگ میں شریک ہونے کی نہو وہ چلا جائے میری طرف سے اسکو اجازت ہے۔ اور جسکو رہنا ہو بجائے میری طرف سے کسی پر بھروسہ بیٹھانوں کی فوج تین روز میں سرہند پہونچی۔ صبح کو آگے بڑھی اور دو جوڑہ کو عبور کرنے لگی انگریزی فوجیں بھی بریلی سے آگے بڑھکر اوس سات میل پہان کی طرف سنکھا کے پل کے پل کے پاس قیام کیا بریلی کا صوبہ سنبھونا تھ بھی پانچہزار سپاہ کے ساتھ انگریزی فوج کے ہمراہ تھا جنرل ایرکر نبی کو یہ خبر پہونچی کہ نواب غلام محمد خان ملک سے کوچ کرکے دو جوڑہ کو عبور کر آئے تو اوس نے ناخوش ہوکر نواب غلام محمد خان کے سفیر کو جو انگریزی کمپو مین موجود تھا بلا کر کہا کہ نواب صاحب نے یہ اچھا نہین کیا جو آگے کو بڑھ آئے ہمارا اون کا عہد و پیمان اب شکست ہو گیا۔ اونکو لڑائی کا بندوبست کرنا چاہیے اور اوس حقیر کو لشکر سے رخصت کر دیا۔ اب نواب صاحب کو صلح کی امید جاتی رہی۔ اور دوسرے دن ہاتھی پر سوار ہوکر آگے کو بڑھنے اور موضع بہٹورہ کے کھیڑے پر اونکی فوج قبضہ کرنے لگی۔ یہ مقام انگریزی فوج کے سامنے دو میل کے فاصلے پر معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ مقام اب فتح گنج (یا فتح گنج غربی) کہلاتا ہے۔

مقابلے مین روہیلون کا انگریزی فوج پر غلبہ ظاہر کرنا مگر آخرکار شکست فاش پانا اور دامن کوہ کمایون مین پناہ لینا

۴۴۔ اکتوبر ۱۷۹۴ء مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۲۰۹ ہجری روز جمعہ کو سنکھا کے مغربی کنارے پر دن نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے انگریزی فوج کی کمر بندی ہوئی۔ فوجی جنرل نے گھوڑے پر سوار ہوکر نواب غلام محمد خان کی فوج کا تاو بہاو لیا تو معلوم ہوا کہ اونکی فوج موضع بہٹورہ کے سامنے میدان مین پڑی ہوئی ہے۔ اس میدان مین تھوڑا تھوڑا جنگل بھی ہے جو کسی قدر اونکی جماعت کو چھپاتے ہوئے ہے۔ نواب کی فوج کا اگلا حصہ کسی قدر آگے بڑھا ہوا تھا۔

اسواسطے انگریزی جنرل نے اپنی جماعت کو زیادہ پھیلنے کا حکم دیا۔ دن نکلتے نکلتے انگریزی فوجنے اپنا کام شروع کیا نواب غلام محمد خان نے بھی اپنی فوج کو مقابلے کے لئے تیار کیا۔ اور اونکی فوجنے آگے بڑھکر جنگل پر قبضہ کرلیا اور دونون طرف سے توپین چلنے لگین اور نواب کی فوجین بھی جمنے لگے اتنے مین انگریزی فوجین سے کپتان رامزی کو ہندوستانی رجمنٹ (تین سوارون) کے ساتھ نواب صاحب کی فوج پر دھاوا کرنے کا حکم ملا۔ مگر کپتان مذکور یا تو اوس حکم کو بھولگیا۔ یا گھبرا گیا۔ کہ اوس نے اپنی رجمنٹ کو جلدی نواب صاحب کی جانب پھیر دیا اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رجمنٹ مذکور انگریزی فوج کے محاذ مین ہوکر گذرا اس حالت کو دیکھکر بھوخان اور بلند خان وغیرہ نے اپنے سوارون کے ساتھ انگریزی فوج پر حملہ کرکے کپتان رامزی کو پوری شکست دی اور اوسکی بھاگی ہوئی جماعت کو انگریزی کمپ تک لتاڑتے ہوئے چلے گئے اور انگریزی فوج کا داہنا بازو توڑ ڈالا شکست پائی جماعت انگریزی کمپ کی داہنی طرف بھاگ کر آئی یہ لوگ توپون کے سامنے بھاگتے ہوئے آرہے تھے اسواسطے انگریزی بھاگتے ہوئے رسالون اور باقیماندہ باہین بازو کی فوج کو لفٹنٹ گاہن اور رسچارڈسن نے دوبارہ درست کرکے صف آراکیا۔ لیکن روہیلے غول باندھکر انگریزی کمپ مین گھس آئے اور تلوار و نیزہ اور بندوق سے مردانہ وار لڑنے لگے۔ انگریزی ملازمون نے بھی سیدھے ہاتھ مین تلوار اور باہین مین سانگین لیکر ان لوگون کا خوب مقابلہ کیا۔ عماد السعادت مین لکھا ہے کہ روہیلون نے تلنگون کے سر اور ہاتھ قلم کرنے شروع کئے اونکے زوردست بازو کی یہ حالت تھی کہ جس آدمی کے سر پر پٹھان کی تلوار پڑی اوس کے کلڑی کی طرح دو ٹکڑے کردیے اور اگر بندوق کی نال پر پڑی تو اوس کے بھی دو حصے ہوگئے یہ تمام پٹھان سوار انگریزی فوجین اس سرے سے اوس سرے تک نکل گئے لیکن انگریزی تلنگون پر بھی آفرین ہے کہ جہان کھڑے تھے وہین کھڑے کے کھڑے رہ گئے قدم نہین ہٹایا ازمائی سو کے قریب تو رہے اور پچاس سردار کام آئے اور سترہ سو کے قریب تلنگے (ہندوستانی پیادے) مارے گئے اور مظفر کہتا ہے کہ گورے ڈیڑھ سو یا کچھ اس سے زیادہ ماری گئی جن کی لاشون کو ایک خندق مین ڈالکر پاٹ دیا تھا اور مقتول تلنگون کی تعداد دو ہزار بتاتا ہے جو بڑے بڑے پورہین افسر مارے گئے اونکے نام ذیل مین درج کئے جاتے ہین بہ نام گورنر جنرل کے حکم سے کرنل جارج برنگٹن کی یادگار مین ایک پتھر کندہ کرکے وہان نصب کئے گئے ہین (۱) کرنیل جارج برنگٹن (۲) میجر تھامس بالٹن (۳)

کپتان جان موری (۴) کپتان نارمگلینڈ (۵) کپتان جان مرفی (۶) لفٹنٹ
اینڈریو کنگر (۷) لفٹنٹ اینڈ سنڈ ویلز (۸) لفٹنٹ ولیم سنگسمن (۹) لفٹنٹ جاسف
ریچارڈسن (۱۰) لفٹنٹ جان پلمر (۱۱) لفٹنٹ برج (۱۲) لفٹنٹ ولیم آڈیل۔
(۱۳) لفٹنٹ ایڈورڈ بکر (۱۴) لفٹنٹ فائر ورکر (۱۵) لفٹنٹ جمس بلفر۔ انکے
سوا اور بہت سے یورپین اور ہندوستانی چھوٹے سردار کثرت سے مارے گئے اور زخمی ہوئے۔
نواب غلام محمد خان اوس ٹیلے پر جہان آجکل انگریزی گستوکی یادگار کا پتھر نصب ہے اپنی بہادری
اور نصر اللہ خان ابن نواب عبد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور احمد یار خان
ابن محمد یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے
ہاتھی پر سوار کہڑے ہوے اس لڑائی کا تماشا دیکھ رہے تھے اونہون نے کپتان رامزی کی
رجمنٹ کی شکست دیکھ کر قبل از وقت فتح کے نقارے بجوا دیے تھے۔ مگر جسقدر سوار ترک سوار اونکو
لتاڑتے ہوے انگریزی کمپ مین گہس گئے تھے اونکو کوئی کمک نہ پہونچی اور وہ پٹھان جو لشکر انگریزی
مین گہس گئے تھے لوٹ مین مصروف ہو گئے تھے کہ یکایک جنرل ایرکرمبی نے گورڈنکی پلٹن اور
چار توپین اور بقولے دو توپین پہٹانون کی سیدھی طرف گہما کر لگا دین۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ تلنگونکو
جمع کر کے حلقہ باندھ دیا تہا۔ شاید اوس مقام پر گنون کا کوئی کہیت ہوگا جسمین یہ پلٹن گندی تہی
کیونکہ منتخب العلوم مین لکہا ہے کہ انگریزونکی ایک پلٹن گنون کے کہیت مین پہلے سے چہپی ہوئی
بیٹہی تہی اور تاریخ سلفری مین بیان کیا ہے کہ کہیت فوج انگریزی کی چہپی تہی وہ آگئی اور معظم کا
قول ہے کہ یہ پلٹن ایک نالے مین بیٹہی ہوئی تہی جسنے اوس مین سے نکلکر ان لوٹنے والے
پہٹانون پر بندوقون سے گولیان برسائین اور توپون کے گراپ اور گولے مارے کہ تہوڑے
ہی عرصے مین پہٹانون کا چڑہا ہوا زور ایک دم ایلے کی مانند اوتر گیا اور بہت سے روہیلے
توپون کے منہ کا نوالہ ہوے اور پٹھان یہ سمجھے کہ کوئی تازہ فوج انگریزونکی میدان مین آگئی
ہے بنگش خان کے سینے مین گولہ لگا کہ وہ ٹھنڈے ہوے بلند خان کے سر مین دو گولیان
لگین اور ٹھنڈے ہو گئے۔ اول سے آخر تک ایک ہزار روہیلے مارے گئے انجام کار روہیلے
منتشر اور متفرق ہو کر بہاگنا شروع کیا۔ اور بے سری بہادری باقاعدہ جرات کو نہ پہونچ سکی
اس معرکے مین محمد عمر خان بڑے بہائی اور اونکے دو بیٹے عبد الصمد خان اور محمد یوسف خان
عرف جنگی خان مارے تو نہین گئے مگر زخمون سے چور ہو گئے۔ بہٹورے کی میدان کی فتح

انگریزی فوج کے نصیب مین لکھی تھی انجام کار روہیلون کا دل شکست ہوئی اور کوئی پٹھان میدان مین باقی نرہا بڑا باعث اس کا یہ ہے کہ دلیر خان کمانڈر جو پانچہزار آدمیون کے جتھے کے ساتھ نواب کے ہمراہ کھڑا تھا اور نواب علی محمد خان مقتول کا سمدھی تھا یہ نواب غلام محمد خان سے ظاہر مین موافق تھا اور باطن مین مخالف اوس نے انگریزی فوج پر دھاوا کرنے سے انکار کیا اور میدان جنگ سے بھاگ گیا اور اپنے گروہ کو آواز دی کہ زن طلاق ہو جو یہان ٹھیرے یہ سنتے ہی دفعتہً میدان مین بھاگڑ پڑگئی اور ایک دم مین میدان صاف ہوگیا۔ نواب غلام محمد خان کے ہمراہ احمد یار خان اور نصر اللہ خان اور دو چار رفیق باقی رہگئے جنکے اصرار سے نواب صاحب بھی مجبور ہوکر میدان چھوڑا اور رامپور کی طرف چلے راستے مین بہاگے ہوئے اور سردار ملے یکم ربیع الثانی ۱۱۸۸ ہجری یکشنبہ کو نواب صاحب رامپور مین داخل ہوئے اور تمام خزانہ اور بیگمات اور بچونکو لیکر بہاڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ رعایاے رامپور مین سے بہت سے شرفا اپنی عورتون اور بچون کو لیکر اودھر ہی کو چلے۔ مگر نواب احمد علی خان کی والدہ اپنے بیٹے کو لیکر رامپور سے نہین نکلی نواب غلام محمد خان اور یہ تمام معزز پٹھان بہاڑ کے ایک گہاٹے مین جو نہایت دشوار گذار جگہ تھی مقیم ہوئے انکے پناہ کے مقام مین اختلاف ہے۔ انتخاب دلگداز مین لال ڈانگ مذکور ہے۔ اور یہ محض غلط ہے اور عام جہان نما مین انکا فنا جور مین پناہ گزین ہونا ذکر کیا ہے۔ عماد السعادت اور عبرت التواریخ و منتخب المعلوم مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان نے ریہڑ کی طرف پناہ لی تھی۔ دُرِ منظوم سے بھی کہ وہ نواب غلام محمد خان کا جنگنامہ ہے یہی ثابت ہوتا ہے اوسکی نظم یہ ہے ؎

رہ رہیلہ کوہ را برگرفت ۔ بہ درفتح جان آن مشفر گرفت ۔ بحسنین مقام پہ ریہڑ نمود ۔ کہ یکجا سود لشکر خنگ سود
بہ آن گاہ با اتفاق سپاہ ۔ درآن درہ بگرفت جا بے پناہ ۔ بدیدا کہ دریاے آن درہ بود ۔ دم تیغ او برق کین مے نمود
گرفتند آن درہ را زور عمل ۔ کہ تا ماید از خصم سیل خلل ۔ اور عباس خان عباسی مخلص خلف زیارت خان نے
اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ پہلے لاہور مین یہ خبر سنی تھی کہ نواب غلام محمد خان نے کوہ چلکیا مین پناہ لی تھی۔ عماد السعادت مین نواب غلام محمد خان کے پناہ لینے کے مقام کا نام خیجا جو رلکھا ہے اور یہ لفظ اس کتاب مین ایک سے زیادہ جگہ وارد ہوا ہے۔ سر رابرٹ ایرکرمی۔ روہیلون کا دوجوڑا تک تعاقب کیا۔ اسکے بعد اپنے مقتولون کی دفن کارنے کے واسطے جنرل مذکور کو ایک روز وہان قیام کرنا پڑا۔ اور زخمی بریلی کو بھیجدیے گئے۔ اب لشکر آصف الدولہ کا

حال سنئے جو تلہر مین مقیم تہا کہ جسوقت میدان جنگ مین لڑائی بگڑ گئی اور آصف الدولہ کے پاس اس بات کی خبر پہونچی تو اونہون نے عبدالرحمن خان قند ہاری اور اسماعیل خان کے رسالون کو کرنیل مارٹین کے ساتھ جسکا خطاب شرف الدولہ تہا اور فوج آصفی کا سب سالار تہا روانہ کیا۔ اور اونکے عقب سے نواب آصف الدولہ خود روانہ ہوئے اور جہاولال کو حکم دیا کہ میدان جنگ سے جو خبرین موصول ہون وہ ہم کو وقت بہیجتی رہین نواب آصف الدولہ ابھی کٹرہ کمالزئی خان مین پہنچے تہے کہ آدہی رات کے وقت خبر ملی کہ نواب غلام محمد خان کو شکست ہوئی فتح کی نوبین جھوٹنے لگین جہاولال کو غلبت مرحمت ہوا۔ انگریزی فوج اپنے مقتولونکی لاشین دفنانے سے فارغ ہوکر سرگنج کو چلی گئی۔ اور سنبہونا تہ حاکم بریلی کے ملازم بخو خان اور بلند خان کے سرکاٹ کر آصف الدولہ کے پاس لے گئے جو کٹرہ سے بریلی کو روانہ ہو چکے تہے لاتے کیہڑے کے پل کے پاس سواری پہنچی تہی کہ شتر سوار بخو خان اور بلند خان کے سر لیکر پہنچا اور وہ سر نواب کو دکہائے گئے اور وہان سے واپس لاکر فتح گنج کے کہیڑے مین دفن کئے گئے۔ آصف الدولہ نے بریلی کے باہر قیام کیا اور جنرل ایر کرنیل کو کہلا بہیجا کہ آپ ہمارے پہنچنے تک آگے کو نہ بڑہئے۔ جب نواب آصف الدولہ کا گذر میدان جنگ مین ہوا اور پہانون کی لاشین پڑی دیکہین تو راجہ جہاولال کو حکم دیا کہ جتنے مقتول اس میدان مین پڑے ہین اونکی لاشین دفن کرادینا چاہیے۔ چنانچہ بہادر علی اس خدمت پر متعین کیا گیا اوس نے کشتون کو جمع کراکے دفن کردیا[1] اور زخمیون کو جہواکر مرہم پٹی کے لئے جراح مقرر کئے جب وہ تندرست ہوگئے تو ہر ایک کو مکان تک پہنچ جانے کے لئے خرچ دیکر روانہ کیا[2]

انگریزی اور آصفی فوجون کا روہیلون کے تعاقب مین دامن کوہ کیطرف جانا اور نواب غلام محمد خان کا مجبور ہوکر اپنے آپ کو انگریزونکے حوالے کردینا۔ اور قید ہوجانا۔ آخر کار رہا ہوکر حج کو جانا

[1] دیکہو آصف نامہ ۱۲ [2] دیکہو تاریخ مظفری ۱۲

آصف الدولہ بریلی سے کوچ کرکے میرگنج مین انگریزی فوجین آملے یہان سے دونون فوجون نے رامپور کی طرف کوچ کیا۔ جب یہ لشکر رامپور کے قریب پہونچا تو راجہ جہاؤلال نے آصف الدولہ کے حکم سے شہر کی محافظت کے لئے ایک پلٹن مقرر کردی تاکہ کوئی شخص سپاہ انگریزی یا آصفی مین کا رامپور مین گھسکر کسی کو لوٹے کھسوٹے نہین، اور حکم سنا دیا گیا کہ کوئی لشکری شہر کے اندر نہ جاے۔ نواب آصف الدولہ کوسی کے کنارے مقام کیا۔ اور یہان دو دن دو رات قیام کرکے تیسرے دن نواب غلام محمد خان کے تعاقب مین کوچ کیا۔ فوجین رہیر تک پہنچین اور میدان ٹپہ مین ٹھیرین۔ مولوی غلام حیدانی رفعت در منظوم مین کہتے ہین ؎

ورا نجا دو اسپہ بر پہر رسید　　بمیدان ٹپہ یکمین آرمید

گرد و ہیلون نے آصف الدولہ کے قریب پہنچنے کی خبر سنکر ٹپے کو پہلے ہی لوٹ کھسوٹ کر تباہ کر دیا تھا۔ انگریزی فوجنے رد ہیلو پر بہت کچھ گولہ باری کی مگر انکے مورچے ایسے محفوظ تھے کہ وہان مطلق نقصان کا اثر نہ ہوا۔ جبکہ متفقہ فوجون سے یہان انکے مورچے مسخر نہ ہو سکے تو انگریزون نے نواب غلام محمد خان کو تحریر کیا کہ آپ ہمارے پاس چلے آئے اور صلح کر لیجئے نواب موصوف نے جواب دیا کہ مجھکو پہلے سے صلح کا خیال تھا آپکی جانب سے لڑائی کی ابتدا ہوئی تو ناچار مجھکو بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ اگر آپ عہد و پیمان کرین تو مین آپکے پاس چلا آؤن انگریزون نے اس تحریر کا یہ جواب دیا کہ آپ بے کھٹکے چلے آئین یہان آنے کے بعد سب امور متنازعہ فیصل ہو جائینگے۔ نواب صاحب نے اس امر کے استحکام اور صلح کی پختگی کیلئے اپنا ایک سفیر انگریزی کیمپ مین روانہ کیا۔ آصف نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفارت پر نصر اللہ خان ابن عبد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان آئے تھے۔ اور نواب آصف الدولہ کی طرف سے جہاؤ لال گفتگو کے لئے مقرر ہوا۔ نصر اللہ خان نے نواب غلام محمد خان کیطرف سے اطاعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ جہاؤلال نے آصف الدولہ کے پاس جاکر بات بیان کی نواب آصف الدولہ نے امن دینے کا وعدہ کیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے ریاست پر نواب غلام محمد خان کو قایم رکھنے کا کوئی صریح وعدہ نہین کیا گیا اسلئے کہ

---

۱۲ یہ جنگنامہ منظوم ہے، ۱۲ یہ بیان آصف نامہ اور منظوم سے شروع ہوتا ہے ۱۲

جنگ نامہ فارسی موسوم بہ درمنظوم مین لکھا ہی کہ اس سفیر (نصر اللہ خان) نے نواب غلام محمد خان کے پاس واپس پہنچکر بیان کیا کہ انگریز صلح کرنے اور امن دینے کو تیار ہین - مگر یہ نہ کہلا کہ وہ اور زیادہ کیا کرینگے - ملک دینے کا اونہون نے کوئی وعدہ نہین کیا - جب نواب غلام محمد خان اس بھی جواب کو باکراسید برآری سے مایوس ہوے تو اونہون نے مقابلہ جاری رکھنے کے خیال سے سپاہ کو اشرفیان تقسیم کین اور رسد حاصل کرنے کا یہ انتظام کیا کہ راجہ کہتان کے پاس اپنا ایک ایلچی بھیجکر اوس سے استدعا کی کہ وہ بیوپاریون کو حکم دیدے کہ ہمارے لشکر مین رسد پہنچاتے رہین - راجہ نے اونکی استدعا قبول کی - اور روہیلون کے لشکر مین رسد پہنچانے کا حکم جاری کردیا - اور بہت سا غلہ پہاڑون کے موچون مین آگیا - آصف نامے مین لکھا ہے کہ جب آصف الدولہ نے دیکھا کہ روہیلے کمار مین نہین آتے اور ہماری تدبیر کارگر نہین ہوتی تو ایک روز شب کے وقت انگریزون سے ملاقات کرکے یہ تجویز کیا کہ یہان سے فوج کو آگے بڑہانا چاہیے تاکہ یہان پر رعب پڑے - چنانچہ اسی سے فوج آگے بڑہائی گئی - اور پہاڑ کی تلی تک اونکا تعاقب کیا گیا - انگریزی لشکر کے پیچھے نواب آصف الدولہ کی فوج کے آگے کہڑے ہوے اور نواب کی فوج کی پشت پر ملہار جنگ کی سپاہ تھی - مگر روہیلون کے لشکر مین اس بات نے کوئی ہراس پیدا نہ کی - بلکہ انگریزی لشکر مین ہمیشہ اس بات کا خوف رہتا تھا کہ روہیلے توپون پر کوئی حملہ نہ کربیٹھین یا شب خون مارین اور یہ ڈر بھی شدت سے انگریزی سپاہ مین پیدا ہوگیا تھا - نواب غلام محمد خان نے اوس مقام پر شہر گنگا کو ایسا حصار بنایا تھا کہ انگریزی فوج سے سر نہو سکا تو ناچار انگریزون نے فوج روہیلے کے سردارون کو خط لکھے کہ تم یہان چلے آؤ تمہارے قصور معاف کیے گئے - جب نواب غلام محمد خان کو یہ حال معلوم ہوا کہ انگریز میرے لشکر مین تفرقہ پردازی کی فکر کر رہے ہین - اور اونہون نے میرے افسرونکو خط بھیجے ہین تو نواب نے عہدہ دارون سے وہ خط طلب کیے - اول سے جو گواہ تھے اونہون نے تو پیش کردیے - مگر منافقون نے نہ دکہائے - خط کے آنے سے انکار محض کیا - نواب نے دلمین خیال کیا کہ دشمن تو صلح پر آمادہ ہے اور بعض غلام میرے دوست وغاو فریب کی فکر مین ہین تو یہ مناسب سمجھا کہ بتقدیر مخالف کے لشکر مین جاکر اوسکے رحم پر اپنی جان کو چھوڑ دینا چاہیے - اور انگریزی کیمپ مین چلے جانے کا قصد کیا - جام جہان نما مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان کے انگریزی کیمپ مین چلے جانے کی دو وجہین ہین

ایک تو تنہا لون کے پاس رسد ختم ہو چکی تھی - دوسرے اپنے افسران لشکر کی خیر خواہی مین فرق دیکھا نواب صاحب نے اول صید خان جرنیل صاحب کے پاس بھیجا تاکہ وہ مراسلہ صلح کو طے کرلین جرنیل صاحب نے نواب صاحب کی حفاظت جان کی ذمہ داری اور وعدہ کیا مگر ملک دینے کی نسبت کوئی عہد بیان نہین کیا - اور قرار پایا کہ اسکاٹ صاحب اور چیری صاحب نواب صاحب کو لانے کے بھیجے جاینگے - اور ایک اقرار نامہ جرنیل صاحب کیطرف لکھا گیا اور وہ مہرون سے بختہ ہو کر صید خان کو دیا - جواب سے نواب صاحب کے پاس لگیا نواب غلام محمد خان نے اپنے عزیز و اقارب کو جمع کر کے کہا کہ میری جگہ نصراللہ خانکو سمجھنا چاہیے مین انگریزی لشکر مین جاتا ہون - خیر اندیش افسرون نے اونکی اس راے کو ناپسند کیا اور مشورہ دیا کہ آپکے وہان جانے مین اندیشہ ہے - اس عرصے مین اسکاٹ صاحب کے پاس پہنچ گیا اور چیری صاحب بن سے باہر کھڑا رہا نواب صاحب اسکاٹ صاحب کے ساتھ روانگی کو طیار ہوے عمر خان بڑھ پہنچے اور نواب کے چھوٹے بھائی کریم اللہ خان ساتھ ہوے سپاہ نے اصرار کے ساتھ روکا مگر نواب نے نہ مانا - اور کہا کہ اس معاملے مین تم سے زیادہ واقفیت رکھتا ہون - میرے والد (نواب فیض اللہ خان) کا معاملہ بھی انگریزون کے توسط سے طے ہوا تھا - اور وہ انگریزون کے لشکر مین چلے گئے تھے اور تم اب لڑائی کو ختم کرو ورنہ بنا ہوا کام بگڑ جاے گا - اور بغیر کسی قسم کے قرار و مدار کے اسکاٹ صاحب کے ساتھ روانہ ہو گئے - عماد السعادت مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان چیری صاحب کی سفارش سے ملک ملنے کی امید پر خود بخود چیری صاحب کے پاس چلے آئے - اور اونکے کیمپ مین ٹھہرے - اور اس بات سے غافل تھے کہ ملک کے مالک آصف الدولہ اور گورنر جنرل ہین اور یہ دونون اس بات کو خوب سمجھے ہوے تھے کہ ایسے شخص کو جسنے بموجب اپنے عہد نامہ کے مارڈالا ہو ملک دینا آئین عدالت کے خلاف ہے - نواب غلام محمد خان کے انگریزی کیمپ مین چلے آنے کے بعد نصراللہ خان بہت سی جمعیت کے ساتھ فتحنا پور مین جو اس کوہ مین تھا ٹھہرے رہے - اس خیال سے کہ مبادا کوئی دغابازی نواب موصوف کے ساتھ کیجاے تو مین ادہر سے بندوبست کو مستعد ہو کر زور ڈالون - اور نواب

ف دیکھو سوانح محمد عباس ابن زیارت خان صاحب عماد السعادت مین یون ہی لکھا ہے ۱۲

آصف الدولہ چیری صاحب کی سفارش سے نواب غلام محمد خان پر ملک بحال کردین
آصف نامے مین بیان کیا ہی کہ آصف الدولہ نے انگریزون سی صاف صاف کہدیا کہ مین
نواب غلام محمد خان کو ملک نہین دونگا - اور تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہی کہ نواب نے جنرل
ابرکرمبی کو عند الملاقات چند اشرفیان نذر دکھاین جسنے نذر معاف کی اور نواب کرسی پر بیٹھی
معاملات ضروری کے بارے مین چند سوال وجواب ہوکر جنرل صاحب نے نواب کو اوس خیمے
مین جانے کے لئے رخصت کیا جو اونکے بیٹھنے کے لئے تیار تھا جب وہ اوس مین پہونچی
تو ملنگونکی تھوڑی سی فوج بھیجکر نظر بند کرلیا - جب نواب نے اپنے باب مین کچھ سوال کیا تو
ایرکرمبی صاحب نے یہ جواب دیا کہ آپ کی ذات کو کسی قسم کی نہین پہنچے گی - ہر طرح کی آسائش کا
سامان ملیگا - مگر ملک نہین مل سکتا - اب نواب صاحب کے ہاتھ چارہ کچھ نتھا مجبور تھے -
مخالف کے قبضے مین آگئے تھے - اونہون نے اپنی فوج مین کہلا بھیجا کہ میرے اہل و عیال
اور خزانے کو میرے پاس بھیجا دو اور تم اب مختار ہو چاہے صلح کرو یا جنگ وہان سپاہ کو جو خبر
بھیجی تو اوس نے عبد العلیخان پسر دوم نواب غلام محمد خان کو سردار کرکے مقابلے پر کمر باندھی
اور جنگل کی آڑ مین سے انگریزی لشکر پر ہندوقین مارنے لگے اور رات کو بھی ستانے لگے -
نواب غلام محمد خان نے انگریزون سی کہا کہ جسقدر خزانہ وہان موجود ہے وہ روپیہ تلف
کردینگے آپ مجھکو یا عمر خان کو چھوڑدین تاکہ خزانہ بربادی سے بچاکر آپکے لشکر مین لے آؤن
انگریزون نے غلام محمد خان کو تو نہ چھوڑا - عمر خان کو چھوڑدیا - جبکہ عمر خان نے لشکر روہیلہ مین
پہنچکر انگریزون کا یہ پیام دیا کہ سارا خزانہ اور نواب غلام محمد خان کے اہل و عیال کو انگریزی
لشکر مین بھیجدو - تو روہیلون نے یہ جواب دیا کہ جب تک ہمارے تن مین جان باقی ہی ایسا نہین
کرینگے اور عمر خان کو بھی روک لیا - عمر خان کے ساتھ جو آدمی انگریزی لشکر کے گئے تھے -
عمر خان نے اونکو واپس کردیا - اور کہدیا کہ ہمین بھی سپاہ روہیلہ نہین چھوڑتی - انگریز
یہ خبر سنکر مشوش ہوے اور روسا سے افاغنہ کو کہلا بھیجا کہ ہم کو تو تمہارے معاملات کی
درستی منظور ہے اور تم ہم سے جنگ کرتے ہو نواب کا خزانہ لیکر یہان چلے آؤ - نصف
ملک تمکو دیدیا جائیگا - مگر فوج روہیلہ نے یہ جواب دیا کہ نواب غلام محمد خان کو رہا کرکے ہمارے
پاس بھیجدو - اسپر انگریزون نے کہا کہ وہ رہا نہین ہوسکتے - اسلئے کہ نواب محمد علی خان کے
بیٹے احمد علی خان مستحق ریاست ہین اونکو مسند نشین کیا جائے گا - البتہ نائب کا تقرر تمہاری

مرضی ہو جس کو منظور کروگے ہم اوسکو مقرر کردینگے۔ مگر چونکہ لوگ غلام محمد خان کے ہوا خواہ تھے اونہون نے اسطرح صلح پسند نہ کی بلکہ انگریزی فوج کو تیر و بندوق سے تنگ کرنے لگے انگریزون کے یہان یہ مشورہ قرار پایا کہ جب تک نواب غلام محمد خان یہان موجود ہین گے روہیلے اپنی ہٹ سے باز نہ آئینگے۔ اور صلح کیطرف کبھی مائل نہونگے اسلیے جمعہ کی شب کو آدہی رات کے وقت ہاتھی پر بٹھاکر بہت سے سوارون کی حراست مین اونکو بنارس کیطرف بھیجدیا جام جہان نما مین لکھا ہی کہ جبکہ انگریزون نے نواب غلام محمد خان کے ساتھ نقض عہد کیا تو اونہون نے استدعا کی کہ میری جگہ میرے کسی بھائی کو مسند نشین کردیا جائے۔ انگریزون نے جواب دیا کہ ہم کو بدون مرضی آصف الدولہ کے اس معاملے مین کوئی اختیار نہین چند مدت کے بعد نواب غلام محمد خان نے بنارس مین اپنے عیال و اطفال و اعزہ و اقربا کو چھوڑکر اور انگریزون سے یہ اقرار کرکے کہ رام پور کو نہ جاؤنگا حج کا عزم کیا۔ ۱۶ شوال ۱۲۰۹ ہجری کو عظیم آباد پٹنہ کی طرف چلے گئے۔ اور کچھ دنون وہان رہکر کلکتے کی طرف جہاز مین بیٹھنے کے ارادے سے کوچ کیا۔ اور حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر ماہ رجب ۱۲۱۲ ہجری مین کابل پہنچے اور وفادار خان کے ذریعہ سے زمان شاہ نبیرہ احمد شاہ کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ خلعت فاخرہ اور ناصر الملک مخلص الدولہ مستد جنگ بہادر خطاب پایا۔ یہ واقعہ ۲۲ شعبان ۱۲۱۲ ہجری کا ہے۔

روہیلون کے ساتھ مصالحت ہوجانا

نواب غلام محمد خان کی روانگی کے بعد انگریزی اور آصفی روہیلون کے دبانے کے لیے اون کے مورچون کی طرف بڑہا اودھر سے پٹھان بھی مقابل ہوئے بندوقین مارنے لگے۔ چونکہ روہیلے ایسے موقع پر پناہ گزین تھے کہ انگریزون کی طرف سے اونکو کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا تھا اسلیے اون کا کوئی آدمی کام نہ آیا اور انگریزی فوج کے بہت سے آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔ اگرچہ بڑے بڑے افسران روہیلہ کی یہ مرضی نہ تھی کہ جنگ جاری رکھی جائے۔ مگر سپاہ برابر لڑتی رہی کہ اثنائے جنگ مین انگریزون کی طرف سے سفید جھنڈی جنگ بند کردینے کی علامت کے لیے ہلائی گئی۔ بعد اس کے انگریزون کی طرف سے ایک ایلچی اس مضمون کا خط لیکر روہیلون کے پاس گیا کہ یہ صورت اچھی نہین سب اعزہ و اقارب تمھارے راہیرین موجود ہین مخالفت کی

صورت مین اونکی واسطے بہت برا ہے اسلئے بہتر یہ ہی کہ لڑائی کو موقوف کرکے نواب کا خزانہ
یہان بھیجدو نواب احمد علی خان کو مسند نشین ریاست کیا جائے گا اور جس کو تم نائب بتجویز کرو
اُسے نائب ومختار ریاست بنایا جائے گا اس تحریر کو دیکھ کر تمام سرداران روہیلہ جمع ہوئے
اور مشورہ کیا کہ نواب غلام محمد خان مخالف کے قبضے مین آگئے اونکا رہا ہونا معلوم دو مہینے
سے ہم یہان محصور ہین ہر طرح کی تکلیف اوٹھا رہے ہین اور یہان کی آب وہوا نہایت خراب ہے
بہت سے روہیلے تپ دلرزہ اور اسہال کی بیماری مین مبتلا ہین قوت اور طاقت کو بیحد
نقصان پہنچ رہا ہے اگر دشمن دبا تا ہوا ہمارے مورچون مین گھس آیا تو تمام عزت وناموس برباد
ہوجائے گی۔ بہتر یہ ہی کہ انگریزون کے حکم کی تعمیل کیجائے۔ اور نواب نصراللہ خان کی نیابت
کے لئے استدعا کی جائے۔ اس مشورے کے بعد روہیلون نے انگریزون کو کہلا بھیجا کہ ہمکو
آپ کے حکم کی تعمیل منظور ہی۔ اور ہماری خواہش یہ ہی کہ مختار ونائب ریاست نواب نصراللہ خان
مقرر کئے جائین آپنے جو زبانی پیام دیا ہے اوس مضمون کو تحریر کرکے اور بختگی اوسکی قسم سے
فرما کے بھیجدیجئے تو ہم سارا خزانہ بھی آپکے پاس بھیجدین اور اطاعت کو حاضر ہوجائین۔
انگریزون نے روہیلون کی درخواست کے موجب یہ مضمون لکھ بھیجا۔ دوسرے روز نواب
نصراللہ خان عہدنامے کی تکمیل کے لئے انگریزون کے پاس چلے آئے۔ نواب آصف الدولہ
نے نواب احمد علی خان اور اونکی والدہ کو بھی رامپور سے لشکر مین طلب کرلیا تہا۔ بیگم نے بھی
یہی خواہش ظاہر کی کہ نصراللہ خان احمد علی خان کے نائب مقرر کئے جائین۔ چنانچہ موضع ٹپہ
کے کھانے مین ۵ جمادی الاولے ۱۱۹۵ ہجری کو عہدنامہ تحریر ہوا۔ پس آصف نامی مین
جو اس واقعہ کا مادہ تاریخ جنگ افاغنہ لکہا ہے جس سے ۱۱۹۵ ہجری نکلتے ہین اس مین ایک
عدد کی بیشی ہے۔ اسلئے کہ وجوڑا کی لڑائی ۱۱۹۴ ہجری مطابق ۱۷۸۰ء مین ہوئی تہی
اس عہدنامے کی رو سے یہ قرار پایا کہ جو کچہ خزانہ خاندان نواب فیض اللہ خان مرحوم کا ہوگا
فوج روہیلہ اوسکو امانتہً کمپنی کے حوالے کردیگی۔ اور بعد حوالے ہوجانے خزانے کے
نواب آصف الدولہ اور انگریزی کمپنی کی فوجین یہان سے روانہ ہونگی۔ اور فوج روہیلہ
منتشر اور متفرق ہوکر جہان چاہے گی چلی جائے گی۔ اور نواب احمد علی خان کے ۱۲
سال کی عمر کو پہونچنے تک نصراللہ خان بطور مدبر ریاست اور محافظ احمد علی خان کے مقرر
ہوگئے۔ نواب احمد علی خان کو جسقدر جاگیر دیگئی طول مین زیادہ سے زیادہ ۸۰ میل

اور عرض مین زیادہ سے زیادہ ۴ ر ۳۰ میل ہے کل رقبہ اس جاگیر کا دہی کا مذات کی رو سے
۲ ر ۸۹۹ میل مربع ہے مگر پیمایش کے دفتر کی رو سے جو ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۶ء تک ہوئی ۸۹
مربع میل ہے اور ریاست رامپور کے صدر قانونگو ہری شنکر کو اس بات پر اصرار ہی کہ اس
جاگیر کا رقبہ ۲ ر ۸۹۹ میل مربع ہے۔ اس جاگیر کی آمدنی دس لاکھ روپیہ سالانہ اوسوقت
قرار دیکر نواب احمد علی خان کے لئے مقرر کی تھی۔ نواب فیض اللہ خان کو نواب شجاع الدولہ نے
چودہ لاکھ پچہتر ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر ۱۱۸۵ ہجری مین عطا کی تھی اونکی حسن انتظام سے
اسقدر ملک کی آمدنی بائیس لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ کو پہنچ گئی تھی تو اس حساب سے
نواب وزیر نے اصل جاگیر مین سے بارہ لاکھ روپیے سالانہ کی آمدنی کا ملک کاٹ لیا۔
اور اوسکی تحصیل کا سرانجام اول عطا بیگ خان عرف مرزا کلن کو جو پہلے اعظم گڑھ کا حاکم تہا
فوج شائستہ کے ساتھ مقرر کیا۔ جب یہ عہدنامہ تحریر ہوچکا تو نواب نصر اللہ خان
روہیلون کے لشکر مین گئے اور تین لاکھ اکیس ہزار اشرفیان سکہ جیپور بارہ چکڑوہتین
لدوا کر انگریزی لشکر مین بہجوادین اور چیری صاحب رزیڈنٹ کے سپرد کردین جو منجانب انگریزی
کمپنی کے عہدنامے کی تعمیل کا ضامن تھا۔ تاریخ مظفری مین غلطی سے ایک لاکھ بیس ہزار
اشرفیان لکھی ہین۔ نواب آصف الدولہ نے دیوان فیض اللہ خان کے دیوان طوطا رام کو
رامپور سے بلوا کر نواب فیض اللہ خان کے خزانے کا سب حساب سمجہا اوس نے جمعخرچ پورا سمجہایا
اور دیوان مذکور سے نواب مرحوم کے ملک کی نکاسی کا حساب لیا گیا تو بائیس لاکھ روپیہ سے
زائد آمدنی پائی گئی۔ بعد اس کے آصف الدولہ مع لشکر ذاتی و انگریزی دامن کوہ سے
کوچ کرکے رامپور کی طرف روانہ ہوئے۔ چھ پہا نوکی سپاہ اپنے مورچون سے نکلی اور نواب
نصر اللہ خان روہیلون کے لشکر کا حضرت نگر مین چہوڑ کر آصف الدولہ کے لشکر مین شریک
ہوگئے نواب آصف الدولہ نے رامپور کے قریب پہونچکر احمد پور مین مقام کیا۔ جام جہان نما
مین لکہا ہے کہ دوسرے روز نواب آصف الدولہ سوار ہوکر رامپور کی سیر کو گئے کوچہ و بازار
مین بچہے کئی ہزار روپیہ مساکین کو دیا۔ جب نواب نصر اللہ خان کے ڈیرے کے پاس
پہونچے تو انہون نے ایکہزار اشرفیان نذر کین۔ اور وزیر اونکے ڈیرے کے اندر داخل
ہوئے۔ تتمۃ التواریخ مین بیان کیا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب احمد علی خان کو محل
مین سے بلوا کر مسند ریاست پر بہٹایا۔ احمد علی خان جب تک زندہ رہے اس احسان کے

مرہون منت رہے اونکی تحریرین نواب سعادت علیخان کے وقت تک آتی رہین۔ بعد اسکے آصف الدولہ اور انگریز تمام فوج کے ساتھ ۵ جمادی الاولے کو بریلی کی طرف روانہ ہوئے جب دونون لشکر سرحد رامپور سے نکل گئے تو تمام پٹھان رامپور مین آکر اپنے اپنے گھر دمین آباد ہو گئے اور خاندان ریاست رامپور اور نواب احمد علی خان اور فضل اللہ خان آصف الدولہ کے ساتھ بریلی کو چلے گئے۔ وہان ۷ جمادی الاخری ۱۲۰۹ ہجری مطابق ۳ دسمبر ۱۷۹۴ء کو تقسیلی عہدنامہ کی تکمیل ہوئی۔ مگر ان عہدنامون مین عہدنامہ لہتیدی کی اتنی مخالفت کی گئی کہ اوسمین تو خزانہ نواب فیض اللہ خان مرحوم کا صرف کمپنی کو سپرد کرنا قرار پایا تھا اور اب یہ شرط لکھی گئی کہ کمپنی یہ سارا خزانہ نواب آصف الدولہ کو بطور نذرانہ بابت جاگیر رامپور کے اور بعوض کل حقوق ضبطی وغیرہ املاک نواب فیض اللہ خان اور نواب محمد علی خان کے دیدیا۔ جبکہ نواب فیض اللہ خان کے بیٹون نے یہ دیکھا کہ نصر اللہ خان نائب ہو گئے تو انگریزون سے کہا کہ ہماری تنخواہ کا تصفیہ کر دینا چاہیے۔ تاکہ نصر اللہ خان پھر تغافل نہ کرین اسلئے اونکی تنخواہین بھی عہدنامے مین داخل کر دی گئین۔ اور نواب فیض اللہ خان نے جسقدر تنخواہ اپنے بیٹون کی مقرر کی تھی نواب آصف الدولہ نے اوس سے زیادہ اونکے واسطے مقرر کئے۔

نواب آصف الدولہ کا نواب احمد علیخان اور اونکے امرا کو خلعت عطا کرنا اور جاگیر رامپور کی آمدنی کے مصارف مقرر کر دینا۔ اور بعد اسکے آصف الدولہ کا اودہ کو روانہ ہونا

مظہر کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے ۵ جمادی الاخری ۱۲۰۹ ہجری کو اپنے دربار مین نواب احمد علی خان کو طلب کر کے ایک خلعت عطا کیا جس مین ایک زرین دستار اور ایک ٹوپی اور ایک سرپیچ اور کلغی اور موتیون کی مالا اور سپر اور تیغ تھی۔ اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی اور پالکی بھی دی۔ جب نواب احمد علیخان خلعت پہن چکے تو ایک خلعت نصر اللہ خان کو دیا کہ ریاست رامپور کے باقی ارکان دولت کو طلب کر کے اونکو بھی خلعت عطا کئے۔ اور اونکے

فیض اللہ خان کے بیٹوں کو بھی خلعت مرحمت کئے نواب آصف الدولہ نے آمدنی ریاست میں خرچ کا سالانہ اسطرح انتظام کیا کہ نواب احمد علی خان کی ذات خاص کے سالانہ مصارف کے لئے ایک لاکھ روپیہ نصر اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ حسن علی خان و فتحیاب خان و نظام علیخان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ بہتر ہزار روپیہ اور یعقوب علیخان و قاسم علیخان و کریم اللہ خان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ اور احمد یار خان ابن محمد یار خان پسر نواب علی محمد خان روہیلہ اور مصطفے خان ابن اللہ یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ کے لئے پچیس ہزار روپیہ سالانہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے لئے چھ ہزار روپیہ سالانہ اور بیگمات کے مصارف کے لئے اڑسٹھ ہزار روپیہ سالانہ۔ اور نواب غلام محمد خان کے بیٹوں کے لئے اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ مجموعی مقدار مصارف کی چار لاکھ روپیہ سالانہ ہوئی۔ باقی آمدنی سپاہ کے خرچ کے لئے مقرر کی اور اس کے مطابق بند خرچ تیار ہو کر نصر اللہ خان کو دربار میں دیدیا گیا۔ ۹ جمادی الاخری ۱۲۱۴ ہجری کو نواب آصف الدولہ مع فوج انگریزی کے اودہ کو چلے گئے اور نواب احمد علی خان اور اونکے اہل خاندان اور افسران فوج رامپور کو روانہ ہوئے۔ ۱۸ جمادی الاخری کو نواب لکھنؤ میں داخل ہوئے جسمیں نواب کا دا خلہ لکھنؤ میں ہوا تمام چوک اور دوکانیں دو رویہ کمال حسن و خوبی سے نقش و نگار کے ساتھ آراستہ کی گئی تھیں نمدی اور کمخواب کے شامیانے دوکانوں میں بچھائے گئے۔ اور بڑی بڑی رنڈیاں سر سے پاؤں تک زیور اور گراں بہا پوشاکوں سے آراستہ ہو کر چھتوں پر کمروں میں جلوہ گر تھیں اور تماشائیوں کا کوچہ و بازار میں ہجوم تھا نواب نے روپئے اور اشرفیاں محتاجوں اور ارباب نشاط کو بخشیں۔ ناسخ نے آصف الدولہ کی فتحیابی کی تاریخ اسطرح سوزوں کی ہے

مژدہ ای ناسخ کہ با اقبال و جاہ ؛ بر عدو نواب آصف فتح یافت
از پئے تاریخ این فتح مبین ؛ ہاں بگو۔ نواب آصف فتح یافت

نواب مظفر جنگ والی فرخ آباد اور اسکے ساتھ سلطنت اودہ کے معاملات۔ نواب کی وفات ہونا اور اسکا جانشین مقرر کرنیکے لئے آصف الدولہ کا فرخ آباد کو جانا

نواب مظفر جنگ ایک کمزور اور ناتجربہ کار جوان آدمی تھا اوس کے ملک مین سے الماس علیخان عامل اودھ نے قصبہ دہرہرہ کو ایک خیر کافی خراج پر لیا تھا۔ برگنہ حافظ مو اور سوج بہیشہ تاراج ہوتے رہے نجگدھ کے قریب کے گھاٹ اور ترنے کے محصول کو نواب وزیر کے مسئولون نے بردوتی لے لیا تھا۔ فرخ آباد ویران ہوگیا وہانپر کوئی مستقل حکومت کئی برسون تک نہین رہی نواب آصف الدولہ اور اونکی نائب اور لکھنؤ اور فرخ آباد کے رزیڈنٹون اور مجگدھ کے ملبو کے حاکمون اور نواب مظفر جنگ اور اوس کے بیس نائبون نے باری باری سے دست اندازی کی اس نواب کی بھی سرکار کمپنی مدت سے سرپرستی کرتی تھی اور نواب اودھ کی دست برد سے بچاتی تھی اس نواب کا ملک طول مین ۵۰ میل اور عرض مین ۵۰ میل تھا۔ اور سارے ملک کی آمدنی ساڑھے بیس لاکھ روپے کی تھی۔ انگلش گورنمنٹ نے مظفر جنگ اور آصف الدولہ کے درمیان ۱۷۸۵ء مین یہ عہد و پیمان کرادئے تھے کہ نواب فرخ آباد اوسقدر سپاہ رکھے جو ریاست کے کامون کو کرسکے اور نواب اودھ ایک بریگیڈ اپنی سپاہ کی فرخ آباد مین ہمیشہ رکھے۔ جو نواب فرخ آباد اور ملک کی حفظ و حراست کرے اور ساڑھے چار لاکھ روپیہ سالانہ مظفر جنگ آصف الدولہ کو دیا کرے۔ اپنے عہد ریاست کے اخیر حصے مین نواب مظفر جنگ نے ساڑھے چار لاکھ روپیہ خراج کی تخفیف لکھنؤ سے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی اگرچہ وہ بذات خود ایکمرتبہ وہان گیا لیکن اوسکی کوشش نے کچھ فائدہ نہین اوٹھایا۔ وہ اوس شخص کے ہاتھ بیچ گیا جسکو وہ توہین کرتا تھا کہ آصف الدولہ نے روپیہ دیکر اوسکے قتل پر آمادہ کیا تھا۔ ایک شخص مہاگو خان نامی نے اس مسئلہ مین اوسکی جان بچائی تھی۔ نواب مظفر جنگ نے ۳۸ برس کی عمر مین ایک خفیف علالت کے بعد ۲۲ اکتوبر ۱۸۲۱ء کو انتقال کیا۔ زہر دینے کا شبہہ کیا گیا۔ نواب آصف الدولہ اور مسٹر لیڈن رزیڈنٹ لکھنؤ اس معاملے کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لئے فرخ آباد مین گئے۔ جہاؤ لال نے چاہا کہ فرخ آباد مین بھی آتش فتنہ مشتعل ہو نواب وزیر کا مزاج اس راہ پر لایا کہ مظفر جنگ کے بڑے بیٹے رستم علی خان نے اپنے باپ کو نہر دیکر ہلاک کیا ہے مسند نشینی کے لائق نہین مناسب یہ ہے کہ اوس کی جگہ دوسرا بیٹا امداد حسین نصیر جنگ جو عاشق محل کے بطن سے تھا مسند نشین کیا جائے۔ اور حذاوند خان نائب بنایا جائے۔ جب افاغنہ نو شمس آباد نے جو شریک دولت فرخ آباد تھے یہ خبر سنی۔ اونہون نے نواب وزیر کی مداخلت خلاف سمجھکر مفسدہ برپا کیا۔ آخر وہ جماعت جو حذاوند خان کی طرفدار تھی راجہ جہاؤ لال کی باسداری کی وجہ

مستعد مقابلہ ہوئی دوسری طرف سے امراؤ بیگم پہلی زوجہ بہو بیگم کی اپنے بھائی امین الدولہ کے اپنے بھتیجے ولاور جنگ پسر امین الدولہ کو جاؤس کا مسئلہ پیش کیا۔ فریقین مقابل نے نواب آصف الدولہ کی توجہ اور مہربانی حاصل کرنے کی کوشش کی آخر وہ نزاع بذریعہ مصالحت کے طے پائی جس کے بموجب نواب نصیر جنگ ۱۲۷۲ھ میں ۱۳ لاکھ برس کا حقدار انگریزی امین الدولہ جانشین ہوا اور یہ شرط ہوئی کہ نواب کو پچاس ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملنا چاہیے اور وہ سر رشتہ معاملات امین الدولہ اختیار تام رکھے اور مظفر جنگ کے بڑے بیٹے پر جرم زہر خورانی ثابت ہوا جو لکھنؤ میں جلاوطن کیا گیا۔

سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت رائے سے نواب کی ناموافقت ہونا جھاؤلال کو سلطنت کے کاموں میں مداخلت کرنے سے انگریزوں کی طرف سے ممانعت ہوجانا۔ جیری صاحب کا عہدۂ رزیڈنٹی سے تبادلہ۔ علاوہ تفصل حسین خان کا عہدۂ سفارت کلکتہ پر مقرر ہونا

رہا سہا وہ کا حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا تھا۔ گورنمنٹ انگریزی کا زر موعود قرض سے ادا ہوتا تھا۔ اگر کوئی بڑا قرض ادا ہوتا تھا تو اوس کے لئے نیا قرض لیا جاتا تھا۔ آمدنی ملک سے نہیں ادا ہوتا تھا۔ اس لئے سود بر سود بڑھتا جاتا تھا۔ صمصام الدولہ بہادر بیگ خان کی رحلت کے بعد سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت رائے کلکتہ کو گئے تھے۔ اور ہر روپیہ سرکار کمپنی کا نواب وزیر کے ذمے منظور کی روسے ہوا اوسکی وجہ سے سود میں تیس لاکھ روپیہ سالانہ دینا قرار پایا تھا۔ اُن روپیوں کا تقاضا اہل شہر اور عاملوں سے رہتا تھا۔ آخر کار ٹکیت رائے نے نواب آصف الدولہ کے کثرت مصارف کی شکایت لکھ کر گورنر جنرل کا خط نواب وزیر کے نام اس مضمون کا سفارشانہ اتنا زیادہ روپیہ مصارف

لہ دیکھو طلسم ہوشربا

بیجا مین روپیگان خرچ ہوتا ہے اگر اوس کے عوض خزانے مین جمع ہو تو کسی ضرورت کے وقت
کام آوے نواب وزیر اس مضمون سے تاڑ گئے کہ یہ آتش افروزی ٹکیت رائے کی ہے ورنہ انگریز
کچھ ہمارے ناصح نہین اسوجہ سے راجہ ٹکیت رائے نواب کی نظرون سے گر گیا۔ اور اوس کے معزول
کرنے پر آمادہ ہوے ٹکیت رائے نے ایک فرد مہاجنان شہر کے قرضے کی تعدادی پچہتر لاکھ
روپیہ فاعتبات کی خزانچی سے لکھوا کر نواب کے ملاحظہ مین گذرانی اور عرض کیا کہ اس کا سود باعث
نقصان سرکار ہے۔ چونکہ نواب وزیر کو توجہ کاغذات کی جانب بہت کم تھی دیکھکر بہایت برافروختہ ہوے
اور غضب مین آکر راجہ جھاؤ لال کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ جب تک حیدر بیگ زندہ رہا ہم کو
حساب و کتاب کی تکلیف نہین دی۔ جبکہ ہم بذات خاص متوجہ اس کام کیطرف ہون تو یہ کاریرداز
لوگ جو لاکہون روپیہ اپنے حقوق کا لیتے ہین محض بیکار ہین۔ یہ سنکر پہلے راجہ جھاؤ لال خاموش رہا
جب دوبارہ نواب وزیر نے ارشاد فرمایا اوسوقت جھاؤ لال نے عرض کیا کہ راجہ ٹکیت رائے
شہر کے مہاجنون سے سازش رکہتا ہے۔ اور بیجا تھ جو خزانے کا داروغہ ہے وہ ٹکیت رائے
کا بھائی ہے۔ اور اوس کو آج اسقدر مقدرت حاصل ہے کہ چاہے تو چاندی کی عمارت
تعمیر کرے اور یہ سب دولت حضور کی بدولت ہے۔ نواب آصف الدولہ نے جھاؤ لال کو حکم دیا کہ
مہاجنون کو اپنی حویلی مین یا راجہ بچھراج کے مکان مین بلاکر بات چیت کرے اور رائے بالکرام
امین محاسبہ کا ہو۔ غرض بہت سی تفتیش و تحقیق کے بعد حسب فیصلہ بالکرام کل گیارہ لاکھ روپیہ
مہاجنون کا نکلا۔ باقی سب حساب مصنوعی تہا۔ اس جرم مین بیجا تھ خزانے کے عہدے سے علیحدہ
ہوا۔ اور یہ کام بچھراج کو دیا گیا۔ جب ٹکیت رائے نظرون سے گر گیا تو سرفراز الدولہ کے ذریعے سے
مسٹر چیری صاحب رزیڈنٹ سے میل چاہا۔ اور سلسلہ جنبانی کی۔ مگر کوئی بات سودمند نہوئی
جسوقت راجہ ٹکیت رائے نے بچھراج کا غذات درست کرکے پیش کیا تو سرفراز الدولہ اور رزیڈنٹ
کی سفارش سے اوسکو دوبارہ دیوانی اور پیشکاری کا خلعت مرحمت ہوا۔ مگر نواب آصف الدولہ
کا دل اوس سے اب بھی غبار آلودہ رہا۔ بلکہ سرفراز الدولہ کیطرف سے بھی مزاحمین کو درت آگئی۔
رزیڈنٹ نے نواب کو مشورہ دیا کہ بخشی گری کی خدمت سرفراز الدولہ کے فرزند کے نامزد ہونا
بہتر ہے اور دیوانی کا تعلق راجہ ٹکیت رائے سے مناسب ہے اور جھاؤ لال بمصاحبت رہے
اور باہم کوئی شخص کسی کے عہدے مین دست اندازی نہ کرے اور بچھراج خزانے کے کام پر
رہے نواب وزیر نے سرفراز الدولہ سے کہا کہ تم ہمارے نائب ہو تم کو جھاؤ لال خیرخواہ پر نظر

التفات لازم ہے اور مکیت رائے بدخواہ کو موقوف کرنا مناسب ہے۔ مگر سرفراز الدولہ کو مکیت رائے کا عزل منظور تھا نواب وزیر نے کا غذات گذرا بیدہ مکیت رائے کو جعلی قرار دیا۔ اور سرفراز الدولہ کے بیٹے کو کم سنی کے سبب سے تا مکدر خاطر کی وجہ سے بخشی گری نصیب ہوئی یہ خدمت مرزا جعفر کو ملی جہاؤ لال کو مرزا جعفر اور راجہ مکیت رائے کا عزل منظور تھا اس کارروائی کی وجہ سے نواب وزیر اور مسٹر چیری صاحب میں تحمیں پیدا ہوگئی۔ چیری صاحب ۱۷۹۷ء سے رزیڈنسی لکھنؤ پر مقرر تھا نواب نے سرجان شور صاحب گورنر جنرل کو چیری صاحب کے بنا دینے کے لئے لکھا اونہوں نے اوس کو اودھ سے بنارس کو بدل دیا اور وہاں محکمہ اپیل کا حاکم اعلے کر دیا۔ اور چیری صاحب کی جگہ مسٹر لیڈن جو بنارس میں مقرر تھا ماہ ربیع الاول ۱۲۱۱ھ ہجری کے مطابق ۱۷۹۶ء کو اودھ کا رزیڈنٹ مقرر ہو کر آیا[1] اور گورنر جنرل نے نواب آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ ہمنے آپکی خواہش کے مطابق چیری صاحب کو لکھنؤ سے علیحدہ کیا اب مناسب ہے کہ جہاؤ لال کو آپ کسی کاروبار مملکت میں مداخلت نہ دیں۔ اوسکو معطل کر دیں۔ مگر نواب وزیر نے جہاؤ لال سے لطف و کرم کم نہ کیا۔ اور جہاؤ لال نے بہت کوشش کی اور منشی عبدالقادر کی معرفت مسٹر لیڈن رزیڈنٹ سے موافقت اور صفائی چاہی۔ مگر مسٹر چیری ایسی قباحتیں نہ لکھا گیا تھا جو رزیڈنٹ حال کے مزاج کی اصلاح ہوتی۔ تفضل حسین خان کے نام عہدہ سفارت کلکتہ قرار پایا وہ کلکتہ کی جانب روانہ ہوئے اور راجہ گوبند رام قوم ناگر جو اس سفارت پر مامور تھا موقوف ہوا۔

نواب آصف الدولہ کی دادی کا انتقال

نواب شجاع الدولہ کی والدہ جو برہان الملک سعادت خانکی بیٹی تھیں اونہوں نے فیض آباد میں انتقال کیا یہ بیگم عجیب ہولی بہالی تھیں یہانتک کہ سکھیجن نام اونکی لونڈی اونکے خزانے کی کلید دار تھی جب سکھیجن کو روپیہ کی ضرورت ہوتی تو بیگم صاحبہ سے عرض کرتی کہ روپیوں کے توڑے ان کو روپے دینے کا حکم ہو جائے اور اون سے اجازت لیکر تھیلیاں روپیہ میں رکھواتی جسقدر ضرورت ہوتی روپے لے لیتی اور شام کے وقت پھر تھیلیاں خزانے میں رکھکر

---

[1] دیکھو تاریخ سطحزی ۱۲

بیگم سے عرض کرتی کہ آج اسقدر روپیہ دھوپ میں خشک ہوگیا بیگم صاحبہ اس دروغ کو سچ سمجھکر کبھی فراموش نہیں فرماتی تھیں - بیگم صاحبہ کے لئے ایک لاکھ روپے کی آمدنی کی جاگیر محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان کے ہاں سے تھی اور جو جاگیر نواب صفدر جنگ اور شجاع الدولہ نے اونکے لئے مقرر کی تھی وہ جدا تھی - اور اونکے خزانے میں نقد پچاس لاکھ روپے سے زیادہ جمع تھا اور جواہرات و اسباب طلائی و نقرئی وغیرہ لاکھوں سے زیادہ کا اونکے پاس تھا نواب وزیر نے اس مال و متاع کے لینے کے لئے ڈیوٹھی کے خواجہ سرا وغیرہ کو جو نواب کی اطاعت سے گریز کرتے تھے زنجیر و طوق پہنا کر کمال تشدد سے ضبطی کی -

راجہ جھاؤلال کی سرکار وزیر میں خیر خواہیان اور انگریزوں کی طرف سے مخالفانہ خیالات جسکی پاداش میں عظیم آباد کو جلاوطن کیا جانا - زمان شاہ ابدالی کی چڑھائی کے حیلے اور اودھ کی اصلاح کے خیال سے گورنر جنرل کا قلعہ الہ آباد میں سپاہ فراہم کرنا

راجہ جھاؤلال نے منشی غلام قادر خان میر منشی رزیڈنٹ کا ہتھ سہارا پاکے بزور دست تسلط سلطنت کے کاموں میں دراز کیا اور سرداران سپاہ اور نواب کے عزیز و اقارب اور نواب برہان الملک اور صفدر جنگ کے سپاہیوں کے بہت سے مصارف کم اور موقوف کرکے ایسی بچت پیدا کی کہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ انگریزی مہاجنوں کا جو راجہ ٹکیت رائے کے وقت سے سلطنت کے ذمہ چڑھا تھا ادا کیا - اور خزانے سے نقد چالیس لاکھ روپے لیکر سب انگریزوں کا قرضہ چکا دیا کیا اور جو کچھ فی الجملہ باقی رہا اسکو بلا سود چھ برس پر قسط بندھا کیا - اور اس کے سوا کچھ روپیہ نقد بھی خزانے میں جمع کیا اور نواب کے امور خانگی میں بھی خیر خواہیان کمین - نواب وزیر اکثر زبان سے فرمایا کرتے تھے کہ مرزا حسین رضا خان اور ٹکیت رائے نے ہمارا گھر برباد کیا - مگر جھاؤلال نے

پھر سہ نو قایم کیا اونکو اپنے وزیر حسن رضا خان اور راجہ ٹیکیت رائے سے قلبی نفرت تھی اونکو وہ اپنا عذاب جان اور وبال خاطر جانتے تھے جہاؤلال پر مرتے تھے۔ اوسی کو اپنا وزیر بنانا چاہتے تھے۔ اس منظور نظر کی خاطر سے اونہون نے وزارت کا کام ظاہر مین اپنے ہاتھ مین لیا اور حقیقت مین اوسکو دیدیا جہاؤلال نے جسطرح ریاست کا اندرونی انتظام درست کیا گورنر جنرل اور اونکی کونسل سے موافقت پیدا نہ کرسکا۔ بلکہ جو کچھ اوسکی ہاتھ سے وقوعمین آیا وہ اونکی خلاف تھا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب راجہ جہاؤلال گورنر جنرل اور اونکی کونسل کے ساتھ صفائی ہونے سے مایوس ہوا تو اوس نے درپردہ نامہ و پیام کابل کے مرہٹون سے شروع کیا اور ہولکر کا جہاؤلال کا بچپن طوائف کے بطن سے تھا اوسکو ہمت بہادر کی بیٹی کے ساتھ منعقد کیا۔ اور اپنی بیٹی کی شادی ہمت بہادر کے فرزند کے ساتھ کرنی تاکہ سلسلہ اتحاد مضبوط ہو اور اپنی بیٹی محمد یحییٰ خان کے ساتھ منعقد کی۔ یہ شخص ترک تورانی شاہ جہان آبادی تھا اور رامپور سے عمر خان بڑے بھائی کو بلاکر نواب کی سرکار مین نوکر کہوایا اور منظور تھا کہ ضرار الدولہ خان کو نواب محمد علی خان والی رامپور کے عہدۂ نیابت سے موقوف کرکے عمر خان کو رامپور کا نائب بنائے تاکہ ریاست رامپور اور تورانیان شاہ جہان آباد اور مرہٹون کابلی کی ملت ضرورت کے وقت کام آئے۔ اور جبکہ زمان شاہ نبیرۂ احمد شاہ ابدالی کی لاہور کی طرف آمد کی خبر مشہور ہوئی تو راجہ جہاؤلال نے اپنے وکیل شاہ ولی خدمت مین نیازمندی کے عریضہ بیاد بھیجے اور اوسنے موافقت چاہی اور قلعہ الہ آباد کی مرمت شروع کرائی۔ اور یہ مشہور کیا کہ اگر ابدالی کی فوج اودہ پر چڑھائی کریگی تو قلعہ الہ آباد مین پناہ لی جائے گی اور جہاؤلال نواب وزیر کو صلاح دیتا تھا کہ حضور لکھنؤ سے قدم باہر نکہین یہ تمام خبرین کونسل کلکتہ تک پہنچین گورنر جنرل اور اونکی کونسل کو گمان ہوا کہ جہاؤلال نواب وزیر کو آمادہ مخالفت کرتا ہے۔ گورنر جنرل نے اس حیلے سے کہ اگر ابدالی کا لشکر ادہر رخ کرے کا تو ہم مدارک کرینگے قلعہ آباد مین انگریزی فوج جمع کرنا شروع کی جبکہ زمان شاہ کو اخبار اور ہواخواہان دولت کے عرائض سے دریافت ہوا کہ اون کے سوتیلے بھائی محمود نے جبکہ وہ ہرات کی طرف دیگر شہزادگان کے بھائیون کی طرف بھاگا آتے تھے ہرات کیطرف سے نکالا ہے تو زمان شاہ قندہار کی طرف لوٹ گئے۔ گورنر جنرل کا وکیل الہ آباد مین فوج کے جمع کرنے سے یہ چاہتا کہ لکھنؤ کی حالت کی اصلاح کرین۔ نواب کے ملک مین انگریزی سپاہ بڑھتی رہی اور ۱۸۰۱ء سے ۱۸۰۵ء تک کے وقت مین ایک برگیڈ سپاہ رہتی تھی۔ لارڈ کارن والس کے

زمانے مین دوبرگیدہ رہنے لگے اور نواب کی نالیاقتی[۱] اور بدانتظامی کے باعث سے کمی روپے کی ہوکر پچاس لاکھ روپے اوسکے لئے جانے لگے اب اوس سے بھی زیادہ سپاہ رہنے لگی کیونکہ نواب مین نہ تو لیاقت تھی نہ اونکی سپاہ اس قابل تھی کہ ملک کا انتظام کرسکتی اگر یو جھو تو یہ سودا سخت تھا کہ ملک کی حفاظت غیر قوم کی سپاہ سے اوس کی چوتھائی آمدنی مین ہوتی نہیں اوس سے زیادہ کیا سودا سستا ہوسکتا تھا[۲] ۲۲ اپریل ۱۷۹۶ء کو کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنر جنرل کو لکھا کہ بنگال مین جو دو رجمنٹین ہندوستانی سوارونکی ہین انمین دو اور رجمنٹون کا اضافہ ہو اور سرکار کسیکی کا خرچ نہ بڑھے۔ اسلئے نواب آصف الدولہ کو سمجھایا جاے کہ وہ اپنی نکمے سوار موقوف کرین۔ اور اونکی تنخواہ کی بابت سے ان سوارونکی رجمنٹونکی تنخواہ دیا کرین۔ جب نواب سے یہ درخواست کی گئی تو اونہون نے صاف انکار کردیا تھا۔ مارچ ۱۷۹۷ء مطابق ۱۲۱۱ ہجری مین سر جان شور گورنر جنرل نے علامہ تفضل حسین خانکو ساتھ لیکر کلکتے سے زمان شاہ ابدالی کے تدارک کے حیلے مین کوچ کیا۔ اور بنارس مین آے۔ اور یہان سے بھی انگریزی فوج اوٹھاکر لکھنؤ کی طرف روانہ ہوے نواب وزیر نے استقبال کرکے ملاقات کی دو مطلب گورنر جنرل کے تھے۔ ایک یہ کہ سوارون کا خرچ نواب اپنے ذمے لین۔ جس سے وہ قطعی انکار کرچکے تھے۔ دوسرے انتظام ملکی مین اصلاح کرین گورنر جنرل کا کہنا خالی نہ گیا۔ اس شامت[۳] کے مارے نواب نے مان لیا کہ آٹھ رجمنٹ پانچ لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ خرچ نہو تو ایک رجمنٹ گورونکی سوارونکی اور ایک ہندوستانی سوارونکی بڑھائی منظور ہے۔ گورنر جنرل اور آصف الدولہ دونون لکھنؤ سے بھی آگے کوڑھ گئے تھے۔ جبکہ زمان شاہ کی واپسی کابل کی خبر ملی تو گورنر جنرل ماہ شوال ۱۲۱۱ ہجری مین وزیر سے رخصت ہوکر بنارس کیطرف سدھارے[۴] چلتے وقت گورنر جنرل نے نواب آصف الدولہ سے درخواست کی کہ جہاؤلال کو جسکی ذات سے سفندہ پردازی اور فتنہ انگیزی کی اکثر خبرین مسموع ہوتی ہین ہمارے حوالہ کرین۔ نواب سے اسوقت مین کہ عالم مجبوری تھا بجز اسکے کچھ بن نہ پڑا کہ راجہ جہاؤلال کو حوالے کیا۔ گورنر جنرل نے

---

[۱] یہ الفاظ نواب کی شان مین جلد دوم عہد نامجات مین مندرج ہین ۱۲ [۲] دیکھو تاریخ منشی ذکاراللہ صاحب۔ ۱۲ [۳] یہ لفظ منشی ذکاراللہ صاحب کا عطیہ ہے۔ ۱۲ [۴] دیکھو تاریخ سلطنتی ۱۲

اوسکو عظیم آباد بھیجدیا۔ اور پانچہزار روپیہ ماہوار مقرر کردیا۔ اوسنے وہان عالیشان عمارت بنوائی اور ہمیشہ تعزیہ داری بڑے تکلف سے کرتا تھا۔ سنہ ۱۲۳ ہجری مین بستر بیماری پر قضا کی اور انتقال کے وقت اپنے دفن کے لئے بوضع اسلام وصیت کی اوس کے تکلفات اور عیش و عشرت کا یہ حال تھا کہ جبکہ لکھنؤ مین رہتا تھا تو کہانا کھانے کے وقت اوس کے اوس فرش پر جسپر کہانا کہاتا تھا ایک طرف روبرو سلمان خواجہ سین بیٹھتے تھے اور ناچتی گاتی تھین اور دوسری جانب سنہدو کہانا کھانے مین مشغول ہوتے تھے۔ غرضکہ اوس کا تمام خاندان مطیع الاسلام تھا۔ اوسکی چند بیٹیان بخبن والدہ سے تھین جن مین سے ایک بیٹی نواب اشرف علیخان کے خاندان مین مرزا بہورا ولد مرزا ابراہیم کے ساتھ منسوب ہوئی تھی۔ بخبن والدہ کے بطن سے جسقدر اولاد تھی راجہ جہاؤلال کے انتقال کے بعد اوس کے تمام ترکہ کے پر متصرف ہوئی۔ کیونکہ کوئی بیٹا سمقوم عورت سے نہ تھا۔ بخبن جہاؤلال کے بعد چند مدت رائے بالکرام سے متفق رہی اسوجہ سے اوسکا دربار جاری رہا۔ تھوڑے دنون کے بعد ان دونون مین نزاع خفیف پیدا ہوگئی۔ اس عرصے مین بخبن نے انتقال کیا۔ اور رائے بالکرام نے بھی راجہ جہاؤلال کے بعد ترک لباس کیا۔ جہاؤلال کے بعض بسماندون نے انگریزی سردارون سے توسل پیدا کرکے اپنے جدی حصے سے اوقات معمولی مقرر رکھکر اعزاز و امتیاز کے ساتھ بسر کی۔ بریلی مین رائے بالکرام کے سجدگانون تھے وہ اوس کے بیٹے رتن سنگھ کے نام سرکار انگریزی کیطرف سے بحال رہے۔

سلطنت لکھنؤ کی نیابت پر تفضل حسین خان علامہ کا مامور ہونا

عظیم آباد کیطرف جہاؤلال کی روانگی کے بعد گورنر جنرل نے آصف الدولہ سے کہا کہ نیابت کا کام بہ دستور مرزا حسن رضا خان سے لیا جائے۔ اور پیشکاری اور دیوانی کا کام راجہ ٹکیت رائے کے سپرد کیا جائے۔ نواب وزیر کا مزاج جہاؤلال کے جانے کی وجہ سے نہایت افسردہ ہو رہا تھا اونہون نے یہ جواب دیا کہ اگر انہین دونون شخصون کو نیابت اور دیوانی دینی منظور ہے تو مین نیابت کے کاغذات کیطرف سے روانہ ہوتا ہون میرے لئے بھی دوسرا پیدا کرنا چاہئے۔ مین تبدیل لباس کرونگا۔ یہ جواب سنکر گورنر جنرل نے خیال کیا کہ دونون اہل شہر کو الماس علی خان کی طرف نیابت کے [illegible] گورنر جنرل کو اوسکی نیابت منظور نہ تھی۔ آخر کار گورنر جنرل کی

سفارش و مشورے سے نواب وزیر نے تفضل حسین خان کو جنکی ذہانت اور لیاقت پر کو بڑا اعتبار رہتا سلطنت کے کام کے لئے مقرر کیا۔ اور وہ خدمت سے مخلع ہونے پر تفضل حسین خان نے اکرام اللہ خانکی معرفت سرفراز الدولہ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ مینے بہت سا خون جگر کھایا تھا کہ کاروبار سلطنت کا حل وعقد بدستور آپسے متعلق رہے لیکن اوس کے خلاف ظہور مین آیا۔ امید ہے کہ آپ اس بات کا خیال فرمائینگے سرفراز الدولہ نے یہ خبر سنکر اظہار مسرت کیا اور حضرت عباس کی حاضری منگاکر تقسیم کی اور خان موصوف سے کہلا بھیجا کہ اس بات سے ہم بہت خوش ہوے۔ تفضل حسین خان کا سلسلہ نسب یون ہے کہ سیف اللہ خان اور اکرام اللہ خان دو حقیقی بھائی لاہور مین رہتے تھے۔ سیف اللہ خان کے پانچ بیٹے تھے (۱) رحمت اللہ خان کہ عدالت نہارس کچھ دنون اس سے متعلق رہی (۲) انعام اللہ خان یہ شخص لکھنؤ مین رہتا تھا (۳) احسان اللہ خان (۴) فضل اللہ خان (۵) اکرام اللہ خان۔ ان پانچ بیٹون کے سوا دو بیٹیان بھی تھین جن مین سے ایک بیٹی محمد حسین خان کے بیٹے کے ساتھ منسوب ہوئی۔ اور دوسری بیٹی سلام اللہ خان پسر میر محمد کے ساتھ منعقد تھی اور سیف اللہ خان کا بھائی اکرام اللہ خان مدت تک نواب معین الملک عرف میر منو صوبہ دار لاہور پسر فخر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کی طرف سے وکالت پر مقرر رہا اور تین لاکھ روپیہ سالانہ پاتا تھا۔ تفضل حسین خان اسی اکرام اللہ خان کے بیٹے ہین قصبہ سیالکوٹ مین پیدا ہوے تھے دہلی مین داخل ہوکر مولوی نظام الدین کے حلقہ درس مین داخل ہوے اور علم ریاضی خیر اللہ مہندس سے سیکھا۔ ملا نظام الدین کے بعد لکھنؤ چلے گئے۔ اور فرنگی محل مین ملا حسن سے استفادہ کیا۔ سبق کے وقت حاکمانہ اعتراض کرتے ملا حسن خفا ہوکر کتاب کو زمین پر دے مارتے تھے آخر کار بایں حلقہ درس مین آنے کی ممانعت کی بعد ابو الفضل اور سعد اللہ خان شاہجہانی کے علاوہ کا خطاب اگر ہوا تو تفضل حسین خان کے لئے تسلیم ہوا ہے۔ انہون نے انگریزی اور لاطینی زبان بھی سیکھی تھی۔ نیوٹن صاحب کے پرنسپل وغیرہ کا ترجمہ فارسی مین کیا تھا۔ غرضکہ تفضل حسین خان رفتہ رفتہ یعقوب علی خان خواجہ سرا کی وساطت سے شجاع الدولہ کے عہد تک پہنچ گئے۔ اور بعد الحلہ نواب سعادت علیخان کی اتالیقی پر مقرر ہوگئے۔ جسوقت مین الدولہ الہ آباد مین تھے تو خان مذکور مصروف مطالعہ رہتے تھے۔ اور مولوی سید دلدار علی جو اثنا عشریون کے مجتہد تھے اونکی وکالت کرتے تھے اور مولویان عصر سے مباحثہ رہتا تھا۔ تفضل حسین خان کے اباواجداد حنفی مذہب رکھتے تھے اونہون نے اپنی ذات سے اثنا عشری مذہب اختیار کرلیا۔ جس زمانے مین

سعادت علیخان نے نجف خان کے لشکر سے لکھنؤ آنے کا ارادہ کیا تھا تو نواب آصف الدولہ نے وارن ہسٹنگز گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ اگر سعادت علی خان لکھنؤ میں آتے ہیں تو آئیں مگر تفضل حسین خان اور انکے ساتھ نہ آئیں اسلئے تفضل حسین خان کا لکھنؤ میں آنا موقوف رہا۔ بالآخر وہ کلکتہ کو چلے گئے۔ ۱۷۸۳ء میں گوہد کے رانا نے جسکا ملک کوہستانی بہت وسیع جسکے کنارے پر اودے پور سندھیا کے ملکوں کے درمیان میں آگرے سے ساٹھ میل پر جنوب و مشرق میں واقع تھا انگریزوں سے ارتباط پیدا کرنا چاہا۔ جسکو سندھیا بہت دق کرتا تھا۔ گورنر جنرل نے اور رانا نے ان شرائط پر عہد و پیمان کئے کہ رانا جو اکثر مرہٹوں کی دست درازی سے تنگ رہتا ہے اور سکو مرہٹوں کے ہاتھ سے خلاصی دلانے میں انگریز امداد کرینگے۔ اور وہ انگریزوں کی امداد اپنے لشکر سے اول ساعت میں کریگا اور ہمیشہ مستقل کی رہاستوں پر ترکتاز کریں۔ جبکہ مرہٹوں نے رانا کے ملک پر حملہ کرنا شروع کیا تو کپتان پوہم کی افسری میں ایک دستہ سپاہ ۱۷۸۳ء میں رانا کی مدد کو بھیجا گیا۔ جسنے گوہد کے ملک سے مرہٹوں کو نکالکر بھگا دیا۔ اور مشہور قلعہ گوالیر کا بھی ۱۷۸۳ء اگست ۱۷۸۳ء سوا بیق ۱۱۹۸ھ بجری فتح کرکے رانا کو دیدیا۔ تفضل حسین خان نے اوسوقت میں کپتان اسمتھ کے ساتھ جاکر رانا سے گوہد کی کارروائی میں مدد کی تھی۔ اور انگریزوں میں اون کا رسوخ پیدا ہوگیا تھا۔ ایکمرتبہ پامر صاحب کے ساتھ لکھنؤ میں آئے۔ اور اونکے ساتھ ۱۷۸۳ء میں بنارس گئے۔ وہاں نواب فیض اللہ خان سے آصف الدولہ کو دلانے کی جو شرائط نواب فیض اللہ خان کو دیں وہ سپاہ سے بری کرایا۔ بعد اس کے تفضل حسین خان پھر کلکتے کو چلے گئے۔ اور جب ۱۷۸۵ء میں کلکتے سے لکھنؤ میں آئے تو تفضل حسین خان اپنے ہمراہ لاکر نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی اور بہت کچھ سفارش کی آخرکار نواب نے تفضل حسین خان کو راجہ گوپی ناتھ کے عوض میں اپنی ریاست کی طرف سے گورنر جنرل کے پاس سفیر مقرر کردیا اور اب سلطنت کا عقد حل نصیب ہوا وہ اپنے علم اور فن تدبیر سے اودھ کے معتمد سرکار انگریزی کے اور رکن سلطنت کے تھے تفضل حسین خان نے انتظام شروع کیا۔ سلسلہ انتظام جدید میں مرزا جعفر کو بخشی گری کا عہدہ دیا اور خلعت دلایا۔ اور حیدر بیگ خان کے بعض رفقا کو دیوانخانہ اور کوتوالی کی خدمت پر مامور کیا۔ اور نصیر الدولہ سید مغرز خان کو پھر کام کا امیدوار کیا۔ مگر اونہوں نے اس زمانے میں تبدیل لباس کیا۔ اور دنیاداری کے متعلقات کو ترک کردیا تھا۔ اور سن بھی زیادہ تھا اسوجہ سے نوکری اور علاقہ کچھ قبول نہ کیا۔ تفضل حسین خان نے مرزا مہدی علی خان کو جو سرکار وزیر کا ایک عامل تھا

اپنا منشیہ بنایا۔ مگر جبکہ خان مذکور ریاست کے کاموں سے تنگ ہوتے تھے تو اکثر کہتے تھے کہ مجھکو مطالعہ کتب اور مشغلہ درس و تدریس اس نیابت سے بہتر تھا۔

نواب آصف الدولہ کی وفات

ابھی اس تغیر کو پورا ایک سال نہ گذرا تھا کہ اوایل صفر ۱۲۱۲ ہجری سے نواب کا مزاج جادہ اعتدال سے منحرف ہونا شروع ہوا ابتداءً نواب شراب پیا کرتے تھے پھر اوسکے استعمال سے توبہ کرکے بھنگ سے مشغول رہا۔ اس کو بھی چھوڑکر افیون پر آئے اور پہلے ہی سے طبیعت کشیدہ تھی۔ مگر اب وسواس تھا۔ مرض نے پامتہ پاؤں نکالے دوا اور غذا میں بے اعتدالیاں واقع ہوئیں اطبای حاذق جیسے شفای خان اور حکیم صادق خان وغیرہ کہ ہر ایک صاحب تصانیف تھا معالج تھے۔ مگر نواب وزیر کہا کرتے تھے کہ اب میں زندگی کا خواستگار نہیں بلکہ عوام میں مشہور تھا کہ جھاؤلال کے جانے سے نواب وزیر کو اپنی عزیز جان وبال ہی بلکہ دوا سے اجتناب تھا۔ آخر آخر میں استسقا پیدا ہوگیا۔ برف کا پانی کثرت سے پیتے رہے مرض نے طول کھینچا دوا کا استعمال بھی ترک ہوا اور علاج بھی موقوف کیا ۲۳ برس اور کچھ مہینے ریاست کی تھی کہ جمعرات کے دن ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۴ ہجری کو اس شش جہت سے کوچ کیا۔ ۲۵ ماہ ذیقعدہ ۱۲۱۵ ہجری کو مقام فیض آباد میں مسند حکومت پر بیٹھے تھے اونہوں نے ایتدا دارالحکومت لکھنؤ مقرر کیا تاریخ مظفری کی روایت کی وجب اونچاس برس کی عمر پائی اور وزیر نامے سے ثابت ہے کہ وہ پچاس سال بھی زیادہ عمر پاکر فوت ہوئے۔ کیونکہ اوا خر ۱۱۶۱ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔

آغا محمد ندیم روضہ خان مصنف بحرالبکا نے کہ روضہ خوانی و مرثیہ گوئی اور خوش بیانی میں کمال رکھتا تھا نواب وزیر کے مدفن کی تاریخ اس طرح نکالی ہے۔ رہنما روح در بحان وجنات نعیم۔ نواب زیر عتبات عالیات کی زواروں کی نہایت خبرگیری کرتے تھے سبکدوش کو بھی خاک کربلا اور تبرکات کربلا و نجف اشرف سے معمور رکھتے۔ باوجود اس حشمت اور عظمت کے انتقال کے وقت قبلہ کو بھی پہروفتہ مہر و قفل لگ گئی۔ اس لئے مرزا حسن رضا خان کے بہان سے خاک کربلا اور اوتار خاص کفن مسکا کر دیا گیا اور وہ نواب کے نصیب ہوا۔ اور نواب اپنے امام باڑے میں دفن ہوئے۔ نواب کی عمر میں

لہ دیکھو مفتاح التواریخ اور تاریخ مظفری میں سلخ ربیع الاول لکھی ہے اور سلخ اون دنوں کو کہتے ہیں جس کی شام کو ہلال نمودار ہو۔ شاہ محمد اجمل کی نظم سے سلخ ۲۹ تاریخ کا دن ہوتا ہے ۱۲

اسوقت تک دو ہزار ماتھی موجود تھے انکے عہد مین برف اور پھول اور گلاب باوجود کثرت کے لوگون کو بہت کم میسر ہوتے تھے . یہ جملہ چیزین سرکاری کارخانے مین جاتی تھین ؛

تاریخ وفات از آغا محمد ندیم

؛ گلشن عشرت بتاراج خزان رفت ای ندیم	شامہ استشمام حسرتہا نماید در شمیم ؛
؛ آصفی کین بود دولت را یک و شہوار بود	آن دو شہوار رفت از دست و عالم شد یتیم
لکھنؤ بی آصف است آسمان بی آفتاب	شہر یونان بی مسیح و طور سینا بی کلیم
دارد آصف عشر نی و ہمچو آصف باغ خلد	انبیا ہمچو سلیمان ہم نشین آصف ندیم
نقش بکا فانون بر تربت آصف ز بہر	ہنا رنج و ریحان و خبات و نعیم

قطعہ دیگر

الٰہی آصف الدولہ بہادر	بحق نائب تو باد مغفور
نوشتم سال تاریخ وفاتش	بود باحیدر کرار محشور

ایضاً

وزیر جہان آصف الدولہ رفت	بجنت چو زین خاکدان خراب
بشب ہائے دیجور ایام نور	بدل گشتہ در دیدہ شیخ و شباب
بسیلاب اشک صغار و کبار	بنائے امید جہان شد بر آب
دریغا جلالے عالم نمود	جہا آتش ماتم او کباب
ندانم چرا از سر روزگار	بد رحمت خود کشد آن جناب
بسے سال تاریخ او چون شنید	مغاوم در اندیشہ بے حساب
غیب ز آسمانم رسید این صدا	بزیر زمین خیمہ شد آفتاب

دیگر

کہ در حلت چو آصف الدولہ	متلاشی شد جہان بماتم شین
بائے گفت سال تاریخش	شد مزارش بزیر پای حسین

دیگر

اے آفتاب زود بزیر زمین شدی
دُر ملک عنب والی تاج و نگین شدی

بے تو جہانیان بعذاب قیامت اند
فکر جہان مکردی بہ خلد برین شدی

دیگر بہ تعمیہ

از وفاتش بے سر و پا گشتہ اند
نظم و نسق و ہیئت و ہمت کرم

دیگر

آصف الدولہ بہ فردوس برین منزل کرد

از شاہ محمد اجمل الہ آبادی

وزیر اعظم دستور افخم
گرامی گوہرے از دولد آدم

اباً عن جد امیر ابن امیرے
اباً عن جد وزیر ابن الوزیرے

سلیمان حشمت و آصف شکوہے
فریدون صولت و در حلم کوہے

جناب آصف الدولہ کہ در جود
نظیر او بعالم کمتر کس بود

کسے از فتنہ جستے گر پناہے
بدیدے کشور شش آرام گاہے

ہزاران مردم از اقصائے عالم
ہزاران یافتندازوے در ہم

نیاز آتش بحضرت کربلا رفت
بہ پنہان بارہ بارہ بر ملا رفت

بمشہد نہرے آورد آن یگانہ
کہ باشد یادگارش در زمانہ

غلام ہمت او حاتم طائے
بود از بندگانش معن بن رائے

سراپا مظہر جود و سخاوت
ز نوشیروان فزون تر در عدالت

چو خورروئے زمین تا بندہ میداشت
جہان را بخشش او زندہ میداشت

اگرچہ خانخان کان کرم بود
امیر عالی من ہم نہ کم بود

درین ایام بودے عاشق نالی
ازوے خواستے انعام احسان

دریغا رفت آن میر جوان بخت
دریغا بست ازین دار الفنا رخت

دریغا آن سپهر جود و حشمت — بملک جاودانی کرد رحلت
ازین خاک فنا دل سیر گردید — بملک لایزالی کنج بگزید
دریغا این امیر پاک طینت — که ناید کس نظیرش در بصیرت
به تنگ آمد ز بس زین دار فانی — نمود و بست جاودانی
برون پنجشنبه آه صد آه — وداع این جهان نمود ناگاه
ربیع الاول بست و نهم بود — که رحلت آن سپهر جود نمود
سراشتعار این غم چون رساندند — نشنید همچو ماتم چون رساندند
چه گویم آنچه شد حال دل من — چه گویم آنچه کشد غم حاصل من
در آن حالت بجود هر گز نماندم — بچرخ هفتمین ناله رساندم
بغیر ناله و آه و فغان و سوز — نبوده با من سرنالون همسوز
بدل حسرت بچشم اشک و بلب آه — ز وقت شام تا وقت سحرگاه
خیالبان کلمی کردم در آن شب — رهانم بود از آه و لب
از آن جمله شمردم چون دو صد آه — فزود و هم بر آن دو آه جانکاه
شمار این دو صد آه و دو آهم — بود برسال رحلتش گواهم
دگر تاریخ فوت او بناگاه — غم آصف بگفتم با سر آه
دگر تاریخ گفتم جان برفت — سلیمانی نمانده آنچنانی رفت
بطور تتمیه تاریخ دیگر — بگو بخشش تمام وجود بی سر

خدایا جای او خلد برین باد
طفیل احمد و آل و اصحاب

دیگر

آصف الدوله وزیر اعظم هندوستان — کرد رحلت گشت حال اهل عالم بس تباه
سال تاریخ وفات آن امین کارگر — گفت هاتف عمده ماتم عمده آه آه

بزبان هندی

ایک بیس آٹھ سے جون سنت کہران — بارہ سو بارہ سنہ ہجری جانئے جہان
کوار ماس بیا بوا سدی جمعرات مہان — اٹھا ئیسویں ربیع الاول آصف تجہان

نواب آصف الدولہ کی ازواج واولاد

نواب آصف الدولہ شمس النسا بیگم مخاطب بہ نواب بہو بیگم بنت نواب انتظام الدولہ خانخانان ابن نواب قمرالدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھ بیاہی گئی تھی بہو بیگم قلعہ مچھی بھون میں رہتی تھیں لاولد رہیں کبھی نواب سے موافقت بھی رہی نواب گنج کے قریب پرتاب گنج جسکی آمدنی ساٹھ ہزار روپیہ سال کی تھی انکی جاگیر میں تھا اور نواب آصف الدولہ کی سرکار سے ساٹھ روپے روز کا خاصہ (امراکا کھانا) مقرر تھا۔ نواب سعادت علی خان نے اپنے عہد میں کچھ آمدنی بازار اوگومتی کے پل کی ضبط کی تو خفا ہوکر اپنی جاگیر کو چلی گئیں کرنیل ہیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ فہمایش کو گئے نہ مانا۔ خیال تھا کہ نواب سعادت علیخان عوذ بنالے کو آئینگے مگر یہ خیال خام تھا۔ ایک مہینے کے بعد جاگیر سے الہ آباد کو چلی گئیں۔ وہیں کئی مہینے کے بعد انتقال کیا غازی الدین حیدر کے عہد میں اونکی لاش لکھنؤ میں آئی۔ ایک صریح جاندی کی اونکی قبر پر بھی موافق صریح قبر نواب آصف الدولہ کے رکھوادی تھی مرزائی صاحب وغیرہ مرحومہ کے متعلقین تھے سرکار سے اون کے سب متعلقین کو پنشن ملتی رہی جو نسلاً بعد نسل ہے۔ نواب ناظر حسین علیخان کہتا تھا کہ فقط دو بیٹے ہربان علی خان وغیرہ نظفہ نواب آصف الدولہ کسی محل سے ہوئے تھے وہ سن طفلی میں مرگئے۔ باقی اور بیٹے و بیٹیاں نواب کی اولاد لصلبی تھے نہ نظفی۔ مرزا رفیع السودا نے نواب موصوف کے اون دونوں فرزندوں کی ولادت کی تاریخیں اسطرح موزون کی ہیں

تاریخ فرزند آصف الدولہ

شدم در فکر تاریخ تولد — برائے آن گل باغ نجابت
کہ ہاتف گفت ناگہ از سر ہوش — گرامی گوہر درج سیادت
۸۹ ہجری ۱۱

دیگر

تہا اسی فکر و سوچ میں کہ مجھے — ہوا حق کی طرف سے یہ الہام
تاج اقبال سر پہ ہے اوسکے — کہہ کہ ہے فخر ماہ و ایام
۹۳ ہجری ۱۱

سلہ دیکھو تاریخ منتخب ذکاء اللہ ۱۲

مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ کو عورتون سے مطلق شوق نتھا۔ بلکہ اونمین رجولیت ہی نہ تھی لیکن اونکی محلسرا مین پانسو کے قریب خوبصورت عورتین جمع تھین اونمین سے کئی ایسی بھی تھین کہ اونکو نواب نے حمل کی حالت مین اپنی محل سرا مین داخل کیا تھا۔ جب کوئی بچہ ان حاملہ عورتون سے پیدا ہوتا تو نواب خوشی کرتے اور اپنے فرزند کے طور پر پرورش فرماتے چنانچہ ایسے ساٹھ بچے اونکی پاس جمع ہو گئے تھے جن مین ۳۲ لڑکے اور ۲۸ لڑکیان تھین سب سے بڑا وزیر علی خان تھا۔

نواب آصف الدولہ کی شاعری

نواب آصف الدولہ اردو مین شعر بھی کہتے تھے۔ سید محمد میر متخلص بہ سوز کے شاگرد تھے۔ نواب کی غزلون مین بالکل استاد کا انداز ہے جنکی انشا پردازی کا حسن تکلف اور صنایع مصنوعی سے بالکل پاک ہے اس خوشنمائی کی ایسی مثال ہے جیسے ایک گلاب کا پھول ہری بھری ٹہنی پر کھلا ہوا ہے اور سرسبز پتونمین اپنا اصلی جوبن دکھا رہا ہے جن اہل نظر کو خدا نے نظر باز آنکھین دی ہین وہ جانتے ہین کہ ایک حسن خداداد کے سامنے ہزارون بناوٹ کے بناؤ سنگار قربان ہوا کرتے ہین۔ وہ جیسے سیدھے سادھے مضمون باندھتے تھے ویسے ہی آسان آسان طرحین بھی لیتے تھے۔ انکے شعر کا قوام لفظ مواورے کی چاشنی پر ہے۔ اضافت تشبیہ۔ استعارہ۔ فارسی ترکیبین انکے کلام مین بہت کم ہین جنکے لئے استعداد علمی کے ساتھ طبیعت مین زور اور فکر مین قوت غور ضرور ہے۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ فارسی زبان مین بھی شعر کہتے تھے۔ اور علم سیر و تاریخ مین اچھی مہارت رکھتے تھے اونکی اردو اشعار یہ ہین

بون فکر دل مین گرچہ تجھے سو لگی رہے
آصف یہ شرط ہے کہ اوہ رہ لگی رہے

ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے
پر تجھکو چاہئے کہ تگ و دو لگی رہے

وزیر علی خان کی مسند نشینی اور معزولی

نواب آصف الدولہ کے صلب سے کوئی فرزند نہ تھا ہمیشہ آرزومند رہے کہ کوئی وارث ریاست پیدا ہو۔ لیکن نخل آرزو بارور نہوا عالم مایوسی مین ایک غریب سید کے لڑکے کو نواب نے اپنی فرزندی مین جگہ دی۔ اور وزیر علی نام رکھا۔ اسی طرح اور بھی لڑکے رضا علی اور شجاع علی اور

دیانت علی وغیرہ تھے مگر اونمین سے سوائے وزیر علی خانکے کسی نے نام اور نمود پائی وزیر علیخان نہایت ذہین خوبصورت ملیح خوشنما تہا۔ علم وہنر اور انشا کی قدیم بخوبی باقی تھی خوشنویسی مین مرزا محمد علی اعجاز رقم کا شاگرد تھا۔ اور فنون سپاہگری رستم خان بھکیت سے سیکھے تھے اسپتازی شمشیر افگنی تیراندازی اور چوگان بازی مین اوسکو خوب مشق تھی نواب آصف الدولہ کو اوسسے کمال الفت تھی نواب کی وصیت کے موافق صاحب رزیڈنٹ اور جملہ ارباب سلطنت نے لکھنؤ کان باد لی مین وزیر علی کو مسند ریاست پر جلوہ آرا کیا خلعت بخشی مگر مرزا جعفر کو ملا۔ وزیر علی خان کی مسند نشینی مین علامہ فضل حسین خانکی مختاری داخل تھی[۵۱] آصف الدولہ کے بہائیون مین سے بڑے سعادت علی خان تھے۔ اس اندیشے سے کہ کوئی سازش نہ کرین وہ بنارس مین رہنے کے لئے مجبور کئے گئے تہے اونہون نے وزیر علی خان کی جانشینی پر اعتراض کیا کہ آصف الدولہ کا کوئی بیٹا نہین ہی۔ اور جو بیٹے اونکے مشہور ہین وہ اُنکے لطفے سے نہین اسلئے میرا استحقاق جانشینی کا ہے اور اس جھگڑے کے انفصال کے لئے گورنر جنرل ثالث بالخیر ہوئے آصف الدولہ وزیر علی کو اپنا بیٹا اور وارث سلطنت کا اپنے بعد کہتے تھے اور یہ کہنا اونکا شرع اسلام کے موافق اوس کے استحقاق سلطنت کو مستحکم کرتا تھا آصف الدولہ کی بی بی اور ماں کی مرضی تھی کہ وہ تخت نشین ہو ساری دارالسلطنت کے آدمی اوس کے نواب ہونے سے خوش تھے۔ غرض وزیر علی مسند آرای ریاست ہوا۔ اور انگریزون نے ذریعہ وہ کی وجوہات پر خیال کرکے اوسکی جانشینی کو تسلیم کرلیا اور وہ افواہین جو اوس کے لفظہ نا تحقیق ہونے کی نسبت مشہور تھین اونپر خیال نہین کیا۔ وزیر علی خان ملک داری کے کوچے سے نابلد تہا ناشائستہ حرکتین اس کثرت سے وقوع مین آئین کہ جو صورتین سالہاے دراز مین پیدا ہوئی تھین وہ چند روز کے عرصے مین برہم ہوئین نئے مصاحب پیدا کئے سترہ برس کی عمر تھی اور عالم شباب جوش پر تھا اور لکھنؤ حسن خیز پری رخسارون سے رشک قاف ہو رہا تہا وزیر علی خان نے کیا سنی شروع کی اور شراب و بھنگ نے رنگ جمایا۔ مرزا وارث علی خان جو لکھو خان کوتوال کا معشوق تہا ارباب نشاط کا داروغہ مقرر ہوا۔ اور میر عشرت علی جو رستم خان بھکیت کے شاگردون مین سے تہا بخشی اور ہمدم بنا۔ اور اسیطرح اکثر کلاوت اور قوالون کو مراتب بخشے۔ اور امیران قدیم اور

---

[۵۱] دیکھو آب حیات ۱۲

اہلکاران لایق سے منہ چھپایا۔ اوراون بیچارون کے حق مین کلمات نالایم کہنے لگا۔ نواب آصف الدولہ نے چند خواجہ سرا اپنے نفس کے واسطے جمع کئے تھے اونپر نگاہ رعنایت ڈالنا شروع کی تحسین علی خان خواجہ سرا جو نواب آصف الدولہ کے عہد مین توشے خانے کا داروغہ تھا اور نواب کی وفات کے بعد پاس بدلکر دنیا سے ہاتھ اوٹھا کر نواب کی قبر پر بیٹھ گیا تھا اوس کو وزیر علی خان نے ابتداے ریاست مین بلاکر خلعت سے سرفراز کیا اور محل کا ناظر بنادیا اور اوس سے بہت سا جواہرات اور اسباب لیکر بیجا مصرف مین اوڑادیا محتشم خانی مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ کی صاحبات محل مین ایک حسین عورت کو چاہا کہ اپنی صحبت کے لئے لے تحسین علی خان نے منع کیا کہ ایسا کرنا زیبا نہین آپکی تو وہ ماں ہی اوس کے ساتھ ادب سے پیش آنا چاہئے۔ وزیر علی خان نے چند معاصبون کے اغوا سے چاہا کہ اوس کو قید کردے جب سنی وزیر علی خان کی نظر پھری ہوئی دیکھی تو فضل حسین خان نائب کے مکان پر جاکر پناہ گزین ہوا عقب سے وزیر علی خان بھی گیا اور اوسکی گرفتاری کی درخواست کی۔ مگر فضل حسین خان نے جا پلوسی کی باتین کرکے بے نیل مرام واپس کیا۔ اس دن سے سب کی یہ راے ہوئی کہ اس کو معزول کردینا چاہئے۔

ان عادات سے جملہ بیگمات حضور صاحب نواب آصف الدولہ کی مان نہایت رنجیدہ خاطر ہوئین اور اب وزیر علی خان کی شکایت زبانون پر جاری ہوئی اور رزیڈنٹ کے کانون تک یہ خبرین پہنچنے لگین اوس نے گورنر جنرل کو لکھا آصف الدولہ کے بھائی اور دوسرے بڑے آدمی وزیر علی خان کی اطاعت مین دریغ کرنے لگے۔ لکھنؤ مین ایک عجیب ماجرا ظہور مین آیا۔ جام جہان نما مین لکھا ہے کہ ایک محضر بھی اس مضمون کا تیار ہوا کہ مرزا وزیر علی خان سلطنت کی لیاقت بالکل نہین رکھتا۔ اوس سے حرکات ناشایستہ وقوعین آتی ہین اور اوس کا حسب و نصب جیسا ہی وہ سب پر ظاہر ہے اور وزارت حقیقی ریاست سے محروم ہین اسلئے اہل استحقاق کو حق ریاست پہنچنا واجب اور لازم اور خوشنودی خدا و رسول و خلق کا باعث ہی جو شخص اس اتفاق سے انکار و اغماض کرے وہ اپنے کردار کو پہنچے یہ محضر کوچہ و بازار مین اور خانہ بخانہ پھرا جملہ بیگمات اور خواجہ سرایان اور افسرون اور نواب سالار جنگ کے بیٹون وغیرہ کی اوسپر مہرین ہوئین اور بازار کے مہاجنون اور چودھریون نے بھی اوسپر دستخط کئے۔ مگر عبدالرحمن خان اور بعض دوسرے افسران سپاہ نے یہ کہکر پہلوتہی کی کہ ہم لوگ سپاہی منصب وزارت کے نوکر ہین ہم کو خانگی معاملات سے کیا کام جو کوئی مسند نشین ہو اوس کے مطیع ہین۔ اور وجہ اسکی یہ تھی کہ مرزا وزیر خان باوجود ان بداطوارون کے شجاعت دوست سپاہ پرست اور باہمت تھا اشرفیون کو کوڑیون سے بھی کم تصور کرتا تھا۔ پس اہل سپاہ ایسے ہی شخص کو عزیز رکھتے تھے۔ اس نوجوان نے بہت دنون سلطنت کے مزے اوڑائے تھے کہ گورنر جنرل کے پاس اوسکے حال چلن کی اور اوسکی ناحق جانشینی کی خبرین پہنچنے لگین اور گورنر جنرل کی خدمت مین آصف الدولہ

بیویون وغیرہ اعیان ریاست نے یہ درخواست کی کہ وزیر علی اولاد آصف الدولہ سے نہین ہی۔ بلکہ ایک فراش کا بچہ ہی۔ نواب نے اوس کو مستبنی کر لیا تھا اوسکی بقاے نام کے لئے ہمنے اسکو اپنلوالی تسلیم کر لیا چونکہ قوم کا روہیلہ تھا اس نعمت غیر مترقبہ کی شکر گزاری نہ کی بلکہ کفران نعمت کرنے لگا۔ ایسی بیجا ادائی کے ساتھ یہ شخص قابل فرمانروائی کے نہین ہی اس ریاست کے مستحق شجاع الدولہ کی اولاد ہی اسکی تدبیر کرنی چاہئے ورنہ فساد پیدا ہوگا جس سے دونون سرکارون مین عداوت پڑجاے گی۔ اسلئے گورنر جنرل کے برسر موقع آنے کی ضرورت ہوئی اسلئے اونہون نے لکھنؤ کی طرف سفر کیا جب لکھنؤ کے قریب پہنچے تو وزیر علی نے بھی پیشوائی کی راستے مین بیگم اندیشہ مشورہ کرتے تھے کہ وزیر علی کو ترقی اقبال حاصل ہوگی اور انگریزونکی شوکت برباد ہوجاے گی اور کہتے تھے کہ گورنر لکھنؤ جاکر خان علامہ کو مع چند دوسرے آدمیون کے قید کرکے وزیر علی کے سپرد کرینگے اور وزیر علی خان بھی نادشاہ وقت بن گیا تہا راہ مین اپنے ہاتھی اور گھوڑے کو گورنر جنرل کے ہاتھی اور گھوڑے سے آگے آگے رکھتا تھا ایک دن ایک انگریز راہ مین ایک کہیت کے کنارے بیٹھا کر رہا تھا نانگون نے اوس کے پاس پہنچکر بجا باتین اوسکو کہین اور ہزار کے قریب آدمی اوس کے گرد جمع ہوگئے۔ اور شور مچاتے تھے کہ پکڑ لو پکڑ لو۔ مگر اوس انگریز نے اور اوس کے ساتھیون نے بھی بوجہ فہمائش گورنر جنرل کے دم نہ مارا اور اسطرح لکھنؤ کو روانہ ہوکر وہان جا پہنچے[۵۱] بڑی بیگم یعنی نواب آصف الدولہ کی ماں نے وزیر علی کی بداعمالی کو روکنا چاہا تہا اسلئے وہ زبردستی فیض آباد کو بہیجی گئی تھین اسلئے اب وہ دوست سے دشمن ہوگئی تھین۔ الماس علی خان سے گورنمنٹ انگریزی کو نفرت تھی جسنے نواب کی سرکاری حد صوبون سے اوس کو جدا کر دیا تھا اب اوس نے اپنی عقل و دانش کے زور سے ایک بڑا علاقہ اپنی زمینداری مین لے رکھا تھا اور اس ریاست مین بڑے رتبے کا آدمی گنا جاتا تھا۔ جب بیگم کا جھگڑا نواب سے ہوگیا تھا تو اونہون نے الماس علی خان ہی کو اپنا مدار المہام بنایا اوس نے بیگم اور نواب کی ظاہر مین صلح کرادی گورنر جنرل جسوقت لکھنؤ مین پہنچے ہین تو الماس علی خان کو لکھا گیا کہ بیگم اور نواب کے درمیان جو عہد و پیمان ہوے ہین وہ ایسے استوار ہین کہ ٹوٹنے کے نہین اور حسن خان اور راجہ ٹکیت رائے بھی اوسکی بیخون بن گہس گئے نواب کے مزاجمین اوس کا حسر اشرف علی خان بڑا اثر رکھتا تھا ان تمام گروہون کا یہ مطلب تہا کہ انگریزونکی مداخلت کا مقابلہ کیجئے بلکہ افسران سپاہ فتنہ و فساد پر مستعد ہوگئے۔ گورنر جنرل نے یہ خیال معلوم کرکے اقبال الدولہ سے کہا کہ مرزا حسن رضا خان کو سمجھا دو کہ آپ افسران فوج کے پاس جاکر کہین کہ قرب و جوار لکھنؤ سے اوٹھ جائین۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور گورنر جنرل نے چند پلٹنین انگریزی اور ترکسوار

---

[۵۱] دیکھو گورسہاے کی تاریخ ۱۲

اور گورنر کی فوج اطراف وجوانب سے بلا کر فی الپور سے قریب دو ہزار پیادہ تعینات کردی - تھوڑے ہی دن گورنر جنرل کو آئے ہوئے تھے کہ نواب کی چپقلش نکلی اور وہان سازشین شروع ہوئین - سرجان شور خود لکھتے ہین کہ مجھے اپنے ہوش سے آجتک ایسا اتفاق نہین ہوا کہ ایسی بدکرداری اور حرامکاری کے معاملے مین دقت اور دشواری اٹھانی پڑی ہو - ۲۰ دسمبر ۱۷۹۶ء کو الماس علیخان جو تمام باتون کو نہایت غور و خوض سے دیکھتا تھا گورنر جنرل کے پاس گیا اور کئی روز تک اونسے صلاح اور مشورہ کرتا رہا - اور کہنے لگا کہ وزیر علی لطفہ نا تحقیق ہے اور وہ نہایت مسرف اور عیاش ہے - بیگم کی مرضی ہے کہ وہ معزول ہو اور شجاع الدولہ کے ہوتھین سے کوئی جانشین ہو - آصف الدولہ کے سارے بیٹے جو مشہور ہین لطفہ نا تحقیق ہین - غرض یہی بات گورنر جنرل کے سامنے کئی دفعہ اور مکاندرا بخیف کے سامنے ایک دفعہ بیان ہوئی - بیگم صاحب اور الماس علیخان دونون مرزا بخیگلی کو جو سعادت علی خان سے چھوٹا بھائی تھا نواب بنانا چاہتے تھے اور گورنر سے درخواست کرتے تھے کہ اگر آپ اسپر راضی ہوجائین تو اس عوضانہ بہت کچھ نذر کیا جائے گا وزیر علی کی بدعنانی اور مسرفی اور زینت افغانی کی شکایتین نہایت حکمت اور سلیقے سے اسطرح گورنر جنرل کے سامنے پیش ہوتی تھین کہ جس سے اونکا دل وزیر علی سے پھر جائے لوگون نے کہا کہ نواب ایسا مسرف ہے کہ ساری ملک کی آمدنی اپنے کلچرون مین اوڑا دے گا سرکار کمپنی کا روپیہ کہانسے ادا کریگا - مزاج اوس کا اکھڑ اور سبیلا ہے کہ وہ کسی بات کو سمجھانے سے سمجھتا نہین اسلئے وہ غالباً انگریزون کا محکوم نہین رہیگا - بلکہ اونسے نفرت کرنے لگیگا - اور جہانتک اوس سے ہوسکیگا - وہ اوس کے جوے کے نیچے سے نکلنا چاہیگا - جب یہ باتین سرجان شور کی گوش گزار ہوئین تو اون کا دل بھی وزیر علی کے لطفہ نا تحقیق ہونے پر یقین کرنے لگا - اور اوسکی تحقیقات کے دریے ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ وہ ایک ماما کا لڑکا ہے - حسین علی خان جو آصف الدولہ کا بڑا معتمد خواجہ سرا تھا اوس نے یہ افسانہ سنایا کہ وزیر علی کی مان کا خاوند موجود ہے - وہ نواب کے ہان ماما تھی اور خاوند کے پاس وہ آتی جاتی تھی جب وزیر علی اوسکی مان پیدا ہوا تو اوسے پانسو روپے کو نواب نے مول لیا تھا - نواب کی عادت تھی کہ وہ حاملہ عورتون کو مول لے لیتے تھے - اور اونکی مان جب بچے پیدا ہو لیتے تھے تو اونکو تیار کرتے تھے - اور اونکی پرورش بیٹون کی طرح کیا کرتے تھے - یہی حال سب لڑکون کا ہے جو نواب کے بیٹے مشہور ہین - یہ تحقیق ہوگیا کہ وزیر علی کی مان ایک امیر کے گھر مین ماما تھی تین لڑکے اوسکے تھے - اوسکے بڑے بیٹے کو نواب آصف الدولہ نے پانسو روپے کو مول لیا تھا - اور اوس نام محمد امیر رکھا تھا - دوسرا بیٹا اوس کا اپنی ذلیل حالت مین نوکری چاکری کیا کرتا تھا - تیسرا بیٹا یہ وزیر علی تھا - اس وزیر علی کے سامنے کبھی نواب آصف الدولہ کی بیوی نہوئی یہانتک کہ نواب کے بلانے پر بھی اوس کے بیاہ مین شریک نہوئی اور اوس نے خاوند سے کہلا بھیجا یا

کہ میں ایسے ذلیل و کمینے کے روبرو ہوکر اپنے خاندان کی نام و ناموس کو بٹا نہیں لگاتی - نواب آصف الدولہ کے حقیقی دو بیٹے تھے جو صغر سنی میں مر چکے تھے اب کوئی بیٹا نہیں تھا - گورنر جنرل نے تحسین علی خان سے پوچھا کہ کیا آصف الدولہ کو خیال یہ تھا کہ وزیر علی کی ماں سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے وہ میرے نطفے سے ہے اور اوسنے کہا کہ نواب کو اوسکی ماں کے حاملہ ہونے کی بھی خبر نہیں ہوئی - جب لڑکا پیدا ہوا ہے تو اوس کا حاملہ ہونا معلوم ہوا ہے - اب سر جان شور نے یہ کہا کہ جس شخص کو سنتے نواب اوہ ماں لایا تھا اور سوائے سعادت علیخان کے اور سب امرائے عالی تبار نے اوس کا اقرار کر لیا تھا اب ثابت ہوا کہ وہ آصف الدولہ کا بیٹا نہیں تو چاہیے کہ وہ تخت سے معزول کیا جاوے - گو گورنر جنرل کے خیال میں یہ ایک وقعہ آیا کہ وزیر علی کی صغر سنی میں سارے ملک کے انتظام کی عنان اپنے ہاتھ میں لیجئے - مگر ہیبت سے اعتراضات اوسپر ہوتے تھے - اس لئے اس خیال سے ہاتھ اوٹھایا گو سر جان کے مہتمم نے کئی پلٹے کھائے ہے - مگر اوسکی تمام تحریرات اس معاملے میں پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نیک ذات سادہ مزاج کی نظر حق رسانی - اور انصاف پر تھی وہ اپنی موٹی سمجھ سے مجبور تھا کہ اوس نے ایک سلطنت کا فیصلہ اوس شہادت سے کر دیا کہ جسپر انگریزی قانون ملک انگلستان میں چند پونڈ کا فیصلہ کرتا - گورنر جنرل نے منشی غلام قادر خان جانشی میر منشی مسٹر لمسڈن رزیڈنٹ کی معرفت وزیر علی خان کو کہلا بھیجا کہ شرع محمدی کے موافق قرار پایا ہے کہ آپکو دولت آصفیہ میں شرعاً اور عرفاً کسی طرح شراکت اور مداخلت نہیں - اور اہل استحقاق یعنی نواب شجاع الدولہ کی اولاد اس منصب سے محروم ہے - اسلئے اون میں سے ایک شخص مسند آرا ہوگا - اور آپکے واسطے عمدہ عمدہ کھانے اور پہننے کے کپڑے اور سامان امارت مہیا رہیگا - اور نواب سعادت علی خان مسند نشینی کے لئے بنارس سے روانہ ہو چکے ہیں - لیکن آپکو اپنے دلمیں کوئی ملال نکرنا چاہیے کیونکہ جملہ اسباب حشمت آپکو حاصل - وزیر علی خان نے جواب دیا کہ جو کچھ عرضی گورنر جنرل کی ہے وہ عمل میں آئے گا پر ہوش ہو گیا - جب ہوش بجا ہوئے تو رویا - اشرف علی خان نے پہنچکر کہا کہ اس رونے سے کیا فائدہ تمنی خود تیشہ اپنے پاؤں پر مارا ہے - وزیر علی نے کہا کہ جو کچھ کیا ہے تمنے کیا ہے - باوجود اطلاع کے کس لئے مجھکو آگاہ نہ کیا - جواب دیا کہ جیسے وہ کام کیا ہے کہ تم کو اور اپنے آپکو بلا سے محفوظ رکھا ہے شام کے وقت گورنر جنرل وزیر علی کو اپنے پاس طلب کیا اور گورنر جنرل کی ملاطفت آمیز بات چیت سے اوسکے زخم پر کچھ مرہم سی ہوئی اور اپنے ڈیرے میں واپس آیا اوسوقت عرضی خانہ زاد خان منتظم سرکار مرزا سلیمان شکوہ کی کہ بعد عزل وزیر علی کے اخراج اوس کا اسی گناہ کی وجہ سے ظہور میں آیا تھا اس مضمون کی بھیجی کہ جسطرح ہو سکے جناب اپنے آپ کو گھوڑے پر سوار کر کے

دریاے گومتی تک پہنچادین ہاتھی مین لاتا ہون اور وہانسے ہاتھی پر سوار کرکے ابراہیم داروغہ توپخانہ کے پاس پہنچادونگا - اور شہر سے باہر نکلکر لشکر جمع کرکے انگریزون سے لڑینگے - عرضی بڑھکر کہاکہ ملاح اوسوقت کشتی لایا کہ غریق پانی کی تہ مین پہنچگیا - ایک مخبر نے یہ خبر گورنر جنرل کو پہنچادی اونہون نے وزیر علی خان کو پھر طلب کرکے کوٹھی مین بہالیا - اوراوس کے جمعے کو واپسی کے لئے نہ چھوڑا - انگریزی پہرون نے اوسکو حراست مین لے لیا - جب یہ خبر مشہور ہوئی تو ابراہیم بیگ مسطور نے کہا کہ وزیر علی خان کو اشرف علی خان نے اس روز بد کو پہنچایا - ورنہ ہم سب اوسکے ساتھ جان نثاری کرتے - اگر کوئی شجاع الدولہ کی اولاد مین سے ارادہ کرے گا تو مین قصور نہ کرونگا - رفتہ رفتہ یہ خبر میرزا جنگلی برادر علاقی سعادت خان کو پہنچی - اور ابراہیم بیگ کا قول اونکے خاطر نشین ہوا - قصد محاربہ کے لئے کمر باندھی اور صف آرائی و مسند نشینی کی اجازت واسطے آصف الدولہ سے چاہی - مگر اونہون نے کوئی جواب نہ دیا - اور رات اسی سوال و جواب مین گذری - صبح کو آفرین علی خان اور اشرف علی خان گورنر جنرل کے حکم سے وزیر علی خان کے پاس رہے - اور رائے لچھمی رام نے وہ اختیار جو نواب سعادت علیخان کے استحقاق ریاست اور وزیر علی خان کی معزولی کی نسبت خان علامہ کا لکھا ہوا تھا گورنر سے لیکر جاری کیا اور نئی حکومت کا اعلان کیا -

عبارت اشتہار در باب معزولی وزیر علیخان

در بنولا باظہار ثقات و اقرار جمع کثیر و بیگم صاحبہ معظمہ این معنی ثبوت پیوست کہ نواب وزیر علی خان را اصلا و مطلقا حقے در جانشینی جنابعالی مرحوم نیست چون ملازمان این سرکار بطریقہ وفاداری موصوف و در درجہ خدمتگذاری و حق پرستی معروف اند لہذا چون کہ باستماع این معنی کہ محافظت ناموس شجاع الدولہ بہادر و عمخواری فوج و رعیت بدست فرزند حقیقی ایشان متعلق یا بد و مال و دولت و ناموس قبائل نواب برہان الملک و نواب صفدر جنگ و نواب شجاع الدولہ از دست تسلط شخص اجنبی محفوظ باشد ہمہ نوکران وفادار و ملازمان از قدیم نمک خوار خوش حال خواہند شد بنابران ریاست برائے نواب والا قدر سعادت علی خان بہادر کہ باستحقاق مالک این ملک و ارزوے حقیقت ریاست بہتر از ہمہ اند مقرر شد بعلم می آید کہ ہر کس کہ از ملازمان جنابعالی مرحوم باطاعت و فرمانبرداری نواب صاحب مدوح خواہد کوشید بدستور ملازم سرکار و بقدر مرتبہ و درجہ خود مورد تفضل خاوند خویش خواہد شد و ہر کہ طریقہ نمک حلالی گذاشتہ راہ تمرد و سرکشی اختیار خواہد ساخت از جاگیری برطرف و از ملک جنابعالی

مرجوعہ اخراج خواہد گردید این چند سطر بنابر اطلاع بقلم آمدہ تا آیندہ مقام عذر عدم اطلاع برآ
کسی نباشد۔ تحریر سوم شعبان سنہ ہزار و دو صد و دوازدہ ہجری۔

بعد اس کے گورنر جنرل نے یہ حکم دیا کہ دو سو ہلیان اور دو سو اونٹ اور رتھ اور ہاتھی اور چھکڑے
آئیں۔ ایک جسقدر اسباب و سامان شمشک اور نقد و جنس و جواہرات و پنچینہ و اصطبل و فیلخانہ وغیرہ تھا وہی مرآت
سمیت ضروریات امارت و سواری و جلوس و حشمت مرزا وزیر علیخان کو ضرورت ہوا اوس کے قیام گاہ تک
پہنچا دین اور سارے بارہ ہزار روپیہ ماہوار وزیر علیخان کے مصارف کے لئے معرفت صاحب رزیڈنٹ
کے مقرر فرمایا اور شہر بنارس مین مادھو داس کا باغ اوسکے قیام کے لئے تجویز ہوا۔ چنانچہ یہ سب صورتین
تہہ مین آئین۔ مگر اس دار و گیر مین لاکہون روپیون کا مال لوگون کے تصرف مین آیا اور لاکہون
روپیون کا جواہرات تلف ہوا۔ اس تغلب و تصرف مین بہت سے آدمی صاحب دولت و تجارت ہوگئے
نواب آصف الدولہ کے کارخانے اس قدر تھے کہ اون کا حساب و شمار مشکل تہا لاکہون روپیون کا
مال ضایع ہوا۔ اور لاکہون روپیون کا مال و اسباب وزیر علیخان کے ساتھ گیا اور لاکہون روپیونکے
تحایف گورنر جنرل اور سرکار کمپنی کے تواضع ہوتے سے اون سے تالیف مین ایک شاہ نامہ اور ایک شاہجہانی
مطلا و مذہب تھے۔ یہ کتابین اعلے درجہ کے خوشنویسون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھین یہ دونون
کتابین لندن کے کتب خانے مین رکھنے کو بھیجی گیین۔ باوجود اسقدر سامان نکل جانے کے
اسقدر سامان اب بھی لکھنؤ مین باقی تھا کہ جسکو دیکھ چشم حقیقت بین دنگ ہوتی تھی شالون سے
کوٹھے بھرے پڑے تھے جواہرات سے جواہر خانہ معمور رہتا۔ وزیر علی خان کی حکومت لکھنؤ مین
چار مہینہ اور کئی روز رہی جشن سنت کی تیاری لاکہون روپیونکے صرف سے ہو رہی تھی مگر اس سنت
کی خبر نہ تھی تقدیر نے یہ روز بد دکہایا۔ فتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ وزیر علی خان کی معزولی کا
صدمہ لوگو سنیر بہت گذرا شعرا نے اوسکی معزولی کی تاریخین موزون کین تو اون مین اون آدمیو کی بہت
مذمت کی جو اوسکی معزولی کے باعث ہوئے۔

تاریخ

از سر نام ہفت کور نمک	سال تاریخ شد عیان بے شک
اول آن قاتل حسن الماس	سر گروہ ہمہ حرام نمک الماس علیخان ۱۲۰۱
باز تحسین علیخان دگر	از سماوات ہم زجن و ملک تحسین علیخان ۱۲۰۱

فتنہ بر داز محمد کشیر[۴۲]	کہ شیاطین پدر ش او طفلک	[۴۳] بفضل حسین خان ت .. ۴
آن خرد دشمن و جسیم و بسیم[۴۴]	جہل بسیار و دانش اندک	[۴۵] حسن رضا خان - ح - ۸
ناقص العقل زنگہ نادان[۴۶]	دست بردار شد ازان کودک	[۴۷] بہو بیگم مادر - ب ۲
راجہ[۴۸] ہم داخل لیمان شد	کرد پاس نمک ز فاطر پاک	آصف الدولہ
		[۴۹] نکیت رائے - ت ۴۰۰
داد دن[۵۰] خسرو دعا کردن	شرف خود شناخت آن مردک	[۵۱] اشرف علیخان - ا - ۱
مہر کردند بہر عزل وزیر	خود سیہ رو شد ند زیر فلک	سنہ ۱۲۱۲ھ

دیگر

اول بر نائب لیشمان	دویم بر آنکہ گشت دیوان	سویم الماس بو خناس	لعنت بروی زحد فزاوان
بیگم خرد و بزرگ ہر دو	دگر مردک شرف علیخان	تحسین کہ بر و ہزار نفرین	از وحش و طیور جن و انسان
پیدا شدہ این یزید ثانی	یعنی مرزا حسن رضا خان	کرد ند اسیر امیر جو در آ	از مکر و فریب کید شیطان
	تاریخ اسیریش بر آمد	لعنت بر ہمہ نمکحرامان	

ایضاً دیگر

بی بی بیگم حسن رضا خان اور الماس زنانہ	نکیت و تحسین او رنفضل اشرف سہ سر دیوانہ
بھیجا کیا وزیر علی کو جو وہ ہے مردانہ	سرے حرف ان سات اور دہن ہے تاریخ شہانہ

ایضاً

سات حرفوں نے کیا خانہ خراب	تین تے اور دو الف یک حے و بے

تین تے سے مراد علامہ تفضل حسین خان کشمیری و تحسین علیخان خواجہ سرا و راجہ نکیت رائے اور دو الف سے مطلب الماس علیخان خواجہ سرا و اشرف علیخان حسن وزیر علیخان اور یک حے سے مقصود حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور یک بے سے مراد بہو بیگم مادر آصف الدولہ ہیں۔

وزیر علیخان کا بنارس میں انگریزوں کو مار ڈالنا اور فرار

ہوکر جا بہ جا مارا مارا پھرنا آخرش مہاراجہ جیپور کی معرفت اوس کا پکڑا جانا - اور کلکتہ کے قلعہ مین بحالت قید انتقال کرنا

صرجان شور نے وزیر علیخان نواب معزول اودہ کی سکینت کے واسطے ایک نامناسب مقام بنارس تجویز کیا تھا - چنانچہ وہ اپنی بی بی کے ساتھ بنارس مین جاکر مقیم ہوا اوس کے ساتھ چالیس ہاتھی اور دو سو گھوڑے اور تلنگوں کی دو کمپنیان اور بخیبو نکے کئی تمن تھے اور تمام طمطراق کا موجود تھا - کمال عیش و عشرت مین بسر ہوتی تھی اکثر غلام بچون اور اپنے رفیقون کی شادیون مین لاکھون روپے صرف کئے عوام الناس مین اسکی بہت وجود نے بڑی شہرت پائی - گو سرجان شور کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب لوگ اوس سے ناراض ہین مگر اس کے خلاف جہان جہان اوسکی معزولی کی خبر پہنچی وہان کی رعایا اور اہل پیشہ کو تاسف ہوا اور بعض نے خطوط اخلاص آمیز لکھے اور بعض بے فکرے جو اپنی تئین ارسطو اور افلاطون سمجھتے تھے اوسکی مشیر و صاحب بنے لکھنؤ کی مخلوق اون لوگون کی ہجو کرتی تھی جنھون نے محضر پر دستخط کئے تھے اور اشرف علی خان افضل حسین خان کے حق مین وہ نئے نئے اور مضحکہ خیز موزون ہوئے کہ زبان قلم سے اون کا آنا باعث حجاب ہے اور وزیر علیخان شناخوان تھے - وزیر علیخان کے نادان مصاحبون نے اوس ناسمجھ کے ذہن مین یہ بھرنا شروع کیا کہ حضور جتنے سردار اور امیر نزدیک و دور کے ہین آپکی معزولی پر رات دن روتے ہین اب وزیر علی کے رفیقون نے کابل کے گھوڑے دوڑانا شروع کئے اطراف و نواح کے زمینداروں اور معتبر آدمیون کے ساتھ نامہ و پیام جاری کئے بہت سے زمیندار ایسے تھے کہ وہ وزیر علی کے زر و جواہر کی تاک مین کمین گاہ لگائے ہوئے تھے وہ اوسکے پاس آکر نوکر ہوگئے بعض زمیندار جو نواب سعادت علی خان کے خراج کی زیادہ ستانی سے عاجز تھے وہ بھی اُسکے پاس آپہنچے بالا بالا ایک وکیل کو نوکر رکھ کر زمان شاہ والی کابل کے پاس بھیجدیا معلوم نہین اون دو چار سفلوک مغلون نے جو مرثیہ خوانی اور حدیث پڑھنے کے لئے روپیہ پر پڑے رہتے تھے کیا اوس سے لکھوا کر بھجوایا - غرض قراین سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوس کا ارادہ تھا کہ جب سیاہ انگریزی فاصلہ بعید پر زمان شاہ سے لڑنے جاوے تو وہ یہان سگامہ فتنہ پردازی برپا کرے اور سب لوگ اوسکے شریک ہونگے بد معاش مصاحبون نے اوسکو یہ سمجھایا کہ آپ ایسے شاہزادے ہین کہ جسکو چاہئے مار ڈالئے کوئی آپ سے بازپرس نہین کرسکتا - اور آپ پر

کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا - اس سبب سے اوسنے کئی دفعہ شورش برپا کی - اس رازِ نہان کا کسیطرح پردہ کہل گیا مسٹر چیری جو بنارس کا رزیڈنٹ تہا وزیر علی خانکی نیت سے آگاہ ہوگیا اور یہ خبر ین گورنر جنرل تک پہنچین - غرض ان وجوہات سے نواب سعادت علیخان نے بھی درخواست کی کہ وہ بنارس سے کہین اور بہیجدیا جاے - لارڈ ولزلی گورنر جنرل نے بھی اسکو مصلحت سمجہا اور چیری صاحب رزیڈنٹ بنارس کو لکھا کہ وہ وزیر علی کو سمجہاوے کہ وہ کلکتے کے قرب وجوار مین سکونت اختیار کرے اوس کا اعزاز واکرام بدستور باقی رہیگا - سوائے قیام سکن کے کوئی اور تبدیل اوسکی حالتین نہوگا - صاحب موصوف ہمیشہ سے وزیر علی کے خیرخواہ تھے اونہون نے یہ حکم گورنر جنرل کا اوسکو سنا دیا - جسکے سبب سے وہ چیری صاحب کا دل سے دشمن ہوگیا - وزیر علی کو یہ حکم ناگوار ہوا - مصاحبون نے سمجہایا کہ آپ کلکتے تشریف لے نہین گئے کہ قید مین گئے - حکم منسوخی کے واسطے اوس نے بہت ہاتھ پیر مارے جب سمجہ نہوا اور بالکل مایوسی ہوئی تو اوس نے اپنی روانگی کے متعلق ہان ہون کرکے سپاہ کی بھرتی شروع کی بندیلکہنڈ اور ملک بہار اور بنگالے کے بعض راجے بھی اس بات پر مستعد ہوے اور ایک دن اور ایک مہینہ خاص مقرر ہوا کہ بنارس کے انگریزون کا وزیر علی کام تمام کرے اور اوسی دن ہر ایک ضلع مین ہر ایک اوسی اپنا حوصلہ باقی نرکھے جوہر شمشیر دکہاے اور فوج انگریزی کو سنرت فنا پلاے - لیکن دنیا کا کارخانہ مشیت الہی پر وابستہ ہے وہ دن جو وعدے کا قرار پایا تہا اوس سے بیشتر یہان ایک نیا رنگ فلک نیرنگ ساز نے جمایا کہ ۱۴ جنوری ۱۷۹۹ء کو صبح کے وقت وزیر علی خان رزیڈنٹ کی کوٹھی پر جو شہر بنارس سے تین میل تھی گیا دوستانہ موافق دستور کے ملاقات ہوئی - جا بیٹھے - پھر اوس حکم کی شکایت کا دفتر کہولا - باتین کرتا جاتا تھا اور مزاج اوس کا بگڑتا جاتا تھا - اور غصے پر غصہ چلا آتا تھا جب وہ بہت گرم اور گستاخ ہوا تو چیری صاحب نے نہایت نرمی سے اس پر ملک الموت سے فرمایا آپ مجہپر کیون عنایت فرماتے ہین یہ لارڈ صاحب کا حکم ہے مجھے اوسکی تعمیل واجب ہے - یہ سنکر یہ ظالم اوپر لپکا اور ایک تلوار لگائی - یہ دیکھتے ہوے اور نوکر جو اس اشارے پر لگے ہوے تھے تلواین لیکر اوس پر ٹوٹ پڑے اور ان قساۃون نے اوس کا قیمہ کردیا کپتان کاونی صاحب اور گریہم اونکی گہر مین تھے اونکا بھی یہی حال کیا - وزیر علی کے ساتھ جو پچاس آدمی تھے اونہون نے چیری صاحب کے بنگلے کو آگ دیدی اور تمام مال واسباب لوٹ لیا اور دو جا انگریزون کو اونکی کوٹھیون پر جاکر مارا جب ڈیورس صاحب جج کی کوٹھی پر پہونچے تو یہ کوٹھی دومنزلی تھی صاحب کوٹھی کی چھت پر چڑہگئے اور زینے کا دروازہ بند کردیا - اور بلوائی ہاتھ مین لے لیا کئی دفعہ بدمعاشون نے حملہ کیا - مگر یہ اپنا کام کیا اور سرکشون کو ناکام رکہا اسلئے سرکش کوٹھی کو لوٹ لاٹ کر چلتے ہوے

اس مقابلے میں اتنا عرصہ لگ گیا کہ اس سے تمام انگریزوں کو خبر ہو گئی وزیر علی نے اپنے مکان پر پہنچکر لوگوں کو اشرفیاں اور روپے تقسیم کئے اور عجلت کے ساتھ آدمی بھیجے اور مرزا جوان بخت کی بیگم کے پاس جاکر توپ طلب کی مگر اوس نے توپ نہ دی یہاں سے لوٹ کر مرزا جوان بخت کے پاس گیا اور اوس سے شرکت چاہی یہ کم سن ناتجربہ کار محض بے سلاح جنگی تن پر آراستہ کئے اور ہاتھی پر سوار ہوئے اور وزیر علی نے خواصی میں جگہ پائی دو تین ہزار آدمی قدیم و جدید اس وقت چار گھڑی میں جمع ہو گئے کہ دفعتہً انگریزوں نے سوار اور تلنگے اور توپیں آگئیں اور اس فوج نے قریب شہر پہنچکر صف آرائی کی پہلے فوجی افسر نے پیام دیا کہ اگر وزیر علی ہمارے پاس آجائے تو ہم اوس کے ساتھ کوئی بدی نہ کرینگے گر وہ اور اوسکے ساتھی مقابلے کو قدم بڑھایا انگریزی افسر نے جا رگوے توپ کے بادبانی سر کئے کہ اوسکی آواز سے شہر کے تماشائی اور فوج جدید نے راہ فرار لی فقط وزیر علی خان چند آدمیوں کے ساتھ میدان کارزار میں رہگیا وزیر علی خان نے بہت چاہا کہ ہاتھی سے اوتر کر ہاتھ تلوار پر ڈالے مگر لوگوں نے سمجھایا کہ یہ جرات بے فائدہ ہے وزیر علیخان نے میدان سے پھر کر جسقدر جواہر اور اشرفیاں ساتھ تھیں بجز اپنی کمر میں کچھ اور کچھ ہمراہیوں کی کمر میں بندھوا کر دو سو سوار ہمراہ لیکر شہر سے نکلا اور باقی مال اسباب شہر کے بدمعاشوں نے لوٹ لیا۔ اور سوار جو ہمراہ تھے وہ بھی زر و جواہر کی طمع میں گھوڑے بیچ اوتر کر پیادہ پا اپنے اپنے مکان کو راہی ہوئے۔ جن میں سے بعضوں کو کوتوال شہر بنارس نے گرفتار کیا اور بعضوں نے مال بخوبی مصمم کیا اور بعضوں نے مال کے بچنے جان بھی دی وزیر علی خان کے مکان کی ضبطی کے وقت اکثر متوسلان سرکار انگریزی کے خطوط فساد انگیزی کی تحریک کے لئے نکلے۔ اونمیں سے شمس الدولہ برادر ناظم ڈاکہ کا بھی ایک خط ملا اور ایک ناصر الدولہ کا ملا جو بنو بیگم دختر علی قلی خان والدہ آنجہانی کے بطن سے پسر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان عماد الملک کا بیٹا تھا اور بندلکھنڈ میں اپنے باپ کی جگہ ریاست باونی پر قابض تھا۔ جو عماد الملک کو علی بہادر ولد شمشیر بہادر مرہٹہ نے دی تھی اور اوس میں باون موضع شامل تھے اسلئے باونی کے نام سے مشہور ہوئی اور کالپی سے مشرق سمت بارہ میل کے فاصلہ پر جمنا کے نزدیک واقع ہے۔ ناصر الدولہ نے یہ خط شمس الدولہ کی دوستی کی وجہ سے لکھا تھا آخرکار روکاری کے بعد بہت سے آدمیوں کا اخراج ہوا اور بہتوں کو پھانسی دیگئی اور بہتوں نے مخلصی پائی۔ وراکثر دائم الحبس ہوئے اور بنشہر کئے گئے۔ شمس الدولہ نے بھی بڑی بھاری روکاری کے بعد نجات پائی۔ جسوقت وزیر علی خان نے دریائے گنگا کو عبور کیا تو صرف دس بیس سوار ہمراہ تھے اور راجہ بنارس کے پاس جو رسالے پور میں رہتا تھا بھیجا۔ مگر یہاں پناہ نہ پائی۔ بیقرار ہوکر پہاڑ کی طرف بھاگا

بٹھرایچ کی طرف چلا گیا اور گھاگرہ کو عبور کرکے راجہ بہوٹ والے کے ہان پناہ لی - یہ راجہ نیپال کے راجہ کا باجگذار تھا - نواب سعادت علیخان نے رسالہ قندہاری کو بھیجا اور دوسرے سردار بھی بھیجے تاکہ وزیر علیخان کا محاصرہ کرلین اور پکڑ لائین - وزیر علی نے قلعہ سے نکلکر مردانہ جنگ کی انگریزون نے اسکی شکایت راجہ نیپال سے کی اور نواب سعادت علیخان نے راجہ بہوٹ والے کو اپنی طرف سے لکھا[1] تو راجہ بہوٹ والے بھی وزیر علی خان سے مخالف ہوگیا اسلئے وہ رات مین وہان سے بھاگ گیا - اب اس فرعون بے سامان کے پاس سامان بہت سا جمع ہوگیا تھا - وہ گورکھپور مین آیا - یہان سرکار کمپنی کی سپاہ سے خفیف سا مقابلہ ہوا - اور اوس مین اوس کا نقصان ہوا - اب اوسکی بے زری کی وجہ سے ساتھی جدا ہونے لگے اگر نواب سعادت علیخان کی سپاہ اوس سے ملی ہوئی نہوتی تو ضرور پکڑا جاتا - مگر وہ بھاگ کر نانک متہ کی راہ جنگل مین آیا اور یہان قدرے آرام لیا اور کھانے کپڑے کے بوجھ کرکے بھینسا کھنڈ کی راہ گنگا کو عبور کرکے اور ملاح کو پانچ اشرفیان دیکر لکھنؤ سیکری مین داخل ہوا - اور وہان سلیم چشتی کی زیارت کرکے رات وہان بسر کی بعض زمیندار پہلے اتفاق کرتے تھے اور پھر کنارہ کرتے تھے - کلب علی نے جو سابق مین سرکار کمپنی کا نوکر تہا اور بادل خان نے ساتھ دیا اور جنگلون مین ہمراہ رہے - لیکن ہر جگہ فوج انگریزی اور فوج نواب سعادت علیخان سائے کی طرح اونکے پیچھے ہوتی تھی اور وزیر علی سیماب کی طرح کسی جگہ ٹھیر نہ سکتا تھا - اور کمال دلاوری کے ساتھ ہر جگہ لڑتا بھڑتا چلا جاتا تھا - آخر میوات مین پہنچا - مگر میواتیون سے بھی کچھ بن نہ آئی وہان سے جیپور چلا گیا - راجہ جگت سنگھ والی جیپور نے استقبال کیا اور اوسکو اپنا مہمان کیا - دستار بدلی اور راجہ کی ماں نے وزیر علیخان کو اپنا بیٹا بنایا کپتان کولنس رزیڈنٹ مہاراجہ سندیہ نے راجہ جیپور کو لکھا کہ تم وزیر علی کو ہمارے حوالے کردو تو ہم تمکو بہت روپئے دین گے - راجپوتون کا کہ جو شخص آنکی پناہ مین آئے خواہ وہ قاتل ہی کیون نہو اوسکو بھی دشمن کے حوالے نہین کرتے - مگر یہ وقت تو وہ انقلاب کا تھا کہ سارے دھرم کرم اپنی جگہ پر نہتے راجہ نے دیکھا کہ مزر بدنامی مین رزو جواہر ہاتھ لگتے ہین اسلئے اوسنے کچھ اس کا دھیان نہین کیا کہ ہمیشہ کو کلنک کا ٹیکہ لگے گا - سرکار انگریزی سے روپیہ اور وزیر علی سے جواہر لیکر ۱۸۰۰ء مین اوسکو اس شرط کے ساتھ حوالے کردیا کہ وہ جان سے نہ مارا جائے نہ اسکے پاؤن بیڑیان پڑین - یہان کی مہمانداری کا

---

[1] دیکھو حمام حیران نمبر ۱۲

یہ حق ادا کر دیا کہ اوسکی جان بچادی ۔ انگریزون نے وزیر علی کو پالکی مین بٹھا کر دونون طرف قفل لگادئے اور ڈاک کے ذریعہ سے کلکتہ کو بھیجدیا ۔ ٹاڈ صاحب نے تاریخ راجستان مین لکھا ہے کہ ایک امر جسنے زیادہ تر بے اعتباری ہماری پیدا کی ہمارا انہین لینا وزیر علی کا پناہ لیپور سے تھا جس سے ایک داغ بدنامی بکواہہ کے نام کو لگا ۔ جب کوئی مجرم یا مغضب پناہ لیتا ہے تو راجپوتون کے نزدیک وہ فعل مذہبی تصور کیا جاتا ہے اس قاعدہ کا انفساخ ہمنے جبر آ جیپور سے کرایا گو وہ اوس زمانے مین ہمارا مطیع تھا یہ کوئی عذر بیجا نہین ہوسکتا کہ پناہ گیر یعنی وزیر علی قاتل اور مجرم غلت قتل تھا ہم کہہ استحقاق اوسکے طلب کرنے کا نہین رکھتے تھے ۔ وزیر علی کلکتے کے قلعہ مین ایک تنگ کوٹھری مین قید رہا مگر پلنگ اوسکو ملتا تھا ۔ ساتھیون مین سے بعض کو بنارس مین پھانسی ملی بعض قید ہوکر جلاوطن ہوے وزیر علی کو کھانا ہندوستانی باورچیون کے ہاتھ کا پکا ہوا دیا جاتا تھا ۔ آخر بیمار ہوگیا ۔ یونانی حکیمون اور انگریزی ڈاکٹرون کا معالجہ سودمند نہوا اوسی قید خانہ مین ۴۶ سال کی عمر مین جون ۱۸۱۸ء مطابق شعبان ۱۲۳۳ھ ہجری مین ۱ سال ۳ ماہ ۴ دن قید سکر انتقال کیا جنازے کے ساتھ لکھنؤ کے تمام چھوٹے بڑے آدمی تھے چند مدت تک قبر پر گارد رہا پھر چھوٹا سا مقبرہ بنوا دیا جو کاشی باغان مین بیگو سلطان کے کسی بیٹے کی قبر کے پاس ہے اوسکی لوح قبر پر یہ اشعار کندہ ہین ؎

وزیر عہد وزیر علی آصف جاہ — چو سوے خلد برین رفت زین سرائے غرور
ز دیم عوظہ بدریاے فکر تا آریم — بدست گوہر تاریخ آن بعفو غفور
بگوشم آمدہ ناگہ بشور و شیون شین — نواے وای در ینیاز جن و انس و طیور

وزیر علیخان گو طفل مزاج تھا مگر شجاعت و ہمت مین جوان بیمثل تھا بھاگتے وقت اکثر جگہ ہزارون سوارونکی غول مین سے تن تنہا بزور شمشیر مقابلہ کرتا ہوا نکل گیا ۔ اور جسوقت دریاے گھاگرہ پر پہنچا تو فوج انگریزی بھی صورت موج قدم بقدم جا پہنچی ۔ مگر اوس نے کمال جلادت اور جرات کے ساتھ گھوڑی کا کمر بند کاٹ کر پانی مین ڈالدیا اور پار اوترا پہاڑ اور جنگلون مین اکیلا اوترا اور تیور دینپر نہین آیا ۔ ایک دن قید خانہ کلکتہ مین پلنگ پر لیٹا ہوا تھا کہ اوسکے گلے کی مالا کا ڈورا ٹوٹ گیا اور دانے زمین پر بکھر گئے وزیر علی نے ایک دانہ اوٹھا کر جسطرح لڑکے گولی کھیلتے ہین اوسکو انگلیون کے زور کے ساتھ دیوار پر مارا اوسکی آواز سنکر بہت خوش ہوا وہ کئی بیش قیمت دانے اسطرح مار مار کر توڑ ڈالے ۔ اوسوقت آبدار پانی پلانے کے واسطے حاضر تھا اوسنے یہ حال بیگمکر کہا کہ باقی دانے مجھے دیدے جائین ۔ مرزا نے وہ موتی جو کئی ہزار روپے کے تھے

دے ڈالے۔

وزیر علی خان کے انتقال کے بعد اوسکی زوجہ نے لکھنؤ مین آکر ابراہیم علی خان کے بیٹے مرزا بھورا کے ساتھ نکاح کر لیا اور اوس عورت کے لئے چھ سو روپیہ ماہوار سرکار انگریزی سے مقرر ہوا۔ مرزا بھورا کے بعد یہ تنخواہ اون کے فرزندون پر مقرر ہوئی۔ اور وزیر علیخان کے بیٹے بھی جو خالص اوس کے نطفے سے تھے کچھ پاتے تھے۔ اور اوس عورت کا بھائی جو ایک صندوقچے مین تھا وہ مرزا بھورا کے تصرف مین آیا۔

وزیر علیخان شعر بھی کہتا تھا۔ ایک غزل اوسکی یہان لکھی جاتی ہے جو اوسنے اپنی مصیبت کی حالت مین کہی تھی تخلص وزیری کرتا تھا۔

چون سبزۂ زندی کہ بپردہ نکے تلے ہم
اس گردش افلاک سے پھولے نہ پھلے ہم

روتے ہین شب و روز اسی فکر سے یارب
غنچے کی طرح باغ مین گل ہو نہ کھلے ہم

ارمان بہت رکھتے تھے ہم دل مین چمن مین
پہنچے نہ خوشی سے کبھی سایے کے تلے ہم

جس گل پہ نظر کرتے ہین آتا ہے نظر خار
گلشن سے چلے جاتے ہین کانٹون مین پلے ہم

ہم وہ نہ قلم تھے کسی مالی کے لگائے
نرگس کے نہالون مین تھے آصف کے پلے ہم

افسوس کہ اس دل کا کنول کھلنے نہ پایا
کوئی دنکو چلے جاتے ہین مالی کے تلے ہم

اب پہلے ہی آغاز مین پامال ہوتے ہین
فریاد کرین کس سستی قسمت کے جلے ہم

دکھہ اپنا عبث کہتے ہین بیدرد کے آگے
بے بس جو جہان آگرے ہرگز نہ ٹلے ہم

زندان مصیبت مین بھلا کسکو بلا ہے
رہتے ہین وزیری ہی دے برات پلے ہم

تمام شد

خاتمۂ طبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب تاریخ اودھ حصہ دوم مولفہ جناب مولوی نجم الغنی خانصاحب بیدمولوی فارسی مہاراناتائی اسکول اودیپور بماہ ست نمبر سنہ ۱۹۲۴ مطبع مطلع العلوم مرادآباد مین باہتمام منشی ایس این علیصاحب مالک مطبع کے چھپی

خاص ہمارے یہانکی مطبوعہ کتب

جو سوائے دفتر نیز اعظم مراد آباد دوسری جگہ نہین مل سکتین

گنج شایگان معروف بہ نگسال قدیم شاہان ایران سے لیکر آجتک کی دنیا بھر کی بادشاہون ریاستون وغیرہ کے سونے چاندی تانبے کے سکوں کی دونون طرف کی اصلی تصویر حال۔ وزن۔ ماہیت اور ایک مبسوط فہرست سلاطین ہندوستان و جلال الدین اکبر کے سکوں کی دیگئی ہے جلد اول

مخزن الفوائد نہایت دلچسپ کارآمد کتاب ہے۔ لائق مصنف نے بڑی محنت اور کوشش سے اس کو ترتیب دیا ہے دنیا بھر کے اوزان۔ پیمانے۔ مقادیر اور سکہ جات کے حالات بتحقیقات کے بعد درج کئے گئے ہین۔ ممالک غیر کے اوزان اور سکون کا مقابلہ۔ انگریزی اور ہندوستانی اوزان اور سکون سے بڑی خوبی سے کیا گیا ہے۔ ایران عرب۔ اور ہندوستان کے قدیم و جدید سکون کے مکمل تاریخی حالات (یہانتک کہ کل کے سکہ کا بھی اسمین ذکر ہے) اور تحقیقات مین مصنف نے اپنا سکہ بھی دیا ہے۔ تاریخ کے شایق اور غیر ممالک اور خود ہندوستان کے مختلف صوبہ جات مین سیر کرنے والونکے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔ ۸

مخزن الفوائد حصہ دوم اول باب مین فوٹوگرافی کے متعلق تمام شیا اور اونکی تصاویر اور ادویات۔ اور اوزان باب دوم مین زنکوگرافی اور اوسکی تمام متعلقہ چیزون کا تفصیلی ذکر اور تصاویر و ہدایات۔ زنکوناٹیوگرافک۔ فوٹو زنکوگرافی۔ باب سوم مین بلاک بنانا یعنی تصویرون کا اتارنا۔ دہات یا شیشہ پر السید سی کہودنا جسپر طبع کے مصالحہ لگاکر تصاویر و نقشہ جات کے روغن۔ وارنش یعنی تصویر کو صاف کرنا۔ جڑ کھا لگانا۔ اور بنانا۔ زیم پر منہری افشان۔ گلٹ کرنا۔ اور صاف کرنا وغیرہ تراکیب درج ہین۔ باب چہارم مین فوٹو لیتھوگرافی کاغذ سے یا دہات یا کسی رنگین سطح پر تصویر اتارنے کی ترکیب۔ پانچوین باب مین سنکوگراف چھاپہ۔ چھٹے مین نقلی پریس۔ ساتوین مین فرد ٹائپ۔ آٹھوین مین ان گریونگ ٹائپ پریس اور اسکی متعلق تمام ضروری چیزون کا ذکر تفصیل کے ساتھ مع تصاویر درج ہے۔ نوین مین لیتھوگرافک پریس اور اوسکی ہر ایک ضروری چیز کا مشرح ذکر مع تصاویر درج ہے۔ دسوین مین قواعد نقاشی و مصوری اور اوس کے کل آلات کا ذکر و تصاویر۔ گیارہوین باب مین قواعد خوشنویسی اور اوسکی تمام ضروری حالات مع خوشنویسی تعلیمات کے درج ہین۔ غرضیکہ اسیطرح آیندہ بابون مین سیکڑون ضروری اور مفید صنعتون کی ترکیبون اور قاعدہ کو صحیح صحیح لکھا ہے۔ جنکو لوگ بادجود روپیہ خرچ کرنے اور خدمت کرنے کے بھی حاصل نہین کر سکتے۔ ان کیمیاوی نسخون سے آدمی گھر بیٹھے دولت کما سکتا ہے۔ یہ تمام کمیاب اور تجربہ شدہ نسخے بہت سے سفینہ مین لئے گئے ہین (۹)

تاج و نشان المعروف بہ تاج الملوک دو جلد کامل دنیا بھر کے سلطنتون اور ریاستون وغیرہ کے تاج و نشان

قومی مارکے - پھر پرے - ناؤ گرام وغیرہ کی اصلی تصویر بہت معہ اونکی رنگتون کے دکھائی ہے ۸

دستار و کلاہ تمام دنیا کی مختلف قسم کی پگڑی - ٹوپی کنٹوپ - خود - شملہ - دکھنی پگڑیان - پارسیوں کی متذق ٹوپیان - کمر بند - پرتھ - لڑکون اور لڑکیون کی مختلف اوقات کی ٹوپیان - ٹمانہ والونکی ٹوپیان ان کے حالات مفصل ہیں - ۸

تاریخ اودھ - مکمل چار جلد - نواب برہان الملک سعادت خان کے عہد سے واجد علیشاہ تک کی معزولی کے حالات مفصل درج ہیں سر ولیم کیا کے کتب سے - جامع تاریخ مرتب کی ہے غور و تحقیق کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا گیا - فہرست مضامین بہت طول طویل ۲۰ صفحہ پر ہے جسکے دیکھنے سے اس کتاب کی اہمیت اور وقعت معلوم ہو سکتی ہے - کہ مولفنے برسہا برس تک کس جانکاہی - تحقیق و تلاش اور دماغی محنت سے اسکو ترتیب دیا ہے گویا اودھ کے حالات لکھنے والون میں اول نمبر لیا ہے اول حصہ میں مولف کی عکسی ناف لون پورے صفحہ کی تصویر بھی لگائی گئی ہے - غرضکہ کتاب بلحاظ حسن صوری و معنوی رواج ہونے کے موجودہ زمانہ کی قابل قدر تصنیف ہے - جلد اول دوم بالکل مکمل ہیں اور سوم و چہارم پریس میں ہیں جو جلد سے جلد شایع ہونگی - سفید کاغذ پر بہت تھوڑی جلدیں طبع کی گئی ہیں مبلغ فی جلد ۵ مقرر ہے -

مصباح الادب پند و حکمت کے گوہر معنی فہم اخلاق کی کتابون میں - شاعر انہ نثر - مصنفہ حافظ شہزادی

کے متعلق ذکی کا اردو ترجمہ دنیا کی سات اور زبانون میں بھی اسکے ترجمے ہو چکے ہیں - لندن کے کتب خانے انڈیا آفس میں موجود ہے - ۸

عدد التاریخ معروف بہ نصیل تاریخی - یہ کتاب جناب منشی انوار حسین صاحب مرحوم المخاطب بہ تسلیم سہسوانی کی تصنیف ہے - ابجد کے حساب سے تاریخ نکالنے کے لئے میں انکی شہرت اور مسلم الثبوت اوستادی محتاج بیان نہیں ہے - نمبر سے لیکر ۲۰۰ نمبر تک ہر نمبر کے مقابلہ میں اتنے ہی عدد کے نام - الفاظ - فقرے - محاورات - ضرب الامثال - آیات - حدیث وغیرہ لاکھون اور بعض جگہ معرعے دئے گئے ہیں - اور وہ بھی اس کثرت سے کہ پڑھنے والونکو حیرت ہوتی ہے کہ معنف کس بلا کا دماغ رکھتا تھا - تاریخی نام نکالنے والون اور تاریخی کلام کہنے والون کے لئے اس سے بہتر کوئی اور کتاب کارآمد نہیں ہو سکتی ۸

کنز الطغرا معروف بہ نقش و مرت قدیم و جدید ہر قسم کے تین سو نایاب طغرے ایک ایک صفحہ پر خط نستعلیق کلان ۱۲ ۱

تذکرۃ السلوک فلسفہ و حکمت کے نکتے سے کئی جرمن مصطلحات صوفیہ کی تشریح کی گئی ہے ۸

احسن الاذکار فی مناقب غوث الابرار حضرت غوث پاک کی مفصل سوانحعمری - کرامات - اور حالات سب کتب مناقب صحیح فوائد عادات وغیرہ ۱۲ ۱

ذکر رحمانی حضرت مولانا فضل الرحمن شاہ صاحب گنج مرادآبادی قدس سرہ کی سوانح - حالات - کرامات اور اوراد وغیرہ ۴

کتب خانہ

- جامعہ کے کتب خانہ
- ۱۔ اراکین مجلس کی
- ۲۔ اساتذہ جامعہ
- ۳۔ طلبہ
- ۴۔ متفرقہ
- ۵۔ شرائط
- ۶۔ کتب خانہ
- ۷۔ کتابوں
- ۸۔ قلمی
- جاری